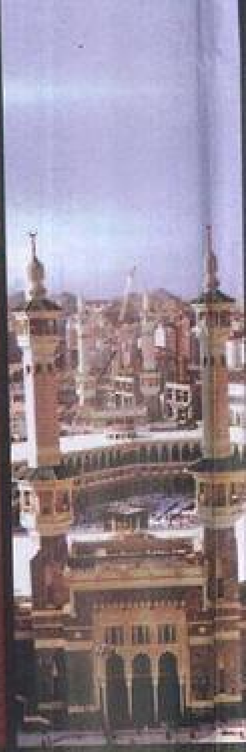

تاریخ اہلِ حدیث

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

www.KitaboSunnat.com

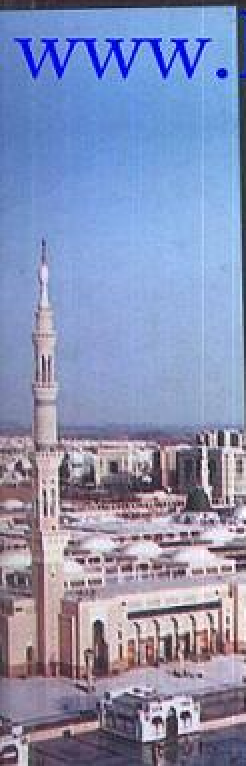

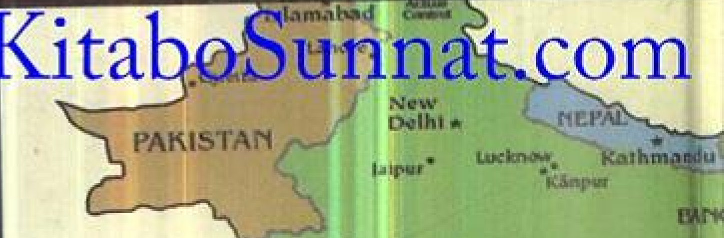

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ا

انّه من سلیما ن و انّه بسم اللّه الرّ حمن الرّ حیم

تاریخ اہل حدیث

جلد پنجم

تالیف

ڈاکٹر محمد بہاءالدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	تاریخ اہل حدیث (جلد پنجم)
مؤلف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین
صفحات	٦٩٩
سال اشاعت	۲۰۱۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ نمبر
سخن ہائے گفتنی	۷
عرض مولف	۱۲
شیخ عبداللہ الہ آبادی	۱۴
اعتصام السنه فی قامع البدعة	۱۷
باب اول: اتباع سنت کی ضرورت	۱۸
باب ثانی: تقلید کی مذمت اور ردّ بدعت	۵۶
اللباب فی صلوۃ الاحباب	۹۲
الباب الاول: فی حکم رفع الیدین	۹۳
الباب الثانی: فی حکم وضع الیدین علی الحیازیم فی الصلوۃ	۱۰۴
الباب الثالث: فی حکم التعوذ جهراً وسراً	۱۱۰
الباب الرابع: فی حکم البسملة مع الفاتحہ	۱۱۳
الباب الخامس: فی قرأة الفاتحة خلف الامام	۱۱۴
الباب السادس: فی حکم التامین	۱۲۰
الباب السابع: فی حکم البسملة مع السورة	۱۲۳
الباب الثامن: فی حکم جلسة الاستراحة	۱۲۵
الباب التاسع: فی حکم قنوت الفجر	۱۲۶
باب العاشر: فی حکم التوّرّک فی الجلسة الاخیرة	۱۲۸
ایصال طرق المصلین الی طریق رسول رب العالمین	۱۲۹
کسوٹی: **ما انا علیه و اصحابی**	۱۴۱
منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری	۱۴۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروعات میں لفظ، حق و باطل، کا استعمال ۱۵۵
ہدایہ کی بنا غالباً عقلی دلائل اور ضعیف احادیث پر ہے ۱۶۰
بخاری و مسلم کی ترجیح و تقدیم ۱۶۳
احادیث صحیحین کا قطعی ہونا ۱۶۸
بجواب مطاعن صحیحین ۱۷۴
اہانت حدیث کفر ہے ۱۹۴
صاحب ہدایہ مجتہد نہ تھا ۱۹۷
طعن ابن ہمام وغیرہ کا جواب ۱۹۹
کیا امام بخاری، شافعی المسلک تھے ۲۱۴
مجتہد مستقل، مجتہد منتسب اور مجتہد فی المذہب ۲۱۹
التماس برائے آئندہ ۲۲۱
تبیان لرد البرھان ۲۲۲
ابطال دعوی حصر مذاہب باجماع مرکب ۲۲۹
ابطال دعوی حصر نجات مذاہب اربعہ میں ۲۳۰
اقرار ملا علی قاری کہ التزام کسی پر واجب نہیں ۲۳۱
شاہ ولی اللہ کے نزدیک تعیین کو بحق عامی مرجح کہنا کذب ہے ۲۳۲
وجوب التزام اور رواج تعیین مذہب کا شیوع ۲۳۵
حکم تلفیق ۲۴۰
حکم رجوع بعد العمل ۲۴۲
جواز قضا بخلاف مذہب ۲۴۴
قائل ہونا کئی علماء اہل سنت کا ساتھ تعدد حق کے ۲۴۶
جواز تقلید مفضول ۲۵۷
عامی کا کوئی مذہب نہیں ۲۶۱
تجزی اجتہاد اور جواز استدلال بالحدیث بحق غیر مجتہد مطلق ۲۸۲
اثبات اجتہاد اصحاب صحاح ستہ کا ۲۹۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعرانی کا قول کہ امام ابوحنیفہ کو بہت حدیثیں نہیں پہنچیں	۲۹۵
خاتمۃ الرسالہ	۲۹۷
ضمیمہ نمبر اول اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۴۔ اگست ۱۸۷۷ء	۲۹۹
مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء	۳۰۲
ضمیمہ نمبر ۲، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء	۳۱۰
ضمیمہ نمبر ۳، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء	۳۲۱
ضمیمہ نمبر ۴، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۵۔ اگست ۱۸۷۷ء	۳۳۰
ضمیمہ نمبر ۵، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۸۔ ستمبر ۱۸۷۷ء	۳۴۰
ضمیمہ نمبر ۶، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۵۔ ستمبر ۱۸۷۷ء	۳۵۱
ضمیمہ نمبر ۷، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۲۔ ستمبر ۱۸۷۷ء	۳۵۶
ضمیمہ نمبر ۸، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۹۔ ستمبر ۱۸۷۷ء	۳۶۶
ضمیمہ نمبر ۹، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء	۳۷۷
ضمیمہ نمبر ۱۰، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء	۳۸۳
ضمیمہ نمبر ۱۱، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۰۔ نومبر ۱۸۷۷ء	۳۸۸
ضمیمہ نمبر ۱۲، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۴ نومبر ۱۸۷۷ء	۳۹۳
ضمیمہ نمبر ۱۳، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر یکم دسمبر ۱۸۷۷ء	۴۰۱
ضمیمہ نمبر ۱۴، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۸۔ دسمبر ۱۸۷۷ء	۴۰۵
ضمیمہ نمبر ۱۵، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۵۔ دسمبر ۱۸۷۷ء	۴۱۵
ضمیمہ نمبر ۱۶، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۲۔ دسمبر ۱۸۷۷ء	۴۱۹
ضمیمہ نمبر اول سفیر ہندوستان امرتسر یکم جنوری ۱۸۷۸ء	۴۲۷
ضمیمہ نمبر دوئم، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۵۔ جنوری ۱۸۷۸ء	۴۳۶
ضمیمہ نمبر سوئم و چہارم، اخبار سفیر ہند امرتسر ۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء	۴۴۴
ضمیمہ نمبر پنجم، اخبار سفیر ہندوستان مرتسر ۲۶ جنوری ۱۸۷۸ء	۴۵۷
ضمیمہ نمبر ششم، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۶ فروری ۱۸۷۸ء	۴۵۹
ضمیمہ نمبر ہفتم، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۸ء	۴۷۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر ہشتم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۔ مارچ ۱۸۷۸ء	۴۸۱
ضمیمہ نمبر نہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۹۔ مارچ ۱۸۷۸ء	۴۸۸
ضمیمہ نمبر دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۶۔ مارچ ۱۸۷۸ء	۴۹۴
ضمیمہ نمبر یاز دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۲۳۔ مارچ ۱۸۷۸ء	۵۰۰
ضمیمہ نمبر دواز دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۶۔ اپریل ۱۸۷۸ء	۵۱۵
ضمیمہ نمبر سیز دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۲۔ مئی ۱۸۷۸ء	۵۲۴
ضمیمہ نمبر چہار دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۸۔ جون ۱۸۷۸ء	۵۳۲
ضمیمہ نمبر پانز دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء	۵۴۱
متفرقات : ضمیمہ نا معلوم	۵۶۸
تتمہ دوم: اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۷ء	۵۷۷
مولوی حبیب اللہ کو نصیحت	۵۸۳
تتمہ اخبار سفیر ہند امرتسر مطبوعہ ۱۸ مئی ۱۸۷۸ء	۵۸۵
تتمہ نمبر اول اخبار سفیر ہند ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء دفعہ دوم اعلان عام	۵۹۰
حل عبارت فتوحات	۵۹۴
ضمیمہ نمبر پانز دہم اخبار سفیر ہندوستان مرتسر ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء	۵۹۵
ادلہ کاملہ	۵۹۷
اظہار الادلہ	۶۲۰
نوٹ نمبر ایک (بابت مناظرہ امام اوزاعیؒ و امام ابوحنیفہؒ)	۶۴۸
نوٹ نمبر ۲ (بابت فاستمعوا له و انصتوا)	۶۵۸
نوٹ نمبر ۳ (بابت: گفتگو مابین امام ابو یوسفؒ و امام اسحاقؒ بن راہویہ)	۶۶۰
نوٹ نمبر ۴ (بابت: الایمان لا یزید و لا ینقص)	۶۶۲
نوٹ نمبر ۵ (بابت: لو کان الایمان عند الثریا ..)	۶۷۵
منح الباری سے نوٹ	۶۷۸
اعلان دافع ہذیان	۶۸۳
کتابیات	۶۹۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن ہائے گفتنی

اہلِ حدیث کا مسلک تو اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب پہلے پہل ہادیِ عالم ﷺ نے فاران کی بلندیوں سے اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچایا تھا۔ اہلِ حدیث کا مسلک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ﴾

اور ﴿ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾

ہی پر اس کے مسلک کی بنیادیں استوار ہیں۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلّم داشتن

ہمارے عقائد کی سادگی واضح ہے اور ہمارے اصول و ضوابط کے نکات روشن۔ اپنے عقائد و افکار پر ہماری پختگی کسی خوفِ ملامت اور اظہارِ مداہنت کی پرواہ نہیں کرتی۔ اس غیر لچکدار رویّے پر کوئی خواہ کچھ ہی کہے مگر اپنے ایمان سے انحراف کرنا ہم نے کبھی گوارا نہیں کیا۔ اس عقیدۂ صحیحہ پر استقامت اور اس فکر و منہج کی پیروی کی ایک مسلسل و مستقل تاریخ ہے۔ معاندین خواہ اس تاریخی تسلسل کا کتنا ہی انکار کریں مگر حقائق اپنی جگہ ثابت و محکم ہیں۔

چوتھی صدی ہجری میں جبکہ تقلیدی مذاہب پروان چڑھ چکے تھے امام ابن المنذر، امام محمد بن مخلد العطار، امام ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین، امام حسین بن اسماعیل المحاملی، امام ابن خزیمہ، امام ابن الحدّاد الغسانی رحمۃ اللہ علیہم۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں صدی ہجری میں امام محمد بن علی الساحلی، امام ابن حزم، محدث خطیب بغدادی، امام محمد بن ابی نصر الحمیدی، امام عبد الرحمان بن قاسم الشعبی رحمۃ اللہ علیہم ۔

چھٹی صدی ہجری میں امام ابو عامر محمد بن سعدون العبدری القرشی، امام عبد اللہ بن احمد بن یربوع، امام ابراہیم بن عبد الصمد التنوخی، امام ابن ابی مروان، امام حسن بن مسلم (م۵۹۴ھ) رحمۃ اللہ علیہم ۔

ساتویں صدی ہجری میں امام ابن الرومیہ الاندلسی، امام بکر بن ابراہیم اشبیلی، شیخ عز الدین بن عبد السلام، علّامہ عبد العزیز بن علی اللخمی اشبیلی، امام ابو الحسن عمر بن علی دمشقی ثم بغدادی (م۶۴۵ھ) رحمۃ اللہ علیہم ۔

آٹھویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، شیخ الاسلام حافظ ابن قیم، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخر الدین زرادی سامانوی، شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری، امام عبد الرحمان تلمسانی رحمۃ اللہ علیہم ۔

نویں صدی ہجری میں امام محمد بن یعقوب فیروز آبادی، امام ابن حجر عسقلانی، علّامہ احمد بن علی المقریزی، امام محمد بن ابراہیم ابن الوزیر، علّامہ احمد بن طوغان بن عبد اللہ الشیخونی (م۸۰۸ھ) رحمۃ اللہ علیہم ۔

دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی، علّامہ محمد بن مصطفےٰ الدسوقی، شیخ جعفر بن میران بوبکانی، شیخ عبد النبی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم ۔

گیارہویں صدی ہجری میں امام یحییٰ بن حسین الاہدل، ملّا عبد القادر بدایونی، قاضی نصیر الدین برہانپوری، شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی رحمۃ اللہ علیہم

بارہویں صدی ہجری امام ابراہیم بن حسن الکورانی، مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی، امام محمد بن اسماعیل یمانی، شیخ محمد حیات سندھی، شاہ محمد فاخر زائر الہ آبادی، امام محمد بن عبد الوہاب نجدی، شیخ ابو الحسن کبیر سندھی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ ارباب علم وتحقیق ہیں جو شاہراہِ عام سے الگ اپنی مخصوص شان رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ ان اصحاب علم وفضل کا ایک مخصوص حلقۂ ارادت بھی ہوگا جو ان کے علم وفضل کا خوشہ چیں اور ممنونِ تحقیق ہوگا ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان میں بعض اکابر کا شمار تو بلا شبہ ارباب تحقیق وتجدید میں ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ سمجھنا قطعاً درست نہیں ہوگا کہ اہلِ حدیث کا مسلک صرف خواص کا مسلک تھا ۔ بلکہ ہر دور میں یہ خاص و عام ہر دو کا مسلک رہا ہے ۔ تقلیدِ شخصی کا جمود اگر خواص کے لیے قابلِ نفریں ہے تو عوام کے لیے بھی مذموم ۔

مسلکِ اہلِ حدیث کے ساتھ معاندین نے مختلف اندازِ ستم اختیار کیے ۔ انکے عقائد پر ناروا الزامات لگا کر انہیں خارجی ، غیر مقلد ، لا مذہب ، وہابی اور بے دین قرار دیا گیا ۔ مختلف اندازِ ستم میں سے ایک اندازِ ستم یہ بھی ہے کہ ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ۔ ہمیں نومولود فرقہ یا مولانا مناظر احسن گیلانی کی زبان میں کہہ لیجیے '' فتنۂ حادثہ '' قرار دیا گیا ۔ ہمارے اکابر کو حنفی ، شافعی ، مالکی اور حنبلی بنایا گیا ۔ ہمارے اسلاف کے کارناموں کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی گئی ۔

برّصغیر کی صورتحال ہر قسم کے اندازِ ستم کی بہتریں مثال ہے ۔ احناف کے ہر دو گروہ (دیوبندی، بریلوی) کا مشقِ ستم اہلِ حدیث رہے ۔ برّصغیر میں پیدا ہونے والے ہر نومولود فرقے کا پہلا فریضہ اہلِ حدیث کی ہی مخالفت رہا ۔ علاّمہ شبلی نعمانی جیسے روشن خیال مفکر کی ذہنی سطح بھی ایک زمانے میں یہ رہی کہ

'' ایک مسلمان عیسائی تو ہوسکتا ہے لیکن غیر مقلد (اہلِ حدیث) کیسے ہوسکتا ہے ؟ ''

برّصغیر میں اہلِ حدیث کی تاریخ کے ساتھ نقب زنی کی جو پہلی منظّم کاوش ہوئی ہم اسے '' سندھی فلسفۂ تاریخ '' کا نام دیتے ہیں ۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے نہ صرف سیّدین شہیدین کی تحریک کو مسخ کردیا بلکہ علماء صادق پور کی خدمات پر بھی خطِ تنسیخ پھیر دی ۔ '' سندھی فلسفۂ تاریخ '' کے جواب میں مولانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالغفار صادق پوری کی خواہش پر مولانا مسعود عالم ندوی نے جنبش قلم فرمائی ۔'' سندھی فلسفۂ تاریخ '' کا اظہار بار بار مختلف اہلِ قلم کی تحریروں میں ہوتا رہا ۔ خود مولانا سندھی کی تحریریں بھی ہر چند برس بعد مرحلۂ طباعت سے گزرتی رہیں ۔ دوسری طرف صورتحال یہ رہی کہ مولانا ندوی کی تحریر کردہ کتاب '' مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے افکار و خیالات پر ایک نظر'' صرف دو یا تین مرتبہ مرحلۂ طباعت سے گزری ۔ تاریخ اہل حدیث پر معاندانہ الزامات کا جواب دینے والے اہلِ قلم کی تعداد بھی محدود رہی ۔ پروفیسر محمد مبارک ، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری ، حافظ صلاح الدین یوسف ، محمد احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی وغیرہم کا شمار ان اہل قلم میں ہوتا ہے جنہوں نے مضامین سے ایک قدم آگے بڑھ کر کتابی شکل میں مسلکِ اہلِ حدیث پر ناروا الزامات لگانے والوں کی دلائل کی روشنی میں خبر لی اور '' جاء الحق و زهق الباطل '' کو صفحاتِ تاریخ میں عملی شکل میں مرتسم کر دیا ۔ مگر ہماری جماعتی بے حسی برقرار رہی ، ان کی کتابیں کتنی شائع ہوئیں اور ان کی تصنیفات سے خود اہلِ حدیث اہل قلم نے کس قدر اعتناء کیا ؟ فیاسفا علیٰ هذا ۔

ہماری جماعتی غفلت اپنے عروج پر تھی ، معاندین کے اندازِ ستم جاری و ساری تھے کہ عین موقعِ تنزل وسقوط پر جبکہ ہر سُو تاریکی اور مایوسی کا غلبہ تھا اللہ ربّ العزت کے فضل وکرم سے برادرِ مکرم ڈاکٹر محمد بہاء الدین نے وہ غیر معمولی کارنامہ انجام دیا جو تاریخِ اہلِ حدیث کے لیے کسی معجزے سے کم نہیں ۔ سلف و اکابر کے قدیم دستاویزات کھنگال کر اسلاف کی خدمت کے مختلف پہلوؤں اور تاریخ اہلِ حدیث کے مختلف مخفی گوشوں کو قرطاسِ ابیض پر منتقل کر دیا ۔ جماعت کے ارباب قلم کے لیے ان کی خدمت ، ترکِ جمود کی ایک عملی کاوش بھی ہے اور خدمتِ قلم کی ایک روشن بھی ۔

تاریخِ اہلِ حدیث کی چار جلدیں منظرِ شہود پر آ چکی ہیں اور پانچویں جلد کے لیے ڈاکٹر صاحب موصوف کی خواہش پر راقم نے چند سطور قلمبند کیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ سلسلہ ختم ہونے والا نہیں۔ کیونکہ ''تاریخِ اہلِحدیث'' کا جس انداز سے انہوں نے آغاز کیا ہے وہ ناقابلِ اختتام ہے۔ جیسے جیسے اور جس جس طرح ان کی رسائی ذخیرۂ معلومات تک ہورہی ہے وہ اسے خوانندگانِ محترم کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ ان کی کاوش نہ صرف معاندین کے لیے لمحۂ فکر یہ ہے بلکہ سلفی فکر کے نمائندہ اہلِ قلم کے لیے ایک تحریک بھی ہے۔

تاریخِ اہلِ حدیث ہمارے نزدیک اب صرف تاریخ نہیں بلکہ ایک قلمی تحریک ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس قلمی تحریک کے قائد ضرور ہیں مگر تنہا مسافر نہیں دامے، درمے، سخنے لوگ ضرور ان کی اس قلمی تحریک کے رکن بنیں گے۔

انشاء اللہ

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی۔ کراچی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلف

للہ الحمد و المنۃ کہ تاریخ اہل حدیث کی پانچویں جلد قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے جو ہندوستان میں انیسویں صدی کے اہل حدیث علماء کی ترویج مسلک عمل بالحدیث کی ترک تازیوں کی داستان کا ایک حصہ ہے۔

جلد ہذا مولانا عبداللہ مئوی عرف جھاؤ میاں، حافظ ایضاح الحق، شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی، اورحافظ محمد شفیع کی خدمات جلیلہ کے ذکر سے منور ہے۔ مولانا عبداللہ مئوی کی مشہور کتابیں اعتصام السنہ، اللباب فی صلوۃ الاحباب، ایصال طرق المصلین، اورحافظ ایضاح الحق کا رسالہ: کسوٹی: ما انا علیہ و اصحابی، اس جلد میں شامل ہیں۔ ان کتب کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کی منح الباری نقل کی گئی ہے جو سید عثمان مقلد ابوحنیفۃ النعمان کی ایک تحریر کے جواب میں لکھی گئی تھی جس میں انہوں نے ہدایہ کو بخاری شریف کے مقابلے میں مرجح قرار دیا تھا۔ اس کے ساتھ شیخ الاسلام بٹالوی ؒ نے تبیان لردّ البرہان نامی ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کی وجہ تصنیف میں شیخ الاسلام بٹالوی فرماتے ہیں:

> میاں عثمان اول نے مسئلہ ترجیح صحیح بخاری میں بمقابل علمائے دہلی کے سر اٹھا کر کچلا یا اور اجر پایا ہے، ویسا ہی میاں فضل احمد بن مولوی عبدالرحمٰن نے، جو میاں عثمان کا بے علمی و نافہمی میں چھوٹا بھائی ہے، اوراس سے ایک درجہ متنزل مسئلہ وجوب تقلید معین معین وعدم جواز عمل بالحدیث میں قلم چلایا، اورایک رسالہ برہان المقلدین تالیف کر کے اپنے جہل پوشیدہ کو ظاہر کر دکھایا ہے۔

اس کے بعد اخبار سفیر ہندوستان امرتسر میں ۴۔ اگست ۱۸۷۷ء سے آخر سال تک شائع ہونے والے ۱۶ ضمیمے، اور ۱۸۷۸ء میں شائع ہونے والے ۱۵ ضمیمے شامل اشاعت ہیں۔ ان ضمیموں کے علاوہ دو تتمے اورحافظ محمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفیع امرتسری، مولوی محمد وحید اور اور مولوی عبدالمجید صاحب کی تحریریں بھی شامل اشاعت ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ضمیمے اور تتمے جو بعد ازاں اشاعۃ السنۃ النبویہ کا پیشرو ہوئے شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کے اشتہار مسائل عشرہ کے ان جوابات کے جواب میں شائع ہوئے تھے جو ان دنوں برصغیر کے احناف کی جانب سے شائع ہوئے تھے۔

نیز اس جلد مسائل عشرہ کے جواب میں شائع کی طرف سے شائع ہونے والی دو تحریریں بھی شامل کی گئی ہیں۔ پہلی تحریر اظہار الحق المعروف ادلہ کاملہ ہے جو دیو بندی بزرگوں کی طرف سے شائع ہوئی تھی اور دوسری اظہار الادلہ ہے جو ایک حیدر آبادی بزرگ کی طرف سے مطبع نظامی کان پور سے ۱۲۹۶ھ میں شائع ہوئی تھی۔

اس جلد میں شامل ہونے والی تقریباً سبھی دستاویزات برسوں پرانی مطبوعات ہیں، اور ان میں جن کتب سے حوالے دیئے گئے ہیں وہ اس سے بھی پرانی مطبوعات ہیں جن کی عبارتیں اور حوالہ کے لئے دیئے گئے صفحات نمبر کا تعین (خستہ اوراق کی فوٹو کاپیاں ہونے کی وجہ سے) میرے لئے ناممکن تھا۔ اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ ان عبارات کو متداول طبع شدہ نسخوں سے نقل کیا جائے۔ میرے پاس کوئی ذاتی کتب خانہ نہیں ہے اور اپنی علالت کے باعث کتب خانوں سے استفادہ بھی نہیں کر سکتا، اس لئے جو ما حضر تھا وہی پیش کر دیا گیا ہے۔ تاہم جہاں ممکن ہوا ہے اصل کتابوں کی مختصر عبارتوں کو مکمل کر دیا ہے، اس دور کی کتابتی اور طباعتی اغلاط کی بھی ممکنہ حد تک تصحیح کر دی گئی ہے اور ضرورت کے مطابق اصل مصنفین کی مشار الیہ عبارتوں کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تائیدی احادیث اور تفسیری روایات بھی اضافہ کر دی گئی ہیں۔

امید ہے کہ ناظرین اس میں پائی جانے والی اغلاط پر متنبہ فرمائیں گے تاکہ کسی آئندہ موقع پر ان کی اصلاح کی جا سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو عامہ مسلمین کے لئے مفید بنائے۔ آمین

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبداللہ الہ آبادی

سید عبدالحی لکھنوی نے نزھۃ الخواطر میں آپ کا ترجمہ بایں الفاظ لکھا ہے:

الشیخ العا لم المحدث عبدالله الصدیقی المحمدی الاله آبادی احد کبار العلماء ، و لد و نشأ بمئو قریة جا معة من اعمال اله آباد علی عشرة امیا ل من البلدة ، و اشتغل با لعلم علی اساتذة بلاده مدة ثم سا فرالی دهلی وأخذ عن الشیخ اسحاق بن افضل العمری الدهلوی، و استنسخ الکتب المتداوله بخط مستقیم مع الحواشی و التعلیقا ت۔ و کان قلیل الدرس کثیر التصنیف، له مصنفات کثیرة ....

و من مصنفا ته :

الیم الزغرب فی لغا ت الحدیث المنتخب، مرتب علی حروف المعجم ، والعروة الو ثقی لمنبع سنة سید الوری ، فی الحدیث علی تر تیب الا بواب الفقه،

و عمدة الصلاة و فا ئز النجاة۔ فی الحدیث مقتصراً علی مسائل الصلاة ،

و اعتصا م السنة و قا مع البدعة، مر تب علی با بین فی الأیات و الأحادیث المر وية فی البا ب۔ صنفه سنة ١٢٧١ھ ،

و النبرا س المنیر لصلاة الیا جیر،

و معین ا لأبرار علی الصلاة فی ا للیل و النهار، جمع فیه من السور القرآنیه ما یقرأ ها النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلاة ،

و الریا ض الأ نضر فی الفقه ا لا کبر، فی مسا ئل الصلاة استخر جها من الأ حا دیث الصحیحة المر فوعة مر تباً علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب الفقه۔
و صمصا م الحديد المسلول، فى قطع لغاديد البد عة و لرأى و المذاهب والتقليد المخذول،
و الا عجاز التين فى معجزات سيد المرسلين، و ذا لك مفرش الكلا م المبين. للمفتى عنائت احمد،
وله تر جمة شر ح الصدور،
والبدور السا فره،
وله سيف الحديد فى قطع المذا هب والتقليد،

هذا ما وصل الىّ من مئولفا ته۔ واما غير ذالك من الرسائل فمنها:العروةالمتين فى اتباع سنة سيد المرسلين،صنفه بالهندية سنة ١٢٧٣هـ۔و منها ۔السيف المسلول فى ذم التقليد المخذول، بالهندية صنفه سنة ١٢٧٣هـ ۔ كما فى تذ كرة النبلاء

قا ل الشيخ شمس الحق الديا نوى:

له منقبة عظيمة فى اشاعة السنة لو لا فيه بعض التشددات فى بعض المسا ئل ر حمه الله و غفر الله له ، وقداستنسخ الكتب الستة بيده وقرأعلى احفاد الشيخ ولى الله الدهلوى بل قيل: انه قرأ على الشيخ عبد العزيز الدهلوى ايضاً ۔ و له اتباع كثيرو ن فى بنگا له ۔ انتهى

(نز هه الخوا طر۔ ج ٧ ص ٣٠٤۔٣٠٦)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم علماء حدیث ہند میں آپ کا ترجمہ بایں الفاظ ہے:

محمد عبداللہ عرف جھاؤ مولد ومنشا مئو آئمہ۔ راجپوت خاندان سے تھے تعلیم کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد ہیں جہاں سے فارغ ہونے کے بعد مولد میں وارد ہوئے تو اپنے مکان میں اس بنا پر نہ ٹھہرے کہ آبا و اجداد نے زمین دار ہونے کے باعث مکان ظلم کے مال کے ساتھ بنایا ہے۔ یہ سن کر وہاں کے جولاہوں نے درخواست کی کہ ہم لوگ مزدوری پیشہ ہیں حلال کی کمائی کھاتے ہیں ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ آپ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور اس قوم میں رہنے لگے یہاں رفتہ رفتہ ایک جماعت قائم کر لی کچھ مدت بعد اعظم گڈھ چلے گئے پھر موضع مئو املو آئے یہاں بھی جماعتیں بنائیں۔ آملو سے بنگال کا قصد کیا، موضع جامڑیہ ڈاک خانہ بنیر ضلع راجشاہی میں رہنے لگے اس نواح میں آپ کے اثر سے ایسی جماعت قائم ہوئی جو عمل میں نمونہ سنت تھی۔ یہ جماعت جھوؤ کے نام سے منسوب ہوئی۔ آپ نے کئی رسالے لکھے اعتصام السنۃ شائع ہوا۔ آپ کا ترجمہ مولوی شمس الحق نے لکھا مگر چھپ نہ سکا۔ سن وفات اندازاً ۱۳۰۰ھ۔ ۱۸۸۲ء ہے۔

(تراجم علمائے حدیث ہند)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتصام السّنّة

فی

قامع البدعة

(مولانا محمد عبداللہ مئوی غفراللہ ذنوبہ۔ مطبع لوز کان پور۔
نبی بخش پرنٹر کے اہتمام سے ۱۲۹۲ھ۔۱۸۷۵ء میں چھپی۔
بروایت سید عبدالحی لکھنوی ۱۲۷۱ھ کی تصنیف ہے)

اللهم اهد نا هدى كتابه الكر يم و سنن نبيه الفخيم و طرق اصحا به الذين بذ لوا جهد هم فى سبيله و رسو له فلهم لذ لك اجر عظيم و من سلك مسلكها فتبوّء مقعده من دارالنعيم

(اے اللہ راہ دکھلا تو ہمیں راہ کتاب اپنی بزرگ کی اور راہیں نبی اپنے بزرگ کی اور راہیں اصحاب نبی ﷺ کی، جنہوں نے خرچ کی طاقت اپنی کو راہ اللہ میں اور طریقہ رسول اللہ ﷺ میں، پھر واسطے انہوں کے واسطے اسی کے مزدوری بڑی ہے اور جو کہ چلا ان راہوں کو پھر لیا جگہ اپنی بہشت میں)

اما بعد فهذه رسا لة فى اتباع السنّة جمعها عبد الله المحمدى على با بين ،

الا ول: فيه الآ ى و الا حا ديث و ما سوا هما ،

الثا نى: فيه الاحا ديث و ما عدا ها۔

(بعد حمد و نعت کے پھر یہ ایک رسالہ ہے اتباع سنت میں، جمع کیا اس رسالہ کو عبداللہ محمدی نے دو باب پر۔ اول باب میں آیتیں اور حدیثیں اور سوا ان دونوں کے، ثانی باب میں حدیثیں اور سوا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے، و سمّٰها باعتصا م السنة فی قمع البد عة کے تا کہ نفع لیویں ساتھ رسالہ کے اصحاب عقل اور نادانی کے)۔

الباب الاول

فيه الآی و الا حا ديث و ما سوا هما

(باب پہلا: اس میں آیتیں اور حدیث اور سوا ان دونوں کے)

قال الله تعالی فی سورة البقرة :

و ما جعلنا القبلة الّتی کنت عليها الّا لنعلم من يّتّبِع الرّسول ممّن ينقلب علی عقبيه، و ان کانت لکبيرة الّا علی الذين هدی الله ،و ما کان الله ليضيع ايما نکم، انّ الله بالنّاس لرؤف رحيم۔

(فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں ، اورنہیں کیا ہم نے قبلہ کو جو تھا تو اس پر، مگر تا کہ جانیں ہم کون پیروی کرتا ہے رسول کی بعض اس سے کہ پھرا دین باپ دادوں اپنے پر، اور بے شک تھا قبلہ سے پھرنا ان پر سخت ،مگر ان لوگوں پر نہ تھا سخت کہ ہدایت کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اور نہیں اللہ تعالیٰ ضائع کرتا نماز کو ان کی ۔ بے شک اللہ آدمیوں کے ساتھ بڑا مہربان رحم والا ہے)۔

عن البراء بن عازبٍ قال: کان رسول الله ﷺ صلّی نحو بيتِ المقدِسِ ستّة عشر شهراً او سبعة عشر شهراً ،و کان رسول الله ﷺ يحبّ ان يوجّه الی الکعبة ،فانزل الله عزّ و جلّ: قد نری تقلّب وجهك فی السماء ،فتوجّه نحو الکعبة ،و قال السّفهاء من النّاس، و هم اليهود ،و ما ولّاهم عن قبلتهم التی کانوا عليها ، قل لله المشرق و المغرب ۔ يهدی من يشاء الی صراط مستقيم (بقره :١٤٢)، فصلّی مع النّبیّ رجل ثمّ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرج بعد ما صلّی، فمرّ علی قو مٍ من الا نصار فی صلوةِ العصر یصلّو ن نحو بیتِ المقدس فقا ل: هو یشهد انّه صلّی مع رسول الله ﷺ و انّه تو جّه نحو الکعبة۔ فتحرّف القو م حتّی تو جّهوا نحو الکعبة ۔ (بخاری حد یث نمبر ٣٩٩)

(روایت ہے حضرت براءؓ بن عازب سے کہا، رسول اللہ ﷺ نماز پڑھی طرف بیت المقدس کے سولہ یا سترہ مہینے، اور تھے رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے پھرنے اپنے کا کعبہ کی طرف۔ اتارا اللہ تعالی نے: تحقیق کہ دیکھا ہم نے پھرنا تیرے چہرے کا طرف آسمان کے۔ پھر پھیرا حضرت نے منہ اپنا طرف کعبہ کے اور کہا بے وقوفوں نے بعض آدمیوں سے حالانکہ یہود تھے کس نے پھیرا انہوں کو قبلہ ان کے جو تھے اس پر۔ کہہ تو اللہ تعالی ہی کے واسطے ہے پورب پچھّم۔ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے راہ سیدھی کی طرف۔ پھر نماز پڑھی نبی ﷺ کے ساتھ ایک مرد نے۔ پھر نکلا بعد اس کے کہ نماز پڑھی، پھر گذرا قوم پر انصار سے نماز عصر میں، نماز پڑھتے وہ سب بیت المقدس کی طرف۔ پھر کہا وہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیرا کعبہ کی طرف۔ پھر پھری قوم یہاں تک کہ پھرے کعبہ کی طرف۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے۔ بخاری حدیث نمبر ٣٩٩)۔

(انّ رسو ل الله ﷺ لمّا ها جر الی المد ینة، امره الله ان یستقبل بیت المقدس ففر حت الیهود ۔ فاستقبلها بضعة عشر شهراً و کا ن رسو ل الله ﷺ یحبّ قبلة ابرا هیمؑ ، فکا ن ید عوا و ینظر الی السماء ، فا نز ل الله :

فو لّوا و جو هکم شطره ۔، فا ر تا ب من ذلك الیهود و قا لوا : ما و لّا هم عن قبلتهم اللتی کا نوا علیها ۔ فا نز ل الله : قل لله المشرق و المغر ب ، و قا ل : فاینما تو لوا فثم و جه الله (سیاطی ۔ لباب النقول فی اسباب النزول طبع ١٤١٩ھ)

فیه شدّة اتّباع السّنّة للا نصار و غیر اتّباع السّنّة الیهود فمن تبع السّنّة فقد صلح و من لا ،فقد طلح (اس حدیث میں سخت اتباع سنت کی ہے انصار کے واسطے اور غیر اتباع سنت ہے یہود نابکار کے واسطے، پھر جس نے پیروی سنت کی کی پھر بیشک بہتری پائی، اور جس نے نہ پیروی کی سنت کی کہتری پائی)

عن ابی هر یرة عن رسو ل الله ﷺ انه قا ل من اطا عنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقد اطاع الله ومن عصا نی فقد عصی الله ۔الخ ۔ اخر جه مسلم (روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ روایت کرتا ہے رسول اللہ ﷺ سے۔ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے اطاعت کی میری پھر تحقیق اطاعت کی اللہ کی، اور جس نے نافرمانی کی میری بے شک نافرمانی کی اللہ کی ۔آخر روایت تک)۔

عن جا بر قال قال رسول الله ﷺ اما بعدفا ن خیر الحد یث کتا ب الله و خیر الهدی هد ی محمدٍ و شرّ ا لا مور محد ثا تها و کل بدعةٍ ضلا لة ا خر جه مسلم ۔ (روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اما بعد: بہتر کلام، کلام اللہ اور بہتر راہ، راہ محمد ﷺ کی ہے اور بدتر کام نئے کاموں کا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ روایت کی اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

عن ابی هر یره ان رسو ل الله ﷺ قا ل :کلّ امتی یدخلون الجنة الّا من ابی۔ قا لوا : یا رسو ل الله ،و من یأبی؟ قا ل: من اطاعنی د خل الجنة، و من عصا نی فقد ابی (بخاری ۔۷۲۸۰) (روایت ہے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر امت میری داخل ہویں جنت کو مگر جس نے انکار کیا، کہا گیا اور کون ہے کہ انکار کیا۔ فرمایا جس نے اطاعت کی میری، داخل ہوا وہ جنت کو اور جس نے نافرمانی کی میری، پھر تحقیق انکار کیا)۔

عن جا بر قال جاء ت ملا ئکة الی النّبی ﷺ و هو نائم فقا ل بعضهم : انّه نا ئم و قا ل بعضهم انّ العین نا ئمة و القلب یقظا ن، فقا لوا: انّ لصا حبکم هذا مثلاً ، قا ل فا ضربو له مثلاً ، فقا ل بعضهم: انّه نائم ، و قا ل بعضهم ان العین نا ئمة و القلب یقظا ن ۔

فقا لوا: مثله کمثل رجلٍ بنی داراً و جعل فیها مأدبةً و بعث داعیاً ۔فمن اجاب الدا عی د خل الدار، وأکل من المأ د بةِ ،و من لم یجب الداعی لم ید خل الدّار و لم یأ کل المأ د بة۔ فقالوا : اوّ لو ها له یفقهها، فقا ل بعضهم: انه نا ئم، و قا ل بعضهم :انّ العین نا ئمة و القلب یقظا ن، فقا لوا: فالدار: الجنّة ،و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الداعی: محمد ﷺ۔ فمن اطاع محمداً فقد اطاع اللہ، و من عصی محمداً فقد عصی اللہ، و محمد فرّق بین الناس۔

(بخاری: حدیث نمبر ۷۲۸۱)

(روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا آئے فرشتے نبی ﷺ کی طرف حالانکہ حضرت سونے والے تھے۔ پھر کہا سب نے بیشک واسطے اس صاحب تمہارے کے مثل ہے پھر بیان کرو تم مثل کو واسطے صاحب اپنے کے۔ کہا بعض ان کے نہ بیشک وہ سونے والا ہے اور کہا بعض ان کے بے بیشک آنکھ سونے والی ہے اور دل جاگنے والا ہے۔ پھر کہا سب نے مثل حضرت کے مانند مثل ایک مرد کے بنایا گھر اور کیا گھر میں کھانا دعوت کا، اور بھیجا ایک بلانے والے کو، پھر جس نے قبول کیا دعوت کرنیوالے کی، داخل ہوا گھر کو اور کھایا کھانے کو۔ اور جس نے نہ قبول کیا دعوت کرنیوالے کی، نہ داخل ہوا گھر کو اور نہ کھایا کھانے کو۔ پھر کہا سب نے بیان کرو تم قصہ کو بوجھے؟ کہا بعض ان کے نے، بیشک یہ سونے والا ہے، اور کہا بعض ان کے نے بیشک آنکھ سونے والی ہے، اور دل جاگنے والا ہے، پھر کہا سب نے گھر جنت ہے اور دعوت کرنے والا محمد ﷺ ہے۔ پھر جس نے اطاعت کی محمد ﷺ کی، تحقیق اطاعت کی اللہ عز وجل کی، اور جس نے نافرمانی کی محمد ﷺ کی اس نے نافرمانی کی اللہ کی، اور محمد ﷺ جدا کرنے والے حق اور باطل کے درمیان آدمیوں کے۔ روایت کیا اس حدیث امام بخاریؒ نے)۔

عن انس قال جاء ثلاثة رھطٍ الی بیوتِ ازواج النبیّ ﷺ یسألون عن عبادۃ النبیّ ﷺ۔ فلما اخبروا کأنّھم تقالّوھا فقالوا: واین نحن من النّبی ﷺ، قد غفر اللہ لہ ما تقدّم من ذنبہ و ما تأخّر، فقال احدھم: امّا انا فاصلّی اللّیل ابداً۔ و قال آخر: انا اصوم الدھر و لا افطر، و قال آخر: انا اعتزل النّساء فلا اتزوّج ابداً۔ فجاء الیھم رسول اللہ ﷺ فقال: انتم الّذین قلتم کذا و کذا، اما و اللّٰہ انّی لاخشاکم للہ و اتقاکم لہ، لکنّی اصوم و افطر، و اصلّی و ارقد، و اتزوّج النّساء، فمن رغب عن سنّتی فلیس منّی۔ متفق علیہ (روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا آئیں تین جماعت بی بیاں (خواتین) نبی ﷺ کی طرف پوچھتے عبادت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ سے ۔ پھر جب خبر دی گئی عبادت سے، گویا کہ انہوں نے تھوڑی جانی عبادت نبی ﷺ کی پھر کہا سب نے کہاں مرتبہ ہمارا مقابلہ مرتبہ نبی ﷺ سے، حالانکہ تحقیق کہ بخشا اللہ تعالی نے گناہیں اگلے اور پچھلے حضرت کے، پھر کہا ایک ان کے نے ہم نماز پڑھیں گے رات کو ہمیشہ اور دوسرے نے کہا ہم روزہ رکھیں گے دن کو ہمیشہ اور نہ افطار کریں گے ہم، اور کہا اور نے کنارہ کریں گے ہم عورتوں سے پھر نہ نکاح کریں گے ہمیشہ کو۔ پھر آئے نبی ﷺ ان سب کی طرف۔ پھر فرمایا تم وہی ہو کہ کہا تم نے ایسا ایسا۔ آگاہ ہو، قسم ہے اللہ کی میں بڑا ڈرنے والا اور پرہیز کرنے والا اللہ کے واسطے ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں، اور نماز پڑھتا ہوں، اور سوتا ہوں، اور نکاح کرتا ہوں عورتوں کا۔ پھر جس نے بے رغبتی کی میری سنت سے پھر وہ نہیں ہے طریقہ میرے سے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۰۶۳)

ف ۔ خلاف پیغمبر کسے رہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

عن ابی موسی عن النبی ﷺ قا ل :انّما مثلی و مثل ما بعثنی الله تعا لی به کمثل رجلٍ اتی قو ماً فقال: یا قو م انّی رأیت الجیش بعینیّ، و انّی انا النذ یر العر یا ن ، فا لنّجاء. فا طاعه طا ئفة من قو مه فادلجوا فا نطلقوا علی مهلهم فنجوا ،وکذّبت طا ئفة مّنهم فاصبحوا مکا نهم، فصبّحهم الجیش فا هلکهم و اجتاحهم، فذ لك مثل من اطاعنی فا تّبع ما جئت به، و مثل من عصا نی و کذّب بماجئت به من الحق. متفق علیه ۔

(روایت ہے حضرت ابو موسی اشعریؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مثل میرے اور مثل اس کے کہ بھیجا اللہ تعالی نے ساتھ اس کے مانند مثل ایک مرد کے کہ آیا ایک قوم کو پھر کہا اے قوم میری نے بیشک دیکھا میں نے ایک لشکر کو ساتھ دونوں آنکھوں کے اپنے کے اور میں ڈرانیوالا ننگا (عریان) ہوں پھر جلدی کرو تم نجات کی طرف۔ پھر اطاعت کی اس کی ایک جماعت نے نے قوم اس کی سے پھر چلے رات کو آہستگی سے پھر نجات پائی، اور جھٹلایا ایک جماعت نے ان میں سے پھر صبح کیا جگہ اپنی پر پھر لیا ان کو صبح کے وقت لشکر نے پھر ہلاک کیا اس نے۔ پھر یہ مثل اس کی ہے جس نے اطاعت کی میری پھر پیروی کی اس کو جس کو لایا میں اور مثل اس کے جس نے نافرمانی کی میری اس کی کر لایا میں اس کو حق سے ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر۶۴۸۲)۔

معنی انا النذ یر العر یا ن کا نت عا د ۃ العر ب اذا رأی الجیش یجنبی للھب یغری الثو ب و یا خذہ بیدہ و یعلوہ و یدور علی رأسہ و یجیء علی قو مہ و یعلمھا من الجیش الذی تجیء للنھك (معنی انا النذ یر العر یا ن کے تھے عا دت عر ب کی جب د یکھے لشکر کو جو آ وے واسطے لوٹ کے اتارتا کپڑا اور لیتا اس کو ہاتھ میں اپنے اور اونچا کرتا اس کو اور گھما تا اس کو سر پر اور آ تا قوم پر اپنی اور خبر دار کرتا قوم کو لشکر سے جو آ تے واسطے لوٹ کے)

الآن انظروا الی ما کفروا فیہ و ھو عصیا ن اللہ و رسو لہ بمحبۃ ا لآ باء و الا مھا ت و الدراری و غیر ھم کا بی طا لب قا ل اخترت النار با لعار و ھکذا کفروا فی محبّۃ المذا ھب الاربعۃ التی جعلھا الاحبار و صنفوا للتا ئید کتاب العقول و ھنّ کتب الفقہ و الاصول کا لتو ضیح و الوقا یۃ و التلویح و الھدا یۃ و علی مسا ئلھا قیاس افترانی(و الدورا ن)... و الاستقراء و التمثیل و الدو زان و برھان لمیّ و انیّ و ھکذا کفروا فی محبۃ الطرا ئق ا لار بعۃ التی صنعھا .... و فیھا مرا قبۃ برزخی و ذکر منشا ریّ و اسدیّ وو جد رقّاصیّ علی الدّفو ف و الطنا بیر و البرا بط و کشف تد عی غیباً و ھو خا صۃ اللہ و ان قا ل اھل کشا فٍ و جفارٍ و ر مّا لٍ و کھا نٍ صا دقۃً کان او کا ذ بۃً و ھو خلا ف اللہ و رسو لہ فلا تطعھم لانّ و حیّ الر سول و الھا مہ ﷺ لنا دین یھبّۃ و کلا مھم مز خرف مموکھۃ و فی الناس کثیر یحبّ بعض شعر الجا می و الحا فظ و بعض مثنوی النظا می و السعدی و بعض ید ما وت؟ الملك و شعر التلسی و الکبیر او لئك کلھم ید ھبون مذ ھب الصغیر؟ لانّ القرآن و تفا سیرہ کتفسیر البخاری و التر مذی و الحا کم و السیو طی و ابن عباس و نحوہ و لا بیضاوی لانّ فیہ حد یثاً و ضعیاً و لا کشا ف لانّ مصنفہ معتز لیّ و نحو ھما یھدی الی الجنان و غیرہ یصل الی النیران و کتب الا حا دیث کصحیح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاری و مسلم و التر مذی و ابی دا ؤد و النسا ئی و ابن ما جه و ابن خز یمه و ابن حبا ن و المستد رك و مسند ابی عوا نه و السنن الكبیر و الدا ر می و الدار قطنی و البهیقی و المو طا و مسند ا حمد و فیه بضع و سبع مأة الف حد یث ونحوه یرشد الی دار الثواب لانّ كلا م الله و كلا م الرسو ل یقینی و المضمرا ت و النوا در و النها یة و المحیط و الخلا صة ید خل الی دار ا لعقا ب لانّ كلا م الناس عقلیّ

(اب دیکھوتم طرف اس کے کہ کافر ہوئے اس میں اور وہ نافرمانی کرنا اللہ تعالی کی اور رسول اس کے کی بسبب محبت باپ دادوں کے اور ماں دادی کے اور غیر انہوں کے جیسے برادری اور استاد اور پیر مانند ابو طالب کے کہا اس نے اختیار کیا میں نے دوزخ کو بسبب شرم کے اور اسی طرح کافر ہوئے محبت مذہب اربعہ میں کہ ٹھہرا لیا اس کو مولویوں نے اور تصنیف کیا واسطے تائید مذہب کے کتابیں عقل کی اور وہ کتابیں فقہ اور اصول کی ہیں جیسے توضیح و وقایہ کے اور تلویح اور ہدایہ کے اور مسائل پر اس کے قیاس اقترانی ہے اور استثنائی ہے اور استقراء اور تمثیل ہے اور دوران اور برہان لمّی اور انّی ہے اور اسی طرح سے کافر ہوئے محبت طریقہ اربعہ میں جیسے چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ ومجددیہ کہ بنا لیا اس کو درویشوں نے اور اس میں مراقبہ برزخی ہے اور ذکر منشاری ہے اور اسدی ہے اور وجد ناچنے کا ہے دھن پر اور طنبوروں پر اور بربطوں پر اور کشف ہے کہ دعوی کیا جاوے اس سے غیب کا اور وہ خاصہ اللہ کا ہے اور اگر کہیں کشف والے اور جفر والے اور رمل والے اور کہانت والے سچے ہوں یا جھوٹے ہوں حالانکہ وہ خلاف اللہ اور رسول اللہ کے ہے پھر مت پیروی کر تو انہوں کی اس واسطے کہ وحی رسول کے اور الہام رسول کا واسطے ہم سبھوں کے دین روشن ہے اور کلام انہوں کا جھوٹ اور باطل ہے اور لوگوں میں بہت ہیں کہ دوست رکھتا ہے بعض ان کا شعر جامی اور حافظ کا اور بعض مثنوی نظامی اور سعدی کا اور بعض دوست رکھتے ہیں پدماوت ملک کو اور دوہہ تلسی اور کبیر کا یہ سب گئے طریقہ خواری کو اس واسطے کہ قرآن اور تفسیر قرآن مانند تفسیر بخاری اور ترمذی کے اور حاکم اور سیوطی وحضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور مانند اس کے، اور نہ بیضاوی اس واسطے کہ اس میں حدیثیں وضعی ہیں اور نہ کشاف اس واسطے کہ بے شک مصنف اس کا معتزلی ہے اور مانند ان دونوں کے، راہ دکھلاویں بہشتوں کی طرف اور سوائے ان کے داخل کریں دوزخوں کی طرف اور کتابیں حدیث کی جیسے صحیح بخاری ومسلم وترمذی وابی داؤد اورنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان ومستدرک وابی عوانہ اور سنن کبیر و دارمی و دارقطنی وبیہقی وموطا مالک ومسند امام احمد اور اس میں کئی اور سات لاکھ حدیث ہے اور مانند اس کے دیکھاویں گھر ثواب کی طرف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واسطے کہ کلام اللہ اور کلام رسول یقینی ہے اور مضمرات ونوادر ونہایہ ومحیط وخلاصہ داخل کریں گھر عذاب کی طرف اس واسطے کہ کلام آدمیوں کا عقلی ہے)۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ من احيا سنّتى فقد احيا نى و من احيانى كان معى۔ اخر جه القا ضى فى الشفاء و زاد الترمذى فى الجنّة

(روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے زندہ کیا سنت میری کو، اس نے جلایا (زندہ کیا) مجھے، اور جس نے جلایا مجھے، ہوگا میرے ساتھ۔ روایت کی اس حدیث کو قاضیؒ نے شفا میں اور زیادہ کیا امام ترمذیؒ نے فی الجنة، کہ جنت میں)

(حدیث سنن ترمذی یوں ہے:

عن على بن زيد، عن سعيد بن المسيّب قال: قا ل انس بن ما لك: قا ل لى رسو ل الله ﷺ: يا بنىّ ان قدرت ان تصبح و تمسِى ليس فى قلبك غِشّ لاحدٍ فافعل، ثمّ قا ل لى: يا بنىّ و ذلك من سنّتى، و من ا حيا سنّتى فقد احبّنى، و من ا حبّنى كا ن معى فى الجنّة۔ سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۸)

(عن كثير بن عبد الله (هو ابن عمرو بن عوف) عن ابيه، عن جدّه،انّ النّبى ﷺ قا ل لبلا ل بن الحارث: اعلم۔ قا ل: اعلم يا رسو ل الله۔ قا ل: انّه من ا حيا سنّة من سنّتى قد امِيتت بعدى فانّ له من ا لا جر مثل من عمِل بها من غير ان ينقص من اجو ر هم شيئاً، و منِ ابتدع بدعة ضلا لةٍ لا يرضاها الله و رسو له كا ن عليه مثل آ ثا م من عمِل بها لا ينقص ذلك من اوزار الناس شيئاً۔ سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۷)

قا ل تعا لى فى سورة الصّف: يا ايّها الّذين آمنوا لِم تقو لون ما لا تفعلو ن۔ كبر مقتاً عند الله ان تقو لوا ما لا تفعلو ن (صف ۲۔۳) (فرمایا اللہ نے سورہ صف میں اے لوگو ایمان لاتے ہو، کس واسطے کہتے ہو تم اس کو کہ نہیں کرتے ہو تم، بڑی ہے برائی اللہ کے پاس وہ کہ کہتے ہو تم اسکو کہ نہیں کرتے ہو تم اس کو)۔

عن اسا مة قا ل سمعت رسو ل الله ﷺ يقول:يجاء با لر جل يو م القيا مة فيلقى فى النار، فتند لق اقتا به فى النار فيدور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كما يدور ا لحمار بر حاه، فيجتمع اهل النار عليه، فيقو لو ن: اى فلا نا ما شأ نك۔ اليس تأ مر نا بالمعرو ف و ننها نا عن المنكر۔ قا ل كنت امر كم با لمعروف و لا آ تيه، و انها كم عن المنكر و آ ته۔ متفق عليه (روایت ہے حضرت اسامہؓ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے لایا جاوے ایک مرد قیامت کے دن پھر ڈالا جائے دوزخ میں نکالے جاویں انتڑیاں اس کی دوزخ میں پھر پھرے انتڑیاں جیسا کہ پھرے گدھا ساتھ چکی اپنی کے پھر اکٹھا ہوویں دوزخی اس پر پھر کہیں اے فلانے کیا حال ہے تیرا آیا نہیں کرتا تھا حکم ہمیں ساتھ شرع کے اور منع کرتا تھا ہمیں خلاف شرع سے۔ کہے تھا میں حکم کرتا تم کو ساتھ شرع کے اور نہ آتا میں حکم شرع کو اور منع کرتا میں تم کو خلاف شرع سے اور آتا میں خلاف شرع کو)۔

قا ل الله تعا لى فى سورة مر يم :

فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوة و اتّبعوا الشهوا ت فسو ف يلقو ن غيّاً۔ (مریم:۶۰)

(فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں: پھر باقی رہی پیچھے نبیوں کے اور اصحاب نبیوں کے اولاد بد، چھوڑ دیا نماز کو اور پیروی کی خواہشیں نفس اپنے کی پھر قریب ہے کہ پڑیں نالی دوزخ کو)

(تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھا ہے: تر كوا الصلوة المفرو ضة ، و قال ابن مسعود و ابرا هيم: اخّرو ها عن وقتها۔ و قا ل سعيد بن المسيّب : هو ان لا يصلى الظهر حتى يأتى العصر و لا العصر حتى تغر ب الشمس)۔

عن عبد الله بن مسعودانّ رسو ل الله ﷺ قا ل ما من نبى بعثه الله فى امةٍ قبل الّا كا ن له من امته حواريو ن و اصحا ب يا خذ و ن بسنته و يقتدو ن با مره ثم انها تخلف من بعدهم خلو ف يقو لون ما لا يفعلون و يفعلون ما لا يؤمرو ن فمن جاهد هم بيده فهو مومن و من جا هد هم بلسا نه فهو مومن و من جا هد هم بقلبه فهو مو من و ليس وراء ذ لك من الا يما ن حبّة خردلٍ۔ ا خر جه مسلم (روایت ہے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں کسی نبی سے کہ بھیجا اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک امت میں آگے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے مگر تھی واسطے نبی کے اس کی سے مددگار اور اصحاب لیتے اور سب سنت نبی اپنے کی پیروی کرتے ساتھ حکم نبی اپنے کے پھر بے شک آئی پیچھے ان کے سے اولاد بری کہنے کوئی بات نہ کرتے اور کرتے اس چیز کو کہ نہ حکم کئے گئے واسطے اس کے پھر جس نے جہاد کیا انہوں نے ساتھ ہاتھ اپنے کے پھر وہ مومن ہے اور جس نے جہاد کیا انہوں سے ساتھ ہاتھ اپنے کے وہی مومن ہے اور جس نے جہاد کیا ان کو دل سے اپنے پھر وہی مومن ہے اور نہیں ہے ورے اس کے ایمان سے برابر ایک دانہ رائی کے۔ روایت کیا اس کو امام مسلمؒ نے)۔

عن زيد بن ارقم: قا لت الا نصار: يا رسو ل الله لكل نبى اتّباع، و انّا قد اتّبعنا ك فادع الله ان يجعل اتبا عنا منّا، فدعا به۔ (بخاری:۳۷۸۷) (روایت ہے حضرت زیدؓ بن ارقم سے کہا، کہا انصار نے یا رسول اللہ ﷺ ہر نبی کے واسطے پیروی کرنے والے ہیں اور بے شک پیروی کی ہم نے تیری پھر دعا مانگ تو اللہ تعالیٰ کو کہ کرے پیروی کرنے ہماری کو ہم سے۔ پھر دعا مانگی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے)

كا نت ا لآ ئمة يستبشرو ن ا لا منا ء من اهل العلم فى ا لا مور المبا حة ليا خذوا باسهلها و اذا و ضح الكتا ب و السنة لم يتعدوه الى غير ه اقتداءً با لنبى ﷺ ا خر جه البخارى ۔

(تھے سب امام مشورہ لیتے امتیوں کو اہل علم سے امور مباحۃ میں تا کہ لیویں آسان تر کاموں کا پھر جب ظاہر ہوتا قرآن اور حدیث تجاوز نہ کیا انہوں نے اس کو طرف غیر اپنے کے اقتداء کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کے روایت کیا اس کو امام بخاریؒ نے)۔

بخارى با ب ا لاقتداء بسنن رسو ل الله ﷺ و قو ل الله تعا لى : و ا جعلنا للمتقين اما ماً (الفرقان : ۷٤) قا ل : ائمة نقتدى بمن قبلنا و يقتدى بنا من بعد نا ۔

قا ل ابن عون ثلا ث ا حِبّهن لنفسى و لاخوا نى: هذهِ السّنة ان يتعلّموها و يسألوا عنها، و القرآن ان يتفهمو ه و يسألوا الناس عنه، و يد عوا الناس ا لّا من خيرٍ۔ ا خر جه البخا رى ۔

(کہا ابن عون نے تین چیز ہے کہ دوست رکھتا ہوں میں ان کو واسطے نفس اپنے کے اور واسطے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی اپنے کے اس سنت کو یہ کہ سیکھیں اس کو اور پوچھیں اس سے اور قرآن کو یہ کہ بوجھیں اس کو اور پوچھیں اس سے اور چھوڑیں لوگوں کو مگر نیک بات ۔ روایت کی اس کو امام بخاریؒ نے)

عن ابن مسعو یقول فی السنة خیر من ا لا جتها د فی البد عة و قا ل ابن عمر صلوة السفر ر کعتا ن من خا لف السنة فقد کفر اخر جهما القا ضی فی الشفا ء (روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہتے ہیں سنت میں بہتر ہے اجتہاد کرنے سے بدعت میں اور کہا حضرت ابن عمرؓ نے نماز سفر کی دو رکعت ہے جس نے خلاف کیا سنت کو پھر تحقیق کافر ہوا۔ روایت کیا دونوں کو قاضیؒ نے شفا میں)۔

قا ل الله تعا لی فی سورة المجا دله:

لا تجد قو ماً یّؤمنون با لله و الیوم ا لآخر یوآدّو ن من حآدّ الله و رسوله و لو کانوا آ با ئهم او ابنا ء هم او اخوانهم او عشیرتهم، او لئك کتب فی قلو بهم الایما ن و ایّد هم برو ح منه و ید خِلهم جنا تٍ تجری من تحتها الا نهار خالدین فیها رضی الله عنهم و رضوا عنه، او لئك حزب الله، الا انّ حزب الله هم المفلحون ۔ (مجادلہ:۲۰)

(اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے، اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں ۔ یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب ہونگے ۔ ترجمہ محمد جوناگڑھی)

عن انس قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ لا یؤ من ا حد کم حتی اکون احبّ الیه من وا لده وو لده والناس اجمعین۔ متفق علیه

(روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، نہ ایمان لاوے ایک تمہارا یہاں تک کہ ہووں میں دوست تر اسکی طرف باپ اسکے سے اور بیٹا اس کے سے اور سارے آدمی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے۔ بخاری حدیث نمبر ۱۵)

عن انس قال قال رسول الله ثلاث من کنّ فیه و جد حلاوة الایما ن: ان یکو ن الله و رسو له احب الیه مما سوا هما، و ان یحب المرء لا خیه لا یحبّه الا لله، وان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذ ف فی النار(بخاری حد یث نمبر ١٦)

(روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ تین خصلت ہیں جو کہ ہوں وہ خصلتیں اس میں پاوے بسبب اس کے شیرینی ایمان کی جو کہ ہو اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ دوست تر اس کی طرف اس سے کہ سوا ان دونوں کے ہے اور جو کہ دوست رکھے ایک بندہ کو نہیں دوست رکھتا اس کو مگر اللہ تعالی ہی کے واسطے اور جو کہ مکروہ جانے پھرنا کفر میں پیچھے اسکے کہ چھوڑایا اس کو اللہ تعالی نے کفر سے جیسا کہ مکروہ جانتا ہے گرنے کو آگ میں۔ یہ روایت ہے متفق علیہ)

(عن انس عن النبی ﷺ قا ل : ثلا ث من کنّ فیه و جد حلا و ة ا لا یما ن : من کا ن الله و رسو له ا حبّ الیه ممّا سوا هما ۔ و من ا حبّ عبداً لا یحبّه الّا لله۔ و من یکره ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذه الله کما یکر ه ان یلقی فی النار ۔صحیح بخا ری حد یث نمبر ٢١)

عن ابی هریرة قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ و الذی نفس محمد ﷺ بیده لا یسمع فی احدٍ من هذه ا لا مة یهودیّ و لا نصرا نیّ ثم یمو ت و لم یو من بالذی ار سلت به ا لا کا ن من ا صحا ب النار۔ ا خر جه مسلم ۔(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم اس کی ذات کی کہ جان محمد ﷺ کی ہاتھ میں اس کے ہے نہ سنا کسی نے اس امت سے یہودی اور نہ نصرانی پھر مرے اور نہ ایمان لایا ساتھ اس کے کہ بھیجا گیا میں ساتھ اس کے مگر ہے اصحاب دوزخ سے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

عن ابی موسی قا ل قال رسو ل الله ﷺ : ان مثل ما بعثنی الله به من الهدی و العلم کمثل الغیث الکثیر ا صا ب ار ضاً فکا نت منها طا ئفة طیبة قبلت الماء فا نبتت الکلاء و الوثب الکثیرة و کا نت منها اعادب امسکت الماء فتنفع الله بها

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس فشر بوا و سقوا و زرعوا و اصا ب منها طا ئفة ا خری انما ھی فیعا ب لا تمسك ما ء و لا تنبت كلا ً فذ لك مثل من فقه فی دین الله و نفعه ما بعثنی الله به فعلم و علّم و مثل من لم یر فع بذ لك راساً و لم یقبل ھدی الله الذی ار سلت به۔ متفق علیه۔

(روایت ہے حضرت ابوموسیٰؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مثل اس کی کہ بھیجا مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے ہدایت اور علم سے مانند مینہ بہت کے ہے پہنچا زمین کو پھر تھے بعض اس سے ایک ٹکڑا پاک قبول کیا اس نے پانی کو پھر جمایا سبزہ کو اور گھاس بہت اور تھے بعض اس سے زمین سخت بندر کھا اس نے پانی کو پھر نفع دیا اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو پھر پیا اور سینچا اور زراعت کی اور پہنچا اس سے ٹکڑا دوسرے کو وہ زمین پٹ پر ہے نہ بند کیا پانی کو اور نہ جمایا سبزہ کو، پھر یہ مثل اس کی بوجھا (سمجھ بوجھ) دین اللہ میں اور نفع دیا اس کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے مجھے ساتھ اس کے پھر سیکھا اور سکھلایا اور مثل اس کے کہ نہ اٹھا ساتھ اس کے سر کو اور نہ قبول کیا ہدایت اللہ کو جو بھیجا گیا میں ساتھ اس کے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے)۔

عن عبد الله بن یز ید ، عن عبد الله بن عمرٍ قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ لیا تینّ علی امّتی ما اتی علی بنی اسرا ئیل حذ و النّعل بالنّعل حتّی ان کا ن منھم من اتی امّه علا نیةً لکا ن فی امّتی من یّصنع ذ لك، و انّ بنی اسرا ئیل تفرّ قت علی ثِنتین و سبعین ملّةً ،وتفترِق امتی علی ثلاثٍ و سبعین ملةً کلھم فی النارِ ا لّا ملةً وا حدةً۔ قال: و من ھی یا رسو ل الله ﷺ ،قا ل: ما انا علیه و اصحا بی۔ (سنن التر مذی حد یث نمبر ۲٦٤١)

(روایت ہے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، البتہ آوے گا امت پر میری جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر اندازہ برابر ہونے جوتے کا ساتھ جوتے دوسرے کے، یہاں تک کہ ہووے بعض ان میں سے وہ کوئی کہ صحبت کی اپنی ماں کو علانیہ البتہ ہوگا امت عین میری وہ کوئی کہ کیا اس بات کو اپنی ماں کے ساتھ، اور بیشک بنی اسرائیل جدا ہوئے بہتر (۷۲) مذہب پر اور جدا ہوگی امت میری تہتر (۷۳) مذہب پر سب یہ دوزخی ہیں مگر ایک نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخی۔ کہا، کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا، وہ کہ میں اس پر ہوں اور اصحابی میرے اس پر۔ روایت کی اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)۔

قا ل الله تعا لی فی سورة النساء: فلا و ربّك لا يؤ منو ن حتی يحكّمو ك فيما شجر بينهم ثمّ لا يجدوا فی انفسهم حر جاً ممّا قضيت و يسلّموا تسليماً۔(النساء:٦٥)

(قسم ہے تیرے پروردگار کی، یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمان برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔ ترجمہ محمد جونا گڑھی)

نزو لها هكذا:

عن عروة قا ل : خا صم الز بير ر جلاً من ا لا نصارفی شريجٍ من الحرّ ةِ۔ فقا ل النبی ﷺ : اسقِ يا زبير، ثمّ ارسِلِ الماء الی جا رك. فقا ل الا نصاریّ: يا رسو ل الله ، أن كا ن ابن عمتك ؟ فتلوّن و جهه ثم قا ل: اسقِ يا زبير ثم ا حبِسِ الماء حتّی ير جِع الی الجدر، ثمّ ارسِل الماء الی جا ر ك ، واستو عی النبیّ ﷺ للزّبير حقّه فی صريح الحكم حين أحفظه ا لا نصا ری، و كا ن اشار عليهما بأمرٍ لهما فيه سعة۔ قا ل الز بير: فما ا حسب هذه ا لآ ياتِ الّا نز لت فی ذلك(فلا و ربّك لا يؤ منون حتّی يحكّمو ك فيما شجر بينهم)۔ (صحيح بخاری ۔ حد يث نمبر٤٥٨٥)۔

(بیشک ایک مرد انصار سے جھگڑا ہوا حضرت زبیرؓ کا پانی میں جو کہ سینچتے ساتھ اس کے پیڑ کھجوروں کا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے واسطے سینچ اے زبیر پھر چھوڑ پانی کو پڑوسی کی طرف اپنے۔ پھر کہا انصاری نے، زبیرؓ بیٹا پھوپھی آپ کی کا۔ پھر متغیر ہوا منہ رسول اللہ ﷺ کا، فرمایا سینچ تو اے زبیرؓ پھر بند رکھ پانی کو تا کہ ہووے پانی جدار تک .... کہا زبیرؓ نے معلوم کیا میں نے یہ آیت اتری اسی بات میں فلا و ربك.. الخ)۔

(سنن ابن ماجہ میں روایت ہے: عن عروة بن الز بير انّ عبد الله بن الز بير

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدّثه : انّ ر جلاً من الا نصار خا صم الز بیر عند رسو ل الله ﷺ فی شرا ج الحرّةِ التی یسقون بھا النخل ۔ فقا ل ا لا نصاری سرِّح الماء یمرّ .فأبی علیه ، فا ختصما عند رسو ل الله ﷺ ۔ فقا ل رسو ل الله ﷺ : اسق یا زبیر ، ثم ارسِل الماء الی جا ر ك۔ فغضِب الا نصاری ، فقا ل : یا رسو ل الله ﷺ ان کا ن ابن عمّتك؟ فتلوّن و جه رسو ل الله ﷺ ثم قا ل : یا زبیر ، اسق، ثم ا حبس الماء حتّی یر جع الی الجدر۔ قا ل : فقا ل الز بیر : و الله انی لا حسب ھذہ ا لا یة نز لت فی ذلك. (فلا و ر بك .. النساء :۶۵۔)

و فی روا یةٍ ا خری عن ابن عباس:

انّ منا فقاً خا صم یھو دیاً فد عاہ الیھودی الی رسول الله ﷺ و دعا المنافق الی کعب بن ا لا شرف ثم انھما ا حتکما الی رسو ل الله ﷺ فحکم للیھودی فلم یر ض المنا فق و قا ل تعال ننحا کم الی عمر۔ فقا ل الیھودی لعمر قضی الی رسو ل الله ﷺ فلم یر ض بقضا ء ہ ،و خا صم الیك فقا ل عمر للمنافق و کذا لك قا ل نعم فقا ل مکا نکما حتی ا خر ج الیکما فد خل فا خذ سیفه ثم خر ج فضر ب عنق المنا فق حتی یرد و قا ل ھکذا اقضی لمن یعرض ؟ بقضا ء الله و رسو له فنز لت فقا ل جبر یل ان عمر قد فر ق بین الحق و البا طل فسمّی الفاروق ا خر جه السیو طی ، کذ لك ایضاً کعب بن الا شرف کا ن یھو دیاً یحق البا طل و یبطل الحق یر تعی؟ کما کمحافظی دفا تر النصاری و یسبّ النبی ﷺ کما ابن خطلٍ و امر أة ا لا عمی فکلھم قد قتلوا لذ لك

(اور روایت دوسری ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ایک:

لڑا ایک منافق، یہودی کو۔ پھر بلایا یہودی نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور بلایا منافق نے اس کو کعب بن اشرف کی طرف پھر بے شک لے گئے یہ دونوں حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف پھر حکم کیا واسطے یہودی کے پھر نہ راضی ہوا منافق اور کہا آ ؤ تو حکم لے چلیں ہم حضرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ کی طرف پھر کہا یہودی نے حضرت عمرؓ کے واسطے حکم کیا واسطے میرے رسول اللہ ﷺ نے پھر نہ راضی ہوا ساتھ حکم رسول اللہ ﷺ اور جھگڑا لایا تمہاری طرف ۔ پھر کہا حضرت عمرؓ نے منافق کے واسطے اور ایسی ہی ہے کہا منافق نے ہاں ، پھر کہا حضرت عمرؓ نے ٹھہرو تم دونوں یہاں تک کہ آ ؤ میں تم دونوں کی طرف پھر داخل ہوئے گھر میں پھر لیا تلوار کو پھر نکلے پھر ماری گردن منافق کی یہاں تک کہ مرا، کہا حضرت عمرؓ نے ایسے ہی حکم کرتا ہوں میں اس کے واسطے کہ نہ راضی ہوا ساتھ حکم اللہ کے اور حکم رسول اس کے کے پھر اتری یہ آیت اعنی: فلا و ر بك .. الخ ۔ پھر کہا جبریل نے بے شک عمرؓ نے جدا کیا درمیاں حق اور باطل کے پھر نام رکھے گئے عمر فاروق روایت کیا اس حدیث کو امام سیوطیؒ نے اسی طرح یہی کعب بن اشرف تھا یہودی ثابت کرتا تھا باطل کو اور باطل کرتا تھا حق کو اور رشوت لیتا مانند سب محافظ دفتر کچہری نصاری کے اور گالی دیتا نبی ﷺ کو جیسا کہ گالی دیتا تھا ابن خطل اور بی بی اندھی کے پھر تینوں مارے گئے بسبب گالی دینے کے حکم رسول اللہ ﷺ سے)

(معالم التنزیل میں امام بغوی نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے: و قا ل مجا هد و الشعبی : نز لت فی بشر المنافق و الیهودی اللّذین ا ختصما الی عمرؓ۔ قو له : (فلا)، ای: لیس ا لا مر کما یز عمو ن انهم مؤمنو ن ثم لا یر ضو ن بحکمك ، ثم استأنف القسم ،(و ر بك لا یومنو ن) ، و یجوز ان تکو ن (لا) فی قوله ، (فلا) صلة ، کما فی قو له (فلا اقسم) ، (حتی یحکمو ك) ، ای یجعلو ك حکماً ، (فیما شجر بینهم) ، ای اختلف و اختلط من امور هم و التبس علیهم حکمه، و منه الشجر لا لتِفا فِ اغصا نه بعضها ببعض ، (ثم لا یجدوا فی انفسهم حر جاً)، قا ل مجا هد ، شکّاً ، و قا ل : غیره ، ضیقاً ۔ (مما قضیت)، و قا ل الضحا ك : اثماً ، ای یأثمو ن با نکا ر هم ما قضیت ، (و یسلّموا تسلیماً) ، ای ینقا دوا لا مر ك انقیا داً ۔)۔

و جا ء ت ا لا حا دیث ا لا خری فی با ب امر الحق

(اور آئی حدیثیں اور مقدمہ امر حق میں) ۔

عن بر یدة قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ القضا ة ثلا ثة ا ثنا ن فی النار و وا حد فی الجنة ۔ ر جل عرف الحق فقضی به فهو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الجنة و رجل عرف الحق فلم یقض به و جار فی الحکم فهو فی النار و رجل لم یعرف الحق فقضی للناس علی جهلٍ فهو فی النار اخرجه الاربعة و صححه الحاکم ۔

(روایت ہے حضرت بریدہؓ سے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، فیصلہ کرنے والے تین ہیں، دو دوزخی اور ایک جنتی۔ جس مرد نے پہچانا حق کو پھر فیصلہ کیا اس کے ساتھ وہ جنتی ہے اور جس مرد نے پہچانا حق کو پھر نہ فیصلہ کیا اس کے ساتھ اور ظلم کیا فیصلہ میں پھر وہ دوزخی ہے اور جس مرد نے نہ پہچانا حق کو پھر فیصلہ کیا لوگوں کے واسطے نادانی پر پھر وہ دوزخی ہے۔ روایت کیا اس کو امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ وامام ابن ماجہؒ نے اور صحیح کہا اس کو امام حاکمؒ نے)۔

عن جده قال بایعنا رسول الله ﷺ علی ان نقول بالحق انما کنا لا نخاف فی الله عز و جل لومة لائم اخرجه مسلم ۔

(روایت ہے دادا اس کے سے کہا بیعت کی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر کہ کہیں ہم حق کو جہاں کہیں ہوویں ہم نہ ڈریں ہم راہ اللہ میں ملامت کرنے والی ملامت سے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)

عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ قل الحق و لو کان مرّ۔ صححه ابن حبان (روایت ہے حضرت ابی ذرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہہ تو حق بات کو اگرچہ ہے کڑوی۔ صحیح کیا اس کو امام ابن حبانؒ نے)

عن ابی سعید ن الخدری انّ النبی ﷺ قال انّ اعظم الجهاد کلمة عدلٍ عند سلطانٍ جائرٍ اخرجه الترمذی و فی روایة ابی داؤد امیرٍ جائرٍ (روایت ہے حضرت ابی سعید خدریؓ سے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا تحقیق کہ بہت بڑا جہاد ہے بات حق کہنی پاس بادشاہ ظالم کے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے اور ایک روایت سنن ابی داؤد میں، یا امیر ظالم کے)

ما تبعه فی اتباع سنة رسول الله ﷺ و قال لا تتبعوا قولی و فعلی ان کان خلاف الله و رسوله

(کیا خوب اتباع حضرت عمرؓ کا اتباع سنت رسول اللہ میں اور کہا مت پیروی کرو تم قول میرے کو اور فعل میرے کو اگر ہووے خلاف اللہ کے اور خلاف رسول کے)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قا ل ابو بکر لست بمعصو مٍ فا طا عتی علیکم فر ض فی الامور التی توا فق سنۃ رسو ل اللہ ﷺ و شر یعۃ اللہ ان امرتکم بخلا فھما با لفر ض فلا تقبلوا فا ذنوا بی ا خر جہ عبد العزیز فی ا ثنی عشر فی الطعن الثا من

(کہا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہیں ہوں میں معصوم پھر اطاعت کرنا میری تم پر فرض ہے ان کا موں میں جو ہو موا فق سنت رسول اللہ ﷺ کے اور شر یعت اللہ کے اگر حکم کروں میں تم کو خلاف دونوں کے بالفرض پھر مت قبول کرو تم حکم میرے کو پھر آ گا ہ کرو تم مجھے۔ روایت کیا اس کو عبدالعزیز محدث دہلوی نے اثنا عشر میں طعن آ ٹھویں میں)

انّ عبد اللہ بن عمر کتب الی عبد الملک بن مر وا ن ان یبا یعہ فکتب الیہ بسلم اللہ الر حمن الر حیم امّا لعبد الملک امیر المومنین سلا م علیک فا نی ا حمد الیک اللہ الذی لا الہ ا لّا ھو و اقرّ لک بالسمع و الطا عۃ علی سنۃ اللہ عز و جل و سنۃ رسو ل اللہ فبما استطعت ا خر جہ ما لک فی المو طا اتفق السلف الصا لح علی قبو ل ا حکا م الخلفاء فیما استطا عوا ما لم یا مروا بالمعصیۃ۔

(بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لکھا عبدالملک بن مروان کی طرف بیعت کرے یہ اس کی پھر لکھا اس کی طرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد حمد کے، واسطے عبدالملک امیر المومنین کے سلام علیک پھر بے شک میں حمد کرتا ہوں طرف تیرے اللہ کی جو نہیں ہے معبود برحق سوائے اس کے اور اقرار کرتا ہوں میں واسطے تیرے ساتھ سننے اور اطاعت کے سنت اللہ اور سنت رسول اللہ پر جس میں کہ طاقت رکھوں۔ روایت کیا اس کو مالکؒ نے موطا میں۔ متفق ہوئے سلف صالح قبول کرنے احکام خلفاء کا جس میں طاقت رکھیں جب تک کہ نہ حکم کریں ساتھ معصیت کے)

قا ل اللہ تعا لی فی سورۃ آل عمران:

قل ان کنتم تحبّو ن اللہ فا تّبعو نی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنو بکم و اللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ و الر سو ل فا ن تو لّوا فا ن اللہ لا یحب الکا فر ین (کہا اللہ تعالی نے سورہ آل عمران میں،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ تو اگر ہو تم دوست رکھتے ہو تم اللہ کے پھر اتباع کرو تم میری، دوست رکھے تم کو اللہ اور بخشے واسطے تمہارے گناہوں کو اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ کہہ تو اطاعت کرو تم اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر منہ پھیرا بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا ہے کافروں کو)۔

محبة الرسو ل اتبا ع اقا و يله و افا عيله ﷺ كا حكا م الصلوة انه ﷺ ير فع يد يه فيها عند التحريمة و الو ضع و الر فع و عند النّهوضة من العقدة ا لا ولى و يضع يد يه على الحيازيم و اوا مر الز كوة و الصيا م و منا سك الحج و الما كل و المشا ر ب و الملا بس و انه ﷺ يلبس القما ئص و ا لا زار و يكوّر العما ئم و يضع القلا نس و قوا عد البراز و البو ل لم يتبت استطا بة ا لا حجا ر و الميا ه للذ كر و البظر من رسو ل الله و كا ن ابن عباسٍ لم يز ل يبو ل مبا ل رسو ل الله ﷺ حين حيوته ۔

(محبت رسول کی پیروی کرنا باتوں کی اور فعلوں کی ان کے جیسے احکام نماز کے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اپنے نماز میں نزدیک تحریمہ کے اور جھکانے سر کے اور اٹھانے سر کے اور نزدیک اٹھنے تشہد اول سے اور رکھتے دونوں ہاتھ اپنے سینہ پر، حکم زکوۃ اور روزہ کا اور عبادت حج کی اور کھانے اور پینے اور پہننے کا اور بے شک رسول اللہ ﷺ پہنتے کرتے اور ازار اور باندھتے عمامہ اور رکھتے ٹوپی سر پر اور قاعدہ ہگنے اور موتنے کا، ثابت ہوا استنجا پتھر اور پانی کا واسطے پیشاب مرد اور عورت کے رسول اللہ ﷺ اور تھے ابن عباس ہمیشہ پیشاب کرتے جگہ پیشاب کرنے رسول اللہ ﷺ کے جب تک جیتے رہے وہ)

ا لا يما ن جز ء ا ن ان تعلم الله الهاً و الرسو ل رسو لاً علم الله هكذا يكو ن ان لا تشر ك به ما عدا ه و علِم الر سولِ كذايصير ان لا نتبع ما سوا ه ا لا وّل التو حيد و خلا فه شر ك و الثا نى اتباع السنة و خلا فه بد عة فمن عبد الرسو ل و الهبل فهو مشر ك و من ا خذ اقولة الصحا بة و ا لا حبار و الر هبا ن عند كو ن السنة فهو مبتدع و من و حّد تو حيد الله و سنّ سنة رسو ل الله و عمل بهما فهو ا فضل من الذى لا يا خذ هما كا الصعا ليك المجا هيل الذين يعبدو ن ا حدا ث الجدود و ما سوا ها يتبدّعو ن بد عةً كصلوة المعا كيس و الترا ويح و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما صلها ابو بکر و قا لها عمر بد عة و ما صلها عثما ن و علی ا لا کما صلها رسو ل الله ﷺ ثلا ث عشر ر کعة فی اعتکا فه و مجا لس المواليد و یحتجرون؟ ار بعين ليلةً و الذی ما کا ن فی عهد النبی ﷺ فهو بدعة لانّ اقوا ل الصحا بة تدلّ علی ذلك کقو ل عمر نعم البدعة فی الترا ويح ا خر جه البخاری و کقو ل ابن عمر عن مجا هد قال کنت مع ابن عمر فثوّب ؟ ر جل فی الظهر و العصر قا ل ا خر ج بنا فانّ هذه بدعة ا خر جه ابو دا ؤد۔

(ایمان کے دو جزء ہیں یہ کہ جانے تو اللہ کو اللہ اور رسول کو رسول اور جاننا اللہ کا اس طرح ہوتا ہے کہ مت ساجھی کر تو ساتھ اس کے کسی کو کہ سوائے اس کے ہے، اول توحید ہے اور خلاف اس کا شرک ہے اور ثانی اتباع سنت ہے اور خلاف اس کا بدعت ہے پھر جس نے پوجا رسول کو اور بت کو پھر وہ مشرک ہے اور جس نے لیا اقوال صحابہ کے اور مولویوں کے اور درویشوں کے نزدیک ہونے سنت کے پھر وہ بدعتی ہے اور جس نے جانا توحید اللہ کی اور جانا سنت رسول کی اور مانا دونوں کو پھر وہ افضل ہے اس سے کہ نہ لیا اس نے دونوں کو مانند درویشوں جاہل کے جو پوجتے ہیں قبریں باپ داداوں کی اور سو اس کے اور کرتے ہیں بدعت مانند معکوس نماز اور تراویح کے اور نہ پڑھا اس کو حضرت ابوبکرؓ نے اور کہا حضرت عمرؓ نے اس کو بدعت اور نہ پڑھا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے مگر جیسا کہ پڑھا رسول اللہ ﷺ نے تیرہ رکعت اعتکاف میں اپنے اور مولود کرنا اور چلہ نشین ہوتے ہیں اور وہ چیز کہ نہ تھی زمانہ رسول اللہ ﷺ میں پھر وہ بدعت ہے اس واسطے کہ بے شک قول سب صحابہ دلالت کرتا ہے اس پر جیسے قول حضرت عمرؓ کا نعم البد عة تراویح میں روایت کی اس کو امام بخاریؒ نے اور جیسے قول حضرت ابن عمرؓ کا روایت کا مجاہدؒ سے کہا تھا میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ پھر کہا ایک مرد نے ا لصلوة خير من النو م نماز بہتر ہے نیند سے ظہر میں یا عصر، کہا نکل تو ہمارے ساتھ اس واسطے کہ بیشک یہ بدعت ہے۔ روایت کیا اس کو امام ابوداؤدؒ نے)۔

عن ابی رافع قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ لالفينّ ا حد کم متکئاً علی ار یکته یا تيه ا لا مر من امری مما امر ت به او نهيت عنه فيقو ل لا ادری ما و جد نا فی کتا ب الله اتبعنا ه ا خر جه احمد و ابو دا ؤد و التر مذی و ابن ما جه و البهيقی فی د لائل النبوة ۔(روایت ہے ابی رافعؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ البتہ پاؤنگا میں ایک تمہارے کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکیہ لگائے ہوئے تخت پر اپنے آوے گا اس کو امر میرے سے اس سے کہ حکم کیا گیا میں ساتھ اس کے یا منع کیا گیا میں اس سے، پھر کہے نہیں جانتا ہوں میں، جو پایا ہم نے قرآن میں پیروی کریں گے ہم اس کی۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے اور امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں)۔

فیه الکنا یة من ا لاستکبار و ا لاستراحة لعدم الخروج بطلب علم الحد یث۔ (اس حدیث میں اشارہ ہے غرور کرنے اور آرام لینے سے واسطے اسکے کہ نہ نکلے طلب علم حدیث میں)

عن المقدا م بن معدی کرب عن رسو ل الله ﷺ انّه قا ل: الا ،انّی اوتیت الکتا ب و مثله معه، الا یو شِك رجل شبعان علی اریکته یقول: علیکم بهذا القرآن فما و جد تم فیه من حلالٍ فاحِلّوه و ما وجد تم فیه من حرامٍ فحرّموه۔ الا لا یحل لکم الحمار ا لا هلیّ و لا کل ذی نابٍ من السبع و لا لقطة معا هدٍ الا ان یستغنی عنها صا حبها و من نزل بقومٍ فعلیهم ان یقروه فان لم یقروه فله ان یعقبهم بمثل قراه۔ سنن ابی داؤد حد یث نمبر ٤٦٠٤). (روایت ہے مقدامؓ بن معدی کرب سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خبردار ہو بیشک دیا گیا میں قرآن اور مانند اس کے ساتھ اس کے خبردار رہو قریب ہے مرد آسودہ تخت پر اپنے کہے لازم پکڑو تم ساتھ اس قرآن کے پھر جو کہ پاؤ تم اس میں حلال سے پھر حلال جانو تم اس کو اور جو کہ پاؤ تم اس میں حرام سے پھر حرام جانو تم اس کو، اور حرام کیا رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ حرام کیا اللہ نے، خبردار ہو نہیں حلال ہے تمہارے واسطے گدھا گھر کا اور نہر؟ کچلی والے درندوں سے اور نہ پڑی ہوئی چیزوں کے مگر یہ کہ بے پرواہ ہو اس سے مالک اس کا روایت کیا اس کو امام ابوداؤدؒ نے)۔

(عن المقدا م بن معدی کر ب، عن رسو ل الله ﷺ قا ل: الا لا یحلّ ذو نابٍ من السباع، و لا الحمار ا لا هلیّ، و لا ا للقطة من ما ل معا هدٍ الا ان یستغنی عنها، و ایّما ر جلٍ ضا ف قو ماً فلم یقروه ، فانّ له ان یعقِبهم بمثل قراه۔ سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۳۸۰۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن خا لد بن الولید: قا ل غزوت مع رسو ل الله ﷺ خیبر ، فاتتِ الیهود فشکوا ان الناس قد اسرعوا الی حظا ئر هم، فقا ل رسو ل الله ﷺ : ا لا لا تحلّ اموا ل المعا هدین الا بحقّها، و حرا م علیکم حمر ا لا هلیة و خیلها و بغالها، و کل ذی نابٍ من السبا ع ، و کل ذی مخلبٍ من الطّیر ۔ سنن ابو دا ؤد حدیث نمبر ۳۸۰۶)

عن عمرو بن عوف قا ل قال رسول الله ﷺ ان الدین لیا ذر الی الحجاز کما تا ذر الحیة الی حجرها و لیعقلن الذین من الحجاز معقل ا لاز و یة من رأس الجبل ان الد ین بدء غر یباً و سیعود غر یباً کما بد ء۔ فطو بی للغر با ء۔ و هم الذ ین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی ا خر جه التر مذی ۔

(روا یت ہے حضرت عمروؓ بن عوف سے کہا فر ما یا رسو ل اللہ ﷺ نے بیشک دین سمٹ جا وے کعبہ و مد ینہ کی طرف جیسا کہ سمٹ جا وے سا نپ اپنے بل میں اور البتہ پناہ لیویں کعبہ و مد ینہ سے ما نند لینے پہا ڑی بکری کی سر پہا ڑ سے بیشک دین پہلے غریب تھا اور قر یب ہے کہ ہو وے غر یب جیسا کہ پہلے تھا پھر خوشی ہو واسطے غر با ء کے اور وہ جو صلا حیت پر لا ویں گے اس کو کہ کر دیا اس کو لوگوں نے پیچھے میرے سے سنت میری کو ۔ روا یت کیا اس حدیث کو تر مذیؒ نے)۔

عن انس ان رسو ل الله کا ن یقو ل لا تشددوا علی انفسکم فیشددِ الله علیکم فانّ قو ماً شدّدوا علی انفسهم فشدد الله علیهم فتلك بقا یا هم فی الصوا مع و الد یا ر ر هبا نیة ابتدعوها ما کتبنا علیهم۔ ا خر جه ابو دا ؤد

(روا یت ہے انسؓ سے بیشک رسو ل اللہ ﷺ تھے فر ما تے مت سختی کرو تم جیوں پر اپنے پھر سختی کرے اللہ تم پر پھر بے شک ایک قو م نے سختی کی اپنے جیون پر پھر سختی کی اللہ نے انہوں پر پھر یہ بقا یا ہیں عبا دت خانے یہود و نصاری میں لیا رہبا نیت کو سر نو سے نہیں فرض کیا ہم نے ان پر)۔

ف ۔ راہب اسے کہتے ہیں کہ سوائے عبا دت کے واسطے کچھ علاقہ دنیا سے نہ رکھیں

عن غضیف بن الحار ث الثما لی قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ ما ا حد ث قو م بد عةً ا لا رفِع مثلها من السنة فتمسك بسنةٍ خیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من ا حدا ث بد عةٍ ۔ا خر جه ا حمد۔(روایت ہے غضیفؓ بن حارث ثمالی سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا قوم نے بدعت کو مگر اٹھائی جاوے مانند اس کے سنت پھر چنگل مارنا سنت میں بہتر ہے کرنے بدعت سے۔روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ نے)۔

قا ل الله تعا لی فی سورة عمرا ن: و ما محمد ا لّا رسو ل قد خلت من قبله الر سل افأن ما ت او قتل انقلبتم علی اعقا بکم و من ینقلب علی عقبیه فلن یضرّ الله شیئاً ،سیجزی اللّه الشاکر ین (فرمایا اللہ تعالی نے سورہ عمران میں اور نہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول ۔بیشک گذرے آگے اس کے بہت رسول ۔پھر اگر مرے یا مارے جاوے ،پھرو گے تم اپنے دین اپنے باپ دادوں پر، پھر ہرگز نہ ضرر کرے گا اللہ کا کچھ۔قریب ہے کہ بدلا دیوے اللہ شکر والوں کو)۔

عن ابی هریره قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ تر د علیّ امّتی الحو ض۔ و انا أذود الناس عنه کما یذود الرّ جل عن ابله۔ قا لوا یا نبیّ! الله اتعرفنا۔ قا ل: نعم۔ لکم سیماء لیست لا حدٍ غیرکم۔ ترِ دو ن علیّ غرّا محجّلین من آ ثار الو ضوء، و لیصّدنّ عنّی طا ئفة منکم فلا یصِلو ن۔ فا قو ل: یا ربّ! هؤلا ء من اصحا بی۔ فیجیبنی ملك فیقو ل: و هل تد ری ما ا حد ثوا بعد ك۔ (مسلم حدیث نمبر ۵۸۳)(روایت ہے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آویں میری امت مجھ پر حوض کوثر پر اور ہٹاؤں میں لوگوں کو ان سے جیسا کہ ہٹاوے مرد اونٹ کا اپنے اونٹ سے۔کہیں اے نبی اللہ ﷺ کے آیا پہچانے گا تو ہم کو فرمایا ہاں واسطے تمہارے ایک پہچان ہے کہ نہیں کسی کو سوائے تمہارے آؤ گے تم ہم پر منہ ہاتھ پر چمکتے اثر وضو سے اور البتہ روکے جاویں ہم سے ایک جماعت تم میں سے پھر نہ پہنچیں گے ہم تک پھر کہوں میں اے رب میرے یہ اصحاب میرے سے ہیں پھر جواب دے ایک فرشتہ پھر کبھی نہیں جانا تو نے کہ کافر؟ ہوئے پیچھے تیرے۔روایت کیا اس حدیث کو مسلمؒ نے)۔

رأیتم کیف و جد تم حا ل ار تداد الصحا بة اللهم ثبت اقدا منا علی صرا ط الکتا ب المبین ا حا دیث سید المر سلین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ان لا تا خذ فحا ح المحد ثین و مذا ھب المبتد عین و ان تاخذ دین المخلصین کا صحا ب نبی العا لمین ابی بکر و عمر و عثما ن و علی و غیر ھم آ مین یا رب العا لمین ۔

(دیکھا تم نے کیونکر پایا تم نے حال پھرنے صحابہ کا دین سے۔ اے اللہ ثابت رکھ ہمارے پیروں کو راہ کتاب روشن پر اور حدیثیں سید المرسلین پر اور یہ کہ نہ لیویں ہم طریقہ نئی بات نکالنے والے دین میں اور مذہب بدعتوں کا اور یہ کہ لیویں ہم دین خالصوں کا جیسے اصحاب نبی عالم کے ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ اور سوا اس کے ایسے ہی جیوائے رب عالم کے)۔

عن ابی موسی عن النبی ﷺ قا ل ان اللہ تعا لی اذا ارادرحمة امّةٍ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فر طاً و سلفاً بین ید یھا و اذا اراد ھلکة امةٍ عذّبھا و نبیھا حیّ فا ھلھا و ھو ینظر فا قر علیہ بھلکتھا حین کذ بوہ و عصوا امرہ ۔ ا خر جہ مسلم ۔ (روایت ہے حضرت ابی موسیؓ سے وہ روایت کرتا ہے نبی ﷺ سے فرمایا بے شک اللہ تعالی جب چاہے رحمت امت کا بندوں اپنے سے مارے نبی اس کے کو آگے اس کے پھر کرے نبی کو واسطے امت کے پیشوا سامان کرنے والا آگے امت کے اور جب چاہے ہلاک کرنے امت کے عذاب میں ڈالے امت کو حالانکہ نبی امت کا جیتا ہے ہلاک کرے امت کو حالانکہ نبی دیکھتا پھر اللہ ٹھنڈک کرے آنکھ نبی کے ساتھ ہلاک کرنے امت کے جب کہ جھٹلایا امت نے نبی کو اور نافرمانی کیا حکم اس کے کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)

قا ل اللہ تعا لی فی سورة ا لا حزا ب ، و ما کا ن لمو منٍ و لا مو منةٍ اذا قضی اللہ و رسو لہ امراً ان یکو ن لھم الخیرة من امر ھم، و من یعص اللہ و رسو لہ فقد ضلّ ضلا لاً مبیناً (احزاب :۳۶) (فرمایا اللہ تعالی نے سورہ احزاب میں، نہیں لائق ہے واسطے مرد مومن اور عورت مومنہ کے جب کہ حکم کرے اللہ تعالی اور رسول، اللہ کا ایک امر کو کہ ہووے انہوں کے واسطے اس میں بہتری کسی کو (یعنی اللہ و رسول کے فیصلے کے بعد کسی شخص کو کسی امر کا اختیار باقی نہیں رہ جاتا) اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی پھر تحقیق کہ بھٹکا راہ بھٹکنی ظاہر کر)۔

حینئذ جا ء ت امور الدین و الد نیا علی الرا ئے و القیاس و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاجماع فا ن فوا طأ القر آ ن و ا لا حا ديث هذه الثلثة قبِل و ا لا فلا تقبل مئآ ت ا لآ يه و الو ف الحد يث الصحيح و ان کا ن تعظيمها ان لا تمسها النساء ذا ت الحيض و النفساء و غير هما و يستر بغلا ف مذهّبٍ و نقرء فی يو م ثا لثةٍ و ا لار بعين لا نتزاء رو ح الميت و يو ضع على الاو ثا ن کا لتعزية و المرا قد عند اعرا س ا لا اشبا ح و ا لا سا قدة و يكتب لتسخير النساء و ا لا مراء ،(اس وقت آ نے امور دین اور دنیا کے رائے اور قیاس اور اجماع پر پھر اگر موا فق ہوا قر آ ن اور حدیثیں ، ان تینوں کو قبول کیا جا ئے ۔ یہ دونوں اگر موا فق نہ ہوں قر آن اور حدیثیں، ان تینوں کو پھر نہ قبول کیا جائے۔سینکڑوں آ یتیں اور ہزاروں حدیثیں صحیح اگر چہ ہے تعظیم قر آ ن اور حد یث کے یہ کہ نہ چھو ئے ان دونو ں کو عورتیں حیض وا لیاں اور ز چے وا لیاں اور سوا ان دونوں کے اور رکھی جا ئیں قر آ ن اور حد یث غلا ف سنہری میں اور پڑ ھا جا وے سوم کے دن اور چہلم کے دن وا سطے نکا لنے روح میت کے اور رکھا جا وے وثنو ں پر جیسے تعز یہ اور قبروں پر نز دیک عرس میرا اور استا د کے اور لکھا جا وے واسطے پھنسانے عورتو ں اور امیروں کے) ۔

و جا ء الحد يث فی با ب الشفا عة و الرأ ی ۔

حد ثنی را فع بن خد يج قا ل قد م نبی الله ﷺ المد ينة، و هم يأ بّرو ن النخل ، يقو لون يلقّحو ن النخل. فقا ل، ما تصنعو ن. قا لوا کنا نصنعه ۔ قا ل، لعلکم لو لم تفعلوا کا ن خيراً ۔فتر کوه ۔فنفضت او قا ل فنقصت. قا ل فذ کروا ذلك له فقا ل: انّما انا بشر. اذا امرتکم بشیء من دينِکم فخذوا به، و اذا امر تکم بشیء من رأ ی فا نّما انا بشر. قا ل عکر مة : أو نحو هذا ۔ قا ل المعقریّ : فنضت. و لم يشك ۔ا خر جه مسلم ۔

(اور آ ئی حدیث باب سفارش اور رائے میں ۔

حد یث کیا مجھے رافع ؓ بن خدیج نے کہا آ ئے نبی ﷺ مد ینہ کو اور وے پھول نر کھجور کا مادی میں رکھتے ۔ پھر فر ما یا حضرت ﷺ نے کیا کرتے ہوتم ۔ کہا، تھے ہم کر تے اس کو آ گے سے ۔فر ما یا اگر نہ کر وتم البتہ ہو بہتر ۔ پھر چھوڑا اس کو سب نے ۔ پھر جھڑ گیا پھول اس کا یا ناقص ہو گیا ۔ پھر ذکر کیا رسول اللہ ﷺ سے ،فر ما یا میں آ دمی ہوں جب حکم کروں میں تم کو ساتھ کسی چیز کے دین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تمہارے، پھر لو تم اس کو، اور جب حکم کروں تم کو ساتھ کسی چیز کے رائے سے، پھر میں آدمی ہوں مانند تمہارے۔ روایت کی اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

(مسند احمد میں روایت ہے: مررت مع النبیّ فی نخل المدینة ،فرأی اقواماً فی رؤوس النخل یلقّحون النخل۔ فقال : ما یصنع هؤلاء ۔ قال : یأخذون من الذکرِ فیحطون فی الانثی یلقّحون به ۔ فقال : ما اظنّ ذلك یغنی شیئاً فبلغهم فترکوه و نزلوا عنها۔ فلم تحمل تلك السنة شیئاً ۔فبلغ ذلك النبی ﷺ فقال : انّما هو ظنّ ظننته ان کان یغنی شیئاً فاصنعوا ، فانما انا بشر مثلکم و الظّن یخطی و یصیب، و لکن ما قلت لکم قال الله عز و جل ،فلن أکذب علی الله ۔)

عن ابن عباس ان زوج بریره کان عبداً یقال له مغیث کانّی انظر الیه یطوف خلفها یبکی و دموعه یسیل علی لحیته فقال النبی ﷺ لعباس یا عباس الا تعجب من حبّ مغیثٍ بریرة و من بغض بریره مغیثاً فقال النبی ﷺ لو راجعته قالت یا رسول الله ﷺ تأمرنی قال انما اشفع قالت لا حاجة لی فیه ۔اخرجه البخاری ۔

(روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے بے شک میاں، بریرہ کا غلام تھا، نام اس کا تھا مغیث، گویا کہ دیکھتا ہوں میں اس کی طرف پھرتا پیچھے بریرہ کے اور آنسو اس کی ٹپکتے داڑھی پر اس کے پھر فرمایا نبی ﷺ نے عباسؓ کے واسطے، اے عباسؓ تعجب نہیں کرتا تو محبت مغیث سے بریرہ کو اور بغض بریرہ سے مغیث کو۔ پھر فرمایا نبی ﷺ نے اگر تو رجوع ہو مغیث کو البتہ بہتر ہے کہا یا رسول اللہ حکم کرتے ہو مجھے۔ فرمایا سفارش کرتا ہوں میں۔ کہا نہیں حاجت واسطے میرے سفارش کرنے میں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے)۔

فیها ذم النبی ﷺ الرأی و الشفاعة بدون امر الله و هو الالهام فذلك دلیل علی انّ رای غیر النبی ﷺ و الشفاعة لیس لهما اعتبار و من نسبه الی النبی ﷺ خرج منه الایمان لانّ اقوال الرسول و افعاله ﷺ و اراية حتّی الحرءة سنة سنية للانسان و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجا نّ و لانّ الله تعا لی قا ل فی سورة الحشر و ما اتا کم الر سو ل فخذوه و ما نها کم عنه فا نتهوا و قا ل تعا لی فی سورة النساء من یطع الر سو ل فقد اطاع الله و من تو لی فما ار سلنا ك علیهم حفیظاً۔
(دونوں حدیثوں میں ہے برائی کرنی نبی ﷺ کی رائے کی اور سفارش بدون حکم اللہ کے اور وہ الہام ہے پھر یہ مذمت دلیل ہے اس بات پر کہ بے شک رائے سوائے نبی ﷺ کے اور سفارش نہیں ان دونوں کا اعتبار اور جس نے نسبت مذمت ان دونوں کے نبی ﷺ کی طرف کی نکلا اس سے ایمان اس واسطے کہ بیشک قول رسول کا اور فعل رسول کا یہاں تک کہ آداب مگنے موتنے کا سنت بڑے ہیں انسان اور جن کے واسطے کہ بے شک اللہ نے فرمایا سورۃ حشر میں، اور وہ کہ دے تمہیں رسول پھر لو تم اس کو اور وہ کہ منع کرے تم کو اس سے پھر باز رہو تم۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورہ نساء میں۔ جس نے اطاعت کی رسول کی پھر تحقیق کے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا انہیں بھیجا ہم نے تجھے نگہبان)۔

عن ابن شها ب انّ عمر بن الخطا ب قا ل و هو علی المنبر یا ایها الناس انّ الر أی انما کا ن من رسو ل الله ﷺ مصیباً لانّ الله عز و جل کا ن یر یه و انما هو منا الظن و التکلف ا خرجه ابو دا ؤد ۔ (روایت ہے ابن شہاب سے بے شک عمرؓ بن خطاب نے کہا حالانکہ منبر پر تھے اے لوگو بیشک رائے تھی رسول اللہ ﷺ سے صواب اس واسطے کہ بیشک اللہ عز وجل تھا دیکھتا اس کو اور وہ رائے ہم سے ظن اور تکلف ہے۔ روایت کیا اس کو امام ابو داؤدؒ نے)

قا ل بعض السلف ما جا ء نا عن رسو ل الله ﷺ قبِلنا علی الر أس و العین و ما جا ء نا عن الصحا بة فنا خذ و نتر ك و ما جا ء نا عن التا بعین فهم ر جا ل و نحن ر جا ل قا ل الغزا لی ذ لك فی ا حیا ء العلو م۔ (کہا بعض سلف نے جو کہ آیا ہم کو رسول اللہ ﷺ سے قبول کیا ہم نے اس کو سر اور آنکھ پر اور جو کہ آیا ہم کو صحابہ سے پھر لیں گے ہم اس کو اور چھوڑیں گے ہم اس کو اور جو کہ آیا ہم کو تابعین سے پس وہ مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں۔ امام غزالیؒ نے کہا اس کو احیاء العلوم میں)۔

قا ل المحد ث الد هلوی فی تنویر العینین فی ا ثبا ت مسئلة رفع الید ین فهم الصحا بة لیس حجةٍ (کہا محدث دہلوی محمد اسماعیلؒ نے تنویر العینین فی اثبات مسئلہ رفع الیدین میں رائے اور بوجھ (سمجھ) صحابہ کا نہیں ہے دلیل)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی ھر یرۃ قا ل قا ل رسول اللّٰہ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شھید۔ ا خر جہ البھیقی (روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے چنگل مارا ساتھ سنت میری کے نزدیک فساد امت میری کے پھر واسطے اس کے ثواب سو شہید کا ہے روایت کیا اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے)۔

فی ذلک دلیل علی منع ا لا جتھاد سوا النبی ﷺ لانّ المجتھد یخطی و یصیب فلذ لک الز م علی العا لم الر با نی ان یوز ن قیا سا ت الجلیۃ و الخفیۃ فی میزا ن ا لآ یۃ و الحد یث الصحیح کل یو م و الّا فیخطی .. تکرار الخطا مو جب لعدم ا لا عتبار لانّ المحدث الد ھلوی یعنی عبد العزیز قا ل فی ا صو ل الحد یث علم الحد یث اشرف من کل علم و لا یبلغ علم علی در جتہ لانّ علم القر آ ن و عقا ید ا لاسلا م و ا حکا م الشر یعۃ و قوا عد الطر یقۃ و الکشفیا ت و العقلیا ت کلھا موقوف علی بیا ن سید آ ل عد نا ن و ان لا یوز ن ذلک و لا یضر ب علی ھذا المیزا ن و المعیار لیس لھا اعتبار ۔(ان حدیثوں میں دلیل ہے منع اجتہاد پر سوائے نبی ﷺ کے واسطے کہ بے شک مجتہد خطا کرتا ہے اور نہیں خطا کرتا ہے پھر اسی واسطے بہت لازم ہے عالم اللہ والے کو کہ تولیں قیاسیں روشن اور پوشیدہ کو ترازو آیت اور حدیث صحیح میں ہر دن اور اگر ایسا نہ کرے گا پھر خطا کرے گا۔ پھر تکرار خطا کا سبب ہے عدم اعتبار کا اس واسطے کہ بے شک محدث دہلوی یعنی عبدالعزیز نے کہا اصول حدیث میں، علم حدیث اشرف ہے ہر علم سے اور نہ پہنچے کوئی علم درجہ علم حدیث پر اس واسطے کہ بے شک علم قرآن اور عقیدہ اسلام اور حکمتیں شریعت کی اور قاعدہ طریقت کے اور سب کشف وعقل کی باتیں موقوف ہیں بیان سردار آل عدنان پر یعنی رسول اللہ ﷺ۔ اور اگر نہ تو لا جائے یہ سب اور نہ مارا جاوے اس ترازو اور کسوٹی پر نہیں ہے ان سب کا اعتبار)۔

قال اللّٰہ تعا لی فی سورۃ النساء :

یا ایھا الذین آ منوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسو ل و او لی الامر منکم فا ن تنا ز عتم فی شیء فردّوہ الی اللّٰہ و الرسو ل ان کنتم مو منو ن با للّٰہ و الیو م ا لآ خر۔

(فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں: اے لوگو لائے ہو ایمان اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروتم رسول کی اور سردار لشکر کی تم سے ہو پھر اگر آپس میں جھگڑا کروتم کسی چیز میں پھر رجوع کروتم اس کو کتاب اللہ اور کتاب رسول کی طرف اگر ہوتم ایمان لاتے ہو اللہ اور دن قیامت کے ساتھ)۔

کل معانٍ فی القرآن ان یطیعوا الله و الرسول و ههنا اطاعة اولی الامر امیر السرایا و ان کان قوله وافق الله و الرسول لانّ الحدیث دال علی ذلك فسیاتی عن روایة علیّ (ہر جگہ قرآن میں یہ کہ اطاعت کروتم اللہ اور رسول کی اور اس جگہ اطاعت اولی الامر سردار لشکر کی ہے اگر ہو قول اس کا موافقت کرے اللہ اور رسول کی اس واسطے کہ حدیث دلالت کرنیوالی ہے اس آیت پر پھر قریب ہی آوے گی حدیث روایت علیؓ سے)

عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال علی المرء المسلم السمع و الطاعة فیما احبّ و کره ،الّا ان یؤمر بمعصیةٍ ،فان اُمِر بمعصیةٍ فلا سمع ولا طاعة اخرجه مسلم (روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے، وہ روایت کرتا ہے نبی ﷺ سے، بے شک فرمایا حضرت ﷺ نے، مرد مسلمان پر سننا اور اطاعت ہے جس میں کہ دوست رکھتا ہے اور مکروہ جانتا ہے، مگر حکم کیا جاوے گناہ میں پھر اگر حکم کیا جاوے گناہ میں پھر اس میں سننا اور اطاعت نہیں ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)

(انّ ربّی قال لی ان قم فی قریشٍ فانذرهم، فقلت أی ربِّ اذا یثلغوا رأسی- ای یشدخوا- فقال انّی مبتلیك و مبتلٍ بك و منزِل علیك کتاباً لا یغسله الماء تقرؤه نائماً و یقظاناً فابعث جنداً أبعث مثلیهم و قاتل بمن اطاعك من عصاك و انفق انفق علیك علی المرء السلم السمع و الطاعة فی عسرةِ و یسرهِ و منشطهِ و مکرههِ ما لم یؤمر بمعصیة الله فاذا امر بمعصیة الله فلا سمع و لا طاعة- (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ۔ طبع ۱۳۹۸ھ، ۱۳۰۔۴۰۰)۔

عند الخاصم ترجِع رجل الی القرآن و الحدیث الصحیح فی امور العبادة کالصلوة و الصیام و المعاملة کالنکاح و الطلاق فلا یرجع الی القدوری و الکنز فان الاولین کتابالیقین و الرحمة و الآخرین کتابا العقل و البدعة (نزدیک جھگڑنے آپس کے رجوع ہو مرد قرآن اور حدیث صحیح کی طرف امور عبادت میں جیسے نماز اور روزہ اور معاملہ میں جیسے نکاح اور طلاق پھر نہ رجوع ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف کتاب قدوری اور کنز کے پھر بے شک دونوں پہلوں کی کتاب دو یقین اور رحمت کی ہے اور دو دوسری کتاب عقل اور بدعت کی ہے)۔

عن عبد الر حمن بن عبد رب الکعبه قا ل :

د خلت المسجد فا ذا عبد الله بن عمرو بن العا ص جا لساً فی ظلّ الکعبة، و الناس مجتمعو ن علیه ، فأتیتهم ، فجلست الیه ، فقا ل: کنّا مع رسو ل الله ﷺ فی سفرٍ، فنز لنا منزلاً، فمنّا من یصلح خِباء ه ، و منّا من ینتضِل، و منّا من هو فی جشره ، اذ نا دی منا دی رسو ل الله ﷺ : الصلاة جا معة ، فا جتمعنا الی رسو ل الله ﷺ ، فقا ل :

انه لم یکن نبیّ قبلی ا لّا کا ن حقاً علیه ان ید لّ أ مته علی خیر ما یعلمه لهم ، و ینذر هم شرّ ما یعلمه لهم ، و انّ امّتکم هذه جعِل عافیتها فی اوّلها، و سیصیب آ خر ها بلا ءٍ و امور تنکرو نها ، و تجیء فتنة فیر قّق بعضها بعضاً ، و تجیء الفتنة فیقو ل المؤمن: هذه مهلکتی، ثم تنکشِف ، و تجیء الفتنة فیقو ل المؤمن هذه هذه ، فمن ا حبّ ان یز حزح عن النار و ید خل الجنة فلتأته منیّته و هو یؤمن با لله و الیو م ا لآ خر و لیأت الی الناس الذی یحبّ ان یؤتی الیه ، و من با ع اما ماً فاعطاه صفتة یدهِ وثمرة قلبه، فلیطعه ان استطاع، فا ن جا ء آ خر ینازعه فا ضر بوا عنق ا لآ خر، فد نو ت منه فقلت (له) ، أنشد ك الله ! انت سمعت هذا من رسو ل الله ﷺ ؟فأ هوی الی ا ذ نیه و قلبه بیدیه، و قا ل: سمعته ا ذ نا ی وو عا ه قلبی۔ فقلت له: هذا ابن عمّك معا و یة یأ مر نا ان نأ کل اموا لنا بیننا با لبا طل، و نقتل انفسنا، و الله عزّ و جلّ یقو ل: یا ایها الذین آ منوا لا تا کلوا اموا لکم بینکم بالبا طل ا لّا ان تکو ن تجا رة عن ترا ضٍ منکم و لا تقتلوا انفسکم، انّ الله کا ن بکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ر حیماً۔(نساء : ۲۹) قا ل: فسکت سا عةً ثمّ قا ل: ا طعه فی طاعة الله، و اعصِه فی معصیة الله عزّ و جلّ۔ ا خر جه مسلم (صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۷۷۶)

(...روایت ہے حضرت عبد اللہؓ بن عمروؓ بن عاص سے کہا جو بیعت کرے امام کی پھر دیوے مارنے ہاتھ اس کے کے اور فائدہ دل اس کے کا پھر چاہیے کہ اطاعت کرے امام کی اگر طاقت رکھے بھاگ کر آوے دوسرا لڑے اس سے پھر تم گردن دوسرے کی پھر پاس گیا میں ان کے کہا میں نے قسم دیتا ہوں تم کو سنا تو نے یہ رسول اللہ ﷺ سے، پھر اشارہ کیا کان اور دل کی طرف اپنے کہا سنا اس کو دو کان میرے نے اور یاد کیا اس کو دل میرے نے پھر کہا میں نے اس کو یہ بیٹا تیرے چچا کا معاویہ حکم کرتا ہے ہمیں یہ کہ کھاویں ہم مالوں کو آپس میں ساتھ جھوٹ کے اور ماریں ہم جانوں اپنے کو اور اللہ تعالی کہتا ہے اے لوگو ایمان لائے مت کھاؤ مالوں کو آپس میں جھوٹ کر مگر یہ کہ ہووے سوداگری راضی ہونے آپس میں اور مت مارو جانوں کو بے شک اللہ تعالی تمہارے ساتھ رحم والا ہے۔ کہا چپ رہے ایک ساعت پھر کہا اطاعت کر تو اس کی اطاعت اللہ میں اور نافرمانی کر تو اس کی گناہ اللہ عز وجل میں۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلمؒ نے)۔

قا ل الله تعا لی فی سورة الفر قا ن:

یوم یعضّ الظّا لم علی ید یه یقو ل یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً ۔یا ویلتی لیتنی لم ا تخذ فلا ناً خلیلاً۔ لقد اضلّنی عن الذ کر بعد اذ جا ء نی ۔ و کا ن الشیطا ن للا نسا ن خذو لاً۔ و قا ل الرسو ل یا ر ب انّ قو می اتخذوا هذا القرآن مهجوراً (فرمایا اللہ تعالی نے سورہ فرقان میں: اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے۔ اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔ ترجمہ۔ محمد جونا گڈھی)

یو م القیا مة ... الکفار و المنا فقون الفجا ر علی عد م ا تباع الرسو ل المختار و تقو ل نبی ا لا برار یا غفار ما اتخذ هذ ا القر آ ن و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلا می هؤلا ء ا لا شرار اعلم ان السوا ل یو م یو م القیا مة عند ذی الجلا ل من ا لا فعا ل و الاقوا ل و .. ثم السوا ل الا حسا ب و الا نسا ب بل السوا ل من الثوا ب و العقا ب ۔ (دن قیامت کے ہووےیں سب کا فرمنافق جو نہ پیروی کرتے رسول مختار پر اور کہیں نبی ابرارا ے غفار نہ لیا اس قرآن کو اور کلام میرے کو یہ لوگ برے جانو تم بیشک سوال قیامت کے دن نزدیک اللہ تعالی کے فعلوں اور قولوں سے ہے اورنہیں اس جگہ حسبوں نسبوں کا سوال بلکہ سوال ہے ثواب اور عذاب کا)۔

کا ن ابو ھر یرہ یحد ث انہ سمع رسو ل اللہ ﷺ یقو ل ما نھیتکم عنہ فا جتنبوہ و ما امر تکم بہ فا فعلوا منہ ما استطعتم، فانّما أھلك الذ ین من قبلکم لکثرۃ مسا ئلھم و اختلا فھم علی انبیا ء ھم۔ ا خر جہ مسلم (و فی روا یۃٍ : عن النبی ﷺ : ذرو نی ما تر کتکم ، و فی حد یث ھما مٍ : ما تر کتم ، فا نّما ھلك من قبلکم، ثم ذکروا نحوہ ۔

(تھے حضرت ابو ہریرہؓ حدیث کرتے، بے شک سنا اور سنے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے جس کو منع کیا میں نے تم کو پرہیز کرو تم اس کو اور جس کو حکم کیا میں نے تم کو ساتھ اس کے پھر کرو تم اس کو جہاں تک طاقت رکھو تم ۔ پھر ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ آگے تمہارے تھے واسطے سوال کرنے اور خلاف کرنے انہوں کے نبیوں پر اپنے)۔

ذرو نی ما تر کتکم فا نما ھلك الذین من قبلکم بکثرۃ مسا ئلھم و ا ختلا فھم علی انبیا ء ھم ما نھیتکم عنہ فا جتنبو ہ و ما امر تکم بہ فا فعلوا منہ ما استطعتم ۔ اصول الاحکام ،ابن حزم ،)

قا ل اللہ تعا لی فی سورۃ البقرۃ :

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انز ل اللہ قالوابل نتبع ما الفینا علیہ آبا ء نا او لو کان آ با ئھم لا یعقلو ن شیئاً و لا یھتدو ن

(فرمایا اللہ تعالی نے سورۃ بقرہ میں: اور جب کہ کہا جاتا انہوں نے واسطے پیروی کرو تم اسکی کہ اتارا اللہ نے کہیں بلکہ پیروی کریں گے ہم اس کی کہ پایا ہم نے اس پر باپ دادوں کو اپنے ،آیا اور اگر تھے باپ دادے انہوں کے نہ جانتے تھے اور نہ ہدایت پر تھے)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قا ل الله تعا لی فی ا لا عرا ف:

و اذا فعلوا فا حشۃً قا لوا و جد نا علیها آ با ء نا و الله امر نا بها قل ان الله لا یا مر با لفحشا ء اتقو لو ن علی الله ما لا تعلمو ن ۔ (فر ما یا اللہ تعا لی نے سورہ اعراف میں: اور جب کہ ٹھہرا لیا انہوں نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ کو حا کم کو، کہتے پا یا ہم نے اسی پر باپ دا دوں اپنے کو اور اللہ نے فر ما یا ہم کو ساتھ اس کے، کہدے تو بیشک اللہ نہیں فر ما تا ساتھ برائی کے ۔ آ یا کہتے ہو تم اللہ پر اس چیز کو کہ نہیں جا نتے ہو تم)۔

و انّ النبی ﷺ یو ماً ذکر الیهود و وعظهم و صمّهم، قا لوا بل نتبع ما و جد نا علیه آ با ء نا ۔ هذا مختصر الحد یث الذی اخر جه عبد العزیز فی تفسیره

(اور بیشک نبی ﷺ نے پند (نصیحت) کی یہودیوں کو ایک دن اور بہت پند کی انہوں کو اور چپ کیا انہوں کو لا چار ہو کر کہا بلکہ پیروی کر تے ہیں ہم اس کی کہ پا یا ہم نے اس پر با پ دا دوں کو اپنے ۔ یہ حدیث مختصر جس کو روایت کیا عبد العزیز نے اپنی تفسیر میں)

عن ابی سفیا ن بن حر ب قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ اعبدوا الله و حد ہ و لا تشر کوا به شیئاً و اتر کوا ما یقو ل آ با ء کم اخر جه البخا ری هذا مختصر من مطولٍ دمّر الله و رسو له التقلید ۔ (روایت ہے ابوسفیان بن حرب سے کہا فر ما یا رسول اللہ ﷺ نے پو جو تم اللہ کو حالانکہ وہ اکیلا ہے اور مت سا جھی کرو تم ساتھ اللہ کے کسی کو اور چھوڑو تم اس کو جو کہتے تھے باپ دا دے تمہارے ۔ روایت کی اس حدیث کو بخاری نے ۔ یہ حدیث چھوٹی ہے بڑی سے)۔

برا کہا اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے تقلید کو

قا ل الله تعا لی فی سورۃ ا لا حزا ب:

لقد کا ن لکم فی رسو ل الله اسوۃ حسنة

(فر ما یا اللہ نے سورہ احزاب میں بیشک ہے واسطے تمہارے رسول اللہ ﷺ میں اقتدا ء اچھا)۔

و قا ل رسو ل الله ﷺ ا صحا بی کا لنجو م با یهم اقتدیتم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهتد یتم ا خر جه القا ضی فی الشفاء (مد ح الله و رسو له الا قتداء

(اورفر ما یا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب میرے ما نند ستا رے کے ہیں ساتھ جس کے اقتداء کرو گے تم راہ پا ؤ گے تم روایت کی اس حدیث کو قاضی نے شفا میں (تعریف کی اللہ اور رسول نے اقتداء کی)۔

التقلید من القلا دۃ فی ا للغة و شا خ اعناق ا لا نا ث و قیل قلادۃ اعناق ا لکلا ب و فی ا لا صطلا ح التقلید اتباع ا حدٍ بلا دلیل

(تقلیدہ قلا دہ سے ہے لغت میں ساتھ معنی ہار گردن عورت کے اور کہا گیا وہ ساتھ معنی پٹہ گردن کتے کے اور اصطلا ح میں تقلید پیروی کرنا کسی کی بلا دلیل شرعی کے)۔

و ا لاقتداء من القد وۃ فی ا للغة المقدم و فی ا لا صطلا ح الاقتداء هو التمسك بالدلیل الشر عی و هو القر آ ن و الحد یث الصحیح ثبت من القر آ ن و الحد یث بحسن ا لا قتداء وبقبح التقلید

(اور اقتداء قدوہ سے ہے لغت میں ساتھ معنی پیشوا کے اور اصطلا ح میں اقتداء وہ چنگل مارنا ساتھ دلیل شرعی کے اور وہ قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت ہوا قرآن اور حدیث سے بھلائی اقتداء کی اور برائی تقلید کی)

قا ل ابو حنیفه و ا لا حمد لا تقلّدو نی و لا تقلدنّ غیر نا خذوا ا لا حکا م من حیث ا خذوا من الکتا ب و السنة و قا ل ابو حنیفه ا یضاً اذا صحّ الحد یث فهو مذ هبی

(کہا امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ نے مت تقلید کرو تم میری اور مت تقلید کرو تم سوائے ہمارے ۔لو تم حکموں کو جہاں سے لیا انہوں نے قرآن اور حدیث سے ۔اور کہا امام ابوحنیفہؒ نے بھی، جب صحیح ہو حدیث پھر وہی ہے مذہب میرا)۔

و قا ل ما لك ما من ا حدٍ ا لّا و هو مأ خو ذ من کلا مه و مر دود علیه ا لّا رسو ل الله ﷺ

(اور کہا امام ما لکؒ نے نہیں کوئی مگر وہ کہ لیا جائے کلام اس کے سے اور رد کیا جائے اس پر مگر رسول اللہ ﷺ کا کلام ایسا نہیں ہے)۔

عن الشا فعی مهما قلت من قو ل فیه عن رسو ل الله ﷺ خلا ف ما قلت فا لقو ل قا له رسو ل الله ﷺ هو قو لی و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعِل مردودۃ ۔ (روایت ہے امام شافعیؒ سے، جب کہوں میں بات سے اس میں رسول اللہ ﷺ سے ہے خلاف اس کے کہ کہا میں نے پھر قول کہ کہا اس کو رسول اللہ ﷺ وہی بات میری اور کیا جاوے خلاف رد کیا گیا)۔

و قال الشعبی ما حدّثو کھؤلاء عن رسول اللہ ﷺ فخذوہ و ما قالوہ بر أیھم فالقہ فی الحش فھذہ الاقوال نقل عن عقد الجید و غیرہ (اور کہا امام شعبیؒ نے جو کہ حدیث کریں تجھے علماء لوگ رسول اللہ ﷺ سے پھر لے تو اس کو اور جو کہ اس کو کہیں اپنی عقل سے اور رائے سے پھر ڈال تو اس کو آگ جلتی میں۔ پھر یہ سب قول نقل کیا گیا عقد الجید وغیرہ سے)۔

عن عدی بن حاتم قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی سورۃ برأۃ ۔ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ قال اما انھم لم یکونوا یعبدونھم لکنھم اذا احلّوا لھم شیئاً احلوہ و اذا حرّموا علیھم شیئاً حرّموہ اخرجہ الترمذی۔

(روایت ہے حضرت عدیؓ بن حاتم سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سورہ برات میں ،لیا انہوں نے مولویوں اور درویشوں اپنے کو مالک سوائے سوائے اللہ تعالی سے۔ فرمایا خبردار ہو بے شک نہ تھے یہ سب پوجتے ان کو لیکن جب وہ حلال کرتے ان کے واسطے کچھ حلال جانتے اور جب حرام کرتے وے ان پر کچھ حرام جانتے یہ اس کو۔)

(قدم (عدی بن حاتم) علی النّبی ﷺ و ھو نصرانیّ فسمعہ یقرأ ھذہ الآیۃ: اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ و المسیح ابن مریم و ما امروا الا لیعبدوا الھاً واحداً لا الہ الّا ھو سبحانہ عمّا یشرکون۔

قال : فقلت لہ : انّا لسنا نعبدھم۔

قال : ألیس یحرمون ما احلّ اللہ فتحرّمونہ ، و یحلّون ما حرّم اللہ فتحلّونہ ۔ قال : قلت : بلی ۔ قال : فتلک عبادتھم ۔امام ابن تیمیہ، حقیقۃ الاسلام و الایمان۔ طبع ۱۴۰۹ھ)

(اتیت النبی ﷺ و فی عنقی صلیب من ذھبٍ ۔ فقال یا عدیّ اطرح عنک ھذا الوثن، و سمعتہ یقرأ فی سورۃ براءۃ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من دو ن الله۔ قا ل اما انهم لم یکو نوا یعبدونهم و لکنّهم کا نوا اذا ا حلّوا لهم شیئاً استحلّو ه و اذا حرّموا علیهم شیئاً حرّمو ه ، جامع ترمذی۔طبع ۱۴۰۸ء)...۔

فیه مذا میم شرك تقلید المقلد من ا لاعلا م کا لا نعا م فی هذه ا لا نا م لانّ تا ویلهم ا لد لا ئل الشر عیة الی قو ل ائمتهم فعلِم من هذا ان اتباع شخصٍ معینً بحیث یتمسك بقو له و ان .. علی خلا فه دلا ئل من السنة و الکتا ب و یا ول الی قو له شو ب من النصرا نیة و حظ من الشر ك و العجب من القو م لا یخا فو ن من مثل هذا الا تباع بل یخیفون تا ر که فما ا حق هذه ا لآ یة فی جوا بهم :و کیف اخا ف ما اشرکتم و لا تخا فو ن انّکم اشر کتم با لله ما ینزل به علیکم سلطا ناً ،فا ی الفر یقین ا حق با لا من ان کنتم تعلمو ن۔(الانعا م : ۸۱)فتد بر و انصف و لا تکن من الممتر ین و نعو ذ با لله ان نکو ن من المتعصبین ۔ انتهی قو ل المحد ث الدهلوی من العلة الی ههنا و ایضاً قو له (فی) صرا ط المستقیم ان تجد حد یثاً صحیحاً صر یحاً غیر منسو خ لا تتبع ا حداً من المجتهد ین المشهورین ۔

(اس حدیث میں برائیاں شرک تقلید مقلدوں کی علماؤں سے مانند چوپاؤں کے ان دنوں میں اس واسطے کہ بے شک تاویل کرنا انہوں کا دلیلیں شرعیہ کو طرف قول اماموں اپنے کے پھر جانا گیا اس سے کہ کہ بے شک پیروی کرنا ایک شخص معین کی اس حیثیت سے کہ چنگل مارے ساتھ قول اس کے کے اگرچہ ثابت ہو خلاف اس کے دلیلیں قرآن اور حدیث سے اور تاویل کرے قول اس کے کی طرف ملاوٹ ہے نصرانی ہونے سے اور حصہ ہے شرک سے۔ اور تعجب ہے قوم سے کہ نہیں ڈرتے ہیں مانند اس اتباع کے بلکہ ظلم کرتے ہیں چھوڑنے والے اس اتباع کرنے والے کے کیا خوب ہے یہ آیت جواب میں انہوں کے اور کیونکر ڈروں میں اس کو کہ شرک کرتے ہو اور نہیں ڈرتے ہو تم بیشک شرک کیا تم نے اللہ کے ساتھ اس کے تم پھر دلیل کون ان دونوں فرقوں کا لائق تر ہے ساتھ امن کے اگر ہو تم جانتے پھر فکر کرو اور انصاف کرو مت ہو شک کرنے والوں سے۔ اور پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ یہ کہ ہوویں ہم متعصبوں سے۔ پورا ہوا قول محدث دہلوی یعنی محمد اسماعیلؒ اس جگہ تک حرف حلت؟ سے اور بھی قول اس کا صراط مستقیم میں ہے اگر پاوے تو حدیث صحیح صریح غیر منسوخ کو مت پیروی کو تو کسی کی ان مجتہدین مشہورین سے)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و قا ل المحد ث الدهلوی یعنی ولی الله فی الفو ز الکبیر ان رغبت انو ذج الیهود فتری العلماء الفجا ء الذین یطلبو ن الد نیا الد نیا و یتقلدو ن بتقلید السلف و یعر ضون من نصو ص کتا ب الله و سنة نبیه ﷺ و یستندو ن استحسا ن کلا مهم و یتعمقو نه ویتشددو نه ویر غبو ن عن کلا م الشا رع المعصو م و یتبعون با حا دیث موضو عةٍ و تا ویلا تٍ فا سدةٍ انظر هم کا نهم هم۔

(اور کہا محدث دہلویؒ یعنی ولی اللہ نے فوز الکبیر میں اگر چاہے تو نمونہ یہود کا پھر دیکھے تو علماؤں بد کو جو طلب کرتے ہیں دنیا بد کو اور تقلید کرتے ہیں ساتھ تقلید سلف کے اور منہ پھیرتے ہیں صریح کلام اللہ سے اور سنت نبی اللہ سے، اور سند لیتے ہیں نیک کلام انہوں کے اور خوب غور سے دیکھتے ہیں اس کو اور سخت پکڑتے ہیں اس کو اور نہیں چاہتے کلام شارع معصوم کا اور پیروی کرتے ہیں حدیثیں موضوعہ کی اور تاویلیں فاسدہ کے دیکھ تو انہوں کو گویا کہ یہ یہود ہیں)۔

ف۔ یہ مضمون بھی فوز الکبیر میں ہے کہ جس نے نہ دیکھا ہو نصرانی کو مشائخ اور پیرزادے کو دیکھ لے کہ اپنے باپ دادوں کو اللہ سمجھتے ہیں اور بعضے مرتبہ الوہیت میں ملاتے ہیں اور جس نے منافقوں کو نہ دیکھا ہو مصاحبین امراؤں کو دیکھو کہ رات اور دن ان کو سوائے جھوٹ اور فریب اور دغا بازی کے کچھ کام نہیں۔

قا ل الله تعا لی فی سورة النسا ء :

و اذا جا ء هم امر من ا لا من او الخو ف اذا عوا به و لو ردو ه الی الر سو ل و الی او لی ا لا مر منهم لعلمه الذین یستنبطو نه منهم (فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں اور جب کہ آوے انہوں کو حکم امن اور خوف سے ظاہر کریں اس کو اور اگر رجوع کرتے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور طرف صحابہ کے ان میں سے البتہ جانتے اس حکم کو وہ لوگ کہ نکالتے اس حکم کو)

الا جتهاد من الجهد القوة و السعی و فی الا صطلاح ا لا جتهاد استنبا ط ا لا حکا م الغیر المنصو صة عن ا لا ر کا ن ا لا ر بعة المعلومة علی القوا عد المتقررة عند هم ا لا وّل اجلی کا لشمس الرا بعة فی معد ل النهار و الثا نی ا خفی کا لبو م الفرّار لانّ النبی ﷺ قا ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکت فیکم امر ین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتا ب اللہ و سنہ رسو لہ اخر جہ ما لک مر سلاً و کتا ب اللہ و عتر تی ا خر جہ البخاری مر فوعاً ۔ عن انس سئل النبی ﷺ من آ ل محمد قا ل کل تقی ا خر جہ القاضی فی الشفاء العترۃ ا لآ ل و لآ ل النسب و القرا بۃ و تخصیص العترۃ لشدّۃ اتبا عھم فی السنۃ و لانّ علیاً قا ل ا لا انی لست نبیٍ و لا یو حا الیّ و لکنی اعمل بکتا ب اللہ و سنۃ نبیہ ﷺ ما استطعت اخرجہ القا ضی فی الشفا ء۔(اجتہاد جھد سے ہے ساتھ معنی قوت اور سعی کے اور اصطلاح میں اجتہاد نکالنا حکمیں غیر صریح کا چار ارکان معلوم سے قاعدہ مقرر کئے گئے پر نزدیک اصولیوں کے اول یعنی قرآن اور حدیث روشن تر ہے مانند سورج چوتھے آسمان کے دو پہر میں اور ثانی یعنی قیاس اور اجماع مانند الو بھاگنے والے سے اسی واسطے بیشک نبی ﷺ نے فرمایا چھوڑا میں نے تمیں دو حکم پر ہرگز گمراہ نہ ہوگے تم جب تک کہ چنگل مارو گے تم ساتھ ان دونوں کے کتاب اللہ کی اور سنت رسول اس کے کی ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالکؒ نے مرسل اور کتاب اللہ کی اور اولاد اپنی ، روایت کیا اس کو امام بخاریؒ نے مرفوع ۔ روایت ہے انس سے پوچھے گئے نبی ﷺ کون ہے آل محمد کا ۔فرمایا ہر متقی ہے روایت کیا اس حدیث کو قاضی نے شفا نے عترۃ ساتھ معنی آل کے اور آل ساتھ معنی نسب اور قرابت کے اور خاص کرنا عترت کا حدیث میں بسبب سخت پیروی کرنا انہوں کا حدیث کا اور اس واسطے کہ بیشک حضرت علیؓ نے کہا خبر دار ہو نہیں ہوں میں نبی اور نہ وحی کیا گیا میری طرف لیکن عمل کرتا ہوں میں ساتھ کتاب اللہ کے اور سنت نبی اس کے کے جہاں تک کہ طاقت رکھوں روایت کیا اس حدیث کو قاضی نے شفا میں)۔

عن ام الحصین قا لت قا ل رسو ل اللہ ﷺ ان امّر علیکم عبد مجدّع اسود یقو د کم بکتا ب اللہ عز و جل فاستمعوا لہ و اطیعوہ۔ ا خر جہ مسلم ۔(روایت ہے ام حصینؓ سے، کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر سردار کیا جاوے تم پر غلام ناک کٹا کن کٹا، لب کٹا، کالا حکم کرے تم کو کتاب اللہ عز وجل کے ساتھ سنو تم اس کو اور اطاعت کرو تم اس کی ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)

الاجتھاد یحتمل الصواب و الخطاء فا نت تز ن اجناس مسائل الرای و القیاس فی قسطاس کتاب اللہ و حد یث نبی الجن و الناس فان عد ل تکستۃ؟ نا خذ ھا و الا فلا و لا ینبغی للحنا بلۃ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشوا فع و الموا لك ا لحنا ئف ان يقلدوا آ ئمتهم و ينسبوا اليهم بل يقتدو هم و ينسبوا الی النبی ﷺ با ین یقو لوا انا محمدیّ لا حنبلی و لا شا فعی و ما لکی و لا حنفی کعیسا ئی و مو سا ئی لانّ هذه الانساب حد ثت بعد النبی ﷺ و اصحابه و التابعین لانّ الحد یث الصحیح فی تقبیح البد عة ظا هرنحو، کل بد عة ضلا لة و کل ضلا لة فی النار و کذا لك حا ل جشتیه و القا در یة و النقشبند یه و المجددیه و غیرها

(اجتہاد احتمال رکھتا ہے صواب اور خطا کو پھر تو تولے جنسیں مسائل رائے اور قیاس کو ترازو کتاب اللہ میں اور حدیث نبی جن وانس میں۔ پھر اگر برابر ہوا پلہ اس کا لے تو اس کو اور اگر نہ ہو برابر مت لے تو اس کو اور نہیں لائق ہے واسطے سب حنبلیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنفیہ کے یہ کہ تقلید کریں ان سب اماموں کی اور نسبت کریں اس کی طرف بلکہ اقتداء کریں انہوں کی اور نسبت کریں نبی ﷺ کی طرف ساتھ اس طرح کہ میں محمدی ہوں، نہ حنبلی اور نہ شافعی اور نہ مالکی اور نہ حنفی جیسے عیسائی اور موسائی اس واسطے کہ بے شک یہ نسبتیں پیدا ہوئیں بعد نبی ﷺ اور اصحاب اس کے کے اور تابعین کے اس واسطے کہ بیشک حدیث صحیح برائی بدعت میں ظاہر اور باہر ہے، مانند ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے یعنی ہر بدعتی دوزخی ہے۔ اور اسی طرح حال چشتیہ اور قادریہ اور نقش بندیہ اور مجددیہ کا اور غیر انہوں کا ہے)۔

البا ب الثا نی

فیه ا لا حا دیث و ما عدا ها

(باب دوسرا: اس میں حدیثیں اور سوا حدیثوں کے ہے)

تقلید کی مذمت اور ردّ بدعت

انّ ابا هر یره قال: لمّا تو فّی رسول الله ﷺ ،و کا ن ابو بکر، و کفر من کفر من العرب ،فقا ل عمر: کیف نقا تل الناس، و قد قال رسول الله ﷺ :امرت ان اقاتِل الناس حتّی یقولوا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا اله الا الله، فمن قا لها فقد عصم منّی ما له و نفسه الّا بحقّه و حسا به علی الله ۔ فقا ل و الله لا قا تلنّ من فرّق بین الصلوۃ و الزّ کو ۃ ،فانّ الز کوۃ حقّ الما ل، و الله! لو منعونی عنا قاً کا ن یؤدّونها الی رسو ل الله ﷺ لقا تلتهم علی منعِها۔ قا ل عمر: فو الله! ما هو الّا شر ح الله صدر ابی بکر، فعرفت انّه الحق۔ متفق علیه (صحیح بخاری حد یث نمبر ۱۳۹۹۔۱۴۰۰)

(بے شک حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا جب وفا ت کی رسول اللہ ﷺ نے اور تھے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ،اور کا فر ہوا وہ کہ کا فر ہوا عرب سے۔ پھر کہا حضرت عمرؓ نے کیونکر قتل کر ے گا تو لوگوں کو حا لانکہ بیشک فر ما یا رسول اللہ ﷺ حکم کیا گیا میں یہ کہ قتل کروں میں لوگوں کو یہاں تک کہ کہیں لا اله ا لا الله ۔پھر جس نے کہا اس کو پھر بے شک پناہ میں ہو مجھ سے مال اس کا اور جان اس کی مگر ساتھ حق اس کے کے ،حساب اس کا اللہ پر ہے۔ پھر کہا قسم خدا البتہ قتل کرونگا میں اس کو کہ فرق کیا درمیان نماز اور زکوۃ کے پھر بیشک زکوۃ حق مال کا ہے اللہ کی قسم اگر نہ دیا مجھے ..بھیڑ کا کہ دیتے تھے اس کو رسول اللہ ﷺ کو، البتہ قتل کرونگا میں ان کو نہ دینے پر۔کہا حضرت عمرؓ نے قسم اللہ تعا لی کی نہ کھلا سینہ میرا مگر کھو لا اللہ تعالی نے سینہ حضرت ابو بکرؓ کا پھر پہچا نا میں نے بیشک یہ بات حق ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے)۔

انّ فاطمة ابنة رسول الله ﷺ ار سلت الی ابی بکر ن الصدیق تسأله میرا ثها من رسو ل الله، مما أفا ء علیه بالمد ینة و فدك، و ما بقی من خمسِ خیبر ۔

فقا ل ابو بکر: انّ رسو ل الله ﷺ قا ل لا نور ث ما تر کنا صدقة، انّما یأ کل آ ل محمد ﷺ فی هذا المال،

و انّی و الله! لا ا غیّر شیئاً من صدقةِ رسو ل الله ﷺ عن حالها التی کا نت علیها، فی عهد رسو ل الله ﷺ، و لأعملنّ فیها بما عمل به رسول الله۔

فا بی ابو بکرٍ ان ید فع الی فا طمة شیئاً ۔ فو جد ت فا طمة علی ابی بکر فی ذلك ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قا ل : فهجر ته ، فلم تكلّمه حتى تو فّيت ۔ و عا شت بعد رسو ل الله ﷺ ستة اشهرٍ۔ فلما تو فّيت دفنها زو جها علیّ بن ابی طا لب ليلاً ۔ و لم يؤذن بها ابا بكرٍ ، و صلی عليها علیّ ۔

و كا ن لعلیّ من الناس و جهةٌ، حيا ة فا طمة، فلما تو فّيت استنكر علی و جو ه الناس ۔ فا لتمس مصا لحة ابی بكر و مبايعته۔ و لم يكن با يع تلك ا لا شهر ۔

فارسل الی ابی بكر : ان ائتنا ، و لا يأتنا معك ا حد (كرا هية محضر عمر بن الخطا ب) ۔ فقا ل عمر، لا بی بكر : و الله ! لا تد خل عليهم و حد ك ۔ فقا ل ابو بكر : و ما عسا هم ان يفعلوا بی ۔ انّی ، و الله لآ تينّهم ۔

فد خل عليهم ابو بكر، فتشهّد علیّ بن ابی طا لب، ثم قا ل ؛ انا قد عر فنا ، يا ابا بكرٍ، فضيلتك و ما اعطا ك الله ، و لم ننفِس عليك خيراً سا قه الله اليك ۔ و لكنك استبددت علينا بالا مر ۔ و كنا نر ی لنا حقاً لقرا بتنا من رسو ل الله ﷺ ۔ فلم يز ل يكلّم ابا بكر حتى فا ضت عينا ابی بكرٍ ۔ فلمّا تكلّم ابو بكرٍ قا ل : و الذی نفسی بيده ! لقرا بة رسو ل الله ﷺ ا حبّ الیّ ان ا صل من قرا بتی ۔ و اما الذی شجر بينی و بينكم من هذه ا لا موا ل ، فا نّی لم آ ل فيها عن الحق ۔ و لم اتر ك امراً رأيت رسو ل الله ﷺ يصنعه فيها ا لّا صنعته ۔ فقا ل علیّ لابی بكرٍ : مو عد ك العشية للبيعة ، فلما صلّی ابو بكرٍ صلا ة الظهرشِ، رقی علی المنبر ، فتشهّد ، و ذكر شأن علیّ و تخلّفه عن البيعة ، و عذره بالذی اعتذر اليه ۔ ثم استغفر ، و تشهّد علیّ بن ابی طا لب فعظّم حق ابی بكر، و انه لم يحمله علی الذی صنع نفا سةً علی ابی بكر ۔ و لا انكا راً للذی فضّله الله به ۔ و لكنا كنا نر ی لنا فی ا لا مر نصيباً فا ستبدّ علينا ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجد نا فی انفسنا ۔ فسرّ بذ لك المسلمو ن ۔ و قا لوا : أصبت۔ فکا ن المسلمو ن الی علیّ قر یباً ۔ حین را جع ا لا مر المعرو ف ۔ اخرجه مسلم

(بے شک حضرت فا طمہؓ بیٹی رسول اللہ ﷺ نے بھیجا کسی کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف، مانگا ان سے میراث اپنا رسول اللہ ﷺ سے۔ پھر کہا حضرت ابو بکرؓ نے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں وارث کیا گیا میں جو کہ چھوڑا میں نے صدقہ ہے۔ کھاتے ہیں آل محمد کے اس مال میں اور بے شک اللہ تعالی کی قسم بدلوں کچھ صدقہ رسول اللہ ﷺ کے حال سے جو تھا اس پر زمانہ رسول اللہ ﷺ میں اور البتہ عمل کرونگا میں ساتھ اس کے کہ عمل کیا ساتھ اس کے رسول اللہ ﷺ ۔ یہ حدیث بڑی ہے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

و فی روا یة للبهیقی ر ضیت فا طمة من ابی بکر و ... ابو بکر ن الصدیق لست تار کاً شیئاً کا ن رسو ل الله ﷺ یعمل به الاّ عملت به انی ا خشی ان تر کت من امره ان یزیع؟ ا خر جه القاضی فی الشفاء۔

(اور بیہقی کی ایک روایت میں کہ راضی ہوئیں حضرت فاطمہؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اور کہا حضرت ابو بکرؓ نے نہیں میں چھوڑ نے والا کسی چیز کو کہ تھے رسول اللہ ﷺ عمل کرتے ساتھ اس کے مگر عمل کروں میں ساتھ اس کے بے شک میں ڈرتا ہوں یہ کہ چھوڑوں میں حکم رسول اللہ ﷺ کا یہ کہ کج ہو جاوے دل میرا۔ روایت کیا اس حدیث کو قاضیؒ نے شفاء میں)۔

(بخاری: با ب قول النبی ﷺ : لا نو ر ث ما تر کنا صدقة

عن عروة عن عا ئشة: أنّ فا طمة و العبّاس اتیا ابا بکر یلتمسا ن میرا ثهما من رسو ل الله ﷺ و هما حینئذٍ یطلبا ن ار ضیهما من دفك و (سهمهما) من کیبر۔

فقا ل لهما ابو بکر ؛ سمعت رسو ل الله ﷺ یقول : لا نو ر ث، ما تر کنا صدة۔ انما یأکل آ ل محمد من هذا الما ل ۔ قا ل ابو بکر : و الله لا ادع امراً ر أیت رسو ل الله ﷺ یصنعه فیه الاّ صنعته ، قا ل : فهجر ته فا طمة ، فلم تکلم حتی ما تت) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۷۲۵۔۶۷۲۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عروۃ بن الز بیر انّ عا ئشۃ ام المو منین؛ ا خبر تہ انّ فا طمۃ بنت رسو ل اللہ ﷺ سألت ابا بکر الصدیق بعد وفا ۃ رسو ل اللہ ﷺ ان یقسم لھا میررا ثھا ، ما تر ک رسو ل اللہ ﷺ مما افا ء اللہ علیہ ، *بخاری حدیث نمبر* ۳۰۹۲ فقا ل لھا ابو بکر : ان رسو ل اللہ ﷺ قا ل : لا نو ر ث، ما تر کنا صدقۃ، فغضِبت بنت رسو ل اللہ ﷺ فھجر ت ابا بکر فلم تز ل مھا جر تہ حتی توفِیت ۔ و عا شت بعد رسو ل اللہ ﷺ ستّۃ اشھر، قا لت: و کا نت فا طمۃ تسأل ابا بکر نصیبھا ما تر ک رسو ل اللہ ﷺ من خیبر و فدک و صدقتہ بالمد ینۃ، ف ٠ بی ابو بکر علیھا ذلک ، و قا ل ؛ لست تا ر کاً شیئاً کا ن رسو ل اللہ ﷺ یعمل بہ الّا عملت بہ ۔ فا نی ا خشی ان تر کت شیئاً من امرہ ان ازیغ ، فاما صدقتہ بالمد ینۃ فدفعھا عمر الی علیّ و عباس۔ فامّا کیبر و فدک فامسکھا عمر و قا ل : ھما صدقۃ رسو ل اللہ ﷺ کا نتا لحقو قہ التی تعروہ و نوا ئبہ، و امر ھما الی من و لی ا لا مر، قا ل : فھما علی ذلک الی الیو م قا ل ابو عبد اللہ : اعترا ک: افتعلت من عروتہ فا صبتہ، و منہ یعروہ و اعترا نی ۔ *صحیح بخاری حدیث نمبر*۳۰۹۳

عن عروہ عن عا ئشۃ ۔ انّ النبی ﷺ قا ل ؛ لا نور ث، ما تر کنا صدقۃ ۶۷۲۷

عن عروۃ ، سمعت عا ئشۃ زو ج النبی ﷺ تقول: ارسل ازوا ج النبی ﷺ عثما ن الی ابی بکر یسألہ ثمنھنّ مما افا ء اللہ علی رسو لہ ﷺ فکنت انااردّھنّ، فقلت لھنّ : الا تتقین اللہ ۔ الم تعلمن ان النبی ﷺ کا ن یقول : لا نو ر ث، ما تر کنا صدقۃ۔ یر ید بذ لک نفسہ ۔ انما یأکل آ ل محمد فی ھذا الما ل۔ فا نتھی ازوا ج النبی ﷺ الی ما ا خبر تھن، قا ل ؛ فکا نت ھذہ الصدقۃ بید علیّ۔ منعھا علیّ عبا ساً فغلبہ علیھا۔ ثم کا ن بید حسن بن علی ثم بید حسین بن علی، ثم بید علی ابن حسین ، و حسن بن حسن ۔ کلا ھما کا نا یتدا و لا نھا ۔ ثم بید زید بن حسن و ھی صدقۃ رسو ل اللہ حقاً (*صحیح بخاری حدیث نمبر*۴۰۳۴)

عن ابی ھر یرہ: انّ رسو ل اللہ و قال : لا یقسم ور ثتی د یناراً ۔ ما تر کت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد نفقة نسا ئی و مؤو نۃ عا ملی فھو صدقۃ ۔(صحیح بخاری حدیث نمبر ٦٧٢٩)

عن عروۃ عن عا ئشۃ :أنّ ازوا ج النبی ﷺ حین تو فی رسو ل اللہ ﷺ اردن ان یبعثن عثما ن الی ابی بکر یسألنہ میرا ثھنّ، فقا لت عا ئشۃ: الیس قال رسو ل اللہ ﷺ : لا نو ر ث ، ما تر کنا صدقۃ صحیح بخاری حدیث نمبر٦٧٣٠)

عن علیّ انّ رسول اللہ ﷺ بعث جیشاً و امّر علیھم ر جلاً، فاوقد نا راً ، و قا ل: ا د خلو ھا۔ فاراد ناس ان ید خلو ھا، و قا ل ا لآ خرو ن: انّا(قد) فررنا منھا۔ فذ کِر ذلك لر سو ل اللہ ﷺ فقا ل للّذین ارا دوا ان ید خلو ھا: لو د خلتمو ھا لم تزا لوا فیھا الی یو م القیا مۃ۔ و قا ل للآ خر ین قو لًا حسناً ، قا ل لا طا عۃ فی معصیۃ اللہ، انّما الطّا عۃ فی المعروف ۔ متفق علیہ ۔(صحیح مسلم حدیث نمبر ٤٨٦٥)

(روایت ہے حضرت علیؓ سے بیشک رسول اللہ ﷺ نے بھیجا لشکر کو کسی طرف سردار کیا ان پر ایک مرد کو پھر جلا یا اس نے آگ پھر کہا کو دو تم اس میں ۔ پھر ارادہ کیا لوگوں نے کودنا آگ کا اور کہا اوروں نے بے شک ہم بھاگے آگ سے ۔ پھر ذکر کئے گئے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے واسطے پھر فرمایا واسطے ان کے کہ ارادہ کیا تھا کودنا آگ کا اگر کودتے تم آگ میں ہمیشہ رہتے تم آگ میں قیامت تک اور فرمایا دوسروں کو واسطے جو نہ کودنے کا ارادہ رکھتے آگ میں باتیں نیک اور فرمایا نہیں اطاعت ہے نافرمانی اللہ میں اطاعت ہے اس بات میں جو موافق قرآن اور حدیث کے ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے)

هذا الحد یث ید ل علی انّ قو ل الصحا بۃ و فعلہ الذی ھو خلاف اللہ و رسو لہ لیس با لا تباع لانّ رسول اللہ ﷺ قال للذین یر یدو ن ا قتحا م النار قو لًا نسجاً و للذین لا یریدو ن اقتحا م النار قو لًا حسناً و کلّھم صحا بی، فھذا الحد یث تفسیر او لی الا مر منکم۔

(یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بیشک قول صحابہ اور فعل صحابہ جو ہو خلاف اللہ کے اور رسول اللہ ﷺ کے نہیں ہے قابل اتباع کے اس واسطے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطے ان لوگوں کے کہ ارادہ کرتے کودنے کا آگ کا باتیں بری اور واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ارادہ کرتے کودنے کا آگ میں باتیں اچھی اور سب یہ صحابی تھے۔ پھر یہ حدیث تفسیر اولی الا مر منکم کی)۔

عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ ۔اخرجه مسلم ۔

(روایت ہے حضرت عائشہؓ سے، کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، جس نے بدعت کی شرع ہماری میں کہ نہیں ہے وہ شرع ہماری سے پھر وہ مردود ہے۔ روایت کی اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)

(من احدث فی امرنا هذا ما لیس فیه فهو ردّ ۔ صحیح بخاری)

من احدث فی امرنا هزا ما لیس منه فهو ردّ۔ سنن ابن ماجہ)

ف ۔خواہ وہ امر عبادت سے ہو خواہ معاملات سے ہو۔

عن جابر بن عبد الله قال کان رسول الله ﷺ یقول فی خطبته نحمد الله و اثنی علیه بما هو اهله ثم یقول من یهده الله فلا مضلله و من یضلله فلا هادی له انّ اصدق الحدیث کتاب الله و احسن الهدی هدی محمد و شر الا مور محدثاتها و کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔

اخرجه النسائی ۔

(روایت ہے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے کہا تھے رسول اللہ ﷺ فرماتے خطبہ میں اپنے، کرتا ہوں میں تعریف اور صفت کرتا ہوں میں اللہ کی ساتھ اس کے کہ لائق ہے وہ اس کو۔ پھر فرماتے، جس کو اللہ تعالی ہدایت کرے پھر نہیں گمراہ کرنے والا اس کا کوئی اور جس کو گمراہ کرے اللہ پھر نہیں ہدایت کرنے والا اس کا کوئی بے شک سچا کلام قرآن ہے اور بہتر راہ، راہ محمد ﷺ کی ہے اور برے کام نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے یعنی ہر بدعتی دوزخی ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام نسائیؒ نے)

(عن ابن مسعودٍ انه کان یقول : انّما هما اثنتان الکلام و الهدی ، فأحسن الکلام کلام الله ، و احسن الهدی هدی محمدٍ ۔

ألا و ایاکم و محدثات الا مورِ ، فان شرّ الا مور محدثاتها ، ان کلّ محدثةٍ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بد عة ،

و فی لفظ : غیر انکم تستحد ثو ن و یحدّث لکم ، فکل محد ثةٍ ضلا لة و کل ضلا لةٍ فی لنار ۔(ابن تیمیه ۔ بیا ن الدلیل)۔

انما هما ا ثنتا ن الکلام و الهدی ، فا حسن الکلام کلام الله و ا حسن الهدی هدی محمد ، ا لا و ایا کم و محد ثا ت ا لا مور ، فا ن شر ا لا مور محد ثا تها و کل محد ثة بد عة ، و کل بد عة ضلا لة ، ا لا لا یطو لن علیکم ا لا مد فتقسو قلو بکم ، ا لا ان کل ما هو آ ت قریب ... الحد یث جا مع الصغیر للسیو طی)

عن ابی السوار العدوی قا ل سمعت عمرا ن بن حصین قا ل قا ل النبی ﷺ :الحیاء لا یأ تی الّا بخیرٍ۔ فقا ل بشیر بن کعبٍ: مکتو ب فی الحکمة:انّ من الحیاء وقاراً ، و انّ من الحیاء سکینة۔ فقا ل له عمرا ن بن حصین: انا ا حدّ ثك عن رسو ل الله ﷺ و تحدّ ثنی عن صحیفتك (صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۱۱۷)

روا یت ہے ابی سوار عدوی سے کہا سنا میں نے عمرانؓ بن حصین کو کہا نبی ﷺ نے حیا نہیں لا تی مگر نیکی ۔ کہا بشیر بن کعب نے لکھا ہے حکمت میں بے شک حیا سے وقار ہے اور بے شک حیا سے بر د باری ہے ۔ کہا اس کے واسطے عمرانؓ بن حصین نے میں حد یث کرتا ہوں تجھے رسول اللہ ﷺ اور تو حد یث کرتا ہے مجھے اپنی کتاب حکمت سے ۔ روا یت کیا اس حد یث کو امام تر مذیؒ نے

فیه دلیل علی انّ جوا ب الحد یث حد یث و لا جوا ب له قو ل الحکمة و الا جداد و ا لا شیا خ و الا سا تذه

(اس حد یث میں دلیل ہے اس با ت پر کہ جوا ب صحیح حد یث کا صحیح حد یث ہے اور بجوا ب حدیث کے قول حکمت اور قول باپ دادے اور مشائخ پیرزادے اور استاد کا نہ چاہیے)۔

عن عبدالله انّ رسول الله ﷺ اصطنع خا تماً من ذهبٍ، فکان یجعل فِصّه فی با طنِ کفّه اذالبِسه، فصنع الناس، ثمّ انّه جلس علی المنبر فنزعه، فقا ل: انّی کنت ألبس هذا الخا تم و اجعل فِصّه من داخلٍ، فر می به۔ ثمّ قال: والله! لا البسه ابداً۔ فنبذ النا س خوا تیمهم۔ (مسلم حد یث نمبر ۵۴۷۳) (روایت ہے حضرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہؓ سے بیشک رسول اللہ ﷺ نے بنائی انگوٹھی سونے کی۔ پھر تھے کرتے نگینہ اس کا اندر ہتھیلی اپنی کے جب پہنتے اس کو پھر بنایا لوگوں نے انگوٹھی سونے سے پھر بیٹھے حضرت ﷺ منبر پر پھر نکال ڈالا اس کو پھر فرمایا بیشک تھا میں پہنتا اس انگوٹھی کو اور کیا میں نگین اس کی کو اندر سے پھر پھینکا انگوٹھی کو پھر کہا قسم اللہ کی نہ پہنوں میں اس کو کبھی پھینکا لوگوں نے انگوٹھی اپنی کو)

عن ابن عمر قال : اتخذ النبی ﷺ خاتماً من ذهبٍ فاتخذ الناس خواتیم من ذهبٍ ۔ فقال النبی ﷺ : انی اتّخذت خاتماً من ذهبٍ، فنبذه ۔ و قال انی لن البسه ابداً ۔ فنبذ النّاس خواتیمھم (صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۲۹۷)

فیه دلیل علی سرعة الاتباع فی السنة و لا مکث فیه ۔
(اس حدیث میں دلیل ہے جلدی اتباع کرنے پر سنت میں نہ سستی کرنا اتباع سنت میں)

و ما کان ﷺ یسأل مما لم ینزل علیه الوحی فیقول لا ادری او لم یجب حتی ینزل الله علیه الوحی و لم یقل برأی و لا بقیاس لقوله تعالی بما اراك الله و قال ابن مسعود سئل النبی ﷺ عن الروح فسکت حتی نزلت الآیة۔ اخرجه البخاری ۔ (تھے رسول اللہ ﷺ پوچھے جاتے اس سے کہ نہ اتری آپ پر وحی۔ پھر فرماتے نہیں جانتا ہوں میں، یا جواب نہ دیتے یہاں تک کہ اتاری اللہ تعالی نے آپ پر وحی، اور نہ کہا ہرگز ساتھ رائے اور قیاس کے بسبب قول اللہ تعالی کے، ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی تجھ کو اللہ نے ۔ اور کہا حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھے گئے نبی ﷺ روح سے ۔ پھر چپ رہے یہاں تک کہ اتری یہ آیت ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے)۔

(عن ابن مسعود قال کنت مع النبی ﷺ فی حرثٍ بالمدینةِ۔ و هو یتوکّأ علی عسیبٍ فمرّ بنفرٍ من الیهود فقال بعضهم ؛ سلوه عن الروح ، و قال بعضهم: لا تسألوه، لا یسمِعکم ما تکرهون ۔ فقاموا الیه فقالوا ۔ یا ابا القاسم، حدِّثنا عن الروح، فقام ساعة ینظر، فعرفت انّه یوحی الیه ۔ فتأخّرت عنه حتّی صعد الوحی ثمّ قال : و یسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربّی ۔صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۲۹۷)

کم مکان کان من قرآن کذلك ما اجاب رسول الله ﷺ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال السا ئلین حتی نز لت فا جا ب منه و فی زما ننا اهل العلم قر ء کتا ب الصرف مثل الز نجا نی و الز رادی و اقصا ه الفصو ل ا لا کبری و کتا ب النحو ، نحو شرح ماة عا مل و هدا یة النحو و انتها ء الکا فیه و کتا ب المعا نی کمختصر المعا نی الی بحث ما انا قلت و کتا ب المنطق شبه ایسا غو جی و قال اقول و اعلاه القطبی و کتا ب الحکمة کمیبذی ثم انشر فی محا فل ا لا غنیاء و ا لا ذ کیاء بمسا ئل الا علال و الا دغام و رسم ا لخط و التمر ین و المعرب و المبنی و المنصرف و غیر المنصرف و التا کید و التکرار و التغلیب و الالتفات و الاو لیا ت و الخطا بیا ت و الشعریا ت و التجر با ت و السفسطیا ت و ابعا د الثلا ثة و الهیو لی و النقطة و اشعار الفرزدق و الزبعری و الا عشی او کلمات القیاس و الر ا ی و الشا ستر و الجو نس و ما حدّث بالقر آ ن و الحدیث الصحیح الّا حد یثاً ضعیفاً او و ضیعاً لا نه ما نعلمهما ممن علمهما و یجیب جوا ب السا ئلین با لرأ ی و ا لا جماع لا بهما ۔

(بہت جگہ قرآن میں اسی طرح کہ نہ جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے سوال سائلین کا یہاں تک کہ اتری آیت پھر جواب دیا آیت سے اور ہمارے زمانہ میں اہل علم پڑھے کتاب صرف کی جیسے زنجانی اور زرادی اور انتہا اس کا فصول اکبری اور کتاب نحو کی شرح ماۃ عامل اور ہدایت النحو اور انتہاء اس کا کافیہ، اور کتاب معانی کی جیسے مختصر معانی بحث انا قلت تک اور کتاب منطق کی جیسے ایساغوجی اور قال اقول اور انتہاء اس کی قطبی اور کتاب حکمت جیسے میبذی پھر ظاہر کیا بیچ مختلف نادانوں کے اور عقل مندوں کے مسئلہ اعلال اور ادغام کا اور رسم خط اور تمرین کا اور معرب اور مبنی کا اور منصرف اور غیر منصرف کا اور تاکید اور تکرار کا اور تغلیب اور التفات کا اور اولیات اور خطابیات اور شعریات کا اور تجربات اور سفسطیات کا اور ابعاد ثلاثہ اور ہیولی اور نقطہ کا اور شعرین فرزدق اور زبعری اور اعشی کا اور باتیں قیاس اور رائے کا اور شاستر اور جونس کا اور نہ بولا قرآن اور حدیث صحیح کے مگر حدیث ضعیف اور وضعی کے اس واسطے کہ بیشک نہ پڑھا قرآن اور حدیث کو اس شخص سے کہ پڑھا تا وہ اس کو قرآن اور حدیث اور جواب دیوے سائلین کا ساتھ رائے اور اجماع کے نہ قرآن اور حدیث کے ساتھ)۔

انّه سمع ابی هریرة یقو ل قا ل رسو ل الله ﷺ یکو ن فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر الز ما ن دجا لو ن و؟ کذا بو ن یا تو نکم من ا لا حا دیث بما لم تسمعوا انتم و لا آ با ء کم فا یا کم وا یا هم لا یضلو نکم۔ ا خر جه مسلم (بیشک سنا ابو ہریرہؓ کو کہتے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہوویں آخر زمانے میں بہت دجال اور جھوٹے آویں تم کو حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہ سنا تم نے اور نہ باپ دادے تمہارے نے پھر بچاؤ تم اپنے کو انہوں سے نہ گمراہ کریں تم کو اور نہ فتنہ میں ڈالیں تم کو ۔روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

سمعت عبد الله بن عمرو بن العا ص یقو ل سمعت رسول الله ﷺ یقو ل ان الله لا یقبض العلم انتزا عاً ینتز عه من الناس و لکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یتر ك عا لماً اتخذ الناس ر ؤساً جها لاً فسئلوا فا فتوا بغیر علمٍ فضلوا و اضلوا ۔ا خر جه مسلم۔

(سنا میں نے عبد اللہؓ بن عمرو بن عاص کو کہے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے کہ بیشک اللہ نہ قبض کرے علم کو نکالنے کر کہ نکالے اس کو لوگوں سے لیکن قبض کرے علم کو ساتھ قبض عالموں کے یہاں تک کہ جب نہ چھوڑے عالم کو لیویں لوگ سرداریں جاہل کو پھر پوچھے جاویں فتوے بغیر علم کے پھر گمراہ ہوں اور گمراہ کریں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

اخبر نی سا لم بن عبد الله بن عمر قا ل سمعت النبی ﷺ یقو ل لا تمنعوا اما ء کم المسا جد اذا ستا ذ نکم الیها قا ل فقال بلا ل بن عبد الله و ا لله انا لنمنعهن قا ل فا قبل عبد الله سبه سباً شد یداً ما سمعته سبّه مثله قط و قا ل ا خبر ك عن رسو ل الله ﷺ و تقو ل لنمنعهن۔ا خر جه مسلم ۔

(خبر دی مجھے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ نے، کہا سنا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے مت منع کرو تم خواتین اپنی کو مسجد کے جانے سے جب اذن مانگیں تم کو جانے مسجد کی طرف کا۔ کہا پھر کہا بلال بن عبد اللہ نے قسم ہے اللہ کی میں منع کرونگا ان کو۔ کہا پھر آئے حضرت عبد اللہؓ اس پر، گالی دیا اس کو گالی سخت نہیں سنا میں نے اس کو گالی دینا اس کا کبھی، اور کہا خبر کرتا ہوں میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے اور تو کہتا ہے قسم ہے اللہ کی میں منع کرونگا۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلمؒ نے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عبد الله بن عمر انّ النبیّ قا ل لا یمنعنّ ر جل اهله ان یاتوا المسا جد فقال ابن لعبد الله بن عمر فا نا نمنعهن فقا ل عبد الله ا حد ثك عن رسو ل الله ﷺ و تقو ل هذا قا ل فما کلمه عبد الله حتّی ما ت ا خر جه ا حمد۔

(روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا نہ منع کرے مرد بی بی اپنی کو آنے مسجد کو۔ پھر کہا بیٹا عبداللہ بن عمرؓ نے پھر منع کرونگا ان کو پھر کہا عبداللہؓ نے میں حدیث کرتا ہوں تجھے رسول اللہ ﷺ سے اور تو کہتا ہے یہ بات۔ پھر نہ کلام کیا بیٹوں کو اپنے عبداللہؓ نے یہاں تک کہ مرے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ نے)۔

فیه د لیل علی ان لا یعا ر ض الحد یث بقو ل الصحا بة و التابعی و لا بقو له لانّ خو ف خرو ج ا لا یما ن یعلم منه (اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ نہ مقابلہ کرے حدیث کو ساتھ قول صحابہ اور تابعی کے اور ساتھ اپنے کے اس واسطے کہ بیشک خوف نکلنے ایمان کا معلوم کیا جاتا ہے اس سے)۔

و عن وبرة قا ل کنت جا لساً عند ابن عمر فجا ء ر جل فقا ل ایصلح لی ان اطوف با لبیت قبل ان اتی المو قف فقا ل نعم فقا ل فانّ ابن عباس یقو ل لا تطف با لبیت حتی تا تی الموقف فقا ل ابن عمر فقد حجّ رسو ل الله ﷺ فطا ف بالبیت قبل ان یا تی المو قف فیقو ل رسو ل الله ﷺ ا حق ان نا خذ او بقو ل ابن عباس ان کنت صاد قاً ۔ا خر جه مسلم

(روایت ہے وبرہؓ سے، کہا تھا میں بیٹھنے والا پاس حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پھر آیا ایک مرد کہا آیا بہتر ہے واسطے میرے یہ کہ طواف کروں میں کعبہ کی قبل آنے موقف کے پھر کہا ہاں بے شک حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتا ہے مت طواف کر کعبہ کی یہاں تک کہ آوے تو موقف کو پھر کہا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے تحقیق حج کیا رسول اللہ ﷺ پھر طواف کیا کعبہ کے آگے آنے موقف کے کے پھر ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لائق تر ہے یہ کہ تو آوے یا ساتھ قول حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے اگر ہے تو سچا۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

فیه بر ها ن با ز ع علی انّ ا خذ قو ل ابن عباس لیس باحری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عند قول رسول الله ﷺ لا نه صحابی و انه نبی

(اس حدیث میں دلیل روشن ہے او پر اس بات کے کہ بے شک لینا قول حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا نہیں ہے لائق تر نزدیک قول رسول اللہ ﷺ اس واسطے کہ وہ صحابی ہے اور آپ ﷺ نبی ہیں)۔

عن ابن بریدہ قال رأی عبد الله بن المغفل رجلاً من اصحابه یحذف؟ فقال له لا تخذف فانّ رسول الله ﷺ کان یکره او قال ینهی عن الخذف فا نه لا یصطاد به الصید ولا یتکیء به العدو و لکنه یکسر السنّ و بقفاء العین ثم رآ ه بعد ذلك یحذف فقال له اخبرك ان رسول الله ﷺ کان یکره او ینهی عن الخذف ثم اراك تحذف لا اکلمك کلمة کذا و کذا و روایة لا اکلمك ابداً ۔اخرجه مسلم (روایت ہے ابن بریدہؓ سے کہا دیکھا عبد اللہ بن مغفل نے ایک مرد کو اصحاب اپنے سے کنکر لے پھینکا۔ پھر کہا واسطے اس کے مت پھینک تو کنکری پھر بیشک رسول اللہ ﷺ تھے مکروہ جانتے یا کہا منع کرتے کنکری پھینکنے سے پھر بے شک نہیں کیا جاتا ساتھ کنکری کے شکار اور نہیں زخمی کیا جاتا ساتھ اس کے دشمن لیکن وہ توڑے ہے دانت اور پھوڑے آنکھ کو پھر دیکھا بعد اس کے کنکری پھینکتا ہے پھر کہا واسطے اس کے خبر دیتا ہوں میں تجھے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ تھے مکروہ جانتے یا منع کرتے کنکری مارنے سے پھر دیکھا میں نے تجھے کہ کنکری پھینکتا ہے تو نہ بات کروں گا میں تجھے بات ایسی ایسی اور ایک روایت میں نہ بات کروں گا میں تجھے کبھی۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

فیه حجّة باهرة علی ان یقول قائل لرجل افعل کذا و کذا مرّة و مرتین هکذا قال رسول الله ﷺ او فعله فان لم یفعل فلا یتکلم معه ابداً ۔

(اس حدیث میں ہے دلیل ظاہر اس بات پر کہ کہے کہنے والا ایک مرد کو کہ تو ایسا ایسا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ایسا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یا کیا رسول اللہ ﷺ پھر اگر نہ کیا اس کو پھر نہ چاہیے کہ کلام کرے اس کے ساتھ کبھی)۔

عن ابی ایوب الانصاری قال کان رسول الله ﷺ اذا اتی بطعام اکل منه و بعث بفضله الیّ و انه بعث الیّ یوماً بفضله

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لم یا کل منھا لانّ فیھا فو ماً فسا لتہ أ حرا م ھو قا ل لا و لکنّی اکرہ من ا جل ر یحہ قا ل فا نّی اکرہ ما کر ھت۔ ا خر جہ مسلم
(روایت ہے حضرت ابی ایوبؓ انصاری سے، کہا تھے رسول اللہ ﷺ لایا جاتا کھانا کھاتے اس سے اور دیتے بچا ہوا اپنا مجھے۔ اور بھیجا ایک دن کھانا بچا ہوا اپنا مجھے کہ نہ کھایا تھا اس سے اس واسطے کہ بے شک تھا اس میں لہسن پڑا تھا پھر پوچھا میں نے آپ کو آیا حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میں مکروہ جانتا ہوں میں اس بدبو کے سبب سے کہا میں بھی مکروہ جانتا ہوں جسے مکروہ جانتے ہیں آپ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ)۔

کرہ ایو ب ا لا نصا ری فو ماً لان رسو ل اللہ کر ھہ و لیفعل کل متبع السنة کذ لك۔ (مکروہ جانا ابوایوب نے انصاریؓ نے لہسن کو اس واسطے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے مکروہ جانا لہسن کو اور چاہیے کہ کرے ہر متبع سنت کا اسی طرح اتباع سنت کا)۔

عن ابی سعید ن الخد ری ان معا ویة لما جعل نصف الساع من الحنطة عد ل سا عٍ من تمرٍ انکر ذلك ابو سعید قا ل اخرج فیھا ا لّا الذی کنت ا خرج فی عھد رسو ل اللہ ﷺ صا عاً من تمرٍ او صا عاً من زبیبٍ او صا عاً من شعیرٍ او صا عاً من افطٍ؟۔ ا خر جہ مسلم (روایت ہے حضرت ابی سعید خدریؓ سے بے شک حضرت معاویہؓ نے جب کیا آدھ سیر گیہوں سے برابر سیر بھر کھجور سے انکار کیا اس کو حضرت ابوسعیدؓ نے کہا نکالوں گا میں گیہوں میں مگروہ کہ تھا میں نکالتا زمانہ رسول اللہ ﷺ میں سیر بھر کھجور سے یا سیر بھر منقہ سے یا سیر بھر جو سے یا سیر بھر پنیر سے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

فیہ د لیل ان لا نتبع غیر اللہ و الرسو ل صحا بیاً کا ن او تابعیاً لانّ ابا سعید ن الخد ری لم یتبع معا و یہ بن ابی سفیا ن فا نہ و جد فعلہ خلاف الرسو ل
(اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ مت پیروی کر تو غیر اللہ اور رسول کے، صحابی ہو یا تابعی ہو اس واسطے کہ بیشک حضرت ابوسعید خدریؓ نے نہ پیروی کی حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کی اس واسطے کہ پایا حضرت ابوسعیدؓ نے فعل حضرت معاویہؓ کو خلاف رسول ﷺ کے)۔

اخبر ا نی ابن وعکة السبا ئنی قا ل سا لت عبد اللہ بن عباس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقلت انا نکو ن با لمغر ب فیا تینا المجو س با لا سقیة فیها الما ء و الو د ك فقا ل اشر ب فقلت ارای ترا ہ فقا ل ابن عباس سمعت رسو ل اللہ ﷺ یقو ل د با غہ طھورہ۔ اخرجہ مسلم

(خبر دی مجھے ابن وعلہ سبائی نے کہا پوچھا میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو پھر کہا میں نے ہوتا ہوں میں ملک مغرب میں پھر آتے ہیں ہم لوگ مجوس کے مشکوں کے ساتھ اس میں پانی اور چربی پھر کہا تو اس سے پانی پی پھر کہا میں نے آیا رائے اپنی سے کہتا ہے۔تو پھر کہا حضرت ابن عباسؓ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے، سچھا ؤ چمڑے کا پاکی اس کی ہے۔روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔

فیہ مذ مة الرا ئے و ھی ر کن الفقھاء

(اس حدیث میں مذمت ہے رائے کی اور وہی ہے رکن فقیہوں کے)۔

عن ابی ھر یرة قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ الو جو ء مما مسّت النار و لو من نور اقط فقا ل لہ ابن عباس ا نتو ضأ من الدّھن انتو ضأ من الحمیم فقا ل ابو ھر یرہ یا ابن ا خی ا ذا سمعت حد یثاً عن النبی ﷺ فلا تضر ب لہ مثلاً ۔ا خر جہ الترمذی

(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وضو اس سے ہے کہ چھوئے اسے آگ اگر چہ ٹکڑا پنیر سے ہے کہا پھر کہا اس کے واسطے حضرت ابن عباسؓ نے آیا وضو کریں ہم تیل سے آیا وضو کریں ہم گرم پانی سے پھر کہا حضرت ابو ہریرہؓ نے اے بیٹے بھائی میرے کے جب سنے تو حدیث نبی ﷺ سے پھر مت مار تو واسطے اس کے مثل کو۔روایت کیا اس کو امام ترمذیؒ نے)۔

فیہ صدق قو ل رسو ل اللہ ﷺ و اتبا عہ علی ان یقو ل ﷺ الطین ذھب و الذ ھب طین ھکذا فصدق قو لہ ﷺ و ان قا ل عالم الملکو ت و النا سوت عکسہ ﷺ لانّ اللہ تعا لی قا ل من یطع الرسو ل فقد اطاع اللہ ۔ (اس حدیث میں سچائی قول رسول کی ہے اور اتباع اس کی کے اس بات پر یہ کہ کہے رسول اللہ ﷺ یہ مٹی سونا ہے اور یہ سونا مٹی ہے ایسے ہی سچ جانے تو قول رسول اللہ ﷺ اگر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہ کہیں سب عالم آسمان کے اور زمین کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے اطاعت کی رسول اللہ کی اس نے اطاعت کی اللہ کی)۔

عن ابن شھا ب انّ سا لم بن عبد الله حدّثه : انه سمع ر جلاً من اهل الشا م و هو یسأل عبد الله بن عمر، عن التمتع بالعمرة الی الحجّ، فقا ل عبد الله بن عمر: هی حلا ل. فقا ل الشا میّ انّ ابا ك قد نهی عنها، فقا ل عبد الله بن عمر: ار أیت ان كان ابی نهی عنهی و و صنعها رسو ل الله: (أ) امر ابی یتّبع ام امر رسو ل الله ﷺ -فقا ل الر جل : بل امر رسو ل الله، فقا ل : لقد صنعها رسو ل الله۔ (تر مذی حد یث نمبر ٨٢٤)

(روایت ہے ابن شہابؒ سے بے شک سالم بن عبداللہؓ اس نے سنا ایک مرد شامی سے جو پوچھتا تھا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو فائدہ لینے ساتھ عمرہ کے حج تک، پھر کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ عمرہ حلال ہے۔ پھر کہا شامی نے بے شک تیرے باپ نے منع کیا عمرہ سے۔ پھر کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آیا خبر دی تو اگر تھا میرا باپ منع کیا عمرہ سے اور کیا عمرہ رسول اللہ ﷺ نے آیا حکم باپ اپنے کا اتباع کیا جاوے یا حکم رسول اللہ ﷺ کا اتباع کیا جاوے پھر کہا مرد نے بلکہ حکم رسول اللہ ﷺ کا اتباع کیا جاوے۔ پھر کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بے شک کیا عمرہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے ساتھ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)۔

فیه دلیل علی عدم اتباع ا لآ با ء و ا لا شیا خ و ا لا سا تذه لانّ ابن عمر لم یتبع ابا ه عمر و ایضاً فیه حجة علی انّ تر ك سنة الصحا بة سنة الصحا بة لان قو ل ابن عمر ید ل علی هذا و قو له سنتی و سنة الخلفاء الرا شدین فیها موا جدة المعطو ف و المعطو ف علیه كمثل قو له تعا لی نعبد الهك و اله آ با ء ك و یقا ل لها و صل لجهة جا معٍ و یقا ل لعكسه فصل المغا ئرة المعطو ف و المعطو ف علیه و قواعد بیا ن هذه القواعد تنبیه الناس علی انّ سنة الصحا بة لیست غیر سنة رسو ل رسو ل الله ﷺ لا نه ﷺ قا ل ما انا علیه و اصحابی و لا یفهم مغا ئرة السنة من هذه القا عدة و العبارة ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس حدیث میں دلیل ہے اوپر نا اتباع کرنے باپ دادوں کے اور پیروں کے اور استادوں کے اس واسطے کہ بے شک حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے نہ اتباع کی اپنے باپ حضرت عمرؓ کی اور اس میں دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ بیشک ترک کرنا سنت صحابہ کا سنت صحابہ کی ہے اس واسطے کہ بیشک قول عبدابن عمرؓ کا دلالت کرتا ہے اس بات پر اور قول رسول اللہ ﷺ سنتی و سنة الخلفاء الرا شدین ۔ اس میں مواحدہ معطوف اور معطوف علیہ کے ہے مانند قول اللہ تعالی کے نعبد الهك و اله آ بائك کا اور کہا جاتا ہے اس کو وصل بسبب جامعیت کے اور کہا جاتا ہے خلاف اس کے کہ فصل بسبب مغائرت معطوف اور معطوف علیہ کے اور فائدہ بیان اس قاعدہ کا خبردار کرتا ہے لوگوں کو اس بات پر کہ بے شک سنت صحابہ کی نہیں غیر سنت رسول اللہ ﷺ کے کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا جس پر میں ہوں اور اصحاب میرے اسی پر اور نہیں سمجھا جاتا مغائرت سنت اس قاعدہ اور عبارت سے)۔

عن عمر انه قبّل الحجر و قا ل انی اعلم انك حجر لا تضر و لا تنفع و لو لا انّی ر أیت رسو ل الله ﷺ یقبلك ما قبلتك .متفق علیه ۔(روایت ہے حضرت عمرؓ سے بے شک انہوں نے بوسہ دیا حجر اسود کو اور کہا بے شک جانتا ہوں میں کہ تو پتھر ہے نہ ضرر کرے نہ نفع دے اور اگر نہ دیکھتا میں رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تیرا نہ بوسہ لیتا میں تیرا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے)

فیه شدۃ اتباع عمر فی السّنّه (اس حدیث میں سخت اتباع عمرؓ کی سنت میں)

عن انس بن ما لك قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ یا تی علی الناس زمان الصا بر فیهم علی دینه کا لقا بض علی اتهمر ۔ اخر جه التر مذی (روایت ہے حضرت انسؓ بن مالک سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا صبر کرنے والا ان میں دین پر اپنے مانند پکڑنے والا چنگاری کے ہے۔ روایت کیا اس کو امام ترمذیؒ نے)۔

عن ابی امیة الشعبا نی قا ل اتیت ابا ثعلبه الخشنیّ فقلت له کیف تصنع فی هذه ا لآ یة قا ل ا یّة آ یةٍ قلت قو له تعا لی

یا ایها الذین آ منوا علیکم انفسکم لا یضرّ کم من ضلّ اذا اهتدیتم

قا ل اما و الله لقد سا لت عنها خبیراً سا لت عنها رسو ل الله

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ قا ل بل ايتمروا بالمعروف و تنا هوا عن المنكر حتى اذا ر أيت شحاً مطا عاً و هو ى متّبعاً و دنياً من نرةً و اعجا ب كل ذى ر أى برا يه فعليك بخا صة نفسك و دع العوا م فانّ من ورا ئكم ايا م الصبر فيهن مثل القبض على الجمر للعا مل فيهنّ مثل ا جر كمسين ر جلاً يعملو ن مثل عملكم قيل يا رسول الله ﷺ ا جر خمسين ر جلاً منا او منهم قا ل لا بل اجر خمسين ر جلاً منكم۔ ا خر جه التر مذى ۔

(روایت ہے ابی امیہ شعبانی سے کہا آیا میں ابا ثعلبہ خشنی کو پھر کہا میں نے اس کے واسطے کیونکر کرے گا اس آیت میں، کہا کون آیت؟ کہا میں نے قول اللہ تعالی کا، اے لوگو ایمان لاتے لازم پکڑو اپنی جانوں اپنے پر کہ نہ ضرر دے تم کو جو کہ گمراہ ہوا جب کہ ہدایت پائی تم نے۔ کہا خبر دار قسم اللہ کی بے شک پوچھا تم نے اس آیت سے خبر دار کہ پوچھا میں نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو، فرمایا اطاعت کرو تم قرآن و حدیث کے اور باز رہو تم خلاف قرآن و حدیث سے یہاں تک جب کہ دیکھے تو بخیل اطاعت کیا گیا اور پیروی کرنے والا خواہش نفسوں کی اور دنیا اختیار کئے گئے اور خوش نہ ہونا ہر صاحب رائے کا ساتھ رائے اپنی کے پھر لازم پکڑ تو ساتھ خاص نفس اپنے کے اور چھوڑ عام لوگ کہ اس واسطے کہ بے شک پیچھے تمہارے دن صبر کے ہیں ان دنوں میں مانند پکڑنے چنگاری کے ہے واسطے عمل کرنے والے قرآن و حدیث کے ان دنوں میں مانند ثواب پچاس مرد کا عمل کریں کے مثل عمل تمہارے کے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ ثواب پچاس مرد کا ہم میں سے یا ان میں سے سے فرمایا نہیں بلکہ ثواب پچاس مرد کا تم میں سے ۔روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)۔

عن ابى سعيد قا ل اخرج مروان المنبر يوم العيد فبدع بالخطبة قبل الصلوة فقا ل رجل يا مروان خا لفت السنة اخرجت المنبر يوم عيد و لم يخرج به وبدأت بالخطبة قبل الصلوة و لم يكن يبد ء بها فقا ل ابو سعيد اما هذا فقد قضى بما عليه سمعت رسو ل الله ﷺ يقو ل من ر أى منكم منكراً ما استطاع ان يغيره بيده فليغيره فان لم يستطع فبلسا نه فا ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لم يستطع بلسا نه فبقلبه و ذالك ا ضعف الايما ن۔اخرجه ابن ماجه و ابو دا ؤد (روایت ہے ابی سعید سے کہا نکالا مروان نے منبر کو عید کے دن پھر شروع کیا ساتھ خطبہ کے آگے نماز کے پھر کہا ایک مرد نے اے مروان خلاف کیا تو نے سنت کا نکالا تو نے منبر کو عید کے ص ۵۲ ۔ دن اور نہ کیا منبر اور شروع کیا تو نے خطبہ کے ساتھ آگے نماز کے حالانکہ نہ تھا خطبہ آگے نماز کے پھر کہا ابوسعید نے اے پر یہ پھر بے شک ادا کیا اس کو کہ تھا اوپر اس کے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے جس نے دیکھا خلاف شرع کو جہاں تک طاقت رکھے مٹانے کا اس کی ہاتھ سے پھر چاہیے کہ مٹاوے اس کو ہاتھ اپنے سے پھر اگر طاقت نہ رکھے ہاتھ کے پھر ساتھ زبان اپنی کے پھر اگر نہ طاقت رکھے ساتھ زبان اپنی کے پھر دل میں برا جانے اس کو اور یہ ضعیف تر ایمان کا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہؒ اور ابو داؤدؒ نے)

هذا عند العقل ا حسن لانّ قلو ب الناس لا علنج بعد الصلوة فی شیء من ا لا شیاء و یسیرو ن الی بیو تهم لا نها محزن سرور ایا م الا عباد و منع ر جل ذلك ا لا مر لا نه کا ن بد عةّ خلاف السنه (یہ بات نزدیک عقل کے نیک تر ہے اس واسطے کہ بے شک دل لوگوں کا نہیں تردد میں ہوتا نماز کے بعد کچھ کسی میں اور جاویں گھروں کی طرف اپنے اس واسطے کہ گھر جگہ خوشی دن عید کا ہے اور منع کیا مرد نے اس کو اس واسطے کہ بیشک یہ امر تھا بدعت خلاف سنت کے)۔

عن ابن عمر قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ لو تر کنا هذا البا ب للنساء قا ل نا فع فلم ید خل منه ابن عمر حتی ما ت۔ ا خر جه ابو دا ؤد ۔ (روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر چھوڑتے ہم اس دروازہ کو عورتوں کے واسطے البتہ بہتر ہوتا۔ کہا نافع نے پھر نہ داخل ہوئے اس دروازہ سے حضرت ابن عمرؓ یہاں تک کہ مرے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابو داؤدؒ نے)

ینبغی للسنی الطا هر هکذا یسرع فی اتباع السنة
(لائق ہے واسطے سنی پاک، مقابل بدعتی کے ایسی ہے کہ جلدی کرے اتباع سنت میں)

قا ل صلی عثما ن بمنيٍ ار بعاً ۔فقا ل عبد الله: صلّیت مع النبی ﷺ ر کعتین و مع ابو بکر ر کعتین و مع عمر رکعتین، و زا د عن حفص : و مع عثما ن صدراً من اما ر ته ثم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا تمّها ۔ زا د من ھھنا عن ابی معا و یۃ ۔ثم تفرّ قت بکم الطر ق، فلو دِدت انّ بی من ار بع ر کعا تٍ ر کعتین متقبّلتین ۔قا ل الاعمش فحدّ ثنی معا ویۃ بن قرّۃ عن اشیا خہ انّ عبد اللہ صلی ار بعاً، قا ل فقیل لہ : عِبت علی عثما ن ثمّ صلّیت ار بعاً۔ قا ل الخلا ف شرّ ۔ا خر جہ ابو دا ؤد (حدیث نمبر ۱۹۶۰)

(کہا نماز پڑھی حضرت عثمانؓ نے منی میں چار رکعت پھر کہا حضرت عبداللہؓ نے نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی ﷺ کے دو رکعت اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ دو رکعت اور حضرت عمرؓ کے ساتھ دو رکعت اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ ابتدائے خلافت میں ان کے۔ پھر پوری پڑھی انہوں نے نماز پھر جدا ہوئے ساتھ تمہارے راہیں پھر اچھا جانتا ہوں میں بے شک میرے واسطے چار رکعت سے دو رکعت قبول کی گئیں۔ کہا اعمش نے پھر حدیث کیا مجھے معاویہ بن قرۃ نے استادوں اپنے سے کہ بے شک عبد اللہ نے پڑھی چار رکعت پھر کہا گیا ان کے واسطے عیب کیا تو نے حضرت عثمانؓ پر پھر نماز پڑھی تو نے چار رکعت کہا عبداللہ نے خلاف بد ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے)۔

ھذا الحد یث یدلّ علی انّ افعا ل الصحا بۃ و اقوا لھم شرّ و لا خیر فیھا الّا اذا کا ن القر آ ن و الحد یث مفقو دین لکن التو قف احسن فیھا و مصداق ھذا :عن شر یح انہ کتب الی عمر یسا لہ فکتب الیہ الیہ ان اقض بما فی کتا ب اللہ فا ن لم یکن فی کتا ب اللہ فبسنۃ رسو لہ ﷺ فا ن لم یکن فی کتا ب اللہ و لا فی سنۃ رسو ل اللہ ﷺ فا قض بما قضی الصا لحو ن فا ن لم یکن فی کتا ب اللہ و لا فی سنۃ رسو ل اللہ ﷺ و لم یقض بہ الصا لحو ن فا ن شئت فتقدم و ان شئت فتاخر و لا اری التا خر ا لّا خیراً لك السلا م علیك ۔ ا خر جہ النسا ئی فیہ نظر لانّ عمر قا ل انما ھو ای الر أی منا الظن و التکلف سبق ذکرہ

(یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ بے شک فعلیں صحابہ اور قولیں صحابہ شر ہیں، نہیں اس میں خیر مگر جب ہو قرآن اور حدیث گم، لیکن توقف کرنا اس میں بہتر ہے اور مصداق اس توقف کا روایت ہے شریحؒ سے بے شک لکھا اس نے حضرت عمرؓ کی طرف پوچھا اس سے۔ پھر لکھا حضرت عمرؓ نے اس کی طرف، حکم کر ساتھ اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کہ جو قرآن میں ہے پھر اگر نہ ہو قرآن میں پھر ساتھ سنت رسول اللہ ﷺ کے پھر اگر نہ ہو قرآن میں اور نہ حدیث میں پھر حکم کر تو ساتھ اس کے کہ حکم کیا اس کے ساتھ نیکوں نے پھر اگر نہ ہو قرآن اور حدیث میں اور نہ حکم کیا ہو اس کے ساتھ نیکوں نے پھر اگر چاہے تو حکم آگے کر اور اگر چاہے تو حکم پیچھے کر اور نہیں دیکھتا ہوں میں تاخیر حکم میں مگر خیر واسطے تیرے السلام علیک۔ روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے تقدم حکم میں تامل ہے اس واسطے کہ بے شک عمر نے فرمایا عقل اور رائے ہم سے گمان اور تکلف ہے۔ آگے ہوا ذکر اس کا)۔

انّ د حیة بن خلیفة خر ج من قر یةٍ من دمشق مرّةً الی قر یة عقبة من الفسطا ط و ذ لك ثلا ثة امیا ل فی ر مضا ن ثم انه افطر و افطر معه اناس و کره ا لآ خرو ن ان یفطروا فلما رجع الی قر یته قا ل و الله لقد ر أیت الیو م امراً ما کنت اظن انّی ارا ہ قو ماً ر غبوا عن هد ی رسو ل الله ﷺ و اصحا به یقول ذلك للذین صا موا ثم قا ل عند ذلك اللهم اقبضنی الیك۔

اخر جه ابو دا ؤد۔

(بے شک دحیہ بن خلیفہ نکلا گاؤں دمشق سے ایک طرف گاؤں عقبہ کے کہ شہر فسطاط سے تھا اور گاؤں اس سے تین کوس پر رمضان میں پھر اس نے توڑا روزہ اور ساتھیوں نے بھی توڑا اور مکروہ جانا اوروں نے توڑنا روزے کا۔ پھر جب آئے گاؤں میں اپنے کہا بے شک میں نے دیکھا اس کو ایک قوم کو کہ منہ پھیرا سنت رسول اللہ ﷺ سے اور اصحاب اس کے سے۔ کہتے یہ بات واسطے ان لوگوں کے کہ روزہ رکھے رہے اور توڑا نہ اس کو۔ پھر کہا نزدیک اس بات کے اے اللہ جان قبض کر لے تو میری اپنی طرف۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے)

و جا ء فی الحد یث لمسلمٍ لقصر صلوة ثلا ثة امیا ل او ثلا ث فرا سخ ا یضاً۔ هذا الحد یث یدل علی شدة اتباع السنه

(اور آئی حدیث مسلم کے واسطے قصر نماز تین کوس یا نو کوس کے بھی۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے سخت اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کے)

عن جنّا بٍ قا ل اتینا رسو ل الله و هو متو سّد بر دةٍ فی الکعبة فشکو نا الیه فقلنا ا لا تستنصر لنا ا لاند عوا الله لنا فجلس محمراً و جهه فقا ل قد کا ن من قبلکم یو خذ الر جل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیخفر له فی ا لار ض ثم یو تی بالمنشار فجعل علی راسه فیجعل فر قتین ما یصرفه ذلك عن دینه و یمشط بامشا ط الحد ید ما دو ن عظمه من لحمٍ و عصبٍ ما یصرفه ذلك عن دینه و الله لیمنّ الله هذا ا لا مر حتی یسیر ا الرا کب ما بین صنعاء ما یخا ف ا لا الله و الذ ئب علی غنمه و لکنکم تعجلو ن ا خر جه ابو دا ؤد و البخاری (روایت ہے جناب سے کہا آیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حالانکہ آپ تکیہ لگائے چادر کے سایہ کعبہ میں تھے پھر گلہ کیا ہم نے آپ کی طرف پھر کہا آیا نہیں مدد کرتے ہماری آیا نہیں دعا مانگتے اللہ کو ہمارے واسطے۔ پھر بیٹھے حالانکہ چہرہ مبارک سرخ غصے سے تھا پھر فرمایا بے شک آگے تمہارے سے لوگ پکڑتے مرد کو پھر کھود کے زمین میں اسے کرتے پھر لاتے آرہ پھر کرتے سر اس کے پر پھر کرتے اس کو دو ٹکڑے نہ پھرتا اس کو یہ دین سے اس کو اور کرتے کنگھی لوہے کی سوائے ہڈی اس کی کے گوشت اور پٹھے سے نہ پھرتا اس کو یہ دین سے اس کو قسم اللہ کی احسان رکھتا ہے اللہ اس امر کو یہاں تک کہ چلے سوار درمیان ملک صنعا کے نڈرے کسی کو مگر اللہ کو اور بھیڑیوں کو بھیڑوں پر اپنے لیکن جلدی کرتے ہو تم۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ و امام بخاریؒ نے)۔

ھذا الحد یث ید ل علی الر جل ا لا ضعف من ا لا یما ن الذی یغیر من الر جل العا لم یسلسل بحبا لیه الشیا طین المر دّة و لا یقتله

(یہ حدیث دلالت کرتی ہے مرد ضعیف ایمان کے سے جو فریب میں پڑتا ہے مرد عالم سے جو باندھتا ہے جال اپنے میں شیطان سرکش کو اور نہیں کرتا وہ اس کو قتل)۔

عن جریر قا ل سمعت رسول الله ﷺ یقول ما من ر جل یکون فی قو م یعمل فیهم بالمعا صی یقدرو ن علی ان یغیر و ا لا صا بهم الله منه بعقا بٍ من قبل ان یمو توا۔ ا خر جه ابو داؤد

(روایت ہے حضرت جریرؓ سے، کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے نہیں کوئی مرد کہ ہووے قوم میں عمل کرے ان میں گناہوں کا طاقت رکھیں یقین اس پر کہ روکیں وے سب پھر نہیں روکتے ہیں اس کو مگر پہنچاوے اللہ انہوں کو اس سے عذاب میں آگے مرنے انہوں کے سے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے)۔

هذا الحد يث يد ل على انّ العا لم و ا لا مير ان لم يمنع ا حداً من المنكرا ت على قدرته ا صا به الله العقا ب

(یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بے شک عالم اور امیر اگر نہ منع کرے کسی کو خلاف شرعی سے طاقت پاتی اپنی میں پہونچاوے اللہ ان کو عذاب)۔

عن العرس عن النبی ﷺ قا ل اذا علمت الخطيئة فی ا لا رض كا ن من شهد ها فكر هها و قا ل مرّةٍ انكر ها كا ن كمن غا ب عنها و من غا ب عنها فر ضيها كا ن كمن شهد ها ۔ ا خر جه ابو داؤد (روایت ہے عرس سے روایت کرتا ہے وہ نبی ﷺ سے فرمایا جب معلوم کرے تو گناہ کو زمین میں ہے جو کہ حاضر ہوا گناہ کو پھر مکروہ جانا اس کو اور فرمایا ایک مرتبہ انکار کیا اس کا ہے مانند اس کے غائب ہوا اسی سے اور جو کہ غائب ہوا اس سے پھر راضی ہوا اس کو ہے مانند اس کے کہ حاضر ہوا اس کو روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے)۔

هذا الحد يث يد ل على المتقی وقع بخلب الظلم فی مو ضعٍ مكروه و لا على الفا جر الذی يسمع المعا ز ف و المز ا مير مع رقص الجواری و ا لا مارد و يشر ب الخمر ا لا خمر

(یہ حدیث دلالت کرتی ہے متقی پر پڑا چنگل ظالم میں جگہ بد میں، اور نہ اوپر فاجر کے جو سنتا ہے باجا ہاتھ اور منہ کا ساتھ ناچ عورتوں اور لڑکوں کے اور پیتا ہے شراب لعل کو)۔

عن عبد الله انه كا ن يقو ل من سره ان يلقى الله عز و جل غداً مسلماً فليحا فظ على هؤلا ء الصلوا ت الخمس حيث ينادی بهنّ فا ن الله عز و جل شر ع لنبيكم ﷺ سنن الهدى و انهنّ من سنن الهدى و انی لا ا حسب منكم ا حداً الا له مسجد يصلی فيه فی بيته فلو صليتم فی بيو تكم و تر كتم مسا جد كم لتر كتم سنة نبيه و لو تر كتم سنة نبيكم لضللتم ۔ الخ۔ اخر جه النسا ئی و ابن ما جه (روایت ہے عبداللہ بے شک وہ تھے کہتے جو کہ خوش آوے اس کو ملاقات کرنا اللہ عزوجل سے دن قیامت کے حالت اسلام میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر چاہیے کہ حفاظت کرے ان پانچ نماز جہاں اذان دیویں ساتھ انہوں کے اس واسطے کہ بیشک اللہ عز وجل نے شرع کیا واسطے نبی تمہارے کے طریقہ ہدایت کے اور بے شک یہ طریقے ہدایت کے ہیں اور بے شک نہیں جانتا میں تم میں سے کسی کو مگر اس کے واسطے مسجد ہے کہ نماز پڑھے اس میں پڑھے گھر میں اپنے پھر اگر پڑھا تم نے نماز گھر میں اپنے اور چھوڑا تم نے مسجدوں کو اپنی البتہ چھوڑا تم نے سنت نبی اپنے کو اور اگر چھوڑا تم نے سنت نبی اپنے کو البتہ گمراہ ہو گے تم۔ الخ۔ روایت کیا اس کو امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے)۔

عن حصین انّ بشر بن مروا ن رفع ید یه یو م الجمعة علی المنبر فسبّ عمارة بن رو بیة الثقفی و قا ل ما زاد رسو ل الله ﷺ علی هذا و اشار باصبعه السبا بة ا خر جه النسا ئی ۔ (روایت ہے حصین سے بے شک بشر بن مروان نے اٹھایا دونوں ہاتھ اپنا دن جمعہ کے منبر پر پھر گالی دی عمارہ بن رویہ ثقفی نے اور کہا نہ زیادہ کیا رسول اللہ ﷺ اس پر اور اشارہ کیا ساتھ انگلی کلمہ کے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام نسائیؒ نے)۔

عن امیة بن عبد الله قا ل لعبد الله بن عمر انا نجد صلوة الحضر و صلوة الخو ف فی القر آ ن و لا نجد صلوة السفر فی القر آ ن فقا ل له ابن عمر یا ابن ا خی ان الله عز و جل بعث الینا محمداً و لا نعلم شیئاً فا نما نفعل کما ر أینا محمداً ﷺ یفعل ا خر جه النسا ئی و ابن ما جه (روایت ہے امیہ بن عبداللہ سے کہا واسطے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاتا ہوں میں نماز حضر کے اور خوف کے قرآن میں اور نہیں پاتا میں نماز سفر کی قرآن میں۔ پھر کہا حضرت ابن عمرؓ نے اس کے واسطے اے بیٹے بھائی میرے کے بے شک اللہ نے بھیجا ہماری طرف محمد ﷺ کو حالانکہ نہ جانتے ہم کچھ کرتے ہیں ہم جیسا کہ دیکھا ہم نے محمد ﷺ کرتے۔ روایت کیا اس کو امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے)

کا ن ابن عمر لا یز ید فی السفر علی رکعتین لا یصلی قبلها و لا بعد ها فقیل له ما هذا قا ل هکذا ر أیت رسو ل الله ﷺ یصنع ۔ ا خر جه النسا ئی (تھے حضرت ابن عمرؓ نہ زیادہ کرتے سفر میں دو رکعت نماز پر۔ نماز پڑھتے آگے دو رکعت کے پیچھے دو رکعت کے پھر کہا گیا ان کے واسطے یہ کیا ہے کہا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے۔ روایت کیا اس کو امام نسائیؒ نے)۔

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ جاھدوا بایدیکم و السنتکم و اموالکم اخرجه النسائی

(روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرو مشرکوں کو اور بدعتیوں کو ساتھ ہاتھوں کے اور زبانوں کے اور مالوں کے ساتھ اپنے)۔

عن علیّ قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ من لعن والدہ و لعن اللہ من ذبح بغیر اللہ و من آوی محدثاً و لعن اللہ من غیّر منار الارض۔ اخرجه النسائی

(روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لعنت کری اللہ نے جو کہ لعنت کرے باپ اپنے کو اور لعنت کرے اللہ جو ذبح کرے غیر اللہ کے واسطے اور لعنت کرے اللہ جو جگہ دیوے بدعت کرنے والے کو اور لعنت کرے اللہ جو کہ مٹایا نشانی زمین کی)۔

عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعةٍ حتی یدع بدعتها۔ اخرجه ابن ماجه (روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا اللہ تعالی نے قبول کرنا عمل صاحب بدعت کا یہاں تک کہ چھوڑے بدعت اپنی کو)۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن عاص قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلاً حتّی نشأ فیهم المولّدون، ابناء سبایا الامم۔ فقالوا بالرأی فضلّوا واضلوا۔ اخرجه ابن ماجه (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۶)

(روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص سے، کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہمیشہ رہا کام بنی اسرائیل کا اچھا یہاں تک کہ پیدا ہوئے ان میں مولدون اور بیٹے لونڈیوں خلق کی پھر کہا ان سب نے ساتھ رائے کے پھر گمراہ ہوئے اور گمراہ کیا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے)

المولدون الذی کان والدہ عربیاً و امه عجمیاً۔

(مولد، جو ہو باپ اس کا عربی اور ماں اس کی عجمی)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عبد الله بن مسعود ان النبیؐ قا ل سیلی امور کم بعدی، رجال یطفئون السّنّة و یعملو ن با لبد عةِ، و یؤخّرون الصّلوة عن موا قیتها۔ فقلت :یا رسو ل الله ان ادر کتهم کیف افعل۔ قا ل تسألنی یا ابن ام عبدٍ کیف تفعل۔ لا طاعة لمن عصی الله ۔ ا خر جه ابن ما جه (روایت ہے حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ سردار ہوویں کاموں تمہارے کا پیچھے میرے لوگ جو طعنہ ماریں سنت میں اور عمل کریں بدعت میں اور تاخیر کریں نماز کو وقتوں سے پھر کہا میں نے یا رسول اللہ ﷺ اگر پاؤں میں انہوں کو کیونکر کروں میں۔ فرمایا، پوچھتا ہے تو اے ابن ام عبد کیونکر کرے تو، نہیں اطاعت ہے اس کے واسطے کہ نافرمانی کیا اس نے اللہ کی۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے)۔

عن ابن عمر قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ المو من الذی یخا لط الناس و یصبر علی اذا ئهم اعظم اجراً من المو من الذی لا یخالط الناس و لا یصبر علی اذا ئهم ا خر جه ابن ما جه۔ (روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ مرد مومن جو ملا ہو لوگوں میں اور صبر کرے ایذا دینے ان کی پر بڑا ثواب ہے اس مرد مومن سے جو نہ ملا ہو لوگوں کو اور نہ صبر کرے ایذا انہوں پر۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے)۔

فیه دلیل علی اسو ء الحا ل الذی یعتز ل عن الناس و یذ هب الی اقلا ل الجبا ل و العیرا ن و الا سرا ب و القیا فی دو ن علّة حر ج ا لا وا مر و النوا هی (اس حدیث میں دلیل ہے بدتر حال اس شخص پر کہ گوشہ پکڑے لوگوں سے اور جاوے چھوٹے پہاڑوں کی طرف اور غار چوٹی پہاڑوں کی طرف اور جنگلوں میں نہیں بسبب تنگی احکام شرعی اور خلاف شرعی سے)۔

عن انس بن ما لك قا ل قیل یا رسو ل الله ﷺ متی نتر ك الامر با لمعرو ف و النهی عن المنکر قا ل اذا ظهر فیکم ما ظهر فی ا لا مم قبلکم ۔ قلنا یا رسو ل الله ﷺ و ما ظهر فی ا لا مم قبلنا قا ل الملك فی صغا ر کم و الفا حشة فی کبار کم و العلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی ر ذا لکم یعنی الفساق ا خر جه ابن ما جه ۔

(روایت ہے حضرت انسؓ بن مالک سے کہا، کہا گیا یا رسول اللہﷺ کب چھوڑیں ہم حکم شرعی اورمنہیات شرعی کو۔فرمایا جب ظاہر ہو تم میں وہ کہ ظاہر ہوا امت میں پہلے تمہارے کے۔کہا ہم نے یا رسول اللہﷺ اور کیا ظاہر ہوا امت میں آگے ہمارے۔فرمایا ملک ہووے ہاتھ چھوٹوں تمہارے میں اور زنا بڑوں تمہارے میں اور علم رزالوں تمہارے میں یعنی فاسقوں تمہارے میں ۔روایت کیا اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے)۔

عن عمر انت احب الیّ یا رسو ل الله من کل شئی ا لّا نفسی التی بین جنبیّ۔ فقا ل له علیه الصلوۃ و السلام لا تکو ن مومناً حتی اکون ا حبّ الیك من نفسك۔ فقا ل عمر و الذی انزل علیك الکتا ب لا نت ا حب الیّ من نفسی التی بین جنبیّ فقا ل رسو ل الله ﷺ ا لآ ن یا عمر قد تمّ ایما نك۔

(روایت ہے حضرت عمرؓ سے دوست تر تو میری طرف یا رسول اللہﷺ ہر چیز سے مگر میرا نفس جو دونوں پہلو میرے میں ہے پھر فرمایا رسول اللہﷺ نے نہیں تو مومن یہاں تک کہ ہوں میں دوست تر طرف تیرے نفس سے پھر کہا حضرت عمرؓ نے قسم ہے اس کی جس نے اتارا کتاب کو آپ پر البتہ آپ دوست تر ہیں میری طرف نفس میرے سے جو دو پہلو میرے میں ہے۔فرمایا رسول اللہﷺ نے ،اب اے عمرؓ پورا ہوا ایمان تیرا)۔

و قیل لر سو ل الله ﷺ متی اکو ن مو مناً ،و فی لفظٍ آ خر مومناً صا دقاً ،قا ل اذا ا حببت الله ۔فقیل متی احب الله۔ قا ل اذا ا حببت رسو له ۔فقیل و متی ا حبّ رسو له۔ قا ل اذا اتبعت طر یقته و استعملت بسنته و ا حببت بحبّه و ابغضت ببغضه، و وا لیت بو لا یته، و عا دیت بعدا و ته، و یتفا وت الناس فی الایما ن علی قدر تفاوتهم فی محبتی و یتفا وتو ن فی الکفر علی قدر تفاو تهم فی بغضی۔ ا لا لا ایما ن لمن لا محبة له۔ ا لا لا ایما ن لمن لا محبة له۔ ا لا لا ایما ن لمن لا محبة له۔ (اور کہا گیا واسطے رسول اللہﷺ کب ہوویں ہم مومن اور لفظ دوسرے میں مومن سچا۔فرمایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ دوست رکھے تو اللہ تعالی کو۔ پھر کہا گیا کب دوست رکھوں میں اللہ تعالی کو۔ فرمایا جب دوست رکھے تو اس کے رسول کو۔ پھر کہا گیا کب دوست رکھوں میں اس کے رسول کو۔ فرمایا جب پیروی کرے تو طریقہ رسول کے اور عمل کر تو ساتھ دوستی رسول اس کے کے اور بغض کر تو ساتھ بغض رسول اس کے کے اور دوستی کر تو ساتھ دوستی رسول اس کے کے اور عداوت کر تو ساتھ عداوت رسول اس کے کے۔ تفاوت ہوتے ہیں لوگ ایمان میں اندازہ تفاوت ہونے انہوں کا محبت میں میرے اور تفاوت ہوتے ہیں کفر میں اندازہ تفاوت ہونے انہوں کے بغض میرے میں اور خبر دار ہو نہیں ہے ایمان اس کے واسطے کہ نہیں محبت اس کو خبر دار ہو نہیں ہے ایمان اس کے واسطے کہ نہیں محبت اس کو خبر دار ہو کہ نہیں ہے ایمان اس کے واسطے کہ نہیں محبت اس کو)۔

و قیل لرسو ل اللہ ﷺ نری مو مناً یخشع و مو مناً لا یخشع ما السبب فی ذلك۔ فقا ل من وّ جد لا یما نه حلا وةً خشع، و من لم یجد ھا لم یخشع۔ فقیل بِم تو جد او بما تنا ل و تکتسب فقا ل بصدق الحبّ فی اللہ۔ فقیل و بم یو جد حبّ اللہ او بم یکتسب۔ فقا ل بحبّ رسو له فالتمسوا ر ضا ء اللہ و ر ضا ء رسو له فی حبّھما (اور کہا گیا رسول اللہ ﷺ کے واسطے دیکھا ہم نے مومن کو کہ عاجزی کرتا ہے اور دوسرے مومن کو دیکھا کہ نہیں عاجزی کرتا ہے کیا سبب ہے اس میں پھر فرمایا جس نے پایا ایمان کے واسطے اپنی حلاوت عاجزی کرے اور جس نے نہ پایا حلاوت ایمان کا نہ عاجزی کرے۔ پھر کہا گیا ساتھ کس طرح کے پایا جاوے یا پہونچایا جاوے اور کمایا جاوے۔ پھر فرمایا ساتھ صدق دوستی اللہ کے میں پھر کہا گیا اور ساتھ کس چیز کے پایا جاوے دوستی اللہ کی اور کس طرح کمایا جائے۔ پھر فرمایا ساتھ دوستی رسول اس کے کی۔ پھر ڈھونڈھو خوشی اللہ کی اور خوشی رسول اس کے کی دوستی دونوں کی میں)

و قیل لرسول اللہ ﷺ من آل محمدٍ الذین امرنا بحبّھم و اکرا مھم و البرور بھم۔ فقا ل ا ھل الصّفاءِ و الوفاءِ من آ من بی و اخلص۔ فقیل له و ما علا متھم۔ فقا ل ایثار محبتی علی کل محبو بٍ و اشتغا ل البا طن بذ کری بعد ذکر اللہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و فی اخری علا متھم اِ د ما ن ذکری و الا کثار من الصلوۃ علیّ ۔

(اور کہا گیا رسول اللہ ﷺ کے واسطے کون ہے آل محمد جو کہ حکم کئے گئے ہم ساتھ دوستی کرنے اور اکرام کرنے اور نکوئی کرنے انہوں کے پھر فرمایا وہ اہل صفا اور وفا ہیں جو ایمان لائے میرے ساتھ اور خالص کیا پھر کہا گیا واسطے حضرت ﷺ کے اور کیا علامت ہے انہوں کی ۔ پھر فرمایا اختیار کرنا محبت میری کو ہر محبوب پر اور شغل باطن کا ساتھ ذکر میرے کے بعد ذکر اللہ کے اور لفظ دوسرے میں علامت انہوں کی ہمیشہ ذکر کرنا میرے اور کثرت کر درود سے مجھ پر)۔

و قیل لرسول اللہ ﷺ منِ القویّ فی الایما ن بك ۔ فقا ل من آمن بی و لم یر نی فا نّہ مو من بی علی شو قٍ منہ و صدقٍ فی محبّتی و علا مۃ ذلك منہ انّہ یودّ رؤیتی بجمیع ما یملك۔

و فی ا خری ملأ ا لار ض ذھباً ۔ذلك المو من بی حقاً و المخلِص فی محبّتی صدقاً

(اور کہا گیا رسول اللہ ﷺ کیواسطے کون قوی ہے ایمان میں تیرے ساتھ پھر فرمایا جو ایمان لایا ساتھ میرے حالانکہ نہ دیکھا مجھے پھر وہ مومن ہے ساتھ میرے شوق پر مجھ سے اور ..محبت میری میں اور علامت اس کی اس سے بے شک وہ دوست رکھتا ہے دیکھنے میرے کو ساتھ تمام اس چیز کے کہ مالک ھوتا ہے اور روایت دوسری میں ساتھ بھری زمین کے سونا یہ مومن ہے حق اور مخلص ہے محبت میری میں سچا)۔

و قیل لر سو ل اللہ ﷺ أر أیت صلوۃ المصلّین علیك ممّن غا ب عنك و من یّأ تی بعد ك ما حا لھما عند ك ۔فقا ل اسمع صلوۃ اھل محبّتی و اعرفھم و تعرض علیّ صلوۃ غیر ھم عرضاً۔ ا خر ج ھذہ ا لا حا دیث عن عمر الی ھھنا ابوعبد اللہ محمد بن سلیمان صا حب دلا ئل الخیرا ت (اور کہا گیا رسول اللہ ﷺ کے واسطے آیا...تو درود درود بھیجنے والوں کا تجھ پر جو کہ غائب ہوئے تجھ سے اور جو کہ آوے گا تیرے پیچھے کہا...دونوں کا نزدیک تیرے پھر فرمایا سنتا ہوں میں درود اہل محبت اپنی کا اور پہچانتا ہوں میں انہوں کو اور ظاہر کیا جائے گا مجھ پر درود وغیر انہوں کا ظاہر کرنے کر یہ روایت کیا ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کو عمر سے یہاں تک عبداللہ بن محمد بن سلیمان صاحب دلائل الخیرات نے)۔

عن ابی سعید ن الخد ری انّ رسو ل الله ﷺ کا ن یخر ج الاضحی و یو م الفطر فیبدء بالصلوۃ فا ذا صلی صلو ته قا م فا قبل علی الناس و هم جلوس فی مصلا هم فا ن کا نت له حاجة یبحث ذکره للناس و کا نت حا جته بغیر ذلك امر هم بها و کا ن یقو ل تصدقوا تصدقوا تصدقوا و کا ن اکثر من یتصدق النساء ثم ینصرف فلم یز ل کذ لك حتی کا ن مر وا ن بن الحکم فخر جت محا صراً مروان حتی اتینا المصلی فا ذا کثیر بن الصلت قد بنی منبراً من طینٍ و لبنٍ فا ذا مر وا ن یناز عنی یده کا نت یجر نی نحو المنبر و انا اجرّه نحو الصلوۃ فلما ر أیت ذ لك معه قلت این ا لا بتداء بالصلوۃ فقا ل یا با سعید قد تر ك ما نعلم قلت کلا و الذی نفسی بیده لا ناتون بخیرٍ مما اعلم ثلث مرارٍ ثم انصرف روا ه الشیخا ن۔

(روایت ہے حضرت ابو سعید خدریؓ سے بے شک رسول اللہ ﷺ تھے نکلتے دوعید میں پھر پہلے نماز پڑھتے پھر جب نماز پڑھ لیتے کھڑے ہوتے پھر آتے لوگوں پر حالانکہ وہ بیٹھے ہوتے جگہ پر اپنے پھر جب ہوتی کوئی حاجت آپ ﷺ کو بھیجنے کسی طرف لشکر بند کرنے اس کو لوگوں کو یا ہوتے کچھ حاجت سوائے اس کے حکم کرتے ان کو ساتھ اس کے اور تھے فرماتے صدقہ دو صدقہ دو صدقہ دو اور تھے اکثر جو کہ صدقہ دیتا عورتیں تھیں پھر جاتے گھر کی طرف پھر ہمیشہ ایسی ہی رہا یہاں تک کہ پھر نکلا میں ہاتھ پکڑے مروان کا یہاں تک کہ آیا میں عیدگاہ میں پھر ناگہاں کثیر بن الصلت بنا رہا تھا منبر مٹی اور اینٹ کچی سے پھر ناگہاں مروان نے کھینا میرا ہاتھ گویا کہ کھینچا مجھے منبر کی طرف اور میں کھینچتا اسے نماز کی طرف پھر جب دیکھا میں نے اس بات کو اس کے ساتھ کہا میں نے کہاں ہے ابتداء نماز کا پھر کہا اس نے ابو سعید چھوٹ گئی جو کہ جانتا تھا تو کہا میں نے نہیں ایسا قسم اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے نہ آؤ گے تم نیکی کو اس کو کہ جانتا ہوں میں تین بار کہہ کر گھر چلے گئے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے)۔

یعنی ر جع ابو سعید الی بیته ولم یحضر الجما عة لبد عة و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فيه دليل على انّ البدعة ليست بخير و السنة فيها خير۔
(یعنی ابوسعید چلے گئے گھر کی طرف اپنے اور نہ ملے جماعت میں بسبب بدعت مروان کے اور اس میں دلیل ہے اوپر اس بات کے کہ بے شک بدعت بد ہے اور سنت نیک ہے)۔

قال ابو ذر لو وضعتم الصمصامة على هذه و اشار الى قفاه ثم ظننت انى انفذ كلمةً سمعتها من النبى ﷺ قبل ان يجيروا علیّ لا نفذ تها ۔اخرجه البخارى (کہا حضرت ابوذرؓ نے اگر رکھو تم تلوار کو اس پر اور اشارہ کیا گردن کی طرف پھر گمان کیا میں نے کہ بیشک پہنچا دوں میں ایک بات کو کہ سنا میں نے نبی ﷺ سے آگے مارنے میرے کے البتہ پہنچا دوں میں اس بات کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے)۔

كتب عمر بن عبد العزيز الى ابى بكر بن حزم انظر ما كان عندك من حديث رسول الله ﷺ فاكثر فانى خفت دروس العلم و ذهاب العلماء و لا تقبل الّا حديث النبى و ليفشوا العلم و ليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم فانّ العلم لا يهلك حتى يكون سرّا ۔اخرجه البخارى۔
(لکھا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے طرف ابی بن حزمؒ کے دیکھ تو اس کو کہ ہے تیرے پاس رسول اللہ ﷺ پھر کثرت کر تو اس کو ساتھ پڑھانے اور پڑھانے کے پھر بے شک ڈرتا ہوں میں کم ہونے علم کے اور جانے عالموں کے اور مت قبول کر تو کسی کی بات کو مگر حدیث نبی کی اور چاہیے کہ ظاہر کر تو تم علم کو اور چاہیے کہ بیٹھیں یہاں تک کہ سکھلاوے جو کہ نہیں جانتا پھر بے شک علم نہیں ہلاک ہوتا ہے یہاں تک کہ ہووے پوشیدہ۔ روایت کیا اس کو بخاریؒ نے)۔

و رحل جابر بن عبد الله مسيرة شهرٍ الى عبد الله بن انيس فى حديثٍ واحدٍ و قد تعلّم اصحاب النبى ﷺ بعد كبر سنّهم اخرجه البخارى (اور گئے حضرت جابرؓ بن عبداللہ راہ ایک مہینے کی عبداللہ بن انیس کی طرف ایک حدیث کے واسطے اور تحقیق علم حاصل کیا اصحاب نبی نے پیچھے بڑی عمر۔ روایت کیا اس کو امام بخاریؒ نے)۔

عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ ستة لعنهم الله و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كل نبى يجا ب الزا ئد فى كتا ب الله و المكذ ب بقدر الله و المتسلط با لجبرو ن ليعز من ا ذله و يذ ل من اعزه الله و المستجل من عترنى ما حرّم الله و و النار ك لسنغى ا خر جه البهيقى فى المد خل و رزين فى كتا به

(روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چھ شخص ہیں کہ لعنت کرتا ہوں میں انہوں کو لعنت کرے اللہ انہوں پر اور ہر نبی دعا قبول کی گئی، بڑھانے والا قرآن میں اور جھٹلانے والا ساتھ قضا و قدر کے اور قہر کرنے والا ظلم کے ساتھ تا کہ عزت دیوے مشرک بدعتی کو اور ذلت دیوے موحد اور متبع سنت کو اور الحاد کرنے والا کعبہ اور مدینہ میں یا حلال کرنے والا حرام اللہ کو اور عکس اس کے اور حلال کرنے والا اقرابتی میرے سے جس کو حرام کیا اللہ نے اور چھوڑنے والا میری سنت کو۔ اس حدیث کو بہیقیؒ نے مدخل میں اور رزینؒ نے اپنی کتاب میں روایت کیا)۔

اللعنة على الذى ير ك السنة و يا خذ البد عة و كذلك اللعنة على الذى ير ك الحد يث متعمداً او يا خذ الحد يث الضعيف متعمداً۔ (لعنت ہے اس پر جس نے چھوڑا سنت کو اور لیا بدعت کو اور اسی طرح لعنت ہے اسپر جس نے چھوڑا صحیح حدیث کو جان بوجھ کر اور لیا حدیث ضعیف کو جان بوجھ کر)

عن الحسن زعم اقوام على عهد رسول الله ﷺ انهم يحبو ن الله فا راد ان يجعل لقولهم تصديقاً من عمل فمن اد عى محبته و خا لف سنة رسوله فهو كذا ب و كتا ب الله يكذ به و قول نافى القياس اول من قا س ابليس عن عطا ءٍ من علم و لم يعمل فهو كا لكلب ينيح و طرد و تر ك و مثله كبا عور بن بلعم قا له صا حب المدار ك

(روایت ہے حسن سے کہا قوم نے زمانہ رسول اللہ ﷺ میں بیشک یہ دوست رکھتے اللہ تعالی کو پھر ارادہ کیا کہ کرے اللہ تعالی قول انہوں کا سچ عمل سے۔ پھر جس نے دعوی کیا محبت اللہ کی اور خلاف کیا سنت رسول اللہ ﷺ کو پھر وہ جھوٹا ہے اور اللہ کا کلام اسے جھٹلاتا ہے اور قول دور کرنے والا قیاس کا یہ کہ پہلے جس نے قیاس کیا ابلیس تھا۔ روایت ہے عطاؒ سے جس نے سیکھا اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عمل نہ کیا پھر وہ مثل کتے کے ہے بھونکتا ہے اور دور کیا جاتا ہے اور چھوڑا جاتا ہے اور مثل اسکے مانند باعور بن بلعم کے ہے قرآن میں کہا اس کو صاحب مدارکؒ نے)

عن مخر مة قا ل رجع عروة الى ا صحا به فقا ل اى قو م و الله و فد ت على الملو ك و فد ت على قيصر و كسرى و النجاشى و الله ان ر أيت ملكاً قط يعظمه ا صحا به ما يعظم ا صحا ب محمد ، محمداً ﷺ و الله ان يتخمّ تخا مة ا لا وقعت فى كف ر جل منهم فذ لك بها و جهه و جلده و اذا امر هم ابتدروا امره و اذا تو ضا كا دوا يقتلو ن على و ضو ئه و اذا تكلم خفضوا اصوا تهم عنده و ما يحدو ن اليه النظر تعظيماً له و الله قد عر ض عليكم خطه رشدٍ فا قبلو ها ا خر جه البخا رى هذا مختصر من مطول ۔ (روایت ہے مخرمہ سے کہا پھر عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف پھر کہا اے قوم میری قسم اللہ کی رسول کی میں نے بادشاہوں پر اور رسول کے میں بادشاہ روم اور بادشاہ حبشی پر قسم اللہ کی نہیں دیکھا میں نے ایسا بادشاہ کبھی کہ تعظیم کرے اس کے اصحاب اس کی جیسا کہ تعظیم کرتے ہیں اصحاب محمد کے، محمد ﷺ کی ۔ قسم ہے اللہ کی نہیں تھوکے تھوک کر مگر پڑی اس سے کف سے مردان کے میں سے پھر ملے ساتھ اس تھوک کے منہ اور بدن اپنا اور جب حکم کرے انہوں کو سبقت کریں کام پر اس کے اور جب وضو کرے لڑیں پانی وضو پر اس کے اور جب کلام کریں نیچی کریں آواز اپنی کو پاس اس کے اور نہ تیز دیکھیں اس کی طرف بسبب تعظیم کے قسم اللہ کی بے شک عرض کیا گیا تم پر خصلت ہدایت کی پھر قبول کرو تم اس کو ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے یہ مختصر ہے مطول سے)۔

عن ابن عمر عن النبى ﷺ بعثت بين يدىّ السا عة با لسيف هتى يعبد الله و حده لا شر يك له وجعِل رزقى تحت ظلّ رمحى و جعِل الذلة و الصغار على من خا لف امر ى (مسند احمد)

بعثت بين يدِى السا عة مع السيف ، و جعل رزقى تحت ظل رمحى و جعِلتِ الذلة و الصغار على من خا لف امر ى و من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشبّہ بقومٍ فھو منھم(فتح الباری لا بن حجر طبع ۱٤۰۷ ھ ـ ٦ـ۱۱٦)
(روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی نبی ﷺ سے کہ کی گئی روزی میری نیچے سایہ نیزے میرے کے اور کی گئی ذلت وخواری اس پر جس نے خلاف کیا حکم میرے کو)۔

قا ل عمر انّ نا ساً یجا دلو ن بالقر آ ن فخذو ھم با لسنن فانّ اصحا ب السنن اعلم بکتا ب اللہ ا خر جہ القا ضی فی الشفاء
(کہا حضرت عمرؓ نے لوگ لڑتے ہیں تم پر یعنی قرآن کے ساتھ پھر لوتم انہوں کو ساتھ حدیثوں کے اس واسطے کہ بے شک اصحاب حدیث کے بہت جاننے والے ہیں کتاب اللہ کو۔ روایت کیا اس کو قاضیؒ نے شفا میں)۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ سمعت عمر یقو ل فیم الر ملا ن الآن و قد اطا اللہ ا لاسلا م علی الکفر و اھلہ و ایم اللہ ما ندع شیئاً کنا نفعلہ علی عھد رسو ل اللہ ﷺ ا خر جہ ابن ما جہ
(روایت ہے زید بن اسلم سے وہ روایت کرتا ہے اپنے والد سے سنا میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے کس میں دوڑتا ہے اب حالانکہ اللہ نے قوی کو اسلام کو اور دور کیا کفر کو اور اہل کفر کو اور قسم اللہ کی نہ چھوڑیں ہم کسی چیز کو کہ تھے ہم کرتے زمانہ رسول اللہ ﷺ میں)

عن علی قا ل لو کا ن الدین علی الرا ئے لکا ن اسفل الخف اولی بالمسح من اعلا ہ و قد ر أیت رسو ل اللہ ﷺ یمسح علی ظا ھر خفہ ۔ ا خر جہ ابو دا ؤد
(روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا اگر دین ہوتا رائے پر البتہ ہوتا نیچے موزے کے بہتر مسح کرنا اوپر موزوں سے اور بے شک دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ مسح کرتے پشت موزے اپنے پر ۔روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے)

عن علی قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ اذا تقا ضی الیک ر جلا ن فلا تقض ا لا ول حتی تسمع کلا م ا لآ خر فسو ف تد ری کیف نقضی قا ل علی فما زلت قا ضیاً بعد ا خر جہ ا حمد (روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب قضیہ لاویں تیری طرف دو شخص پھر مت فیصلہ کر اول کا یہاں تک کہ سنے تو بات دوسرے کی پھر قریب معلوم کرے تو کیونکر فیصلہ کرے۔ کہا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ نے پھر ہمیشہ رہا میں قاضی اب تک ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ نے)۔

عن عبادة بن صا مت غزی مع معا و یة ار ض رو م فنظر الی الناس و هم یبا یعو ن کسر الذ هب با لد نا نیر و کسر الفضة با لدرا هم فقا ل یا ایها النا س انکم یا کلو ن الر بوا سمعت رسو ل الله ﷺ یقو ل لا تتبا عوا الذ هب با لذ هب الّا مثلاً بمثلٍ لا زیا دة بینهما و لا نظرة فقا ل له معا و یة یا ابا الو لید لا اری الربوا فی هذه الّا ما کان من نظرةٍ فقا ل عبادة ا حدّثك عن رسو ل الله ﷺ و تحد ثنی عن رایك لئن ا خر جنی الله لا اسا کنك بار ض لك علی فیها امر ة فلما نقل لحق بالمد ینة فقا ل له عمر بن الخطا ب ما اقد مك یا ابا الو لید فقصّ علیه القصة و ما قا ل من مسا کنته فقا ل ار جع یا ابا الو لید الی ارضك فقبح الله ار ضاً لست فیها و امثا لك و کتب الی معا ویة لا امرة لك علیه و احمل الناس علی ما قا ل فا نه هو الا مر۔

اخرجه ابن ما جه ۔

روایت ہے حضرت عبادہؓ بن صامت سے جہاد کیا حضرت معاویہؓ کے ساتھ ملک روم میں پھر دیکھا لوگوں کی طرف حالانکہ وے خرید وفروخت کرتے زیادتی سونے کی دیناروں کے ساتھ اور زیادتی چاندی کے درہموں کے ساتھ پھر کہا اے لوگوں بے شک کھاتے ہو تم بیاج کو سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے مت بیچو سونے کو سونے کے ساتھ مگر برابر نہیں زیادتی درمیان دونوں کے اور نہیں اودھار۔ پھر کہا معاویہ نے ان کو ابا ولید نہیں دیکھتا ہوں میں بیاج اس میں مگر جو کہ ہے اودھار ہے پھر کہا عبادہ نے کرتا ہوں میں حدیث تجھے رسول اللہ ﷺ سے اور تو بات کرتا ہے مجھے اپنی رائے سے اگر نکالا مجھے اللہ نے نہ ٹھہروں گا میں اس زمین میں جہاں تیری سرداری ہے وہاں ہم پر پھر جب پھرے آئے مدینہ میں پھر کہا ان کو حضرت عمرؓ نے کون لایا تجھے یہاں ابا ولید پھر بیان کیا عمر پر قصہ اپنا اور ٹھہرنے اپنے کا جو کہا تھا پھر کہا جا تو اے ابا ولید گھر کی طرف اپنے پھر بری کرے اللہ اس زمین کو کہ نہیں ہے اس پر اور مانند تیرے کے اور کہا معاویہ کی طرف نہیں حکومت تیری اس پر اور اٹھا لوگوں کو کہنے ان کے پر اس واسطے کہ بیشک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امر حق ہے۔ روایت کیا اس کو امام ابن ماجہؒ نے)۔

فيه تقبح رأى شخصٍ يعار ض به كلا م الرسو ل المقبو ل لان كل نبى معصو م و غير هم ليس بمعصو م و اتخا ذ اقاويلهم و افا عيلهم فر حاً و قر حاً سنة لامّتهم واقوا ل امتهم و افعا ل امتهم ليست بسنة لا حد كحر ب الصفين و الجمل و قتل عثما ن و الحسين و سبّ عباسٍ علياً و غر الفا طمةِ ابا بكر ن الصديق و و غر عمر علياً و ما عداه الكثير يطلب الطوامبر قا ل الله تعا لى من قتل مو مناً متعمداً فجزا ئه جهنم . و قا ل النبى ﷺ قتا ل المسلم كفر و سبا به فسق . ا خرجه التر مذى و الحقد الرا ئد على الثلا ثة قبيح و كذ لك المذا هب ا لار بعة و الطرا ئق ا لا ر بعة و غير ها كا لقا در يه و المجددية و النقشبند يه و الچشتية قبيح و بد عة ليست بسنة و النسبة اليها يحرّ الى الا ثنين و السبعين؟ فر قةً لا نهم زا ئدو ن على الوا حدة لان رسو ل الله ﷺ قا ل كلهم فى النار ا لا وا حدة و هو ر جل يتثبت بحبل القر آ ن الصريح و الحد يث الصحيح اللهم ثبتنا على دين سيد المر سلين و آ له الطا هر ين و اصحا به الرا شدين و التا بعين المهتدين اجمعين .

(اس حدیث میں برائی ہے رائے شخص کی کہ مقابلہ کرے ساتھ اس کے کلام رسول مقبول ﷺ کو اس واسطے کہ بیشک ہر نبی معصوم ہیں اور غیر انہوں کے معصوم نہیں ہیں اور لینا قول اور فعل انہوں کا رحمت کا ہو یا غضب کا سنت ہے واسطے امت انہوں کے اور قول اور فعل امت کا انہوں کے نہیں سنت واسطے کسی جیسے جنگ صفین جنگ معاویہؓ اور علیؓ کا اور جنگ جمل اور جنگ علیؓ اور عائشہؓ کا اور قتل عثمانؓ کا اور حسینؓ کا اور گالی عباس کے علی کو اور کینہ فاطمہؓ کا ابوبکر صدیقؓ کو اور کینہ عمرؓ کا علیؓ کے ساتھ اور سوائے اس کے بہت قصے ہیں کہ چاہیے بہت سا دفتر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جس نے قتل کیا مومن کو جان بوجھ کر پھر بدلا اس کا جہنم ہے اور فرمایا نبی ﷺ نے قتل کرنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کا کفر ہے اور گالی دینا اس کا فسق ہے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔ اور کینہ زائد تین دن سے بد ہے اور اسی طرح مذاہب اربعہ جیسے حنفیہ شافعیہ و مالکیہ وحنبلیہ اور غیر اس کا جیسے قادریہ اور مجددیہ اور نقش بندیہ اور چشتیہ بد اور بدعت ہے نہیں ہے سنت اور نسبت کرنا اس کی طرف کھینچ لے جاوے گا بہتر مذہب کی طرف اس واسطے کہ یہ سب زائد ہیں ایک پر اس واسطے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب دوزخ میں ہوں گے ایک نہیں اور وہ ایک مرد ہے کہ چنگل مارے ساتھ رسی قرآن صحیح کے اور حدیث صحیح کے۔ اے اللہ ثابت رکھ ہم سبھوں کو دین سید المرسلین پر اور طریقہ اس کے آل طاہرین شرک و بدعت سے اور اصحاب اس کے راشدین توحید اور سنت کی طرف اور تابعین مہتدین سب پر۔

تمام ہوا رسالہ اعتصام السنۃ فی قامع البدعہ

اللباب فی صلوۃ الاحباب

(۱۲۶۷ھ)

(مصنفہ مولانا محمد عبداللہ محمدی مئوی عرف جھاؤ میاں)

نحمد الله الذی جنا به المستطاب و نصلی علی نبیه الذی هو اکرم الانساب (تعریف کرتے ہیں ہم اللہ کی جو درگاہ اس کی پاک ہے اور درود بھیجتے ہیں ہم نبی اللہ پر جو وہ بزرگتر ونکا ہے)۔

اما بعد فعبد الله المحمدی جمع رسالة علی عشرة الابواب و سمّها باللباب فی صلوة الاحباب لینفع بها اصحاب الغبارة و ارباب النهی و الالباب

(اے پھر بعد حمد ونعت کے پس عبداللہ محمدی نے جمع کیا اس نے ایک رسالہ دس باب پر اور نام رکھا اس کا اللباب فی صلوۃ الاحباب تاکہ نفع لیویں ساتھ اس رسالہ کے صاحب نادانی کے اور صاحب عقل کے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباب الاول

فی حکم رفع الیدین

(پہلا باب: حکم رفع یدین میں)

عن ابن عمر انّ رسول الله ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوة ،و اذا کبّر للرّکوع و اذا رفع رأسه من الرّکوع رفعهما کذلك ایضاً .متفق علیه (صحیح بخاری حدیث نمبر ۸۳۵) وفی روایة بهیقی و ابی سلیمان الخطابی فما زالت تلك صلوته ﷺ حتی لقی الله تعالی ۔

(روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ تھے اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے برابر دونوں مونڈھوں اپنے کے جب شروع کرتے نماز اور جب اللہ اکبر کہتے واسطے رکوع کے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔اوراس کا مرتبہ حدیث صحیح سے بڑھ کر ہے ۔اور ایک روایت میں واسطے بہیقی اور سلیمان خطابی کے، پس ہمیشہ رہے اسی طرح کی نماز رسول اللہ ﷺ یہاں تک کہ ملاقات کی حضرت ﷺ نے اللہ تعالی کی ،یعنی وفات فرمائی)۔

قال الناس انّ المجاهد یقول صلیت وراء ابن عمر بضع سنین فلم یرفع یدیه قط الّا فی التکبیرة التحریمة اذ به سقط العمل علی روایته لانّ الراوی یروی حدیثاً ولا یعمل علیه فکیف یعمل علیه احد فهذه القاعدة باطلة لانّ الراوی ان لا یعمل علی روایته لا یبطل العمل علیه و الراوی کان صادقاً و عمل علی روایته او لم یعمل لانّ البخاری یروی عنه ذلك عن نافع انّ ابن عمر کان اذا دخل فی الصلوة کبّر و رفع یدیه و اذا قال سمع الله لمن حمده و اذا قام من الرکعتین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع يد يه و رفع ذا لك ابن عمر الى النبى صلى الله عليه وسلم من هذا ظهر بطلا ن قصّة مجا هدٍ و مو ضو عيتها و لانّ راوى رفع اليدين ليس عبد الله بن عمر فقط بل راويه ابوبكرو عمر و عثمان و على و طلحة و زبير و سعد و سعيد و عبد الرحمن بن عوف و ابو عبيده بن الجراح و ما لك بن الحويرث و زيد بن ثا بت و ابى بن كعب و عبد الله بن مسعود و ابو موسى ا لا شعرى و عبد الله بن عباس و حسن بن على بن ابى طا لب و برا ء بن عاز ب و زياد بن حا رث و سهل بن سعد و ابو سعيد ن الخد رى و ابو قتاده و سلما ن الفارسى و عبد الله بن عمر بن العا ص و عقبة بن عا مر و بريدة و ابو هر يره و عمار بن يا سر و صدى بن عجلا ن و عمير ن الليثى و ابو مسعود ن الا نصا رى و ام المو منين عا ئشه و ابو الدردا ء و عبد الله بن الز بير و انس بن ما لك و وا ئل بن حجر و ابو حميد ن الساعدى و محمد بن مسلمة و جا بر البيا ضى و ابو اسيد و صحا بىّ لم يسمّ اسمه و اعرا بى لم يسمّ اسمه ايضاً ۔

(کہا لوگوں نے بے شک مجاہدؒ کہے، نماز پڑھی میں نے پیچھے حضرت ابن عمرؓ کے کئی برس پس اٹھایا اپنے دونو ں کبھی مگر تکبیر تحریمہ میں اس واسطے کہ بسبب اس کے سا قط ہوا عمل روا یت حضرت ابن عمرؓ پر اس واسطے کہ بے شک راوی روا یت کرے ایک حد یث اور نہ عمل کرے اس حد یث پر پھر کیوں عمل کرے اس پر کوئی ۔ پس یہ قا عدہ با طل ہے اس واسطے کہ بیشک راوی اگر عمل نہ کرے اپنی روا یت پر نہ با طل ہو عمل اس حد یث پر، اور راوی سچا ہے عمل کیا روا یت کیا اپنی پر یا نہ عمل کیا اس وا سطے کہ بے شک بخاری روا یت کرتا ہے حضرت ابن عمرؓ سے روا یت کرتا ہے نافع سے بے شک حضرت ابن عمرؓ تھے جب دا خل ہو تے نماز میں اللہ ا کبر کہتے اور ا ٹھا تے دونوں ہا تھ اپنے اور جب رکوع کر تے ا ٹھا تے دونوں ہا تھ اپنے اور جب کہتے سمع الله لمن حمده اور جب کھڑے ہو تے دو رکعت سے اٹھا تے دونو ں ہا تھ اپنے اور مرفوع کیا اس حد یث کو حضرت ابن عمرؓ نے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ اس حد یث سے ظا ہر ہوا جھوٹ قصہ قول مجاہدؒ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اور بناوٹ اس قصہ کا۔ اور اس واسطے کہ بے شک راوی رفع یدین کے نہیں ہے عبداللہ بن عمرؓ بلکہ راوی رفع یدین کے ہیں حضرت ابوبکرؓ وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ وزبیر وسعد وسعید وعبدالرحمٰن بن عوف وابوعبیدہ بن الجراح و مالک بن الحویرث وزید بن ثابت وابی بن کعب وعبداللہ بن مسعود وابوموسی الاشعری وعبداللہ بن عباس وحسن بن علی بن ابی طالب وبراء بن عازب وزیاد بن حارث وسھل بن سعد وابوسعیدن الخدری وابوقتادہ وسلمان الفارسی وعبداللہ بن عمر بن العاص وعقبۃ بن عامر وبریدۃ وابوہریرہ وعمار بن یاسر وصدی بن عجلان وعمیرن اللیثی وابو مسعودن الانصاری وام المومنین عائشہ وابوالدرداء وعبداللہ بن الزبیر وانس بن مالک ووائل بن حجر وابوحمیدن الساعدی ومحمد بن مسلمۃ وجابر البیاضی وابو اسید اور ایک صحابی نامعلوم الاسم، اور ایک اعرابی نامعلوم الاسم)

ان لم یسمع اسم الصحابۃ فی الحدیث فلا یضعف لانّ اصحاب النبی ﷺ کلھم صادقون فی روایتھم و ان لم یعلم احد اسم الراوی فی وسط سند الحدیث فھو ضعیف اذ لا یعلم احد انہ صادق ام کاذب معتمد علیہ ام لا و فی سفر السعادۃ مرقوم باب رفع الیدین فی ثلاث مواضع افتتاح الصلوۃ و وضع الراس و رفعھا تکبرۃ؟ رواۃ الاحادیث التی حکمھا کحکم المتواتر و ھی اربع مأۃ حدیثٍ و افاعیل الصحابۃ و اقاویلھم ثابت فیہ و العشرۃ المبشرۃ یسوقون لم یزل عمل النبی ﷺ علی ذلك حتی طوی طریق الموت و لم یثبت باب عدم رفع الیدین فی المواضع المذکورۃ قط۔

(اگر نہ معلوم ہوا نام صحابہ کا حدیث میں پس نہ ضعیف ہوگی وہ حدیث اس واسطے کہ بیشک سب اصحاب نبی ﷺ کے سچے ہیں روایت میں اور اگر نہ معلوم کیا کسی نے نام راوی کا درمیان سند حدیث کے پس وہ حدیث ضعیف ہے اس واسطے کہ نجانا کسی نے کہ بے شک وہ راوی سچا ہے یا جھوٹا ہے معتمد علیہ ہے یا نہیں۔ اور سفر السعادت میں لکھا ہے باب رفع الیدین کا تین جگہوں میں شروع نماز میں اور جھکانے سر میں اور اٹھانے سر میں ساتھ بہت راوبین حدیث کے جو حکم اس کا مانند حکم حدیث متواتر کے ہے اور وہ چار سو حدیث میں اور فعلیں صحابہ کی اور قولیں صحابہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رفع یدین میں ثابت ہیں اورعشرہ مبشرہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیشہ رہا عمل نبی ﷺ کا رفع یدین پر یہاں تک کہ وفات فرمائی حضرت نے ۔ اور نہ ثابت ہوا مقدم عدم رفع یدین کا ان جگہوں مذکور میں کبھی)۔

و کتا ب البخاری جمع فیه ا لا خبار و الآ ثار فی رفع الیدین و لکلها اسنا د کثیر و فیه یر وی عن الحسن البصری قا ل کا ن اصحا ب رسو ل الله ﷺ یر فعو ن اید یهم فی الصلوۃ و فی روا یة اذا ر کعوا و اذا رفعوا کانها المراوح و قال عبد الرزاق المحد ث ما رأیت صلوۃً جا معةً من ابن جریج و هو رفع ید یه فی ا لا فتتا ح و الو ضع و الرفع و تعلّم ابن جر یجٍ من عطاءٍ و عطا ء من ابن الز بیر و ابن الز بیر من ابی بکر ؓ الصدیق اخرجه ابن حجر فی تخریج الهدا یه (اور ایک کتاب بخاریؒ کے جمع کیا اس نے اس میں حدیثیں مرفوع اور موقوف رفع یدین کے اور واسطے ہر حدیثوں کے سندیں بہت اور اس کتاب میں روایت کرتا ہے حسن بصری سے کہا تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے اٹھاتے ہاتھوں اپنے کو نماز میں اور ایک روایت میں جب رکوع کرتے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے گویا وہ سب ہاتھ پنکھے ہیں اور کہا عبدالرزاقؒ محدث نے نہیں دیکھا میں نے پوری نماز میں ابن جریجؒ سے اور وہ رفع یدین کرتا شروع نماز میں اور سر جھکانے میں اور سر اٹھانے میں اور سیکھا ابن جریجؒ نے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے ابن زبیرؓ سے اور ابن زبیرؓ نے ابی بکر صدیقؓ سے ۔ روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابن حجرؒ نے تخریج ہدایہ میں)

عن علی بن ابی طا لب قا ل لما نز لت هذه ا لآ یة علی رسو ل الله ﷺ انا اعطینا ك الکو ثر فصل لر بك و انحر قا ل رسول الله ﷺ لجبریل ما هذه النحرة التی امر نی ر بی قال انها لیست بنحرةٍ و لکنه یا مر ك اذا تحرمت للصلوۃ ان تر فع ید یك اذا کبر ت و اذا ر کعت و اذا رفعت را سك من الر کوع فا نها صلو تنا و صلوۃ الملا ئکة الذین فی السما وا ت السبع قا ل النبی ﷺ رفع الا یدی من ا لا ستکا نة قا ل الله تعا لی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ما استكا نوا لر بهم و ما يتضر عون۔ ا خر جه الحا كم فى تفسير انا اعطينا ك الكو ثر فصل لر بك و انحر و صححه على شر ط الشيخين

(روایت ہے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہا جب اتری آیت رسول اللہ ﷺ پر انّا اعطیناك ...الخ، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے واسطے جبریلؑ کے، کیا ہے یہ نحرہ جو حکم کیا مجھے اللہ تعالی نے۔ کہا جبریلؑ نے بیشک نہیں ہے یہ نحرہ لیکن اللہ حکم کرتا ہے تجھے جب کہ تحریمہ باندھے تو واسطے نماز کے یہ کہ اٹھاوے دونوں ہاتھ اپنے جب کہ اللہ اکبر کہے اور جب تو رکوع کرے اور جب سر اٹھاوے تو رکوع سے پس بیشک یہ نماز میری اور نماز ملائکہ کی جو آسمان ساتویں پر ہیں فرمایا نبی ﷺ نے اٹھانا ہاتھوں کا عاجزی سے ہے۔ کہا اللہ تعالی نے: پس عاجزی کیا واسطے رب اپنے کے اور نہ روئے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام حاکمؒ نے تفسیر انا اعطينا ك .. الخ میں مستدرک میں اور صحیح کہا اس حدیث کو شرط بخاری اور مسلم پر)۔

ف۔ رفع یدین کرنا حدیث متفق علیہ میں ثابت ہے اور اس آیت سے بھی ثابت ہوا۔

قال المحد ث الد هلوى فى تنوير العينين فى ا ثبا ت مسئلة رفع اليد ين ثبت رفع اليدين فى موا ضع الا ربعة المذ كورة بروايا تٍ صحيحةٍ ثابتة وآ ثار مر ضيةٍ راجحةٍ و مذ هب حقة صادقةٍ عن النبى ﷺ و عن كبراء الصحا بة و عظما ء العلماء و الفقهاء المجتهد ين بحيث لا يشويها نسخ و لا تعا رض حتى ادّعى بعضهم التوا تر و لا اقل من ان تكو ن مشهورةً كذ لك ثبتت رفع المسجة

(کہا محدث دہلوی محمد اسماعیلؒ نے تنویر العینین میں ثابت ہوا رفع یدین چاروں جگہ مذکورہ میں ساتھ روایات حدیثیں مرفوعہ صحیحہ ثابتہ موقوف اچھی اور مذہبین حق سچے نبی ﷺ اور اکابر صحابہ اور اکابر علماء اور فقہاء مجتہدین سے اس حدیث کہ نہ ملا ان روایتوں کو حدیث ناسخ اور حدیث تعارض کے یہاں تک کہ دعوی کیا بعض نے حدیث متواتر کا اور نہ کم ہوئے یہ روایت مشہور ہونے سے مانند رفع یدین کے ثابت ہوا اٹھانا انگلی کلمہ کا التحیات میں)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال ۔ما هو فى المشكوة فى با ب صفة الصلوة عن عبد الله بن مسعود قا ل الا ا صلى بكم صلوة رسو ل الله ﷺ فصلى و لم ير فع يد يه الّا مر ةً وا حدةً مع تكبيرة ا لا فتتا ح ا خر جه التر مذى و النسا ئى و ابو دا ؤد ۔

(یہ سوال ہے اس چیز کا کہ وہ مشکوۃ میں باب صفت الصلوۃ میں ہے ۔ روایت ہے حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے کہا آیا نماز پڑھاؤں میں ساتھ تمہارے نماز رسول اللہ ﷺ ۔پس نماز پڑھی حضرت عبد اللہؓ بن مسعود ، نہ اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر ایک مرتبہ ساتھ تکبیر افتتاح کے روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ اور امام ابو داؤدؒ نے)۔

جوا به ۔ قا ل التر مذى هذا حديث حسن و قا ل ابو دا ؤد ليس هو بصحيح على هذا المعنى انّ عبد الله بن مسعود ما فعل رفع اليدين فى اهبا ط الها مة و اصعا د ها فمن سلك هذه السكة فسار مسيرة لغوى و الضلا لة فا نه ير وى فيهما و سوى هذه اربع مأة خبرٍ و اثر كا نها متوا تر و من سياق الرواية يبر ز انه راى المبتد عين فى عصره يتكرّرو ن فصاعداً رفع اليدين فى التكبيرة التحريمة فا نكر ذا لك و قا ل لم ير فع يد يه رسو ل الله ﷺ فى التكبيرة ا لاو لى مر تين فصا عداً كذا لك يفعل المبتد عو ن فى زما ننا اليو م ذ لك و ضعفه ابن حبا ن و كذ لك رده على بن عبد المد ينى والا مام احمد و الدار قطنى و هكذا ملك المحد ثين البخارى وغيره قائل بضعفه (جواب ہے سوال کا ، کہا امام ترمذیؒ نے یہ حدیث حسن ہے اور مرتبہ حسن درمیان صحیح اور ضعیف کے ہے ۔ اور کہا امام ابو داؤدؒ نے نہیں یہ حدیث صحیح ان معنوں پر کہ بے شک حضرت عبد اللہؓ بن مسعود نے نہیں کیا رفع یدین جھکانے سر میں اور اٹھانے سر میں پس جو کہ چلا اس گلی کو پس چلا راہ گمراہی کی اس واسطے کہ بیشک حضرت عبد اللہؓ بن مسعود روایت کرتے ہیں جھکانے سر میں اور اٹھانے سر میں اور سوائے اس کے چار سو حدیث مرفوع اور موقوف ہیں گویا کہ وہ حدیثیں متواتر ہیں اور روانگی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشک حضرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہؓ بن مسعود دیکھا بدعتیوں کو زمانہ میں اپنے دو بار رفع یدین کرتے تھے پھر زیادہ دو بار سے رفع یدین کرتے تھے پھر زیادہ دو بار سے تکبیر تحریمہ میں۔ پس انکار کیا حضرت عبد اللہؓ بن مسعود نے اس رفع یدین کرنے کو۔ اور کہا حضرت عبد اللہؓ بن مسعود نے نہیں رفع یدین کیا رسول اللہ ﷺ نے تکبیر پہلی میں دو مرتبہ پھر زیادہ دو مرتبہ سے جیسا کہ کرتے ہیں بدعتی زمانہ میں ہمارے آج کے دن رفع یدین کو تکبیر تحریمہ میں یعنی رافضی۔ اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابن حبانؒ نے اور اسی طرح مردود کہا اس حدیث کو علی بن عبد اللہ المدینیؒ نے اور امام احمدؒ اور دار قطنیؒ اور اسی طرح رئیس المحدثین بخاریؒ اور غیر بخاری کہتے ہیں ساتھ ضعیف اس حدیث کے)۔

عن ابن مسعود قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر لا یرفعون ایدیھم الّا عند الافتتاح قال الامام احمد و ابن تیمیہ و ابن الجوزی بوضعه۔

(روایت ہے حضرت عبد اللہؓ ابن مسعود سے کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نہ اٹھاتے ہاتھوں اپنے کو کوئی مگر نزدیک شروع نماز کے۔ کہا امام احمدؒ اور ابن تیمیہؒ اور ابن جوزیؒ نے ساتھ موضوع ہونے اس حدیث کے)۔

و انّ عبد اللہ بن الزبیر رأی رجلاً یصلی فی المسجد الحرام و رفع یدیه عند الرکوع و عند رفع الراس منه فقال لا تفعل انه امر فعله رسول اللہ ﷺ فی اول الاسلام ثم ترکه و نسخ هذا قول ابن الزبیر فهو لیس بحدیث ولا یوجد له اسناد صحیح فی کتب المحدثین و کذا قول ابن مسعودٍ رفع رسول اللہ ﷺ فرفعنا و ترك فترکنا۔

(اور بے شک حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے دیکھا ایک مرد کو نماز پڑھتا کعبہ میں اور اٹھایا دونوں ہاتھ اپنے نزدیک رکوع کے اور نزدیک سر کے اٹھانے رکوع سے۔ پس کہا مت کر تو بیشک رفع یدین ایک حکم تھا اس کو کیا رسول اللہ ﷺ نے ابتداء اسلام میں پھر چھوڑا اس کو اور منسوخ کی گئی یہ حدیث۔ یہ قول حضرت ابن زبیرؓ کا ہے پس نہیں حدیث اور نہ اس کے لئے کتب محدثین میں صحیح اسناد ہیں۔ اور اسی طرح پر صحیح نہیں یہ قول حضرت ابن مسعودؓ کا کہ رفع یدین کیا رسول اللہ ﷺ نے ہم نے کیا اور چھوڑا آپ نے، ہم نے بھی چھوڑ دیا)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه ثم لا يعود اخرجه ابو داؤد في اسناده راويان شريك ضعفه الترمذي و يزيد بن ابي زياد ضعفه ابن حجر (روایت ہے براءؓ بن عازب سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب شروع کرے کوئی نماز اٹھاوے دونوں ہاتھ اپنے برابر دونوں مونڈھوں اپنے کے پھر رفع یدین کرے۔ پھر نہ کرے۔ اس حدیث کو روایت کیا اس کی اسناد میں دو راوی ہیں ایک شریک جس کو ضعیف کہا امام ترمذیؒ نے دوسرے یزید بن ابی زیاد اس کو ضعیف کہا ابن حجرؒ نے)۔

عن البراء بن عازبٍ قال رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لا يرفعهما حتى انصرف اخرجه ابو داؤد و قال هذا الحديث ليس بصحيح و ضعفه ابن حجر۔ (روایت ہے براءؓ بن عازب سے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے جب شروع کرتے نماز پھر نہ اٹھاتے دونوں ہاتھ یہاں تک کہ پھرتے نماز سے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ضعیف کہا اس حدیث کو ابن حجرؒ نے)

و موا قيف الشيخين و علي و ابي سعيد الخدري و ابي هريره و عبد الله بن عمر و انس بن مالك و غيرهم كلها ضعيف و موضوع في عدم رفع اليدين

(اور حدیثیں موقوف حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابی ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انسؓ بن مالک اور غیر انہوں کے سب ضعیف اور موضوع ہیں عدم رفع یدین میں)

سوال: قال الناس حديث رفع اليدين في وضع الرأس و رفعها بعد نهوضة التشهد منسوخ فانّ ذالك في رواية مسلم مالي اراكم رافعي ايديكم في الصلوة كانها اذناب خيلٍ شمسٍ اسكنوا في الصلوة

(یہ سوال ہے: کہا لوگوں نے حدیث رفع یدین کی جھکاتے سر اور اٹھاتے سر اور بعد اٹھنے تشہد کے منسوخ ہے اس واسطے کہ بیشک یہ حدیث منسوخ ہے روایت مسلم میں ہے کیا ہے واسطے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اٹھانے والے ہاتھوں کو اپنی نماز میں گویا یہ ہاتھ دمیں گھوڑے سرکش کی ہیں ٹھہراؤ تم ان ہاتھوں کو نماز میں)

جوا ب۔ هذه طا ئفة من الحد يث الذی ا خر جه مسلم عن جابر بن سمره قا ل كنا اذا صلينا مع رسو ل الله ﷺ قلنا بايد ينا السلا م عليكم و ر حمة الله و اشار بيده الى الجانبين فقا ل رسو ل الله ﷺ على ما تو مئو ن با يد يكم ما لی ار ی را فعی ايد يكم و فی روا ية ما لی ار ی ايد يكم كا نها ا ذ نا ب خيلٍ شمسٍ اسكنوا فی الصلوة و انما يكفی ا حد كم ان يضع يده على فخذه ثم يسلم على ا خيه من عن يمينه و شما له۔

(یہ ٹکڑا ہے اس حدیث سے کہ روایت کیا اس کو امام مسلمؒ نے روایت ہے جابرؓ بن سمرہ سے کہا تھے جب نماز پڑھتے ہم ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اشارہ کرتے ہم ساتھ ہاتھوں اپنے کے اسلام علیک ورحمۃ اللہ اور اشارہ کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے دونوں طرف پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کس پر اشارہ کرتے ہو تم ساتھ ہاتھ اپنے کے۔ کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں اٹھانے والے ہاتھوں اپنے کو اور ایک روایت میں، کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں ہاتھوں تمہارے کو گویا وہ دمیں ہیں گھوڑے سرکش کی ہیں ٹھہراؤ تم ہاتھوں کو نماز میں اور کفایت کرتا ہے ایک تمہارے کو یہ کہ رکھے ہاتھ اپنا ران پر اپنی پھر سلام کرے بھائی اپنے پر داہنے طرف اپنے سے اور بائیں طرف اپنے سے)۔

قا ل عبد الله بن المبار ك لم يثبت حد يث عبد الله بن مسعود قا ل ا لا ا صلى بكم صلوة رسو ل الله ﷺ الى آخره كذا لك لم يثبت حد يث عد م رفع المسبحة و ما قا ل بعض علما ء ما ورا ء النهر و صا حب ا لكيدا نی من ثبو ت عدم رفع المسبحة كله با طل لا نهم ليسوا بارا كين الحد يث۔

(کہا عبداللہؒ بن مبارک نے نہ ثابت ہوئی حدیث حضرت عبداللہؓ بن مسعود کہا نہ پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ ﷺ کی۔ الخ۔ اسی طرح نہ ثابت ہوئی حدیث نہ انگلی اٹھانے کلمہ کی، اور وہ کہ کہا بعض علمائے ماوراءالنہر اور صاحب کیدانی نے ثبوت نہ اٹھانے انگلی کلمہ کی، سب جھوٹ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس واسطے کہ یہ سب نہ تھے محدثوں سے)۔

اعلم انه خفی علی ابی حنیفه حد یث مر فوع صحیح مسند متفق علیه فی رفع الید ین فی ا لا نتا ج و الر ضع و الر فع و النهوضة من التشهد لاول سوی حد یث ضعیفٍ فی عد م رفع الیدین کذ لك خفی علی عبد الله بن مسعود حا ل رفع الید ین فی الموا ضع ا لار بعة المذ کورة کما قد خفی علیه ا لا خذ بالرکبة و قد خفی علی ما لك بن انس حد یث وضع الید علی الا خری فی الصلوة و قد خفی علی علی حر مة بیع امها ت الاو لا د و علی عمر تطهیر المتیمم من الجنا بة

(جان تو بے شک تحقیق کے پوشیدہ ہوا امام ابو حنیفہؒ پر حدیث مرفوع صحیح مسند متفق علیہ رفع الیدین میں شروع نماز میں اور جھکانے سر اور اٹھانے سر میں اور اٹھنے تشہد اول سے سوائے حدیث ضعیف عدم رفع میں اسی طرح پوشیدہ رہا حضرت عبد اللہؓ بن مسعود پر حال رفع یدین کا چار جگہیں مذکورہ پر جیسا کہ تحقیق کے پوشیدہ ہوا ان پر پکڑ نا زانو کا رکوع میں اور تحقیق کہ پوشیدہ ہوا حضرت مالکؒ بن انس پر حدیث رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نماز میں اور تحقیق کہ پوشیدہ ہوا حضرت علیؓ پر حرام ہونا بیچنا ام ولد کا اور پوشیدہ ہوا حضرت عمر فاروقؓ پر پاک ہونے تیمّم والے کا جنابت سے)۔

جواب اخیر ہے کہ خطا ہو گیا عدم رفع یدین میں حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے جیسا کہ خطا ہو گیا ان سے نماز پڑھنے فجر میں آگے صبح صادق سے اور جس لونڈی سے لڑکا ہو اس کو ام ولد کہتے ہیں اور جو بی بی سے صحبت کر کے نہا وے اسے غسل جنابت کہتے ہیں۔

(رفع الیدین کے باب میں درج ذیل احادیث بھی ملاحظہ فرماویں

عن جا بر بن سمرة :

صلّیت مع رسو ل الله ﷺ فکنّا اذا سلّمنا قلنا با ید ینا ، السلام علیکم ،السلام علیکم ۔ فنظر الینا رسو ل الله ﷺ فقا ل : ما شأنکم۔ تشیرو ن بایدیکم کانّها اذ نا ب خیلٍ شمسٍ۔ اذا سلّم ا حد کم فلیلتفت الی صا حبه و لا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يؤمی بيده ۔صحیح مسلم

عن جا بر بن سمرة :

خر ج علينا رسو ل الله ﷺ فقا ل : ما لی ارا كم را فعی ايد يكم كانّها ا ذ نا ب خيل شمسٍ ۔ اسكنوا فی الصلاة ۔ قا ل ثم خر ج علينا فرآ نا حلقاً ۔ فقا ل : ما لی ارا كم عِزين! قا ل ثم خر ج علينا فقا ل : ا لا تصفّون كما تصفّ الملا ئكة عند ربّها ۔ فقلنا يا رسو ل الله و كيف تصفّ الملا ئكة عند ر بها ۔ قا ل : يتمو ن الصفو ف الاول و يترا صو ن فی الصف ۔صحیح مسلم

عن جا بر بن سمرة : كنّا اذا صلّينا مع رسو ل الله ﷺ قلنا : السلا م عليكم و ر حمة الله ۔ السلا م عليكم و ر حمة الله ، و اشا ر بيده الی الجا نبين ۔ فقا ل رسو ل الله ﷺ : علا م تومئو ن با يديكم كا نّها ا ذ نا ب خيلٍ شمسٍ ۔ انّما يكفی ا حد كم ان يضع يده علی فخذه ثم يسلّم علی ا خيه من علی يمينه و شما له ۔صحیح مسلم

عن جا بر بن سمرة : كنّا اذا صلّينا خلف رسو ل الله ﷺ فسلّم ا حد نا اشار بيده من عن يمينه و من عن يسا ره فلمّا صلّی قا ل ما با ل ا حد كم يومی بيده كا نّها ا ذ نا ب خيل شمس انّما يكفی ا حد كم او ألا يكفی ا حد كم ان يقو ل هكذا و أشا ر بأصبعه يسلم علی ا خيه من عن يمينه و من عن شماله ۔ سنن ابوداؤد

عن جا بر بن سمرة قال :

د خل علينا رسو ل الله ﷺ و الناس را فعوا ايد يهم فی الصلاة ۔

فقا ل : ما لی ارا كم رافعی ايد يكم كا نّها اذ نا ب خيل شمس اسكنوا فی الصلوة ۔ سنن ابوداؤد

عن جا بر بن سمره :

كنا اذا صلينا خلف النبی ﷺ سلمنا با يد ينا قلنا السلا م عليكم السلا م عليكم۔ فقا ل ما با ل اقوا مٍ يسلِّمو ن با يد يهم كا نّها ا ذ نا ب خيل شمس اما يكفی ا حدكم اذا جلس فی الصلوة ان يضع يد ه علی فخذه و يشير با صبعه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و یقول السلام علیکم السلام علیکم ۔ طحاوی ۔شرح معانی الآثار

عن جابر بن سمرة : صلّیت مع رسول الله ﷺ فکنا اذا سلّمنا قلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم قال : فنظر الینا رسول الله ﷺ فقال: ما شأنکم تشیرون بأیدیکم کانها اذناب خیل شمس ۔ اذا سلّم احدکم فلیلتفت الی صاحبه و لا یؤمی بیده ۔سنن نسائی

عن جابر بن سمرة : کنّا نصلّی خلف النبی ﷺ فسلّم بایدینا فقال ما بال هؤلاء یسلّمون بایدیهم کانّها اذناب خیلٍ شمسٍ اما یکفی احدهم ان یضع یده علی فخذه ثم یقول السلام علیکم السلام علیکم ۔سنن نسائی)

الباب الثانی

فی حکم وضع الیدین علی الحیازیم فی الصلوة

(باب دوسرا: حکم رکھنا دونوں ہاتھوں کا سینوں پر)

قال الله تعالی: فصلّ لربّك و انحر

(نماز میں فرمایا اللہ تعالی پھر نماز پڑھ اور سینہ پر ہاتھ رکھ تو)۔

عن علیّ فی تفسیر و انحر وضع یده الیمنی علی وسط ساعده الیسری ثم وضعهما علی صدره فی الصلوة اخرجه السیوطی فی الدر المنثور (روایت ہے حضرت علیؓ سے تفسیر و انحر میں رکھنا ہاتھ داہنا اپنے درمیان پہونچا اپنا بایاں پر پھر رکھنا دونوں ہاتھوں کا سینہ پر اپنے نماز میں ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام سیوطیؒ نے درمنثور میں)

عن وائل بن حجر قال صلّیت مع النبی ﷺ فوضع یده الیمنی علی یده الیسری علی صدره اخرجه ابن خزیمه فی صحیحه و قال المحدث الالٰه بادی هذا حدیث صحیح لا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقة لا حدٍ ان یجر ح و یقد ح فیه لانّ ابن حجر صححه و وثق ر جا له و ثو قاً بلیغاً و یو جب العمل علی کل امیرٍ و فقیرٍ
روایت ہے حضرت وائلؓ بن حجر سے، کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی ﷺ کے۔ پھر رکھا ہاتھ اپنا داہنا اپنے بائیں ہاتھ پر سینہ پر اپنے روایت کیا۔ اس حدیث کو ابن خزیمہؒ نے صحیح میں اپنی اور کہا محدث الہ آبادی یعنی حاجی محمد فاخرؒ یہ حدیث صحیح ہے نہیں طاقت واسطے کسی کے یہ طنز وطعن کرے اس میں اس واسطے کہ بے شک حافظ ابن حجرؒ نے صحیح کہا اس حدیث کو اور توثیق کیا رجال سند اس حدیث کی توثیق بہت اور واجب کیا اس حدیث پر عمل کو ہر امیر وفقیر پر)۔

و عنه قا ل حضرت رسو ل الله ﷺ نهض الی المسجد ثم وضع یمینه رلی یسا ره علی صدره ا خر جه البهیقی فی سننه و ایضاً ا خر جه ابو الشیخ فی سننه عن انس عن النبی ﷺ مثله و ذکره النو وی و غیر وا حد من العلماء
(روایت ہے حضرت وائلؓ بن حجر سے، کہا حاضر ہوا میں رسول اللہ ﷺ کو گئے حضرت مسجد کی طرف پھر رکھا ہاتھ دایاں اپنا بائیں ہاتھ پر اپنے پر سینہ اپنے پر روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے سنن میں اپنی اور بھی روایت کیا اس حدیث کو ابو شیخ نے سنن میں اپنی میں حضرت انسؓ سے وہ نبی ﷺ سے مانند اس کے اور ذکر کیا اس حدیث کو امام نوویؒ نے اور بہت علماء نے اس کو)۔

و عن طا ؤس قا ل کا ن رسو ل الله ﷺ یضع یده الیمنی علی یده الیسری علی صدره فی الصلوة ا خر جه ابو دا ؤد فی المرا سیل (روایت ہے طاؤسؒ سے، کہا: تھے رسول اللہ ﷺ رکھتے ہاتھ داہنا اپنا بائیں ہاتھ اپنے پر سینہ اپنے پر نماز میں۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں)

ف ۔ المر سل الذی قا له التا بعی قا ل رسو ل الله ﷺ ، او فعل رسو ل الله ﷺ و لم یذ کر اسم شیخه فا لطا ؤس تابعی و ابن عباس شیخه (مرسل جو کہے اس کو تابعی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور نہ ذکر کیا نام اپنے استاد کا۔ پھر طاؤسؒ تابعی ہے اور ابن عباسؓ، استاد طاؤسؒ کا۔

(اس باب میں درج ذیل احادیث بھی ملاحظہ فرماویں

عن طا ؤس بن کیسا ن : کان رسو ل الله ﷺ یضع یده الیمنی علی یده

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیسری ثم یشدّ بھما علی صدرہ و ھو فی الصلاۃ۔ ابو داؤد، او ردہ فی المراسیل

عن طا ؤس بن کیسا ن : کا ن رسو ل اللہ ﷺ یضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری ثم یشدّ بینھما علی صدرہ و ھو فی الصلاۃ۔ *سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۷۵۹*

حد ثنا محمد بن قدا مۃ بن اعین عن ابی بدرٍ، عن طا لو ت عبد السلا م ، عن ابن جر یر الضبیّ،عن ابیہ قا ل : ر أیت علیّاً علیہ السلا م، یمسِك شما لہ بیمینہ علی الرسغ فو ق السّرّۃ۔

قا ل ابو دا ؤد: روی عن ابی ھر یرۃ و لیس بالقوی *سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۷۵۷*

حد ثنا مسدد ؛ حد ثنا عبد الر حمن بن زیا د عن عبد الر حمن بن اسحاق الکو فی، عن سیار ابی الحکم ، عن ابی وا ئل قا ل : قا ل ابو ھر یرۃ ؛ ا خذ الاکف علی ا لا کفّ فی الصلوۃ تحت السّرۃ

قا ل ابو داؤد : سمعت ا حمد بن حنبل یضعف عبد الر حمن بن اسحاق الکوفی ۔ *سنن ابوداؤد حدیث نمبر* ۸۵۸

حد ثنا ابو تو بۃ : حد ثنا الھیثم یعنی ابن حمید ، عن ثورٍ ، عن سلیما ن بن موسی ، عن طا ؤس قا ل:

کا ن رسو ل اللہ ﷺ یضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری ثم یشدّ بینھما علی صدرہ ، و ھو فی الصلاۃ ۔ *سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۷۵۹*

عن وا ئل بن حجر ؛ صلیت مع النبیّ فو ضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ ۔ تحفۃ المحتا ج الی ادلۃ المنھا ج ۔لا بن ملقن ۔ طبع مکہ ۱٤۰٦ھ۔ حکم المحد ث: صحیح او حسن

عن طاؤس بن کیسا ن : کا ن رسو ل اللہ ﷺ یضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری ثم یشدّ بھما علی صدرہ و ھو فی الصلاۃ ۔ نیل ا لاو طار للشو کا نی۔ حکم المحد ث :مر سل

عن وا ئل بن حجر : صلیت مع رسو ل اللہ ﷺ فو ضع یدہ الیمنی علی الیسری علی صدرہ ۔ عو ن المعبو د لشمس الحق العظیم آ با دی ۔ ۲۔۲٦۵۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع بیروت ۱۴۲۱ھ ۔ حکم المحدث : لا شیء فی الباب اصح من حدیث وائل المذکور (ھذا)

عن وائل بن حجر : و ضعھما (یعنی : الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ) علی صدرہ ۔ ، مجموع فتاوی ابن باز،۱۱۔۱۳۳۔طبع تاسع عشرۃ ۔ حکم المحدث : صحیح)

سوال : عن ابی جحیفہ انّ علیاً قال السنۃ و ضع الکف علی الکف فی الصلوۃ و وضعھما تحت السرۃ اخرجہ رزین ھکذا فی تیسیر الوصول و قد وجِد فی بعض نسخ ابی داؤد ایضاً و لا بن ابی شیبہ بھذا اللفظ من سنۃ الصلوۃ و ضع الا یدی تحت السرۃ (سوال ۔ روایت ہے ابی جحیفہ سے بے شک حضرت علیؓ نے کہا سنت ہے رکھنا کف کا کف پر نماز میں اور رکھنا دونوں کا کف کا نیچے ناف کے ۔ روایت کیا اس حدیث کو رزین نے اسی طرح تیسیر الوصول میں اور تحقیق پایا گیا بعض نسخے ابی داؤدؒ میں بھی اور واسطے ابن ابی شیبہؒ کے ساتھ اس لفظ کے، سنت نماز سے ہے رکھنا ہاتھوں کا نیچے ناف کے)

جواب: فی تخریج الھدایۃ ھذا القول ضعیف باتفاق المحدثین لانّ فی سندہ ابا شبعۃ عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی و ھو ضعیف سوی ھذا ان تدبرت حق التدبیر فلا تجد ذلك خلاف الاول بل ھو لتقویتہ لانّ علیاً اذا فسّر تفسیر و انحر ثم رای مبتدعاً یضع یدیہ تحت السرۃ فقال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ و و ضعھما تحت السرۃ کذلك قال رسول اللہ الصحابی لبس ثوباً مصفراً امر تکھا امك ھذا لفظ غضب و لا حکمٍ و ھمزۃً الا ستفھام مقدر فی الموضعین و تقدیر ھمزاً الا ستغفام مستعمل کثیر فی کلام العرب و شبھۃ فی کلام اللہ: کلوا و تمتعوا قلیلاً انکم مجرمون(مرسلات:٤٦) قال ابن الھمام حدیث فوق السرۃ و تحت السرۃ و لیس صحیح

(یہ جواب ہے سوال کا ۔ تخریج ہدایہ میں یہ قول ضعیف ہے ساتھ اتفاق محدثوں کے اس واسطے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بیشک سند اس حدیث میں ابو شیبہ عبد الرحمٰن بن اسحاق واسطے ہے اور وہ ضعیف ہے سوائے اس بات کے اگر فکر کرے تو حق فکر کرنے کا پس نہ پاوے گا اس قول کو خلاف قول اول کے بلکہ یہ قول واسطے تقویت قول اول کے ہے اس واسطے کہ بے شک حضرت علیؓ نے جب تفسیر کیا تفسیر و انحر کی پھر دیکھا کسی بدعتی کو رکھے دونوں ہاتھ اپنے نیچے ناف کے کے پھر کہا سنت ہے رکھنا ان کا کف پر اور رکھنا دونوں کا نیچے ناف کے، جیسا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے واسطے ایک صحابی کے پہنا کپڑا سو ہا کیا تجھ کو کپڑا سو ہے کا ماں تیری نے یہ لفظ غضب کا ہے اور نہ حکم کا اور ہمزہ استفہام کا مستعمل بہت کلام عرب میں اور مانند اس کے کلام اللہ میں ہے، کھاؤ تم فائدہ تھوڑا بیشک تم گنہگار رہو۔ کہا کمال الدین بن ہمامؒ نے حدیث ناف کی اوپر کی ناف کے نیچے کی صحیح نہیں ہے)

(اس باب میں یہ احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں:

عن علیؓ قال : السنة و ضع الکف علی الکفّ فی الصلاۃ تحت السّرۃ ۔ سنن ابو داؤد

عن ابی ھریرۃ قال : اخذ الاکفّ علی الاکفّ فی الصلوۃ تحت السرّہ۔ سنن ابی داؤد ۔
حکم المحدث :فیه عبد الرحمن بن اسحاق الکو فی سمعت احمد یضعفه

عن علی قال : انّ من السنة فی الصلاۃ و ضع الکفّ علی الکفّ تحت السرّۃ ۔ سنن الکبری للبھیقی ۔ حکم المحدث : فی اسنادہ ضعف ۔

عن علیّ انه کان یقول : انّ من السنة الصلاۃ و ضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ ۔ سنن الکبری للبیھقی ۔ حکم المحدث :فیه عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی جرحه احمد بن حنبل و یحی بن معین و البخاری و غیرھم

السنة و ضع الکفّ علی الکفّ تحت السرۃ ۔ الوھم و الایھام لابن قطان ۔ حکم المحدث: ضعیف

عن علی بن ابی طالب انه قال : من السنة فی الصلاۃ و ضع الاکفّ علی الاکفّ تحت السرۃ ۔ النووی شرح مسلم ۔ حکم المحدث :متفق علی تضعیفه

انّ من السنة فی الصلاۃ و ضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ ۔ تھذیب الکمال للمزی ۔
حکم المحدث : فیه زیاد بن زید السوائی قال ابو حاتم مجھول

عن علیؓ ، انه و ضعھما ای ایدیه تحت السرۃ ۔ فتح الباری لابن حجر ۔حکم المحدث :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسنا دہ ضعیف

انّ علیاً قا ل : السنة و ضع الکف علی الکف فی الصلا ۃ تحت السرّۃ ۔ التلخیص الحبیر لا بن حجر العسقلا نی ۔حکم المحد ث : فیہ عبد الر حمن بن اسحاق الواسطی ، و ھو متروک و ا ختلف علیہ فیہ مع ذ لک

عن علیّ قا ل : السنة و ضع الکف علی الکف تحت السرۃ ۔ الدرا یة فی تخریج ا حا دیث الھدا یة طبع ۱٤۱۳ھ، لا بن حجر العسقلا نی ۔حکم المحد ث : اسنا دہ ضعیف

عن علی انہ قا ل : ان من السنة و ضع الکف علی الکف تحت السرۃ ۔ عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخا ری ۔ طبع ۱٤۲۱ھ بیرو ت ۔ للعینی ۔ حکم المحد ث : ھذا قو ل علی بن ابی طا لب و اسنا دہ الی النبی ﷺ غیر صحیح

اخذ الا کف علی ا لا کفّ تحت السرۃ ۔ نیل ا لا و طار لا ما م الشو کا نی۔ حکم المحد ث :فی اسنا دہ عبد الر حمن بن اسحاق ضعفہ ا حمد و قا ل البخاری فیہ نظر

عن وا ئل بن حجر : و ضع رسو ل اللہ ﷺ یمینہ علی شما لہ فی الصلاۃ تحت السرۃ ۔ عو ن المعبود لشمس الحق العظیم آ با دی۔ حکم المحد ث :زیادۃ تحت السرۃ فی ھذا الحد یث (لا تصح)

قا ل ابو ھر یرہ: ا خذ ا لا کف علی الا کف فی الصلوۃ تحت السرۃ ۔ عو ن المعبود لشمس الحق العظیم آ با دی ۔ حکم المحد ث : فی اسنا دہ عبد الر حمن بن اسحاق و قد عرفت حا لہ فلا یصح ا لا حتجا ج بہ

قال ابو ھر یرۃ :ا خذ ا لا کف علی الا کف فی الصلوۃ تحت السرۃ ۔ تحفة ا لا حو ذی لعبد الر حمن المبار ک فوری ۔ حکم المحد ث :فی اسنا دہ عبد الر حمن بن اسحاق الواسطی فھذا الحدیث لا یصلح للا حتجا ج و لا للا ستشھا د و لا للا عتبار

عن وا ئل بن حجر : ر أیت النبی ﷺ و ضع یمینہ علی شما لہ فی الصلوۃ زا د لفظ تحت السرہ ۔ تحفة الا حو ذی للمبا ر کفوری۔حکم المحد ث : و ان کا ن اسنا دہ جید لکن فی ثبو ت زیا دۃ تحت السرۃ فیہ نظراً قو یاً

ا لا ثر المر وی عن علیّ فی و ضع الیدین تحت السرۃ فی الصلا ۃ ۔ مجموع فتا وی ابن عثیمین ۱۳۔۹۷ طبع ۱٤۱۹ھ۔ حکم المحد ث : ضعیف)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباب الثالث

فی حکم التعوذ جهراً و سراً

(باب تیسرا: حکم کہنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں بلند اور پوشیدہ آواز سے)

قال اللہ تعالی:

و اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

ما امر اللہ فی التعوذ بجھرٍ و لا بسرٍّ و عدم امرہ دلیل علی ان التعوذ تابع للقرآن ان تجھر الصلوۃ فتجھرھا و ان تسرّ الصلوۃ فتسرّھا کذالک یروی الشافعی فی مسندہ انّ ابا ھریرۃ جھر التعوذ فی الصلوۃ و یروی ابو داؤد و النسائی فی سننھما قال ابو ھریرہ جھرت کما جھر النبی ﷺ و اسررت کما اسرّ النبی ﷺ۔

(کہا اللہ تعالی نے اور جب پڑھے تو قرآن پھر پناہ مانگ تو اللہ تعالی کے ساتھ شیطان راندے ہوئے سے۔ نہ حکم کیا اللہ تعالی نے اعوذ باللہ کہنے میں ساتھ بلند اور پست کے اور نہ حکم کرنا اس کا دلیل ہے اس بات پر کہ بیشک اعوذ باللہ کہنا تابع ہے واسطے قرآن کے اگر بلند کرے تو نماز کو پھر بلند کر تو اعوذ باللہ کو اور اگر پوشیدہ پڑھے تو نماز کو پھر پوشیدہ کرے تو اعوذ باللہ کو۔ اسی طرح روایت کرتا ہے امام شافعیؒ مسند میں اپنی بیشک حضرت ابو ہریرہؓ بلند کیا اعوذ کو نماز میں روایت کرتا ہے ابوداؤد اور نسائی سنن میں اپنی کہا ابو ہریرہؓ نے بلند کیا میں نے جیسا کہ بلند کیا نبی ﷺ نے اور پوشیدہ کیا میں نے جیسا کہ پوشیدہ کیا نبی ﷺ نے)

عِلم من ذلک اجھار التعوذ فی الصلوۃ و اسرارھا فیھا من النبی ﷺ۔ (جانا گیا اس حدیث سے بلند کہنا اعوذ باللہ کا نماز میں اور پوشیدہ کہنا اس کا نماز میں نبی ﷺ سے ہے)۔

و یقرأ رسول اللہ ﷺ التعوذ بانواع شتی و یرویہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الترمذی و ابو دا ؤد عن ابی سعید ن الخد ری قا ل یقو ل رسو ل اللہ ﷺ بعد التکبیر اعو ذ با للہ السمیع العلیم من الشیطا ن الر جیم من ھمزہ و نفخہ و نفثہ
(اور پڑھتے رسول اللہ ﷺ اعو ذ با للہ کوئی طرح پر اور روایت کرتا ہے اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام ابو داؤدؒ، حضرت ابو سعید خدریؓ سے کہا فرماتے رسول اللہ بعد اللہ اکبر کے اعو ذ با للہ ....آخر تک)۔

عن ابی ھر یرہ قا ل کنت مع النبی ﷺ فی المسجد اذ د خل ر جل یصلی فا فتح الصلوۃ فتعوذ ثم قا ل ا لحمد للہ ر ب العالمین فسمع النبی ﷺ فقا ل لہ یا ر جل قطعت علی نفسک الصلوۃ اما علمت انّ بسم اللہ الر حمیم من الحمد للہ فمن ترکھا فقد تر ک آ یۃ و من تر ک آ یۃ افسد علیہ صلوتہ اخرجہ الثعلبی (روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا تھا میں ساتھ نبی ﷺ کے مسجد میں ناگہاں آیا ایک مرد تاکہ نماز پڑھے پھر شروع کیا نماز۔ پھر اعو ذ با للہ کہا۔ پھر کہا ا لحمد للہ رب العالمین۔ پھر سنا نبی ﷺ نے پھر فرمایا واسطے اس کے اے مرد کاٹا تو نے ذات اپنی پر نماز کو آیا نہیں جانا تو نے کہ بے شک بسم اللہ .. الحمد سے ہے پھر جس نے چھوڑا بسم اللہ ..کو بے شک چھوڑا اس نے آیت فاسد کیا اپنے پر نماز اپنی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو ثعلبی نے)

ف ۔ نھض النبی ﷺ من التشھد ا لاول ثم سجد سجد تین سھواً ثم سلّم ۔(اٹھے نبی ﷺ تشہد اول سے اور نہ بیٹھے پھر سجدہ کیا دو سجدہ سہو کا پھر سلام پھیرا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے)۔

و سلم النبی ﷺ فی صلوۃ الظھر او العصر فی الر کعتین تحا در و تذ کر فا تمّ ثم سجد سجد تین بعد السلا م و کبر فی السجد تین و بعد السجدۃ سلم (اور سلام پھیرا نبی ﷺ نے نماز ظہر میں یا عصر میں دو رکعت کے درمیان میں نہیں کلام کیا اور یاد آئی نماز پھر پوری کی نماز پھر سجدہ کیا دو سجدہ پیچھے سلام اور اللہ اکبر کہا دونوں سجدوں میں اور پیچھے سجدہ کے سلام پھیرا دوبارہ)۔

و صل النبی ﷺ فی یو مٍ و انصر ف عن الصلوۃ و بقیت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعة اذ خر ج من المسجد عقبه طلحه بن عبد الله و قا ل یا رسو ل الله ﷺ نسیت ر کعةٍ ر جع المسجد و امر بلا لاً حتی اقا م و قضی ر کعة و سلّم و انصرف (اور نماز پڑھی نبی ﷺ نے ایک دن اور پھرے نماز سے اور باقی رہی ایک رکعت نماز سے ناگہاں نکلے مسجد سے پیچھے گئے حضرت ﷺ کے حضرت طلحہؓ بن عبداللہ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ بھلایا آپ نے ایک رکعت۔ پھرے حضرت ﷺ مسجد کی طرف اور فرمایا بلال کو یہاں تک کہ تکبیر کہا بلال نے اور ادا کیا حضرت ﷺ نے ایک رکعت باقی کو اور سلام پھیرا اور پھرے نماز سے)

و صلّی النبی صلوة الظهر و زاد رکعةً ثم سجد سجد تین ثم سلّم و اقتصر علیهما (اور نماز پڑھی نبی ﷺ نے نماز ظہر کی اور زیادہ کیا ایک رکعت پھر سجدہ کیا دو سجدہ پھر سلام پھیرا اور اختصار کیا حضرت ﷺ نے دونوں سجدے پر)۔

و صلّی النبی ﷺ العصر ثلا ث ر کعا ت و ذ هب الی البیت عقبه الصحا بة و اعلموا ر جع الی المسجد و رکع ر کعةً و سلم و بعد السلا م سجد سجد تین و کر ر السلا م ۔
(اور نماز پڑھی نبی ﷺ نے عصر کی تین رکعت اور گئے گھر کی طرف پیچھے گئے حضرت ﷺ کے صحابہ اور اطلاع کی حضرت ﷺ کو پھرے حضرت ﷺ مسجد کی طرف اور ایک رکعت ادا کیا اور سلام پھیرا اور بعد سلام کے دو سجدہ کیا اور دوبارہ سلام کیا)۔

اعلم انّ النبی ﷺ سهی هذه الموا ضع الخمسة المذ کورة من الحد یث فی عمر ه الکا مل و لم یثبت غیر ذلك قا ل ا لا ما م احمد لا یسجد ا حد ا لّا فی هذه الموا ضع الخمسة المذ کورة و من هذه ا لا حا دیث المذ کورة لا یکو ن سجدة السهو علی من تر ك البسمله و غیر ها
(جان تو کہ بے شک نبی ﷺ نے سہو کیا ان پانچ جگہوں ذکر کی گئی حدیث سے تمام عمر اپنی میں ۔ اور نہ ثابت ہوا سوا اس کے ۔ کہا امام احمدؒ نے نہ سجدہ کرے مگر ان پانچ جگہوں مذکورہ میں اور ان حدیثوں پانچ ذکر کی گئی ہے نہیں ہوتا سجدہ سہو کا اوپر اس شخص کے کہ چھوڑا بسم اللہ کو)۔

علِم انّ التعوذ بالصلوة الجهری سنة لانّ الر جل عوّذ با لجهر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و سمعه النبی ﷺ و لم یمنعه هذا سنة تقریرٍ و فهِم ایضاً من ذلك فی الصلوة الجهری من ام الکتا ب قر ئة البسملة بالجهر و التعوذ فی الر کعة ا لا ولی سنة و فی البا قیة قیاس

(جانا گیا اس حدیث سے کہ بے شک اعوذ ساتھ بلند قرأت کے سنت ہے اس واسطے کہ بے شک مرد نے اعوذ کہا ساتھ بلند آواز کے اور سنا اس کو نبی ﷺ نے اور نہ منع کیا۔ اس حدیث کو سنت تقریر کہتے ہیں۔ اور سمجھا گیا یہ بھی اس حدیث سے نماز بلند میں الحمد کے ساتھ پڑھنا بسم اللہ ساتھ بلندی کے اور اعوذ با لله کہنا پہلے رکعت میں سنت ہے اور باقی رکعتوں میں اعوذ با لله کہنا قیاس ہے)۔

البا ب الرا بع

فی حکم البسملة مع الفا تحه

(چوتھا باب: حکم بسم اللہ کہنے میں الحمد کے ساتھ)

عن نعیم المجمر قا ل صلیت وراء ابی هریرةفقرأ ببسم الله الر حمن الر حیم ثم بامّ القر آ ن حتی اذا بلغ و لا الضا لین قال آ مین و یقو ل کلما سجد و اذا قا م من الجلو س الله اکبر ثم یقو ل اذا سلم و الذی نفسی بیده انی لا شبهکم صلوة برسو ل الله ﷺ ا خر جه النسا ئی و ابن خز یمه۔

(روایت ہے نعیم مجمرؒ سے کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے حضرت ابی ہریرہؓ کے۔ پھر پڑھا ساتھ بسم الله .. کے پھر ساتھ الحمد کے یہاں تک کہ جب پہونچا و لا الضا لین کو کہا آمین اور ع کہتا جب سجدہ کرتا اور جب کھڑا ہوتا جلوس سے اللہ اکبر پھر کہتا جب سلام پھیرتا قسم اس کی کہ جان میری اس کے قبضہ میں ہے البتہ مشابہ تر میں تم کو از روئے نماز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی اور امام ابن خزیمہ نے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی ھر یرہ قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ اذا قر أ تم الفا تحۃ فا قرؤا بسم اللہ الر حمن الر حیم فا نھا ا حدی آ یا تھا اخرجہ الدار قطنی و صححہ قا ل فا قر ء بسم اللہ الر حمن الر حیم و ما قا ل اقر ء با لجھر او السرّ فبسم اللہ تا بع للسورۃ الجھری و السری و ان یکن علی نوع وا حدٍ فقا ل ذا لک ھذا و جمع الحا کم فی کتا بہ قرء ۃ البسملۃ الجھری فی الصلوۃ الجھری و تسعۃ عشر حد یثاً فی الدر المنثور ۔

(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب پڑھو تم الحمد للہ پڑھو تم بسم اللہ ...۔ پھر بے شک بسم اللہ ..ایک آیت الحمد کی ہے روایت کیا اس حدیث کو امام دار قطنیؒ نے اور صحیح کہا اس کو فرمایا پھر پڑھو تم بسم اللہ کو اور نہ فرمایا پڑھ تو ساتھ بلندی کے اور پستی کے۔ پھر بسم اللہ تابع ہے واسطے بلند اور پست کے اور اگر ہوتا بسم اللہ ایک طرح پر پھر فرماتے یہ اس طرح پر ہے۔ اور جمع کیا حاکم نے اپنی کتاب میں پڑھنا بسم اللہ جہری کا نماز جہری میں اور انیس حدیث درمنثور میں ہے)۔

البا ب الخا مس

فی قر أۃ الفا تحۃ خلف ا لا ما م

(پانچواں باب: پڑھنے الحمد میں پیچھے امام کے)

عن عبادۃ بن الصا مت قا ل قا ل رسو ل اللہ لا صلوۃ لمن یقرأ بام القرآن متفق علیہ (صحیح بخاری حد یث نمبر٧٥٦)

و زا د احمد ابو دا ؤد و التر مذی و ابن حبا ن لعلکم تقرء ون خلف اما مکم قلنا نعم قال لا تفعلوا ا لّا بفا تحۃ الکتا ب فا نہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بھا و فی روا یۃ لا بی دا ؤد فلا تقرؤا بشیء من القر آ ن اذا جھر ت ا لا با م القر آ ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ایضاً فی روا یة ابن حبا ن و لیقرء ا حد کم بفا تحة الکتا ب فی نفسه

(روایت ہے حضرت عبادہؓ بن صامت سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں نماز ہوتی واسطے اس کے کہ نہ پڑھا الحمد کو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اور زیادہ کیا امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ اور امام ابن حبانؒ نے شائد کہ پڑھتے ہو تم پیچھے امام کے اپنے کے۔ کہا ہم نے ہاں، فرمایا مت پڑھو تم کچھ مگر الحمد کو اس واسطے کہ بے شک نہیں ہوتی نماز اس کی کہ نہ پڑھا الحمد۔

اور ایک روایت میں ہے واسطے ابوداؤد کے پھر مت پڑھو تم کچھ قرآن سے جب بلند پڑھوں میں مگر الحمد کو اور یہی روایت ابن حبان میں ہے اور چاہیے کہ پڑھے ایک تمہارا الحمد کو جی میں)۔

(من قرأ خلف ا لا ما م فلیقرأ بفا تحة الکتا ب ۔ راوی عبادة بن ا لصا مت ۔ علی بن ابی بکر الهیثمی، مجمع الزوا ئد و منبع الفوا ئد ، مو سسة المعارف ۱٤۰٦ھ ، ۲۔۱۱٤ ۔حکم المحد ث: ر جا له مو ثقو ن)

سوال:ما جوا ب هذا الحد یث : عن جا بر قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ من کا ن له اما م فقرأة الا ما م له قرأة ۔ اخر جه ابن ما جه ۔(سوال ہے کہ کیا جواب ہے اس حدیث کا: روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کہ ہو واسطے اس کے امام پھر پڑھنا امام کا واسطے اس کے پڑھنا ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے)

جوا بہ: قا ل الحا فظ ابن حجر فی تخریج الهدا یة قا ل ابو حنیفه فی سنده جا بر ن الجعفی ما ر أ یت ا حداً اکذ ب منه۔

(یہ جواب ہے سوال کا۔ کہا حافظ ابن حجرؒ نے تخریج الہدایۃ میں کہا امام ابوحنیفہؒ نے سند اس حدیث میں جابر جعفی ہے نہیں دیکھا میں نے کسی کو جھوٹا بڑا اس سے)

(اس باب میں درج ذیل روایات بھی ملاحظہ فرمائیں:

من کا ن له اما م فقرأة ا لا ما م له قر أة ۔ لم یثبت عند اهل العلم لارسا له و انقطاعه ۔ البخاری ، خیر الکلام فی القرأة خلف ا لا ما م طبع مد ینه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٤٠٥ھ ...

حکمم المحد ث :من کا ن له اما م ... لم یثبت لا نه اما مر سل و اما ضعیف ۔
الدرا یة فی تخریج ا حا دیث الهدا یه، لابن حجر ، مکتبه الفیصلیه ١٤١٣ھ
من کا ن له اما م ...حکم المحد ث : فیه اسما عیل بن عبد الله ابو یحی قا ل
ابو حا تم متروك الحد یث ، ، الجر ح و التعدیل لا بن ابی حا تم ۔ بیرو ت
١٢٧١ھ

من کا ن له امام ... راوی انس بن ما لك ۔ محمد ابن حبا ن البستی ،
المجروحین من المحد ثین ، دار الصمیعی ١٤٢٠ھ ۔ ، حکم المحد ث:فیه
غنیم بن سا لم یروی عن انس بن ما لك العجا ئب لا یعجبنی الروا یة عنه
فکیف ا لا حتجاج به ۔

صلی ر جل خلف النبی ﷺ فجعل یقرأ و ر جل ینها ه ۔ الحد یث ۔ فقا ل
النبی ﷺ من کا ن له اما م فقرأته له قر أة ۔ راوی جا بر بن عبد الله ۔
الکامل فی ضعفاء عبد الله بن ا حمد بن عدی ۔ ٣۔١١٠ ،۔ ١٤١٨ھ ، حکم
المحد ث :لم یوصله فزاد فی اسنا ده جا بر غیر الحسن بن عماره
من کا ن له اما م ... راوی : ابو سعید الخدری ۔ الکا مل فی ضعفا ء الر جا ل ،
عبد الله بن ا حمد بن عدی ۔ ١۔٥٢٤۔ دار الکتب العلمیه ١٤١٨ھ ۔ حکم
المحد ث :لا یتا بع اسما عیل بن عمرو ا حد علیه و هو ضعیف
من کا ن له اما م ...، راوی جا بر بن عبد الله ، حکم المحد ث :لم یسنده عن
موسی بن ابی عا ئشة غیر ابی حنیفه و الحسن بن عمارة و هما ضعیفا ن۔
سنن الدار قطنی ، علی بن عمر الدار قطنی ١۔٦٦٩ ، دار المعرفة ، ١٤٢٢ھ
من کا ن له امام ... راوی عبد الله بن عمر ،۔ سنن دار القطنی ، ١۔٦٧٢ ۔
حکم المحد ث :فیه محمد بن الفضل مترو ك
من کا ن له اما م .. راوی ابو هر یره ،سنن دا ر قطنی ۔ ١۔٦٨٤۔ حکم
المحدث : فیه ابو یحی التیمی و محمد بن عباد ضعیفا ن ۔
من کا ن له امام ... راوی جا بر عبد الله ، ۔ سنن دار قطنی ١۔٦٨٠۔ حکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحد ث : فیہ جا بر و لیث ضعیفا ن

من کا ن لہ اما م .. علی بن ا حمدبن حز م، المحلی با لآ ثار ، دار الجیل۔

۳۔۲۴۲ ۔ حکم المحد ث : سا قط

من کا ن لہ اما م ... راوی جا بر بن عبد اللہ ۔ السنن الکبری للبیھقی

۲۔۱۶۰۔ حکم المحد ث :فیہ جا بر الجعفی و لیث بن ابی سلیم لا یحتج بھما ۔

و کل من تابعھما علی ذلك ا ضعف منھما ، او من ا حد ھما ۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کا ن لہ اما م ... راوی عبد اللہ بن عمر ۔ سنن الکبری،

احمد بن الحسین البیھقی ۲۔۱۶۱۔ ، دار المعرفۃ ۱۴۱۳ھ ۔ حکم المحد ث

:مرفوع و ھو غلط منکر (و فیہ) خا ر جۃ لا یحتج بہ

من کا ن لہ اما م ..راوی عبد اللہ بن شداد ، عون المعبود شر ح سنن ابی

داؤد شمس الحق العظیم آ با دی ۳۔۳۶ بیرو ت ۱۴۲۱ھ۔ حکم المحد ث

:ضعیف

من کا ن لہ اما م ، راوی جا بر بن عبد اللہ ، مجموع فتاوی و مقا لا ت

متنوعہ، عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ۔طبع التاسعہ عشرۃ ، دار القاسم

الر یا ض ۔ ۱۱۔۲۱۸۔ حکم المحد ث : ضعیف

من کا ن لہ امام... ، راوی ، جا بر بن عبد اللہ ، اروا ء الغلیل فی تخر یج

احادیث منار السبیل ، محمد نا صر الدین الالبا نی، المکتب ا لاسلا می

بیروت ۱۳۹۹ھ ، ۲۔۲۶۸ ۔ حکم المحد ث :فیہ جا بر الجعفی ضعیف جداً

من کا ن لہ اما م .. راوی ابو ھریرہ ۔ مجموع فتاوی و رسا ئل ، محمد بن

صا لح بن عثیمین، دار الثر یا ۔ ۱۴۱۹ھ ،۳۱۰۔۱۲۲۔ حکم المحد ث : لا یصح)

سوال: ما جوا ب ھذا الحد یث عن انس قا ل قا ل رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قر أ خلف ا لا ما م ملیء فوہ نا راً ا خر جہ ابن حبا ن فی الضعفاء (یہ سوال ہے کیا ہے جواب اس کا ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا فر ما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے پڑھا پیچھے امام کے کچھ بھرا جاوے منہ اس کا آگ کو ۔ روایت کیا اس کو ابن حبانؒ نے کتاب الضعفاء میں) ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب۔ قا ل الحا فظ ابن حجر فی تخر یج الهدا یة فی سنده مامون بن ا حمد ا حد الکذا بین

(یہ جواب ہے اس سوال کا۔کہا حافظ ابن حجرؒ نے تخریج الہدایۃ میں سند الحدیث میں مامون بن احمد ہے جو جھوٹوں میں سے ایک ہے)۔

(درج ذیل بھی قابل ملاحظہ ہیں:

من قرأ خلف ا لا ما م ملیء فوه نا راً ۔ راوی :انس بن ما لك ۔محمد بن حبان البستی ، المجرو حین من المحد ثین ، دار الصمیعی ١٤٢٠ھ ۔ ٢۔٣٨٣ ۔ حکم المحد ث:مو ضوع

..... ملیء فوه نا راً ۔ ابن القیسرا نی ، معرفة التذ کرة فی الا حا دیث الموضو عة ، ٢٢٨ ۔ بیرو ت ١٤٠٦ھ ۔ حکم المحد ث :فیه ما مو ن بن احمد الهروی د جال یروی المو ضو عا ت

....ملیء فوه نا راً ۔ راوی انس بن ما لك ،محمد بن طا هر المقدسی القیسرانی ، تذ کرة الحفا ظ ٣٤٥، دار الصمیعی الریا ض ١٤١٥ھ ، حکم المحد ث : فیه مامو ن بن ا حمد الهروی د جا ل من الد جا جلة یروی الموضوعا ت

... ملیء فوه ناراً ۔ محمد بن ا حمد بن عثما ن الذهبی ،میزا ن الا عتدا ل فی نقد الر جا ل ، دار المعرفة بیرو ت ٣۔٤٢٩۔ حکم المحد ث :فیه ما مو ن بن ا حمد السلمی اتی بطا ما ت و فضا ئح

ملیء فوه ناراً ۔ ا لا لبا نی ۔ صفة صلوة النبی ﷺ ، من التکبیر الی التسلیم کانك تراه ، مکتبة المعارف ١٤١٧ھ ، ١٠١ ۔ حکم المحد ث :مو ضوع)

سوال : ما جواب هذا الحد یث عن زید بن ثا بت قا ل قا ل رسول الله ﷺ من قرأ خلف الا ما م فلا صلوة له

(یہ سوال ہے۔کیا ہے جواب اس حدیث کا۔روایت ہے حضرت زیدؓ بن ثابت سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے پڑھا پیچھے امام کے کچھ پھر نہیں نماز واسطے اس کے)۔

جواب قا ل الحا فظ ابن حجر فی تخر یج الهدا یة فی سنده

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بن سليما ن متهم يعنى فى وضع الحد يث

(جواب ہے سوال کا، کہا حافظ ابن حجرؒ نے تخریج الہدایۃ میں سند میں اس حدیث کے احمد بن سلیمان ہے تہمت کیا یعنی موضوع کرنے حدیث میں)

(نیز ملاحظہ فرمائیں:

..فلا صلوة له ، راوى ، زيد بن ثا بت ۔ ابن حبا ن، المجرو حين من المحدثين ، دار الصميعى ١٤٢٠ھ ، ١٨٠٠١ ۔ حكم المحد ث :لا ا صل له

(..فلا صلوة له ۔ عن زيد بن ثا بت ۔ ابن عبد البر ، ا لاستذ كا ر ۔ ١۔٥١٤ ۔ ، حكم المحد ث: غير ثا بت

...فلا صلوة له ۔ راوى زيد بن ثا بت ۔ محمد بن ا حمد بن عثما ن الذهبى، تلخيص العلل المتنا هية، مكتبة الرشد الر يا ض ١٤١٩ھ ، ١٤٦ ۔ حكم المحد ث : با طل

.. فلا صلوة له ، راوى زيد بن ثا بت ،محمد نا صر الدين البا نى ، السلسلة الضعيفية والمو ضو عة و ا ثر ها السيء فى ا لا مة ، دار المعارف الر يا ض طبع او لى ۔ ٩٩٣ ۔ حكم المحد ث :با طل ۔

عن على قا ل : من قرأ خلف ا لا ما م فليس على الفطرة ۔ راوى ، عبد الله بن ابى ليلى ، البخارى ، الضعفا ء الكبير ، محمد بن عمر العقيلى ،دار الكتب العلميه بيرو ت ١٤٠٤ھ ، ٢۔٣١٧ ۔حكم المحد ث : لا يصح

عن على : من قرأ خلف ا لا ما م فقد ا خطأ الفطرة ۔ راوى عبد الله بن ابى ليلى ۔ البخارى ۔ الدرا ية فى تخر يج ا حا ديث الهدا ية ، ا حمد بن على بن حجر ١لعسقلا نى مكتبة الفيصليه ١٤١٣ھ ،۔١٦٥

من قرأ خلف ا لا ما م فقد ا خطأ الفطرة ، راوى على بن ابى طا لب ۔ محمد بن اسما عيل البخارى۔ خير الكلا م فى القرأة خلف ا لا ما م ، مكتبة ا لا يما ن المدينة المنورة ١٤٠٥ھ ، ١٣ ۔ حكم المحد ث : لا يصح

عن على قا ل : من قرأ خلف ا لا ما م فليس على الفطرة ۔ راوى عبد الله بن ابى ليلى ۔ محمد بن عمر العقيلى۔ الضعفاء الكبير، دار الكتب العلميه بيرو ت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٤٠٤ھ ، ٢-٣١٧. حکم المحد ث :لا یتا بع عبد الله علیه ۔)

سوال: ما جوا ب هذا الحد یث عن سعدٍ قا ل وددت انّ الذی یقرأ خلف ا لا ما م فی فیه جمرة و فی روا یةٍ حجر فی روا یة عنه ملیء فوه قتناً و فی روا یةٍ ر ضفاً (یہ سوال ہے، کیا ہے اس کا جواب۔ روایت ہے حضرت سعد سے کہا دوست رکھتا ہوں میں بے شک وہ شخص کہ پڑھتا ہے پیچھے امام کے منہ میں اس کے چنگاری ہے اور روا یت میں پتھر ہے اور ایک روا یت میں اس سے بھرا جاوے اس کا منہ گندگی سے اور ایک روایت میں پتھر گرم سے)۔

جوا بہ: قا ل الحا فظ ابن حجر فی تخر یج الهدا یة هذا الکلا م لیس باهل العلم ۔

و جوا به الثا نی ان کا ن هذا کلا م سعدٍ و مطلبه انّ ا لا ما م یجهر و المقتدی کذا فهذا التمنی ا حسن له و ان کا ن مقصوده لم یقرأ ا حد سورة الفا تحة فهو با طل لا ن حذا ء کلا م الرسو ل قو ل ا حد لیس بحجةٍ ۔

(جواب یہ ہے۔ کہا حافظ ابن حجرؒ نے تخریج الہدایۃ میں یہ کلام نہیں ہے اہل علم کا۔ اور جواب اس کا دوسرا یہ ہے کہ اگر ہے یہ کلام سعد کا اور مطلب سعد کا یہ کہ بے شک جہر کرے امام اور مقتدی اسی طرح جہر کرے پس یہ آرزو نیک تر ہے واسطے سعد کے اور اگر ہے مقصد سعد کا کہ نہ پڑھے کوئی سورۃ الحمد کو پھر یہ بات جھوٹ ہے اس واسطے کہ بے شک برابر کلام رسول اللہ ﷺ کے قول کسی کا دلیل نہیں ہے)۔

البا ب السا دس فی حکم التا مین

(چھٹا باب: حکم آمین کہنے میں)

عن ابی هریرة ان النبی ﷺ قا ل اذا امّن ا لا ما م فا منوا فانه من وا فق تا مینه تا مین الملا ئکة غفر له ما تقدم من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذنبی۔ متفق علیہ۔

(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا جب آمین کہے امام پھر آمین کہو تم اس واسطے کہ بے شک جو موافق ہوا کہنا اس کا آمین کہنے فرشتوں کے بخشا وے گا واسطے اسکے وہ چیز کہ آگے بھیجا گناہ اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے)

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ قرء غیر المغضوب علیهم و لا الضالین فقال آمین و مدّ بها صوته اخرجه الترمذی و الدار قطنی و حسّنه و الحاکم عن ابی هریرة بهذا اللفظ و رفع بها صوته و صححه و زاد البخاری و ابن ماجه فیرتج بها المسجد و قال الترمذی یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ و التابعین و من بعدهم یرون ان یرفع الرجل صوته بالتامین و لا یخفیها و قال مجد الدین المحدث فی سفر السعادة الصحابة یوافقون بتامین النبی ﷺ فی الجهر و السر (روایت ہے حضرت وائلؓ بن حجر سے کہا سنا میں نے نبی ﷺ کو پڑھا غیر المغضوب علیهم و لا الضالین پھر فرمایا آمین اور بڑھایا ساتھ اس کے آمین کے آواز اپنی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام دار قطنیؒ نے اور حسن کہا اس کو، اور حاکمؒ روایت کرتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے ساتھ اس لفظ کے، اور اونچا کیا نبی ﷺ نے ساتھ آمین کے آواز اپنی کو اور صحیح کہا اس حدیث کو اور زیادہ کیا بخاری اور ابن ماجہ نے پھر گونج اٹھے ساتھ آمین کے مسجد اور کہا امام ترمذیؒ نے بہت اہل علم سے اصحاب نبی ﷺ سے اور تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں دیکھا ان سب نے اونچا کرنا مرد کا آواز اپنی ساتھ آمین کہنے کے اور پست کہی آمین کو اور کہا مجد الدین محدثؒ نے سفر السعادۃ میں سب صحابہ موافقت کرنے ساتھ آمین نبی ﷺ کے بلند اور پست میں)۔

و الحدیث الذی اخرجه الترمذی عن علقمه بن وائل عن ابیه ان النبی ﷺ قرء غیر المغضوب علیهم و لا الضالین فقال آمین و خفض بها صوته اخطأ شعبة فقال عن حجرٍ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انی العنبس و انما هو حجر بن العبس و یکنی ابا السکن و زاد فیه عن علقمه بن وا ئل و لیس فیه عن علقمه و انما هو حجر بن عنس وا ئل بن حجر و قا ل خفض بها صو ته و انما هو مدّ بها صو ته ۔ (اور حدیث جس کو روایت کیا امام ترمذیؒ نے علقمہؒ بن وائلؓ سے وہ اپنے باپ سے کہ بیشک نبی ﷺ نے پڑھا .. و لا الضا لین کو پھر کہا آمین اور پست کیا ساتھ آمین کے آواز اپنی کو خطا کیا اس حدیث میں شعبہؒ نے پھر کہا حجر بن ابی العنبس اور وہ ہی حجر بن العنبس اور کنیت کیا گیا اس کا ابا سکن اور زیادہ کیا اس میں علقمہ بن وائل اور نہیں اس میں علقمہ۔ اور وہ حجر بن عنس عن وائلؓ بن حجر ہے۔ اور کہا پست کیا ساتھ آمین کے آواز اپنی کو اور ہے وہ بڑھایا ہوا ساتھ آمین کے آواز اپنی کو)

(نیز ملاحظہ فرمائیں:

انّه صلّى مع رسو ل الله ﷺ، فلمّا قرأ : غير المغضو ب عليهم و لا الضالين قا ل : آ مين، خفض بها صو ته.

راوی وا ئل بن حجر حضر می وا لد علقمه ، المحد ث بخاری ، السنن الکبری للبهیقی دار المعرفة ١٤١٣ھ ، ٢۔٥٧۔ حکم المحد ث :خطأ

انّ النبی ﷺ لمّا قا ل آ مين خفض بها صو ته ، راوی وا ئل بن حجر الحضرمی وا لد علقمه ۔ بخاری ۔ التاريخ الکبير ، محمد بن اسما عيل البخاری ۔ دار الباز مکه مکر مه ، ٣۔٧٣ ۔ حکم المحد ث :خو لف (شعبة) فيه فی ثلا ثة اشياء

خفض بها سو ته ، راوی وائل بن حجر ، البا نی، ا صل صفة الصلاة، طبعه اولی ١٤٢٧ھ ، ١۔٣٧٤۔ حکم المحد ث : کذا قا ل شعبة ، يقا ل انه وهم فيه و هو الصوا ب (يعنی رفع بها صو ته)

قا ل آ مين ، خفض بها صو ته و و ضع يده اليمنی علی يده اليسری، راوی وا ئل بن حجر ، مقبل بن ها دی الوا دعی ، ا حا ديث معلة ظا هر ها الصحة ۔دار ا لآ ثار يمن طبع ١٤٢١ھ ، ٣٩٠ ۔ حکم المحد ث : قا ل الدار قطنی و البخاری ا خطأ شعبة فيه و فی قو له خفض بها صو ته۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انّ النبی ﷺ قرأ غیر المغضو ب علیهم و لا الضا لین و قا ل آ مین و خفض بها صو ته ۔ راوی وا ئل بن حجر ، محمد بن عیسی التر مذی، سنن تر مذی دار الکتب العلمیة ، ۲٤۸ ، حکم المحد ث : أخطأ شعبة فی موا ضع من هذا الحد یث

رأیت رسو ل الله ﷺ یسجد علی انفه مع جبهته و سمعته یقول : آ مین و خفض بها صو ته ۔ راوی وا ئل بن حجر ۔ محمد بن علی ابن المقلن البدر المنیرفی تخر یج ا لا حا دیث و ا لآ ثار الواقعة فی الشر ح الکبیر ، دار الهجرة السعودیة ١٤٢٥ھ ، ٣۔٥٨١۔

حکم المحد ث : خلا ف ما علیه ا لا کثر و ا لاحفظ ۔

و خفض بها صو ته (ای قو له آ مین) راوی وا ئل بن حجر ۔ عبد الر حیم بن الحسین العراقی طر ح التثریب فی شر ح التقریب مو سسة التا ریخ العربی ، ١٤١٣ھ ،٢۔٢٦٨

و خفض بها صو ته،محمد بن علی الشو کا نی، نیل ا لا و طار شر ح منتقی الا خبار ، دار الفکر ١٤٠٣ھ ٢۔٢٤٧۔ حکم المحد ث : اعلت باضطرا ب شعبة فی اسنا د ها و متنها و وردت من طریق تنتفی بها هذه العلة

خفض بها صو ته ،راوی ، وا ئل بن حجر ، محمد نا صر الدین البا نی ، ضعیف سنن التر مذی، المکتب الاسلا می بیرو ت ١٤١١ھ ، ٢٤٨)

البا ب السا بع

فی حکم البسملة مع السورة

(با ب سا تواں: حکم بسم اللہ کہنے میں سورۃ کے ساتھ)

عن انس قا ل صلّی معا ویه بالمد ینة صلوةٍ فجهر فیها بالقرأة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقرء فیها بسم اللہ الر حمن الر حیم لام القر آ ن و لم یقرء بها للسورۃ التی بعد ها و لم یکبر حین یهوی فلما سلم ناداہ من سمع ذلک من المها جر ین و ا لا نصار یا معا ویة اسرِ قت الصلوۃ ام نسیت این بسم اللہ الر حمن الر حیم و این التکبیر وفی روا یة اسر قت من صلو تک بسم اللہ الر حمن الر حیم و این التکبیر فلما صلی بعد ذ لک قر أ بسم اللہ الر حیم لاّمّ القرآ ن و السورۃ التی بعد ها و کبر حین یهوی سا جداً۔

اخرجه الشا فعی فی ا لامّ و البهیقی فی شعب ا لا یما ن و الدار قطنی و الحاکم باسناد صحیح (روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا نماز پڑھی حضرت معاویہؓ نے مدینہ میں نماز ایک پھر کیا نماز میں پڑھنے کے ساتھ پھر پڑی نماز میں بسم اللہ، الحمد کے ساتھ اور نہ پڑھا بسم اللہ واسطے سورۃ کے بعد الحمد کے اور نہ اللہ اکبر کہا وقت جھکنے کے۔ پھر جب سلام پھیرا پکارا ان کو جس نے سنا اس طرح کو مہاجرین اور انصاری اے معاویہؓ آیا چرایا تو نے نماز کو یا بھولا تو نے کہاں ہے بسم اللہ اور کہاں ہے اللہ اکبر کہنا۔ اور ایک روایت میں آیا چورایا تو نے نماز اپنی سے بسم اللہ کو اور کہاں ہے اللہ اکبر کہنا۔ پھر جب نماز پڑھی حضرت معاویہؓ نے بعد اس کے پڑھا بسم اللہ کو واسطے الحمد کے اور سورہ جو بعد الحمد کے ہے اور اللہ اکبر کہا جب جھکے سجدہ کو روایت کیا اس حدیث کو امام شافعیؒ نے کتاب الامّ میں اپنی اور امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور امام دارقطنیؒ اور امام حاکمؒ نے ساتھ سند صحیح کے)۔

علِم منه ان جمیع الصحا بة لم یسمع قط من فی النبی ﷺ سورۃ القر آ ن بدو ن البسملة و عدم التکبیر حین السجود و ما سبب ذ لک یقهرو ن علی معا ویة لا نهّ تر کها فیها و ان کان قو لهما و تر کهما سنة فیقو ل کلا هما سنتا ن و فی با ب البسملة کتب جمعه المحد ثو ن و عشرو ن حد یثاً فی الدر المنثور (جانا گیا اس حدیث سے کہ بے شک سب صحابہ نے نہ سنا کبھی منہ سے نبی ﷺ کے سورہ قرآن کو بدون بسم اللہ کے اور نہ اللہ اکبر کہنا وقت سجدہ کرنے کے اور کیا نسبت ہے اس کا کہ قہر کیا کیا سب نے حضرت معاویہؓ پر اس واسطے کہ بے شک حضرت معاویہؓ نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑا نے بسم اللہ اور اللہ اکبر کو نماز میں اور اگر ہوتا کہنا دونوں کا اور چھوڑ نا دونوں کا سنت سنت پھر کہتے دونوں سنت ہے۔ اور مقدمہ بسم اللہ میں کتاب بہت جمع کیا ان کو محدثوں نے اور بیس حدیث درمنثور میں ہے)۔

عن انس صليت خلف النبى ﷺ و ابى بكر و عمر و عثما ن فلم اسمع ا حداً يجهر بسم الله الر حمن الر حيم ا خر جه البخارى و مسلم و احمد و النسا ئى المراد منه في الصلوة السرى لم يسمع ا حد البسملة جهراً (روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی ﷺ کے اور حضرت ابی بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پھر نہ سنا میں نے کسی کو بلند کرے بسم اللہ کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ و امام مسلمؒ اور امام احمدؒ و امام نسائیؒ نے۔ مراد اس حدیث سے نماز سری میں ہے کہ نہ سنا کسی نے بسم اللہ کو بلند)۔

عن انس صليت خلف النبى ﷺ و ابى بكر و عمر و عثما ن و على فكا نوا يجهرو ن بسم الله الر حمن الر حيم ا خر جه الحا كم فى المستد ر ك و صححه المراد منه فى الصلوة الجهرى سمع كل البسملة جهراً۔ (روایت ہے حضرت انسؓ سے نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی ﷺ کے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے پھر تھے جہر کرتے بسم اللہ کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام حاکمؒ نے مستدرک میں اور صحیح کہا اس کو۔ مراد اس حدیث سے نماز جہری میں ہے سنا ہر ایک نے بسم اللہ کو بلند)۔

البا ب الثا من

فى حكم جلسة ا لا ستر ا حة

(آٹھواں باب: حکم جلسہ استراحت میں)

عن ما لك بن الحو ير ث انه ر أى النبى ﷺ يصلى فا ذا كا ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی و ترٍ من صلوته لم ینهض حتی یسوی قا عداً ۔ ا خر جه البخا ری (روایت ہے حضرت مالکؓ بن حویرث سے بے شک اس نے دیکھا نبی ﷺ کو نماز پڑھتے پھر جب ہوتے طاق نماز اپنی سے نہ اٹھتے یہاں تک کہ نہ بیٹھتے ٹھیک ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاریؒ نے)۔

کا نت جلسة ا لا سترا حت فی ا لا ولی و الثا لثه

ہے جلسہ استراحت پہلی رکعت چہارگانی نماز میں اور تیسری رکعت چہارگانی میں ۔

البا ب التا سع فی حکم قنو ت الفجر

(نواں باب: حکم قنوت فجر میں)

قرأة قنو ت الفجر و عدم قر أ ته متسا ویا ن و لکن ا لقر أة ارجح من عد م القر أة (پڑھنا قنوت کا فجر میں اور نہ پڑھنا قنوت کا فجر میں برابر ہے لیکن پڑھنا قنوت فجر کا غالب بہت ہے نہ پڑھنے قنوت فجر کے سے)

عن انس قا ل لم یز ل رسو ل الله ﷺ یقنت فی الفجر حتی فارق الد نیا ا خر جه عبد الرزاق فی مسنده و صححه الحا کم فی ا لا ر بعین و زاد البزا ز و ابو بکر حتی ما ت و عمر حتی ما ت (روایت ہے حضرت انسؓ سے کہا ہمیشہ رسول اللہ ﷺ دعا قنوت پڑھتے فجر کی نماز میں یہاں تک کہ چھوڑا دنیا کو ۔ روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاقؒ نے اپنی مسند میں اور صحیح کہا اس حدیث کو امام حاکمؒ نے چہل حدیث میں اپنی اور زیادہ کیا بزازؒ نے: اور حضرت ابوبکرؓ نے یہاں تک کہ وفات کیا اور حضرت عمرؓ نے یہاں تک کہ وفات کیا)۔

عن ابی هر یرة قا ل کا ن رسو ل الله ﷺ اذارفع ر أسه من الر کوع فی الر کعة الثا نیة یعنی من الصبح رفع ید یه فیدعو بهذا الدعا اللهم اهد نا فیمن هد یت و عا فنا فیمن عا فیت و تو لنا فیمن تو لیت و بار ك لنا فیما اعطیت و قنا شر ما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قضیت فا نك تقضی و لا یقضی علیل انه لا یذ ل من وا لیت و لا یعز من عا دیت تبا ر ك ر بنا وتعا لیت نستغفر ك و نتوب الیك صلی الله علی النبی ا خر جه الحا كم و صححه ۔

(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے، کہا: تھے رسول اللہ ﷺ سر اٹھاتے اپنا رکوع سے دوسری رکعت میں نماز صبح کے اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے پھر دعا فرماتے اللھم اھد نا ... الخ ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام حاکمؒ نے اور صحیح کیا اس کو)۔

عن ابن عباس قا ل كا ن رسو ل الله ﷺ یقنت و نحن نومن خلفه ا خر جه الحا فظ ابن حجر العسقلا نی (روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا تھے رسول اللہ ﷺ دعا قنوت پڑھتے اور آمین کہتے ہم سب پیچھے حضرت ﷺ کے۔ روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابن حجرؒ نے)۔

و لم یقرء رسول الله ﷺ دعا القنو ت فی الو تر اخرجه مجد الدین المحد ث فی سفر السعا دة (اور نہیں پڑھا رسول اللہ ﷺ نے دعائے قنوت کو وتر میں ۔روایت کیا اس حدیث کو مجدالدین محدثؒ نے سفرالسعادت میں)

(نیز درج ذیل روایات بھی ملاحظہ فرمائیں:

عن عبد الله بن عباس ؛ انّ النبی ﷺ كا ن یقنت فی الفجر ید عو علی حیّ من بنی سلیم ۔ ، تهذ یب ا لآ ثار و تفصیل الثا بت عن رسو ل الله ، محمد بن جر یرطبری ،مسند ابن عباس ۔ مطبعة المد نی ، حكم المحد ث: اسناده صحیح ۔

كا ن النبی ﷺ یقنت فی الفجر و یكبر یو م عرفة من صلاة الغداة.. راوی علی بن ابی طا لب و عمار بن یاسر ، الذهبی، میزا ن الا عتدا ل فی نقد الرجال ، دار المعرفة بیرو ت، ٣۔٢٦٨، حكم المحد ث : فیه عمرو بن شمر ذكر من جر حه۔

ما زا ل رسو ل الله ﷺ یقنت فی الفجر حتی فارق الد نیا۔ راوی انس بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالك ـعلى بن ابى بكر الهيثمى مجمع الزوا ئد و منبع الفوا ئد ، موسسة المعارف ١٤٠٦هـ ، ٢ـ١٤٢ ـ حكم المحد ث : ر جا له مو ثقو ن)

باب العا شر

فى حكم التّورّك فى الجلسة الا خيرة

(دسواں باب: حکم سرین پر بیٹھنے کا جلسہ اخیرہ میں)

عن ابن حميد فى حد يث طو يل و فى آ خره حتى اذا كا نت السجدة التى فيها التسليم ا خر ج ر جله اليسرى و قعد متوركاً على شقه ا لا يسر قا لوا صدقت هكذا كا ن يصلى رسو ل الله ﷺ اخر جه التر مذى و ابو داؤد (روایت ہے حضرت ابوحمیدؓ سے حدیث بڑی میں اور آخر اس حدیث میں یہاں تک جب ہوتا سجدہ جس میں سلام پھیرنا ہے نکالتے بایاں پیر اپنا اور بیٹھتے جانب بائیں سرین پر اپنے، کہا سچا ہے تو ایسے تھے نماز پڑھتے رسول اللہ ﷺ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ نے)۔

ف ـ قال ابو حميد قبالة الصحا بة كا نوا عشرا، اوقف منكم من صلوة رسول الله ﷺ قا لوا فى التصديق قو له صدقت (کہا حضرت ابوحمیدؓ نے روبرو صحابہ کے کہ دس تھے، میں واقف تر ہوں تم سے نماز رسول اللہ ﷺ سے۔ کہا سب نے سچائی کرتے قول میں ان کے لفظ صدقت کا یعنی اس بات میں تو سچا ہے)۔

تمام ہوا یہ رسالہ سنہ بارہ سو سڑسٹھ (۱۲۶۶) ہجری میں۔ فقط۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایصال طرق المصلین

الی طریق رسول رب العالمین

الحمد لله رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و آله و اصحابه اجمعین ۔

اما بعد حمد ونعت کے پھر محمد عبداللہ محمدی نے جمع کیا ایک رسالہ اور نام رکھا اس کا ایصال طرق المصلین الی طریق رسول رب العالمین تاکہ نفع لیویں اس رسالہ سے پیروی کرنے والے سنت سید المرسلین ﷺ کے۔

عن عبد الله بن عمر وقال قال رسول الله ﷺ لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذ و النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلك و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنین و سبعین ملة و تفترق امتی علی ثلاثٍ و سبعین ملةً کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله ﷺ قال ما انا علیه و اصحابی۔ اخرجه الترمذی۔

(روایت ہے حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص سے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ آوے گا امت پر میری جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر جیسا برابر ہونا جوتے کا مانند جوتے کے دوسرے کے یہاں تک کہ اگر ہوگا بعض بنی اسرائیل میں وہ کوئی کہ صحبت کیا ماں سے علانیہ البتہ ہوگا امت میں میری وہ کوئی کہ کرے گا یہ صحبت اپنی ماں کے ساتھ اور بے شک بنی اسرائیل جدا ہوئے بہتر مذہب پر اور جدا ہوگی امت میری تہتر مذہب پر اور یہ سب دوزخ میں ہوں گے مگر ایک مذہب نہ ہوں گے دوزخ میں کہا کون ہیں وہ یا رسول اللہ فرمایا جس پر میں ہوں اور اصحابی میرے اسی پر ہوں گے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف۔ عہد علیؓ میں تابعین ان کے شیعہ کہے جاتے تھے جب عبد اللہ بن سبا یہودی کے باعث سے ان میں سب دشنام حق اصحاب ثلاثہ میں ظاہر ہونے لگا تو ایسی قباحت سے انہوں نے اپنے تئیں سنی مقابل میں ان کے کہنے لگا اگر چہ معنی شیعہ میں قباحت نہیں مددگار کے معنی میں ہے لیکن اقوال افعال بد دیکھ کر انہوں نے اپنے تئیں ان سے نکال لیا جیسا کہ لفظ حلال خور کا معنی میں بہتر ہے لیکن بسبب افعال واقوال بد انہوں کے کہ گند اٹھانا پیشہ انہوں کا ہوگیا اب اپنے تئیں ساتھ اس نام کے مشہور کرنا بد معلوم ہوتا ہے اسی طرح شیعہ کے لفظ کو قیاس کرنا چاہیے اور جو لفظ کہ اس میں نسبت کی ان کی طرف پائی جائے اس سے بھی پرہیز کرے بخلاف اس سنی کے کہ مقابل بدعتی کے ہے۔ پھر بعد ان کے نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہؒ پیدا ہوئے سنہ ۸۰ ہجری میں اور سنہ ۱۵۰ میں ستر برس کی عمر میں وفات کیا اور جو مشہور کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ سراج امتی یعنی امام ابوحنیفہؒ چراغ امت میری کا ہے، روایت کیا اس کو ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب موضوع میں اور اسی طرح سے فضائل امام شافعیؒ کے بھی ہیں یہ سب جھوٹ قول کسی کا۔ عقیدہ فرقہ مرجیئہ کا یہ ہے کہ ایمان ایک قول ہے بدون عمل کے۔ کہا شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں کہ مرجیئہ کے بارہ فرقہ ہیں۔ جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونانیہ، نجاریہ، غیلانیہ، کرامیہ، قشبیہ، حنفیہ، معادیہ، مرنسیہ؟۔ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب حنفیہ بہ نسبت مذاہب ثلاثہ کے قیاس اور زیادتی میں بڑھ کے ہے اس واسطے کہ تینوں سے قیاس اور زیادتی کم ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حنفیہ کو داخل کیا فرقہ مرجیئہ میں سید سند نے اور حقیقت حال کا یہ ہے کہ ابتداء میں حدیثیں کم ہاتھ لگی تھیں بسبب تفارق صحابہ کے اسی باعث سے اگلوں میں کثرت قیاس کا اور زیادتی کے بہت اور انتہاء میں حدیثیں بہت ہاتھ لگیں بسبب مشقت اور جستجو کے اسی باعث پچھلوں میں قلت قیاس اور زیادتی کی ہوئی اور ان کے تابعداروں کو حنفی کہتے ہیں اور صحیح روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی یہ طبقہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ پھر بعد ان کے امام مالکؒ بن انس ایک سو چودہ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹۹ھ میں چھیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور ان کے تابعداروں کو مالکی کہتے ہیں۔ پھر ان کے بعد امام محمد بن ادریس شافعیؒ پیدا ہوئے ایک سو پچاس ہجری میں اور ۲۰۴ھ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چون برس کی عمر میں وفات پائی ان کے تابعداروں کو شافعی کہتے ہیں۔ پھر بعد ان کے امام احمد بن حنبلؒ پیدا ہوئے ایک سو چونسٹھ میں اور ۲۴۱ھ میں ۷۷ برس کی عمر میں وفات پائی اور ان کے تابعداروں کو حنبلی کہتے ہیں۔ اور ان میں چشتیہ اور نقشبند یہ و قادریہ ومجددیہ بھی داخل ہیں اور بارہ امام ان میں سے امام باقرؒ وامام جعفرؒ وامام موسی کاظمؒ وغیرہ ہیں ان کے تابعداروں کو شیعہ کہتے ہیں مقابل سنی کے، اور جو عداوت رکھتے ہیں حضرت علی کے ساتھ وہ خارجی ہیں۔ اور جو کہ عداوت اہل بیت سے رکھتے ہیں وہ ناصبی ہیں جیسے مروان وغیرہ۔ اب اطلاق امامیہ کا ان سب پر صادق آتا ہے اس واسطے کہ یہ سب نسبت رکھتے ہیں اپنے اماموں کے ساتھ۔ لیکن ان میں اور ان میں اتنا ہی فرق ہے بموجب مثل مشہور کے کہ سگ ...شغال کیونکہ ان دونوں میں اب کفر اور شرک اور بدعت اور زنا اور غصب وغیرہ کثرت سے ہے، نام کو اسلام میں داخل ہیں۔ اور فرق اتنا ہے کہ ایک سبّ ودشنام صحابہ کا کرتا ہے اور ایک نہیں کرتا ہے۔ اور فضیلت سب امام رافضیوں کے اوپر سب امام سنیوں کے بہت ہے، اس واسطے کہ وہ سب اہل بیت نبی ﷺ سے ہیں اور وہ سب غیر اہل بیت نبی ﷺ سے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ یہ دونوں شاگرد؟ امام محمد باقرؒ کے ہیں۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ فضیلت امام سے فضیلت ماموم کی نہیں ہوتی، اور عکس میں بھی یہی بات ہے جب تک کہ یکساں نہ ہوں دونوں اطاعت اللہ اور رسول اللہ میں۔ یہ جب برابر ہوئے پھر اور فضیلت خیال کریں گے۔ اور یہ سب کسی کا مذہب نہ رکھتے تھے سوائے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے۔ پھر ان کے تابعداروں کو چاہیے کہ یہ بھی کسی کا مذہب نہ رکھیں، لامذہب ہوں۔ بموجب قول سعدی شیرازی کے الناس علی دین ملوکھم سب لوگ اپنے دین بادشاہوں پر ہوویں۔ اور مذہب رکھنا بھی بدعت ہے مصداق اس کا روایت کا سنن نسائی میں ہے کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔....

عن مجاھد قال کنت مع ابن عمر فثوّب رجل فی الظھر و العصر قال اخرج بنا فانّ ھذہ بدعة اخرجہ ابوداؤد۔

(روایت ہے مجاہدؒ سے تھا میں ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پھر کہا ایک مرد نے ظہر یا عصر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوۃ خیر النو م ۔کہا نکل تو ہمارے ساتھ اس مسجد سے پھر بے شک یہ بدعت ہے۔ روایت کیا اس کو امام ابوداوؒدؒ نے)۔

(نیز ملاحظہ فرمائیں:

عن العر باض بن سا ریه قا ل صلّی بنا رسو ل الله ﷺ صلاة الصبح فوعظنا موعظةً بليغةً ذرفت منها العيو ن و و جلت منها القلو ب ،

فقيل : يا رسو ل الله ﷺ كأنها مو عظة مودّعٍ فاوصينا،

قا ل : عليكم بالسمع و الطا عة، و ان كا ن عبداً حبشياً ، فا نه من يعش منكم فسيرى اختلا فاً كثيراً، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين ، عضوا عليها بالنوا جذ ، و ايا كم و محد ثا ت ا لا مور ، فا نّ كل بد عة ضلا لة ۔ يوسف بن عبد الله بن عبد البر ، جا مع بيا ن العلم و فضله ، دار ابن الجوزی، الدمام ١٤١٩ھ ، ٢۔١١٦٤ ۔ حكم المحد ث : ثا بت صحيح

یہی حد یث شر ح السنة ، حسين بن مسعود البغوی، دار الكتب العلميه ١٤١٢ھ ، ١۔١٨١ پر بھی ہے حكم المحد ث: حسن

عن العر با ض بن سا ريه : قا ل : وعظنا رسو ل الله ﷺ مو عظةً و جِلت منها القلو ب و ذرِفت منها العيو ن فقلنا يا رسو ل الله كا نها مو عظة مو دّع فاو صينا قا ل : او صيكم بتقوى الله و السمع و الطا عة و ان تأمّر عليكم عبد و انه من يعش منكم فسيری اختلا فاً كثيراً فعليكم بسنتي و سنة الخلفا ء الراشدين المهد يين عضوا عليها با لنوا جذ و ايا كم و محد ثا ت ا لا مور فانّ كل بد عةٍ ضلا لة۔ زكی الدين عبد العظيم المنذری ، التر غيب و التر هيب ، دار الفجر للترا ث قا هره ، ١٤٢١ھ ، ١۔٨٠ ۔ حكم المحد ث: لا ينز ل عن درجة الحسن و قد يكو ن على شر ط الصحيحين او ا حد هما۔

یہی حدیث البدر المنير فی تخر يج ا لا حا ديث و ا لآ ثار الواقعه فی الشر ح الكبير لعمر بن علی ابن المقلن ، دا ر الهجرة السعو ديه ١٤٢٥ھ ، ٩۔٥٨٢ پر بھی ہےاور حكم المحد ث: صحيح ۔

عن عر با ض بن سا ريه ، قا ل قا ل رسو ل الله : انه من يعش منكم بعدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من بعدی ،. تمسکوا بھا و عضوا علیھا بالنوا جذ، و ایا کم و محد ثا ت ا لا مور ، فا ن کل بد عة ضلا لة ۔ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیه ، اقتضاء الصرا ط المستقیم لمخا لفة ا صحا ب الجحیم ، مکتبه الرشد الر یا ض ، ١٤٢١ھ ، ٢-٨٣ ۔

حکم المحد ث: صحیح

کل بدعة ضلا لة و کل ضلا لة فی النار ، محمد نا صر الدین ا لا لبا نی ، ا حکا م الجنا ئز و بد عھا، مکتبه المعارف ١٤١٢ھ ، ٢٩٤ ،

حکم المحد ث: اسنا ده صحیح ۔

نیز علامہ ناصر الدین البانی نے یہی حکم تحریم آلات الطرب، دارالصدیق، ۱۴۲۰ھ، کے صفحہ ۱۶۲ پر بھی لگایا ہے)

اور جو یہ آیا ہے کہ بہتر فرقہ دوزخ میں جاویں گے اور ایک بہشت میں اور وہ جس پر رسول اللہ ﷺ تھے اور ان کے سب صحابی تھے.....تو بہتر یہی ہے کہ محمدیہ کہے کیونکہ یہ سب بدعتوں سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے...

اور آدمی تین طرح پر ہیں:

ایک وہ جو کہتا ہے کہ قرآن اور حدیث اگر ہمارے امام کے قول کے موافق ہے تو اس کو لیں گے۔

اور دوسرے یہ کہ اگر قول امام کا موافق قرآن وحدیث کے ہے تو لیں گے۔

تیسرے یہ کہ اگر امام کا قول موافق قرآن وحدیث کے ہو یا نہ ہو جب بھی لیں گے۔

دوصورت میں کافر ہوا، ایک میں مومن ہوا۔قا ل اللہ تعا لی من یطع الرسو ل فقد اطاع اللہ ۔فرمایا اللہ تعالی نے جس نے اطاعت کی رسول کی بیشک اطاعت کی اللہ کی۔

اور روایت صحیح مسلم میں ہے:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من عصا نی فقد عصی اللہ

(جس نے اطاعت کی میری پھر بے شک اطاعت کی اس نے اللہ کی اور جس نے نافرمانی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری، نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی)۔

عن عدی بن حا تمٍ قا ل سمعت رسو ل اللہ ﷺ یقرء فی سورۃ برأۃ اتخذوا ا حبار ھم و رھبا نھم ار با باً من دو ن اللہ قا ل اما انھم لم یکو نوا یعبدو نھم لکنھم کا نوا اذا ا حلوا لھم شیئاً ا حلوہ و اذا حر مو ا علیھم شیئاً حر موہ۔ ا خر جہ الترمذی ۔(روایت ہے حضرت عدیؓ بن حاتم سے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے سورۃ برأۃ میں اتخذوا ا حبار ھم . الخ... لیا ان سبھوں نے علماء اور درویشوں کو مالک سوائے اللہ کے ۔فرمایا خبردار بے شک وہ سب نہ تھے کہ پوجیں ان کو لیکن تھے جب حلال کرتے ان کے واسطے کوئی چیز حلال جانتے یہ سب اس کو اور جب حرام کرتے ان پر کوئی چیز حرام جانتے یہ سب اس کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)۔

ف ۔کفارعرب جانوروں کو ساتھ نام سائبہ اور بحیرہ اور وصیلہ اور حام کے بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے۔ اور غلہ کھیتیوں میں اور میوہ باغوں میں اور زیوروں میں اور نقدوں میں کچھ اللہ کے نام کا اور کچھ اپنے معبودوں کے نام کا ٹھہرا لیتے تھے۔ جیسے اب کے مسلمان وغیرہ شیخ سدو کا بکرا اور احمد کبیر کی گائے اور مرغی سالار کی اور گائے میمنی کی ٹھہراتے ہیں۔ اور غلہ اور میوہ اور نقد اور زیور میں بھی اسی طرح سے اس طرح ٹھہرا لیتے ہیں۔ اس میں اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے حرام ہونے میں۔ جیسے سور اور بچہ سور کا۔ اور اسی طرح پر چڑھاوا تعزیہ کا اور قبروں کا اور جھنڈا درخت و طاق وغیرہ کا حرام ہے۔ پھر جس نے ان سب چیزوں کو اپنے اجتہاد فاسد سے حلال بتایا لوگوں کو اور انہوں نے عمل کیا اس پر دونوں مشرک کافر ہوئے، بموجب اس آیت اور حدیث کے کیونکہ اللہ کے حرام کو حلال کہتے ہیں۔ اور عکس میں اس کے کافر اور مشرک ہوں گے۔ ان کے اور ان کے اتنا ہی فرق ہے کہ ان کے معبود نبی ہوتے تھے جیسے ابراہیمؑ، عزیرؑ، اور ان کے معبود ولی ہوتے تھے جیسے غوث الاعظم وخواجہ معین الدین۔ پھر دونوں کے پوجنے والے کافر و مشرک ہیں۔ اور دونوں کے نام کا چڑھا ہوا حرام ہے۔ جو جانور کسی کے نام کا جو کرتے تھے ان کا کان پھاڑ دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے تھے، اور جو سانڈ کر دیتے تھے اس کو سائبہ کہتے تھے۔ اور جو کسی کی منت مانتے کہ فلانے جانور کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر بچہ نر ہوئے تو ہم اسی کی نیاز کر دیں، پھر جو اکٹھا نر و مادہ ہوتا تو نر کو بھی نیاز نہ چڑھاتے کہ مادہ کے ساتھ مل کر وہ بھی نیاز نہ چڑھے، اس مادہ کو وصیلہ کہتے تھے۔ اور جس جانور کے پیٹ سے دس بچے ہو لیتے، اس پر لادنا اور چڑھنا موقوف کر دیتے، اس کو حامی کہتے تھے۔ ان سبھوں کو کھانا حرام ہے اور جو اس طرح کے اور جانور ہوں۔

اور حدیث ابو داؤد میں ہے: عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبّه بقوم فهو منهم

(جس نے مشابہت کیا ساتھ کسی قوم کے پھر وہ اسی قوم میں سے ہے)

(نیز ملاحظہ فرمائیں:

بلوغ المرام من ادلة الاحكام، لاحمد بن علی بن حجر العسقلانی دار الفیحاء، ۱٤۱۷ء میں یہ حدیث موجود ہے اور حکم المحدث: صحیح

من تشبه بقومٍ فهو منهم و فی لفظٍ: لیس منا من تشبه بغیرنا۔ ابن تیمیه، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیه طبع اولی ۱۳۹۸ھ ،۲۵۔۳۳۱۔ حکم المحدث۔ جید

من تشبه بقوم فهو منهم۔ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، مکتبه السلفیه ۱٤۰۷ھ، ۱۰،۲۸۲۔ حکم المحدث: ثابت (و) اسناده حسن

من تشبه بقوم فهو منهم، عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔ دار الکتب العلمیه بیروت۔ ۸۵۹۳، حکم المحدث: حسن۔

مجموعه فتاوی ابن باز: حکم المحدث، اسناده حسن، نیز: ثابت، نیز صحیح، نیز اسناده جید، اسناده حسن

ناصر الدین البانی، صحیح الجامع الصغیر و زیادته، المکتب الاسلامی بیروت ۱٤۰۸ھ، ح رقم ٦١٤٩، حکم المحدث: صحیح۔

من تشبه بقوم فهو منهم، البانی، صحیح سنن ابی داؤد، مکتب التربیة لدول الخلیج، ۱٤۰۹ھ، حکم المحدث: حسن صحیح)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ جو مسلمان وغیرہ مثل کفار عرب کے کرتے ہیں، اور اس کے کھانے کا جو مولوی اور درویش فتوی دیتے ہیں، یہ دونوں مشرکوں اور کافروں میں سے ہیں۔ اور فاتحہ کرنا کھانوں پر اور دسواں اور بیسواں اور چہلم وسوئم برسی و چھ ماہی وغیرہ کرنا اور راگ اور ناچ ساتھ باجوں کے کرنا، سوائے دف کے، اور داڑھی مونڈانا اور کترانا اور جو رسمیات شادی اور غمی کی ہیں یہ سب کرنا مشابہات کفار سے ہیں۔ بدعت اور حرام ہیں۔ جاننا چاہیے اللہ تعالی کے حکم بھیجنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے۔ سو جو کوئی کسی امام مجتہد کے یا غوث وقطب کے یا مولوی اور مشائخ یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ وزیر کے یا پادری پنڈت کی بات کو اور اس کے راہ اور رسم کو رسول ﷺ کے فرمان سے مقدم سمجھے اور آیت وحدیث مقابل میں اپنے پیر اور استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہی کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات امت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، بلکہ اصل حاکم اللہ تعالی ہے، پیغمبر خبر دینے والے ہیں۔ پھر جو کوئی کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانئے اور جو موافق نہ ہو نہ مانئے۔ نزدیک محدثوں کے حالات خواب جو رسول اللہ ﷺ سے ہیں، داخل شرع نہیں ہیں۔

اور اسی طرح سے توضیح میں ہے کہ الہام ولی کا بھی داخل شرع میں نہیں ہے اگر دونوں موافق قرآن اور حدیث کے ہے تو لینا چاہیے۔

اب جاننا چاہیے کہ ہونا وجود مجتہد کا اور ولی کا محال نہیں ہے جیسا کہ ذہن عوام میں یہ بات ثابت ہے، بلکہ یہ بات امکان سے ہے۔ کیونکہ آگے ان چاروں کے اور زمانے میں بھی ان کے مجتہد اور ولی تھے، اور بعد ان کے بھی تھے۔ جیسے امام ابن ابی لیلیٰؒ اور امام داؤدؒ، امام ابن الجوزیؒ، وامام ابن حزمؒ وامام ابن دقیق العیدؒ وشیخ محی الدین عربیؒ وشیخ محمد حیات سندھیؒ اور سید احمد بن ادریس مغربیؒ اور بہت سوائے ان کے تھے۔ اور یہ سب محدث کامل تھے، صحت وسقم حدیث سے اور لغات اس کی سے خوب ماہر تھے، نہ اب کے مولوی کہ صحیح وحسن میں اور ضعیف وموضوع میں امتیاز نہیں رکھتے اور لغت حدیث کے ماہر کہ عنترہ کو قوم ہے عشرہ جانتے ہیں کہ اسم عدد ہے، اور مربد؟ کو کھلیان کھجور کے معنی پر ہے مرید پڑھتے ہیں، پیر کے مقابلہ میں وخرّ موسی کو حمار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسی سمجھتے ہیں۔ وائے بریں فضلاء بے حیا پر کہ دعوی فضیلت کا کر کے گمراہ کرتے ہیں مصداق اس کا قول شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا جو ہے فوز الکبیر میں

ان ر غبت انمو ذ ج اليهود فتر ى العلماء القبحا ء الذين يطلبون الد نيا الد نية و يتقلدو ن بتقليد السلف و يعر ضون من نصو ص كتا ب الله و سنة نبيه ﷺ و يستندو ن استحسا ن كلا مهم و يتعمقو نه و يشددونه و ير غبو ن عن كلا م الشارع المعصو م يقيدو ن با حا ديث مو ضو عةٍ و تاويلا تٍ فاسدةٍ انظر هم كا نهم هم

(اگر خواہش کرے تو نمونہ یہود کا پھر دیکھے تو برے علماء کو جو طلب کرتے ہیں دنیا بد کو تقلید کرتے ہیں ساتھ تقلید سلف کے اور منہ پھیرتے ہیں، نص کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے اور سند پکڑتے ہیں باتیں انہوں کی اور خوب غور سے اسے دیکھیں اور مضبوط پکڑیں اور منہ پھیریں کلام شارع معصوم سے یعنی رسول اللہ ﷺ ،اور پیروی کریں ساتھ حدیثیں موضوعہ کے اور تاویلیں فاسدہ کے دیکھ تو ان کو گویا کہ یہ یہود ہیں)۔

اور مصداق اس کا یہ آیت ہے:

قا ل الله تعا لى: اتا مرو ن الناس با لبرّ و تنسو ن انفسكم و تتلو ن الكتا ب افلا تعقلو ن

(فرمایا اللہ نے حق یہود میں آیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو ساتھ معروف اور نہی منکر سے اور بھلاتے ہو تم ذاتوں اپنی کو حالانکہ پڑھتے ہو تم تورات کو، آیا پھر نہیں جانتے ہو تم)۔

قا ل الله تعا لى: ما آ تا كم الرسو ل فخذوه و ما نها كم عنه فانتهوا

(فرمایا اللہ نے جو کہ دے تمہیں رسول ،لو تم اس کو اور جو کہ منع کرے تم کو اس سے باز رہو تم)

ف: صنم پرستی سے جو صورت دار ہو اور وثن پرستی سے جو صورت دار نہ ہو تعزیہ و مکان تبرک و توپ و طاق جھنڈا و نشان و قبر و چھڑی و درخت وغیرہ آدمی کافر ہو جاتا ہے اور مشرک اور اسی طرح سے صریح کلام اللہ کے نہ ماننے سے اور صریح کلام الرسول کے نہ ماننے سے کافر و مشرک ہو جائے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو کہ مولویوں اور درویشوں نے اپنے قیاس اور عقل سے جس چیز کو حلال کیا اس کو حلال جانا جس کو حرام کہا اس کو حرام جانا اور بدون تحقیق عمل کر گیا یہ نہ جانا کہ اللہ تعالی نے کہا یا رسول ﷺ نے کہا یا کسی ملا مجتہد کا قول ہے یا کسی حکیم کا یا کسی فاسق فاجر کا قول ہے یا کسی پیر مشائخ کا قول ہے اس سے بھی مشرک و کافر و گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے مصداق اس کے یہ حدیث ہے:

عن عبد الله بن عمر و بن العا ص یقو ل انّ الله لا یقبض العلم انتزاعاً ینز عه من الناس و لکن یقبض العلماء حتی اذا لم یر ك عا لماً اتخذ الناس رؤساً جها لًا تسئلوا فا فتوا بغیر علم فضلّوا و اضلّوا ۔ ا خر جه مسلم

(روایت ہے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے کہتے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے بیشک اللہ نہیں قبض کرے گا علم کو نکال لینے علم کو لوگوں سے لیکن قبض کرے گا علم کو ساتھ مارنے عالموں کے یہاں تک کہ جب چھوڑے عالم کو، لیں لوگ سرداروں جاہل کو، پھر پوچھے جاویں فتوی، دیویں بغیر علم کے، پھر گمراہ ہوویں اور گمراہ کریں اوروں کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلمؒ نے)۔...

قا ل الا ما م عز الدین بن عبد السلا م اذا صح الحد یث فهو مذهبی و اذا اریتم کلا می یخا لف الحد یث فا عملوا بالحدیث و اضر بوا بکلا می الحا ئط نقله الشیخ ولی الله المحد ث فی عقد الجید (کہا امام عزالدین بن عبدالسلامؒ نے جب صحیح ہووے حدیث پھر وہی مذہب کا ہم سبھوں کا اور جب تم دیکھو کلام ہمارے کو خلاف ہوتا ہے حدیث کو پھر عمل کرو تم ساتھ حدیث کے اور مارو تم کلام ہمارے کو دیوار پر۔ نقل کیا اس کو شاہ ولی اللہؒ نے عقد الجید میں)

و قا ل ابو حنیفه لا ینبغی لمن لا یعرف دلیلی ان یفتی بکلا می و قا ل لا تقلدو نی ولا تقلدن ما لکاً و لا غیره و خذ الا حکا م من حیث ا خذوا من الکتا ب و السنة ۔

(اور کہا امام ابو حنیفہؒ نے نہیں لائق ہے واسطے اس کے کہ نجانے دلیل ہماری فتوی دے ساتھ کلام ہمارے کے اور کہا مت تقلید کرو تم مالک کی اور کسی اور کیلیے تو حکم شرعی کو جہاں سے لیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے قرآن اور حدیث سے یہ بھی عقد الجید میں ہے)۔

و قال الامام احمد لیس لا حدٍ مع الله و رسوله ﷺ کلام و قال ایضاً لرجلٍ لا تقلدنی و لا تقلدن مالکاً و الاوزاعی و لا النخعی ولا غیرهم خذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب و السنة (اور کہا امام احمدؒ نے نہیں کسی کے واسطے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ کلام۔ اور کہا ایک مرد کو مت تقلید کر تو میری نہ مالک کی اور اوزاعی کی اور نہ نخعی کی نہ کسی اور کی تو حکم شرعی کو لے جہاں سے انہوں نے لیا قرآن اور حدیث سے۔ یہ بھی عقد الجید میں ہے)

پھر تو یہی چاہیے کہ قرآن اور حدیث کو وسیلہ نجات ظاہرہ کا سمجھ کر بلا ریب و شیب عمل کرے تاکہ یہ سرخروئی جہان کی حاصل ہووے اور ثواب عظیم پاوے مصداق اس کا یہ حدیث ہے:

عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ من تمسّك بسنّتی عند فساد امتی فله اجر مأة شهید۔ اخرجه البیهقی (روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے چنگل مارا سنت میری پر نزدیک فساد امت میری کے پھر واسطے اس کے ثواب ہے سو شہید کا۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے)

ف۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام سر اور آنکھ پر اور کلام صحابہ کا لینا نہ لینا ہم پر اختیار ہے اور تابعین جیسے ہم ہیں ویسے وہ ہیں۔

اب تقلید اور اقتداء کو سمجھنا چاہیے کہ تقلید کسے کہتے ہیں اور اقتداء کسے کہتے ہیں تاکہ فرق ہونا دونوں کا معلوم ہووے اور کون بہتر ہے اور کون برا ہے۔ اور تعریف تقلید کی یہ ہے:

التقلید اتباع غیر معصوم بحسن ظنٍ بلا دلیل شرعی (تقلید پیروی کرنا ہے غیر معصوم کے ساتھ گمان نیک کے بدون دلیل شرعی کے (یعنی قرآن و حدیث)

اور تعریف اقتداء کی یہ ہے:

الاقتداء هو التّمسّك بالدّلیل الشّرعی

(اقتداء وہ چنگل مارنا ہے ساتھ دلیل شرعی کے یعنی قرآن اور حدیث)۔

اور حال مذہب تہتر کا کتاب ارشاد الفحول فی علم الاصول میں خوب مفصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے یہاں پر مجمل بیان ہے اور فرقہ مرجئہ اور قدریہ کا حال حدیث میں بھی ہے وہ حدیث یہ ہے:

عن عبد اللہ ابن عباس قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ صِنفا ن من امتی لیس لھما فی ا لاسلا م نصیب المر جیئة و القدریة۔

اخر جه الترمذی (روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے، کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو گروہ ہیں امت میری سے نہیں ہے واسطے ان دونوں کے حصہ اسلام سے ایک مرجیئہ دوسرے قدریہ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے)

(ملاحظہ فرمائیں اس حدیث پر حکم المحد ث : غریب حسن صحیح ۔

عن عبد اللہ بن عمر ۔ صنفا ن من امتی لیس لھما فی الاسلا م نصیب المرجئة و القدریة، الکا مل فی ضعفاء الر جا ل میں عبد اللہ بن ا حمد عدی ، دار الکتب العلمیه ۱۴۱۸ھ، ۷۔۳۹۶ پر ۔ نے اس پر حکم المحد ث لگایا ہے: فیه محمد بن عبد الر حمن بن ابی لیلی مع سوء حفظه یکتب حدیثه ۔

عبداللہ بن عباس سے اس روایت پر ابن عدی نے الکامل فی الضعفاء ۶۔۳۳۲ پر یہ حکم لگایا ہے: انکر علی علی بن نزار

اور حضرت ابو بکر سے یہ روایت کی گئی ہے: صنفا ن من امتی لا ید خلو ن الجنة القدریة و المر جئة ۔ اور ابن عدی نے الکامل فی الضعفاء ۷۔۵۰۴ پر اس پر یہ حکم لگایا ہے: منکر بھذا الاسنا د

انس بن ما لک کی روایت سے، صنفا ن من امتی لا ید خلو ن الجنة القد ریة و الحرو ریة ، پر الکامل فی الضعفاء ۷۔۵۰۵ ،میں ابن عدی نے یہ حکم لگایا ہے: منکر بھذا الاسنا د ،

اور انس بن ما لک کی روایت: صنفا ن من امتی لا تنا لھم شفاعتی : المر جئة و القدریة ، پر دارقطنی نے تعلیقا ت الدار قطنی علی المجرو حین لا بن حبا ن، الفاروق الحد یثیة القا ھرہ ۱۴۱۴ھ،۱۱۴، میں یہ حکم لگایا ہے: ما حد ث بھذا الحد یث سلمه بن وردان، و الراوی له عبد اللہ بن ما لك بن سلیما ن الھروی عن ابیه من خبثاء المر جئة)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرجیئہ کا حال اور گذر چکا ہے اور قدریہ وہ ہیں کہ انکار قضا و قدر کا کریں اور عقیدہ ان کا یہ ہے کہ بندہ اپنے فعل کا پیدا کرنے والا ہے پہلے سے قضا و قدر نہیں ہے۔

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على
سيد المرسلين و آله و اصحابه اجمعين
تمت

کسوٹی

ما انا عليه و اصحابى

بسم الله الرحمن الرحيم

شکر اس خدا کا جس نے دنیا کی زینت کے لئے سونا پیدا کیا اور اسکی کھرائی کھوٹائی معلوم کرنے کو کسوٹی بنائی اور دین کی عزت حاصل کرنے کو سمجھ کو سونا بنایا اور اس کی بھلائی برائی دریافت کرنے کو حدیث اور قرآن کو کسوٹی ٹھہرایا۔

اور درود محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس کی کسوٹی حدیث تمام عالم میں مشہور ہوئی اور ٹھگ اور دغا بازوں کے فریب سے ساری خدائی بچ گئی۔

سواے بھائیو! سونا بدون لگائے کسوٹی کے مت خریدو کیونکہ سونا اور کچا پیتل دونوں کی صورت ایک ہے شاید کوئی ٹھگ پیتل کو سونا کہہ کے بیچ جائے اور تم اور تمہاری بی بی پیتل کی نتھ پہن کر ناک پکڑ کر پچھتائے۔ اسی طرح دین میں بعض جھوٹے دغا باز عالم بن کر جھوٹا مسئلہ بنا بنا کر کتابوں میں لکھوا کر بجھواتے ہیں سو اگر بے لگائے کسوٹی قرآن اور حدیث کے کوئی مسئلہ پر چلو گے قیامت میں ہاتھ سر پر رکھ کر رؤو گے۔ خبردار آج کل کے دنیا دار مولویوں نے عجب طرح کا فساد برپا کیا کہ جھوٹا مسئلہ جو مولویوں نے ذہن کی تیزی سے نکالا ہے بنگلی زبان میں چھپوا کر شرم کے مارے اپنا نام چھوڑ کر دوسرے کا نام لکھوا کر بچواتے ہیں اور انہیں میں سے بعض ایسے ہیں کہ امام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باڑوں میں گھس کر امامیہ مذہب والوں کے سامنے بڑے فخر سے بولتے ہیں کہ جس طرح یہاں ملا باقر اور کلینی کی بات پر چلنا فرض ہے اسی طرح ہم لوگوں کو بھی چاروں امام کی بات پر چلنا فرض ہے اور جس طرح تم چار یار میں سے ایک علی کو مانتے ہو اسی طرح ہم لوگ بھی چار امام میں سے ایک حنفی کو مانتے ہیں۔ مگر آج کل لوگ اس طرح کے پیدا ہوئے ہیں کہ امام کے تعزیہ کو توڑ کر اب امام مذہب کو توڑنے کی فکر کر رہے ہیں خدا خیر کرے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تابوتوں کی طرح مذہب کو مذہب کو ایک کر ڈالیں گے اور سب کو قرآن اور حدیث پر چلا ویں گے۔ فقط۔

سبحان اللہ ان بے فرقوں کو حدیث قرآن پر چلنا غیرت اور رافضی بننے میں عزت۔ اے بھائی جس کا سونا اچھا ہوتا ہے وہ کسوٹی دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور پیتل بیچنے والا ناخوش۔ محمد ﷺ کے کلمہ گو کو چاہیے کہ خدا اور رسول کی باتوں پر چلے اور مذہب کی باتوں پر نہ چلے کیونکہ جناب سید احمدؒ نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ رواج پایا چار مذہب نے اور رواج کے معنی بدعت ہے اور جو گنوار مذہب کو فرض بولتے ہیں، اس کا جواب سنو۔ اول تو ان سے پوچھو کہ چاروں مذہب فرض ہیں تو چاروں پر چلنا ضرور ہوا جس طرح وضو میں چار فرض ہیں چاروں ادا کرنا ضرور ہوتا ہے۔ اگر وہ کہیں تین کو دل میں مانو ایک پر چلو تو ان سے کہو کہ اگر کوئی وضو کرنے والا فقط منہ دھو ڈالے اور تین فرض دل میں مانے تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر کہیں نہیں ہوگی تو تم کہو چار مذہب بھی ادا نہ ہوں گے۔ بعضے گھبرا کر کہتے ہیں کہ چار مذہب کو مثل چار کتاب کے جانتے ہیں اور چاروں پر ایمان لاتے ہیں مگر چلتے ہیں فقط ایک قرآن پر۔ سو تم جواب یوں کہو کہ قرآن سب کے پیچھے اترا پچھلے پیغمبر پر اور پہلی کتابیں منسوخ ہو گئیں سچ مچ اگر مذہب کو تم ایسا ہی جانتے ہو تو تمہاری ہی دلیل سے تین امام کا مذہب منسوخ ہو گیا اور پچھلے امام کا مذہب باقی رہا۔ دوسرے یہ کہ ان سے پوچھو کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری امت میں تہتر مذہب ہوں گے اس میں سے ایک جنتی ہے اور سب دوزخی۔ سو تم اس حدیث کو سچ جانتے ہو یا جھوٹ۔ اگر کہیں کہ ہم سچ جانتے ہیں تو تم ان سے پوچھو کہ حدیث میں تو ایک ہی مذہب جنتی ہے اور تم چار مذہب کو جنتی جانتے ہو۔ سو کہو تو تم سچے ہو یا نبی؟ اگر کہیں کہ ہم سچے ہیں اور نبی نعوذ باللہ.. تو وہ کافر ہو گئے۔ اگر کہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ سچے ہیں اور ہم جھوٹے اور حقیقت میں چاروں مذہب ایک ہی ہے اور ظاہر میں غیریت معلوم ہوتی ہے تو ان سے کہو کہ سب مذہب کو ملا کر ایک مذہب قرار دو اور نام اس کا محمدی رکھ دو اور اس نام پاک سے مت چڑو کیونکہ تعزیہ والے بھی بولتے ہیں بولو محمد یا حسین ۔تم کیا تعزیہ والے سے بھی گئے گذرے جس طرح سید احمد صاحب (بریلوی) نے سب طریقہ کو ملا کر محمد یہ طریقہ نام رکھ دیا۔

اگر کوئی پوچھے کہ اس جناب نے سب طریقہ کو ملا کر محمد یہ طریقہ نام رکھ دیا تو پھر چاروں طریقہ کا نام کاہے کو لیتے تھے۔تو کہو اگر فقط محمد یہ طریقہ میں بیعت لیتے تو لوگ سمجھتے کہ یہ بھی کوئی طریقہ ہے ایک طریقہ کو لوگ پکڑے رہتے اور آپس میں مذہب والے کی طرح جھگڑتے اور اگر چاروں کو ایک نہ سمجھوگے تو ناحق دوزخی ہوگے سبب اس کا یہ ہے کہ اگر چاروں مذاہب کو تہتر مذہب میں داخل جانوگے اور ایک کو جنتی تو تین امام کو دوزخی کہنا پڑے گا اور اس عقیدے سے بے شک دوزخ میں جاؤ گے۔ اور اگر چاروں کو تہتر سے خارج سمجھوگے تو حساب کی رو سے ستتر (۷۷) مذہب ٹھہرے گا اور حضرت ﷺ کا ۷۳ کہنا سچ نہ پڑے گا اور جو حضرت ﷺ کو صادق نہ سمجھے گا دوزخ میں پڑے گا۔نعوذ باللہ منھا۔پناہ مانگو ایسے عقیدہ سے اور چاروں مذہب کو ملا کر ایک مذہب محمد یہ قرار دو اور آپس میں اگلے لوگوں کی طرح فرقہ فقہ مت ہو۔

تیسرے یہ کہ فرض تو دو طرح کا ہوتا ہے بعض چیز کا حق جاننا فرض ہے جیسے بہشت اور دوزخ کو صرف جاننے ہی سے فرض ہو جاتا ہے سو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ چار مذہب پر چلنا فرض ہے یا جاننا۔ اگر وہ کہیں کہ جاننا فرض ہے تو تم کہو پھر کسی مذہب پر چلنا کیا ضروری ہے فقط جاننا کفایت کرتا ہے۔

چوتھے یہ کہ بعض گنوار بولتے ہیں کہ اگر مذہب بدعت ہوتا تو چار مصلی مکہ میں کیوں ہوتے۔ان سے پوچھو کہ چار مصلے تو چاروں اماموں کے چوتھے قرن میں پیغمبر ﷺ کے پیچھے سینکڑوں برس کے بعد بنا بھلا یہ تو کہو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کا مصلی کیا ہوا کوئی چرا کر کہیں چھپا رکھا ہے یا نہیں چار میں سے کوئی ہے ، اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ آنحضرت ﷺ کا کون مصلا ہے ہم اسی کو اختیار کریں۔ اگر وہ کہیں کہ چاروں مصلا حضرت ﷺ ہی کا ہے تو کہو پھر اوروں کا نام کاہے کو لیتے ہو چاروں مصلا محمد یہ ہے جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا ہو پڑھو۔ نقل مشہور ہے جس کا کھائیے اس کا گائے اور اگر ہم نہیں جانتے ہیں تو کہو بس تم جاہل ہو علم کا دعوی مت کرو اور اگر مسئلا کی تحقیق تم کو منظور ہو تو پیران پیر جناب مولانا شاہ عبدالعزیز کی تفسیر جس کا نام فتح العزیز ہے سورۃ بقرہ میں و ما اللہ بغافل عما تعملون کے تحت میں پانچ سوانتیس صفحہ میں واقع ہے اور تصحیح سے ایسے شخص کی کہ سردار عالموں اور حافظوں کے ہیں چھپی ہے دیکھ لو بدعت یا نہیں۔

پانچویں یہ کہ بعضے گنوار بر سر منبر محمد یوں پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنے والوں کی عادت فاحشہ کی سی ہے کہ ان کو ایک بس نہیں ہوتا، اور اپنے تئیں سراہتے ہیں کہ ہم لوگوں کی خصلت نیک بی بیوں کی ہے، کہ صرف ایک شوہر پر اکتفا کرتے ہیں، یعنی فقط حنفی کی بات پر چلتے ہیں، اور دوسروں کی نہیں سنتے اگر چہ محمد ﷺ کی بات ہو اور امام ابوحنیفہؒ سب سے بڑے اور کڑے اور پہلے ہوئے۔ اور پہلے کے نام پر بیٹھ رہنا اور دوسرا خاوند نہ کرنا نشانی ہے عصمت کی۔ ان سے پوچھو کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ، محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلے ہوئے اور ان دونوں کی امت میں سے بعضے تابعدار ہوئے آنحضرت ﷺ کے، اور بہتیرے پہلے نبیوں کے نام پر بیٹھے ہیں۔ سو تمہارے نزدیک کون اچھے ہیں۔ اگر کہیں کہ جو محمد ﷺ کے تابعدار ہوئے وہ اچھے ہیں، تو کہو ان سے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو امام ابوحنیفہؒ کی تابعداری کرتے تھے وہ امام شافعیؒ کے بھی تابعدار ہیں اور ان کی بات پر چلتے ہیں تو وہ اچھے ہوں گے گو تمہارے نزدیک نبی ہی ہوں نعوذ باللہ منہا۔ اور اگر کہیں کہ جو پہلے نبیوں کے نام پر بیٹھے ہیں اور محمد ﷺ کو نہیں مانتے، وہی اچھے ہوئے۔ تو ان سے کہو کہ تم لوگ بھائی بند یہود اور نصاریٰ کے محمد ﷺ کا کلمہ گوئی کی دعوت مت کرو اور امام لوگ ہادی تھے اور ہادیوں کی شان میں نسبت شوہریت کرنا قباحت ہے، کیونکہ اگر ہوتا ہے ایک عورت حنفی ہے اور اس کی بیٹی اور ماں بھی حنفی کہلاتے ہیں اگر یہاں بی بی (بیوی) کی نسبت ہو تو تینوں کا ایک کی بی بی کہلانا درست نہیں۔ اور امام لوگ بڑے تھے بڑوں کی شان میں ایسی نسبت کرنی بے ادبی ہے نعوذ باللہ منہا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا رو! جتنے امام آگے گذر رے ہیں سب کو اپنا پیشوا سمجھو اور جو پیچھے ہو نے والے ہیں ان کی تابعداری میں حیلے نہ لاؤ۔ ایسا کرو گے تو عجب نہیں کہ تابعداری سے امام مہدیؑ کے بھی محروم ہو۔

اور اس زمانہ میں جن لوگوں پر تفضیلوں کا پرتو پڑا ہے ان کا حال یہ ہے۔ کان دھر کے سنو۔ چاروں امام کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں مگر ایک امام کو تین امام پر تفضیل دیتے ہیں، اور اپنے تئیں سراہتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ اپنے ٹیٹر کو نہیں دیکھتے دوسروں کی پھولی ٹٹولتے ہیں۔ اور مقبولوں پر جو چاروں مذہب ہیں، حق کو دائر سمجھتے ہیں عیب لگاتے ہیں اور عوام کو ان کی صحبت سے روکتے ہیں، اور مصداق پورے اس آیت یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجاً کے بنتے ہیں۔ اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ نئے مذہب والے اگرچہ چاروں امام کو مانتے ہیں مگر ایک مذہب کا قرار نہیں دیتے سو یہ ان کی گمراہی کی نشانی ہے۔

اے بھائیو! ایسے لوگوں سے پہلے تو یہ بات پوچھو کہ جناب امیر المومنین سید احمد سلمہ اللہ کے طریقے میں تم نے بیعت حاصل کی ہے یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں تو جواب دینے کا کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ مشعل کا فائدہ آنکھ والوں کو ہوتا ہے اندھے کو کیا فائدہ؟ مثل مشہور ہے کہ اندھے کے سامنے رونا اپنے دیدے کھونا، تم کو خدا نے آنکھ دی ہے اگر تم کو کوئی اندھا کہے تو ہنس کر ٹال دو۔ اور اگر کہیں کہ اس جناب پاک سے ہم کو بیعت ہے، تو تم ان سے کہو کہ ایک بات ہم تم کو پوچھتے ہیں جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا سمجھ اور ان سے سوال کرو کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ اور محمدیہ میں تم کو بیعت ہے اور سب کو تم مانتے ہو مگر کسی طریقہ کا اقرار نہیں دیتے ہو سو تم راہ پر ہو یا گمراہ۔ اگر راہ پر ہو تو ہم بھی راہ پر ہیں اگر کہیں کہ ہم گمراہ ہیں تو تم کہو گمراہ کے کہنے سے ہم چڑتے نہیں خدا تم کو راہ پر اول لاوے پھر فرصت سے گفتگو کر لینگے۔

حاصل یہ کہ جو بات کہ حضرت ﷺ سے ثابت ہو گو کہ چاروں امام کے نزدیک درست ہے اور رفع یدین کرنا اکثروں کے نزدیک درست ہے اور چھوٹے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکے کا ختنہ کر دینا حنفی مذہب میں درست ہے اس پر طعن اور انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور جب کافر ہوا تو اس کی جورو کو طلاق ہوا۔اور اگر طعن اور انکار نہیں کرتا ہے اور نہ کرنے میں اپنی تقصیر کا قائل ہوتا ہے، تو اللہ چاہے تو پکڑے اور معاف کرے گا اگرچہ ساری عمر نہ کرے۔

اللہ رب العالمین ہم لوگوں کو سنت کے انکار اور طعن سے بچا رکھے۔آمین۔

یہ رسالہ جس کا نام ما انا علیه و اصحابی ہے، اور مولف کا نام حافظ ایضاح الحق ہے، تمام ہوئی کسوٹی ....

(جس مطبوعہ نسخے سے اعتصام السنہ، اللباب فی صلوۃ الاحباب، ایصال طرق المصلین، اورکسوٹی، اڈٹ شدہ شکل میں نقل کی گئی ہیں، اس کے صفحہ اخیر (صفحہ ۱۴۰) کی اختتامی عبارت درج ذیل ہے:

کتاب فیض انتساب مسمی باعتصام السنۃ مصنفہ جناب غفران مآب غریق دریائے سنت قامع بنائے بدعت محدث بے مثل ...مولانا محمد عبداللہ مئوئی (مئوایک قریہ ہے مسمی مئو قاضی طیب قریب الہ آباد)...منسلکان سلسلہ محمدی کو عمل کے واسطے کافی ہے ...

جزاه الله عنی و عن سائر العالمین احسن الجزاء

وانا المدعو بہ، الٰہی بخش متوطن بمبئی)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منح الباری

فی ترجیح صحیح البخاری

(۱۲۸۶ھ۔۱۸۶۹ء)

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے دو رسالے، منح الباری اور تبیان اکٹھے شائع ہوئے تھے جو فوٹو کاپی کی صورت میں دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور سے مجھے حاصل ہوئے ہیں۔ یہ مطبوعہ نسخہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم کی ملکیت تھا، اور اس کا ٹائٹل صفحہ یوں ہے:

منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری

رسالہ تبیان فی ردالبرھان

فاضل جلیل عالم نبیل مولانا ابوسعید بن شیخ عبدالرحیم

حسب فرمائش محمد یاسین خان سوداگر، در بیت السلطنت لاہور در مطبع منشی گوبند سھائے طبع شد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد: ایک تحریر مسمی عثمان کی متضمن سبّ وشتم علمائے دہلی کی جو ہدایہ پر بخاری کو مرجح ٹھہراتے ہیں اور مشتمل بعض مطاعن صحیحین پر جو بعضے متعصبین حماۃ مذہب سے صادر ہوئے ہیں میری نظر سے گذرے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ محرر اس کا کوئی ناواقف بے علم آدمی ہے جس کو عبارت لکھنے کا بھی شعور نہیں کہ اگرچہ (یعنی اگرچہ کہ کہتا ہے) کے ساتھ کاف ملاتا ہے اور تامل کو عین سے بلاتامل (یعنی تعمل بعین مہملہ لکھتا ہے) لکھتا ہے۔ مبتداء کے بعد خبر نہیں لاتا اور خبر کے پہلے مبتداء کو نہیں ذکر کرتا نہ ہندی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک لکھتا ہے نہ ہی فارسی با موقع لاتا ہے نہ عربی عبارت بحسب قاعدہ نقل کرتا ہے۔
یہ تو وصف ہیں اس کی عبارت کے اور اوصاف معانی اور متضمنہ عبارت اس کی کے کس کے بیان میں آسکتی ہے کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان، تنازع ترجیح بخاری میں اور مضامین اس کے مثبت مجتہدات امام اعظمؒ اور صاحب ہدایہ کے اوپر مجتہدات بخاری کے اور دعوی آپ کا اثبات رجحان ہدایہ اور دلیل آپ کی مثبت ضعف ہدایہ اور نیز دعوی آپ کا اثبات رجحان بہ نسبت صحیح بخاری اور دلیل آپ کی مثبت تساوی تصحیح بخاری بتصحیح امام ابوحنیفہ وغیرہ متقدمین اور اودھر متمسک مرجحین بخاری کا اجماع امت اوس کے خلاف میں آپ کی تقاریر میں اجماع ابن الہمام و عبدالحق الغرض اس کی عبارت اور معنی دونوں شاہد عدل گذرے اس کی بے علمی اور بے فہمی پر لہذا جواب اوس کی تحریر کا لکھنا مناسب معلوم نہ ہوا اور موجب تضیع اوقات اور تسوید اوراق نظر آیا:

اگر صد باب حکمت پیش ناداں
بخوانے آیدش بازیچہ در گوش

لیکن چونکہ اس اعراض اور خاموشی میں عامہ کا ضرر متصور تھا کیونکہ یہ اس خاموشی و اعراض کو عجز اور لاجوابی مشہور کرتا اور عوام اس میں مذبذب ہوتے اس لئے جواب اس کی تحریر کا لکھتا ہوں اور اس کو چار ناچار مخاطب ٹھہراتا ہوں۔

پس پہلے اس کی تحریر کما ھو ھو معہ اصل فتوی علمائے دہلی کے نقل کرتا ہوں تاکہ ملاحظہ سے اس کی تحریر کی سب لوگ بے علم اور محض اناڑی ہونا اس کا یقین کریں پھر اس تحریر کی عبارت اور ضبط الفاظ کی غلطیوں کی فہرست مجمل لکھوں گا پھر اس کے مضامین واہیہ کا بتفصیل رد لکھوں گا۔ و ما تو فیقه الا باللہ و ھو حسبی و نعم المعین

نقل فتوی علمائے دہلی مطابق نقل و تلخیص مخاطب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسول اللہ

سوال مختصر المرقوم ۲۵ ماہ جمادی الآخر ۱۲۸۵ھ مطبع مترودہ شہر ناگ پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید یوں کہے کہ اگر ہدایہ خلاف بخاری کے ہو، تو بخاری کو ہدایہ سے رد کریں گے۔ و عمرو برخلاف و برعکس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے۔ بینوا و لکم الا جر عند اللہ تعالی

الجواب: درصورت مرقومہ قول عمرو کا صحیح و برحق اور قول زید کا حق نہیں، اس واسطے کہ جمہور علماء ہر چہار مذہب کے اتفاق رکھتے ہیں اس پر کہ بعد کتاب اللہ کے صحیح تر اور معتبر صحیح بخاری ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق محدث باوجود یکہ حنفی ہیں، ترجمہ فارسی مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

جمہور علماء برانند کہ کتاب او درصحت مقدم ست بر جمیع کتب مصنفہ در حدیث تا آنکہ گفتہ اند اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری۔

ترجمہ: صحیح تر کتابوں کی بعد کتاب اللہ کے صحیح بخاری ہے، اسی طرح کہا ہے ملا علی قاری حنفیؒ، و شیخ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ نے۔ پھر جب صحیح بخاری ساری کتابوں سے صحیح زیادہ تر نزدیک جمہور علماء کے ٹھہری تو ہدایہ پر بھی مقدم ہوگی صحت حدیث و عمل میں۔ انتہی کلامہ۔

پس منصف دیندار کو کافی ہے اور متعصب و بدعتی کو مفید نہیں۔ و اللہ اعلم بالصواب۔ سید محمد نذیر حسین۔ محمد اسد علی اسلام آبادی۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

(واضح ہو کہ اصل فتوی میں عمرو سے عکس قول زید کا منقول نہیں جس کا عنوان رد کرنا ہدایہ کا بخاری سے بنتا ہے۔ مخاطب نے نقل فتوی میں خیانت کر کے یہ عبارت بنائی ہے۔ لہذا اصل فتوی بعینہ نقل کرتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید یوں کہے کہ مثلاً اگر ہدایہ خلاف بخاری شریف کے ہو تو بخاری شریف کو ہدایہ سے رد کریں گے۔ عمرو کہتا ہے کہ اگر بخاری شریف کے خلاف ہدایہ ہو تو ہم بخاری شریف پر عمل کریں گے دونوں قولوں میں کون سا باطل اور کون سا صحیح۔ بینوا و لکم الا جر عند اللہ تعالی

الجواب: درصورت مرقومہ قول عمرو کا صحیح و برحق ہے اس واسطے کہ جمہور علماء ہر چہار مذہب کے اتفاق رکھتے ہیں اس پر کہ بعد کتاب اللہ کے صحیح تر اور معتمد صحیح بخاری ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی باوجود یکہ حنفی مذہب ہیں ترجمہ فارسی مشکوۃ شریف میں لکھتے ہیں:

وجمہور علماء برآنند کہ کتاب او درصحت مقدم است بر جمیع کتب مصنفہ در حدیث تا آنکہ گفتہ اند اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری۔ ترجمہ: صحیح تر کتابوں کی بعد کتاب اللہ کے صحیح بخاری ہے۔ تمام ہوئی عبارت شیخ علیہ الرحمۃ کی ترجمہ مشکوۃ میں،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سے کہا ہے ملا علی قاری حنفی اور شیخ ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے۔ پھر جب صحیح بخاری ساری کتابوں سے صحیح زیادہ تر نزدیک جمہور علماء کی ٹھہری تو ہدایہ پر بھی مقدم ہوگی صحت حدیث و عمل میں، اور جناب مولوی احمد علی حنفی نے بھی بیچ مقدمہ صحیح بخاری کے لکھا ہے اتفق العلماء علی ان اصح الکتب المصنفه صحیح البخاری و مسلم و اتفق الجمهور علی ان صحیح البخاری اصحهما صحیحاً انتهی کلامه۔ پس منصف دیندار کو کافی ہے بدعتی متعصب کو مفید نہیں واللہ اعلم بالصواب۔ تمام شد۔

مواہیر سید محمد نذیر حسین، محمد اسد علی، حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ)

نقل تحریر معترضانہ مخاطب کما هو هو مزین باغلاط نتائج طبع نکتہ زائے جناب۔

واضح ہو فتوی، مسطور الصدر کہ درحقیقت فتنہ بلا و غش مبتلا پس احقر العباد بعد ملاحظہ جواب جواب ہذا تحت قلم لایا یہ ہے کہ، افسوس برحال مجیب کہ جواب بیساختہ معدن فساد شر انگیز بلا تمیز لکھ دیا نعوذاً باللہ۔ هذا علم لا ینفع و هذا القلب لا یخشع۔ بسا تعجب کہ سوال سایل واقع فروع دین ہے یا وصول دین و لفظ حق و ناحق در اصطلاح فقہاء کس جا مستعمل کیا جاتا ہے جب اتنی بھی تمیز نہ ہو خواہ مخواہ مفتی الزمان کہلاویں گویا کہ اشتہار اشتہار روسیاہی اپنا ٹھہراویں۔ برادنی طالب علم باول نظر واضح ہوگا کہ سوال سائل واقع فروع دین ہے۔ من شرح منظومه منقولا من المصفی الخطاء و الصواب یستعملان فی المجتهداه و الحق و الباطل یستعملان فی المعتقداۃ باعث ایں خفاش انکہ مصرع: بدوزد ہوا دیدہ دانش مند (اصل میں ایسا ہی مرقوم ہوتا ہے کہ مخاطب کو گلستان سعدی بھی جو اطفال دبستان نوک زبان رکھتے ہیں یاد نہیں۔ کاتب عمر دراز)۔ علاوہ چہ خوش عمرو کہ منصف دیندار و زید کہ متعصب و بدعتی بکر باہی مثل انکہ کل شیء یرجع الی اصله۔ مصرع: عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔ حاصل کلام اوپر صاحبان درایت و فطانت مخفی نہ رہے کہ سوال سائل اوپر کئی وجہ کے مشتمل ہے مگر بدو وجہ اول انکہ صاحب ہدایہ مسئلہ فروعیہ بصحت ابوحنیفہ و بتقلید صاحب خود و ہم بتحقیق اپنے لایا ہے (معلوم نہیں کہ مخاطب والا مناقب نے یہ ترکیب نحوی کہاں سے اوڑائی ہے۔ یہ فصاحت و بلاغت نام خدا کیوں کسی کو نصیب ہوگی۔ حاشیہ از عمر دراز فائض۔ کاتب) اگر خلاف بخاری شریف کی ہو کیا حکم۔ دوم آنکہ اگر اپنے ہی اجتہاد سے وتوقیت پا کر بدعی نسخ کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبول علیہ فقہاء کا ہو کیا حکم ۔ جواب ہر دو بوجہ مختصر اول آنکہ اگر صاحب ہدایہ بتقلید ابو حنیفہؒ جس مسئلہ کو قبول کیا ہو بخاری سے رد کریں تو گویا رد کرنا ابو حنیفہ کا ہوتا ہے یہ مردود نا محمود چونکہ مجتہد مستقل وامام مکمل کے قول اجتہادیہ کو رد کریں بخاری ہو خواہ وغیرہ ۔ چنانچہ عبدالحق محدثؒ نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ

اعتماد بر تصحیح وتنقید آئمہ مجتہدین ست واکا بر سلف چو ایشاں حدیثے را تلقی بقول کردہ وعمل بداں نمودہ اند، انکار واعتراض بر ایشاں بتقلید محدثین کہ مشہور اند، جائز نباشد، والتزام ایشاں بحکم این جماعۃ تحکم ...الخ ۔

و کذا قال شاہ ولی اللہ

قطع نظر ازیں اگر چہ حدیثے معمول بہ امام اعظم باشد و در صحاح وغیرہ آنرا بضعف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشاں نسبت امام اعظم قابل حجت نیست الخ ۔

الغرض بہر حال مقدم را فضیلتے است کہ نمیرسد متاخر را بگوید در حق وے عبارت ہذا بر سالہ دلائل قوی ترک قرأۃ للمقتدی اگر چہ کہ صحیح بخاری بھی حملہ آور اصح الاصح کی ہے لیکن: گربہ شیرست در گرفتن موش ۔ دوم انکہ صاحب ہدایہ خود مجتہد مطلق مشہور شرعا قول مجتہد باجتہاد غیر رد نہیں ہوتا اجماعاً چنانچہ صفحہ ۳۷ فی الاشباہ

القاعدہ اولی الاجتہاد و لاینقض با لاجتہاد و دلیہا الاجماع قد حکم ابو بکرؓ فی مسائل و خالفہ عمرؓ فیہا لم ینقض حکمہ . الخ ۔

تنبیہ: یک نکتہ ہم اور سکھلاتے ہیں اس مجیب حق پوش باطل نیوش کو کہ اجتہاد اولی اپنا رد نہیں ہوتا باجتہاد ثانی، اپنے مثلاً ایک شخص صلوۃ رکعتین کو رکعت اول متحری ؟؟ کس جانب کو پڑھا پھر تغیر کیا جہت دوسرے کے، نماز بلا کراہت صحیح ہوئی، کما فی الاشباہ۔ اگر چہ کہ شرح سفر السعادت ومیزان الکبری بتوصیف وتعریف. (ہدایہ)..و بخاری ہر جا موجود چہ سود کہ زنگ تعصبی و زنگ حسودی مانع حق بین وراہ یقین کی ہو علاج اس بیماری کا من جانب اللہ ہے:

بو دار کر سکے نہ ہر یک چرم سخت کو
گر چہ سہیل چمکے ہے سارے جہان پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لفظ بو عام ہے بد بو، اور خوش بو دونوں پر استعمال اس کا جائز ہے مگر ہندیوں نے اس میں تصرف کر کے خاص بنا لیا ہے اور فقط بد بو کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں میر تقی میر فرماتے ہیں: تو تو نہ بول ظالم بو آتی ہے دہان سے۔ مخاطب والا مناقب نے معلوم نہیں کہ یہ محاورہ کہاں سے پیدا کیا ہے اور علاوہ اسکے چرم کو سخت کے ساتھ مقید کیا ہے۔ حاشیہ از عمر دراز کاتب)

چنانچہ در شرح سفر السعادت صفحہ ۲۱ و کتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور ست و معتبرین کتاب ست نیز دریں وہم انداختہ چہ مصنف وی در اکثر جا کار بدلیل معقول نہادہ اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالباً اشتغال وقت آن اوستاد در علم حدیث کمتر بودہ ست ولیکن شرح ابن الہمام جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء تلافی آن نمودہ و تحقیق کار فرمودہ الخ۔ وہم چنیں میزان الکبری صفحہ ۴۷ فانی خصصتہ بمزید اعتناء و طالعت علیہ کتاب تخریج احادیث کتاب ہدایہ للحافظ الزیلعی وغیرہ بحق بخاری شریف در میزان الکبری صفحہ ۷۵ و ممن خرج لھم الشیخان مع کلام الناس فیھم جعفر بن سلیمان الضبعی۔الخ۔

وانکہ عبارت مجیب ترجمہ فارسی مشکوۃ آوردہ کہ کتاب او در صحت مقدم است بر جمیع کتب مصنفہ در حدیث رحم کرے اللہ بر حال مجیب کہ اتنی سی عبارت مذکور کے گھمنڈ پر ترجیح بخاری شریف کو بجمیع کتب فقہ متفق علیہ کے دے چکا و صادق آمد اینکہ مردیست از ابن مسعود کہ شما در زمانہ ہستید کہ ہوا تابع علم ست و اینک میرسد زمانہ کہ علم تابع ہوا ست

ایکہ پئے نفس و ہوا میروے
راہ نہ امنیت خطا میروے

اور مجیب غافل اس عبارت سے شیخ موصوف بصفحہ ۲۰ سفر السعادت مرقوم فرمایا ہے:

وکتب ستہ کہ مشہور اند در آن اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعیف موجود وتسمیہ صحاح بطریق تغلب انتہی۔

عبارت مذکور شیخ سے واضح ہے کہ بخاری بھی ہم سر صحاح کتب متصفہ ہم عصر کی ہے بلکہ کمتر تصنیفات متقدمین سے چنانچہ ولفظ مقدم مبالغہ قال الشافعی ما تحت ادیم السماء اصح من موطا مالك و قال ابن العربی الموطا ھو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا صل ا لاول و کتا ب بخاری ھو ا لا ل الثا نی

و نیز باین کہ فرمود شیخ موصوف شرح سفر السعا دت صفحہ ۱۸، اخراج کردہ ست مسلم درکتاب خود بسیاری از رواۃ کہ سالم نیستند ازغوائل جرح و ہم چنیں در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدست در ایشاں پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علماء و صواب دید ایشاں باشد۔ الخ۔

عبارت ہذا شیخ کی صاف واضح ہے کہ عمل کرنا بخاری کا باجتہاد وصوابدید علماء کے ہو کیونکر سبقت تصنیفات علماء مجتہدین سی ہو گی معہذا اسماعیل بخاری خود منتسب مذہب شافعی کا ہے چنانچہ محقق شاہ ولی اللہؒ رسالہ انصاف میں تحریر فرمایا ہے:

و استدل شیخنا العلا مۃ علی اد خا ل بخاری فی الشا فعیۃ بذ کرہ فی الطبقا ت الشا فعیۃ و کلا م النووی شا ھد لہ

پس جائے غور وانصاف ہے کہ مجیب نے مخالفان بخاری کو کہ خود وہ مقلد شافعی کا ہے بدعتی لکھ دیا بلاتعمل اس کا کیا علاج۔ ولیکن قلم در کف دشمن ست۔

باوجود ملاحظہ ان عبارتوں کے مفسد و متعصبوں نے بتقلید نفس بہ عوام الناس ہر شہر وقریہ فساد عظیم برپا کر دیا کہ تفرقہ اخوۃ المومنین میں واقع گویا کہ نمونہ قیام قیامت کا بنا دیا ہے ھذا الیوم یفر ء المری من ابہ و ا خیہ پرظاہر وگرفتار مورد عتاب آیہ کریمہ قال اللہ: و لا تبغ الفساد فی ا لا ر ض و اللہ لا یحب الفساد ولہذا گفتہ اند زلۃ العا لم ازلۃ العا لم یعنی لغزش یک عالم لغزش یک جہانست فو یل للجا ھل مر تین و للعا لم سبعین مر ۃ بفہم ناقص آتا ہے کہ یہ فتنہ بلا اور کسی کی جانب سے شرانگیزی اگر ساتھ رائے مبتلا بہ ان حضرات صاحب مہر کی ہو بلا ریب کہا جاوے کمثل الحمار یحمل اسفارا چار پائے بر دکتابی چند۔ یا آنکہ مرویست از عائشہؓ مرفوعاً چوں خواہد اللہ با بندہ بدی مسلط کند پیش از مرگ بیکسال شیطانے را کہ گمراہ کند اورا۔ الخ۔ یا آنکہ گفتہ اند علماء اسباب سوی خاتمہ نعوذاً باللہ منہا چہار چیز اند ازانجملہ ایذا ادادن مسلمانان ولفظ بدعتی لکھنا مجیب کا اظہار تقوی و پارسائی اپنی کا:

لو کان فی العلم دون التقی شرف
لکان اشرف مخلوق اللہ ابلیس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخانہ کس ست حرفی بس است۔

الرقیمہ سید عثمان غفر اللہ المنان مقلد ابو حنیفۃ النعمان

ساکن صدر کامٹی مورخہ ۱۳ شعبان المعظم۔ فقط

تمام ہوئی عبارت تحریر مخاطب کی کما ھو ھو، ہر چند وجہ غلط اغلاط اس عبارت کے علماء پر مخفی نہ رہے گی ولیکن بنظر تنبیہ و اعلام اوساط کی وجہ بعض اغلاط اس عبارت کی بطور فہرست کے بیان کرتا ہوں:

فتوی مسطور الصدر کہ درحقیقت: کاف غلط یا مبتداء مفقود الخبر

نعوذاً باللہ: تنوین مضارع غلط، نعوذ بلا تنوین چاہیے۔ یہ دلیر آخر تحریر میں بھی ایسا ہی لکھتا ہے۔

وصول دین: واؤ غلط

مجتہداۃ ومعتقداۃ: رسم الخط غلط

بدوزد ہوا دیدہ ہوشمند: دانش مند غلط، صحیح ہوشمند ہے، جو محافظ وزن ہے

مگر بدو وجہ: استثنا غلط کیونکہ بعد اثبات مفید نفی ہے اور وہ منافی مقصود مخاطب یا عبارت میں حذف مخل ہے

بصحت ابو حنیفہ: اسناد صحت طرف ابو حنیفہ غلط و صحیح اسناد تصحیح ہے

وثوقیت پاکر: نسبت اس کی طرف صاحب ہدایہ کی بلا ذکر محل وثوق غلط

مقبول علیہ: لفظ علیہ غلط، و صحیح مجرد مقبول

جواب ہر دو وجہ: یہ جواب نہیں بلکہ جواب کا رد ہے

چونکہ: غلط بے محل

قول اجتہادیہ: تانیث اجتہادیہ غلط

دلائل قوی۔ غلط اور صحیح نام رسالہ الدلیل القوی ہے عبارت ہذا برسالہ: با غلط ترکیب غلط

اگر چہ کہ: ضم کاف غلط طرفہ یہ کہ اور جگہ بھی ایسا ہی لکھتا ہے

چنانچہ صفحہ ۲۷۔ فی الاشباہ۔ محض بے ربط کسی محاورہ کے موافق نہیں نہ ہندی کے نہ فارسی کے نہ عربی کے، ایسا ہی جا بجا بولتا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانع حق بین وراہ یقین کے ہو۔ غلط و بے ربط و مہمل خصوصاً لفظ حق بین کہ صحیح حق بنی ہے

وہم چنیں میزان الکبری صفحہ ۴۷۔ اشارہ بے مشار لیہ ممکن الاشارہ وحوالہ خلاف محاورہ

وانکہ مجیب: خبر ندارد

متصنفہ: غلط اور صحیح مصنفہ

چنانچہ و لفظ مقدم مبالغہ: مہمل و مطلبش دربطن قائل کیونکہ عبارت متفرع علیہا میں لفظ مقدم کا نشان نہیں

ونیز باینکہ: متعلق ندارد

پس کیونکر سبقت ہوگے۔ غلط اور صحیح لی جائے گی

بلاتعمل: غلط و بے موقع صحیح لفظ نلا تامل

تفرقہ واقع: رابطہ ندارد

یفر ء المر ی من ابہ: ہمزہ یفرء ورسم خط المری غلط، داب مضاف طرف ضمیر متکلم کے بحذف یا غلط، اور صحیح یفرّ المر ء من ابیہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پارہ عم کا بھی مطالعہ نہیں ورنہ سورہ عبس میں اس جملہ کا رسم الخط دیکھ کر لکھتے

یہ فتنہ بلا اورکس کی جانب سے: سراسر بے مضمون و مہمل

بخانہ کس است حرفی بس است: یہ مصرع اوزان بحورقدیمہ وجدیدہ سے خارج ہے اور ترکیب بھی اس جملہ کی غلط

الرقمہ: بالتعریف غلط و الصحیح التنکر

یہ نمونہ ہے بیان اغلاط تحریر مخاطب کا باقی کو اس پر قیاس کرنا چاہیے اب اس کے مضامین عبارت کا رد تفصیلی لکھا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: رب زدنی علماً۔

فروعات میں لفظ، حق و باطل، کا استعمال

قولہ الاول: لفظ حق وناحق سر اصطلاح فقہاء کس جا مستعمل کیا جاتا ہے اتنی بھی خبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں.. الی ان قال .. من منظومه نا قلاً عن المصفی .. الخ

جوابہ: مرد خدا استعمال لفظ حق و باطل خاص کر فرعیات میں کتب مذاہب اربعہ میں جا بجا موجود ہے تمھیں نظر نہ آوے تو کس کا قصور ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

تم کو ایک کتاب شرح منظومہ کہیں سے ہاتھ لگ گئی ہے اور کوئی کتاب فقہ حدیث کی نظر نہیں آئی: حفظت شیئاً و غابت عنك اشیاء۔ با ایں ہمہ ایک شیخ وقت جامع بین الفقہ والحدیث کے حق میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہو۔ کیا یہ تبرّا تمہارے مذہب کا جزو ہے۔نعوذ باللہ من ذلك۔

اب مجھ سے سنو کہ استعمال لفظ حق و باطل کا فروعات میں بہت جگہ پایا جاتا ہے۔امام طحاویؒ رئیس الحنفیہ شرح معانی الآثار میں جو محض تائید مذہب حنفی میں مدون ہے کما نص علیہ مولانا شاہ عبدالعزیز فی بستان المحدثین بہت جگہ جب کسی مسئلہ فرعیہ حنفیہ میں بسبب کمال ضعف اور بے بنیاد ہونے اس مسئلہ کے تائید سے عاجز ہو جاتا ہے تو برملا کہہ دیتا ہے کہ قول ابی حنیفہؒ اس باب میں باطل ہے چنانچہ دراسات اللبیب میں فرماتے ہیں:

و ھذا ابو جعفر الطحاوی مع مبالغته المفرِطةِ فی نصرة المذھب اذا تمّت الحجّة علی ابی حنیفه تراہ فی معانی الآثار کیف یأتی بکلامٍ حدیدٍ حتی یقول فی بعض المواضع فما قال ابو حنیفة باطل انتھی (ترجمہ: اور یہ ابوجعفر طحاویؒ باوجودیکہ نہایت مبالغہ کرتا ہے حنفی مذہب کی تائید میں جب کوئی دلیل ابوحنیفہؒ پر ہو چکتی ہے تو تم دیکھتے ہو اس کو کہ کیسی تیز کلام شرح معانی الآثار میں لاتا ہے یہاں تک کہ بعض جگہ کہہ دیتا ہے کہ جو کچھ کہا ابو حنیفہ نے سو باطل ہے۔تمام ہوا کلام طحاوی کا)۔

ایسا ہی امام نوویؒ فقیہ و محدث شافعی نے تقریباً سو جگہ میں مسائل فرعیہ میں حق و باطل کا استعمال کیا ہے ایک جگہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

قال ابو حنیفه و بعض السّلف انه تجب الزکوة فی قلیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحبّ و کثیره و ھذا مذ ھب با طل منا بذ بصریح ا لا حا دیث الصحیحة انتھی و قس علی ھذا با قی موا ضعه

(ترجمہ: کہا ابوحنیفہؒ اور بعضے اگلوں نے کہ واجب ہے زکوۃ تھوڑے بہت غلہ میں اور یہ مذہب باطل ہے پھینکا گیا ہے صریح حدیثوں کی سند سے جو صحیح ہیں اور قیاس کرا سپر باقی مواضع شرح مسلم کو جن میں مسائل فرعیہ کی نسبت لفظ باطل مستعمل ہوا ہے)

اور ایسا ہی حضرت امام شعرانیؒ نے جس کی کلام سے تم بھی مستدل ہو بہت جگہ مسائل فرعیہ میں لفظ حق و باطل استعمال کیا ہے ایک جگہ کتاب لوائح الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں:

و قا ل بعض الحنفیة عند قو له تعالی فا مسحوا بو جو ھکم و اید یکم انّ الحقّ مع الشافعیّ لقو له لا یصحّ التیمّم علی الصخرة و لیس علیھاغبا ر

(ترجمہ: کہا بعض حنفیہ نے بذیل قولہ تعالی فا مسحوا بو جو ھکم و اید یکم کہ حق شافعیؒ کے ساتھ ہے جو کہتے ہیں کہ صحیح نہیں تیمّم کرنا اس پتھر پر جس پر غبار نہ ہو)۔

ایسا ہی ملا علی قاری حنفیؒ سے بہت جگہ یہ استعمال پایا جا تا ہے چنانچہ کتاب منح الازہر میں فرماتے ہیںؒ

فی المسا ئل الا جتھادیّة ا حتما لا ت ار بعة ا لاو ل ان لیس لله حکم معین قبل ا لا جتھاد بل الحکم فیھا ما ا دّی الیه رأی المجتھد فعلی ھذا یتعدّد الا حکا م الحقة ۔ الخ

(ترجمہ۔ اجتہادی مسئلوں میں چار احتمال ہیں۔ اول یہ کہ اجتہاد سے پہلے اللہ کی طرف سے کوئی حکم مقرر نہیں بلکہ حکم وہی ہے جس کی طرف مجتہد کی رائے پہنچے پس احتمال پر احکام حقہ متعدد ہوں گے)

پھر فرمایا:

و کا ن حکم دا ؤد و سلیما ن علیھماالسلا م با لا جتھاد دو ن الو حی و الّا لما جا ز لسلیما ن خلا فه و لا لداؤد الر جوع عنه ولو کان کل من الا جتھاد ین حقاً ۔الخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ: اور تھا حکم داؤد اور سلیمان کا کا اجتہاد سے نہ وحی سے ورنہ نہ جائز ہوتا سلیمان کو خلاف کرنا داؤد کا اور نہ داؤد کو باز رہنا اپنے حکم سے اور اگر ہوں دونوں اجتہاد حق..الخ)

اور اطلاق لفظ حق مسائل اختلافیہ اجتہادیہ فرعیہ پر اس عنوان سے کہ سب حق پر ہے یا حق دائر ہے ادنی طالب علموں تک کو معلوم ہے اور چھوٹی بڑی کتابوں میں درج ہے تفسیر احمدی میں ہے:

قالت المعتزلة کل مجتهد مصیب و الحق فی مواضع الخلاف متعدد و عندنا المجتهد یصیب مرّةً و یخطی اخری و الحق فی مواضع الخلاف واحد۔ انتهی ۔(ترجمہ: کہا معتزلوں نے سب مجتہد حق پر ہیں اور حق موضع اختلاف میں متعدد ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک مجتہد کبھی مطلب پر پہنچتا ہے اور کبھی چوک جاتا ہے اور حق موقع اختلاف میں ایک ہی ہوتا ہے بلاتعیین)

تفسیر معالم میں ہے:

و ذهب جماعة الی انه لیس کل مجتهدٍ مصیب بل اذا اختلف اجتهاد مجتهدین فی حادثةٍ کان الحق مع واحدةٍ لابعینه۔ انتهی ما اردنا نقله عنهما و لسنا نحن بصدد تحقیق ما هو الحق فی مسئلة تعدد الحق و وحدته و انّ ایتهما ارجح دلیلاً و حری قبولاً و اولی احتیاطاً و عملاً

(ترجمہ: اور گئی ہے ایک جماعت طرف اس بات کے کہ ہر مجتہد حق کو پہنچنے والا نہیں ہوتا بلکہ جب دو مجتہدوں کا اختلاف ایک حادثہ میں پایا جاوے تو حق ایک کے ساتھ ہوتا ہے بلاتعیین۔ تمام ہوا جو ہم نے نقل کرنا چاہا ان دونوں سے۔ اور ہم اس بات کی تحقیق کے درپے نہیں کہ مسئلہ تعدد حق اور وحدت حق میں سے کون سی بات ٹھیک ہے اور ان میں کون سی بات دلیل کی راہ سے غالب ہے اور قبول کرنے کے لائق ہے اور عمل و احتیاط کی راہ سے بہتر ہے)۔

اور رسالہ عقد الجید میں جناب مولانا شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

قوله یعنی البیضاوی و المخطی لیس بمبطلٍ قلنا لمّا لم یکن مبطلاً لم یکن مخالفاً للحق لانّ کل مخالفٍ للحق مبطل و ما ذا بعد الحقِّ الا الضلال و الحق انّ ما نسب الی الآئمة الاربعة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قو ل مخرّج الی ان قا ل و الحق انّ ا لاختلاف ار بعة اقسام احد ھا ما تعیّن فیه الحق قطعاً و یجب ان ینقض خلا فه لا نّه با طل یقیناً و ثا نیھا ماتعیّن فیه الحق بغا لب الرأی فخلا فه با طل ظناً الی ان قا ل و تفصیل ذ لك انه ان کا نتِ المسئلة مما ینتقض فیھا قضاء القا ضی بان یکو ن فیھا نصّ معرو ف من النبی ﷺ فکل ا جتھادٍ خلا فه با طل و ان کا ن ا لا جتھاد فی معرفة واقعةٍ قد وقعت ثم اشتبه الحا ل مثل مو ت زیدٍ و حیو ته فلا جر م انّ الحقّ وا حداً الی آ خر ما قا ل

(تر جمہ: قول اوس کا یعنی بیضاوی کا کہ خطا کر نے والا اجتہاد میں باطل پرنہیں ہوتا، اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جب باطل پر نہ ہوا تو حق کا مخالف نہ ہوا کیونکہ مخالف حق کا باطل ہی ہوتا ہے اور حق کے سوائے بجز باطل کے اور کچھ نہیں ہوتا اور اس باب میں حق یہ ہے کہ جو آئمہ اربعہ کی طرف اس مسئلہ میں نسبت کر تے ہیں وہ ایک ایسی بات ہے کہ نکالی گئی ہے ان کے کلام سے بعینہ کلام نہیں ہے یہاں تک کہ کہا شاہ ولی اللہؒ نے اورحق یہ بات ہے کہ اختلاف چارقسم ہے ایک وہ جس میں حق یقیناً ایک جانب مقرر ہوا اور واجب ہو کہ اس کے خلاف کوتوڑا جاوے کیونکہ وہ یقینی باطل ہوگا، دوسرے وہ جس میں حق غالب ظن سے ہو نہ یقیناً پس اس کا خلاف ظنی باطل ہوگا یہاں تک کہ کہا شاہ صاحب نے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر وہ مسئلہ اجتہادیہ ایسا ہوجس میں قضا قاضی کی یعنی جواس کی مخالف ہوٹوٹ جاسکے بسبب اس کے کہ اوس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث مشہور ومعروف مروی ہوپس اس مسئلہ کے خلاف جواجتہاد ہوسو باطل ہے اور اگر اجتہاد ایسے مسئلہ میں ہوجس میں دریافت حال اس حادثہ کا منظور ہو جو ایک دفعہ واقع ہو چکا ہو اور پھراس میں شک پڑ گیا ہوجیسی موت وحیوۃ زید کی تو ایسے محل میں بے شک حق ایک ہی ہوگا۔آخراس کلام تک جو شاہ ولی اللہؒ نے مفصل ومدلل بیان کیا ہے)

پس جب کہ اس قدر استعمال لفظ حق و باطل کا فرعیات میں شائع ہوا تو وہ قول شرح منظومہ کا سوائے قاعدہ جزئیہ اور اصطلاح خاص بعض علماء کے کیا ہوگا۔اب فرمائیے کہ یہ سب اکابر استعمال کر نے والے حق و باطل کی فروعات میں بے تمیز ہیں یاتمہاری نظر کا قصور ہے مناسب یہ ہے کہ اپنی ہی بینائی کا علاج کیجئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیگر یہ سوال وجواب فروعات سے نہیں بلکہ اصول اور معتقدات سے ہے اصول ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ سوال وجواب تقدیم وترجیح کا ہے اور اس مین حکم تعارض کا بیان ہے اور یہ عین مسائل اصول فقہ اور اصول حدیث سے ہے:

قال فی التوضیح الاصولی باب المعارضة و الترجیح اذا ورد دلیلان یقتضی احدهما عدم ما یقتضیه الآخر فی محلٍ واحدٍ فی زمانٍ واحدٍ فان تساویا قوةً او یکون احدهما اقوی بوصفٍ هو تابع فبینهما معارضة و القوة المذکورة رجحان الخ (ترجمہ کیا توضیح میں جو اصول فقہ کی کتاب ہے یہ بات ہے معارضہ اور ترجیح کا جب وارد ہوں دو دلیلیں ایک ان میں سے وہ بات چاہتی ہو جو دوسری نہیں چاہتی ایک ہی موقع میں ایک ہی وقت میں پھر اگر یہ دونوں قوت میں برابر ہوں یا ایک ان میں سے کسی ایسی صفت سے جو اس کے تابع ہو قوت رکھتی ہو تو ان دونوں میں معارضہ تصور کیا جاتا ہے اور وہ قوت جو اس کی صفت سے حاصل ہے رجحان گنی جاتی ہے)

پس تقدیم وترجیح احد المتعارضین کو جو مسائل اصول سے ہے مسائل فروع سے کہنا کمال بے خبری ہے۔ رہا معتقدات سے ہونا اس کا سو وہ بھی ظاہر ہے جب کہ حکم اس تعارض کا بحیثیت اعتقاد پوچھا جاوے بایں طور کہ عند التعارض ہدایہ کو مقدم سمجھا جاوے یا بخاری کو مقدم اور لایق عمل اعتقاد کیا جاوے بہر حال یہ جواب وسوال فروعات سے تو کسی طرح شمار نہیں کیا جاتا پس استعمال لفظ حق و باطل کا اس میں شرح منظومہ کے بھی مخالف نہ ہوا۔

ہدایہ کی بنا غالباً عقلی دلائل اور ضعیف احادیث پر ہے

قولہ الثانی: علاوہ چہ خوش عمرو کو منصف دیندار اور زید کو متعصب وبدعتی بک رہا ہے

جوابہ: زید بدعتی کیا مشرک اور منافق ہے بحکم عین نصوص آئمہ دین کے جن میں ابو حنیفہ بھی ہیں اور منکر ہے حدیث کا بدلیل مطلق بولنے اس کلمہ کے کہ بخاری کو ہدایہ سے رد کریں گے۔ اور مصداق ہے ان روایات حنفیہ کا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الخلا صه من ردّ حد یثاً قال بعض مشا ئخنا یکفر و قال المتا خرو ن ان کا ن متواتراً کفر۔ اقو ل هذا هو الصحیح ا لّا اذا کان ردّ احادیث ا لا حاد علی و جه ا لا ستخفا ف و الا ستحقار و الا نکار انتهی ما فی منح الا ز هر لعلی القا ری الحنفی

(تر جمہ: خلاصہ میں ہے کہ جو کوئی رد کرے کسی حدیث کو کہا مشائخ نے وہ کافر ہو جا تا ہے اور کہا پچھلے فقہاء نے اگر وہ حدیث متواتر ہو تو کا فر ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہی بات صحیح ہے کہ بجز رد کرنے خبر متواتر کے کافر نہیں ہوتا مگر اس حالت میں کہ خبر واحد کو ہلکا اور خفیف جان کر انکار کرے تو اس کے انکار سے بھی کافر ہو جا تا ہے۔ تمام ہوا مطلب منح الا ز ہر کا جو ملا علی قا ری حنفی کی تصنیف ہے)۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہدایہ عبارت ہے مجموعہ چند اقوال اجتہادیہ علماء حنفی سے جن میں بعض اقوال تو موافق ہیں آیات اور احادیث صحیح بخاری ومسلم وغیرھما کے سو ان میں عمرو کو بلکہ کسی اہل حق کو کلام نہیں اور نہ ان سے سوال ہے، اور بعضے اقوال مخالف ہیں صحیحین کے۔ پھر وہ تین قسم ہیں، ایک وہ جن کا ماخذ اور احادیث صحیحہ ہیں سوائے احادیث صحیحین کے، دوسرے وہ جن کا ماخذ احادیث ضعیفہ ہیں، تیسرے وہ جن کا کوئی اصل شرعی نہیں فقط دلائل عقلیہ سے جو بمقابل نصوص صحیحہ کے بالاتفاق شرعاً حجت نہیں مدلل ہیں۔ اور یہ دو قسم اخیر اس میں اکثر اور غالب ہیں اور کافی ہے واسطے ثبوت اس امر کے اقرار شیخ عبدالحق کا شرح سفر السعادۃ میں جس کو تم نے نہایت کج فہمی سے دلیل ترجیح ہدایہ کے اوپر صحیح بخاری کی سمجھ کر نقل کیا ہے وہ یہ ہے جو شیخ عبدالحق نے بضمن جواب اوس شخص کے جو حنفی مذہب کو رائے پر مبنی ٹھہراتا ہے کہا ہے:

وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور ومعتبر ترین کتابہا است نیز دریں وہم انداختہ چہ مصنف وی در اکثر بنائے کار بر دلیل معقول نہادہ واگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ غالباً اشتغال وقت آن استاد در علم حدیث کمتر بودہ ست۔ انتہی

اور موید ہے اس کلام اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر کرخی حنفی کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہدایہ کے بے اعتباری اور اسکی احادیث کا بے اصل ہونا ثابت کرتا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیث قا ل فی تنبیه الو سنان انّ الحد یث ما لم یثبت له سند فی الا صو ل لا یصلح للتمسك والقبول فانّ مو ضو عا ت الزنا دقة و اهل البدع قد جا وزت مأة الفٍ من الاحادیث کماصرّح به انقاد و لو و جده وا جد فی بعض کتب الحنفیة فلیس به اعتداد کیف و اکثر متا خری فقهائنا الحنفیة من علماء ما وراء النهر و العراق و الخراسان لم یسندوا ا حادیثهم التی یذ کرو نها فی کتب الحنفیة الی ا صل من ا صو ل الحدیث الجلیل الشان حتی صا حب الهدا یة التی علیه مدار رحی الحنفیة یظهر ذ لك لمن را جع شر حها المو سو م بفتح القدیر للشیخ الا ما م حجة الحنفیة مو لا نا المحقق کما ل الدین ابن الهمام علیه التحیة و ا لا کرا م فانه شکر الله مساعیه قد با لغ فی حمایة مذهب ا لا ما م ا لاعظم ابی حنیفه الکو فی بتائیده با لا حا دیث الثا بتة فی الصحاح و السنن و المسانید و المعا جم و لم یتیسر له عند تخر یج ا حا دیث الهدایة فی اکثر الموا ضع الظفر بلفظ الحد یث الذی ذکره صاحب الهدا یة و لم یظفر فی بعضها بشیءٍ ا صلاً ۔

(تر جمہ: جہاں پر کہا ہے کتا ب الوسنان میں کہ جب تک کسی حد یث کی سند ثا بت نہ ہو کتب حدیث میں تو وہ سند پکڑ نے اور قبول کر نے کے لائق نہیں کیونکہ وضعی حدیثیں جو چھپے مرتدوں اور بدعتیو ں نے وضع کی ہیں ایک لاکھ سے بڑ ھ گئی ہیں جیسا کہ بیان کیا ہے پر کھنے والوں نے اور اگر کوئی پا وے اوس حد یث کو کسی حنفی کی کتا ب میں تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور کیونکر اعتبا ر ہو جس حالت میں کہ اکثر پچھلے فقہاءِ حنفیہ ما وراء النہر اور عراق اور خرا سا ن نے جن حد یثو ں کو اپنی کتا بوں میں ذکر کیا ہے ان کی سند یں کتب حد یث بلند شا ن تک نہیں پہنچا ئیں یہاں تک کہ صا حب ہدا یہؒ نے جس پر حنفیوں کی چکی پھر رہی ہے ایسا ہی کیا ہے ۔ یہ با ت اس پر ظا ہر ہو جو ہدا یہ کی شرح تصنیف ابن الہما م کو د یکھے کیونکہ اس نے حما یت مذ ہب اما م ابو حنیفہؒ حد کو پہنچا دی ہے سا تھ مدد کر نے اس کی ان احا دیث سے جو کتب صحا ح اور سنن اور مسندوں اور معجمو ں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ثابت ہیں اور وقت نکالنے سندوں احادیث ہدایہ کے امام ابن الہمامؒ کو بہت جگہ وہ لفظ حدیث کا نہیں ملا جو صاحب ہدایہؒ لایا ہے اور بعض جگہ کچھ بھی پتہ نہیں ملا اوس حدیث کا جس کو صاحب ہدایہ لایا ہے۔تمام ہوا جو تنبیہ الوسنان میں ہے)

پس قابل ترجیح ہدایہ کا بنظر اول کے اوپر احادیث بخاری یا مسلم کی مبتدع ہے اور مخالف اجماع امت کا اور قابل ترجیح ہدایہ کا بنظر قسم دوم کے اور بھی بڑھ کر بدعتی اور فاسق ہے اور قابل ترجیح اوس کی کا بنظر قسم سوم کے مشرک ہے اور دین سے خارج ۔نعوذ باللہ من ذلك

بخاری ومسلم کی ترجیح وتقدیم

ثبوت دعوی اول کا یہ ہے کہ باجماع امت محمدیہ ثابت ہو چکا ہے کہ احادیث بخاری اور مسلم کی مقدم اور مرجح ہیں صحت میں اور قوت عمل میں ساتھ اون کے غیر پر۔

قال الامام الاجل ابو عمرو بن الصلاح فی کتاب معرفة انواع علوم الحدیث اول من صنف الصحیح البخاری ابو عبد الله محمد بن اسماعیل الجعِفیّ مولاھم وتلاہ ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری القشیری من انفسهم و مع انه اخذ عن البخاری و استفاد منه یشارکه فی کثیر من شیوخه و کتاباهما اصحّ الکتب بعد کتاب الله العزیز و امّا رویناہ عن الشافعیّ انه قال ما اعلم فی الارض کتاباً اکثر صواباً من کتاب مالك و منهم من رواہ بغیر هذااللفظ فانما قال قبل وجود کتابی البخاری و مسلم ۔ ثم ان کتاب البخاری اصحّ الکتابین صحیحاً و اکثر قواید و امّا ما رویناہ عن ابی علیّ النیشاپوری استاذ الحاکم ابی عبد الله

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحا فظ من انه قا ل ما تحت اد یم السماء کتا ب ا صحّ من کتاب مسلم بن الحجا ج فھذا و قو ل من فضّل من شیو خ المغر ب کتاب مسلمٍ علی کتا ب البخاری ان کان المرا د به انّ کتاب مسلمٍ یتر جح با نه لم یما زجه غیر الصحیح فا نه لیس فیه بعد خطبته ا لّا الحد یث الصحیح مشرو داً غیر ممزو جٍ بمثل ما فی کتا ب البخاری فی ترا جم ابوا به من ا لا شیاء التی لم یسندِ ھا علی الو صف المشرو ط فی الصحیح فھذا لا بأس به و لیس یلز م منه انّ کتا ب مسلمٍ ار جح فیما یر جع الی نفس الصحیح علی کتا ب البخا ری و ان کا ن المراد به ان کتا ب مسلمٍ ا صحّ صحیحاً فھذا مر دود علی من یقو له الی ان قا ل بعد عدِّ الا قسا م السبعة للصحا ح ھذه امھات اقسا مه و اعلا ہ الاوّل و ھو الذی یقو ل فیه اھل الحد یث کثیراً صحیح متفق علیه یطلقو ن ذ لك و یعنو ن به اتفاق البخاری و مسلمٍ لا اتفاق الامة لکن اتفاق ا لامة علیه لاز م من ذ لك و حا صل معه لاتفاق الامة علی تلقّی ما اتفقا علیه با لقبو ل۔ انتھی مختصراً

(تر جمہ۔ کہاامام بزرگ ابوعمرو بن صلاحؒ نے بیچ کتاب معرفۃ انواع علوم الحدیث کے کہ پہلے جس نے کتاب صحیح تصنیف کی بخاریؒ تھا اور اس کے پیچھے لگا مسلمؒ اور وہ باوجودیکہ بخاریؒ سے سیکھتا اور فائدہ اٹھاتا تھا بخاریؒ کے استادوں سے بھی روایت رکھتا ہے اور ان کی دونوں کتابیں صحیح تر ہیں سب کتابوں سے بعد قرآن کے اور جو شافعی سے ہم کو روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ موطا امام مالکؒ سے بہتر کتاب روئے زمین پر نہیں جانتا ہوں، سو یہ کہنا ان کا پہلے وجود کتاب بخاری ومسلم سے تھا یعنی جب تک یہ کتابیں جمع نہ ہوئی تھیں تو موطا بہتر تھی پھر جس وقت تصنیف ہوئیں یہ کتابیں تو موطا کی بہتری ان کے سامنے پست ہوگئی۔ پھر ان دونوں میں بخاری کی کتاب بہت صحیح اور فائدہ مند ہے اور جو ہم کو ابوعلی نیشا پوری استاد حاکمؒ سے روایت پہنچی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ صحیح مسلم سے صحیح تر کتاب زیر آسمان کوئی نہیں سو یہ کہنا اون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اور مغربی لوگوں کا جو مسلم کو ترجیح دیتے ہیں اگر اس غرض سے ہو کہ مسلم کی کتاب کو اس سبب سے ترجیح ہے کہ اس میں بجز احادیث متصل الاسناد کے اور کی ملونی نہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں تراجم ابواب میں بے سند حدیثوں کی ملونی ہے تو کہنا ان کا بجا ہے کچھ برا نہیں لیکن اس سے صحیح مسلم کی ترجیح نفس احادیث کی جہت سے ثابت نہ ہوئی ۔ اور اگر یہ کہنا ان کا اس مراد سے ہو کہ کتاب مسلم کی نفس صحت میں بڑھ کر ہے تو یہ کہنا ان کا مردود ہے یہاں کہ کہا امام ابن الصلاح نے بعد شمار کرنے ساتوں قسم صحاح کے یہ ہیں اصل اقسام صحاح کی ان میں بلند تر اور قسم اول وہ ہے جس کو اہل حدیث صحیح متفق علیہ بولا کرتے ہیں ، یہ کہہ کر مراد رکھتے ہیں اتفاق بخاری اور مسلم کا۔ نہ اتفاق تمام امت کا ، لیکن اس سے اتفاق تمام امت کا ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ تمام امت نے ان کی کتابوں کو قبول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے ۔ تمام ہوا کلام ابن الصلاح کا مختصراً)

و قال شیخ الاسلام ابن حجر الحافظ فی شرح نخبۃ الفکر یلتحق بهذا التفصیل ما اتفق الشیخان علی تخریجه بالنسبة الی ما انفرد به احدهما و ما انفرد به البخاری بالنسبة الی ما انفرد به مسلم لاتفاق العلماء علی تلقّی کتابیهما بالقبول و اختلاف بعضهم فی ایِّهما ارجح فما اتفقا علیه ارجح من هذه الحیثیة و قد صرّح الجمهور بتقدیم صحیح البخاری و لم یوجد عن احدٍ التصریح بنقیضه و اما ما نقل عن ابی علی النیشاپوری انه قال ما تحت ادیم السماء اصحّ من کتاب مسلمٍ فلم یصرِّح بکونه اصحّ من صحیح البخاری لانه نفی وجود کتابٍ اصحّ من کتاب مسلمٍ اذِ المنفیّ انما هو بصیغة افعل من زیادة الصحة و لم ینف المساوات و کذا ما نقِل عن بعض المغاربة انه فضّل صحیح مسلمٍ علی صحیح البخاری فذلك فیما یرجع الی حسن السیاق و جودة الوضع و الترتیب و لم یفصِح احد منهم بانّ ذلك راجع الی الاصحیّة الی آخر ما قال۔

(ترجمہ: اور کہا اسلام کے بزرگ حدیث کے حافظ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں کہ ملتی ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سابق سے یہ کہ بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث کو ترجیح ہے اس پر جو ایک ہی روایت ہے اور ان کی اکیلی اکیلی روایتوں میں بخاری اکیلے کی روایت کو ترجیح ہے اس لئے کہ علماء کا اتفاق ہے ان کی کتابوں کے قبول کرنے پر اور اختلاف بعضوں کا اس میں ہے کہ ان دونوں میں کون مرجح ہے پس جس پر دونوں کا اتفاق ہو وہ تو اس اتفاق سے مرجح ہوئے اور صحیح بخاری کی مسلم سے ترجیح اور تقدیم اکثر علماء نے بیان کی ہے اور اسکا اختلاف کسی ایک بھی ثابت نہیں اور جو ابوعلی نیشاپوریؒ سے منقول ہے کہ کہا اس نے کہ زیر آسمان مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں سو اس میں یہ بیان نہیں کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اوس نے اوس کتاب کا نہ ہونا بیان کیا ہے جو مسلم سے زیادہ صحیح ہو اور اس میں مسلم کے برابر صحیح کی نفی نہیں ہوئی ایسا ہی جو بعض مغربیوں سے منقول ہے کہ اوس نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری سے بہتر کہا ہے سو یہ بہتر کہنا اس کا راجع ہے طرف خوبی سیاق اور پختگی ترتیب اور وضع احادیث کے اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ یہ بہتر کہنا راجع ہے طرف صحت کی یعنی بہتر کہنا اس کا بنظر وضع و ترتیب مسلم کے ہے نہ اس نظر سے کہ مسلم کو صحت میں ترجیح ہے)

و قا ل ا لاما م النووی فی مقدمة شر ح صحیح مسلمٍ اتفق العلماء علی انّ ا صحّ الکتب بعد القرآن العزیز الصحیحا ن البخا ری و مسلم و تلقّتهما ا لا مة بالقبو ل و کتا ب البخا ری اصحهما صحیحاً واکثر هما فوا ئد و معا رف ظا هرةً و غامضةً و قد صحّ انّ مسلماً کان ممن یستفید من البخا ری و یعترف با نه لیس له نظیر فی علم الحد یث و هذاالذی ذ کر نا من تر جیح کتا ب البخا ری هو المذ هب المختار الذی قا له الجما هیر و اهل الا تقا ن والحذق و الغوصِ علی اسرار الحدیث و قال ابو علی الحسین بن علی النیشا پوری الحافظ شیخ الحا کم ابی عبد الله بن البیّعِ کتا ب مسلمٍ ا صحّ و وا فقه بعض الشیوخ المغر ب و الصحیح ا لاول .

(ترجمہ: اور کہا امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم کے مقدمہ میں کہ متفق ہیں علماء اس بات پر کہ صحیح تر کتابوں سے بعد قرآن کے صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں تمام امت محمدیہ نے ان کو قبول کر لیا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب بخاری کی دونوں میں سے زیادہ صحیح اور اور فائدہ مند ہے اور صحیح ہو چکی ہے یہ بات کہ مسلمؒ فائدہ اٹھاتا تھا بخاریؒ سے اور اقرار کرتا تھا کہ بخاری بے نظیر ہے علم حدیث میں ۔ یہ جو ہم نے بخاری کو غالب ٹھہرایا ہے یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور صاحبان مضبوطی اور مہارت کا اور غوطہ مارنے والوں کا دریائے اسرار حدیث میں اور کہا ابوعلی نیشاپوری حاکم کے استاذ نے کہ کتاب مسلم کی زیادہ صحیح ہے اور اس کے موافق ہوئے بعض مشائخ مغرب کے لیکن صحیح وہی بات ہے جو پہلے کہی گئی یعنی صحیح تر ہونا کتاب بخاری کا)۔

و قال شیخ الاسلام الحافظ ذهبی فی تاریخ الاسلام اما جامع البخاری الصحیح فاجلّ کتب الاسلام و افضلها بعد کتاب الله و هو اعلی فی وقتنا هذا یعنی سنة ثالث عشر بعد سبع مأة و من ثلاثین سنةٍ یفرحون العلماء بعلوّ سماعه فکیف الیوم فلو رحل شخص لسماعه من الف فرسخٍ لما ضاعت رحلته

(ترجمہ: اور کہا شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ نے تاریخ الاسلام میں کہ کتاب جامع صحیح بخاری بزرگ تر ہے کتب اسلام سے اور بہتر ہے تمام سے بعد قرآن کے اور وہ بلند تر ہے ہمارے زمانہ میں یعنی ۷۱۳ھ میں اور تیس سال سے علماء خوش ہوتے ہیں اس کے سماع عالی رتبہ سے پس اگر کوئی شخص اسکے سننے کے واسطے تین ہزار کوس سفر کرے تو اسکا سفر رائیگان نہ ہوگا)

و قال القسطلانی فی شرح البخاری و امّا تالیفه یعنی البخاری فانها سارت مسیر الشمس و دارت فی الدنیا فما جحد فضلها الا الذی یتخبطه الشیطان من المسّ و اجلّها و اعظمها الجامع الصحیح

(ترجمہ: اور کہا قسطلانی نے شرح بخاری میں کہ تصنیفات بخاری کی پھر رہی ہیں جہاں کہیں کہ سورج پھرتا ہے اور دنیا بھر میں دورہ کر رہی ہیں یعنی تمام جہان میں لوگ اس کو دستور العمل جان کر لئے پھرتے ہیں اور مشہور کرتی ہیں پس اس کی بزرگی کا منکر نہ ہوگا مگر وہی جسکو شیطان نے دیوانہ کر رکھا ہے ہاتھ لگا کر اور بڑی بزرگ سب تصانیف سے اس کی جامع صحیح ہے)۔

و قال الشیخ الحافظ ابن کثیر فی البدایة و النهایة وکتابه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحيح يستسقى بقرأته الغمام و اجمع على قبوله و صحّه ما فيه اهل الاسلام ۔(ترجمہ: اور کہا شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے تاریخ بدایہ ونہایہ میں کہ کتاب بخاری کی جامع صحیح اس کے پڑھنے کی برکت سے مینہ مانگا جاتا ہے اور اس کے مقبول ہونے اور صحیح ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہو گیا ہے)

احادیث صحیحین کا قطعی ہونا

و قال مولانا شاہ ولی الله فی حجة الله البالغه اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على انّ جميع ما فيهما من التصل المرفوع صحيح بالقطع و انّهما متواتران الى مصنّفيهما و انه كل من يهوّن امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين و ان شئت الحق الصراح فقسه بكتاب ابن ابى شيبه و كتاب الطحاوى و مسند الخوارزمى و غيرهما لتجد بينها و بينهما بعد المشرقين

(ترجمہ: اور کہا مولانا شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں کہ صحیح بخاری ومسلم جو ہیں ان میں جو حدیث متصل مرفوع ہے سو صحیح ہے یقیناً باتفاق محدثین کے اور سند متواتر سے مصنفوں تک پہنچی ہے اور جو کوئی ان کو خفیف اور ہلا جانے وہ بالاتفاق چلنے والا ہے وہ راہ جو مومنوں کی نہیں اگر تو حق صریح ڈھونڈے تو ان کو کتاب ابن ابی شیبہ اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی سے مقابلہ کر کے دیکھ تو تجھ کو ان میں اون میں دو مشرقوں کی دوری معلوم ہو)۔

ف: ابن ابی شیبہؒ بخاریؒ ومسلمؒ کا استاذ ہے اور اس کی کتاب کا نام مصنف ہے اور طحاوی حنفی کا مذہب کہ ایک فقیہہ ہے اس کی کتاب شرح معانی الآثار اور مسند خورزمی ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی کی تالیف ہے اور اسے مسند امام اعظم بھی بولتے ہیں کیونکہ اس میں خوارزمی نے مرویات امام اعظم کو بزعم خود جمع کیا ہے اور بہت جگہ خطا کی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو جلالت شان صحیحین کی دریافت کرنی منظور ہو تو ان کتابوں سے مقابل کر کے دیکھے تو معلوم ہو کہ یہ کہاں اور وہ کہاں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و قا ل السید جمال الدین صا حب رو ضة ا لاحبا ب فی رسالته فی ا صو ل الحد یث اوّل من صنّف فی الصحیح المجرد ا لا ما م ا لبخاری ثم مسلم و کتا با هما ا صح الکتب بعد کتا بِ الله العزیز الی ان قا ل و اعلی اقسا م الصحیح ما اتفقا علیه ثم انفرد به البخا ری ثم انفرد به مسلم ۔ الی آ خر ما قا ل (ترجمہ: اور کہا سید جمال الدینؒ نے جو مصنف روضة الاحباب کے ہیں اپنے رسالہ اصول حدیث میں کہ پہلے جس نے فقط صحیح یعنی بے ملونی حسن وضعیف کی تصنیف کی ہے امام بخاریؒ ہے پھر امام مسلمؒ اور ان کی کتابیں سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں ماسوائے قرآن کے یہاں تک کہ کہا سید جمال الدینؒ نے کہ بلند ترین اقسام صحیح وہ ہے جس پر بخاری ومسلم کا اتفاق ہو پھر وہ جو اکیلے بخاری کی روایت ہو پھر وہ جو اکیلے مسلم کی روایت ہو۔الخ)

و قا ل الشیخ العلا مة الحِبر الفها مة محمد المقلب با لمعین السند هی فی الدرا سا ت و کونهما ا صح کتابٍ فی الصحیح المجرّد تحت ادیم السما ء و انهما ا صح الکتب بعد القر آن العزیز با جماع من علیه التعویل فی هذا العلم الشر یف قاطبة فی کل عصرٍ و اجماعِ کل فقیهٍ مخا لفٍ و موا فقٍ علی ما لا یوجد مثل ذ لك ا لا جماع علی فضل ابی حنیفه علی الفقها ء الثلا ثة من المعا ند و المخالف مع دعوی ذ لك من اکثر اهل المذ هب (ترجمہ: اور کہا شیخ علامہ بہت دانش مند وفہمیدہ نے جن کا نام محمد اور لقب معین سندھیؒ ہے کتاب دراسات میں کہ بخاری ومسلم کا سب کتب صحیحہ محض سے جو زیر آسمان ہیں زیادہ صحیح ہونا اور ان کا قرآن کے بعد درجہ صحت میں پہنچنا اجماع سے ہر زمانہ کے محدثین اور فقہاء کے مخالف ہو خواہ موافق ثابت ہے ایسا اجماع کہ پایا نہیں گیا ویسا اجماع ابوحنیفہؒ کی بزرگی پر بہ نسبت باقی تینوں اماموں کے حالانکہ اس بزرگی کا اکثر اہل مذہب حنفی نے دعوی بھی کیا ہے)

ایسا ہی اور صدہا علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور محدثین وغیرھم اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ حدیث بخاری اور مسلم کی مقدم اور مرجح ہے غیر پر باجماع مسلمین کے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بعضے اہل تحقیق اتباع آئمہ اربعہ سے اور اکثر اشعری اور عامہ اہل حدیث اس سے بھی بڑھ کر فرماتے ہیں کہ حدیث مسلم و بخاری سے علم نظری یقینی حاصل ہوتا ہے۔ پس بنا بر اس مذہب کے منکر حدیث شیخین کا کافر ہوگا اور بعضے جو کہتے ہیں کہ علم یقینی ان کی حدیث سے حاصل نہیں ہوتا ان کے نزدیک اگرچہ منکر ان کی حدیث کا کافر نہ ہوگا لیکن فاسق اور تارک واجب ضرور ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک وجوب عمل میں ساتھ حدیث شیخین کے اور اصحیۃ اور ارجحیۃ میں اس کی کچھ تردد و کلام نہیں۔

قال الامام ابو عمرو بن الصلاح فی علوم الحدیث و هذا القسم یعنی المتفق علیه مقطوع بصحّته و العلم الیقینی النظری واقع به خلافاً لقول من نفی ذلك محتجاً بانه لا یفید الّا الظن و انما تلقته الامة بالقبول لانه یجب علیه العمل بالظن و الظن قد یخطیء و قد کنت امیل الی هذا و احسبه قویاً ثم بان لی ان المذهب الذی اخترناه اولاً هو الصحیح لانّ ظنّ من هو معصوم من الخطاء لا یخطیء و الامة فی اجماعها معصومة من الخطاء و لهذا کان الاجماع المبنی علی الاجتهاد حجة مقطوعاً بها و اکثر اجماعات العلماء کذلك و هذه نکتة نفیسة نافعة و من فوائدها القول بانّ ما انفرد به البخاری او مسلم مندرج فی قبیل ما یقطع به لتلقی الامة کل واحد من کتابیهما بالقبول سوی احرفٍ یسیرةٍ تکلم علیها النقاد من الحفاظ کالدار قطنی و غیره و هی معروفة عند اهل هذا الشان ۔ انتهی کلام ابن الصلاح

(ترجمہ: کہا امام ابو عمرو بن الصلاحؒ نے کتاب علوم الحدیث میں اور یہ قسم یعنی جس حدیث پر شیخین کا اتفاق ہو یقینی صحیح ہے اور علم یقینی جو دلیل سے حاصل ہوا کرتا ہے اس قسم سے حاصل ہے بخلاف اوس شخص کے جو کہتا ہے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ ظنی حاصل ہوتا اور قبول کرنا امت کا اس قسم کو اسی جہت سے ہے کہ عمل کرنا ساتھ ظنی بات کے واجب ہوتا ہے اور ظن میں خطا کا بھی احتمال ہے اور میں بھی اس مذہب مخالف کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس کو اچھا جاننے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ مذہب صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے اختیار کیا تھا یعنی حدیث متفق علیہ کو مفید علم یقینی جاننا اس لئے کہ ظن معصوم میں خطا کا احتمال نہیں اور امت اپنے اجماع میں خطا سے معصوم ہوا کرتی ہے، اسی واسطے جو اجماع مبنی اجتہاد پر ہوتا ہے دلیل قطعی شمار کیا جاتا ہے اور اکثر اجماع علماء کے ایسے ہوتے ہیں سو یہ ایک بڑا نفیس نکتہ ہے اس سے یہ بات بھی نکل آئی کہ جو اکیلے بخاری کی روایت ہو یا اکیلے مسلم کی وہ بھی قسم مفید علم یقینی میں داخل ہے کیونکہ امت نے دونوں کتابوں کو قبول کر لیا ہے، سوائے تھوڑے حرفوں کے جن پر دارقطنی وغیرہ پرکھنے والوں نے کلام کیا ہے اور وہ حروف مشہور ہیں اس فن والوں میں)

و قا ل البلقینی قدنقل بعض الحفا ظ المتا خر ین مثل قول ابن الصلاح عن جماعة من الشا فعیة کا بی اسحاق الشا فعی و ابی حا مد الا سفرا ئی و القا ضی ابی الطیب و الشیخ ابی اسحاق الشیرازی و عن السّر خسی من الحنفیة و القا ضی عبد الو ھا ب من الما لکیة و ابی یعلی و ابی الخطا ب و ابن الزا غو نی من الحنا بلة و ابن فور ك و اکثر اھل العلم من الاشعر یة و اھل الحد یث قا طبة و مذ ھب السلف عامة انتھی علی ما نقله السیو طی فی التد ریب۔

(ترجمہ: اور کہا بلقینیؒ نے بیشک نقل کیا ہے بعض حدیث کے حافظوں نے مثل قول امام ابن الصلاحؒ کے ایک جماعت شافعیہ سے جیسے ابو اسحاق شافعیؒ ہوئے اور ابو حامد اسفرائیؒ اور قاضی ابو الطیبؒ اور شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ اور نقل کیا ہے امام سرخسیؒ سے حنفیہ میں سے اور قاضی عبد الوہابؒ سے مالکیوں میں سے اور ابو یعلیؒ اور ابن الزاغوانیؒ سے حنبلیوں سے اور ابن فورکؒ اور اکثر اہل علم سے اشعریہ میں سے اور سب کے سب اہل حدیث سے اور یہی نقل کیا مذہب تمام سلف کا۔ تمام ہوا کلام بلقینیؒ کا جیسے سیوطیؒ نے تدریب میں نقل کیا ہے)

و قال النووی فی مقد مة شر ح مسلم بعد ایرا د کلام ابن الصلا ح متعقّباً و معتر ضاً علیه و ھذا الذی ذکره الشیخ فی ھذه المو ا ضع خلاف ما قا له الحققن و ا لا کثرو ن فا نھم قالوا ا حا دیث الصحیحین التی لیست بمتوا ترة انما تفید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظن فا نها آ حا د و ا لا حا د انما تفيد الظن على ما تقرر و لا فرق بين البخا ری و مسلم و غير هما فی ذ لك و تلقی ا لامة بالقبو ل ا نما افا د و جو ب العمل بما فيهما و هذا صحّت اسانيد ها و تفيد ا لّا الظن فكذا الصحيحا ن و انما يفترق الصحيحان و غير هما من الكتب فی كون ما فيهما صحيحاً لايحتاج الی النظر فيه بل يجب العمل به مطلقاً و ما كان فی غير هما لا يعمل به حتی ينظر و يو جد فيه شرو ط الصحيح و لا يلز م من اجماع ا لامة علی العمل بما فيهما اجماعهم علی انه مقطوع با نه من كلا م النبی ﷺ و قد اشتد انكار امام ابن بر ها ن علی من قال بما قا له الشيخ انتهی كلا م النووی قال السيو طی فی التد ريب قا ل شيخ ا لا سلا م ما قاله النووی مسلّم من جهة ا لا كثرين فا ما المحققو ن فلا فقد وافق ابن الصلا ح ايضاً محققون ۔

ترجمہ: اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں بعد نقل کرنے کلام ابن الصلاحؒ کے اس پر اعتراض کی نظر سے کہ یہ جو شیخ ابن صلاحؒ نے ذکر کیا ہے سو خلاف ہے قول محققین کے اور اکثر علماء کے اس لئے کہ انہوں نے حدیث شیخین کو جو متواتر نہ ہو مفید ظن بتلایا ہے کیونکہ وہ خبر واحد ہوتی ہے اور خبر واحد بجز ظن فائدہ نہیں دیتی اور اس مفید ظن ہونے میں بخاری ومسلم اور ان کے سوائے سب برابر ہیں رہا یہ فرق کہ ان کو علماء نے قبول کرلیا ہے سو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ان پر عمل واجب ہے بالاتفاق اور بجز ان کے اوروں کی حدیثوں پر جو غیر متواتر ہیں عمل کرنا تب واجب ہوتا جب ان کی صحت ثبوت کو پہنچ لے۔ الحاصل یہ دونوں مفید ظن ہی ہیں اور فرق ان میں یہی ہے کہ بخاری ومسلم کی حدیث کی صحت ثابت ہو چکی ہے اس میں کچھ بحث وتامل کی ضرورت نہیں ہے اور بہر حال اس پر عمل واجب ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور بجز ان کے اوروں کی حدیث واجب العمل نہیں جب تک کہ اوس کی صحت ثابت نہ ہو لے اور اس میں بحث ونظر کر کے صحت کو نہ دیکھ لیا جاوے اور اس اجماع سے جو بخاری ومسلم کے واجب العمل ہونے پر منعقد ہو چکا ہے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا اور بلا شبہ سخت انکار کیا ہے امام ابن برہان نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر جو شیخ ابن صلاح کی طرح کہے۔ تما ہوا کلام نوویؒ کا کہا امام سیوطیؒ نے تدریب میں کہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ جو نوویؒ نے ابن الصلاحؒ پر اعتراض کیا ہے کہ قول اس کا اکثر علماء کے خلاف ہے سو ٹھیک ہے لیکن یہ جو کہا ہے کہ یہ قول محققین کے بھی خلاف ہے سو غلط ہے کیونکہ محققین ابن صلاح کے ساتھ بھی ہیں یعنی ابو اسحاق شافعی اور ابو حامد اسفرائی اور قاضی ابو الطیبؒ اور شیخ ابو اسحاق شیرازی اور سرخسی حنفی اور قاضی عبدالوہاب مالکی اور ابو یعلی اور ابو الخطاب اور ابن الزاغوانی حنبلی اور ابن فورک اور اکثر اہل علم اشعریہ اور اہل حدیث سب کے سب اور سلف صالحین تمام)

و قال الحا فظ ا لا ما م ابن حجر فی شر ح نخبة الفكر الخبر المحتفّ بالقرا ئن يفيد العلم خلا فاً لمن ابی ذ لك و قا ل و هو انوا ع منها ما ا خر جه الشيخا ن فی صحيحهما مما لم يبلغ التواتر فا نه ا حتفّ به قرائن منها جلا لتهما فی هذا الشا ن تقد مهما فی تمئيز الصحيح علی غير هما و تلقّی العلماء لكتابيهما با لقبو ل و هذا التلقّی و حده اقوی فی افادة العلم من مجرد كثرة الطرق القا صرة عن التوا تر الّا انة هذا مختص بمالم ينقده ا حد من الحفا ظ و بما لم يقع به التجاذب بين مد لو ليهما من غير تر جيحٍ و ما عدا ذ لك فا لا جماع حاصل علی تسليم صحته قا ل و ما قيل انهم اتفقوا علی وجوب العمل به لا علی صحته فممنوع لانهم اتفقوا علی وجوب العمل بكل ما صحّ و لو لم يخر جا ه فلم يبق للصحيحين مزيّة فيما ير جع الی نفس الصحة انتهی قا ل السيو طی قا ل ابن كثير و انا مع ابن الصلا ح فيما عوّل عليه قلت و هذا الذی ا ختاره و لا اعتقد سواه۔ انتهی كلا م السيوطی (ترجمہ: اور کہا حافظ امام سیوطیؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں کہ حدیث گھری ہوئی نشانیوں صحت سے مفید یقین ہوتی ہے بخلاف قول اوس شخص کے جو اس کا منکر ہے اور کہا کہ وہ کئی قسم ہے ایک ان میں سے وہ حدیث ہے جس کو شیخین بخاری و مسلم روایت کریں اور وہ تواتر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہ پہنچی ہو اس کو کئی نشانیاں صحت کی لگ رہی ہیں جلالت شیخین کی اور ان کا مقدم ہونا حدیث صحیح کی تمیز و پہچان میں اور تمام علماء کا قبول کر لینا ان کی کتابوں کو اور یہ قبول کر لینا ان کا اکیلا ہی قوی نشانی ہے واسطے مفید ہونے اس کی حدیث کے یقین کو اور بڑی مفید ہے بہ نسبت اس کثرت سندوں کے جو تواتر کو نہ پہنچی لیکن یہ حکم قطعیت و یقین کا خاص ہے اب حدیثوں سے جن کو کسی حافظ نے پرکھا نہیں ہے اور ان سے جن میں باہم تعارض نہیں اور سوائے اس کے باقی حدیثوں کی تسلیم صحت پر اجماع ہو چکا ہے کہا امام ابن حجرؒ نے کہ یہ جو کسی نے کہا ہے کہ علماء کا اجماع اس پر ہے کہ ان کی حدیث پر عمل کرنا واجب ہے نہ اسپر کہ ان کی صحت مسلم ہے سو یہ بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ عمل تو ہر حدیث پر واجب ہے خواہ اس کو شیخین نے روایت نہ کیا ہو۔ پس خاص ان کی حدیث کو صحت کی راہ سے کیا فوقیت رہی۔ تمام ہوا کلام ابن حجرؒ کا کہا سیوطیؒ نے کہ فرمایا ابن کثیرؒ نے کہ میں تابع ہوں ابن الصلاحؒ کی اوس بات میں جو انہوں نے کہی ہے اور اسپر اعتماد کیا ہے میں کہتا ہوں کہ میں بھی اسی کو اختیار کرتا ہوں اور یہی اعتقاد رکھتا ہوں تمام ہوا کلام سیوطیؒ کا)۔

پھر ان دونوں مذہبوں میں بعضے محققین نے تطبیق بھی دی ہے چنانچہ دراسات میں مفصل و مدلل مذکور ہے اور بعض نے مذہب ابن صلاح کو ترجیح دی چنانچہ ابن کثیرؒ اور امام سیوطیؒ سے عبارات متذکرہ بالا میں مدلل مذکور ہے اور ہم کو اس مقام میں اس کی تفصیل اور احد الطرفین کی تائید منظور نہیں بلکہ غرض ہماری اتنی ہی ہے کہ رتبہ صحیحین کا اس قدر بلند ہے کہ کئی محققین ان کی احادیث کو مفید علم یقینی نظری کہتے ہیں اور بعضے اگرچہ مفید علم ظنی کہتے ہیں لیکن وہ بھی مرجح اور واجب العمل ہونے میں ان کی احادیث کی کچھ چون و چرا نہیں کرتے۔

بجواب مطاعن صحیحین

اب ایک اور بات واجب التنبیہ کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جو کلام میں ابن صلاحؒ کی گزرا ہے کہ سوی احرف یسیرةٍ تکلم علیها بعض اهل النقد من الحفاظ کالدار قطنی و غیره ، اور کلام میں شارح نخبۃ کی نیز گزرا ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الّا انّ ھذا مختص بمالم ینقّدہ ا حد من الحفاظ، یہ مستثنٰی ہے حکم قطعیت سے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب ا حا دیث صحیحین کی قطعی الصحۃ ہیں سوا ئے ان چند احادیث کے جن میں دارقطنیؒ وغیرہ نے کلام کیا ہے یعنی وہ قطعی الصحۃ نہیں نہ یہ کہ مستثنٰی ہے حکم اصحیۃ اور ارجحیۃ اور واجب العمل ہو نے سے ا حا دیث صحیحین کے چنانچہ شاہد ہیں اس پر الفاظ مستثنٰی منہ کے ان دونوں اماموں کی کلام میں امام ابن الصلاحؒ کے یہ الفاظ:

ما انفرد به البخاری او مسلم مندر ج فی قبیل مایقطع به سوی احر فٍ یسیرةٍ ای فهی لا تند ر ج فیما یقطع

اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے یہ الفاظ:

و هذا التلقّی و حد ہ اقوی فی افادة العلم الّا انّ هذا مختصّ بما لم ینقّد احد ای فهو لا یشمل القدر المنقّد منهما لعدم وجود التلقّی له

ایسا ہی ثابت کیا ہے امام سیوطیؒ اور صاحب دراسات نے۔ قال صاحب الدراسات:

ثم مما یهِمّ ان یعرف انّ ما انتقِد علیهما انما استثنی عمّا حکمه المقطوع کما صرّح به شا ر ح النخبة و صرّ ح ایضاً الشیخ ابن الصلا ح قال السیو طی استثنی ابن الصلا ح من المقطوع بصحته ما تکلِم فیه من ا حا دیثهما فقا ل سوی ا حر فٍ یسیرةٍ تکلّم علیها بعض اهل النقد من الحفا ظ کا لدارقطنی و غیره فانّ جمیع ما ا خر جا ہ مقطوع الصحةِ کالمتوا تر ا لّا انّ القطع فیه نظریّ کما مرّ من المقد ما ت القطعیّة و فی المتوا ترِ ضروریّ فما لم ینتهض علیه تلك المقد مات مما لم یجتمع علیه الا مة و شذّ منه بعض الحفا ظ لم یکن قطعی الصحة فینز و ل منه حکم القطعیة من عد م حنث الخالف و تکفیر الجا مد و ما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یشبه ذ لك لا کو ن ما انتقد علیه صحیحاً یجب به العمل من غیر وقفةِ و نظرٍ الی ان قا ل فجمیع ما فی الکتا بین یجب العمل به من غیر وقفة و نظرٍ اذ المنتقد منهما لم ینز ل عن اعلی در جا ت الصحةِ و هی در جة ما ا خر جه الشیخا ن فانّ کو ن اخرا جهما فی تلك الدر جة انما لما یر جع الی سلطنتهما فی الصنعة و اما متهما فی الفن و تقدّمهما فی تمئیز الصحیح علی غیر هما و عر فا ن العلل جلِّها و دِقها فهما اما ما ن فنّ الجر ح و التعدیل و معرفة ا لاسبا ب الخفیة التی لم یبلغ الی عشرِ عشیر هما من انتقد علیهما فهذا الصحّ لما اتفقا علی اخراجه مسبّبة کما لِهما فی علم الحد یث من غیر ر جو ع الی امرٍ غر یبٍ عن ذلك الکما ل کتلقّی ا لا مة و غیره من القرا ئن الخا ر جةِ من اعتبارً مجردِ علمهما و هذا القدر و هو ا لا تفاق علی ا لا خرا ج یو جد فی المنتقدِ منهما فثبت انه فی اعلی درجا ةِ الصحة، و فوق ما هو علی شر یطتهما و لم یخر جا ہ فلا ر یبة فی و جو ب العمل بالمنتقد منهما من غیر وقفةٍ الی ما یندفع به ذ لك ا لا نتقا د بمجر د ا خرا جهما فکیف اذا نظِر فیما اجا بوا عن ذ لك بما جعلوه هبا ءً منثوراً حتی حکم المتقنو ن حکماً کلّیّاً علی مانقل السیو طی عن النو وی فی شر ح البخاری ان کلّ ما ضعِّف من احا دیثهما فهو مبنی علی عللٍ لیست بقاد حةٍ و حکموا حکماً کلیاً انّ کلّ ما فیهما من الانقطاع و التد لیس فی الظاهر فلیس ذ لك به فی الحقیقة هذا مما عقدوا علیه الا نا مل مجملاً و قد صنِّف فی تفصیل الردّ و الوا جب عن حد یثٍ حد یثٍ اجزاء علی حیازةٍ قا ل السیو طی وقد الّف الر شید العطا ء کتا باً فی الرد و الجوا بِ حد یثاً حد یثاً و قا ل العرا قی قد افردت کتاباً لما تکلِّم فیه من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا حا دیث الصحیحین او ا حد هما مع الجوا ب عنه و قد سوّد شیخ ا لاسلام ما فی البخا ری من الاحا دیث المتکلم فیها فی مقدمة شر حه و اجا ب عنها حد یثاً حد یثاً ثم قا ل السیو طی و یخمل ههنا یعنی فی التدریب بجواب شا ملٍ لا یختص بحدیثٍ دو ن حد یثٍ ثم سا قه بما حا صلها ذ لك ا لاجما ل المتقدم من تقد مهما فی هذا الشان علی اجلّة المشا ئخ حتی علی من ا خذا عنه کا بن المد ینی و عنه ا خذ البخا ری و مع ذ لك فکا ن ابن المد ینی اذا بلغه من البخاری شیء یقول ما رآی مثل نفسه و کا ن محمد بن یحی الز هلی اعلم اهل عصره یعلّل حد یث الز هری و قد استفاد ذ لك من الشیخین جمیعاً و قال مسلم عر ضت کتا بی علی ابی زر عة الرا زی فما اشا ر انّ له علّة تر کته قال ای السیو طی فا ذا عرِف ذ لك و تقرر انهما لا یخر جان من الحد یث ا لّا ما لا علّة له او له علّة غیر مؤ ثرةٍ عند هما فبتقدیر تو جیه کلا م من انتقد علیهما یکو ن قو له معار ضاً لتصحیحهما و لا ریب فی تقدیمهما فی ذلك علی غیر هما فتند فع ا لا عترا ض من حیث الجملة و قله یعنی السیو طی فبتقدیر تو جیهه الخ ، اشارة الی ما هو الواقع فی ا لا کثر من عدم تو جیه کلا مهم و سو ء فهمهم و ظنهم علیهما بما هما بِیا ن عنه و من تصفَّح کلا م الناقدین ثم سر د السیو طی ا مثلةً مفصلةً من ز لك یجب علیك الر جو ع الیها فما اعظم افتضاح من یظن من اهل زما ننا انّ الا نتقا د فی حد یثهما یو جب الو قفة فی العمل فا نه مفصِح من عدم رجو عه الی ا صو ل هذ الفن الشر یف۔ انتهی کلا مه

(تر جمہ: کہا صاحب دراسات نے پھر ایک بڑے مطلب کی بات یہ جانی جاوے کہ جو حدیثیں پر کھی گئی ہیں شیخین کی وہ مستثنی یعنی نکالی گئی ہیں اس قسم سے جو قطعاً و یقیناً صحیح ہے جیسا کہ بیان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے مصنف شرح نخبہ نے اور نیز شیخ ابن صلاحؒ نے کہا امام سیوطیؒ نے کہ شیخ ابن صلاحؒ نے حکم سے قطعی الصحۃ کے نکال لیا ہے ان حدیثوں کو جن میں لوگوں نے کلام کیا ہے چنانچہ کہا کہ سوائے تھوڑے حرفوں کے جن پر دارقطنی وغیرہ پرکھنے والوں نے کلام کیا ہے وجہ نکالنے کی یہ ہے کہ شیخین کی تمام روایتیں قطعی الصحۃ ہیں فرق اس میں اور ان میں یہی ہے کہ ان کا قطعی ہونا دلیل سے ثابت ہے جیسا کہ مقدمات قطعیہ اس دلیل کے گذر چکے ہیں اور متواتر کا قطعی ہونا بداہۃً بلا دلیل ثابت ہے پس وہ حدیث جس پر وہ مقدمات قائم نہ ہوں مثلاً اس میں اتفاق امت ہی کا نہ پایا جاوے بلکہ بعضے حفاظ حدیث اس کی صحت سے انکار کریں تو وہ قطعی الصحۃ نہ ہو گی اور حکم قطعیت کا جیسے جھوٹا نہ ہونا اس شخص کا جو ان کے صحیح ہونے پر قسم کھالے اور کافر ہو جانا اس شخص کا جو ان کی حدیث سے انکار کرے یہ سب احکام قطعی الصحۃ کے اس حدیث غیر متفق علیہ سے اٹھ جاویں گے اور یہ نہیں کہ اسکا صحیح ہونا اور بلاتوقف و بلاتامل واجب العمل ہونا جاتا رہے گا یہاں کہ ارشاد کیا کہ تمام حدیثیں جو ان کتابوں میں ہیں یعنی خواہ پرکھی ہوئی ہیں خواہ اتفاقی سب واجب العمل ہیں بلاتوقف و بلاتامل اس لئے کہ جو پرکھی ہوئی ہیں وہ درجہ اعلیٰ سے یعنی روایت شیخین سے تو پست نہیں ہوگئیں کیونکہ اس درجہ میں ہونا ان کا بنظر بادشاہی شیخین کی ہے صنعت حدیث میں اور ان کی امامت کی اس فن میں اور بنظر ان کے مقدم ہونے اوروں پر اور ان کی پہچان کی حدیث کی بڑی چھوٹی علتوں کو کیونکہ وہ دونوں امام ہیں فن جرح و تعدیل میں اور پہچان میں علتوں احادیث کے ان کی پہچان کے مقابل پہچان اون شخصوں کو جو ان پر اعتراض کرتے ہیں دسویں حصے کے دسویں حصہ کو نہیں پہنچی پس یہ صحیح ہونا ان کی اتفاقی حدیثوں کا محض بسبب ان کے کمال کے ہے فن حدیث میں بلالحاظ کسی اجنبی سبب کے جیسے قبول کر لینا امت کا ان کی احادیث کو اور سوائے اسکے اور وہ اسباب جو علاوہ ان کے علم و کمال سے ہیں سو یہ بات یعنی روایت کرنا شیخین کا بالاتفاق ان پرکھی ہوئی احادیث میں پایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ وہ حدیثیں اعلیٰ درجہ صحت میں ہیں اور بلندتر ہیں اون احادیث سے جو شیخین کی شرط پر ہیں لیکن شیخین نے ان کو روایت نہیں کیا اور کچھ شک نہ رہا واجب العمل ہونے میں ان پرکھی ہوئی احادیث کے بمقتضائے فقط روایت کرنے شیخین کے ان احادیث کو بلاتردد و انتظار ان جوابوں کے جن سے اعتراضات ان پرکھنے والوں کے اٹھ جائیں۔ پس کیا حال ہو جب کہ ہم نظر کریں طرف جوابات ان اعتراضوں کے جو علماء نے قلم بند کئے ہیں اور ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضوں کو اڑتی خاک بنا دیا ہے یہاں تک کہ عام حکم لگا دیا ہے ان مضبوطوں نے چنانچہ نقل کیا ہے سیوطیؒ نے امام نوویؒ سے شرح بخاری میں کہ شیخین کی کسی حدیث کا ضعف اگر کسی نے بیان کیا ہے تو بنا اس کی ایسی ہی علتوں پر ہے کہ وہ صحت کے خلاف نہیں اور نیز عام حکم لگا دیا ہے کہ جہاں کہیں صحیحین میں بحسب ظاہر انقطاع سند یا تدلیس معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت میں تدلیس وانقطاع نہیں۔ یہ ہے مجمل تسلیم وتقریر ان کی اور تفصیل وار ہر ہر حدیث کے جواب بھی کئی کئی علیحدہ جزوں میں تصنیف کی گئی ہیں۔ کہا امام سیوطی نے کہ بیشک تصنیف کی ہے ایک کتاب رشید عطانی ایک ایک حدیث کے رد و جواب میں اور کہا امام عراقیؒ نے کہ میں نے ایک کتاب مستقل میں وہ اعتراضات جو دونوں کی یا ایک کی احادیث پر کئے گئے ہیں معہ ان کے جوابات کے قلم بند کئے ہیں اور شیخ الاسلام نے بھی مقدمہ شرح بخاری میں احادیث محل کلام اور ان کے جوابات کو ایک ایک کر کے لکھا ہے۔ پھر کہا سیوطیؒ نے کہ ہم یہاں پر یعنی کتاب تدریب الراوی میں ایک ایسا مجمل جواب دیتے ہیں جو ہر ایک حدیث کا جواب ہو سکے اور کسی ایک سے خصوصیت نہ رکھے۔ پھر اس کو بیان کیا جس کا خلاصہ وہی مجمل بات ہے جو گذری یعنی مقدم ہونا شیخین کا اس فن میں بڑے بڑے مشائخ سے یہاں تک کہ اپنے استادوں سے جیسے امام ابن المدینیؒ کہ بخاریؒ ان کا شاگرد بھی ہے باوجود اس کے پھر جب ابن المدینی کو بخاری کی کوئی پہنچتی تو فرماتے کہ بخاریؒ نے اپنے جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ اور محمد بن یحیی ذہلیؒ اپنے زمانہ کے بڑے جاننے والے تھے کہ زہری کی حدیث کو معلول کر دیا کرتے سو یہ سب شیخین سے سیکھے تھے اور کہا امام مسلمؒ نے کہ میں نے اپنی کتاب کو ابوزرعہؒ کے سامنے پیش کیا پس انہوں نے کہیں اشارہ نہ کیا کہ اس میں فلاں علت ہے جس کا میں نے لحاظ نہ کیا ہو کہا سیوطیؒ نے جب معلوم ہوا یہ امر اور ثابت ہوا کہ شیخین اسی حدیث کی روایت کرتے ہیں جو علت سے خالی ہو یا وہ حدیث جس میں علت ہو مگر ان کے نزدیک موثر نہ ہو تو درصورت بن پڑنے اعتراضوں کے جو پر کھنے والوں نے کئے ہیں ان کے اعتراض اور شیخین کی تصحیح میں مقابلہ ٹھہرے گا سو اس مقابلہ میں شیخین ہی مقدم ہوں گے پس دفع ہوگئے سب اعتراضات مجمل جواب سے۔ یہ جو کہا ہے امام سیوطیؒ نے کہ درصورت بن پڑنے ان کے اعراضوں کے مقابلہ ہوگا سو یہ اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ اکثر اون کے اعتراض بن نہیں پڑتے اور وہ محض بدظنی اور سوئے فہمی سے ناشی ہیں اور ان سے شیخین بری ہیں۔ پھر بیان کیں سیوطیؒ نے مثالیں اس کی تفصیل وار جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے قابل ہیں پس کتنی بڑی فضیحت ہے ان لوگوں کے واسطے جو ہمارے ہم عصر ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ پرکھے جانے سے شیخین کی حدیثیں واجب العمل نہیں رہیں ان کے عمل سے توقف لازم ہوگیا ہے اس بات سے ان کی صاف واضح ہے کہ ان کو فن حدیث شریف کی طرف رجوع نصیب نہیں ہوا)۔

اور بعضے وجوہات جواب احادیث منتقدہ کے بجواب طعن مخاطب کے شان میں صحیحین کے ذکر کئے جاویں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

اس مقام میں یہ بات محقق ہوگئی کہ احادیث منتقدہ منجملہ احادیث بخاری و مسلم کی جو کلام میں ابن الصلاحؒ کے بلفظ سوی احرف یسیرۃ اور کلام میں حافظ ابن حجرؒ کے بلفظ الا انّ ھذا مختص بما لم ینقد مستثنی ہیں وہ حکم قطعیہ سے مستثنی ہیں نہ حکم اصحیت اور ارجحیت سے اور ثابت ہوا کہ جملہ احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بالا جماع اصح اور ارجح ہیں اوروں کی احادیث سے پس قائل ترجیح ہدایہ کا احادیث بخاری یا مسلم پر بنظر قسم کے بالا جماع مبتدع اور خارق اجماع ہوگا اور اگر ہم علی التنزل احادیث منتقدہ کو حکم اصحیت اور ارجحیت سے مستثنی سمجھیں تو بھی قایل ترجیح ہدایہ کا مطلق احادیث بخاری پر مبتدع ہے کیونکہ اطلاق اسکا مقتضی ہے کہ ہدایہ کو احادیث غیر منتقدہ مسلّمہ اجماعیہ پر بھی ترجیح ہے اور یہ امر بلانزاع اہل تسلیم وتنقید کے باطل اور خلاف اجماع ہے۔ بہرحال مبتدع ہونا اس شخص کا ہر طرح سے ثابت ہے۔

ثبوت دعوی دوم محتاج دلیل و بیان نہیں، اس لئے کہ آج تک نہ کوئی محقق نہ غیر محقق، نہ کوئی محدث نہ فقیہ، کوئی قائل نہیں کہ احادیث ضعیفہ مرجح اور مقدم ہیں احادیث اجماعیہ پر، بلکہ فی نفسہ احتجاج میں ساتھ حدیث ضعیف کے کلام ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف سے احتجاج درست ہے، نہ احکام حلال وحرام میں۔ چنانچہ رسالہ اصول حدیث سید جمال الدین محدثؒ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مشرح ہے اور بعضے فقہاء کہتے ہیں کہ اگر حدیث ضعیف کئی طرق سے مروی ہو تو تعدد طرق اسکا جبر نقصان کر دیتا ہے اور وہ حسن لغیرہ ہو کر لائق احتجاج کے احکام میں ہو جاتی ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر ضعف اوس حدیث کا بسبب مستور ہونے راوی کے، یا قلیل الحفظ ہونے کے، یا تدلیس کرنے کے ہو، تو وہ حدیث ضعیف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعدد طرق سے جبر قبول کر کے ملحق بحسن ہو سکتی ہے۔ اور احتجاج ساتھ اس کے درست ہو جاتا ہے۔ اور اگر ضعف اس کا بسب اتہام راوی کے یا کذب اس کے کے یا خطا فاحش کے ہو تو وہ حدیث تعدد طرق سے کسی طرح درجہ قبول اور احتجاج کو نہیں پہنچتی۔ یہ اقوال علماء کے اصول حدیث میں مبسوط ہیں بخوف طوالت نقل عبارات مناسب نہ جانا۔ حاصل یہ ہے کہ نفس احتجاج میں ساتھ حدیث ضعیف کے یہ اختلاف ہی مقدم اور مرجح ہونا اوس کا حدیث صحیح اتفاقی سے بجز ناواقف یا مبتدع کے کس کے وہم و خیال میں آ سکتا ہے۔ پس قائل ترجیح ہدایہ کا نظر قسم دوم یعنی بنظر اون مسائل ہدایہ کے جو احادیث ضعیفہ سے مدلل ہیں احادیث بخاری یا مسلم پر بڑا بھاری مبتدع اور مخالف امت اسلامیہ کا اور فاسق بلا شبہ و تردد ہوگا۔

ثبوت دعوی سوم، یعنی مشرک ہونا اوس شخص کا جو ہدایہ کے ان مسائل کو جو دلائل عقلیہ اور رائے پر مبنی ہیں حدیث بخاری یا مسلم پر ترجیح دے بہت ظاہر ہے:

قال القسطلانی فی المواهب اللدنیة و رأس الادب معه ﷺ كمال التسليم له و النقيادلامره و تلقّی خبره بالقبول و الصدق دون ان يحمله بمعارضة خيالٍ باطلٍ يسميه معقولاً او يسميه شبهةً او شكاً فيقدّم عليه آراء الرجال و زيادات اذهانهم فيوحّده بالتحكيم و التسليم و الانقياد و الاذعان كما يوحّد المرسل بالعبادة الخضوع و الذلّ و الانابة و التوكل فهما توحيدان لّا نجاة للعبد من عذاب الله تعالى الا بهما توحيد المرسل وتوحيد متابعة الرسول ﷺ فلا يحاكم الرسول الى غيره و لا يرضى بحكم غيره۔ انتهى ملخصاً من المدارج هذا آخر كلام القسطلانی۔

(ترجمہ: کہا علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں کہ سرّ ادب کا ساتھ آنحضرت ﷺ یہ ہے کہ ان کے حکم کو پورا پورا مانا جاوے، اور ان کے ارشاد کی تابعداری کی جاوے، اور ان کی حدیث کو سچا جان کر قبول کیا جاوے بدون اس کے کہ معارض ٹھہراویں اوسکو ایک خیال باطل کے جس کا نام رکھیں دلیل عقلی یا شبہ یا شک، اور مقدم کریں اس پر لوگوں کی رائے و قیاس کو، اور ان کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنوں کی تراشی ہوئی فضول باتوں کو، یعنی اس واہیات سے مجرد ہوکر آنحضرت ﷺ کی تابعداری اختیار کریں۔ پس ایک کر مانیں آنحضرت ﷺ کو حاکم جاننے اور تسلیم کرنے اور فرمان برداری اور ان پر یقین کرنے کے باب میں جیسا کہ ایک کر جانتے ہیں اس کے بھیجنے والے یعنی حق جل وعلا کو عبادت اور عاجزی اور ذلت اور رجوع اور توکل کے بجالانے میں۔ پس یہ دو توحیدیں ہیں جن کے سوائے بندے کو اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں۔ ایک توحید رسول کے بھیجنے والے کی یعنی عبادت وغیرہ میں دوسری توحید رسول مقبول کی یعنی تابعداری میں ۔پس نہ لے جاویں کوئی مقدمہ آنحضرت ﷺ فیصلہ کروانے کو طرف کسی اور کی اور نہ راضی ہوں کسی اور کے حکم سے بیچ مقدمہ ارشاد آنحضرت ﷺ کے۔تمام ہوئی یہ بات مدارج سے مختصر ہوکر یہ ہے آخر کلام قسطلانیؒ کا)

و عن بلا ل بن مسعود انه کا ن یقو ل ثلاث لا ینفع معهنّ عمل الشر ك با لله و الکفر و الرأی قتل یا ابا عمروٍ و ما الر أی قال تتر ك کتا ب الله و سنة نبیه و تقول بالر أی ۔رواہ الہروی

(اور روایت ہے بلال بن مسعود سے وہ کہا کرتے کہ تین چیزیں جن کے ہوتے کوئی عمل کام نہیں آتا، ایک شرک کرنا دوسرا کفر تیسرا رائے۔کسی نے پوچھا اے ابوعمرو، رائے کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر عقل سے بات کہو۔روایت کی ہے یہ ہروی نے)

و قال الشیخ ا لا کبر محی الدین بن العر بی فی الفتو حا ت اذا صحّ الحد یث و عا ر ضه قو ل صا حبٍ او امامٍ فلا سبیل الی العدو ل عن الحد یث و یترك قول ذ لك ا لا ما م و الصاحب للخبر ثم قا ل و لا یجو ز تر ك آ یةٍ او خبرٍ بقو ل صا حبٍ او امامٍ و من یفعل ذ لك فقد ضلّ ضلا لًا و خر ج عن دین الله (اور کہا شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں کہ جب کہ صحیح ہو کوئی حدیث اور اس کے مقابل پایا جاوے قول کسی صاحب یا امام کا تو نہیں ہے راہ طرف پھر جانے کی حدیث سے بلکہ چھوڑا جاوے گا قول اس امام اور صاحب کا اس حدیث کی خاطر۔ پھر کہا کہ نہیں جائز ترک کرنا کسی آیت کا یا کسی حدیث کا کسی صاحب یا امام کے قول سے اور جو کوئی ایسا کرے پس وہ گمراہ ہوا اور نکل گیا خدا کے دین سے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و روی الشیخ محی الدین فی الفتو حا ت بسندہ الی ا لا ما م ابو حنیفه انه کا ن یقو ل ایا کم و القول فی دین الله تعا لی بالرأ ی و علیکم با تباع السنة فمن خر ج عنها ضلّ ۔ و کا ن یقول ای ابو حنیفه حرا م علی من لم یعرف د لیلی ان یفتی بکلا می و کا ن یقو ل ایا کم و آرا ء الر جا ل و د خل علیه مرّةً ر جل من اهل الکو فة و الحد یث یقرء عندہ فقال الر جل دعونا عن هذہ الا حا دیث فز جرہ ا لا ما م زجراً شد یداً و قال له لو لاالسنة مافهِم ا حد نا القر آ ن و د خل علیه شخص الکو فة بکتاب دا نیا ل فکاد ابو حنیفه یقتله و قا ل له ا کتا ب ثمّ؟ غیر القر آن و الحد یث و قیل له مرةً قد تر ك الناس العمل بالحد یث و اقبلوا علی سما عه فقا ل ر ضی الله عنه نفس سما عهم للحد یث عمل به و کا ن یقو ل لم یز ل الناس فی صلا حٍ ما دا م فیهم من یطلب الحد یث فا ذا طلبواالعلم بلا حد یثٍ فسدوا الی آ خر مانقل عنه الاما م الشعرانی فی المیزا ن الکبری و نقل الز ند ویسیّ فی رو ضة العلماء عن صاحب الهدایة انّ ابا حنیفة سئِل اذا قلتقو لًا و کتاب الله یخالفه قا ل اتر کوا قو لی بکتاب الله فقیل اذا کا ن خبر الرسو ل ﷺ یخا لفه قا ل اتر کوا قو لی بخبر الرسو ل ﷺ فقیل اذا کان قو ل الصحا بة یخالفه قال اتر کوا قولی بقو ل الصحابة ۔

(تر جمہ: اور روایت کیا ہے شیخ محی الدینؒ نے فتو حا ت میں ساتھ اپنی سند کے جو اما م ابو حنیفہؒ تک پہنچتی ہے کہ وہ یعنی امام صاحب فر ما یا کر تے کہ بچو لوگو اس بات سے کہ دین میں کوئی بات عقل سے کہو اور لازم پکڑو اپنے اوپر پیروی حدیث کی کیونکہ جو کوئی اس سے نکل گیا وہ گمراہ ہو گیا اور کہا کر تے یعنی امام ابو حنیفہؒ کہ حرام ہے فتوی دینا میری کلام سے اس شخص کو جو میری دلیل نہ جانے اور کہا کر تے کہ بچو لوگوں کی رائے کی باتوں سے اور آیا ان کے پاس ایک شخص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفی جس وقت ان کے پاس حدیث پڑھی جاتی تھی پس کہنے لگا کہ چھوڑو ہم کو ان حدیثوں سے۔ پس امام نے اس کو سخت ڈانٹا اور کہا کہ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی بھی قرآن کو نہ سمجھتا اور ایک دفعہ کوفہ میں ان کے پاس ایک شخص دانیال کی کتاب لے آیا پس امام اس کو قتل کرنے لگے اور کہا کہ کیا سوائے قرآن و حدیث کے کوئی اور بھی یہاں کتاب ہے۔ اور ایک دفعہ کسی نے ان سے کہا کہ لوگ حدیث پر عمل کرنا چھوڑ بیٹھے ہیں اور فقط حدیثوں کے سننے کی طرف متوجہ ہیں امام نے فرمایا حدیث کا سننا خود عمل ہے اور کہا کرتے کہ ہمیشہ لود درستی میں رہیں گے جب تک ان میں کوئی حدیث کا طالب رہے گا اور جب علم کو سوائے حدیث کے طلب کرنے لگیں گے تو خراب ہو جاویں گے، تا آخر ان اقوال تک جو امام سے میزان کبری میں شعرانی نے نقل کئے ہیں اور نقل کیا ہے امام زندویسی نے روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کسی نے پوچھا کہ جب آپ کچھ بات کہیں اور قرآن اس سے مخالف ہو تو ہم کیا کریں فرمایا کہ میری بات کو چھوڑ دو۔ قرآن کے سامنے۔ پھر پوچھا کہ اگر حدیث اس کے خلاف ہو تو پھر کیا کریں فرمایا کہ چھوڑ دو میری بات کو حدیث کے سامنے پھر پوچھا گیا کہ اگر اقوال اصحاب اس کے مخالف ہوں، فرمایا چھوڑ دو میری بات کو سامنے اقوال اصحاب کے)۔

ایسا ہی مذمت اور امتناع اس عمل بالرائے کا معارض نص کے صدہا علماء صحابہ وتابعین و آئمہ مجتہدین سے مروی ہے اور کتب سلف وخلف میں جیسے میزان و منہج اور لوائح انوار قدسیہ اور یواقیت اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور قسطلانی شرح بخاری اور نووی شرح مسلم اور طیبی شرح مشکوۃ اور دراسات اللبیب میں موجود بخوف اطناب کے نقل کرنا سب عبارات کا ملتوی رکھا اور اصل اس باب میں یہ آیت کریمہ ہے اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ اور ایک حدیث ترمذی کی اس پر شاہد ہے جو بضمن عبارت تفسیر نیشاپوری، عدی بن حاتمؓ سے منقول ہے:

قال فی التفسیر النیشاپوری اختلفوا فی معنی اتخاذھم ایاھم اربابا بعد الاتفاق علی انہ لیس المراد انہ جعلوھم الھۃ فقال اکثر المفسرین المراد انھم اطاعوھم فی اوامرھم و نواھیھم ونقل عن عدی بن حاتمٍ انہ کان نصرانیاً فانتھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الی النبی ﷺ وھویقرء سورۃ برا ئۃ فلما و صل الی ھذہ الآیۃ قا ل عدیّ انّالسنا نعبد ھم فقا ل الیس تحرّمو ن ما ا حلّ اللہ و تحلّو ن ما حر م اللہ فقلت بلی فقال تلك عبا دتھم ۔ قال الربیع قلت لا بی العا لیۃ کیف کا نت الر بو بیۃ فی بنی اسرائیل فقال انھم ر بما وجدوا فی کتا ب اللہ ما یخا لف قو ل ا لا حبار و الر ھبا ن فکا نوا یأخذو ن باقوا لھم وما کا نوا یقبلو ن حکم اللہ تعا لی قا ل العلما ء و انما لم یلز م تکفیر الفاسق بطاعۃ الشیطا ن خلاف ما علیہ الخوا ر ج لانّ الفاسق و ان کا ن یقبل دعوۃ الشیطا ن الّا انہ یلعنہ و یستخِفّ بہ بخلاف او لئك الا تباع المعظمین قا ل ا لا ما م فخر الدین الرازی قد شا ھد ت جماعۃً من مقلدۃ الفقھاء قرأت علیھم آ یاتٍ کثیرۃٍ من کتا ب اللہ فی مسا ئل کا نت تلك الآیات مخا لفۃ لمذ ھبھم فیھا فلم یقبلوا تلك ا لآ یا ت و لم یلتفتوا الیھا و کا نوا ینظرو ن الیّ کا لمتعجّب یعنی کیف یمکن العمل بظوا ھرتلك ا لآ یا ت مع ان الروا یۃ عن سلفنا وردت بخلافھا و لو تا ملت حق التا مل و جد ت ھذہ الداء سار یاً فی عِرقِ ا لا کثرین انتھی ما فی النیشا پوری ۔

(تر جمہ: کہا تفسیر نیشا پوری میں کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے معنی میں ٹھہرا لینے یہود و نصاری کے اپنے مولو یوں اور در ویشو ں کو معبود بعد اتفاق کے اس با ت پر کہ وہ حقیقت میں ان درویشوں کی پرستش تو نہیں کیا کر تے تھے پھر کیا مراد ہے اس معبود ٹھہرا نے سے ۔ پس کہا اکثر مفسرو ں نے کہ مراد یہ ہے کہ وہ تا بعداری کر تے در ویشو ں کی امر و نہی میں چنانچہ روا یت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے کہ وہ نصرانی تھے ۔ پس پہنچے پاس آ نحضرت ﷺ کے جس حا لت میں کہ آ پ ﷺ سورہ برأۃ پڑ ھ رہے تھے جب اس آ یت تک پہنچے تو عدی بن حا تم بو لے کہ ہم عبا دت تو نہیں کر تے اپنے مولو یوں اور در ویشو ں کی ، یعنی پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعا لی ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے ۔ آ نحضرت ﷺ نے فر ما یا کیا تم حرام نہیں سمجھتے اس چیز کو جو اللہ نے حلال کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی ہے اور حلال نہیں جانتے اس چیز کو جو اللہ نے حرام کر دی ہے عرض کیا کہ یہ بات تو بے شک ہے فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ یہی عبادت ہے ان مولویوں اور درویشوں کی یعنی جسے اللہ تعالی تمہارے نام لگاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل میں خدا بنا لینا کیونکر مروج تھا انہوں نے کہا کہ وہ جو کبھی اللہ کی کتاب میں کوئی بات مخالف قول اپنے دانشمندوں کے اور درویشوں کے پاتے تو انہیں کا قول مانتے اللہ کی کتاب کا حکم نہ قبول کرتے ۔علماء نے کہا ہے کہ اگر مخالف حکم خدا کے کسی کا کہنا ماننا اس کا معبود ٹھہرا لینا ہے تو پھر فاسق کو باوجودیکہ وہ برخلاف حکم خدا کے شیطان کی تابعداری کرتا ہے کیوں نہیں کافر کہتے جیسا کہ خارجی لوگ فاسق کو کافر کہتے ہیں برخلاف اس کے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ فاسق اگرچہ موافق کہنے شیطان کے عمل کرتا ہے لیکن اسکو حاکم نہیں جانتا اس واسطے اس کو لعنت کرتا ہے اور ذلیل جانتا ہے یعنی غفلت سے موافق مرضی شیطان کی اس سے عمل بد ہوتے ہیں نہ یہ کہ یہ اس کو اپنا حاکم معظم جان کر اس کی اطاعت کرتا ہے اور یہ عذر ان لوگوں کے حق میں کارگر نہیں جو اپنے مولویوں اور درویشوں کی عظمت اور صدق سے خلاف حکم خدا کی تابعداری کرتے ہیں کہا امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہ میں نے دیکھا کئی ایک مقلد فقیہوں کو پڑھیں میں نے ان پر آیتیں قرآن کی درباب کئی مسائل کے جو مخالف تھیں وہ آیتیں ان مسائل میں ان کے مذہب سے پس نہ مانی انہوں نے وہ آیتیں اور رخ نہ کیا ان کی طرف اور حیران سے ہو کر میری طرف دیکھنے لگے کہ کیونکر عمل ہو سکے ان آیات پر جس حالت میں کہ ہمارے بزرگوں سے ان کیخلاف روایتیں آچکی ہیں اور اگر تو اے مخاطب تامل کرے ٹھیک ٹھیک تو پاوے تو اس مرض کو گھسا ہوا بہتیروں کی رگوں ۔تمام ہوئی وہ عبارت جو نیشاپوری میں ہے)

اور ایسا ہی تفسیر کیا ہے اس آیت کو تفسیر کبیر اور تفسیر مظہری اور تفسیر عزیزی اور حجۃ اللہ البالغہ اور عقد الجید میں ۔ پس ثابت ہوا کہ ترجیح دینے والا ہدایہ کا بنظر ان مسائل کے جن کا کوئی اصل شرعی نہیں اور مجرد رائے اور عقلی دلیلوں سے ثابت ہیں احادیث بخاری یا مسلم پر شرک ہے ۔ اور مخالف اجماع تمام آئمہ دین کا ۔ تمام ہوا جواب مخالف کے اس قول کا جس میں زید کو بدعتی کہنے پر پیچ وتاب کھاتا تھا ان دیکھا زید کس درجہ کو پہنچا ہے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قولہ الثالث:

اول انکہ صاحب ہدایہ بتقلید ابوحنیفہ جس مسئلہ کو قبول کیا ہو بخاری سے رد کریں تو گویا رد کرنا ابوحنیفہ کا ہوتا ہے یہ مردود نامحمود چونکہ مجتہد مستقل و امام مکمل کے قول اجتہادیہ کو رد کریں بخاری ہو خواہ غیر چنانچہ عبدالحق محدث شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید آئمہ مجتہدین است و اکابر سلف چون ایشان حدیثے را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودہ انکار واعتراض بر ایشان بتقلید محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و التزام ایشان بحکم ایں جماعۃ تحکم الخ۔ وکذا قال شاہ ولی اللہ وقطع نظر ازیں اگر چہ حدیثی معمول بہ امام اعظم باشد و درصحاح وغیرہ آنرا بضعف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشان نسبت امام اعظم قابل حجت نیست الخ۔ الغرض بہر حال مقدم را فضیلتے است کہ نمیرسد متاخر بگوید درحق وی عبارت ہذا برسالہ دلائل قوی ترک قراء للمقتدی انتہی قول المخاطب

جوابہ: اقول عائذاً باللہ من الکاذبین السارقین المحرفین الکلم عن مواضعہ غیر خائفین عن یوم الدین۔ اس کلام میں مخاطب نے عجب دھوکہ اور سرقہ اور کذب اور خیانت کی ہے کمال توجہ سے بقصد انصاف اگر کوئی اسکا جواب سنے تو اسی سے بے انصاف اور متعصب ہونا مخاطب کا اس پر واضح ہو جائے گا بیان دھوکہ اور سرقہ کا یہ ہے کہ مخاطب نے دعوی یہ کیا کہ رد کرنا قول اجتہادی ابوحنیفہؒ کا بخاریؒ سے مردود اور نامحمود، اور دلیل میں وہ عبارتیں لایا جن میں ترجیح مسائل اجتہادیہ ابوحنیفہؒ کا حدیث بخاری پر ذکر بھی نہیں۔ اس نے چالاکی اور دھوکہ سے ماقبل اور مابعد ان عبارتوں کا سرقہ کر کے اپنے دعوی کی دلیلیں کر دکھائی ہیں سو پہلے رد اسکے دعوی کا کرتا ہوں پھر اس کی دلیل کا بے ربط ہونا اور اس کے دعوی سے اجنبی ہونا اور بعض عبارات کا مسروق ہونا بیان کیا جاوے گا۔

رد دعوی، یہ کہ رد کرنا قول اجتہادی ابوحنیفہؒ کا بلکہ ان کے استاذ حمادؒ اور استاذ الاستاذ ابراہیمؒ کا بلکہ باقی آئمہ اجتہاد کا جو حدیث کے مخالف ہو حدیث نبوی سے جو بخاری میں مروی ہو یا کسی اور کتاب حدیث میں صحت کو پہنچی ہو واجب وفرض ہے اور مخالف اس کا مردود اور مخالف ہے اجماع کا اور مصداق ہے من شذ شذ فی النار کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ثبوت اس امر کا بضمن اثبات دعویٰ ثالث رد قول ثانی میں مخاطب کے گزرا پس ایسے امر اجماعی اتفاقی کو مردود و نا محمود کہنا خود مردود ہونا ہے۔

بیان بے ربط ہونے دلیل مخاطب کا اور اظہار اسکے سرقہ اور دھوکہ دہی کا، یہ ہے کہ دعویٰ اس کا یہ تھا کہ ابوحنیفہؒ کے قول فرعی اجتہادی کو بخاریؒ سے رد کرنا مردود ہے سو یہ دعویٰ عبارات شرح عبدالحق اور رسالہ دلیل قوی سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان میں رد نہ کرنے قول فرعی اجتہادی ابوحنیفہؒ کا ذکر نہیں بلکہ رد نہ کرنے تصحیح ابوحنیفہؒ کا بعض احادیث کو ذکر ہی بایں طور کہ جس حدیث کو امام ابوحنیفہ صحیح کہہ دیں اور قبول کر لیں اس حدیث کو بتقلید محدثین مشہور کے رد نہ کرنا چاہیے اور ضعیف نہ کہنا چاہیے۔ عبارت رسالہ دلیل قوی تو اس مطلب پر صریح ناطق ہے لیکن عبارت شرح عبدالحق کی کچھ تفصیل چاہتی ہے جس کو مخاطب نے بطور سرقہ چھوڑ دیا ہے سو کچھ بیان اسکا ہم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ شیخ نے شرح سِفر میں ایک تنبیہ منعقد کر کے ابن الہمام سے نقل کیا ہے کہ محدثین جو بخاری و مسلم کو اور مصنفات کتب حدیث پر ترجیح دیتے ہیں یہ تحکم بلا دلیل ہے اور یہ بات مقلد کے واسطے لائق تسلیم ہے نہ مجتہد کے واسطے بلکہ مجتہد کو پہنچتا ہے کہ صحت و سقم حدیث کا اپنے اجتہاد سے دریافت کریں پس ہو سکے گا کہ بعض حدیثیں مجتہد کے نزدیک بخاری و مسلم کے برابر ہوں یا بڑھ جائیں۔ یہ مختصر ترجمہ کلام ابن الہمام کا نقل کیا گیا ہے و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید مجتہدین و اکابر سلف تا آخر اس عبارت تک جو مخاطب نے نقل کی ہے پس بنظر انصاف دیکھو کہ ان عبارتوں میں ترجیح مسئلہ فرعیہ اجتہادیہ ابوحنیفہؒ کی حدیث بخاری پر کہاں فرمائی ہے۔ ان میں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ جس حدیث کو امام مجتہد ابوحنیفہؒ وغیرہ صحیح کہہ دیں ان کو بتقلید محدثین ضعیف نہ کہنا چاہیے۔ سو ظاہر ہے کہ ان کی حدیث مصحح کو رد نہ کرنے سے رد نہ کرنا ان کے قول اجتہادی فرعی کا جو مخالف ہو صریح احادیث صحیحہ کے کہاں لازم آتا ہے۔ باقی رہا کلام اس میں کہ بقطع نظر بے ربط ہونے اور اجنبی ہونے ان عبارات کے مدعائے مخاطب سے یہ عبارات فی نفسہا بھی صحیح ہیں یا نہیں۔ سو اس کو بھی سننا چاہیے کہ کلام ابن الہمامؒ اور اس کے مقلد عبدالحق کا مخالف ہے اجماع امت کے کیونکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ تدوین کتب صحاح سے ۸۰۸ھ تک علماء کا اس پر اتفاق رہا کہ بخاری و مسلم کی حدیث مقدم و ارجح ہے حدیث غیر ان کے سے چنانچہ اجماع امت کا بضمن ثبوت دعوی اول کے رد میں قول ثانی مخاطب کے بیسیوں علماء سے نقل کیا گیا جب ابن الھمام ۸۰۸ھ میں پیدا ہوا اور اسکو ترمیم مذہب حنفی کی مدنظر ہوئی تو سب کتابوں میں سے حنفیہ کی لائق توجہ اور ترمیم کے کتاب ہدایہ پائی کیونکہ لوگوں میں بڑی معتبر مشہور تھی اور حقیقت میں ضعیف مسائل اور واہیا تضعیفہ حدیثوں سے پرتھی اور صحیح حدیثوں بخاری و مسلم کی مخالف تھی پس اس کو کوئی سبیل نظر نہ آئی جس سے اس کی ترمیم ہو اور اس کی حدیثیں جو شیخین کے سوائے اوروں کی روایتیں ہیں قوی ہوں اور بخاری و مسلم کی برابر ہوں لہذا اس نے یہ تدبیر نکالی کہ اس قاعدہ اجماعی کو کہ احادیث بخاری و مسلم احادیث غیر سے ارجح اور اصح ہیں توڑنا چاہیے تاکہ احادیث ہدایہ پر بخاری و مسلم کو ترجیح نہ رہے اور یہ وہ برابر ہو جاویں چنانچہ عبدالحق ناقل کلام ابن الھمام اور مقلداس کا صاف اس بات کا اقراری ہے اور یہ اقرار اسکا بعد اس عبارت کے جو مخاطب نے نقل کی ہے موجود ہے مخاطب اسکو مضر مطلب سمجھ کر سرقہ کر گیا ہے وہ یہ ہے جو بعد نقل کرنے کلام سابق ابن الھمام کے بضمن تنبیہ بولا ہے

وحاصل ایں سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید آئمہ مجتہدین واکابر سلف ست و چون ایشان حدیثے راتلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودہ اند انکار واعتراض بر ایشان بتقلید علمائے محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد والزام ایشاں بحکم ایں جماعہ تحکم ومکابرہ ست وایں کلام در مقام معارضہ ومصادمہ فقہاء ست با محدثین قرار داد محدثین ہماں است کہ اولاً مذکور شد ولیکن فقہاء را دراں مجال مقال وسیع است باین وجہ کہ مذکور شد وایں سخن نافع ومفید است درغرض از شرح ایں کتاب کہ اثبات وتائید مذہب آئمہ مجتہدین خصوصاً مذہب حنفی است وغرض شیخ ابن الھمام نیز ہمین ست و اللہ اعلم و ھو الملھم للصواب انتھی کلام عبد الحق

دیکھو یہ کیسا صریح اقرار ہے ان کا اس بات پر کہ قرار داد تمام محدثین کا تو یہی تھا کہ بخاری و مسلم کی حدیثیں صحیح تر اور راجح ہیں احادیث غیر سے لیکن شیخ ابن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الہمامؒ نے واسطے تائید مذہب حنفی کے اس کا خلاف کیا ہے۔

و قا ل الشیخ العلامة الحبر الفها مة فی الدرا سات یر ید یعنی ابن الهمام بهذاالکلا م ا لا نقدا ح فیما تما لأت علیه کلمة المحدثین سلفاً و خلفاً المتقد مین و المتا خر ین الا الشیخ المذ کور و من تبعه من تلا مذته و بعض الحنفیة المتا خر ین من التر تین بین صحاح ا لا حا دیث و انها سبعة اقسامٍ اعلاها ما اتفق البخا ری و مسلم ثم ما انفرد به البخا ری ثم ما انفرد به مسلم الی ان قالو غر ضه من ذ لك کما قا ل الشیخ الدهلوی فی مقد مة شر ح سفر السعا دة بعد ما مشا ء مشا ه و ر ضی بما ارتضا ه تا ئید مصا د مة الفقهاء الحنفیة بالمحدثین و معار ضتهم ایا هم قا ل الشیخ الد هلوی ومجا ل مقال الفقهاء فیما قرره المحد ثو ن وا سع و قال ای عبد الحق مشیراً الیکلام بن الهمام السا بق و هذا نافع مفید فی غر ضنا من شر ح هذا الکتا ب یعنی السفر و هو تائید المذ هب الحنفی و هذا صر یح فی اقرار هم بانّ تا ئید مذ هب الحنفیة انما یتاتّی بصیرورةِ الصحیحین لغیر ها من الصحا ح بابطال الخصو صیة منهما صحةً و ثقةً و ان محاولة الا نقداح المذ کور فی التر تیب المتقدم انما لکو ن هذا المذ هب فی الاغلب علی خلاف ما فی الصحیحین هذا ماحا ولوا و ارادوا لکن الله سبحا نه وتعا لی ما شاء کا ن و ما یشأ لم یکن۔

(تر جمہ: اور کہا شیخ علامہ دانشمند بڑے فہیدہ نے درا سات میں کہ ارا دہ کرتا ہے ابن الہما م ساتھ اس کلام کے تو ڑ نے اور خلل ڈا لنے کا اس با ت میں جس پر متفق ہیں تمام محدث اگلے پچھلے بجز شیخ ابن الہما مؒ اور اس کے بعض شا گر دوں کے اور بعض متا خر ین حنفیہ کے وہ کیا بات ہے تر تیب صحیح حدیثو ں کی اور یہ کہ وہ سات قسم ہیں۔ سب سے بلند درجہ وہ ہے جس پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو اس سے اتر کروی جو اکیلے بخاریؒ کی روایت ہو اس سے اتر کر وہ جو اکیلے مسلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایت ہو یہاں تک کہ کہا صاحب دراساتؒ نے غرض ابن الہمام کے اس خلل ڈالنے سے تائید ہے مقابلہ فقہاء کی ساتھ محدثین کے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اس غرض کو اس کی بیان کیا ہے اور اس کی مرضی پر راضی ہو کر اور اس کی چال اختیار کر کے کہا ہے کہ مجال گفتگو فقہاء کی اس امر قرارداد محدثین میں فراخ ہے اور عبدالحق نے ابن الہمام کے اس کلام کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے یہ بات نفع دینے اور مفید ہے ہمارے مطلب کو جو شرح کرنے سے اس کتاب سفر السعادۃ کی مقصود ہے وہ کیا ہے تائید مذہب حنفی کی سو دیکھو لو کہ یہ صاف اقرار ہے اس کا اس بات میں تائید حنفی مذہب کی تب ہی ہو سکتی ہے جب کہ صحیحین اور دوسری کتابیں برابر ہو جاویں اور صحیحین کی خصوصیت صحت اور وثوق کی باطل ہو جاوے اور نیز اقرار ہے ان کا اسباب میں کہ انہوں نے اس ترتیب کتب صحاح کو اسی واسطے توڑنا چاہے ہے کہ مذہب ان کا غالباً خلاف احادیث صحیحین کے تھا یعنی اسلئے انہوں نے صحیحین کی خصوصیت کو اڑا کر سب کی برابری کا دعوی کیا ہے، انہوں نے یہ تو چاہا لیکن اللہ نے جو چاہا سو ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا)

یعنی صحیحین کا بلند درجہ ہونا چاہا تھا سو ہو گیا اور ان کی دل کی دل ہی میں رہ گئی اور صاحب تنبیہ الوسنان بھی اس حمایت کی طرف مشیر ہیں چنانچہ سابقاً ان سے منقول ہو چکا ہے کہ

ا لا مام حجة الحنفية مو لا نا المحقق كمال الدين ابن الهما م عليه التحية و الاكرا م فا نه شكر الله مسا يعه قدبا لغ فى حما ية مذ هب ا لا ما م اعظم ابى حنيفه الكو فى بتا ئيده با لا حاديث الثا بتة فى الصحاح و السنن و المسا نيد و المعا جم و لم يتيسّر له عند تخر يج ا حا ديث الهدا ية فى اكثر الموا ضع الظفر بلفظ الحد يث الذى ذ كره صا حب الهدا ية و لم يظفر فى بعضٍ بشىء منه ا صلاً (ترجمہ: حنفیوں کے دستاویز امام ابن اہمام آپ پر تحیت اور اکرام ان کی سعی کو اللہ مشکور کرے کہ انہوں نے بڑی ہی کوشش کی ہے حمایت کرنے میں مذہب امام اعظمؒ ابوحنیفہ کوفی کی ساتھ مدد کرنے اس کی ان احادیث سے جو ثابت ہیں صحاح اور سنن اور مسانید اور معاجم میں اور نہیں میسر ہوئی ان کو وقت بیان کرنے سندوں احادیث ہدایہ کے بہت جگہ اطلاع ان الفاظ حدیث پر جو ہدایہ میں مزکور ہیں اور بعضے جگہ ان کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہدایہ کا کچھ بھی پتہ نہیں ملا)۔

پس جواب اس کا یہاں اسی قدر ہے کہ یہ کلام باقرار خود حنفیہ کی محض حمایت اور تائید کے واسطے خلاف اجماع اور قرار داد سلف صالحین کے ۸۰۸ھ تک ایک حیلہ سازی کی راہ سے صادر ہوئی ہے لہذا مردود و نامحمود ہے اور اگر رد تفصیلی اس کا مطلوب ہو تو کتاب دراسات اللبیب میں دیکھنا چاہیے اس میں ابن الہمام کے کلام اور اس کے شاگرد ابن امیر حاج کے کلام کو لفظ بلفظ نقل کر کے اچھے دلائل سے ان کی بیخ کنی کی ہے اور آٹھ دلیلوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ حدیث بخاری مسلم کے برابر کسی کی حدیث نہیں ہوسکتی اور قول ابن الہمام کا پوچ اور باطل ہے جب کلام ابن الہمام اور عبدالحق کی یہ خاک اڑائی تو عبارت دلیل قوی جو بے چارہ احمد علی سہارنپوری کی تصنیف ہے جو آج کے خام مقلدوں سے ہے اور جناب مولانا سند المحدثین مفتی و مجیب (یعنی سید نذیر حسین محدث دہلوی۔ بہاء) کے شاگردوں سے بھی نسبت نہیں رکھتا کیا اصل رکھتی ہیں کہ لائق جواب اور مستحق خطاب ہو اور یہ کلام اس کی اصل رسالہ میں بہرحال مقدم را فضیلتے ست کہ نمیرسد متاخر را کہ بگوید در حق وے کہ صحیح وقوی را میگزارد و ضعیف را ازخذ میکند۔ الخ کمال دلیل ہے اس کی نادانی پر یہ نہ سمجھا کہ تقدم زمانی سے فضیلت علمی اور بصیرت نظر حاصل نہیں ہوتی بہتیرے جاہل زمانہ متقدم میں ہوتے ہیں اور پھر وہ عالم متاخر سے افضل نہیں گنے جاتے اور بہتیرے علماء تابعین سے غیر ثقہ اور بے تحقیق ہیں کہ وہ محدثین سے افضل اور زیادہ ناقد نہیں شمار کئے جاتے اور یہ بات محدث پر مخفی نہیں۔ علاوہ یہ کہ حاصل کلام احمد علی کا وہی ہے جو مفاد کلام ابن الہمام اور عبدالحق کا ہے سو جو اس کا جواب گزرا سو اس کا سمجھا جاوے۔

بیان کذب و خیانت مخاطب، آپ نے شرح عبدالحق کی عبارت نقل کر کے پیچھے اس کے کہا ہے کذا قال شاہ ولی اللہ پس مطلب اس کا یہ ٹھہرا کہ شاہ ولی اللہ نے بھی کہا ہے کہ محدثین کی تقلید سے مجتہدین کی تصحیح و تنقید پر طعن نہ چاہیے اور یہ بات سراسر کذب ہے نعوذ باللہ من الکاذبین جناب شاہ ولی اللہؒ نے کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی اگر حضرت مخاطب شیخ الکاذبین کو کچھ غیرت و تاشرم ہو تو شاہ ولی اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اس کتاب کا نام لکھے جس میں یہ بات لکھی ہے اور عبارت اس کی نقل کرے۔ اور جو بعد ختم باقی عبارت کے رسالہ دلیل قوی کا حوالہ دیا ہے اس سے یہ کذب اور خیانت اس کی اٹھ نہیں سکتی بلکہ اور بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ رسالہ دلیل لقوی میں وہ عبارت اس طرح نہیں جس طرح مخاطب نے نقل کی ہے اور اس میں کذا قال شاہ ولی اللہ بعد عبارت عجالہ نافعہ مولانا شاہ عبدالعزیز کے جو اور ہی مطلب رکھتی ہے منضم ہے اور عبارت عبدالحق کا اس میں اس مقام میں نام ونشان بھی نہیں۔ تمام عبارت اس رسالہ دلیل قوی کی یہ ہے:

وکتب دیگر ہم سوائے صحاح ستہ معتبر اند ودران بسیارے از احادیث صحیحہ واجب العمل ہستند وبعضی از ایشان درصحاح ستہ نیست مولانا عبدالعزیز صاحب درعجالہ نافعہ فرمودہ اندکہ موطا گویا ام الصحیحین ست وضبط رجال این کتاب مجمع علیہ است وصحیح بخاری ہر چند در بسط وکثرت احادیث دہ چند موطا باشد لیکن طریق روایت احادیث وتمیز رجال وراہ اعتبار واستنباط از موطا آموختہ اند انتہی ملخصاً وکذا قال شاہ ولی اللہ وسوائے ازیں مستدرک حاکم کہ آنچہ از بخاری ومسلم احادیث صحیحہ ماندہ دریں کتاب آوردہ بعضے بر شرط صحیحین وبعضے بر غیر شرط ایشان وصحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان وغیرھا وقطع نظر ازیں اگر حدیثے معمول امام اعظم باشد ودر صحاح وغیرہ آنرا بضعف منسوب کردہ باشند تضعیف ایشان بہ نسبت امام اعظم قابل حجت نیست الی آخر ما نقلہ المخاطب بسرقۃ آخر کلا مہ الذی او ردناہ سابقاً۔

تو دیکھو اس میں عبارت شیخ عبدالحق کی کہا مذکور ہے اور اشارہ کذا قال شاہ ولی اللہ کا اس کی طرف کہاں متصور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مخاطب کا عبدالحق کی عبارت کے بعد کذا قال شاہ ولی اللہ کہنا اور شاہ ولی اللہ کو اپنا اور عبدالحق کا ہم مذہب ٹھہرانا سراسر کذب وخیانت ہے۔ اب ناظرین اس تحریر سے امید ہے کہ اسی خیانت اور کذب کو کافی دلیل اوپر بے دیانتی اور تعصب اور بے انصافی مخاطب تبرّائی کی تصور فرماویں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہانت حدیث کفر ہے

قولہ الرابع:
اگرچہ کہ صحیح بخاری بھی حملہ آور اور اصح الاصح کی ہے لیکن گربہ شیرست در گرفتن موش۔

جوابہ: اقول عائذاً باللہ من الکفر و الارتداد۔ یہ کلمہ مخاطب کا صریح کفر ہے اور موجب اہانت حدیث رسول اللہ ﷺ کا کیونکہ اس میں احادیث بخاری کو بلی سے تشبیہ دی ہے اور کتب حدیث کو جن سے بخاری اصح ہے چوہے سے تشبیہ دی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ بخاری اگرچہ مسلم وغیرہ چوہے کے مانندوں کے سامنے بلی کی طرح شیر ہے لیکن ہدایہ کے سامنے جو شیر کے مانند پھر بھی بلی ہی ہے۔ سو دیکھو کہ اس میں کیسی صاف کھلی کھلی اہانت صحیح بخاری کی بلکہ تمام کتب احادیث کی پائی جاتی ہے اور اہانت حدیث اور رد کرنا استخفاف اور استحقار سے بلا اختلاف کفر ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری اور میزان شعرانی اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ مسائل بکمال تشدید ثابت ہین چنانچہ عبارت شرح فقہ اکبر کی ابتدا میں جواب قول دوم مخاطب کے گزر چکی یہ تو صریح اہانت ہے حدیث کی علمائے حنفیہ نے اشارہ بالسبابہ کے مسئلہ میں کہا تھا حرام ہے اشارہ سبابہ سے جیسے اہل حدیث کرتے ہیں جس پر ملا علی قاری حنفی نے کہا اس لفظ میں کہ جیسے اہل حدیث کرتے ہیں اہانت محدثین کی پائی جاتی ہے اور یہی کافی ہے واسطے تکفیر کیدانی کے

حیث قال فی تزئین العبارۃ لتحسین الاشارہ و قد اغرب الکیدانی حیث قال و العاشر من المحرمات الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ جماعۃٍ یجمعھم العلم بحدیث الرسول علیہ السلام و ھذا منہ خطاء عظیم و جرم جسین منشائہ الجھل عن قواعد الاصول و مراتب الفروع من المنقول و لو لا حسن الظن و تاویل کلامہ بسببہ لکان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفرہ صر یحاً و ارتدا دہ صحیحاً فھل لمومن ان یحر م ما ثبت فعلہ ﷺ ما کا د ان یکو ن نقلہ متواتراً و یمنع ما علیہ عامۃ العلماء کابراً عن کا برٍ و الحا ل انّ ا لا ما م ا لا عظم و الھما م الاقدم قا ل لا یحلّ لا حدٍ ان یاخذ بقو لنا ما لم یعرف مأخذہ من الکتا ب و السنۃ و اجماع ا لامۃ و القیاس الجلیّ فی المسئلۃ و قا ل الشا فعیّ اذا صحّ الحد یث علی خلاف قو لی فاضر بوا قو لی علی الحا ئط و اعملوا با لحد یث الظا ھر الی ان قال مع انہ یکفی فی مو جب تکفیر الکیدا نی اھانۃ المحدثین الذین ھم عمدۃ آ ئمۃ الدین المفھو م من قو لہ کا ھل الحد یث المفضیۃِ الی قلّۃ ا لا دب المفضیِّ بسو ء الخا تمۃ لانّ من المعلو م انّ اھل القر آ ن اھل اللہ و اھل الحدیث اھل رسول اللہ و انشد فی ھذا المعنی

اھل الحدیث ھم اھل النبی و ان
لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

ھذا آ خر کلا م علی القا ری

قلت و لبعضھم مایناسب ما انشدہ

دین النبی محمدٍ مختار
نِعم المطیّۃ للفتی الآ ثار
لا تر غبنّ عن الحدیث و اھلہ
فالرأی لیل و الحدیث نھار

و قد سلف عن مو لا نا ا لا جل شا ہ ولی اللہ ان من یھو ن امر الصحیحین فھو مبتدع متبع غیر سبیل المو منین انتھی و قد قا ل اللہ تعا لی من یشا قق الرسو ل من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المو منین نو لہ ما تو لی و نصلہ جھنم و ساء ت مصیراً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ: جہاں پر کہ کہا ملا علی قاریؒ نے تزئین العبارۃ لتحسین الاشارۃ میں کہ بے شک انوکھی بات کہی ہے کیدانی نے جہاں پر کہ کہا ہے کہ دسواں حرام فعل نماز میں اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلی شہادت کے مثل اہل حدیث کے یعنی مثل اشارہ کرنے جماعت علمائے حدیث رسول اللہ ﷺ کے اور یہ بات کیدانی کی بھاری خطا اور بڑا جرم ہے سبب اس کا جاہل ہونا ہے کیدانی کا اصول کے قاعدوں سے اور روایات فرعیہ کے مراتب سے اور اگر حسن ظن نہ ہوتا اور بمقتضائے حسن ظن کے اس کے کلام میں تاویل نہ کی جاتی تو اس کیدانی کا کفر صاف صاف اور مرتد ہونا ٹھیک ٹھیک ثابت ہو چکا تھا۔ بھلا کسی مومن کو پہنچ سکتا ہے کہ حرام کہے فعل رسول اللہ ﷺ یعنی اشارہ کو جس کی نقل قریب ہے کہ متواتر ہو جاوے اور منع کرے اس فعل سے جس پر تمام علماء بڑوں سے بڑوں کا اتفاق چلا آتا ہے حالانکہ امام بزرگ اور سردار مقدم یعنی ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ حلال نہیں کسی کو کہ میرے قول کو قبول کرلے جب تک نہ جان لے اس کی اصل قرآن یا حدیث یا اجماع یا روشن قیاس سے، اور کہا امام شافعیؒ نے جب کہ صحیح ہو حدیث برخلاف قول میرے کے تو دے مارو میرے قول کو دیوار پر اور عمل کرو حدیث ظاہر پر۔ یہاں تک کہ کہا ملا علی قاریؒ نے باوجود اس وجہ کافت کہنے کیدانی کی کافی ہے وجہ کافر کہنے اس کیے کی یہ کہ اس نے محدثین کی جو عمدہ اماماں دین میں سے ہیں اہانت کی ہے چنانچہ وہ اہانت اس کی اس لفظ سے کہ مثل اہل الحدیث کی طرف اشارہ نہ کرنا چاہیے سمجھی جاتی ہے جس سے اس کا کم ادب ہونا جو برائی خاتمہ کی طرف لے جاتا ہے نکلتا ہے یہ اس لئے کہ یقینی بات ہے کہ اہل حدیث اہل رسول اللہ ﷺ کے ہیں چنانچہ اس باب میں کسی نے شعر کہا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اہل حدیث آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں کیونکہ اگرچہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی ذات شریف کی صحبت نہیں پائی لیکن آپ کے انفاس قدسی یعنی کلمات پاک کے تو ہم صحبت ہیں۔ یہ ہے آخر کلام علی قاری کا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی شعر کے مناسب ہے جو اور کسی نے یہ مضمون شعر میں ادا کیا ہے کہ دین آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ ہے اور واسطے آدمی کے آثار مرویہ خوب سواری ہے، یعنی منزل مقصود کا وسیلہ ہے مت پھیر تو منہ اپنا حدیث اور حدیث والوں سے کیونکہ رائے اور عقل اندھیری رات ہے اور حدیث روشن دن ہے۔

اور اس سے پہلے شاہ ولی اللہؒ سے منقول ہو چکا ہے کہ جو کوئی صحیحین کی شان کو ہلکا جانے وہ بدعتی ہے مومنوں کی راہ سے الگ راہ لینے والا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی مخالفت کرے رسول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ بعد اس کے کہ اس کو راستہ معلوم ہو چکا اور پیچھے لگے اس راہ کے جو مومنوں کی راہ نہیں پھیریں گے ہم اس کو جدھر پھرتا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ کیا بری پھرنے کی جگہ ہے)۔

اب حضرت مخاطب کی جناب میں بنظر الدین النصیحة کے حسبۃً للہ التماس ہے کہ اس کلمہ توہین حدیث سے توبہ کریں اور گفتگوئے نفسانی میں ایمان سے نہ ہاتھ دھو بیٹھیں و ما علینا الا البلاغ

صاحب ہدایہ مجتہد نہ تھا

قولہ الخامس :

دوم آنکہ صاحب ہدایہ خود مجتہد مطلق شرعاً قول مجتہد باجتہاد غیر رد نہیں ہوتا اجماعاً چنانچہ صفحہ ۱۰۷ فی الاشباہ القاعدۃ اولی الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد ..الخ

جواب : اقول ، اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ صاحب ہدایہ کو مجتہد مطلق کہنا محض بے خبری ہے کسی نے علماء مسلمین سے آج تک صاحب ہدایہ کو مجتہد قرار نہیں دیا سبھی اس کو مقلدین سے شمار کرتے ہیں پس مجتہد کہنا مخاطب کا صاحب ہدایہ کو سوائے کذب اور دھوکہ دہی یا جہل اور ناواقفی کے کیا تصور کیا جائے

قال الملا علی القاری فی سم القوارض فی رد الروافض قال کمال باشا ان الفقہاء سبع طبقاتٍ۔ (یہ تفصیل طبقات فقہائے حنفیہ کی خاص اصطلاح ہے دوسرے علماء اصول وغیرہ اس میں اور تفصیل کرتے ہیں جس کا بیان عقد الجید میں میں موجود ہے اور اس رسالہ کی اخیر میں بھی کچھ ذکر اس کا آوے گا۔ اس مقام میں یہ تفصیل الزاماً نقل کی گئی ہے۔ محمد حسین) الاولی طبقة المجتهدین فی الشرع کالآئمة الاربعة و الثانیة طبقة المجتهدین فی المذهب کابی یوسف و محمدٍ و سائر اصحاب ابی حنیفه و الثالثة طبقة المجتهدین فی المسائل التی لا روایة فیها عن صاحب المذهب کالخصاف و ابی جعفر الطحاوی و ابی الحسن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکرخی و شمس ا لآ ئمۃ الحلوا ئیّ و شمس ا لا ئمۃ السرخسی و فخر ا لا سلا م البز دوی و قا ضی خا ن و الرا بعۃ طبقۃ اصحا ب التخر یج کا لفخر الرازی و ا حزا بھم فا نھم لا یقدرون علی ا لا جتھاد ا صلاً لکنھم ل،ا حا طتھم بالا صو ل و ضبطھم للماخذ یقدرو ن علی تفصیل قو لٍ مجملٍ و حکمٍ مبھمٍ و الخامس ا صحا ب التر جیح من المقلدین کا بی الحسن القدوری و صا حب الھدا یۃ انتھی مختصراً ملخصاً و ھکذا فی شرو ح الد ر المختار و غیر ھا من کتب طبقا ت الحنفیہ

(تر جمہ : کہا ملا علی قا ری نے اپنے رسا لہ سم القوا رض میں جو رافضیو ں کے رد میں ہے کہ کہا کمال پا شا نے فقہاء کے سات درجہ ہیں پہلا درجہ مجتہد ین شریعت کا جیسے آ ئمہ ار بعہ یعنی امام ما لکؒ ،امام ابو حنیفہؒ،امام شا فعیؒ ، امام احمدؒ ، دوسرا درجہ مجتہد ین مذہب کا جیسے ابو یو سفؒ ،محمدؒ اور باقی شا گرد ابو حنیفہؒ کے تیسرا درجہ مجتہد ین مسائل کا جو امام سے مروی نہیں جیسے خصا ف طحاویؒ ، کرخیؒ،شمس الائمہ حلوائیؒ،شمس الائمہ سرخسیؒ ،فخر الا سلام بز دویؒ ،قاضی خانؒ ، چوتھا درجہ ان کا جو مجتہدو ں کے اقوال سے اور مسائل نکا لتے ہیں جیسے فخر الدین رازیؒ (نسخہ مو جودہ سم القوارض میں ایسا ہی پا یا لیکن صحیح ابو بکر رازیؒ معلوم ہو تا ہے ۔محمد حسین) اور گروہ ان کا کیونکہ یہ لوگ اجتہاد پر تو قا در نہیں لیکن چونکہ قا عدوں پر وہ احا طہ رکھتے ہیں اور اصول کو پہچا نتے ہیں اس لئے قا در ہیں اس پر کہ مجمل با ت کو مفصل کر دیں اور ایک حکم سے کئی با تیں نکا لیں پا نچواں درجہ مقلدو ں کا جو ایک مسئلہ کو دوسرے پر تر جیح دے سکیں جسے قدوری اور صا حب ہدا یہ ، تما م ہوا مطلب سم القوا رض کا مختصراً ، یعنی ذکر چھٹے اور سا تو یں درجہ کا مع باقی تفصیل کے اس میں چھوڑا گیا ۔ اور ایسا ہی ذکر طبقات درمختار کی شرحوں اور کتب حنفیہ میں مسطور ہے)

جواب دوم ، یہ کہ اگر چہ مجتہد کا قول دوسرے مجتہد کے قو ل سے رد نہیں ہو سکتا لیکن حد یث رسول اللہ ﷺ سے تو با تفاق تمام مسلمین کے رد ہو سکتا ہے اور اس میں تو بجز منا فق اور مصداق من یشا قق الرسو ل کے کسی کو دم مار نے کی جگہ نہیں چنا نچہ بذیل ثبوت دعوی ثالث ہو چکا ہے سو حضرت مجیب کے نز دیک بھی حد یث ہی کی نظر سے بخاری کے سا تھ ہدا یہ وا جب الرد ہے چنا نچہ تفصیل اسکی مقا م تمہید صورت نزا ع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گزر چکی، نہ یہ کہ اجتہاد بخاری سے اجتہاد صاحب ہدایہ کا مردود ہے پس یہ قاعدہ اشباہ کا جس مفاد عدم نقض اجتہاد مجتہد با جتہاد غیر ہے نہ عدم نقض اجتہاد مجتہد بحدیث رسول اللہ ﷺ قول حضرت مجیب کے منافی نہ ہوا بلکہ مدعائے مخاطب سے اجنبی ٹھہرا اور یہ مخاطب کا قول کہ یک نکتہ ہم اور سکھاتے ہیں محض فضول ہے کیونکہ یہ نکتہ نفیسہ تو بعینہا اشباہ والنظائر میں بعد بیان اس قاعدہ منقولہ جناب کے موجود ہے پھر اس کو قاعدہ اشباہ سے علیحدہ اپنے طبع نکتہ زا کا نتیجہ قرار دینا بجز فضولی کے کیا تصور کیا جاوے

طعن ابن ہمام وغیرہ کا جواب

قولہ السادس:

اگرچہ کہ شرح سفر السعادۃ ومیزان الکبری بتوصیف

ہدایہ ہرجا موجود چہ سودالی قولہ چنانچہ درشرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۱ (مخاطب کی تحریر میں نشان صفحہ ۲۱ کا موجود ہے اور حقیقت میں یہ عبارت صفحہ ۲۹ میں موجود ہے۔ محمد حسین) وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور ومعتبرین کتاب ست نیز دریں وہم انداختہ چہ مصنف وی در اکثر جا کار بدلیل معقول نہادہ اگر حدیثے آورہ نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالباً اشغال آن استاد در حدیث کمتر بودہ ست ولیکن شرح شیخ ابن الہمام جزاہ اللہ خیراً تلافی آن نمودہ

جواب:

قربان تمہارے اس فہم وذکا وطبع نکتہ زا کے کہ کلام شیخ کو جو سراسر ہجو اور مذمت ہدایہ کی ہے مدح اور توصیف سمجھے۔

با من از جہل مقابل شد نا منفعلے
کہ گرش ہجو کنم میشودش مع عظیم

آپ نے لفظ معتبر اور مشہور کے گھمنڈ پر اس عبارت کو توصیف ہدایہ سمجھ لیا اور یہ نہ سمجھا کہ شہرت واعتبار اس کا مقلدین حنفیہ میں کس کام ہے جس حالت میں کہ بنا اس کی احادیث ضعیفہ پر ہے اور اکثر جگہ مبنی اس کا عقل اور رائے ہے یہاں تک کہ اس کے سبب سے حنفیوں کا مذہب بدنام ہوا اور ضعیف مشہور ہوا اور ان کا لقب اصحاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرائے ٹھہرا مثل مشہور ہے: بدنام کنی نام نکو نامی چند۔

اور یہی ہے مقصود شیخ عبدالحق کا اس عبارت سے جس کو تم نے توصیف ہدایہ سمجھ کر نقل کیا ہے چنانچہ پہلے یہ اتہام لوگوں کے شرح سفر السعادۃ میں ذکر کر کے پھر وہ عبارت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ کتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور اور معتبر ترین کتاب ہاست نیز دریں وہم انداختہ الخ، یہاں تک کہا کہ اس کی بنا اکثر جگہ عقل پر ہے اور جو حدیث لاتا ہے ضعف سے خالی نہیں ہوتی اور مولف اس کا حدیث میں کم شغل رکھتا تھا اور شیخ ابن الہمام نے اس کی تلافی جبر نقصان کیا ہے۔ پس ادنی اہل عقل وانصاف پر بھی مخفی نہ رہے گا کہ یہ عبارت شیخ کی سراسر مذمت ہے ہدایہ کی نہ تعریف وتوصیف اس کی جیسا کہ حضرت مخاطب نامنفعل کے طبع نکتہ زا میں سمایا ہے

قولہ السابع:

وہم چنیں میزان الکبری صفحہ ۴۷

فانی خصّصته بمزیدِ اعتناءٍ و طالعت علیه کتاب تخریج احادیث کتاب هدایة للحافظ الزیلعی و غیره

جواب:

اگر اس عبارت میں لفظ خصصته بمزید اعتناء کو توصیف ہدایہ سمجھا ہے تو سراسر غلطی ہے یا دھوکہ دہی کیونکہ ضمیر منصوب خصصته کی اس کلام میں ہدایہ کی طرف نہیں پھرتی اس لئے کہ ہدایہ کا اس سے پہلے ذکر بھی نہیں بلکہ ضمیر اس کی طرف مذہب امام ابوحنیفہ کے پھرتی ہے اور اسی کا پہلے خصصته کے ذکر ہے چنانچہ ابتداء میں اسکے کہا ہے:

اعلم یا اخی اننی طالعت بحمد الله ادلّة المذاهب الاربعة وغیرها لا سیّما ادلة مذهب الامام ابی حنیفه فانی خصّصته بمزید اعتناءٍ

پس خصصته کی ضمیر کو ہدایہ کی طرف پھیرنا اور اس جملہ کو ہدایہ کی تعریف سمجھنا بجز غلط فہمی یا دروغ گوئی کے کیا سمجھا جاوے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جملہ طا لعت کتاب تخر تیج الہدا یۃ کو توصیف سمجھا ہے تو بھی غلطی ہے اسلئے کہ مطالعہ سے تخر تیج ہدا یہ کے خود ہدا یہ کا وثوق اور اعتبار ثا بت نہیں ہوتا یہ اور ہے وہ اور۔

قو له الثا من

وجق بخاری شریف درمیزان صفحہ ۷۵

و ممن خر ج لهم الشيخا ن مع كلا م الناس فيهم جعفر ابن السليما ن الضبعیّ

جوا بہ:

اقول عا ئذا با لله من كيد الخائنين ۔ امام شعرانی نے میزان میں یہ کلام واسطے رفع جرح رفع کے رواۃ بخاری سے فر ما یا ہے اور اس میں بعض رواۃ بخاری کو جس میں کچھ کچھ طعن تھی ذکر کر کے پھر اس کا جواب دیا ہے اور صحیح بخاری کی تعدیل و توصیف فر مائی ۔ چنانچہ کہا ہے

قا ل الحا فظ المز نی و الحا فظ الز يلعیّ و ممن خرّج الهم الشيخا ن مع كلا م الناس فيهم جعفر بن سليما ن الضبعیّ و الحا رث بن عبيدٍ و ايمن بن ثا بل الحبشیّ الی ان قا ل و ابی اويسٍ لكن للشيخين شرو ط فی الروا ية عمّن تكلم الناس فيه منها انهم لا يروو ن عنه ا لا ما توبِع عليه و ظهر ت شوا هده و عملوا انّ له ا صلاً فلا ير وون عنه ما انفرد به او خا لفه فيه الثقا ت و ذ لك كحد يث ابی او يس الذی رواه مسلم فی صحيحه مر فو عاًيقو ل الله عز جل قسمت الصلوة بينی و بين عبدی نصفين الحد يث مع انه لم يتفرد به رواه غير ه من الثقا ت كذ لك منهم الا ما م مالك و شعبة و ابن عيينة و صار حد يثه متا بعةً الی ان قا ل فقد با ن لك انه ليس لنا تر ك حديثِ كلِ من تكلم الناس فيه بمجر د الكلا م فر بما يكو ن قد تو بِع عليه و ظهر ت شوا هده ۔ الخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ: کہا حافظ مزیؒ نے اور حافظ زیلعیؒ نے کہ ایک ان راویوں سے جن کے حق میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور شیخین نے ان کی حدیث روایت کی ہے جعفر بن سلیمان ضبعی ہے اور ایک حارث بن عبید اور ایک ایمن بن نابل حبشی ہے یہاں تک کہ گنتے گنتے کہا کہ ابو اویس، لیکن درحقیقت شیخین ان سے یوں ہی روایت نہیں کرتے بلکہ شیخین نے ان لوگوں کی روایتوں میں کئی شرطیں لگا رکھی ہیں ایک یہ کہ شیخین اس سے وہی روایت لاویں گے جن میں ان کے ساتھ اور راوی ثقہ بھی شامل ہوں اور ان کی روایتوں کے شواہد پائے جاویں اور شیخین خوب جان لیں کہ ان کی حدیث کی اصل ثابت ہے اور یہ نہیں کہ ان راویوں کی اکیلے حدیث یا وہ حدیث جو اور ثقات کے مخالف ہو روایت کریں مثال اس کی حدیث ابو اویس کی ہے جو مسلم نے اپنی کتاب صحیح میں روایت کی ہے آنحضرت ﷺ سے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے میں اور اپنے بندے میں آدھوں آدھ کر دیا ہے سو دیکھو اس حدیث میں ابو اویس اکیلا ہی راوی نہیں بلکہ یہ حدیث سوائے اس کے اور ثقہوں سے بھی اسی طرح مروی ہے چنانچہ امام مالکؒ اور شعبہؒ اور سفیان بن عیینہؒ سے بھی ایسے ہی آچکی ہے اور اس حدیث میں ابو اویس کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہیں، یہاں تک کہ کہا شعرانیؒ نے کہ اس بیان سے تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ ہم کو گنجائش نہیں کہ فقط لوگوں کے کلام اور اعتراض کرنے سے کسی کے حق میں اس کی حدیث کو ترک کر دیں کیونکہ کبھی اس کی حدیث اور ثقہوں سے بھی مروی ہوتی ہے اور اس کے شواہد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ تمام ہوا مطلب امام شعرانی کا)۔

اور اس کلام سے پانچ سطر پہلے امام شعرانیؒ نے فرمایا ہے:

انّ مجر د الکلام فی شخصٍ لا یسقط مر ویّه فلا بدّ من الفحص عن حاله و قد خر ج الشیخا ن لِخلقٍ کثیرٍ ممن تکلم الناس فیھم۔ (فقط لوگوں کے اعتراض کسی راوی میں اس کی روایت کو ساقط نہیں کرتے بلکہ تحقیق اس کے حال کی لازم ہوتی ہے اور کیونکر ساقط ہو جس حالت میں شیخین نے بہتیرے راویوں سے جو محل کلام ہیں روایتیں کی ہیں یعنی پھر وہ بحکم بیان مذکور ساقط نہیں گنی جاتیں)

اب ان عبارات کو امام شعرانیؒ کی دیکھنا چاہیے کہ کس طرح طعن مخالفین کو رواۃ بخاری سے دفع کر رہے ہیں اور کس تشریح سے توثیق و تنزیہہ صحیح بخاری کی بجا لا رہے ہیں مخاطب سارق نے اس طعن مخالفین کو ان عبارات سے انتخاب کر کے شعرانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف منسوب کر دیا اور اصل کلام شعرانی کو جو اس طعن کے جواب میں بخاری کی تنزیہہ و توثیق میں مرقوم ہے از راہ خیانت و سرقہ چھپا لیا فعلی اللہ الجزاء۔ اور عنقریب اور بھی جوابات طعن رواۃ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بشرح و بسط تمام لکھے جاویں گے انشاء اللہ تعالی

قولہ التاسع

اتنی سی عبارت کے گھمنڈ پر ترجیح بخاری شریف کو بجمیع کتب فقہ متفق کے دے چکا۔

جوابہ:

اتنی ہی عبارت پر بحکم آنکہ العاقل تکفیہ الاشارہ اکتفا کیا گیا تھا اب چونکہ آپ نے اس کو اتنے سے سمجھا تو دیکھا بضمن ثبوت دعوی اول کے بجواب قول ثانی تمہارے کے کیسا عبارتوں سلف و خلف کا جھاڑ باندھ دیا اب بھی اگر حق نہ سوجھے تو خدا حافظ۔

قولہ العاشر:

شیخ موصوف بصفحہ ۲۰ شرح سفر السعادۃ فرمایا ہے وکتب ستہ کہ مشہور اند دران اقسام حدیث از صحاح وحسان وضعیف موجود وتسمیہ صحاح بطریق تغلیب

جوابہ:

یہ حکم تغلیب مجموعہ صحاح ستہ پر بنظر کتب اربعہ ترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ کے ہے، نہ ہر جز و مجموعہ پر کیونکہ باجماع مسلمین سلف وخلف کے بخاری ومسلم مجرد صحاح سے مولف ہیں چنانچہ بضمن ثبوت دعوی اول بجواب ثانی گذر چکا ہے اور خود شیخ عبدالحق کی کلام میں یہ تخصیص حکم تغلیب کی کتب اربعہ سے پائی جاتی ہے چنانچہ مقسمہ اصول حدیث میں جو مشکوۃ مطبوع کے اول لگ رہا ہے کہتا ہے:

فصل الکتب الستۃ المشھورۃ المقررۃ فی الاسلام التی یقال لھا الصحاح الستۃ صحیح البخاری و صحیح المسلم و الجامع للترمذی و السنن لابی داؤد و النسائی و سنن ابن ماجۃ و عند البعض الموطا بدل ابن ماجۃ و صاحب جامع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا صول اختار الموطا و فی ھذہ الکتب الاربعة اقسام من الصحاح و الحسان و الضعاف و تسمیتھا بالصحاح الستة بطریق التغلیب انتھی کلام الشیخ الموصوف

(ترجمہ: فصل چھ کتابیں مشہور مقرر اسلام میں جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں یہ ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ اور بعض کے نزدیک ابن ماجہ کی جگہ موطا مقرر ہے اور صاحب جامع الاصول نے اسی کو گنا ہے اور ان چار کتابوں میں یعنی ترمذی، ابوداؤد، اورنسائی اور ابن ماجہ میں ہرقسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف موجود ہیں پھر سب کو جو صحاح کہا جاتا ہے تو تغلیباً کہا جاتا ہے۔ تمام ہوا کلام شیخ کا)

اب دیکھو لفظ ھذہ الکتب الاربعة تمہارے فہم کو کیسا جھٹلا رہا ہے اور کیا بلند آواز سے منادی ہے کہ حکم تغلیب کتب اربعہ سے خاص ہے اور صحیحین کو شامل نہیں۔ ایسا ہی کہا ہے بیچ بیان مطلب عبارت شیخ کے تمہارے پیشوا صاحب رسالہ دلیل قوی نے حیث قال

ودر صحاح ستہ سوائے بخاری ومسلم احادیث ہرقسم از صحاح وحسان وضعاف موجود وتسمیہ بصحاح تغلبی ست چنانچہ شیخ عبدالحق درمقدمہ ترجمہ مشکوۃ گفتہ کتب ستہ کہ مشہور اند دران اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعاف موجود وتسمیہ صحاح بطریق تغلیب است انتھی و بخاری ومسلم اگرچہ التزام ایں امر کردہ کہ حدیث غیر صحیح در صحیحین خود نیارند الخ

قوله الحادی عشر:

تحت ادیم السماء اصح من موطا ..

جوابہ:

یہ قول قبل وجود صحیح بخاری کے تھا اور جب نیر اعظم بخاری نے طلوع کیا تو اس کے نور نے سب پر غلبہ کرلیا چنانچہ یہ امر کئی علماء سے بضمن ثبوت دعوی اول بضمن ردقول ثانی مخاطب کے نقل کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوله الثانی عشر:

ونیز باینکہ فرمود شیخ موصوف شرح سفر السعادۃ صفحہ ۱۱۸ اخراج کردہ ست مسلم در کتاب خود بسیارے از رواۃ کہ سالم نیستند از غوامل جریح (ایسا ہی منقول ہے تحریر مخاطب میں اور صحیح لفظ جرح ہے۔ محمد حسین) وہم چنیں در کتاب بخاری جماعۃ اند کہ تکلم کردہ شدہ ست در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علماء وصوابدید ایشاں باشد

جوابہ:

حضرت شیخ عبد الحق نے یہ کلام ابن ہمام کا ترجمہ کیا ہے چنانچہ شروع ترجمہ میں ابن الہمام کا نام لیا ہے اور بعد ختم ترجمہ کے کہا ہے کہ حاصل اس سخن کا یہ ہے کہ اعتماد تصحیح وتنقید مجتہدین پر چاہیے یہاں تک کہ کہا کہ یہ بات بڑی مفید ہے واسطے غرض ہماری کے جو تائید ہے مذہب کی خصوصاً حنفی مذہب کی اور غرض ابن الہمام کی بھی اس کلام سے یہی ہے۔

یہ ہے ترجمہ کلام شیخ کا اور اصل کلام سابقاً بضمن رد قول ثالث آچکا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ قدح ابن الہمام کا رواۃ مسلم و بخاری میں محض بسبب حسد کے ہے شان صحیحین میں اور صرف بنظر حمایت وتائید مذہب حنفی کے صادر ہوا ہے اور یہ کلام عدو حاسد کا ہے نہ کہ منصف عادل کا کہ لائق خطاب اور مستوجب جواب ہو باایں ہمہ اس کا جواب لکھا جاتا ہے

پس واضح ہو کہ جوابات مطاعن رواۃ شیخین کے صدہا علمائے حدیث نے اجمالاً وتفصیلاً تحریر کئے ہیں چنانچہ سابقاً بضمن ثبوت دعوی اول کے بجواب قول ثانی مخاطب کے صاحب دراسات اور امام سیوطی اور عطا رشید اور عراقی اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے کلام سے مجمل جوابات گزر چکے ہیں اور بضمن جواب قول ثامن مخاطب کے ایک جواب امام شعرانی کی طرف سے نقل کیا گیا اب اس مقام میں مفصل جوابات کلام سے شیخ ابن حجر اور امام نووی کے جو اور اماموں کے کلام سے جیسے امام ابو الفتح قشیری اور امام ابو الحسن المقدسی اور امام ابو عمرو بن صلاح شہر زوری متمسک ہیں نقل کئے جاتے ہیں

قال الشیخ الامام رئیس الاسلام ابن حجر فی مقدمۃ فتح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الباری شر ح صحیح البخا ری ینبغی لکل مصنفٍ ان یعلم انّ تخر یج صا حب الصحیح ایّ راوٍ کا ن مقتضٍ لعدالته عنده و حّة ضبطه و عدم غفلته لا سیّما ماانضا ف الی ذ لك ا طباق جمهور ا لا ئمة علی تسمیة الکتابین با لصحیحین و هذا المعنی لم یحصل لغیر من خرّج عنه فی الصحیحین فهو نهایة اطباق الجمهور علی تعدیل من ذکر فیهما هذا ا ذا ا خر ج له فی ا لا صو ل فا مّا ان ا خر ج له فی المتا بعات و الشوا هد و التعا لیق فهذا یتفا وت در جا ت من ا خر ج له فی الضطب و غیره مع حصو ل اسم الصدق لهم و حینئذ اذا و جد نا لغیره فی ا حدٍ منهم طعناً فز لك الطعن مقا بل للتعدیل لهذا ا لا ما م و لایقبل ا لّا مبیّن السببِ مفسراً بقا د حٍ تقد ح فی عدا لة هذا الراوی و فی ضبطه مطلقاً او فی ضبط الخبر بعینه لانّ الاسباب الحا ملة للا ئمة علی الجر ح متفا وته منها ما یقدح و منها لا یقد ح و قد کا ن الشیخ ابو الحسن المقدسیّ یقو ل فی الر جل الذی یخر ج عنه فی الصحیح هذا جا ز القِنطرة یعنی بذ لك انه لا یلتفت الی ما قیل فیه قال الشیخ ابو الفتح القشیری فی مختصره و هکذا نعتقد و به نقو ل و لا یخر ج عنه ا لّا بحجةٍ ظا هرةٍ و بیا نٍ شا فٍ یز ید فی غلبة الظنِّ علی المعنی الذی قدّمنا ہ من اتفاق الناس بعد الشیخین علی تسمیة کتا بیهما با لصحیحین و من لوا زم ذ لك تعدیل رواتهما قلت فلایقبل الطعن منهم ا لّا بقا د حٍ وا ضحٍ لانّ اسباب الکر ح مختلفة و مدار ههنا علی خمسة ا شیا ء البد عة او المخالفة او الغلط او جها لة الحا ل او دعوی ا لا نقطا ع فی السند بان ید عی فی الرا وی انه کا ن ید لّس او یر سیل فا ما جهالة الحا ل فمند فع عن جمیع من ا خر ج لهم فی الصحیح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانّ شر ط الصحیح ان یکو ن را ویہ معرو فاً بالعدا لۃ فمن زعم انّ ا حداً منہم مجہول فکا نہ نا زع المصنف فی دعواہ انہ معرو ف و لا شک ان المد عی لمعرفتہ مقدّم علی من ید عی عدم معرفتہ و لا شک لما مع المثبت من زیا دۃ العلم و مع ذ لک فلا تجد فی ر جا ل الصحیح ا حداً ممن یسو غ اطلاق اسم الجہا لۃ علیہ ا صلاً و اما الغلط فتارۃً یکثر من الراوی و تا رۃً یقلّ فحیث یو صف بکو نہ کثیرالغلط ننظر فیما ا خر ج لہ ان وجِد مر ویاً عندہ او عند غیرہ من روا یۃ غیر ہذا الموصوف با لغلط علِم انّ المعتمد ا صل الحد یث لا خصو ص ہذا الطریق و ان لم یو جد ا لّا من طر یقہ فہذا قا د ح یو جب التوقف عن الحکم بصحّۃ ما ہذا سبیلہ و لیس فی الصحیح بحمد اللہ من ذ لک شیء و حیث یو صف بقلّۃ الغلط کما یقال سیّء الحفظ او لہ او ہا م او لہ منا کیر و غیر ذ لک من العبارات فا لحکم فیہ کالحکم فی الذ ی قبلہ الّا انّ الروا یۃ عن ہؤلا ء فی المتا بعا ت اکثر منہا عند المصنف من الروا یۃ عن او لئک و اما المخا لفۃ و ینشأ عنہا الشذو ذ و النکا رۃ و ہذا لیس فی الصحیح سوی نزوٍ یسیرٍ و اما دعوی ا لا نقطا ع فمدفوعہ عمّن ا خر ج لہم البخاری لما علِم من شر طہ و مع ذلک فحکم من ذکِر من ر جا لہ بتد لیسٍ او ارسا ل، ان تیسّر احادیثہم المو جودۃ عندہ بالعنعۃ فان و جد التصریح بالسماع اند فع ا لا عترا ض و اما البد عۃ فالمو صو ف بہا امّا ان یکو ن ممن یکفّر بہا او تفسّق فا لمکفّر بہا لا بدّ ان یکو ن ذلک التکفیر متفقاً علیہ من قوا عد جمیع ا لائمۃ کما فی غلاۃ الروا فض و لیس فی الصحیح من حد یث ہؤلا ء شیء البتتۃ و المفسّق بہا کبد ع الخوار ج و الروا فض الذین لایغلو ن و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر هؤلا ء من الطوا ئف المخا لفین لا صو ل السنة خلا فاً ظاھراً لکنه مستند الی تا ویلٍ ظا هره شا ئع فقدِ اختلف اهل السنة فی قبو ل حدیث من هذه سبیله الی آ خر مافصّله و برّء به شان الجا مع الصحیح و قد نقلنا کلا مه بنحوِ من الا ختصا ر

(کہا شیخ امام اسلام کے رئیس شیخ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں کہ لائق ہے واسطے ہر منصف کے کہ جان لے کہ روایت کرنا صحیح کتاب کی مصنف یعنی بخاری کا کسی راوی کے حدیث کو چاہتا ہے کہ وہ راوی اس کے نزدیک عادل ہو اور اس کا ضبط صحیح ہو اور وہ غافل نہ ہو خاص کر اس وقت یہ باتیں ضروری معلوم ہوتی ہیں جب کہ مقتضائے صحت کے ساتھ اس بات کو بھی ملا دیں کہ جمہور علماء متفق ہیں ان کی کتابوں کے صحیحین نام رکھنے پر اور یہ بات سوائے ان راویوں کے جن سے شیخین نے روایت کی ہے کسی میں پائی نہیں جاتی اور یہ بات نہایت اتفاق جمہور کی ہے اوپر عادل ہونے راویوں صحیحین کے لیکن یہ بات اس راوی کی شان میں ہے جس سے اصل مقصود روایت ہو، رہا وہ جس شواہد اور متابعات اور تعلیقات میں روایت ہو سو حال اس کا ضبط اور عدل وغیرہ کی نظر سے مختلف ہے باوجود اس کے کہ نام صدق اس پر بھی بولا جاتا ہے پھر جب کہ پاویں ہم کسی راوی میں ان میں سے کسی کا طعن واعتراض تو وہ طعن مقابل ہوگا عادل جاننے اس امام کے جس نے اس راوی کو قبول کر لیا ہے سو وہ طعن قبول نہ ہوگا جب تک کہ اس کا سبب ایسا کھلا کھلا بیان نہ ہو جس سے اس کی عدالت ٹوٹ جاوے یا اس کا ضبط ٹوٹ جاوے یا خاص کر کسی حدیث میں اس کے ضبط کا خلل ثابت ہو یہ اس واسطے شرط کی گئی ہے کہ باعث طعن کرنے اماموں کے راویوں کو مختلف ہوا کرتے ہیں کوئی تو ایسا ہوتا ہے جو عدالت کو توڑے اور کوئی ایسا کہ نہ توڑ سکے اسی واسطے شیخ ابوالحسن مقدسیؒ کہا کرتے حق میں اس شخص کے جس سے بخاری میں روایت ہو کہ یہ شخص پل کے اوس پار اتر گیا ہے یعنی اب اس پر جو کوئی طعن کرے تو وہ لائق التفات نہیں۔ کہا شیخ ابوالفتح قشیریؒ نے اپنی کتاب مختصر میں کہ میرا بھی یہی اعتقاد ہے اور یہی کہتا ہوں اور اس سے باہر نہ ہونا چاہیے بجز دلیل ظاہر کے اور بیان شافی کے جو اس سے غلبہ ظن میں جو علماء کے اتفاق سے اوپر صحیحین نام رکھنے ان دو کتابوں کے حاصل ہے بڑھ جاوے۔ جب یہ بات صحیح ہوئی تو اس سے عدالت صحیحین کے راویوں کی ثابت ہوئی اور لازم آئی۔ کہتا ہوں میں یعنی ابن حجر کہ اس تقدیر پر کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اعتراض وطعن ان کے حق میں قبول نہ کیا جاوے گا بجز باعث طعن واضح بیان کے اس لئے کہ باعث طعن مختلف ہوتے ہیں لیکن پھر پھرا کر یہاں پانچ چیزیں ٹھہرتی ہیں بدعت، یا مخالفت یا غلطی یا جہالت حال راوی کی یا دعوی منقطع ہونے سند کا اس طرح پر کہ فلانا راوی مدلس تھا یا ارسال کیا کرتا تھا سو جہالت حال تو صحیح بخاری کے تمام راویوں سے اٹھی ہوئی ہے کیونکہ صحیح کی شرط یہ ہے کہ اس کا راوی مشہور ہو عدالت میں پھر جو کوئی کسی صحیح کے راوی کو مجہول کہے تو گویا اس نے صحیح کے مصنف کا مقابلہ کیا اس باب میں کہ اس نے اس راوی کو مشہور ومعروف سمجھا تھا اور اس نے اس کو مجہول بتایا سو اس میں شک نہیں کہ دعوی مشہور ومعروف کہنے والے کا مقدم ہوگا کیونکہ مشہور کہنے والے کو اس راوی کے حال سے زیادہ واقفیت ہے کہ وہ اس کے نہ جاننے والے کو نہیں ہے باوجود اس حکم کے پھر بھی صحیح بخاری کے راویوں میں ایسا کوئی نہیں جس پر جہالت کا بولنا جائز ہو۔

اب سنو غلطی کا حال سو یہ کسی راوی سے بہت ہوتی ہے اور کسی سے تھوڑی۔ پس جہاں کوئی راوی بہت غلطی سے موصوف ہوا تو ہم دیکھیں گے کہ اس کی حدیث مصنف کے نزدیک یا کسی اور محدث کے نزدیک سوائے اس کے کسی اور سے بھی مروی ہے یا نہیں اگر مروی ہو تو معلوم ہوا کہ مصنف کا اعتماد اصل حدیث پر ہے یعنی بنظر اس راوی کے جو غلطی سے موصوف نہیں نہ بنظر خاص طریق اس راوی غلطی والے کے اور اگر کسی راوی سے بجز اس کے مروی معلوم نہ ہو تو البتہ یہ بات صحت کے خلاف اور باعث توقف ہے اس کے صحیح کہنے سے لیکن خدا کے فضل سے صحیح بخاری میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے اور جہاں کوئی راوی تھوڑی غلطی کرنے سے موصوف ہوا جیسے کہا کرتے ہیں کہ فلانا بری یادداشت والا ہے اور فلانا وہم رکھتا ہے اور فلانے کی کچھ منکر حدیثیں ہیں یا مثل ان کے اور عبارتیں تو اسکا حکم بھی وہی ہے جو پہلی قسم کا گذرا یعنی اس کی حدیث کو دیکھا جاوے گا کہ کسی اور سے بھی مروی ہے یا نہیں۔ پھر حسب تفصیل سابق حکم جاری کیا جائے گا لیکن ان کی روایتیں نزدیک مصنف کے متابعات میں بہت ہیں بہ نسبت اون کی روایات کے۔

اب سنو حال مخالفت کا جس سے شاذ اور منکر ہونا حدیث کا پیدا ہوتا ہے۔ سو یہ صحیح بخاری میں سوائے قدر قلیل کے نہیں۔ اب سنو حال دعوی انقطاع سند کا، سو یہ بخاری کے تمام راویوں سے اٹھا ہوا ہے کیونکہ اس کی شرط اور التزام سب کو معلوم ہے کہ وہ بلا ثبوت سماع ولقائے باہم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راویوں کے کسی کی حدیث نہیں لاتا باوجود اس کے مدلس یا صاحب صاحب ارسال کہنا اس کے راوی کو تب تک بھی ہوگا جب تک کہ ان کی حدیثیں معنعن یعنی عن عن کے ساتھ پائی جاویں گی اور جب وہی حدیثیں لفظ سماع سے مل جاویں گی تو پھر وہ اعتراض کہاں رہے گا۔
اب رہی بدعت سو راوی اس کا نامزد کیا تو کفر کی طرف منسوب ہوگا اور کیا فسق کی پس جو راوی جو بسبب بدعت کے منسوب بکفر ہوگا اس میں یہ ضروری بات ہے کہ کفر اس کا سب اماموں کا متفق علیہ ہوگا جیسے غالی رافضیوں کا کفر یعنی جو حضرت علیؓ کو چھوٹا خدا جانتے ہیں و علی ھذا القیاس ۔سو ایسے لوگوں سے صحیح بخاری میں کوئی حدیث نہیں ہے اور جو راوی کہ بسبب بدعت کے فاسق گنا جاتا ہے جیسے خارجی یا وہ رافضی جو غالی نہیں ہیں اور سوائے ان کے اور لوگ جو اصول اہل سنت کے مخالف ہیں لاکن یہ اپنے خلاف میں کسی تاویل کو مستندر کھتے ہیں جو اہل سنت میں اس کے ظاہر معنی مشہور ہیں سو ایسے اہل بدعت کی حدیث قبول کرنے میں اختلاف ہے یعنی بعضے لوگ بعضی وجہوں اور شرطوں سے قبول کرتے ہیں اور بعضے نہیں کرتے تا آخر اس بیان تک جو شیخ ابن حجرؒ نے تفصیل سے فرمایا ہے اور صحیح بخاری کو اعتراضوں سے بری کیا ہے ہم نے ان کے کلام کو کسی قدر اختصار سے نقل کیا ہے)

اور تمہارے مستند اور معتمد صاحب رسالہ دلیل دلیل قوی مولوی احمد علی سہارنپوری نے واسطے تنزیہہ اور دفع مطاعن رواۃ بخاری کے بڑا اہتمام کیا ہے چنانچہ مقدمہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ سے عبارت مذکورہ نقل کر کے کہا ہے:

هذا ما ذكره الحا فظ ابن حجرٍ فی مقدمة فتح البارى فى او ل الفصل التا سع ثم سر دا اسما ء من طعِن فيهم من رواة الصحيح و اجا ب عن ا لاعترا ضا ت لكن لما كا ن بنا ء هذه الفصو ل على ا لا ختصا ر تر كنا التفصيل و رأينا ان نذ كر على سبيل التمثيل من رواةِ الصحيح المجرو حين عمران بن حطا ن و مروا ن ابن الحكم فنقل ما حكاه الحا فظ من الاعترا ض عليهما و ما ا جاب به عنه عبا ر ته عمرا ن بن حطّان السدوسىّ الشاعر المشهور كا ن ير ى رأى الخوار ج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابو العباس المبرد کا ن عمران رأس القعدية من الرِيّة و خطيبهم و شا عرهم انتهى ۔ و القعدية قو م من الخوا ر ج و کان عمرا ن دا عيةً الى مذ هبه و هوالذى ر ثى عبد الر حمن بن ملجمٍ قا ل علىؓ و قد و ثّقه العجلى و قا ل قتا ده لا يتّهم فى الحد يث و قا ل ابو دا ؤد و ليس فى اهل الاهواء ا صح حد يثاً من الخوا ر ج ثم ذكر عمرا ن هذا و غيره و قا ل يعقو ب ابن شيبة ادر ك جماعة من الصحا بة و صا ر فى آ خر عمره الى ان رآ ى رأى الخوار ج و قا ل العقيلىّ حدّث عن عا ئشة و لم يبيّن سما عه قلت و لم يخرِّج البخا رى سوى حد يثٍ وا حدٍ من روا ية يحى بن ابى كثيرٍ عنه قا ل سألت عن عا ئشة عن الحر ير فقا لت أئت ابن عباسٍ فساله قا ل فسألته فقا ل أئت ابن عمر فساله فقال حد ثنى ابو حفص انّ رسو ل الله قا ل انما يلبِس الحر ير فى الد نيا من لا خلا ق له فى ا لآ خرةانتهى و هذا الحد يث انما ا خر جه البخارى فى المتا بعا ت فلِلحديث عنده طر ق غير هذا من روا ية عمر و غيره و قد رواه مسلم من طر يقٍ ا خرى عن ابن عمر نحوه الى آ خر ما نقله المو لوى ا حمد على عن الحا فظ ا لا ما م ابن حجر و قال ا لا مام النووى فى مقد مة شر ح مسلمٍ عا ب عا ئبو ن مسلماً ر حمه الله براوا يته فى صحيحه عن جماعةٍ من الضعفاء المتو سطين الواقعين فى الطبقة الثا نية الذين ليسوا من شر طِ الصحيح و لا عيب فى ذ لك بل جوا به من اوجهٍ ذكر ها الشيخ الا ما م ابو عمرٍ و بن الصلا ح ا حد ها ان يكو ن ذ لك فيمن هو ضعيف عند غيره ثقة عنده و لا يقا ل الجر ح مقدم على التعديل لانّ ذ لك فيما اذا كان الجر ح ثا بتاً مفسّراً بسببِ و الّا فلا يقبل الجر ح اذا لم يكن كذا و قد قا ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا ما م الحا فظ ابو بکرٍ ا حمد بن علی بن ثا بت الخطیب البغدادی و غیرہ ما احتجّ البخا ری و مسلم و ابو دا ؤد بہ من جماعۃٍ علم الطعنِ فیھم من غیر ھم فمحمو ل علی انہ لم یثبت الطعن المؤثّر مفسّراً لسببٍ الثا نی ان یکو ن ذ لک واقعاً فی المتا بعا ت و الشوا ھد لا فی الا صو ل الثا لث ان یکو ن ضعف الضعیف الذ ی احتجّ بہ طر ء بعد ا خذہ عنہ ، الرا بع ان یعلوا بالشخص الضعیف اسنا دہ و ھو عندہ من روایۃ الثقا ت فیقصر علی العا لی و لا یطوّل با ضافۃ النازل الیہ الی آخر مالخصناہ من کلا م النووی

(تر جمہ: یہ وہ تذ کرہ ہے جو حافظ ابن حجرؒ نے مقدمۃ فتح الباری کی ابتداء میں فصل نویں میں ذ کر کیا ہے پھر حافظ ابن حجرؒ نے بیان کئے نام ان راویوں بخاری کے جس میں لوگوں نے طعن کئے ہیں اور پھر ان طعنوں کے جوابات تحریر کئے ہیں لیکن جب کہ ان فصلوں کی بنا اختصا ر پر ہے اس لئے تفصیل کو ہم نے چھوڑ دیا ہے اور بطور تمثیل دو را ویوں مطعون بخاری کا ذکر کر نا منا سب دیکھا ہے ایک عمران بن حطان دوسرا مروان ۔ پس ان کے حق میں جو اعتراض اور جواب ابن حجرؒ نے بیان کیا سو ہم یہاں نقل کر تے ہیں۔ پس یہ ہے عبا رت حا فظ ابن حجر کی ان کے بیان میں عمران بن حطان سدوسی شا عر مشہور تھا اعتقا د اس کا خا رجیوں کا تھا ابو العباس مبر د نے کہا ہے کہ عمران سر دار تھا قعدیہ کا جو صفریہ میں سے ہیں اور ان کا خطیب اور شا عر تھا قعدیہ ایک قوم ہے خا رجیوں میں سے اور یہ عمران اپنے مذ ہب کی طرف لوگوں کو بلا نے والا تھا اور یہ وہی ہے جس نے عبد الرحمٰن ابن ملجم قاتل علیؓ کا مر ثیہ کہا تھا لیکن اس کو عجلی نے ثقہ بتلایا ہے اور قتا دہؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث میں متہم نہیں کیا جا تا تھا اور ابو دا ؤد نے کہا ہے کہ بدعتیو ں میں صحیح حدیث لا نے وا لا خوار ج سے بڑ ھ کر کوئی نہیں پھر ان میں سے اس عمران وغیرہ کا ذکر کیا اور یعقوب بن شیبہ نے کہا ہے کہ عمران نے کئی صحا بہ کو پا یا لیکن ا خیر عمر میں خوار ج کے اعتقا د پر ہو گیا اور عقیلی نے کہا ہے کہ اس نے عا ئشہ سے ایک حدیث روا یت کی ہے لیکن اپنی سما ع ظا ہر نہیں کی ۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے اس کی کوئی حدیث روا یت نہیں کی بجز ایک حدیث کے جو یحیی بن کثیر نے اس عمران سے روا یت کی ہے کہ اس نے بیان کیا میں نے پو چھا عا ئشہؓ سے حکم ریشمی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑے کا۔انہوں نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے جا کر دریافت کرو، کہا کہ میں نے پھر ابن عباسؓ کے پاس جا کر پوچھا۔تو انہوں نے فرمایا کہ ابن عمرؓ کے پاس جا کر پوچھو، پس انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے کہا ہے ابوحفص یعنی عمر بن الخطابؓ نے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا اسکا آخرت میں حصہ نہ ہوگا۔تمام ہوئی حدیث مذکور۔سو اس حدیث کو امام بخاریؒ متابعات ہی میں لایا ہے کیونکہ یہ اسکے نزدیک کئی اور طریقوں سے حضرت عمرؓ وغیرہ سے بھی ثابت تھی اسلئے ان روایات کی متابعت میں اسکو بھی لے آیا ہے اور بلاشبہ امام مسلمؒ نے بھی اور طریقوں ابن عمرؓ وغیرہ کے سے اسکو روایت کیا ہے۔تا آخر اس کلام تک جو مولوی احمد علی نے حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے اور کہا امام نوویؒ نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں کہ عیب پکڑا ہے عیب پکڑنے والوں نے مسلمؒ پر کہ انہوں نے اپنی صحیح میں ضعیف متوسط راویوں سے جو دوسرے طبقہ کے لوگ ہیں اور صحیح کی شرط پر نہیں کیوں روایت کی لاکن حقیقت میں یہ کچھ عیب نہیں بلکہ اس کا کئی وجہ سے جواب ہوسکتا ہے جن وجوہات کو شیخ ابوعمرو بن الصلاحؒ نے ذکر کیا ہے ایک یہ وجہ ہے کہ وہ ضعیف راوی جس کو معترض ضعیف کہتا ہے مسلمؒ کے نزدیک ثقہ ہو اس پر کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ جرح مقدم ہے تعدیل سے یعنی ضعیف کہنے والے کا قول مقدم ہے بہ نسبت قول ثقہ کہنے والے کے بحکم اصول کے کیونکہ یہ اعتراض اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ جرح، جرح کرنے والوں کا با بیان سبب و دلیل ہو، نہیں تو وہ ہرگز مقبول نہیں اور بلاشبہ کہا ہے امام حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادیؒ نے کہ جس راوی کی سند لی ہے بخاریؒ و مسلمؒ و ابوداؤدؒ نے اور لوگوں نے اس پر طعن کیا ہے تو وہ طعن اور جرح ان کا ثبوت کو نہیں پہنچا اور موثر با بیان سبب نہیں پایا گیا۔دوسری وجہ یہ کہ حدیث ضعیف راوی کی متابعات میں لی گئی ہو نہ اصل مقصود حدیثوں میں تیسری وجہ یہ کہ اس ضعیف راوی میں جو ضعف کسی نے نکالا ہے وہ پیچھے کر بعد اس کے کہ مسلمؒ اس سے سند لے چکا ہو پیدا ہوا ہو۔چوتھی وجہ یہ کہ سند اس کی اس ضعیف راوی سے بلند ہوتی ہو اور وہ نزدیک مسلمؒ کے بروایت ثقات نیچے کے درجہ میں ہو، پس مسلمؒ بنظر بلندی سند کے اسی ضعیف کی اسناد کو ذکر کر کے اس پر اکتفا کرتا ہو اور ساتھ اس کے سند نازل کو جو ثقات کی سند تھی بخوف تطویل ذکر نہ کرتا ہو۔آخر اس کلام تک جسے ہم نے مختصر کر کے نقل کیا ہے امام نوویؒ سے۔

اور امام نوویؒ نے شرح مسلم میں بذیل احادیث رواۃ مطعونین کے ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کا مفصل جواب بھی تحریر کیا ہے شائق طالب کو اصل شرح کا ملاحظہ درکار ہے۔ بالجملہ مطاعن لوگوں کے بحق بعضے راویوں بخاری و مسلم کے آئمہ محدثین نے ھباءً منثوراً اور نسیاً منسیاً کر دیئے ہیں اور اصحیت پر احادیث شیخین کے کسی کو اہل اسلام میں سے کچھ اعتراض اور کلام باقی نہیں رہا ہے۔ یہ بزرگوار ابن الہمام اور بتقلید اس کے عبدالحق ناحق ان اعتراضات اور مطاعن کو مقام مصادمہ محدثین میں بغرض نصرت مذہب حنفی کے جان بوجھ کر باوجود علم اور اطلاع کے جوابات اور رفع ان مطاعن کے پیش کرتے ہیں ایسوں کے حق میں کیا اچھا کسی نے شعر کہا

ان کنت لا تدری فتلك مصيبة
و ان کنت تدری فالمصيبة اعظم

(اگر تو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے اور اگر جانتا ہے تو یہ اور بھی بڑھ کر مصیبت ہے)

کیا امام بخاری، شافعی المسلک تھے

قوله الثالث عشر

مع ہذا اسماعیل بخاری منتسب مذہب شافعی کا ہے چنانچہ محقق شاہ ولی اللہؒ رسالہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں

و استدل شيخنا العلامة على ادخال البخاری فی الشافعية بذکره فی الطبقات الشافعية و کلام النووی شاهد له

پس جائے غور ہے کہ مجیب نے مخالفین بخاری کو کہ خود وہ مقلد شافعی کا ہے بدعتی لکھ دیا بلا تعمل اس کا کیا علاج۔

جوابہ:

واہ آپ کا تعمل بعین مہملہ کہ... آپ اوس میں ایسے مصروف ہوئے کہ امام بخاریؒ کے نام تک ظفریاب نہ ہوئے نام کا محمد مشہور ہے جس کی جگہ نام ان کے باپ کا اسماعیل فرما دیا اور مسئلہ متنازعہ فیہا سے بھی خواب خرگوش میں چلے گئے کہ متنازع فیہ ترجیح ہدایہ کی تھی صحیح بخاری پر جس کو چھوڑ کر آپ تقلید بخاری کی ثابت کرنے لگے اور پھر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفریع اس پر یہ اجنبی کی کہ مخالفین بخاری کو بدعتی کیوں کہا یہ سب خوبیاں اس تعمل بعین مہملہ کی ہیں اگر کچھ تامل کو کارفرما ہوتے تو امام بخاریؒ کا نام کہیں نہ کہیں ڈھونڈ بھال کے لکھتے اور مبحث ترجیح ہدایہ کو چھوڑ کر اثبات تقلید بخاری کے در پئے نہ ہوتے اور بوقت تفریع سمجھتے کہ امام بخاریؒ کے مخالفین کو تو کسی نے بدعتی نہیں کہا بلکہ احادیث بخاری کو جس میں بخاریؒ کے مقلد ہونے کو کچھ دخل نہیں.. مرجح ٹھہرایا ہے اور اس امر کے مخالف کو مبتدع کہا ہے جس کو ایک جہان مبتدع کہہ رہا ہے۔ الغرض تعمل چھوڑ کر تامل اختیار کرتے تو ایسی باتیں ناشی عدم تامل سے نہ کہتے۔ اب ہم بقطع نظر آپ کے تعمل کے خوبیوں سے امام بخاریؒ کا اجتہاد بتصریحات آئمہ نقل ثابت کرتے ہیں اور خیانت مخاطب کی عبارت رسالہ انصاف میں ظاہر کر کے اس سے بھی مجتہد ہونا امام بخاریؒ کا ثابت کئے دیتے ہیں پس اولاً اقوال آئمہ نقل متضمن ثبوت اجتہاد امام بخاریؒ بیان کئے جاتے ہیں پھر عبارت رسالہ انصاف سے مجتہد ہونا امام بخاریؒ کا اور خیانت و سرقہ مخاطب کا ثابت کیا جاوے گا:

قا ل ا لا مام ا حمد ما اخر جت خرا سان مثله يعنى البخا رى و قال اسحاق بن را هو يه لو كان فى زمن الحسن لاحتا ج اليه لمعرفته بالحد يث و فقهه و قا ل نعيم بن حما د فقيه هذه ا لا مة و هكذا قا ل يعقو ب بن ابرا هيم الدورقىّ و منهم من فضّله فى الحد يث و الفقه على ا حمد بن حنبل و اسحاق ابن را هويه و قا ل ابو محمد عبد الله بن عبد الر حمن الدا ر مى محمد بن اسما عيل البخا رى افقهنا و اعلمنا و ا غو صنا و قال اسحاق بن را هو يه هو ا بصر منى نقل هذه ا لا قا ويل الشيخ ا لا مام ابن كثير فى تا ريخ البدا ية و النها يه و ا لامام الحا فظ ابن حجرٍ فى شر حه للبخا رى و تا ر يخه و الشيخ العلا مة القسطلا نى فى شر حه للبخا رى و غيره من آ ئمة الحد يث و التوا ر يخ و نقل ابن حجر عن ابى مصعب انّ محمد بن اسماعيل افقه عبد نا و ابصر بالحد يث من ا حمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حنبل و عنه قال لو ادر کت ما لکاً و نظر ت الی و جهه و و جه محمد بن اسما عیل لقلت کلا هما وا حد فی الفقه و الحدیث وقال قتیبه بن سعیدٍ جالست الفقهاء و العبّا د و ما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسما عیل و هو فی زما نه کعمر فی الصحا بة و سئل قتا دة عن طلاق السکران فد خل محمد یعنی البخا ری فقا ل للسا ئل هذا ا حمد بن حنبل و اسحاق بن را هو یه و لی ابن المد ینی سا قهم الله الیك و اشار الی البخا ری انتهی ۔ و قا ل ا لا ما م النووی فی التهذ یب و مناقبه لا تستقصی لخر و جها عن ان تحصی و هی منقسمة الی حفظٍ و سروا یةٍ و اجتهادٍ الی آخر ما قال و قد عدّه الرملی مجتهداً مستقلاً لکنا لا نطیل الکلا م بنقل عبا رته

(تر جمہ: کہا امام احمدؒ نے کہ دیار خراسان نے بخاریؒ جیسا کوئی نہیں نکا لا یعنی وہاں ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا اور کہا اسحاق بن را ہو یہؒ نے اگر ہوتا بخاریؒ، حسن بصریؒ کے زمانہ میں تو وہ محتاج ہوتا بخاریؒ کا بسبب اس کے کہ وہ خوب جانتا تھا حدیث اور اجتہاد اور کہا نعیم بن حمادؒ نے بخاریؒ کے حق میں کہ یہ اس امت کا مجتہد ہے اور ایسا ہی کہا ہے یعقو ب بن ابرا ہیم دورقیؒ نے اور بعضوں نے اس کو امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق را ہو یہؒ سے بھی غالب ٹھہرایا ہے حدیث اور اجتہاد میں اور کہا ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰنؒ نے کہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہم سب سے بڑھ کر مجتہد ہے اور عالم اور غور والا ہے اور کہا اسحاق بن را ہو یہؒ نے کہ بخاری مجھ سے بھی زیادہ بصیرت والا ہے نقل کیا ان اقوال کو شیخ حافظ بن کثیرؒ نے تاریخ بدایہ والنہایہ میں اور حافظ ابن حجرؒ نے شرح بخاری اور اپنی تاریخ میں اور شیخ علامہ قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں اور ان کے سوائے اوروں نے بھی اماموں حدیث اور تواریخ سے، اور نقل کیا ہے ابن حجرؒ نے ابو مصبؒ سے کہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہمارے نزدیک امام احمد بن حنبلؒ سے بھی بڑا مجتہد اور بڑی بصیرت والا تھا حدیث میں اور اسی ابو مصعبؒ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اگر میں امام مالکؒ کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ اور امام بخاریؒ فقہ و حدیث میں برابر ہیں اور کہا امام قتیبہ ابن سعیدؒ نے کہ ہم نشین رہا میں مجتہدوں اور زاہدوں اور عابدوں کا لیکن میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے محمد بن اسماعیلؒ کے برابر کسی کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھا اور کہا کہ یہ اپنے زمانہ میں ایسا تھا جیسے حضرت عمرؓ صحابہ میں ۔ اور سوال کیا کسی نے قتادہؒ سے کہ متوالے کی طلاق کا کیا حکم ہے پس اس وقت امام بخاریؒ آ گئے ۔ پس کہا قتادہؒ نے سائل کو کہ یہ احمد بن حنبلؒ ہے اور اسحاق بن راہویہؒ ہے اور علی بن مدینیؒ ہے ۔ ان کو اللہ تیری طرف کھینچ لایا ہے اور اشارہ کیا امام بخاریؒ کی طرف ۔ اور کہا امام نوویؒ نے مہذب میں کہ مناقب امام بخاریؒ کے پورے پورے بیان نہیں ہو سکتے کیونکہ شمار سے باہر ہیں اور وہ منقسم ہیں حفظ اور فہم اور اجتہاد پر ، تا آخر اس کلام تک جو نوویؒ نے فرمایا ہے اور امام رملیؒ نے بھی بخاریؒ کو مجتہد مستقل شمار کیا ہے ۔ اب ہم اس کی کلام نقل کرنے سے عبارت کو طول نہیں کرتے) ۔

اب حال عبارت شاہ ولی اللہ کا جس سے مخاطب جا لپٹا ہے سننا چاہیے کہ معنی عبارت مذکور کا یہ نہیں کہ امام بخاریؒ ، امام شافعیؒ کا مسائل فرعیہ میں جو محل بحث ہیں مقلد تھا جیسا کہ مخاطب نے اس پر متفرع کیا ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ اپنے اجتہاد میں امام شافعیؒ کی طرف منتسب تھا کیونکہ طریق اجتہاد اور ترتیب دلائل اور استنباط مسائل میں رائے امام بخاریؒ کو رائے امام شافعیؒ سے توافق اور تطابق تھا اور مخاطب نے بھی اولاً اسی انتساب کا دعوی کیا ہے اگر چہ بعد نقل عبارت مذکورہ کے بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد اس دعوی کو فراموش کر کے تقلید بخاری کا مدعی ہو گیا ہے الحاصل اس عبارت سے شاہ صاحبؒ کے مجتہد ہونا بخاریؒ کا ثابت ہوتا ہے نہ مقلد ہونا ، غایۃ مافی الباب یہ کہ اجتہاد بخاریؒ آپ کے نزدیک منتسب ہوا نہ مستقل اور عدم استقلال اجتہاد سے کسی مجتہد کے مقلد ہونا اس مجتہد کا لازم نہیں آتا ۔

اب حال رسالہ شاہ ولی اللہؒ کا جس سے مخاطب جا لپٹا ہے سننا چاہیے کہ معنی عبارت مذکور کے یہ نہیں کہ امام بخاریؒ ، امام شافعیؒ کا مسائل یہ مطلب عبارت مذکورہ کا عبارات ماقبل و مابعد سے ایسا روشن ہوتا ہے جیسا نصف النہار کا روشن آفتاب مخاطب ان سب عبارات کو مضر مطلب سمجھ کر سرقہ کر گیا اور شیر مادر کی طرح غٹ غٹ کر کے نوش کر گیا ہے ۔ ہم اس مقام میں اون سب عبارات کو نقل کر کے سرقہ وخیانت مخاطب ثابت کرتے ہیں اور مجتہد مطلق منتسب غیر مقلد ہونا امام بخاریؒ کا ان عبارات سے ثابت کئے دیتے ہیں پس واضح ہو کہ اصل وہ کلام جس سے مخاطب جا لپٹا ہے شاہ صاحبؒ کا خود اپنا کلام نہیں بلکہ فقیہ ابن زیاد یمنی شافعیؒ کا کلام ہے جو اس کے فتاوی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شاہ صاحبؒ نے نقل کیا ہے اس کی ابتداء میں امام بلقینی شافعی کے مجتہد مطلق غیر منتسب ہونے کا دعوی ہے پھر اس کی تائید وتنظیر میں بعضے اور مجتہدین مطلقین منتسبین کا حال اجتہاد منقول ہے اور شرح قنیہ اور شرح مہذب اور کتاب الرد علی من اخلد الی الارض اور تہذیب اور کتاب رافعی کی شہادات سے ان کے اجتہاد مطلق کا ثبوت دیا ہے پھر معنی منتسب ہونے اس مجتہد منتسب کے جن سے مقلد ہونا اس کا باطل ہو اور اجتہاد ثابت ہو بیان کئے ہیں پھر امام بخاریؒ کو ان کی سلک میں منسلک کیا ہے اور مثل ان کے مجتہد مطلق منتسب قرار دیا ہے حیث قال

بعد ذکر البلقینی و غیرہ من المجتھدین المطلقین المنتسبین و معنی انتسابہ الی الشافعی انہ جری علی طریقتہ فی الاجتھاد و استقراء الادلۃ و ترتیب بعضھا علی بعضٍ و وافق اجتھادہ اجتھادہ و اذا خالف احیاناً لم یبال بالمخالفۃ و لم یخرج عن طریقتہ الّا فی مسائل و ذلك لا یقدح فی دخولہ فی مذھب الشافعی و من ھذا القبیل محمد بن اسماعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ و ممن ذکرہ فی طبقات الشافعیۃ تاج الدین السبکی و قال انہ تفقّہ بالحمیدیّ و تفقّہ الحمیدیّ بالشافعیّ و استدلّ شیخنا العلامۃ علی ادخال البخاری فی الشافعیۃ بذکرہ فی طبقاتھم و کلام النووی شاھد لہ انتھی ما فی الانصاف نقلاً عن فتاوی الفقیہ بن زیاد مختصراً

(ترجمہ: اور معنی اس کے منسوب ہونے کے طرف شافعیؒ کے یہ ہیں کہ وہ چلا ہے شافعیؒ کے انداز پر اجتہاد میں اور دلیلوں کی تلاش اور ترتیب میں اور اس کا اجتہاد شافعی کے اجتہاد کے موافق ہو گیا ہے اور کبھی اس سے مخالفت بھی کرتا ہے تو کچھ پرواہ نہیں رکھتا کیونکہ اس مخالفت سے اس کے انفاز سے نکل نہیں جاتا بجز چند مسائل کے جن میں خروج اس کا ثابت ہوتا ہے سو وہ اس کے داخل ہونے کو شافعیوں میں توڑ نہیں دیتا اور اسی قسم سے مجتہدین منتسبین سے جو شافعی کی طرف بسبب توافق اجتہاد و ترتیب دلائل کے منسوب ہیں امام بخاری ہیں جو طبقات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعیہ میں معدود ہیں سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاریؒ نے فقاہت پیدا کی حمیدیؒ سے اور حمیدیؒ نے امام شافعیؒ سے، اور ہمارے استاد نے امام بخاریؒ کو طبقات شافعیہ میں مذکور ہونے کو اس پر دلیل ٹھہرایا ہے کہ وہ شافعیوں میں داخل ہے اور نوویؒ کا کلام بھی اس پر شاہد ہے۔ تمام ہوا جو انصاف میں فقیہ ابن زیاد سے نقل کیا ہے مختصر ہو کر)۔

مجتہد مستقل، مجتہد منتسب اور مجتہد فی المذہب

اس کے بعد شاہ ولی اللہؒ نے عبارت کتاب انوار کی متضمن تفسیر معنی منتسب ہونے مجتہد کی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد منتسب مقلد نہیں ہوتا اور منتسب ہونا اس کا محض توافق رائے کے سبب سے ہوا کرتا ہے نقل کی ہے حیث قال

و من شواهد ما ذکرنا ایضاً ما فی کتاب الانوارِ حیث قال و المنتسبون الی مذهب الشافعی و ابی حنیفه و مالك و احمد اصناف احدها العوام و تقلیدهم الشافعی متفرع علی تقلید المیت و الثانی البالغون الی رتبة الاجتهاد و المجتهد لایقلد مجتهداً و انما ینسبون الیه لجریهم علی طریقته فی الاجتهاد و استعمال الادلة و ترتیب بعضها علی بعضٍ و الثالث المتوسطون و هم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد لکنهم وقفوا علی اصول الامام و تمکنوا من قیاس ما لم یجدوه منصوصاً علی ما نص علیه و هؤلاء مقلدون له انتهی ما فی الانصاف نقلاً عن الانوار۔

(ترجمہ۔ جہاں پر کہا ہے مولانا شاہ ولی اللہؒ نے کہ اس کے شاہدوں سے وہ بھی ہے جو کتاب انوار میں کہا ہے کہ جو لوگ مذہب شافعی وغیرہ کی طرف منسوب ہیں وہ کئی قسم ہیں ایک عامی سو ان کی تقلید تو فرع ہے تقلید میت کی، دوسرے وہ جو رتبہ اجتہاد کو پہنچ گئے ہیں سو مقلد نہیں کیونکہ ایک مجتہد دوسرے کی تقلید نہیں کرتا۔ پھر جو ان کو طرف شافعی کے منسوب کرتے اور شافعی المذہب کہہ کر پکارتے ہیں تو محض اسی سبب سے کہ یہ لوگ اپنے اجتہاد اور استعمال و ترتیب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل میں امام شافعی کے انداز پر چلے ہیں۔ تیسرے بیچا بیچ کے لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچے لیکن اپنے امام کے قواعد پر مطلع ہیں اور اس کے اقوال پر اور نئی باتوں کو قیاس کر سکتے ہیں سو فقط یہی لوگ مقلد ہیں۔ تمام ہوا جو انصاف میں انوار سے ہے)

اس کے بعد آپ نے مجتہد مطلق کی دو قسم بیان کی ہیں ایک مستقل دوسرے منتسب الی المستقل، پھر ان دونوں کے خصائل بیان کئے ہیں اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد منتسب مجتہدین مطلقین میں داخل ہے اور ربقہ تقلید سے آزاد۔ لہذا آپ کی اس کلام کو بھی یہاں نقل کیا جاتا ہے:

قال رحمه الله تعالى اعلم ان هذا المجتهد قد يكون مستقلاً و قد يكون منتسباً الى المستقل و المستقل من امتاز عن سائر المجتهدين بثلاث خصالٍ احديها ان يتصرف فى الاصول و القواعد التى يستنبط منها الفقه و ثانيها ان يجمع الاحاديث و الآثار فيحصّل احكامها و يتنبّه لماخذِ الفقهِ منها و يجمع مختلفاتها و يرجّح بعضها على بعض، و يعيّن بعض محتملاتها و ثالثتها ان يفرِّغ التفاريع التى ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيها من القرون المشهود لها بالخير و المجتهد المنتسب هو المقدى المسلّم وله فى الخصلة الاولى الجارى مجراه فى الخصلة الثانية و المجتهد فى المذهب هو الذى سلّم منه الاولى و الثانية و جرى مجراه فى التفاريع على منهاج تفاريعه انتهى مختصراً غاية الاختصار

(فرمایا شاہ ولی اللہؒ نے جان لے کہ یہ مجتہد یعنی مجتہد مطلق کبھی مستقل ہوتا ہے اور کبھی منسوب طرف کسی مستقل کے پس مستقل وہ ہے جو ممتاز ہو باقی مجتہدین سے تین خصلتوں میں ایک خصلت یہ کہ تصرف کرے ان قاعدوں میں جن سے مسائل فقہ نکالے جاویں خصلت دوسری یہ کہ احادیث اور آثار کو اکٹھا کرے اور ان سے احکام حاصل کرے اور ان میں مسئلہ نکلنے کی جگہ کو جان جاوے اور متعارض احادیث کو آپس میں متفق کر دے اور بعضے احادیث مرجحہ کو غیر مرجحہ پر ترجیح دے اور جن حدیثوں کے معانی کئی احتمال رکھتے ہیں ان میں ایک احتمال کو معین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دے۔ خصلت تیسری یہ کہ جو مسائل فرعیہ پہلے کسی نے نہ نکالے ہوں جب اس پر وہ پیش ہوں ان کو احادیث سے استنباط کرے اور مجتہد منسوب طرف دوسری کے وہ ہے کہ جو خصلت اول میں تو اسی کی چال چلے اور اس کو قبول کر لے اور خصلت دوسری میں خود اوس جیسا ہو اور ان دونوں کے سوائے ایک اور مجتہد فی المذہب کہلاتا ہے یہ وہ ہے جو خصلت اولی میں بھی اسی کی چال چلے اور خصلت ثانی میں بھی اس کا تابع ہو رہے اور خصلت ثالث میں یعنی استنباط مسائل فرعیہ جدیدہ میں اس کے قائم مقام ہو۔ تمام ہوا کلام شاہ ولی اللہ کا نہایت مختصر ہو کر)

سو ان عبارات سے شاہ صاحب کی صاف ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ آپ کے نزدیک بھی مجتہد تھا نہ مقلد امام شافعیؒ کا اور منسوب ہونا اس کا طرف شافعی کے اور معدود ہونا شافعیوں میں محض بنظر توافق رائے و اتحاد طریق اجتہاد امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ کے تھا نہ بنظر مقلد ہونے امام بخاریؒ کے، اب آئندہ جو مخاطب نے سبّ و شتم سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے اس کا جواب و جزا بعد آنکھ بند کرنے کے اللہ سے پاوے گا۔

بوقت صبح شود ہم چو روز معلومت
کہ با کہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

التماس برائے آئندہ:

اگر اس کے جواب میں کچھ آپ کو لکھنا منظور ہو تو قلم کو سبّ و شتم سے روک کر لکھنا اب کے تو اس طرف سے آپ کے دشنام و طعنوں کے جواب دینے سے اعراض اور عمل آیت و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً پر کیا گیا آئندہ شاید نفس راغب انتقام ہو جاوے اور متمسک

لا یحبّ الله الجهر بالسّوء الّا من ظلم

اور

جزاء سیئة سیئة مثلها

ہو بیٹھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ما ابر یٔ نفسی ان النفس لامّا رۃ با لسو ء ا لا ما ر حم ر بی

لہذا آپ پہلے ہی سے اپنے نفس کو سمجھاویں اور یہ شعر سناویں:

صائب دہن خویش بدشنام میا لا صائب
کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

و السلا م علی من اتبع الھدی

خا تمة الطبع:

الحمد لله و المنة کہ رسالہ منح الباری از توالیف فاضل اجل عالم باعمل جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حامی دین رب المشرقین ورب المغربین حافظ حدیث رسول الثقلین مولانا ابوسعید لمدعو بہ محمد حسین البٹالوی ثم اللاہوری دامت بر کا تھم و عمت فیو ضا تھم دراحسن زمان واسعد آوان پانزدہم شہر رجب المرجب ۱۲۸۶ ہجری از قالب طبع بر آمدہ باعث وفور رشد اسلامیان وموجب ازیاد رشاد ایمانیاں گردید ایزدتعالی ببرکت انفاس طیبہ آں پیشرو مسلک دین قویم ورہنمائے صراط مستقیم مارہروان شرع راچراغ توفیق فرار راہ نہادو بسر منزل یقین رسا ناد

و ھو المو فق و منه السداد

☆☆☆

تبیا ن فی رد البر ھا ن

(در جواب فضل احمد بن عبد الرحمٰن)

بسم الله الر حمن الر حیم

الحمد لله الذریٔ البضم الباریٔ ال... فا لمعطی لھا المطا یا من الجسم فالمرکب فیھا العلو م و الحکم فالمصطفی منھم الرسل او لی العزم فا لمجتبی منھم سیدنا محمدا الحشم ذاالمجد والکر م نبی العرب و العجم الشا ھد بخطبه الحجر و الیقم النا طق بخطمه؟ ا للو ح و القلم الرؤف الر حیم بمو منی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا لا مم کا سب المعدم ووا صل الر حم عصمة ا لا را مل و ثمال من یتم و ابیض یستسقی الغمام بو جهه ۔ ثما ل الیتامی عصمة للارا مل و اشهدان لا اله الا الله و حد ہ لا شر یك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله من اتبع ا ثره فئکمه فهو القرم النا ئل الحظ الفخم و من تو لی عن ذکر ہ و .. با هل الرای و فکره فهو القزم الا یهم تقس و اتکس؟ و فی الحطمة جثم وزید له فیها من التیغظ و الحدم ۔

اس کے بعد ار با ب فطا نت و ا صحاب د یا نت پر مخفی نہ ر ہے کہ جیسے میاں عثمان ہمارے خواہ مخواہ مخا طب اول نے مسئلہ تر جیح صحیح بخاری میں بمقابل علمائے دہلی کے سر اٹھا کر کچلا یا اور اجر پا یا ہے ویسا ہی میاں فضل احمد بن مولوی عبدالرحمٰن جو میاں عثمان کا بے علمی و نا فہمی میں چھو ٹا بھا ئی ہے اور اس سے ایک درجہ متنز ل مسئلہ و جوب تقلید معین معین و عدم جواز عمل با لحد یث میں قلم چلایا اور ایک رسا لہ بر ہان المقلد ین تا لیف کر کے اپنے جہل پوشیدہ کو ظا ہر کر دکھا یا ہے، سچ ہے:

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

عبارت اور مضمون دونوں کی تحریروں کے یکساں ہیں اور شہا دت میں جہل اور نا فہمی دونوں کی یک زبان ۔ اس کی تحریر کے بیانات تو رسا لہ منح الباری میں ثبت ہو چکے ہیں ، اس کی تحریر کے چند الفاظ کی اظہارات بیان قلم بند کی جا تی ہیں صفحہ سا ت میں اس رسالہ کے آپ نے بذیل تر جمہ عبارت حضرت شاہ ولی اللہ کے یبقی سدی مهملا ، کا تر جمہ: تا رہا نا بکار، کیا ہے ۔ یعنی تا رہا نکما ، سو یہ تر جمہ یا بلیغ بیان مخا طب کی جہا لت پر شہا دت ادا کر دیا ہے اس لئے کہ یہاں معنی سدی کے تا نا نہیں ہے بلکہ وہی مہمل ہے جو اسکے بعد اس کی تفسیر کر رہا ہے اور معنی عبارت شاہ ولی اللہ کے یہ ہیں کہ جس کو ہند یا کسی اور دیا ر میں بجز ایک مذہب کے کسی اور مذ ہب سے اطلاع نہ ہو تو پھر اگر وہ شخص اس مذہب کو بھی ہا تھ سے چھو ڑ دے تو اس کی گر دن سے حلقہ اسلام نکل جاوے گا یعنی کسی طرح متعبد شر یعت نہ رہے گا اور مو ید ہیں اس معنی سدی کو اقوا ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسرین کے تفسیر میں:

ایحسب الانسان ان یترک سدی (القیامۃ:۳۶)، کے

قال البیضاوی: مهملا لا یکلف و لا یجازی(و هو یتضمن تکریر انکاره للحشر و الدلالة علیه من حیث ان الحکمة تقتضی الامر بالمحاسن و النهی عن القبائح ، و التکلیف لا یتحقق الا بالمجازاة و هی قد لا تکون فی الدنیا فتکون فی الآخرة) ،

و قال الجلال المحلی مهملا لا یکلف بالشرائع۔

و قال البغوی مهملاً لا یؤمر ولاینهی ۔(قال السدی : معناه المهمل و ابل سدی اذا کانت ترعی حیث شاءت بلا راع)

پھر معلوم نہیں آپ کا علم وفہم بلند پرواز جولاہوں کے تانے میں کیونکر جاالجھا ۔اور صفحہ ١٦ میں آپ نے بذیل ترجمہ عبارت شعرانی کے جملہ طالعت علیه کتاب تخریج احادیث الهدایه للحافظ الزیلعی کا ترجمہ یہ کیا ہے:

کہ مطالعہ کردیم براستاذ خود کتاب ہدایہ کہ معانی احادیث از تصانیف حافظ زیلعی است ۔انتھی بلفظہ۔

سو یہ ترجمہ پہلے سے بڑھ کر مخاطب کی بے علمی اور ان پڑھ ہونے کی شہادت سنا رہا ہے اور اس شعر کی صورت میں جلوہ دکھا رہا ہے:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایها السّاقی ادر کاساً و ناولها

اسلئے کہ جیسے اس شعر میں شاعر نے زلیخا کو تصنیف سعدی کہا ہے ویسے ہی اس ترجمہ میں مخاطب ماعر نے ہدایہ کو تصنیف حافظ زیلعی قرار دیا ہے اور فی الواقعہ ہدایہ برہان الدین علی بن محمد مرغینانی کی تصنیف ہے۔

قال فی القاموس و مرغینان بکسر العین بلدة بما وراء النهر منه علی بن محمد مولف کتاب الهدایه انتهی۔

اور زیلعی ایک اور شخص ہے محدثین حنفیہ سے اس کی تصنیف تخریج ہدایہ اور شرح کنز وغیرہ ہے۔اور جیسے اس شاعر نے مضمون زلیخا کو الا یا ایها الساقی سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعبیر کیا ہے ویسے ہی مخاطب ماعر نے مضمون تخریج احادیث کو معانی احادیث سے تفسیر کیا ہے اور فی الحقیقت تخریج احادیث نام ہے نکالنے سندوں احادیث کا یعنی جو حدیثیں بعض کتابوں میں بلا اسناد مذکور ہیں ان کی سندیں تلاش کر کے ان کو مسند کر دیں اوران میں یہ نشان لگا دیں کہ اس حدیث کو فلاں اسناد سے فلاں محدث نے روایت کیا ہے چنانچہ احادیث ہدایہ کو ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کتاب نصب الرایہ فی تخریج الہدایہ میں اورا حادیث احیاء العلوم کو عراقیؒ نے تخریج احیاء میں اسی طرح تخریج کیا ہے اور اسی قسم سے تخریج حافظ زیلعیؒ کی جس میں احادیث ہدایہ کو حافظ نے مسند کیا ہے اور ان کی اسانید کو ڈھونڈ بھال کر بہم پہنچایا ہے، حضرت ماعر نے اوس تخریج کو نفس ہدایہ سمجھا اور پھر اس کو تصنیف حافظ زیلعیؒ بتلایا ہے۔ اور اس کے وصف تخریج کو معانی احادیث سے تفسیر کیا ہے۔ ان باتوں میں تو آپ نے اس ترجمہ کو ہم سر اس شعر کے کیا ہے اور کئی باتوں میں اس کو اس شعر پر بھی فوق دے دیا ہے چنانچہ کتاب ہدایہ کو مفعول طالعت کا ٹھہرایا ہے اور علیہ کی ضمیر مجرور کو طرف استاد شعرانی کے جس کا نام ونشان بھی نہیں راجع کیا ہے لیکن مجھے ان باتوں کی تشریح کی فرصت نہیں اور ان باتوں کو کسی کی تشریح وتوضیح کی حاجت نہیں: حاجب مشاطہ نیست روئے دلارام را۔ اور صفحہ ۱۸ میں آپ نے کہا ہے کہ:

ہر یک ازینہا مجتہد مطلق بود کہ اورا مجتہد فی المذہب نیز گویند انتہی بلفظہ۔

یہ بھی آپ کی بے علمی کی شہادت میں شاعد عدل ہے اس لئے کہ مجتہد مطلق کو مجتہد فی المذہب کہنا محض جہل اور سراسر ہزل ہے یہ اور ہے وہ اور ہے چنانچہ اسی رسالہ انصاف میں جس سے مخاطب نے جابجا نقل لایا ہے اس میں اس میں فرق بتشریح تام ارقام فرمایا ہے حیث قال

اعلم ان للمجتھد قد یکون مستقلاً و قد یکون منتسباً الی المستقل و المستقل من امتاز؟ عن سائر الجتھدین بثلاث خصال احدیھا ان یتصرف فی الاصول و القواعد التی یستنبط منھا الفقه و ثانیتھا ان یجمع الاحادیث و الآثار فیصل احکامھا و یتنبه لما خذ الفقه منھا و یجمع مختلفاتھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و یر جح بعضها علی بعض و یعین بعض محتملا تها و ثا لثها ان یفرّع التفا ریع التی ترد علیه ممالم یسبق بالجوا ب فیها من القرو ن المشهود لها با لخیر و المجتهد المطلق المنتسب المقتدی المسلم له فی الخصلة ا لا و لی الجا ری مجرا ہ فی الخصلة الثا نیة و المجتهد فی المذ هب هو الذی سلم منه ا لا ولی و الثا نیة و جرا مجرا ہ فی التفریع علی منهاج تفار یعه انتهی مختصراً۔

اور ایسا ہی مولف رسالہ انصاف نے رسالہ عقد الجید میں ان دونوں میں فرق بیان فرمایا ہے حیث قال :

المنتسب من سلم ا صول شیخه و استعا ن بکلا مه کثیراً فی تتبع ا لا د لة و التنبه للما خذ و هو مع ذ لك مستیقن بالا حکام من قبل اد لتها قا در استنبا ط قل ذ لك منه او اکثر و انما یشترط الا مور المذ کورة فی المجتهد المطلق و اما الذی هودو نه فی المر تبة فهو مجتهد فی المذ هب و هو مقلد لا مامه فیماظهر فیه نصه الی آ خر ما فی عقد الجید۔

علی ہذا القیاس بیسیوں غلطیاں فاحش مخاطب کی بےعلمی پر شاہد اس رسالہ میں موجود ہیں لیکن خوف تطویل اور قلت فرصت ان کی تفصیل کی مرخص نہیں۔ الغرض آپ میں اور میاں عثمان میں کچھ تھوڑا ہی فرق نظر آیا لہذا تحریر کرنا جواب آپ کی تحریر کا بھی مناسب معلوم نہ ہوا لیکن جیسے آخر عثمان کو باوجود مخاطب صحیح نہ ہونے کے چارنا چار مخاطب ٹھہرایا ہے ویسے ہی آپ کو بھی باوصف لائق خطاب نہ ہونے کے بخیال اس امر کے کہ کم علم لوگ آپ کی تحریر میں بڑی بڑی کتابوں کے حوالے دیکھ کر غرہ؟ نہ ہوجاویں خواہ مخواہ مخاطب کیا جاتا ہے وجبراً وکرہاً ننگ خطاب عالی جناب کا اٹھالیا جاتا ہے۔ بر سرفرزند آدم ہر چہ آید بگزرد۔ پس اولاً تمام رسالہ کا ایک مجمل جواب ھاجا تا ہے جس سے آپ کا بےعلم ہونا اور آپ کے رسالہ کا بےاعتبار ہونا ثابت ہو پھر تفصیل وار ہر ایک فقرہ کا علیحدہ علیحدہ مختصر جواب لکھا جاوے گا۔ جواب مجمل یہ ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے یہ رسالہ خود اپنی تحقیق سے کتب مذکورۃ الرسالہ کا مطالعہ فرما کر تصنیف نہیں کیا بلکہ محمد شاہ پنجابی کے کے رسائل تنویر الحق وتحفۃ العرب والعجم وغیرھما جو بظاہر نواب قطب الدین نے اپنے نام سے چھپوائے ہیں دیکھ دا کھ کر ان عبارتیں تقلید کے مضمون کی اپنے رسالہ میں درج کر لی ہیں (محمد شاہ پنجابی کے ایک رسالے کا جواب متفرقات میں نقل کیا جارہا ہے۔بہاء)۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ جس طرح غلط یا صحیح تام یا ناقص مختصر یا مطول سالم یا مسروق مقدم یا موخر عبارتیں کتابوں کی ان رسالوں میں منقول ہیں اسی طرح غالبًا رسالہ مخاطب میں موجود ہیں اور بعضی عبارتیں اس میں خاص تحفۃ العرب کی ہیں مخاطب نے ان کو فرضی کتابوں کے حوالے سے نقل کیا ہے مثلاً صفحہ ۱۲ میں یہ عبارت نقل کی ہے:

فا ن تنا زعتم فی شیء فردّو ہ الی اللہ و الرسو ل الی کتاب اللہ و سنّۃ الرسو ل ان کنتم تعلمو ن بھما و الا فا لی العا لم بھما لانّ الردّ الی اللہ و الرسو ل یتعذر فی ھذا الز ما ن انتھت عبارۃ تحفۃ الحر مین ۔ تمام ہوئی عبارت منقولہ مخاطب کی

سو یہ عبارت خاص تحفۃ العرب والعجم کی ہے اور سولھویں صفحہ میں اس کے موجود، مخاطب نے اس کو تحفۃ العرب والعجم سے نقل کر کے فرضی کتاب تحفۃ الحرمین کی طرف منسوب کر دیا اور صفحہ ۱۴ میں جو عربی عبارت رسالہ شیخ عبدالرحمٰن مفتی مکہ کی نقل کی ہے وہ بھی خاص تحفۃ العرب والعجم کی عبارت ہے اور اس کے صفحہ ۵۱ میں موجود۔ مخاطب نے اس کو بھی اسی تحفہ سے بادنی تغیر نقل کر کے فرضی رسالہ مفتی مکہ کے نامزد کر دیا ہے، اس سے علم اور وسعت نظر اور کتاب بینی آپ کی خوب ثابت ہوئی جس کو اس بیان میں شک ہو وہ عبارات رسالہ مخاطب کو عبارات اون رسائل سے مطابق ومقابل کر کے دیکھ لے اور اگر کسی کو مخاطب سے ملاقات حاصل ہو سکے تو اوس سے بالمشافہ تصحیح نقل طلب کرے یعنی درخواست کرے کہ جن کتابوں سے آپ نے یہ عبارتیں نقل کی ہیں جیسے رسالہ تحفۃ الحرمین اور رسالہ عبدالرحمٰن مفتی مکہ اور برہان امام الحرمین اور شرح منہاج اور رسالہ ملاعلی قاری اور فتح المبین ابن حجر مکی، وہ اصل کتابیں ہم کو دکھاویں اور عبارات مندرجہ رسالہ ان کتابوں سے بتلاویں اس وقت آپ کے علم وکتب بینی کی قلعی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلے اور صداقت ہمارے اس بیان کی کہ یہ رسالہ رسائل محمد شاہ کا انتخاب ہے، عیاں ہو رہے ہے۔ یہ تقریر کہ یہ رسالہ اعتبار سے کیوں ساقط ہے سو یہ ہے کہ اس رسالہ میں جو روایتیں تنویر الحق سے منقول ہیں ان کے جوابات اور اکثر روایات تحفۃ العرب کے جوابات تو کتاب معیار الحق میں بوجہ بسط مذکور ہیں اور جو بعضی نئی روایتیں تحفۃ العرب سے یا رسالہ انصاف سے نقل کی ہیں، اون میں جو صحیح ہیں وہ مدعائے مخاطب سے اجنبی ہیں اور جو اس کے مدعا کی مثبت ہیں وہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ تر کی تمام شد، تفصیل اس اجمال کی جابجا بذیل جواب ہر ایک روایت کے معلوم ہوگی۔ انشاء اللہ

جوابات تفصیل وار:

واضح ہو کہ نقل کرنا اصل عبارات رسالہ کا بسبب کم فرصتی کے ملتوی رکھ کر حاصل ترجمہ اون کا ہندی زبان میں نقل کر کے جواب ان کا دیا جاتا ہے جس کسی کو ہماری صحت نقل میں تردد ہو وہ تراجم کو اصل رسالہ سے مقابل کر کے دیکھ لے اور نیز واضح ہو کہ رسالہ مخاطب کا مختصر خرافات محمد شاہ کا ہے چنانچہ ثبوت اسکا عنقریب گذر چکا ہے اور اسکے جوابات معیار الحق میں مفصل لکھے جا چکے ہیں باوجود اس کے جب کہ مخاطب نے انہیں رد کی ہوئی باتوں کو انتخاب کر کے پیش کیا لہذا اس کے جوابات میں بھی وہی جوابات معیار الحق پیش کئے جاویں گے اور جہاں کہیں مخاطب نے کوئی بات جدید رسالہ جدیدہ محمد شاہ سے انتخاب کر کے یا بطور خرق عادت کسی اور کتاب سے دیکھ کر لکھی ہے اس کے جواب ہم بھی جدید لکھیں گے اور اسکو فی الجملہ بسط سے بیان کریں گے۔ پس سننا چاہیے کہ جو آپ نے دیباچہ رسالہ میں طعن کیا ہے کہ اردو زبان میں رسالے بناتے ہیں، جواب اس کا یہ ہے کہ اسپر ہم کو دو باعث ہیں اول یہ کہ ہم اپنے مخاطبوں کو عالم نہیں سمجھتے اور ان کو بجز اردو کے کسی زبان میں ماہر نہیں دیکھتے۔ پس عربی عبارتیں لکھ کر ان کو پڑھاتے کہاں پڑے پھریں۔ دوسرے قصد تسہیل و تعلیم عامہ مسلمین۔ تصدیق باعث اول کی ناظرین کو ملاحظہ سے خطبہ اس رسالہ کے ہو جاوے گی خصوصاً اس شخص کو جو اس خطبہ کو حضرت مخاطب سے پڑھوا کر معنی اس کے دریافت کرے اور دیکھے کہ آپ اس میں کتنے لفظوں کو صحیح پڑھتے ہیں اور کتنے لفظوں کے معنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتلاتے ہیں۔ اور تصدیق باعث ثانی متوجہ ہونا ہم لوگوں کا ہے طرف تراجم عربی کتابوں سے ہندی زبان میں ۔ اور جو آپ نے کہا ہے کہ علماء دہلی نے جن کتابوں کا اپنے فتوی میں حوالہ دیا ہے اون میں سے جو کتاب ہمارے پاس تھی اوس میں فتوی کہیں نہ پایا۔

جواب اس کا یہ ہے کہ وہ کتابیں آپ نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی مبلغ علم آپ کا رسائل محمد شاہ ہے وبس، پھر اتنی بوالہوسی ولاف گزاف کیا زیبا ہے۔ اور حوالے ان کتابوں کے سب صحیح ہیں چنانچہ بمقابل آپ کے روایتوں کے نشان مواضع اون کی عبارتوں کے کتاب معیار الحق میں بقید نمبر صفحات کے بتلائے جاویں گے اور جو عبارتیں معیار الحق میں منقول نہیں وہ بعد اختتام رد مخاطب خاتمہ رسالہ میں بعینہا نقل کی جاویں گی۔ اور جو آپ نے تفسیر مظہری اور منار اور نور الانوار کی عبارتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ مذہب مخالف آئمہ اربعہ کا باجماع مرکب آئمہ اربعہ کے باطل ہے۔

ابطال دعوی حصر مذاہب باجماع مرکب

جواب اسکا توضیح تلویح ومسلم اور خود نور الانوار سے معیار الحق میں صفحہ ۳۹ سے صفحہ ۴۳ تک لکھا گیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اجماع مرکب میں اتحاد زمانہ اہل اجماع کا شرط ہے اور آئمہ اربعہ کا زمانہ ایک نہ تھا۔

اور جو آپ نے فتح المبین اور برہان اور تحریر اور شرح منہاج کی عبارتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ مذاہب آئمہ اربعہ کے قواعد مضبوط ہیں اور مسائل واضح اور مدون اور منتشر ہو گئے ہیں اس واسطے بجز ان کے اور کسی مذہب کا اتباع جائز نہیں۔

جواب اس کا شرح مسلّم الثبوت اور شرح تحریر ابن الہمام سے معیار الحق کے صفحہ ۳۱ وصفحہ ۴۴ اور صفحہ ۸۹ اور صفحہ ۱۲۹ میں بوجہ بسط منقول ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جیسے آئمہ اربعہ کے مذاہب مضبوط اور قواعد مقرر ہیں ایسے ہی اور مجتہدوں کے بھی ہیں اور تدوین مسائل کو تقلید میں دخل نہیں۔ رہی شہرت ان کے مسائل کی سو جب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اور مذہبوں کی روایت بسند صحیح محفوظ مل جاوے تو پھر یہ مذاہب مشہورہ اور وہ مذہب غیر مشہور بسبب مل جانے روایت صحیحہ اوس مذہب کے اتباع میں برابر ہیں ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ متاخرین حنفیہ نے تزکیہ شہود بتحلیف بنا بر مذہب ابن ابی یعلی کے باوجودیکہ چاروں اماموں کے خلاف ہے اختیار کر رکھا ہے۔ یہی جواب ہیں اوس عبارت تحریر کے جس کو مخاطب نے اشباہ والنظائر سے نقل کیا ہے اور اس میں مجمل اجماع کا دعوی ہے۔

اب رہی عبارت طحطاوی کی متضمن اس مضمون کے کہ آچکے ہیں دین طائفہ ناجیہ اہل مذہب اربعہ میں منحصر ہے جو ان سے خارج ہے ناری ہے ۔

ابطال دعوی حصر نجات مذاہب اربعہ میں

سو جواب اس کا شرح مسلّم اور شرح تحریر اور تاریخ یافعی اور تاریخ ابن خلکان اور کتب طبقات سے معیار الحق کے صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۳۶ تک لکھا گیا ہے ۔خلاصہ اس کا یہ ہے کہ دعوی حصر اگر اس نظر سے ہے کہ اس زمانہ میں بجز ان مذاہب کے اور اہل مذاہب حقہ کے اقوال سے سند صحیح نہیں ملتی اس لئے اب ناچار حق انہیں میں منحصر ہو گیا ہے تو ان معنوں کر یہ قول صحیح ہے لیکن اس سے حق ہونا اون روایتوں مذاہب غیر آئمہ اربعہ کا جو سند صحیح سے ہم تک پہنچ جاوے محل تردد نہ ہوگا اور متبع اون روایات کا فرقہ ناجیہ سے خارج نہ ٹھہرے گا۔ اور اگر یہ حصر اس نظر سے ہو کہ روایت کسی اور مذہب کی سند صحیح ملے یا نہ ملے بہر حال حکم شریعت سے حق انہیں میں منحصر ہے تو یہ دعوی باطل ہے کیونکہ آئمہ اربعہ کے پہلے بھی صدہا مجتہد اہل حق ہوئے اور بعد میں بھی بیسیوں ہو چکے ، اور ان سب کو مخالف حق اور اہل نار سے کیوں کر کہا جائے۔

اور جو آپ نے شامی محشی درمختار کی عبارت اس مضمون کی نقل کی ہے کہ حکم عدم انتقال مذہب میں حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی برابر ہیں ۔

جواب اس کا خود اسی شامی کی کلام سے معیار الحق کے صفحہ ۶۷ ، اور صفحہ ۱۲۲ میں موجود ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ شامی کے نزدیک انتقال اوسی صورت میں ممنوع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جب کہ غرض منتقل کی فاسد ہو اور قصد اسکا تلاعب ہو اور جس صورت میں غرض اس کی محمود ہو یا اوسکو دوسرا مذہب متحری اور غلبہ ظن سے بہتر اور ارجح معلوم ہو تو انتقال اسکا محمود ہو گا اور وہ اس پر اجر پائے گا۔

اقرار ملا علی قاری کہ التزام کسی پر واجب نہیں

اور جو آپ نے عبارت ملا علی قاری کی متضمن وجوب تعیین مذہب نقل کی ہے، اس کا رد کلام خود اسی ملا علی قاری سے معیار الحق کے صفحہ ۱۲۴ میں موجود ہے، مگر وہاں کلام ان کا مختصر منقول ہے، لہذا یہاں فی الجملہ تفصیل سے نقل کیا جاتا ہے۔ پس سننا چاہیے کہ ملا صاحب نے شرح عین العلم میں پہلے کہا ہے کہ احتساب یعنی روکنا ممنوعات اختلافیہ سے اوس شخص کو جس کے مذہب میں وہ ممنوع ہیں ظاہرا بنا بر بیان احیاء العلوم کے لازم ہے۔ پھر کہا:

و قد ذهب جمع الى انه لاحِسبة الا فى مثل الخمر و الخنزير و ما يقطع بكونه حراما كاكل الميتة و الدم وما اجمع على تحريمه حيث جوز؟ لكل مقلد ان يختار من المذاهب ما اراد رفقا به و قد قال الله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون الآيه و قال عليه السلام من تبع عالماً لقى الله سالماً و من المعلوم ان الله سبحانه و تعالى ما كلف احداً ان يكون حنفياً او مالكياً او شافعياً او حنبلياً بل كلفهم ان يعملوا بالكتاب و السنة ان كانوا علماء و ان يقلدوا العلماء ان كانوا من الجهلاء۔ انتهى بقدرة الضرورة

ایسا ہی ملا صاحب نے رسالہ سم القوارض میں جملہ اخیرہ کو زیب رقم فرمایا ہے۔ پس باوجود اس وصیت و اقرار ملا صاحب کے کہ اللہ اور رسول نے کسی پر مذہب معین ٹھہرا لینا واجب نہیں کیا پھر واجب کہنا، اور؟ اوس تعیین اپنی رائے سے بفرض صحت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل مخاطب کی کون سنتا ہے اور مومن باللہ سوائے اللہ اور رسول کے حاکم احکام فرض و واجب کس کو جانتا ہے جو لوگ اتخذوا احبارھم و رھبانھم من دون اللہ کے مصداق ہیں وہ اونکو اپنا حاکم جانیں اور ان کا کہنا بلا سند شریعت مانیں۔

اور جو آپ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ سے نقل کیا ہے کہ فقہاء کے نزدیک عامی کے حق میں تعیین مذہب مرجح ہے اور انتقال ناجائز۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک تعیین کو بحق عامی مرجح کہنا کذب ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے بتقلید صاحب تحفۃ العرب والعجم کے شاہ ولی اللہ پر تہمت باندھی ہے اور شیوہ سرقہ وتحریف ومکر وتزویر کو جلوہ گر کیا ہے جناب شاہ ولی اللہؒ ہرگز قائل نہیں کہ عامی کے واسطے تعیین مذہب لازم ہے اور انتقال اس پر حرام ہے، ان کے نزدیک تو عامی کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے چنانچہ اوسی رسالہ عقدالجید میں فرماتے ہیں:

فصل فی العامی ۔ اعلم ان العامی لا مذھب له و انما مذھبه فتوی مفتیه

پھر اس پر عبارت بحر الرائق کو شاہد لاکر اس کے بعد فرماتے ہیں:

و قد علم من ھذا ان مذھب العامی فتوی مفتیه

پھر اوسی بحر الرائق کے باب قضاء الفوایت سے صریح یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

و ان کان عامیاً لیس له مذھب معین فمذھبه مذھب مفتیه

پھر چند سطور کے بعد کیا الھراسی، صاحب جمع الجوامع سے وجوب تعیین نقل کر کے امام نوویؒ سے اس کا رد نقل کرتے ہیں اور عدم تعیین کو مدلل اور مرجح فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد کرتے ہیں:

و قطع الکیا الھراسی یجب علی العامی ان یلتزم مذھباً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معيناً و ا ختار فی جمع الجوا مع انه يجب ذ لك و لا يفعله بمجرد التشهير بل يختار مذ هباً يقلده فی كل شیء يعتقده راجحا او مسا و ياً لغيره لا مر جوحاً و قا ل النووی الذی يقتضيه الدليل انه لا يلز مه التمذ هب بمذ هب بل يستفتی من شا ء و لكن من غير تلقط للر خص و لعل من منعه لم يثق بعد م تلقطه و اذا التز م مذ هباً معيناً فيجو ز له الخرو ج عنه علی ا لا صح و فی كتاب زندٍ لابن ارسلا ن قطعه

والشا فعی وما لك و نعما ن۔ و ا حمد بن حنبل و سفيا ن ۔

وغير هم من سا ئر ا لآ ئمة ۔ علی هدی و الا ختلا ف ر حمة ۔

و فی شر حه غا ية البيا ن لو ا ختلف جوا ب مجتهد ين متساوين فا لا صح ان للمقلد ان يتخير بقولٍ من شا ء منهما و قد مرّ ما فی التحفة فی هذه المسا ئل ۔

اور وہ عبارت جس کو ان چوروں نے شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کیا ہے وہ درحقیقت شاہ صاحب کی اپنی عبارت نہیں بلکہ وہ ابوالفتح ہروی کی عبارت ہے شاہ صاحب نے اس کو مثل عبارت کیا الہراسی اور صاحب جمع الجوامع کے نقل کر کے پھر اس کو رد کیا ہے اور عدم التزام کو اس کے مقابلہ میں ثابت کیا ہے ان کذابوں نے وہ عبارت ابوالفتح کی شاہ ولی اللہ کی عبارت ٹھہرائی ہے اور اس کے رد کو جو شاہ ولی اللہؒ سے صادر ہوا ہے سرقہ کر لیا ہے تمام عبارت اس رسالہ کی نقل کی جاتی ہے تاکہ ان کا سرقہ اور بہتان عام وخاص پر واضح ہو:

قال ر حمه الله فی خا تمة عقد الجيد و قا ل ابو الفتح الهر وی و هو من تلا مذة ا لامام مذ هب عا مة ا لا صحا ب فی ا لاصول ان العا می لا مذ هب له فان و جد مجتهداً قلده و ان لم يجد و جد متبحراً فی المذ هب قلده و ان يفتيه علی مذ هب نفسه و هذا تصريح با نه يقلد المتبحر فی نفسه و الرا جح عند الفقهاء ان العا می المنتسب الی مذ هبٍ لا يجو ز له مخا لفته و لو لم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکن منتسباً الی مذ هب فهل یجو ز ان یتخیر و یقلد ایّ مذهبٍ شا ء فیه خلا ف مبنی علی انه یلز مه التقلید بمذ هب معین ام لا و فیه و جها ن قا ل النووی و الذ ی یقتضیه الد لیل انه لا یلز م بل یستفتی من شا ء و لکن من غیر تلقط للر خص و هذا آخر ما ارد نا ایرا ده فی هذه الر سا لة هذا آخر ما قا له مولانا الا جل شا ه ولی الله قدّس سره و ما فیه من اشترا ط عدمِ التلقط للر خص ففیه بحث مبسو ط فی المعیار من صفحه ۱۱۰ الی صفحه ۱۱۲ ۔

اس عبارت سے سرقہ اور بہتان ان خانیوں کا ثابت ہوا اور شاہ ولی اللہؒ کا قایل تعین نہ ہونا خوب محقق ہوگیا اور اسکے ضمن میں قابل تعین نہ ہونا صاحب بحر الرائق حنفی اور امام نوویؒ کا بھی ثابت ہوگیا اور ان کے سوائے اور علماء سے بھی مروی ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا چنانچہ صاحب ردالمختار حاشیہ درالمختار سے معیار الحق کے صفحہ ۷۶ میں اور صاحب مغتنم الحصول سے معیار الحق کے صفحہ ۷۳ میں اور سید بادشاہ شارح تحریر ابن الہمام سے صفحہ ۶۷ میں مفصل منقول ہے اور امام سیوطیؒ سے میزان شعرانی کے صفحہ ۱۷، اور صفحہ ۴۶ میں منقول ہے ان کی عبارت بعینہا عنقریب نقل کی جاوے گی اور جو آپ نے رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ کی عبارت نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب کسی کو ہند یا کسی اور ملک میں شافعی وغیرہ مذہب کا کوئی عالم نہ ملے نہ کتاب تو اس پر تقلید خاص مذہب ابوحنیفہؒ کی واجب ہو جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بحث وجوب تعین شرعی اختیاری میں ہے جو منجانب شارع بلا دخل خارجی عذروں کے ہوتا ہے، نہ وجوب اضطراری میں جو موجبات عارضی سے ہوا کرتا ہے اور شاہ صاحب کی اس عبارت سے وجوب اضطراری نکلتا ہے نہ شرعی اختیاری بلکہ شرعی اختیاری وجوب کی اس سے نفی ثابت ہوتی ہے اور بلا غبار واضح ہوتا ہے کہ جس جگہ اور مذہبوں کی روایت یا کتاب یا عالم فتوی بتلانے والا موجود ہو جیسی حرمین یا اس وقت میں اکثر دیار ہند جہاں ان دنوں بسبب کثرت چھپ جانے کتب مختلف مذاہب کے ہر مذہب کی روائے مل جاتی ہے اور علمائے حقانی ہر مذہب کی بات بتلا سکتے ہیں ایسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ کسی کو تقلید خاص مذہب ابو حنیفہ کی واجب نہیں ہے چنانچہ یہ بیان شاہ صاحب کی عبارت میں صراحۃً پایا جاتا ہے مخاطب شیر بہادر نے جو اکیلا عقل و نقل دونوں سے لڑ رہا ہے ان سب عبارات کو شاہ صاحب کے سرقہ کر لیا ہے لہذا ہم ان عبارات کو نقل کر کے ان سے عدم تعیین شرعی اختیاری ثابت کر دیتے ہیں۔

وجوب التزام اور رواج تعیین مذہب کا شیوع

پس سنو شاہ صاحب نے رسالہ انصاف میں بیان مجتہد منتسب اور مجتہد فی المذہب کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ سنہ دو سو ہجری کے بعد جو کوئی درجہ اجتہاد کو پہنچا ہے وہ ایک مذہب پر اعتماد کرنے سے اور اسی کے التزام سے پہنچا ہیاور یہی واجب تھا اس زمانہ میں اگر چہ پہلے اس کے یہ التزام نہیں پایا گیا اور اس وقت یہ امر واسطے تحصیل رتبہ اجتہاد کے کچھ واجب بھی نہ تھا پھر اس دوی پر عبارت فتاوی ابن زیاد اور عبارت کتاب انوار کو شاہد لا کر یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ پہلے زمانہ میں واسطے تحصیل اجتہاد کے التزام مذہب کا واجب نہ ہونا اور بعد دو سو برس کے اس کا واجب ہو جانا کیونکر متصور ہے۔ پھر اسکے جواب میں یہ ارشاد کیا ہے کہ ہر چند اصلی واجب تو یہی تھا کہ تمام امت میں کوئی مجتہد جاننے والا مسائل فرعیہ کا دلائل تفصیلیہ سے ہو اور اس کے واسطے کئی طریق ممکن تھے جن سے بلا تعیین حاصل کرنا اجتہاد کا واجب تھا یعنی جیسے دو سو برس تک مروج تھا لیکن جس حالت میں کہ بعد دو سو برس کے بجز ایک طریق خاص یعنی اعتماد مذہب معین کے اور کوئی طریق تحصیل اجتہاد کا باقی نہ رہا تو بسبب ناچاری وہی طریق خاص بحق طالب رتبہ اجتہاد کے واجب السلوک ہو گیا جیسے بھوکے آدمی کو اگر چہ بلا تعیین کسی نی کسی طریق سے کھانا مول لے کر یا جنگل سے میوہ اٹھا کر یا شکار کر کے مخمصہ دور کرنا واجب ہو جاتا ہے نہ خاس کرنا کسی طریق معین کا لیکن در صورت میسر نہ ہونے شکار یا میوہ کے خاص کر لینا طریق معین یعنی مول لینا کھانے کا واجب ہو جاتا ہے اس کے بعد چند مثالیں اور ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اسی پر قیاس کرنا چاہیے تعیین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کو جو بعض مواضع میں جہاں کہیں سوائے ایک مذہب کے نہ کتاب ملے نہ علماء بسبب ناچاری کے واجب ہو جاتی ہے اور جہاں سب مذاہب کی معرفت میسر ہو وہاں یہ تعیے واجب نہیں ہوتی ۔ یہ ہے خلاصہ ترجمہ کلام شاہ ولی اللہ کا اور اصل عبارت جناب کی یہ ہے:

حال الناس قبل المأة الرابعة و بیان سبب الاختلاف بین الاوائل و الاواخر فی الانتساب الی مذهب من المذاهب و عدمه و بیان سبب اختلاف العلماء فی کونهم من اهل الاجتهاد فی المذهب و الفرق بین هاتین المنزلتین اعلم ان الناس کانوا فی المأة الاولی و الثانیة غیر مجتمعین علی التقلید لمذهب واحد .. الی ان قال .. بل کان الناس علی درجتین العلماء و العامة و کان من خبر العامة انهم کانوا فی المسائل الاجماعیة التی لا اختلاف فیها بین المسلمین او بین جمهور المجتهدین لا یقلدون الا صاحب الشرع و کانوا یتعلمون صفة الوضوء و الغسل و احکام الصلوة و الزکوة و غیر ذلك من آبائهم و معلمی بلادهم فیمشون علی ذلك و اذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فیها ای مفتیٍ وجدوا من غیر تعیین مذهبٍ قال ابن الهمام فی آخر التحریر کانوا یستفتون مرة واحداً و مرة غیره غیر ملتزمین مفتیاً واحداً انتهی ۔ و اما العلماء فکانوا علی مرتیبتین منهم من امعن فی تتبع الکتاب و السنة والآثار حتی حصل له بالقوة القریبة من الفعل ملکة ان ینتصب للفتیا فی الناس یجنیبهم؟؟ فی الوقائع غالباً بحیث یکون جوابه اکثر مما یتوقف فیه و یحصّ باسم المجتهد و هذا الاستعداد یحصل تارةً باستفراغ الجهد فی جمیع الروایات فانه ورد کثیر من الوقائع فی الاحادیث و کثیر منها فی آثار الصحابة و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التابعين و تبع التا بعين مع ما لا ينفك عنه العا قل العا رف باللغة من معرفة مواقع الكلا م و صا حب العلم با لآ ثا ر من معرفة طر ق الجمع بين المختلفا ت و تر تيب الد لا ئل و نحو ذ لك كحا ل الاما مين القد وتين ا حمد بن حنبل و اسحاق بن را هو يه و تا رةً با حكام طرق التخر يج و ضبط ا لا صو ل اللمر وية فی كل با بٍ عن مشا ئخ الفقه من الضوا بط و القواعد مع جملةٍ صا لحةٍ من السنن و ا لآ ثا ر كحا ل الامامين القد وتين ابی يو سف و محمد بن الحسن و منهم من حصل له من معرفة القر آن و السنن ما يتمكن به من معرفة راس الفقه و امها ت مسا ئلها بادلتها و تو قف فی بعضها و احتا ج فی ذ لك الی مشا ورة العلماء لا نه لم يتكا مل له الادوات كما يتكا مل للمجتهد المطلق فهو مجتهد فی البعض غير مجتهدٍ فی البعض و بعد المأ تين ظهر فيهم التمذ هب للمجتهد ين با عيا نهم و قلّ من لا يعتمد علی مذ هب مجتهدٍ بعينه و كا ن هذا هو الواجب فی ذ لك الزما ن و سبب ذ لك انّ المشرغل با لفقه لايخلو عن حالتين ا حد يهما ان يكو ن اكبر همه معرفة المسائل التی قد اجا ب فيها المجتهدو ن من قبل ادلتها التفصيلية و نقد ها و تنقيح مأخذ ها و تر جيح بعضها علی بعضٍ فهذا امر جليل لا يتم له ا لّا با مامٍ يأتسی به و قد كفی مؤنة فر شِ المسا ئلِ و ايراد الد لا ئل فی كل با بٍ فيستعين به فی ذ لك ثم يشتغل بالنقد و التر جيح و لا بدّ لهذا المقتدی ان يّستخر ج اشياءً مما لم يسبق اليه اما مه و يستدرِك عليه اشيا ءً فا ن كا ن استد را كه اقلّ من موا فقته عدّ من اصحا ب الو جو هِ فی المذ هب و ان كا ن اكثر لم يعدّ تفرّده و جهاً فی المذ هبِ و كا ن مع ذ لك منتسباً الی صا حب المذ هب فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجملةِ ممتا زاً عمّن یا تسی با مامٍ آ خر فی کثیرٍ من اصو ل مذ هبه و فروعه و یو جدلمثلِ هذا بعض مجتهدا تٍ لم یسبق بالجوا بِ فیها اذِ الوقا ئع متتا لیة و البا ب مفتو ح فیا خذها من الکتا ب و السنة و آ ثار السلفِ من غیر اعتمادٍ علی اما مه و لکنها قلیلة بالنسبة الی ما سبق بالجوا ب فیه و هذا هو المجتهد المطلق المنتسب و ثا نیتهما ان یکو ن اکبر همِّه معرفة المسا ئل التی استفتِیته المستفتو ن مما لم یتکلم فیه المتقدمو ن و حا جته الی امامٍ یاتسی به فی ا لا صو لِ الممّهدةِ فی کل با ب اشدّ من حا جةِ ا لاو ل لا نً مسا ئل الفقه متعا نقة متشا بکة فرو عها یتعلق بامّهاتها فلو ابتدء هذا بنقد مذا ههبم و تنقیح اقوا لهم لکان ملتز ماً لما لا یطیقه و لا یتفرّغ طو ل عمره فلا سبیل الی ما همّه الّا ان یجیل النظر فیما سبق و یفرّع التفاریع و قد یو جد المثل هذا استدرا کا ت علی اما مه با لکتا ب و السنة و آ ثار السلف و القیاس لکنها قلیلة بالنسبة الی موا فقا تها و هذا هو المجتهد فی المذ هب الی ان قا ل مو لا نا بعد مانقل عن فتاوی ابن زیادٍ و کتا ب الانوار ما یؤیّد مقا لته فا ن قلت کیف یکون شیء وا حد غیر وا جبٍ فی زما نٍ وا جباً فی زما نٍ آ خر من انّ الشرع واحد فلیس قولك لم یکنِ ا لا قتداء بالمجتهد المستقلّ واجباً ثمّ صار واجباً ا لّا قو لًا متنافیاً قلت الوا جب ا لا صیلیّ هو ان یکو ن فی ا لا مة من یعرف الا حکا م الفر عیة من ادلّتها التفصیلیّة اجمع علی ذ لك اهل الحق و مقدمّة الوا جبِ واجب فا ذا کان للوا جبِ طرق متعدّدة و جب تحصیل طر یقٍ من تلك الطرق من غیر تعیینٍ و اذا تعیّن له طر یق وا حد و جب تحصیل ذالك بخصو صه کما اذا کا ن الر جل فی مخمصةٍ شدیدةٍ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يخاف منها الهلاك و كا ن لد فع مخمصته طرق من شراء الطعام و التقا طِ الفواكه من الصحراء و اصطيا دِ ما يتقوّت به و جب تحصيل شيءٍ من هذه الطرق لا على التّعيين فا ذا وقع فى مكانٍ ليس هنا ك صيد و لا فوا كه و جب عليه بذ ل الما ل فى شراً ء الطعا م و كذا لك كا ن للسّلفِ طرق الى تحصيل هذاالواجب و كا ن الوا جب تحصيل طر يقٍ من تلك الطرقِ لا على التعيينِ ثم انسدّت تلك الطرق ا لّا طر يق وا حد فو جب ذ لك الطر يق بخصوصه الى ان قا ل مو لا نا بعد ذكر المثا لين ا لآ خر ين و شوا هد ما نحن فيه كثيرة جدّاً و على هذا ينبغى ان يقا س و جو ب التقليد لا مام بعينه فا نه قد يكو ن وا جباً و قد لا يكو ن وا جباً فا ذا كا ن ا لا نسا ن فى بلا د الهند و ماورا ء النهر و ليس هنا ك عا لم شا فعىّ و لا مالكىّ و لا حنبلىّ و كتا ب من كتب هذه المذا هب و جب عليه ان يّقلِّد لمذ هب ابى حنيفة و يحرم عليه ان يخر ج من مذ هبه لا نّه حينئذٍ يخلع عن عنقه ربقة الشريعةِ و يبقى سدًى مهملاً بخلاف ما اذا كان فى الحر مين فا نه ميسّر له هنا ك معرفة جميع المذا هب و لا يكفيه ان يأخذ من السنةِ العوا م و لا ان يأخذ من كتا بٍ غيرِ مشهورٍ ذكِر كلّ ذلك فى النهر الفا ئق شرح كنز الد قا ئق۔ انتهى كلا م مو لا نا ا لا جل شا ه ولى الله بحذ ف كثير و اختصا ر غير يسير ۔

اس عبارت سے مولا نا ولی اللہ کی خوب واضح ہو گیا کہ آپ کے نزدیک واجب ہونا تعیین مذہب کا اس جگہ ہے جہاں کہیں سوائے ایک مذہب کے اور مذاہب سے اطلاع ممکن نہ ہو اور جس جگہ اور مذاہب سے اطلاع ممکن ہو جیسے حرمین یا آج کل دیار ہند وہاں تقلید مذہب معین آپ کے نزدیک واجب نہیں۔ پس اس سے وجوب اضطراری ثابت ہوا جیسے ہم نے بیان کیا ہے نہ وجوب شرعی اختیاری جس کا مخاطبین کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوی ہے اور بضمن اس تفصیل کے جواب استدلال مخاطب کا ساتھ اس عبارت رسالہ انصاف کے و بعد المأتين ظهر فيهم التمذ هب للمجتهد ين با عيا نهم .. الخ نیز ادا ہو چکا اور معلوم ہو گیا کہ جو مطلب اس عبارت کا مخاطب سمجھا ہے وہ صحیح نہیں ہے مخاطب اس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ بعد دوسو برس کے عامہ مقلدین میں تعین مذہب کا رواج ہو گیا تھا اس زمانہ میں یہی واجب تھا اور فی الحقیقت مطلب اس عبارت کا بدلیل عبارات ماقبل و مابعد کے یہ ہے کہ بعد دوسو برس کے مجتہدین فی المذہب اور مجتہدین منتسبین میں التزام طریق اجتہاد مجتہد معین مروج ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں یہی واجب تھا اگر چہ پہلے مجتہدوں کو یہ امر ضروری نہ تھا۔

حکم تلفیق

اور جو آپ نے عبارت سوالات عشر کی متضمن اس مضمون کی نقل کی ہے کہ حنفی المذہب کو بعض احکام میں شافعی مذہب کی طرف انتقال کرنا تین شرطوں سے جائز ہے اول یہ کہ کسی مسئلہ میں شافعی مذہب کو کتاب اللہ اور حدیث کی راہ سے مرجح و غالب پاوے، دوسرے یہ کہ اپنے مذہب میں تنگی پاوے، اور معذور ہو جائے، تیسرے یہ کہ انتقال میں احتیاط وعزیمت کی نظر رکھے اور ساتھ ان شروط کے عدم تلفیق کی بھی رعایت رکھے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عبارت عین حجت ہے مخاطب اور اس کے پیشواؤں اور ہم مذہبوں پر کیونکہ اس میں انتقال بلحاظ شروط کی اجازت ہے اور یہ لوگ مطلق انتقال مذہبی کو اگر چہ ان شروط کے مطابق ہو کفر سے بڑھ کر جانتے ہیں جہاں کسی نے حنفی ہو کر شافعی مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کیا وہ ان کے نزدیک لامذہب بنا اور دین سے خارج ہوا خواہ اس نے اس مسئلہ کو حدیث کی راہ مرجح دیکھ کر اختیار کیا ہو خواہ تنگی اور عذر سے برتا ہو خواہ اس میں احتیاط پر چلا ہو پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ باوجود ناجائز جاننے مطلق انتقال کے ایسی عبارتیں متضمنہ جواز کس منہ سے نقل کرتے ہیں کچھ حیا و شرم رکھتے ہوں تو ایسی عبارات کو جو ان کے تعامل اور اعتقاد کی مخالف ہیں چھپا رکھیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کی نقل واستدلال سے ساکت رہیں:

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہرچہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست
پر ہرزہ ست تکیہ بچون و چرا کنند

یہ عبارتیں تو اہل حق کے اقوال کی موید ہیں اورانہیں کے دعاوی کو مثبت ہیں چنانچہ اصل اوسی فتوی میں جس کے جواب میں مخاطب کی تحریر ہے استدلال ساتھ ان کے موجود ہے جہاں پر کہ کہا ہے، جب معلوم ہو چکا کہ تعیین ایک مذہب کی فرض و واجب نہیں ہے تو حنفی کو بھی عمل کرنا اوپر مذہب شافعی وغیرہ کے مضائقہ اورممنوع نہیں شرعاً خصوصاً جب تنگی ہو ایک مذہب میں یا کوئی حدیث صحیح غیر منسوخ پاوے تو بلاریب اس پر عمل کرے یہ عین دین ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سوالات عشرہ میں فرماتے ہیں:

اول آنکہ از روئے دلیل حقیت قول بعضی آئمہ باوجود عبور ادلہ مخالف آن ترجیح یافتہ باشد بریں تقدیر ہیچ قیدی نیست در آن مسئلہ موافق حدیث صحیح غیر منسوخ ظاہر الدلالۃ عمل نماید گو در مسائل دیگر مقلد یک شخص باشد۔ تمام ہوا کلام مولانا مغفور کا بطور اختصار کے۔

یہاں تک ختم ہوئی عبارت فتوی علمائے دہلی کی، اب رہی اس مقام میں کلام اون شروط میں جو اس عبارت میں مذکور ہیں۔ سو شرط اول تو ان میں علی الاطلاق مسلّم الثبوت ہے فی الواقعہ انتقال میں ترجیح مذہب کی بحکم کتاب وسنت کی رعایت چاہیے اور درصورت غیر مرجح ہونے کسی مذہب کے انتقال طرف اس کے نہ چاہیے، شرط ثانی کی یوں تفصیل چاہیے کہ منتقل اگر کسی مذہب میں تنگی پاوے اور وہ اس تنگی کا متحمل نہ ہو اور شریعت سے مخاطب عمل بالرخصۃ کا ہو تو اس کو اختیار ہے جس مذہب کو آسان اپنے لائق دیکھے اس کی طرف انتقال کرے اور اگر وہ اس تنگی کا متحمل ہوسکتا ہے اور شریعت سے مخاطب اختیار عزیمت کا ہے تو رخصت والے مذہب کی طرف انتقال نہ کرے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری شرط میں یہ ضمیمہ چاہیے کہ روایت واحتیاط وعزیمت کے ساتھ اپنی اہلیت کو بھی دیکھ لے اگر یہ اہل عزیمت واحتیاط کا ہے تو اس کی رعایت اس پر واجب ہے اور اگر یہ اہل رخصت کا ہے تو اس پر رعایت احتیاط واجب نہیں اور باوجود عدم احتیاطی کے دوسرے مذہب میں انتقال اس کا جائز ہے۔ زیادہ تفصیل اور دلیل اس کی بضمن ردقول قہستانی کے جو عنقریب آتا ہے لکھی جاوے گی۔ شرط چوتھی یعنی رعایت تلفیق سومحل کلام ہے۔ بناء اس کی مزہب متاخرین پر ہے اور کوئی دلیل شرعی اس پر قائم نہیں نہ کتاب نہ سنت نہ اجماع نہ قیاس اور متقدمین خصوصاً رؤساء حنفی مذہب کے نزدیک یہ تلفیق جائز ہے اور انتقال مذہب میں رعایت عدم تلفیق کی کچھ ضرورت نہیں اس سے زیادہ بیان اس کا جواب میں قول مابعد کے آتا ہے۔

حکم رجوع بعد العمل

اور جو آپ نے درمختار سے نقل کیا ہے کہ حکم ملفق بالاجماع باطل ہے، اسکا جواب اسی درمختار کی شرح طحطاوی سے اور سید بادشاہ کی تحریر سے اور صاحب بحرالرائق حنفی کے رسالہ سے اور ابن ملافروخ مکی حنفی کے رسالہ قول سدید سے جس میں فتوی بعض علماء خوارزم اور فعل امام ابویوسف سے استشہاد ہے معیارالحق میں صفحہ ۱۱۵ سے صفحہ ۱۱۸ تک مرقوم ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ صاحب درمختار کا دعوی اجماع عدم جواز تلفیق پر باطل ہے اور مذہب مختار ومنصور میں تلفیق مذہب جائز ہے اور امتناع تلفیق فقط بعض متاخرین کی رائے ہے کوئی دلیل نص یا اجماع یا قیاس اس پر قائم نہیں اور جو آپ نے درمختار سے نقل کیا ہے کہ رجوع یعنی پھر جانا مجتہد کی تقلید سے بعد عمل کے باطل ہے اور آپ کے پیشوا محمد شاہ نے اس پر اجماع کا بھی دعوی کیا ہے، اس کا جواب عقد الفرید شرنبالی حنفی سے اور مسلّم الثبوت فاضل محبّ اللہ حنفی سے اور تقریر الاصول صاحب عنایہ حنفی سے اور مغتنم الحصول فاضل قندھاری حنفی سے اور ردالمحتار حاشیہ درمختار سے اور طحطاوی حاشیہ اسی درمختار سے اور شرح مسلّم الثبوت سے معیارالحق میں صفحہ ۱۰۴ سے ۱۰۹ تک بڑے کروفر سے مسطور ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ دعوی اجماع کا عدم جواز رجوع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد العمل پر فقط ابن حاجب اور آمدی نے کیا ہے باقی محققین اس کے جواز کے قائل ہیں اور جو عدم جواز رجوع کے بھی یہ معنی نہیں کہ جب کسی مقلد نے کسی مجتہد کے قول پر ایک دفعہ عمل کیا تو اس کو تمام عمر اوس قول سے رجوع کرنا اور اسکا چھوڑ دینا جائز نہیں بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جس حادثہ معینہ میں کسی مجتہد کے قول پر عمل کر چکا ہے خاص اس حادثہ میں اس کے قول سے رجوع نہ کرے اوس کے سوائے اور حوادث میں اس کو اختیار ہے جس کی چاہے تقلید کر لے اور اس مجتہد کے قول کو بلا شک چھوڑ دے۔ اس مقام میں ایک عبارت ردالمختار کی عبارات متذکرہ سے بمراد تمثیل نقل کی جاتی ہے:

قال فی شرح قولِ صاحب الدر المختار و ان الرجوع عن التقلید .. الخ ، او هو محمول علی منع التقلید فی تلك الحادثة بعینها لا مثلها کما صرّح به الامام السبکی و تبعه علیه جماعة و ذلك کما صلی ظهراً بمسح ربع الرأس مقلداً للحنفی فلیس له ابطالها باعتقاد لزوم مسح الکل مقلداً للمالکی و امّا لو صلی یوماً علی مذهبٍ و اراد ان یصلی یوماً آخر علی غیره لا یمنع منه علی انّ فی دعوی الاتفاق نظراً فقد حکی الاختلاف فیجوز اتباع القائل بالجواز کذا فاده العلامة الشرنبالی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذِکر فروع اهل المذاهب صریحةً بالجواز و کلامٍ طویلٍ فیحصل مما ذکرناه انه لیس علی الانسان التزام مذهب معین و انه یجوز له العمل بخلاف ما عمله علی مذهب غیر اماه مستجمعاً لشروطه و العمل بامرین متضادین فی حادثتین لاتعلّق لواحدة منهما بالاخری۔ انتهی ما فی رد المحتار حاشیه الدر المختار ۔

اور اسی مضمون کی ایک اور مثال خود زبان گوہر فشان حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے فتاوی عالمگیری میں منقول ہے اور معیار الحق کے صفحہ ۶۴ میں موجود طالب شائق اصل فتاوی عالمگیری یا معیار الحق میں اس کو ملاحظہ کرے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز قضا بخلاف مذہب

اور جو آپ نے درمختار سے نقل کیا ہے کہ مقلد کی قضا خلاف اپنے مذہب کے نافذ نہیں ہوتی اس کا جواب معیار الحق کے صفحہ ۱۲۶ میں باستشہاد فتح القدیر کے یہ مسطور ہے کہ نافذ نہ ہونا قضا مقلد کا خلاف مذہب اپنے اپنے امام کے اس سبب سے نہیں ہے کہ مقلد کو خروج اپنے مذہب سے ناجائز ہے بلکہ اس نظر سے ہے کہ اس کو خاص ایک مذہب کی قضا سپرد کی گئی ہے عام اختیار نہیں دیا گیا تا کہ ہر مذہب کے موافق قضا کرسکیں پس نافذ نہ ہونا قضا کا خلاف اپنے مذہب کے لوازم تعیین مذہب سے نہ ہوا بلکہ ولایت خاصہ کی مقتضائے سے، اور یہاں علاوہ اوس جواب کے قول درمختار کا صاف ابطال کیا جاتا ہے اور بمقابل اس کے نافذ ہو جانا قضائے مقلد کا خلاف اپنے مذہب کے بعض شروح درمختار و بحرالرائق وفتاوی عالمگیری وغیرہ معتبرات حنفیہ سے ثابت کیا جاتا ہے:

قوله و اما التقليد فلا ينفذ .. الخ ۔ يعارضه صريح عبارةِ شرح الطحاوى السابقة و ما بعدها فانّ وضعها فى المقلد كذا فى الطحطاوى و ذكِر فى شرح الطحاوى و جامع الفتاوى القاضى اذا لم يكن مجتهداً و لكنه قضى بتقليد فقيهٍ ثم تبين انه خلاف مذهبه ينفذ و ليس لغيره نقضه الخ ۔ اذا قضى فى فصلٍ مجتهدٍ فيه و هو لايعلم بذلك الاصحّ انه لا يجوز قضائه و انما ينفذ اذا علم بكونه مجتهداً فيه قال شمس الآئمة و هذا ظاهر المذهب كذا فى خزانة المفتين و فى الخلاصة ان لهذا الشرط يعنى كونه عالماً بالاختلاف و ان كان ظاهر الذهب لكن يفتى بخلافه كذا فى البحر الرائق و ذكر فى مجموع النوازل سئِل شيخ الاسلام عطا بن حمزة عن ابِ الصغيرةِ زوّجها من صغيرٍ و قبِل ابوه و كبر الصغير

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انِ وبینهما غیبة منقطعة و قد کان التز و یج بشها دة الفسقة هل یجو ز للقا ضی ان یبعث الی شا فعی المذ هب لیبطل هذا النکا ح بسبب انی کان بشها دة الفسقة قا ل نعم و للقا ضی الحنفی ان یفعل ذ لك بنفسه ا خذاً بهذا المذ هب و ان لم یکن مذ هبه و هی مسئلة القضا ء علی خلاف مذ هبه الی آ خر ما فی الفتا وی العالمگیر یه ۔

یہ چند عبا رتیں معتبرات حنفیہ سے الزاماً نقل کی گئی ہیں ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قضا مقلد کی خلاف اپنے مذ ہب کے نا فذ ہو جا تی ہے اور قول در مختار کا مذہب آ ئمہ حنفیہ کے خلاف ہے ۔اب مخاطبین کو لازم ہے کہ ان روایات آ ئمہ مذہب کو بسرو چشم قبول کر کے قضا ئے مقلد بخلاف مذ ہب نا فذ سمجھیں اور دعوی و جوب التزام معین سے رجوع کریں اور درصورت نہ ماننے ان روایات آ ئمہ کے اپنے تیئں لا مذ ہب سمجھ کر اوروں کو معذور رکھیں ۔

اور جو آپ نے فتاوی حمادیہ سے نقل کیا کہ جو کوئی اہل اجتہاد سے نہ ہو اور وہ ایک قول سے دوسرے کی طرف انتقال کرے تو لائق تعزیز ہے، اس کا جواب تحریر ابن ہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج اور شرح تحریر سید باد شاہ اور عقد الفرید شرنبالی حنفی اور جزیل المواہب امام سیوطی اور شرح مسلّم الثبوت اور رد المحتار حاشیہ در مختار سے معیار الحق میں صفحہ ۱۲۰ سے ۱۲۲ تک مبسوط ہے ۔ حاصل تقریر شرح مسلّم الثبوت اور رد المحتار کا اوس کے جواب میں یہ ہے کہ حکم تعزیر اسی انتقال کی نسبت ہے جس میں تلاعب اور کھیل مقصود ہو اور غرض فاسد ملحوظ ہو ورنہ انتقال غرض صحیح اور نیت صالح سے محمود اور ماجور ہوگا اور حاصل تقریر باقی کتابوں کا کتب مذکورہ بالا سے یہ ہے کہ یہ حکم تعزیر محض تشدید اور الزام بلا موجب ہے اور دعوی بلا دلیل ہے کوئی دلیل شرعی یا عقلی التزام مذہب اور عدم جواز انتقال پر قائم نہیں لہذا مقلد کو اختیار ہے جس مذہب پر چاہے چلے اور جس طرف چاہے انتقال کرے زیادہ تفصیل اور تائید اس جواب کی کلام سے شعرانی اور ملا علی قاری وغیرہ کی بذیل رد قول قہستانی کے بجواب قول مابعد مخاطب کے آ وے گی ۔ان شاء اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل ہونا کئی علماء اہل سنت کا ساتھ تعدد حق کے

اور جو آپ نے قہستانی سے نقل کیا ہے کہ جو لوگ مواضع اختلاف میں سب کو حق کہتے ہیں جیسے معتزلہ وہ لوگ عامی کو ہر مذہب پر چلنے کا اختیار دیتے ہیں اور جو لوگ مواضع اختلاف میں حق ایک جانب سمجھتے ہیں وہ لوگ عامی کے واسطے التزام مذہب ضروری کہتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قہستانی اس لائق نہیں کہ اس کے قول یا نقل پر اعتماد کیا جائے اور احکام حلال وحرام فرض وواجب میں اس کی بات سنی جاوے یہ شخص ایک جنگلی جاہل بے تمیز تھا اور علم وفقاہت سے محض عاری کتابیں بیچا کرتا تھا اور اسی ذریعہ سے جس کتاب میں کوئی بات واہی تباہی دیکھتا اس کو اپنی تصنیف میں درج کر دیتا جیسے حاطب اللیل یعنی رات کو ایندھن لانے والا سوکھی گیلی گھاس پلاس کانٹا سانپ بچھو سب کچھ بلاتمیز اٹھالاتا ہے ویسے ہی حضرت کا انداز تھا اسی واسطے علماء نے لقب آپ کا حاطب اللیل مقرر کر رکھا ہے اور علم وکمال آپکا فقط کتاب فروشی میں جو کمثل الحمار یحمل اسفاراً سے بڑھ کر نہیں ہے منحصر کر رکھا ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی بدستاویز کلام متین عصام الدین کے رسالہ سم القراض فی رد الروافض میں فرماتے ہیں:

ثم اغرب ایضاً یعنی القہستانی فی نقلہ انہ لو انتقل حنفی الی الشافعی لم تقبل شہادتہ و ان کان عالماً کمافی آخر الجواھر وھذا کما تری لا یجوز للمسلم ان یتفوّہ بمثلہ فانّ المجتھدین من اھل السنۃ و الجماعۃ کلھم علی الھدایۃ و لا یجب علی احدٍ من ھذہ الامۃ ان یکون حنفیاً او شافعیاً او مالکیاً او حنبلیاً بل یجب علی احاد الناس اذا لم یکن مجتھداً ان یقلد احداً من ھؤلاء الاعلام لقولہ تعالی: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

و لقول بعضِ مشائخنا من تبع عالماً لقی اللہ سالماً و امّا ما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتهر عن الحنفية من انّ الحنفیّ اذا انتقل الی مذ ھب الشافعیّ یعزۃر و اذاکا ن ا لا مر بالعکس یخلع فھو قو ل مبتدع و مختر ع نعم لو انتقل طاعناً فی مذ ھبه ا لاول سوا ء کا ن حنفیاً او شا فعیاً یعزّر فتد بر فانه یجب حمله علی ما تقرر و تحرر و لقد صدق عصا م الدین فی حق القھستا نی انه لم یکن من تلا مذۃ شیخ ا لاسلا م الھر وی لا من اعا لیھم و لا من ادا نیھم و انّما کان دلّا ل الکتب فی زما نه و لا کان یعرف الفقه و غیره بین اقرا نه و یؤیده انه یجمع فی شر حه ھذا بین الغثّ السمین و الصحیح و الضعیف من غیر تحقیقٍ و تصحیحٍ فھو کحا طب اللیل جا مع الر طب و الیابس فی ا للیل سا محه الله بفضله و کر مه و لا جعلنا ممن تزِلّ قد مه او قلمه

اس عبارت کا ترجمہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ اس سے اتباع قہستانی کی کہ و مہ کے سامنے خاک اڑے اور اہل حق اتباع سنت کی آنکھیں سرد ہوں۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ:

(پھر قہستانی نے ایک انوکھی بات نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر حنفی المذہب شافعی مذہب کی طرف انتقال کرے تو اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ وہ عالم ہی ہو چنانچہ آخر کتاب جواہر میں یہ مسئلہ مذکور ہے سو اس بات کو تم دیکھتے ہو ایسی ہے کہ مسلمان کو ایسی بات کا منہ سے نکالنا جائز نہیں کیونکہ مجتہد سبھی اہل سنت کے ہدایت پر ہیں اور کسی کو یہ لازم نہیں کہ خاص کر حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہو جاوے۔ بلکہ عام لوگوں میں جو کوئی رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو اس پر بلا تعین اتباع کسی مجتہد کا ان میں سے واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے پوچھ لو تم کسی اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جو کوئی کسی عالم کا تابع ہو گیا وہ اللہ تعالی کو باسلامت ملے گا اور جو یہ حنفیوں سے مشہور کرتے ہیں کہ اگر کوئی حنفی المذہب شافعی مذہب کی طرف انتقال کرے تو اس کو تعزیر دی جاوے اور اگر شافعی المذہب حنفی مذہب کی طرف آوے تو اس کو خلعت دی جائے، یہ ایک بدعت اور بناوٹ کی بات ہے البتہ اگر مذہب اول پر طعن کر کے انتقال کرے تو لائق تعزیر ہے خواہ حنفی ہو خواہ شافعی پس اس کو سوچ لے کیونکہ اسی پر حمل کرنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے حکم تعزیر کو اور بلا شبہ سچ فرمایا ہے عصام الدین نے قہستانی کے حق میں کہ یہ شیخ الاسلام ہروی کے شاگردوں میں نہ تھا، نہ بڑوں میں نہ چھوٹوں میں، بجز اس کے کہ شیخ الاسلام کے زمانہ میں کتابوں کا دلال تھا اور کچھ نہ تھا اور اپنے ہم عصروں میں نہ فقہ جانتا تھا نہ کوئی اور علم اور اس بات کا موید یہ امر ہے کہ یہ اپنے اس شرح میں سب دبلی تازی صحیح ضعیف روائتیں جمع کئے جاتا ہے نہ کسی روایت کی تحقیق کرتا ہے نہ صحت دیکھتا ہے پس یہ حاطب اللیل یعنی رات کو ایندھن لانے والے کی طرح ہے جو سب سوکھی گیلی دریا میں کی سمیٹ لاتا ہے اللہ تعالی اس کو ان باتوں میں نہ پکڑے اور اس کا قصور معاف کرے اور ہم کو ان میں نہ کرے جن کا قدم یا قلم پھسل جاوے۔تمام ہوا کلام ملا علی قاری کا)

اب حضرات مخاطبین اتباع قہستانی کیا تو قہستانی کے اتباع اور اس کے کلام کے تمسک سے توبہ کریں اور کیا ملا علی قاری کے اس انعام واکرام اور عطائے خطاب کو بحق قہستانی تعصب اور گستاخی سمجھ کر اس کے اتباع اور اس کے کلام کے تمسک سے جو جابجا عمل میں لاتے ہیں استغفار بجالاویں۔

اب ہم بقطع نظر قہستانی کے جہل و بے اعتباری سے رد اس کے کلام کا علماء مذہب سے نقل کرتے ہیں اور اس کا یہ دعوی کہ مواضع اختلاف میں سب کو حق پر کہنا فقط معتزلہ کا مذہب ہے باطل کر دکاتے ہیں۔

واضح ہو کہ مسئلہ تعدد حق سے معتزلہ کو کچھ خصوصیت نہیں بڑے بڑے رئیس آئمہ اہل سنت و جماعت کا بھی یہی مذہب ہے۔شیخ ابوالحسن وغیرہ اشاعرہ اور قاضی ابوبکر باقلانی اور امام ابن عبدالبر مالکی اور امام ابو یوسف اور امام محمد شاگردان امام مذہب حنفی اور ابن شریح اور شیخ اکبر صاحب فتوحات مکی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی یہ سب حضرات یہی مذہب رکھتے ہیں کہ مواضع اختلاف میں سب حق پر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ عقد الجید میں فرماتے ہیں:

اختلفوا فی تصویب المجتہدین فی المسائل الفرعیۃ التی لاقاطع فیہا ھل کلّ مجتھدٍ فیھا مصیب اِو المصیب فیھا واحد و قال بالاوّل الشیخ ابو الحسن الاشعریّ و القاضی ابو بکر و ابو یوسف و محمد بن الحسن و ابن شریح ونقِل عن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمهور المتکلمین من الا شا عرة و المعتز لة و فی کتا ب الخراج لا بی یو سف اشا را ت الی ذ لك تقا رب و التصریح۔

اور محی السنۃ بغوی تفسیر معالم میں فر ما تے ہیں:

و احتج من ذهب الی انّ کلّ مجتهدٍ مصیب لظا هر ا لآ یه ای آیة: کلاّ آ تینا حکماً و علماً (الا نبیاء :۷۹)و الخبرحیث وعد الثوا ب للمجتهد علی الخطا ء و هو قو ل اصحا ب الر أی و ذهب جماعة الی انه لیس کل مجتهدٍ مصیب بل اذا اختلف اجتهاد مجتهد ین فی حا د ثةٍ کا ن الحق مع وا حد لا بعینه انتهی (تفسیر معالم التنز یل کی تفصیلی عبارت یوں ہے : قال الحسن: لو لا هذه الآ یة لر أیت الحکا م قد هلکوا و لکن اللّه حمد هذا بصوا به و ا ثنی علی هذا باجتهاده ۔ و ا ختلف العلماء فی ان حکم دا وٗدؑ کا ن با لا جتها د او بالنّص ، و کذا لك حکم سلیما نؑ ، فقا ل بعضهم: فعلاً با لاجتهاد ، و قا لوا یجوز الاجتهاد للا نبیاء لید ر کوا ثوا ب المجتهد ین، الّا ان دا وٗدؑ ا خطأ و ا صا ب سلیما نؑ ۔ و قا لوا: یجوز الخطأ علی ا لا نبیاء ا لّا انهم لا یقرو ن علیه ، فا ما العلماء فلهم ا لا جتهاد فی الحوا د ث اذا لم یجدوا فیها نص کتا ب و لا سنة ، فا ذا أخطأوا فلا ا ثم علیهم ، فا نه مو ضوع عنهم ، لما: ..

عن عمرو بن العا ص انه سمع رسو ل الله ﷺ یقو ل : اذا حکم الحاکم فا جتهد فأصا ب فله اجرا ن ، و اذا حکم فا جتهد فأخطأ فله اجر ۔

و قا ل قو م : ان دا وٗدؑ و سلیما نؑ حکما با لو حی ، فکا ن حکم سلیما نؑ ناسخاً لحکم دا وٗدؑ ، و هذا القا ئل یقو ل لا یجوز للا نبیاء الحکم با لا جتهاد لا نّهم مستغنو ن عن ا لا جتهاد با لوحی ، و قا لوا لا یجوز الخطأ علی ا لا نبیاء ، و احتج من ذهب الی ان کل مجتهد مصیب بظا هر ا لآ یة و با لخبر حیث وعد الثوا ب للمجتهد علی الخطاء و هو قو ل اصحا ب الر أی ، و ذهب جماعة الی انّه لیس کل مجتهد مصیباً بل اذا ا ختلف اجتهاد مجتهدین فی حا د ثة کا ن الحق مع وا حد لا بعینه، و لو کا ن کل وا حد مصیباً لم یکن للتقسیم معنی ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و قو له علیه السلام : و اذا اجتهد فا خطأ فله اجر، لم یرد به انه یؤجر علی الخطأ بل یؤجر علی اجتها ده فی طلب الحق لأن ا جتهاده عبادة ، و ا لاثم فی الخطأ عنه مو ضوع اذ لم یأل جهده)

اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

و منها انّ المجتهد قد یخطی و قد یصیب و ذهب بعض الاشاعرة و المعتزلة الی انّ کل مجتهدٍ مصیب انتهی مختصراً

اور شیخ عبد الوہاب شعرانی جن کی کلام سے مخاطب بھی جا بجا متمسک ہے میزان کبری کے صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں:

و کذا لك ابن عبد البر کان یقو ل کل مجتهدٍ مصیب

اور صفحہ ۳۱ میں اس کے فرماتے ہیں:

فان قلت فا ذا قلتم انّ جمیع مذا هب المجتهد ین لا یخر ج شیء منها عن الشر یعة فا ین الخطاء الوارد فی حد یث اذا اجتهد الحا کم و اخطأ فله ا جر و ان ا صا ب فله اجرا ن

(اور ایسا ہی شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں حدیث مذکور سے حق ہونا مجتہدوں کا ثبوت اجر مخطی سے نکالا ہے چنانچہ جواب میں قول بیضاوی کے جو اس حدیث کو دلیل خطاء مجتہد سمجھا تھا فرماتے ہیں: قو له من ا صا ب فله ا جر ان الخ ، قلنا هذا علیکم لا لکم ا لان الخطاء الذی یو جب ا لا جر لا یکو ن معصیة ، فلا بد ان یکو ن حکمین لله تعا لی احد هما ا فضل من الآ خر کالعزیمة و الر خصة او هذا فی القضاء و لا بد ان للتحقق فی الخا ر ج اما قو ل المد عی او المنکر۔ انتهی ۔حاشیہ محمد حسین)

مع انّ استمدا د العلماء کلهم من بحر الشر یعة فا لجوا ب انّ المرا د با لخطاء ههنا هو خطاء المجتهد ین فی عدم مصا دقة الدلیل فی تلك المسئلة لا الخطا ء الذی یخر ج به عن الشر یعة لانه ا ذا خر ج عنِ الشریعة فلا ا جر له لقو له ﷺ کل عملٍ لیس علیه امر نا فهو رد و قد ا ثبت الشا رع له ا لا جر فما بقی ا لّا انّ معنی الحد یث انّ الحا کم اذا اجتهد و صا دف نفس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدلیل الوارد فی ذ لك عن الشا رع فله ا جرا ن و ان لم یصادف عین الدلیل و انما صا دف حکمه فله ا جر وا حد فالمراد با لخطا ء ههنا الخطا ء ا لا ضا فیّ لا الخطا ء المطلق فافهم فانّ اتقا د نا انّ سا ئر آئمة المسلمین علی هدیً من ربهم الی ان قا ل فی صفحته ۳۲ فیا سعا دة من اطلعه الله علی عین الشر یعة و رأی انّ کلّ مجتهدٍ مصیب و یا ندا مة من قا ل المصیب وا حد و الباقی مخطیء الی ان قا ل فی صفحه ۳۵ نقلاً عن فتو حات الشیخ محی الدین ابن العر بی لا ینبغی لاحدٍ یخطّیء مجتهداً او یطعن فی کلا مه هذا آ خر ما نقلنا ہ عن الشعرا نی مختصراً غا یۃا لا ختصا ر

اور کئی عبارتیں شعرانی کی متضمن اس مضمون کے آئندہ بھی کئی جگہ آویں گی مگر اس مسئلہ تعدد حق میں تفصیل مطلوب ہے اور اس امر کی تنقیح لا بد ہی کہ دو قول باہم مخالف جن میں ایک کا مقتضائے حلت ایک شی کے ہو اور مقتضائے دوسرے کا حرمت اس چیز کی کیونکر حق ہوسکتی ہیں، سو ایک صورت اس امان کی جس میں طالب حق کو اطمینان حاصل ہو اس مقام میں لکھی جاتی ہے جس کو اس سے زیادہ تفصیل اور تحقیق مطلوب ہو وہ کتاب عقد الجید کے اوائل میں نظر کرے۔ بیان اس صورت کا یہ ہے کہ مسئلہ تعدد حق میں حق ہونا اور لائق عمل ہونا دو قول مختلف کا ایک شخص کے حق میں ایک ہی وقت ایک ہی حالت میں مراد نہیں ہے جس میں دو ضدوں کا باہم جمع ہونا لازم آتا ہے بلکہ حق اور لائق عمل ہونا ان کا دو شخصوں کے حق میں ہے جن میں ایک شخص کی نسبت ایک قول حق اور لائق عمل ہے اور دوسرے کے واسطے دوسرا قول حق اور لائق عمل ہے یا ایک ہی شخص کے واسطے ایک حالت اور ایک زمانہ میں ایک قول حق اور لائق عمل ہے اور دوسری حالت اور دوسرے زمانہ میں دوسرا قول حق اور لائق عمل ہے ان میں ایک قول عزیمت (ان دونوں جہتوں اور عزیمت کے رخصت اعتبار کرنے سے اور عزیمت سے قوی کو اور رخصت سے ضعیف کو مختص کرنے سے مذہب معتزلہ سے تمیز ہوگئی کیونکہ وہ ان جہات اور ان کی شرطوں کے قائل نہیں بلکہ علی الاطلاق سب کے واسطے سب قولوں کو حق کہتے ہیں۔ اور نیز اس اعتبار جہات اور شرائط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب سے وہ اعتراضات جو ہمارے علمائے اہل سنت نے مذہب معتزلہ پر وارد کئے ہیں مذہب اہل حق سے دور ہو گئے۔ ایک یہ اعتراض کہ دوضدوں کا جمع ہونا دو شخصوں میں بھی منع ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سب کے واسطے برابر احکام لائے ہیں۔ اور ایک یہ کہ جب عامی غیر ملتزم المذہب کو دو مجتہدوں نے دو باتیں مختلف بتلائیں اور اس کو ایک طرف غلبہ معلوم نہ ہوا تو اس کے واسطے دوضدیں جمع ہوئیں، اور ایک یہ کہ جب مجتہد کی رائے بدل گئی یا مقلد کو مجتہد ہو کر دوسری بات سوجھی تو ان کے واسطے بھی درصورت تعدد حق دوضدیں جمع ہوئیں۔ یہ اعتراضات تلویح میں مذکور ہیں اور وجہ ان کے دور ہونے کی مذہب اہل حق سے تقریر حاشیہ اور متن اور عبارت میزان منقول متن سے خوب معلوم ہو رہی ہے۔ محمد حسین) اور احتیاط اور تشدید پر محمول ہے اور یہ ایک قوی الایمان قوی الجسم غیر معذور اور غیر ضعیف کے حق میں لائق عمل ہے اور دوسرا قول جواز اور رخصت اور تخفیف پر محمول ہے اور یہ دوسرے شخص ضعیف الایمان ضعیف الجسم معذور لاچار کے حق میں لائق عمل ہے اور ان دونوں قولوں میں پہلا قول دوسرے شخص کے حق میں واجب التعمیل والقبول نہیں ہے اور دوسرا قول پہلے شخص کے حق میں جائز العمل والاخذ نہیں علی ہذا القیاس حق ہونا ان دونوں کا ایک شخص کے حق میں دو وقتوں اور دو حالتوں میں سمجھنا چاہیے۔ الغرض حق اور لائق عمل ہونا ہر ایک قول کا ایک شخص کے حق میں ایک حالت میں نہیں ہے بلکہ دو شخصوں کے حق میں ہے یا ایک شخص کے حق میں دو حالتوں اور دو وقتوں میں ہے پس اس معنی کر دونوں قول مختلف باوجود ضدیت کے حق بھی رہی اور دوضدوں کا جمع ہونا بھی لازم نہ آیا۔ اس مضمون کو امام شعرانی نے میزان کبری تیس جزو کی کتاب میں ادا کیا ہے اور محض اسی مضمون کے اثبات میں وہ کتاب تصنیف کی ہے دو ایک عبارتیں اس کی اس مقام میں بنظر تصدیق اس مضمون کی نقل کی جاتی ہیں:

قال رحمه الله فی خطبة کتابه و یوضح لك ذلك ان تعلم یا اخی انّ الشریعة جاءت من حیث الامرِ و النهی علی مرتبتین تخفیف و تشدید لا علی مرتبةٍ واحدةٍ کما سیاتی ایضاحه فی المیزان فانّ جمیع المکلفین لا یخرجون عن قسمین ضعیف و قوی من حیث ایمانه و جسمه فی کل عصرٍ و زمانٍ فمن قوِی منهم خوطِب بالتشدید و الاخذ بالعزائم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و من ضعف منهم خو طِب بالتخفیف و ا لا خذ با لر خص و
کل منهما حینئذٍ علی شر یعةٍ من ر بهفلا یو مر القوی با لنز و
ل الی الر خصةِ و لا یکلف الضعیف بالصعود للعز یمة و قد
رفِع الخلا ف فی جمیع ادلةِ الشر یعة واقوال علمائها عند کل
من عمل بهذه المیزا ن و قو ل بعضهم انّ الخلا ف الحقیقیّ
بین طا ئفتین مثلاً لا یر تفع بالحکمل محمو ل علی من لم
یعرف قوا عد هذا الکتا ب لانّ الخلا ف الذی لا یر تفع من
بین اقوا ل آ ئمة الشر یعة مستحیل عند صا حب هذه المیزان
فا متحن یا ا خی ما قلته لك فی کل حد یثٍ و مقا بله او کلّ
قولٍ و مقا بله تجد کل وا حدٍ منهما لا بدّ ان یکو ن مخففاً و
الآخر مشدّداً و لکل منهما ر جا ل فی حا ل مبا شر تهم الاعمال
و من المحا ل ان لا یو جد لنا قو لا ن معاً فی حکمٍ وا حدٍ
مخففا ن او مشدّدا ن و قد کو ن فی المسئلة الوا حدة ثلا ثه
اقوا ل او ا کثر او قو ل مفصل فالحا ذق یر دّ کل قو لٍ الی ما
ینا سبه و یقا ر به فی التخفیف و التشدید بحسب ا لامکا ن و
قد قا ل ا لا مام الشا فعی ر حمه الله و غیره انّ اعمال
الحدیثین اوِ القو لین او لی من الغا ء ا حدِهما و انّ ذ لك من
کما ل مقا م ا لا یما ن الی ان قا ل (بصفحه ٥) ثم انّ لکلٍّ من
المرتبتین ر جالاً فی حا ل مبا شر تهم للتکا لیف فمن قوِی
منهم من حیث ایما نه و جسمه خو طِب با لعز یمة و التشدید
الوارد فی الشریعة صر یحاً او مستنبطاً منها فی مذ هب ذ لك
المکلف او غیره و من ضعف من حیث مر تبة ایما نه و جسمه
خو طب بالر خصة و التخفیف الوا رد کذ لك فی الشر یعة
صر یحاً او المستنبط منها فی مذ هب ذ لك المکلف او مذ هب
غیر ہ کما اشار الیه قو له تعا لی فا تقو ا الله ما ستطعتم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاباً عاماً و قو له ﷺ اذا امر تکم با مرٍ فا توا منه ما ستطعتم ای کذا لك فلا یؤمر القوی المذ کور با لنزو ل الی مرتبة الر خصة و التخفیف و هو یقدر علی العمل با لعزیمة و التشدید لا نّ ذ لك کا تلاعب با لدین کما سیا تی ایضا حه فالمر تبتا ن المذ کور تا ن علی التر تیب الو جو بیّ لا علی التخییر فلیس لمن قدر علی استعما ل الماء حسّاً او شر عاً ان یتمّم با لترا ب و لیس لمن قدر علی القیا م فی الفر یضة ان یصلی جالساً و لیس لمن قدر علی الصلوة علی الصلوة جالساً ان یصلی علی الجنب الی ان قا ل فا متحن یا ا خی بهذه المیزا ن جمیع ا لا وا مر و النواهی الواردة فی الکتاب و السنة و ما ابتنی و تفرع علی ذ لك من جمیع اقوا ل المجتهد ین و مقلد یهم الی یو م الدین تجد ها کلها لا تخر ج عن مرتبتی تخفیفٍ و تشدیدٍ و لکل منهما ر جال کما سبق و من تحقق بما ذکر نا ذو قاً و کشفنا کما ذقنا ه و کشِف لما و جد جمیع اقوال المجتهد ین و مقلدیهم دا خلةً فی قوا عد الشر یعة المطهرة و صحّت مطا بقة قو له با للسان انّ سا ئر ا لآ ئمة علی هدی من ر بهم لا عتقا ده ذلك بالجنان و علِم جز ماً و یقیناً انّ کلّ مجتهدٍ مصیب و ر جع عن قو له المصیب وا حد لا بعینه الی ان قال (بصفحه ٥) اذا نظر ت بعین ا لا نصا ف تحققت بصحّةِ ا لا عتقا د انّ سا ئر آ ئمة ا لار بعة ومقلد یهم علی هدیً من ر بهم فی ظا هر ا لا مر و با طنه و لم تعتر ض علی من تمسّك بمذ هبٍ من مذا هبهم و لا علی من انتقل من مذهبٍ منها الی مذ هب و لا علی من قلّد غیر اما مه منهم فی اوقا ت الضرورا ت الی ان قال (بصفحه ۱۲) من الوا جب علی کل مقلدٍ من طر یق ا لا نصا ف ان لا یعمل بر خصةٍ قا ل بها

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اما م مذ هبه ا لا ان کا ن من اهلها و انه یجب علیه العمل بالعزیمة التی قا ل بهاغیر اما مه حیث قدر علیها لانّ الحکم را جع الی کلام الشا رع با لا صا لة لا الی کلا م غیره لا سیما ان کا ن دلیل الغیر اقو ی خلا ف ما علیه بعض المقلدین حتی انه قا ل لی لو و جد تّ حد یثاً فی البخا ری و مسلمٍ لم یأخذ به اما می لا اعمل به و ذ لك جهل منه بالشر یعة واو ل من یتبرأء منه اما مه و کا ن من الوا جب علیه حمل اما مه علی انه لم یظفر بذ لك الحد یث او لم یصحّ عنده از لم یظفر بحد یث مما اتفق علیه الشیخان قا ل بضعفه ا حد فمن یعتدّ بتضعیفه ابداً هذا آ خر ما لخصنا ه من کلا م الشعرا نی ر حمه الله و سأزید علیه عبا را تٍ ا خری له فیما سیجیء ان شا ء الله تعالی و المراد من المقلدین الذین الحقهم با لمجتهد ین فی کونهم علی هدیّ من ر بهم و کو ن اقوا لهم دا خلة فی قوا عد الشر یعة المطهرة هم المجتهدو ن فی المذ هب و من یلو نهم من ا صحا ب الطبقة الثا لثةِ المذ کورةِ فی الصفحة الثا من و الا ربعین من هذا المجلد فی متن منح الباری فا نهم مع ما معهم من ملکةِ ا لا ستنبا ط هو دو نه فی المر تبة فهو مجتهد فی المذهب و هو مقلد لا ما مه فما ظهر فیه نصّه الی آ خر ماقال و قد نقلنا ه فیما سلف فی هذه الرسا لة

اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ مسئلہ تعدد حق عین حق ہے اور اکا بر اہل سنت اس کے قائل ہیں اور خصوصیت اس کی معتز لہ سے جیسا کہ قہستا نی سمجھا ہے باطل ہے اور جب یہ خصوصیت باطل ہوئی تو تعیین مذہب امام واحد جسکو قہستا نی نے اسی خصوصیت پر متفرع کیا تھا نیز باطل ہو گئی ا ذا بطل ا لا صل بطل الفر ع۔ اور اگر ہم بطور تنزل مذہب وحدت حق کو مان لیں اور تسلیم کر لیں کہ مواضع اختلا ف میں حق پر ایک ہی شخص ہوتا ہے اور باقی سب خطا پر جب بھی اس سے تعیین مذہب امام واحد کی ثابت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی اسلئے کہ بنا بر اس مذہب کے وہ ایک جس کی جانب حق ہے کوئی معین نہیں سب کی طرف اس کا احتمال ہے اور سب میں وہ دائر ہے چنانچہ بضمن عبارت بغوی گذرا کان الحق مع واحدٍ لا بعینه اور بضمن عبارت شعرانی گذرا ارجع عن قوله المصیب واحد لا بعینه اور علی ہذا القیاس اور کتابوں میں مسطور اور لوگوں میں مشہور ہے کہ حق دائر ہے کسی ایک جانب معین نہیں پھر اس سے تعیین ایک مذہب کی کیونکر ثابت ہوگی یہ اس وقت ثابت ہو جب کہ وہ صاحب حق خاص کر معین ہو اور حق ہونا اس کے مذہب کا بالیقین معلوم ہو اور اس کے سوائے سب کا خطا پر ہونا یقیناً ثابت ہو سو ان باتوں کا ثبوت قائلین وحدیث حق کو بھی دعوی نہیں۔ اسی واسطے وہ حق کو دائر کہتے ہیں اور الحق مع واحدٍ لا بعینه بول رہے ہیں اور صاحب بحر الرائق رسالہ وقف میں مسئلہ قضا بخلاف مذہب میں لکھتے ہیں:

> و فی فتاوی الصغری و ذکر الصدر الشهید فی شرح آداب القضاء ان قضی القاضی فی المجتهدات ینفذ و ان لم یکن عن اجتهادٍ لانّ القضاء لا ینتقض ما لم یظهر الخطاء بیقینٍ و فی المجتهدات، لا نتبیننذ لك فلا ینتقض اذا قضی فی المجتهد فیه انتهی ما قال صاحب البحر و فیه تصریح بان المجتهدات لا یتبیّن فیها الخطاء بیقینٍ

اگر کسی کو شبہ گذرے کہ در مختار میں لکھا ہے کہ اگر کوئی ہمارے مذہب اور ہمارے مخالفین کے مذہب کا حال ہم سے دریافت کرے تو ہم یہ کہیں گے ہمارا مذہب صواب ہے اور خطا ہونا اس کا احتمالی ہے اور مذہب مخالفین کا خطا ہے اور حق ہونا اسکا احتمالی ہے پس اس سے حق ہونا اپنے اپنے مذہب کا بالتعیین ثابت ہوا اور تعیین مذہب کا ثبوت نکل آیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول در مختار کا محدثات اور مخترعات سے نسفی کے ہے پہلے اس کے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا اور کوئی دلیل شرعی بھی اس پر قائم نہیں اسی واسطے در مختار کے شارحین طحاوی اور شامی نے اس کو رد کر دیا ہے، اور حنفیوں کے سردار امام ابن الہمام اور حافظ ابن حجر شافعی ابن ملا فروخ مکی حنفی سے خلاف اس کا نقل کیا ہے۔ عبارتیں ان کی معیار الحق کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں موجود ہیں۔ وہاں نظر کرنی چاہیے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام میں اس کے ردّ میں تھوڑی سے عبارت میزان کی نقل کی جاتی ہے صفحہ ۳۰ میں میزان کے کہا ہے:

فا ن قلت فما الجوا ب ان نا ز عنا احد فيما قلناه من المقلدين الذين يعتقدو ن ان الشر يعة جا ء ت على مر تبةٍ وا حدةٍ و هى ما عليه اما مه فقط و يرى غير قو ل اما مه خطا ءً يحتمل الصوا ب قلنا له الجوا ب اننا نقيم عليه الحجة من فعل نفسه و ذ لك اننا نراه يقلد غير اما مه فى بعض الوقا ئع فنقو ل له هل صا ر مذ هب اما مك فا سداً حا ل عملِك بقول غيره و مزهب الغير صحيحاً ام مذ هبك با قٍ على صحته حا ل عملك بقول غيره و لعله لا يجد له جواباً سد يداً يجبيك به ابداً على و جه الحق۔ انتهى

خلا صہ جواب قول قہستا نی بسبب اس کے جہل کے لائق اعتبار و التفات نہیں اور بعد تسلیم اس کی لیا قت کے نفس الا مر کے مطا بق نہیں اور بعد تسلیم مطا بقت کے اس کے مد عا کو مثبت نہیں ۔ اب حضرات مخاطبین کو چا ہیے کہ ایک دو اور ایسے شخصوں کے قول معرض مباحثہ میں پیش کریں اور اپنے پیشواؤں کی قلعی کھلوائیں۔

جواز تقلید مفضول

اور جو آپ نے امام غزالیؒ کا کلام اس مضمون کا نقل کیا ہے کہ مقلد جس کو افضل جان لے اس کے سوائے دوسرے کی تقلید اس کو جائز نہیں بلکہ اسی کی پیروی اس پر واجب ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ حاصل اس کا عدم جواز تقلید مفضول با و جود افضل کے ہے ابتداء ہو خواہ بعد تقلید افضل کے اور یہ اجماع صحابہ کے بر خلاف ہے۔ اصحاب رسول ﷺ باوجود اس اعتقاد کے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ سب صحابہ سے افضل ہیں پھر اور لوگوں کی تقلید ابتداء بھی کر لیتے اور بعد مقلد ہو جانے دونوں حضرت کے بعض مسائل میں نیز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیا کرتے لہذا جمہور مجتہدین حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر حنبلیہ اور شافعیہ اسی جواز کے قائل ہے اور قول عدم جواز کو بہ دستاویز اجماع صحابہ ضعیف اور مردود کہتے ہیں چنانچہ کتب اصول فقہ وغیرہ میں اقوال ان کے مدلل با جماع صحابہ منقول ہے۔ کہا مولانا ولی اللہؒ نے عقد الجید میں:

اذا اراد هذا المتبحر ان يعمل فى مسئلةٍ بخلاف مذهب امامه مقلِداً فيها لامام آخر هل يجوز له ذلك اختلفوا فيه فمنعه الغزالى و شرذمة و هو قول ضعيف عند الجمهور لانّ مبناه على انّ الانسان يجب عليه ان ياخذ بالدليل فاذا فات ذلك بجهله بالدلائل اقمنا اعتقاد افضليته امامه مقام الدليل فلا يجوز له ان يخالف الدليل الشرعى وردّ بانّ اعتقاد افضلية الامام على سائر الآئمة مطلقاً غير لازمٍ فى صحة التقليد اجماعاً لانّ الصحابة و التابعين كانوا يعتقدون انّ خير هذه الامة ابو بكر و عمر و كانوا يقلدون فى كثير من المسائل غيرهما بخلاف قولهما و لم ينكر على ذلك فكان اجماعاً على ماقلناه و امّا افضلية قوله فى هذه المسئلة فلا سبيل الى معرفتها للمقلد الصرف فلا يجوز ان يكون شرطاً للتقليد اذ يلزم ان لا يصح تقليد جمهور المقلدين فلو سلِّم لفى ؟ مسئلتنا هذا عليكم لانه كثيراً ما يطّلع على حديثٍ يخالف مذهب امامه او قياسٍ قويٍ يخالف مذهبه فيعتقد الافضلية فى تلك المسئلة لغيره و ذهب الاكثرون الى جوازه منهم الآمدى و ابن الحاجب و ابن الهمام و النووى و اتباعه كابن حجر و الرّملى

(قولہ: ابتداء۔ الخ، اس تقسیم پر الفاظ عبارت احیاء کے شاہد ہیں عبارت منقولہ مخاطب میں لفظ یاخذ اپنے اطلاق اور عموم سے شاہد اور دوسرے اسی جگہ اس عبارت میں و رأى من يرى انه يجوز لكل مقلد ان يختار من المذاهب ما اراد غير معتقد به الخ۔ لفظ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یختار اسپر شاہد ہے کیونکہ اختیار مذہب غالباً اختیار ابتدائی پر بولا جاتا ہے اور کبھی اطلاق اس کا بعد تمذہب بمذہب اول پر بھی ہوتا ہے اس سے باطل ہوگئی وجہ تطبیق قول غزالی کی ساتھ مذہب جمہور کے جو صاحب تحفۃ العرب والعجم نے صفحہ ۱۴۱ میں تحفہ کے لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قول غزالیؒ کے یہ معنی ہیں کہ مقلد جب کسی ایک مجتہد کو افضل العلماء سمجھ لے تو اسکو اوس مجتہد کے مذہب پر قائم اور مستمر رہنا واجب ہے۔ پس یہ قول ان معنی کر مذہب جمہور جو کے جو تقلید مفضول کو جائز کہتے ہیں منافی ہوا یعنی جواز تقلید مفضول بنا بر مذہب جمہور تقلید ابتدائی پر محمول ہے اور قول غزالی کا عدم جواز تقلید مفضول یہ بعد اختیار تقلید افضل پر محمول ہے۔ انتہا بمعناہ وجہ اس کے اندفاع کی نفس الفاظ سے عبارت غزالی کے ظاہر ہے جسکا بیان گزرا۔ حاشیہ محمد حسین بٹالویؒ)

و جماعات من الحنابلة و المالكية ممن يفضى ذكر اسمائهم الى التطويل و هو الذى انعقد عليه الاتفاق من مفتى المذاهب الآئمة الاربعة من المتاخرين و استخرجوه من كلام اوائلهم۔ انتهى

اور کہا شیخ ابن الہمام حنفیؒ نے تحریر الاصول میں اور محبّ اللہ حنفیؒ نے منہیہ مسلم میں اور ابن امیر حاج حنفیؒ اور سید بادشاہؒ نے تحریر کی شرحوں میں اور فاضل قندھاریؒ نے مغتنم الحصول میں امام ابن عبد البر مالکیؒ اور اکملؒ صاحب عنایہ اور مولانا عبد العلیؒ شارح مسلّم الثبوت اور امام شعرانیؒ نے اپنی اپنی تصانیف عدیدہ میں اور ان کے سوائے بیسیوں علماء نے

نقل القرافى الاجماع من الصحابة على انّ من استفتى ابا بكرٍ و عمر و قلدهما فله بعد ذلك ان يستفتى غيرهما من الصحابة و يعمل به من غير نكيرٍ و اجمع العلماء على انّ من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء بغير حجر و من ادعى دفع هذين الاجماعين فعليه الدليل انتهى ماقاله هؤلاء المذكورون نقلاً عن القرافى و اللفظ للشعرانى و قال صاحب المغتنم بعد نقله اقول و انت تعلم انّ اجماع الصحابة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا یحتمل النسخ با جماع آ خر انتهی ما فی المغتنم

اور سید شامی نے حاشیہ درمختار میں کہا ہے:

فی تحریر ابن الهما م و شر حه یجوز تقلید المفضول مع و جو د ا لافضل و به قا ل الحنفیة و الما لکیة و اکثر الحنا بلة و الشا فعیة و فی روا یةٍ عن ا حمد و طا ئفةٍ کثیرةٍ من الفقهاء لا یجوز

اور کہا سید طحطاویؒ نے حاشیہ درمختار میں:

بل نصوا علی جواز التقلید مع و جود الفا ضل

اور کہا فاضل حبیب اللہ قندھاریؒ نے مغتنم الحصول میں:

تقلید المفضو ل مع و جود الافضل فی العلم جا ئز عند الاکثر و علیه الحنفیة و الما لکیة و اکثر الشا فعیة و ا حمد فی روا یةٍ و ممنوع عند کثیر و علیه ابن شر یح و القفال و ابن السمعانی و ا حمد فی روا یةٍ للا کثر القطع (اے الد لیل للا کثر) با ن الصحا بة متفا وت در جا تهم کا نوا یفتون مع الاشتهار و التکر یر من غیر نکیر علی المفتیّ و لا علی المستفتی فکا ن اجما عاً قا ل ا لآ مد ی لو لا ا لا جماع لکا ن مذ هب الخصم او لی المانعو ن (ای قا ل الما نعو ن) اقوا لهم للمقلد کا لا دلّة للمجتهد و ا جیب اوّلا با نه قیاس یعا ر ض ا لا جماع الذی ذکر نا و ثا نیاً بالفرق فانّ التر جیح سهل علی المجتهد بخلاف العا میّ فی المسلّم التر جیح قد یکو ن با لتّحرّی کما قال علما ء نا فی تعار ض قیا سین اقول قد مرّ انّ تحرّی العوام لیس بوا جب و لا مو جب انتهی ما فی المغتتنم مختصراً

پس بمقابل اجماع صحابہ اور اتفاق جمہور علماء کے قول امام غزالی جس کی بنا ضعیف دلیل پر ہے کیونکر تسلیم کیا جائے مخاطبین سے تعجب ہے کہ انہوں نے حنفی ہو کر مذہب حنفیہ کو اس مسئلہ میں بالائے طاق رکھ دیا ہے اور امام غزالیؒ شافعی المذہب کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع اختیار کرلیا ہے باوجوداس کے پھر حنفی کے حنفی بنے بیٹھے ہیں کوئی اور ایسا کرے تو اس کولا مذہب کہد یتے ہیں اللہ تعالی ان کو ہدایت بخشے اور نظر انصاف عنایت کرے۔

عامی کا کوئی مذہب نہیں

اور جو آپ نے میزان شعرانی کی یہ عبارت نقل کی ہے

فلو لا الزا مهم للعاميّ بمذ هب معين ليضلّ عن طر يق الهد ى۔ انتهى ۔یعنی اگر علماء عامی کے واسطے ایک مذہب لازم نہ کر دیتے تو وہ راہ ہدایت سے گمراہ ہو جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس عبارت کا میزان کبری امام شعرانی میں کہیں پتہ نہیں اور اگر یہ لوگ اس عبارت کو میزان سے نکال دیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ اسی میزان کے اندر اور عبارتیں اس کے معارض اور مخالف بھی موجود ہیں اور بلند آواز سے پکار رہی ہیں کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور اس کے واسطے تعیین مذہب کی ضرورت بھی نہیں جس مذہب پر چاہے چلے اور موافق قول جس عالم کے چاہے عمل کرے۔ پس ان عبارات کے معارض و مقابل اس عبارت منقولہ مخاطب کو بفرض صحت نقل کیونکر مانا جاوے اور دو کلاموں کو جو باہم مخالف و معارض ہوں کیوں کر تسلیم کیا جائے اور وہ عبارتیں جن میں عامی کی تعیین مذہب کی نفی کی ہے اور اس کو سب مذاہب پر عمل کرنے میں مخیّر فرمایا ہے یہ ہیں:

نقل السيو طیؒ عن جماعةٍ كثيرةٍ من العلماء انّهم كانوا يفتو ن الناس با لمذا هب ا لا ر بعة لا سيّما العوا م الذين لا يتقيّدون بمذ هب و لا يعرفو ن قواعده و لا نصو صه و يقو لو ن حيث وافق فعل هئو لاء العوام قو ل عا لمٍ فلا بأس به

تمام ہوئی عبارت میزان کی جو صفحہ ۱۷ میں فرمائی ہے اور اوس میں دوسری جگہ بیان احوال منتقل مذہب میں کلام امام سیوطی کو متمسک ٹھہرا کر نقل کیا ہے حیث قال:

الثا نی ان يكو ن الحا مل له على الا نتقال امراً دنيو ياً كذ لك

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکنه عا میّ لا یعرف الفقه و لیس له من مذ هب سوی ا لاسم کغا لب المبا شرین و ار کا ن الدو لة و خدام الدارس فهذا امره خفیق اذاانتقل عن مذهبه الذی کا ن یز عم انه متعبّد به و لا یبلغ الی حدّ التحریم لا نه الی ا لآ ن عا میّ لا مذ هب له فهو کمن اسلم جد یداً له؟ التمذ هب بایّ مذ هب شا ء من مذاهب ا لآ ئمة

تمام ہوئی عبارت میزان کی جوصفحہ ۴۶ میں فر مائی ہے۔ علاوہ اس کے اور علمائے مذاہب سے بھی یہی مروی ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں مذہب اس کا وہی ہے جواس کوکسی عالم نے بتلا دیا تھا چنانچہ سابقاً ایک حاشیہ اور ایک متن میں حضرت شاہ ولی اللہ اور صاحب بحر الرائق سے صراحۃً اور امام نووی سے اشارۃً منقول ہو چکا ہے اور صاحب ردالمختار اور صاحب مغتنم الحصول اور سید بادشاہ شارح تحریر کے اقوال کا پتہ و نشان بقید صفحات معیار الحق بتلایا گیا پھر اب اوس عبارت میزان غیر مصحح النقل والبیان کو مقابل عبارات صریحہ صحیحہ اسی میزان کے اور معارض اقوال فصیحہ اون علمائے والا شان کے بلا دلیل وبرہان کس طرح تسلیم کیا جاوے اور جو آپ نے میزان شعرانی کی یہ عبارت نقل کی ہے:

و اما من لم یصل الی شهودِ عین الشر یعة ا لاو لی وجب علیه التقلید بمز هب وا حد اور دوسری عبا رت فان قیل هل یجب علی المحجو ب عن الا طلا ع علی عین الشر یعة التقلید بمذ هب معینٍ ام لا فا لجواب نعم ۔ الخ ۔

یعنی جو کوئی محجوب ہواور مرتبہ مشاہدہ سے عین الشریعۃ کے دور ہواس پر تقلید ایک مذہب کی واجب ہے ۔ جواب اس کا اسی میزان سے بتفصیل تام لکھا جاتا ہے ناظرین باانصاف اسکو توجہ تام سے استماع فرماویں ۔

پس اولاً ایک تمہید لکھی جاتی ہے ۔ پھر جواب مرقوم ہوگا ۔ وہ تمہید یہ ہے کہ ان عبارتوں میں تقلید عامی سے کچھ مطلب نہیں بلکہ بیان تقلید عالم محجوب کا مقصود ہے بشہادت دوامر کے اول یہ کہ امام شعرانی کے نزدیک عامی کا کوئی مذہب ہی نہیں چنانچہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول سابق کی رد میں ان سے منقول ہو چکا دوسری یہ کہ بعض عبارتوں میں شعرانی کی جو عنقریب نقل کی جاتی ہیں اس محجوب کے حق میں یہ کہا ہے کہ جب اس کو شریعت پر اطلاع ہوجاوے اور اس کا حجاب اٹھ جاوے اور یہ ترجیح مذہب کو چھوڑ کر تساوی مذاہب کا اعتقاد کرلے تو اس پر تقلید معین واجب نہیں رہتی۔ سوان باتوں کا پایا جانا عامی میں متصور نہیں۔

یہ تمہید ہو چکی تو اب جواب لکھا جاتا ہے کہ ہر چند امام شعرانی کے نزدیک بحق محجوب جو عین شریعت کا واصل نہ ہو تقلید ایک مذہب کی واجب ہے لیکن وجوب اسکا جبھی تلک ہے کہ وہ حجاب تقلید میں بند رہے اور عین شریعت تک نہ پہنچے اور سب مذاہب کو مساوی نہ جانے اور جب کہ حجاب اس کا اٹھ جاوے اور وصول عین شریعت اس کو نصیب ہو اور اپنے اعتقاد ترجیح مذہب کو چھوڑ کر سب مذاہب کو مساوی جاننے لگے تو اسوقت وہ وجوب تقلید معین سے آزاد ہو جاتا ہے اور التزام مذہب اس پر واجب نہیں رہتا چنانچہ عبارت منقولہ مخاطب سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہے اور کئی اور عبارتوں میں شعرانی کی صریح بھی آچکا ہے صفحہ ۳۸ میں میزان کے ہے:

فان و صلت الی شھودٍ عین الشر یعة ا لاو لی فھناك لا یجب علیك التّقید بمذ ھبٍ لانك تر ی اتصا ل جمیع مذا ھب المجتھد ین بھا و لیس مذ ھب او لی بھا من مذ ھب فیر جع الامر عند ك الی مر تبتی التخفیف و التشدید بشر طھا۔انتھی

اور رفع اس حجاب کا اور وصول عین شریعت کا جس سے وجوب تعیین مذہب رفع ہوجاتا ہے امام شعرانی کے نزدیک دو طریق سے ہے ایک طریق کشف اور ذوق دوسرا طریق تصدیق وتسلیم۔ سو اگرچہ رفع حجاب طریق اول سے تو ان کے نزدیک اہل باطن وصاحبان کشف ہی سے مختص ہے اور اس طریق سے خاص کر انہیں کا التزام چھوٹتا ہے لیکن رفع اس حجاب کا طریق ثانی سے تمام علماء کے واسطے حاصل ہوسکتا ہے اور اس طریق سے سب علماء کا مذہب چھوٹ جاسکتا ہے۔ سو امام شعرانی نے حاصل کرنے اس طریق کے سب علماء کو وصیت کی ہے اور اس طریق سے رفع حجاب اور ترک التزام مذہب کا سب محجوبین کو ارشاد کیا ہے جہاں پر کہ کہا ہے کہ جن کو وصول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت بطریق ذوق وکشف میسر نہیں اور رفع حجاب اونکا اس طریق سے متصور نہیں تو وہ طریق تسلیم ہی کو اختیار کرلیں اور اسی طریق سے اپنا حجاب اوٹھا کر ترجیح وتعیین مذہب معین کو چھوڑ دیں اور سب مذاہب کو مساوی جان لیں اور جیسے منہ سے سب مذاہب کو ہدایت پر کہتے ہیں ویسے ہی دل سے بھی اعتقاد کرلیں اور نفاق سے بچ جاویں اور التزام مذہب معین کو ترک کر کے سب مذاہب کو دو مرتبہ تخفیف وتشدید عزیمت و رخصت پر منقسم سمجھ کر لائق رخصت ہوں تو اس پر عمل کریں خواہ کسی مذہب میں ہو لائق عزیمت ہوں تو اس پر عمل کریں خواہ کسی مذہب میں ہو اور یہ نہ سمجھیں کہ فلاں رخصت ہمارے مذہب میں نہیں ہے ہم کیونکر عمل میں لاویں اور فلاں عزیمت ہمارے امام نے نہیں فرمائی ہم کس طرح اختیار کریں بلکہ یقیناً جان لیں کہ درصورت ان کے اہل رخصت ہونے کے یہ عمل بالرخصت کے امام کی طرف سے مختار ہیں خواہ وہ کسی مذہب میں ہو اور درصورت ان کے اہل عزیمت ہونے کے یہ عمل بالعزیمت کے امام کی طرف سے مامور ہیں خواہ وہ کسی مذہب میں ہو۔ کسی امام نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ہم کہیں عزیمت ہو خواہ رخصت وہ ہر شخص کو ہماری اتباع سے واجب القبول ہے وہ اس کا اہل ہو خواہ نہ ہو اور ہر شخص کو ہماری اتباع سے اور مذاہب کی رخصتوں اور عزیمتوں پر عمل کرنا ناجائز ہے اگرچہ وہ اس عمل کی اہلیت رکھتا ہو۔

حاصل کلام شعرانیؒ یہ ہے کہ سب علماء کو لازم ہے کہ اپنے حجاب تقلید وترجیح مذہب کو دور کریں اور تساوی مذاہب کے قائل ہو جاویں کشف ویقین سے محروم ہوں تو تسلیم ہی پر اکتفا کریں اور تخصیص اور تعیین مذاہب کو بالائے طاق رکھ کر سب مذاہب سے جس بات کے اہل ہوں اس پر عمل کرلیا کریں۔ اس مضمون سے تمام کتاب میزان مشحون ہے اور اسی کے اثبات میں یہ کتاب تصنیف ہے اور اس میں صدہا علماء کے اقوال سے اس مضمون کی تائید ہے طالب شائق اس کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کرے اور حظ اس تقریر کا اوٹھاوے۔ ہم اس مقام میں چند عبارتیں اس کی جو مصدقہ اس مضمون کی ہیں نقل کرتے ہیں۔ صفحہ ۴ میں اس کتاب کے فرماتے ہیں:

وکان من اعظم البواعث علی تالیفھا للاخوانِ فتح باب العمل بما تضمنّہ قولہ تعالی شرع لکم من الدین ما وصّی بہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوحاً و الذی او حینا الیك و ما و صینا به ابرا هیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیه و لیطابقوا فی تقلید هم بین قو لهم با للسا ن انّ سا ئر آ ئمة المسلمین علی هديٍ من ر بهم و بین اعتقا دهم ذلك بالجنا ن لیقو موا بوا جب حقو ق آ ئمتهم فی ا لا دب معهم و یجو زوا الثوا ب المر تب علی ز لك فی الدار آخر ة و یخر ج من قا ل ذ لك منهم بلسا نه انّ سا ئر آ ئمة المسلمین علی هديٍ من ر بهم و لا یعتقد ذ لك بقلبه عما هو متلبس به من صفة النفاق ا لاصغر ویسدّ المقلدو ن با ب المبادرة الی الا نكار علی من خا لف قواعد مذهبهم ممن هو من اهل ا لا جتهاد فی الشر یعة من د خو ل جمیع اقوال ا لآ ئمة المجتهد ین و مقلد یهم الی یو م الدین فی شعا ع نور الشر یعة فتا مّل و تد بّر فیما ار شدك یا ا خی الیه و ذلك ان تعلم و تحقق جاز ماً انّ الشر یعة المطهرة جا ء ت من حیث شهود ا لا مر و النهی فی كل مسئلةٍ ذا ت خلافٍ علی مرتبتین تخفیفٍ و تشدیدٍ لا علی مر تبةٍ وا حدهٍ كما یظنه بعض المقلد ین ثم ان لكل من المر تبتین ر جا لًا فی حا ل مباشر تهم التكا لیف فمن قوی منهم من حیث ایما نه و جسمه خو طِب بالعزیمة و التشدید الوا رد فی الشر یعة صر یحاً او المستنبط منها فی مذ هب ذ لك المكلف او غیره و من ضعف منهم من حیث مر تبة ایما نه او ضعف جسمه خو طب بالرخصة و التخفیف الوارد كذ لك فی الشر یعة صریحاً او مستنبطاً منها فی مذ هب ذ لك المكلف او مذ هب غیر ہ انتهی ملخصاً

اور صفحہ ۷ میں اس کے فرماتے ہیں:

فا عمل یا ا خی بهذه المیزا ن و علّمها لا خوا نك من طلبة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المذا هب ا لا ر بعة ليحيطوا بها علماً ان لم يصلوا الى مقا م الذوق لها بطر يق الكشف كما اشار اليه قو له تعا لى فا ن لم يصبها وابل فطلّ و ليفو زوا ۔ ايضاً لصحة اعتقا د هم فى كل آئمتهم و مقلد يهم و ليطا بقوا بقلو بهم قو لهم با للسا ن ابّ سا ئر ا لآ ئمة على هدىٍ من ر بهم ان لم يكن ذ لك كشفاً و يقيناً فليكن ايما ناً و تسليماً انتهى

اور صفحہ۱۲ میں فرماتے ہیں:

انّ من الوا جب على كل مقكدٍ من طر يق الا نصافِ ان لا يعمل بر خصةٍ قا ل بها اما مه الّا ان كا ن من اهلها و انه يجب عليه العمل با لعزيمة التى قا ل بها غير اما مه حيث قدر عليها انتهى

و قد مرّ اتمّ من هذا

اور صفحہ۱۶ میں فرماتے ہیں:

ثم لا يخفى يااخى ان كل من فعل الرخصة بشرطها او المفضول بشر طه فهو على هدىً من ربه فى ذ لك و لو لم يقل به اما مه۔

اور صفحہ۱۷ میں فرماتے ہیں:

قا ل الزر كشى و بعد اذ علمت هذا فحينئذ تعرف انّ ا حداً من ا لآ ئمة ا لا ر بعة او غير هم لم يتقلد امر المسلمين فى القول بر خصةٍ او عزيمةٍ ا لا على حدّ ما ذكر نا من هذه القا عدة فينبغى لكل مقلدٍ للآ ئمة للآ ئمة ان يعرف مقا صدهم انتهى كلا م الزر كشى و هو اعظم شا هدٍ لصحّة هذه الميزا ن فلم ينقل لنا عن ا حدٍ من ا لآ ئمة ا لا ر بعة و لا غير هم فيما بلغنا انه كا ن يطر د ا لا مر فى كل عز يمة قا ل بها او ر خصة قا ل بها فى حق جميع ا لا مة ابداً و انما ذ ك فى حق قومٍ دون قومٍ و قد بلغنا انه كا ن يفتى الناس بالمذا هب ا لار بعة الشيض

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا ما م الفقیه المحد ث المفسر ا لا صو لی الشیخ عبد العزیز الد یرمنییّ و شیخ ا لاسلا م عز الدین بن جماعةِ المقدسی و الشیخ العلامة الشیخ شهاب الدین البرلسّی والشیخ علی بنتییّ الضریر و نقل الشیخ الجلال السیوطی عن جماعة کثیرةٍ من العلماء انهم کا نوا یفتنون الناس بالمذا هب الا ر بعة لاسیّما العوا م الذین لا یتقیّدو ن بمذ هب الی آ خر ما قا ل

اور صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں:

فان قلت فعلی ما قررتم من انّ سا ئر ا لآ ئمة الا ر بعة علی هدیً من ر بهم فکل شخصٍ یز عم انه یعتقد انّ سا ئر آ ئمة المسلمین علی هدیً من ر بهم نفر ت نفسه من العمل بقو ل غیر اما مه و حصل له به الحر ج و الضیق فهو غیر صادق فی اعتقا ده المذ کور فا لجوا ب نعم و ا لا مر کذ لك و لا یکمل الاعتقا د الآان تساوی عنده العمل بقو ل کل مجتهدٍ علی حدٍ سواءٍ بشر طه السا بق فی المیزان انتهی ما قا ل و اراد رعا یة المقلِدِ للعزیمة او الر خصةِ کما مرّ۔

اور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں:

و سمعت سیدی علیّا الخوا ص ر حمه الله یقو للا یکمل لمومنٍ العمل با لشر یعة کلها و هو مقلد بمذ هب وا حدٍ ابداً و لو قا ل صا حبه اذا صحّ الحد یث فهومذ هبی لتر ك ذ لك المقلد ا لا خذ با حا دیث کثیرةٍ صحت عند غیر اما مه الی ان قا ل بعد ختم کلا م الخواص و هوکلا م نفیس فان الشر یعة انما یکمل ا حکا مها بضمّ جمیع ا لا حا دیث و المذا هب بعضها الی بعضٍ حتی تصیر کا نها مذ هب وا حد ذو مر تبتین انتهی ملخصاً

نیز فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان قلت فاذن من الزم الناس بالتقئید بمذ هبٍ وا حدٍ فقد ضیق علیهم و شقّ علیهم فالجوا ب انه لیس فی ذ لك مشقة لانّ صا حب ذ لك المذ هب لم یقل بالزا م الضعیف بالعزیمة بل جوز له الخرو ج من مذ هبه الی الر خصةِ التی قا ل بها غیره فر جع مذ هب هذا ا لا ما م الی مر تبتی الشر یعة۔ انتهی

اور صفحہ ۲۳۳ میں جلد ثانی کے فر ماتے ہیں:

و لیکن ذ لك آ خر ما فتح الله به من ایضا ح کتا ب المیزا ن الشعرا نیةِ المدخلةِ لجمیع اقوا ل المجتهدین و مقلد یهم فی الشر یعة المحمد یةِ و تو جیه اقوا لهم و قد حا و لت الجمع بین اقوال ا لآئمة و مقلدیهم و تو جیه کلٍ منهما لجمیع الا خوان من مقلدی ا لآ ئمة الا ر بعة بین اعتقا دهم بالجنا ن و قو لهم با للسان انّ سا ئر آ ئمة المسلمین علی هدیً من ربهم ایما ناً و تسلیماً ان لم یصِلوا الی ذ لك نظراً و استد لا لاً کما مرّ بیا نه فی الخطبة ۔ انتهی

ان عبارات سے ہمارا مدعا تصدیق ہوا اور خوب محقق ہو گیا کہ اگر چہ امام شعرانی نے بحق محجوب تاوقتیکہ وہ حجاب میں پھنسا ہوالتزام مذہب معین کو واجب کہا ہے لیکن اس حجاب میں پھنسے رہنے اور اوس کے سبب سے ایک مذہب پر ہمیشہ جمے رہنے کی اجازت نہیں دی بلکہ اوس حجاب کے اٹھا دینے اور التزام مذہب معین کے چھوڑ دینے کی نہایت تاکید سے بار بار وصیت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر محجوب کا حجاب کشف و یقین سے نہ اٹھے اور اسکو ذوق و یا نظر واستدلال سے وصول اس رتبہ کا نصیب نہ ہوتو وہ تصدیق وتسلیم ہی سے شرف اس رتبہ کا حاصل کرے اور ہمارے کہہ دینے ہی سے اپنے حجاب تقلید وترجیح مذہب کو اٹھا کر سب مذاہب کو مساوی جان لے اور التزام مذہب معین ترک کر کے سب مذاہب میں سے جس بات کا اپنے تئیں اہل جانے اس پر عمل کرلیا کرے۔ اب حضرات مخاطبین کو دیکھئے کہ تمام میزان تیس جزو کی کتاب میں سے جو اس مضمون میں تصنیف ہے دوسطریں اپنے ڈھب کی سمجھ کر لے لی ہیں اور باقی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کو بالائے طاق رکھا تو گویا آپ لوگوں نے فرط عادت تقلید سے اس شخص کی تقلید کو اختیار کیا ہے جس نے لا تقربوا الصلوۃ کو نماز نہ پڑھنے کی دلیل سمجھ کو پیش کیا تھا اور انتم سکاری کو اوروں کے واسطے چھوڑ دیا تھا واہ سبحان اللہ تقلید ہو تو ایسی ہو۔

یہاں تک جوابات ایک ایک روایت مخاطب کے جو بحث اول اور بحث دوم میں بہوس اثبات حصر کا رد در مذاہب آئمہ چہار اور بتمنائے وجوب تقلید مذہب مجتہد واحد لاتھا تحریر ہوئی۔ اب بجواب اوس خرافات مخاطب کے جو بجواب بعض عبارات فتوی علماء کے بولا ہے قلم اٹھایا جاتا ہے اس کے بعد جواب بحث سوم اور چہارم اور پنجم رسالہ جناب کا قلم بند کیا جائے گا۔

پس واضح ہو کہ علمائے دہلی کے فتوی میں شواہد عدم ثبوت تقلید معین سے یہ عبارت میزان شعرانی کی منقول ہے:

و کا ن ا لا ما م ابن عبد البر یقول لم یبلغنا عن ا حدٍ من الآئمة انه امر ا صحابه بالتزا م مذهبٍ معینٍ لا یری صحة خلافه بل المنقو ل عنهم تقریر هم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضاً لانهم کلهم علی هدیً من ر بهم

یعنی حافظ ابن عبدالبرؒ کہا کرتے کہ کسی امام کا حکم دینا الزام مذہب معین کا اپنے اتباع کو مروی نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کے فتوی پر عمل کرنے کی تقریر اور اجازت ان سے منقول ہے۔

اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ یہ عبارت حق میں اس شخص کے ہے جو درجہ اجتہاد کے قریب ہو اور اگر اس عبارت کو اس شخص پر محمول نہ کریں تو اس میں اور اوس عبارت میں جو وجوب التزام محجوب میں گزر چکی ہے تعارض ہو گا۔

جواب الجواب میں فقیر ملتمس ہے کہ اگرچہ شعرانی نے اوس عبارت میں تا رہنے حجاب محجوب کے اس کے التزام مذہب کے وجوب پر تصریح کی ہے لیکن اوس حجاب میں پھنسے رہنے اور اوس التزام پر جمے رہنے کی اجازت نہیں دی ہے بلکہ بہت جگہ اس میزان میں اوس حجاب کے اٹھا دینے کا کشف ونظر سے خواہ تسلیم وتصدیق سے ارشاد کیا ہے اور التزام مذہب کے ترک کر دینے کا بڑی تاکید اور تشدید اور دلیلوں کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زور اور تائید سے حکم دیا ہے چنانچہ مفصل بیان اسکا بکواب آخر روایات متمسکہ مخاطب کے گزرا لہذا اوس عبارت متضمنہ التزام اور اس عبارت مویدہ عدم التزام میں کچھ تعارض نہیں رہا پس تاویل کرنا اور خاص کر دینا اس عبارت کا بحق صاحب قرب رتبہ اجتہاد کے جس کو مخاطب نے اس تعارض موہوم پر متفرع کیا ہے باطل ہو گیا۔ علاوہ یہ کہ بہتیری عبارتوں میں شعرانی کی امر عدم التزام بحق عامہ مقلدین کے پایا جاتا ہے اور ان میں لفظ کل مقلد موجود ہے چنانچہ عبارات منقولہ سابق میں گزر چکا ہے۔ اس سے بھی تاویل کرنا اور خاص کرنا آپ کا عبارت مسطورۃ الفتوی کو اوس شخص سے جو رتبہ اجتہاد کے قریب ہو باطل ہوتا ہے اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ میں داخل ہوتا ہے

اور اوس فتوی میں عدم التزام کے مویدات سے اجماع صحابہ کو قرافی سے بواسطہ امام شعرانی کے نقل کیا ہے:

هكذا الفاظه و نقل القرافى الا جماع من الصحا بة على انّه من استفتى ابابكرٍ و عمر و قلّد هما فله ان يستفتى بعد ذلك غير هما من الصّحا بة ويعمل به من غير نكير

اس کے جواب میں آپ نے ملا علی قاری سے بلا نام ونشان اس کی کتاب کے نقل کیا ہے:

انّما كا ن ذ لك فى ذلك الز ما ن لانّ مسا ئل الصحا بة لم تكن كا فيةً لعا مة الو قا ئع لانّهم لم تمهدوا ا لاصو ل للاستخرا ج الاحكا م فلِاجلِ الضرورة يحلّ للمقلد اتباع ا لاما مين امّا فى زما ننا فمذ هب ا لآ ئمة الا ر بعة كا فية لمعرفة الكل فلا ضرورة الى ا لا تباع ا لا ما مين۔

تمام ہوا کلام ملا علی قاریؒ کا مطابق نقل مخاطب کے۔ جیسا غلط وصحیح آپ کے رسالہ میں منقول تھا ویسا ہی ہم نے نقل کر دیا ہے اور جو اس میں غلطیاں ہیں وہ حضرت مخاطب کی لیاقت علمی کی نشانیاں ہیں اسی واسطے ان کو تغیر نہیں دیا اور حاصل مطلب (چنانچہ مخاطب کے پیشوا محمد شاہ نے رسالہ مدار الحق میں مطلب اس عبارت کا یہی ٹھہرایا ہے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدم التزام مذہب کو فعل حرام سمجھ کر اس کے رواج کو زمانہ صحابہ میں بحکم اسی قاعدہ الضرورات تبیح .. الخ کی ضرورت پر حمل کیا ہے اور ایک جگہ اوس رسالہ میں اس عدم التزام مذہب کو حکم میں گوشت خنزیر اور خون اور اس جانور کی جس پر غیر خدا کا نام پکارا جاوے ٹھہرا کر اس کے جواز کی تو ایتوں کو تمسک اسی قاعدہ کی ضرورت پر حمل کیا ہے اور آیت حرمت علیکم المیتة .. الآیہ اس پر دلیل پیش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے تو اس کے جواب کو جو متن میں ثبت ہے توجہ سے سننا چاہیے۔ محمد حسین) اس کا بفحوائے جملہ لا جل الضرورة یحلّ کے یہ ہے کہ زمانہ صحابہ میں بھی التزام مذہب ایک ہی شخص کا واجب تھا اور اتباع دوسرے کا حرام لیکن صحابہ میں اس واجب کا متوک ہونا اور اس فعل حرام کا مروج رہنا ضرورت کے سبب سے تھا اور بحکم قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں مباح کرا دیتی ہیں ممنوعات کو) کے اس ترک واجب اور فعل حرام پر اتفاق ہو گیا تھا نعوذ باللہ من قولھم ذلك کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (پناہ پکڑتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے ان کی اس بات سے۔ یہ بڑی بات ہے جو نکلتی ہے ان کی موہوں سے۔ نہیں کہتے مگر جھوٹھ)

جواب الجواب میں فقیر کہتا ہے کہ اولاً ملا علی قاری سے ایسی واہی بات کہنے کی امید نہیں۔ غالباً یہ ان لوگوں کا افتراء ہے۔ اور اگر ان کو اپنی راست بازی کا دعوی ہے تو اس کلام کی سند صحیح کتاب معتبر و مشہور و متداول سے نکال کر بتلا ویں۔ اور اگر انہوں نے بالفرض یہ بات کہی بھی ہے، تو قول ان کا نامقبول اور پایہ اعتبار سے ساقط ہے اس لئے کہ آپ کا فعل اجماعی صحابہ کو حرام کہنا اور اوس کے وقوع کو ضرورت پر حمل کرنا اوس وقت صحیح ہوتا جب کہ وجوب اتباع امام واحد اور حرام ہونا اتباع دو اماموں کا کسی دلیل شرعی سے ثابت ہوتا، تاکہ اس کی رعایت سے آپ کو اوس فعل اجماعی میں گنجائش تاویل اور کلام کی نکلتی، ورنہ آپ جس اجماع کو صحابہ کے چاہیں گے فعل حرام قرار دے کر اوس کے وقوع کو ضرورت پر حمل کر لیں گے اور ایک رکن دین کی بیخ کو کندہ کر ڈالیں گے اور آج تک وجوب اتباع امام واحد اور حرام ہونا اتباع دو اماموں کا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں بلکہ اس کا خلاف یعنی عدم وجوب اتباع امام واحد دلیل سے ثابت ہے چنانچہ اقوال علماء کے مصرح اس مدعا کے کہ اتباع امام واحد واجب نہیں اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل قائم نہیں اور اتباع دو اماموں کا حرام نہیں بلکہ بلا تردد جائز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے عنقریب نقل کی جاویں گی پھر باوجود ثابت نہ ہونے وجوب اتباع امام واحد کے اور ثابت نہ ہونے حرمت اتباع دو اماموں کے اوس اجماع قطعی صحابہ کو کیونکر فعل حرام مان کر وقوع اوس کا ضرورت کے سبب تسلیم کیا جاوے، اس میں تو اجماع صحابہ سے انکار ہے اور رکن سوم اسلام کا ابطال ہے۔

اب سنو اون اقوال علماء کو جو وجوب اتباع امام واحد اور حرمت اتباع دو اماموں کی نفی کرتی ہیں اور اسکے خلاف یعنی عدم تعیین مذہب کی تصدیق کرتی ہیں اور اس کلام نافرجام ہادم رکن اسلام کی جڑ اوکھارتی ہیں پس اولاً انہیں حضرت ملا علی قاری کا کلام نقل کیا جاتا ہے۔ شرح عین العلم میں مسئلہ احتساب میں لکھتے ہیں کہ احتساب یعنی روکنا ممنوعات شرعیہ سے محل اختلاف میں نہ چاہیے پس حنفی شافعی کو متروک لتسمیہ (یعنہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھیں) عمداً کی کھانے سے اور ضب (ضب بمعنی سوسمار جسکو ہندی میں گوہ کہتے ہیں) کھانے سے نہ نہ روکے اور شافعی حنفی کو نبیذ (یعنی نچوڑا کھجور وغیرہ کا جونشہ نہ دے) غیر مسکر کے پینے سے اور ذوی الارحام کی وراثت لینے سے نہ روکے اور اگر شافعی اپنے مذہب والے نبیذ پیتے دیکھے یا حنفی اپنے مذہب والے کو سرخ کپڑا پہنتے دیکھے تو یہ صورت محل تامل ونظر ہے سو ظاہر بنا بر بیان احیاء العلوم کے اس صورت میں روکنا لازم ہے کیونکہ اس میں خلاف اپنے اپنے مذہب کا پایا جاتا ہے اور یہ بری بات ہے۔ اس کلام کے بعد اس کا خلاف ایک جماعت علماء سے نقل کرتے ہیں اور اوس میں عام اجازت دیتے ہیں کہ جس مذہب سے کوئی چاہے موافق اپنی مرضی کی باتیں نکال لے اور بلاشک رخصتوں پر عمل کیا کرے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم سوال کرو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی عالم کے تابع ہو وہ اللہ کو باسلامت ملا۔ پھر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے کسی کو یہ تکلیف نہیں دی کہ حنفی ہو جاوے یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بلکہ علماء کو یہ تکلیف دی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کریں یعنی خواہ کسی مذہب کے موافق ہو اور جہلاء کو یہ تکلیف دی ہے کہ علماء کا اتباع کریں یعنی خواہ کوئی ہو اور کسی مذہب کا حکم بتاوے۔ یہ ہے حاصل ترجمہ کلام جناب کا اور اصل کلام آپ کا بقدر ضرورت سابقاً اس رسالہ میں گزر چکا ہے۔ اور اسی مضمون کا دوسرا کلام آپ کا سابقاً سم القوارض سے منقول ہو چکا ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اور علماء مذاہب کے اقوال کو نقل کیا جاتا ہے۔

کتاب طوالع الانوار حاشیہ درمختار میں ملا عابد سندیؒ، شیخ ابوالمعالیؒ سے نقل کر کے فرماتے ہیں:

و جو ب تقلید مجتھدٍ معینٍ لا حجة علیه لا من جهة الشریعة و لا من جهة العقل کما ذکره الشیخ ابن الهما م من الحنفیة فی فتح القدیر و فی کتا به المسمی بتحریر ا لا صو ل و بعدم و جو به صرّح الشیخ ابن عبد السلا م فی مختصر منتهی الاصول من المالکیة و المحقق عضد الدین من الشا فعیة و ذکر ابن امر حا ج فی شر ح التحریر انّ القرون الما ضیة من العلماء اجمعوا علی انه لا یحل لحا کمٍ و لا مفتٍ تقلید ر جلٍ واحدٍ بحیث لا یحکم و لا یفری فی شیء من ا لا حکام الا بقوله۔ انتہی

اور قول سدید میں ابن ملا فروخ مکی حنفیؒ فرماتے ہیں:

اعلم انّه لم یکلف الله تعا لی ا حداً من عبا ده با ن یکو ن حنفیاً او ما لکیاً او شا فعیاً او حنبلیاً بل او جب علیهم الایمان بما بعث به سیدنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم

اور شرح تحریر میں سید بادشاہؒ لکھتے ہیں:

افتی الشیخ المتفق علی علمه و صلا حه العلا مة عز الدین بن عبد السلا م فی فتاوا ه لا یتعین علی العا میّ اذا قلد اما ماً فی مسئلةٍ ان یقلده فی سا ئر المسا ئل لانّ الناس من لدنِ الصحابةِ الی ان ظهر ت المذا هب یتسا ء لو ن العلماء المختلفین من غیر نکیر

اور تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصو ف میں شیخ عبدالحق مخاطبین کے امام بلکہ دین وایمان نے بعض جزئیات فقہ متضمنہ عدم التزام مذہب کو نقل کر کے فرمایا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھذاکلہ دلیل علی انہ یجو ز الر جو ع من فقیہٍ الی فقیہٍ و ان یکون الشخص حنفیّ المذ ھب فی مسئلۃٍ و شا فعیّ المذ ھب او غیرہ فی ا خری و لا یجب تقلید امامٍ بعینہ

اور کتاب تحبیر شرح تحریر میں ابن امیر حاجؒ نے اور اس کتاب کے مختصر میں سید بادشاہؒ نے اور مسلّم الثبوت میں فاضل محبّ اللہ حنفیؒ نے اور اس کی شرح میں مولوی عبد العلیؒ نے اور مغتنم الحصول میں فاضل حبیب اللہ قندھاریؒ نے اور سوائے ان کے اور بہت سے علماء اصولیین نے فرمایا ہے

۱) لا وا جب ا لا ما او جبہ اللہ و رسولہ و لم یو جب اللہ و رسو لہ علی ا حدٍ ان یتمذ ھب بمذ ھبِ ر جلٍ من ا لآ ئمۃ فیقلدہ فی کل ما یاتی و یذر غیرہ و زا د فی شر ح المسلّم فایجا بہ تشریع جد ید

(ایک جاہل غوی نے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ جو اصولیین نے وجوب تقلید معین کی نفی کی ہے سو مراد ان کی اوس نفی وجوب سے نفی فرضیت ہے نہ نفی اس وجب کے جسکا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہوتا ہے چنانچہ حنفیہ کے نزدیک مقرر ہے کیونکہ اصولیوں کے نزدیک وجوب بمعنی فرض بولا جاتا ہے، اسکا جواب مفصل بضمن رد رسالہ میں جاہل کے لکھا جاوے؟ گا اس مقام پر اتنا کہا جاتا ہے کہ شافعی تو اس وجوب مصطلح حنفیہ کے قائل ہی نہیں پس ان کی عبارتوں میں تو گنجائش نہیں کہ نفی وجوب سے نفی فرضیت خاص کر مراد لیں اور وجوب مصطلح حنفیہ کو حکم نفی سے بچا رکھیں، رہے اصولین حنفیہ سو ان کے نزدیک بھی کتب اصول میں معنی وجوب کے خاص کر فرض نہیں لئے جاتے بلکہ اعم اور اشمل لئے جاتے ہیں جو واجب اور فرض دونوں کو شامل ہوں چنانچہ توضیح میں بصفحہ ۳۴۵ لکھا ہے۔ وقد یطلق الوا جب عندنا علی المعنی ا لاعم ، ایضاً ای اعم من الفرض و الوا جب بالتفسیر المذکور وھو ان یکون الفعل اولی من التر ك مع منع الترك اعم من ان یکو ن ھذا المعنی بالقطعی او الظنی انتھی ۔پس بنابر اس اطلاق کے نفی وجوب ان عبارات میں نفی فرضیت اور نفی وجوب مصطلح حنفیہ دونوں کو شامل ہوگی باقی تفصیل اس کی رد میں رسالہ مدار الحق میں اس جاہل کے ہوگی۔ انشاء اللہ۔ محمد حسین بٹالویؒ)

اور کتاب تقریر الاصول میں علامہ اکمل لکھتے ہیں:

و من المعلو م انہ لا یشتر ط ان یکو ن للمجتھد مذ ھب مدو ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و انه لا یلز م ا حداً ان یتمذ هب بمذ هب ا حدٍ من ا لآ ئمه بحیث یا خذ باقوا له کلها و یدع اقوا ل غیرِه کلها

اورعقد الفرید میں ملاحسن شرنبالی حنفی بعد بیان طویل اور بحث عریض کے لکھتے ہیں:

فیحصل مما ذکر نا ہ انه لیس علی ا لا نسا ن التزا م مذ هبٍ معینٍ و انه یجوز له العمل بما یخا لف ما عمله علی مذ هبه مقلداً فیها غیر اما مه مستجمعاً شرو طه الی آ خر ماقا ل

ان اقوال مدللہ سے ثابت ہوا کہ وجوب اتباع مجتہد اور حرمت اتباع دو مجتہدوں کی شرعاً ثابت نہیں اور اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں بلکہ اس کا خلاف یعنی عدم التزام مذہب مجتہد واحد اور جواز اتباع مذاہب مجتہدین مختلفین بلاارتیاب ثابت ہے اور دلائل سے موید ہے باوجود اس کے پھر کس مانع کی اقتضا سے اور کس مشکل کے مقتضا سے اوس اجماع قطعی صحابہ کو ظاہر سے پھیر کر اوس میں اس تاویل وتسویل کو جگہ دیویں کہ تھا تو اتباع دو مجتہدوں کا زمانہ صحابہ میں بھی حرام لیکن اجماع صحابہ کا اس فعل حرام پر ضرورت کے سبب سے ہو گیا تھا اور صحابہ نے بحکم قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات (یعنی ضرورتیں مباح کر دیتی ہیں ممنوعات کو) کے اس فعل حرام پر اتفاق کر لیا تھا نعوذ باللہ من ذلک یہ بات پیروان صحابہ کو تو منہ سے نکالنی بڑی مشکل ہے اہل بدعت جو چاہیں سو کہیں۔

علاوہ یہ کلام اور وجہ سے بھی باطل ہے وہ یہ ہے کہ اگر صحابہ کے وقت میں بسبب اس ضرورت کے کہ ان کے مسائل سب حوادث کے واسطے کافی نے تھے اور اصول ان کے ممہد نہ تھے عدم التزام فعل حرام لاچاری کو حلال تھا تو آئمہ اربعہ وغیرہم مجتہدین ہی کے زمانہ میں یہ عدم التزام حرام سمجھا جاتا اور رواج اس کا موقوف ہوتا اس وقت تو مسائل تام وعام وکافی ووافی ہر ایک مجتہد کے مذہب میں غالباً مضبوط ہو چکے تھے اور قواعد ممہد ہو چکے تھے حالانکہ زمانہ مجتہدین میں بھی اس عدم التزام کا رواج موقوف نہ ہوا اور باوجود رفع ضرورت کے ایک ایک امام کا اتباع رائج نہ ہوا اور کسی نے آئمہ مجتہدین سے اس فعل حرام سے لوگوں کو نہ روکا اور امر واجب یعنی اتباع مذہب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام واحد کا حکم نہ دیا چنانچہ عبارات منقولہ سابق سے صاف ثابت ہو چکا ہے اور جناب مخاطب بھی اس امر کے مقر ہیں چنانچہ صفحہ ۱۳ میں اپنے رسالہ کے فرماتے ہیں:

> وآنچہ مجیب گفتہ کہ ہیچ روایت از اصحاب وآئمہ اربعہ در وجوب تقلید مذہب معین صادر نشدہ جوابش آنکہ مسلّم دارم کہ روایت از ایشان نشدہ لیکن بادعوی نکنیم کہ دراں زمان تقلید بمذہب معین واجب بود از جہت کثرت اجتہاد بلکہ بعداز مائتین تقلید بمذھب معین درمیان امت جاری شدہ بسبب قلت اجتہاد ۔انتھی بلفظه الشریف

اور اگر کہو کہ آئمہ اربعہ وغیرھم مجتہدین کے وقت میں مسائل کافی نہ ہو چکے تھے اور قاعدہ واصول مقرر نہ ہوئے تھے اور وہ ضرورت جو زمانہ صحابہ میں درپیش تھی ان کے زمانہ میں مرتفع نہ ہوئی تھی اسلئے ان میں بھی اس فعل حرام یعنی عدم التزام کا رواج رہا تو جواب اس کا یہ ہے کہ پھر کیا ملاجی ہی کے وقت گیارھویں صدی میں سب مذاہب کے اصول ممہد ہوئے تھے اور کیا اسی وقت آئمہ اربعہ کے مذہب کل مسائل کی معرفت کو مکتفی بنے تھے اور کیا اوسی وقت وہ ضرورت مستمرہ متوارثہ مرتفع ہوئی تھی تا بحکم ارتفاع اوس ضرورت کی اتباع مذہب واحد کا گیارھویں صدی میں واجب ہو گیا ہو۔ یہ تو دیوانوں کی باتیں ہیں صاحب ہوش وحواس ایسی باتیں کب کہتا ہے اور ملاعلی قاری کی یہ کب شان ہے کہ اونھوں نے یہ بات کہی ہو۔ الحق یہ عبارت ان خانیوں نے اپنے پاس سے بنا کر درج رسالہ کرلی ہے یا کسی اور مفتری نے کسی کتاب میں ملاجی کی ملادی ہے چنانچہ اکثر علماء کی تصنیفات میں یہ خیانتیں مفسدوں سے واقع ہوئی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ عدم التزام مذہب پر اوس کی مشروعیت اور حقیقت کے سبب سے تھا لاچاری اور ضرورت کی جہت سے نہ تھا اور اوسی اجماع کے حکم سے زمانہ مجتہدین میں بھی اوس عدم التزام کا رواج چلا آیا اور ان کے بعد اور سلف صالحین اور خلف منصفین میں بھی اوسی کا رواج چلا آیا ہے اور اس وقت بھی بحکم اوس اجماع کے وہ عدم التزام محمود اور مباح ہے اور ناجائز کہنے والا اس کا اجماع صحابہ کا منکر ہے و الله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

اور جو آپ نے اس کلام مردود کی تائید میں عبارت برہان امام الحرمین کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مضمون کی نقل کی ہے کہ عمل بمذاہب صحابہ جائز نہیں بلکہ اتباع مذہب آئمہ اربعہ لازم ہے کیونکہ انہوں نے مسائل کو واضح کر دیا ہے یہ عبارت باوجودیکہ تائید سے اوس کلام کے عاری ہے کیونکہ اس میں تعیین مذہب کا ذکر نہیں تاہم جواب اس کا ہوامش میں اس رسالہ کے گزر چکا ہے۔

اور جو آپ نے عبارت شرح سفر عبدالحق کے اس مضمون کی نقل کی ہے کہ اقرار متاخرین کا یہی ہے کہ مذہب کو معین کر لے اور دوسری عبارت شیخ کی اس مضمون کی کہ عوام بلکہ علماء اس زمانہ کو متابعت مجتہدین سے چارہ نہیں۔

جواب اول عبارت کا ان میں سے یہ ہے کہ تحقیقات سابقہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ متفق علیہ صحابہ کرام بھی یہی عدم تعیین مذہب ہے اور معمول و مروج زمانہ آئمہ اربعہ وغیرھم متقدمین وسلف صالحین بھی یہی عدم تعیین ہے اور اکثر علماء متاخرین نے بھی اسی عدم تعیین کو حق اور مدلل کہا ہے اور خود حضرت شیخ صاحب نے بھی عمداً یا خطاء اقرار کیا ہے کہ متقدمین میں تعیین مذہب کا رواج نہ تھا اور یہی قریب با انصاف ہے اور یہی آیت فاسئلوا اهل الذكر کے عام اور مطلق ہونے کا مقتضا ہے چنانچہ عبارت آپ کی نقل کی جاتی ہے پھر قرار داد بعض متاخرین کو بمقابل اجماع صحابہ اور سلف صالحین اور اکثر متاخرین کے اور بمقابل اقرار خود حضرت شیخ کے کون پوچھتا ہے اور وہ عبارت جناب کی متضمن اوس اقرار کے یہ ہے جو صفحہ ۲۷ میں شرح سفر السعادۃ کے فرماتے ہیں:

گویند کہ طریقہ پیشینیاں برخلاف ایں بودایشاں اتباع مجتہد واحد را از واجبات نمی داشتند مجتہدان راعمل باجتہاد خود بود وسبیل عوام رجوع بایشاں بی آنکہ التزام متابعے احدی کنند وانکار بر دیگرے نمایند حتی درمسائل نوشتہ اند کہ اگر مردے (یہ مسئلہ فتاوی عالمگیری کی کتاب القضا میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے منقول ہے۔ محمد حسین) را در مادہ زنیواقعہ افتاد وحکم آن از مفتی پرسید و بجانبے از حل وحرمت حکم کرد وبحکم وی عمل نمود وقت دیگر بازنے دیگر ہمان واقعہ رونمود وبمفتی دیگر کہ نہ بر مذہب اول ست رجوع آورد وی برخلاف اول حکم کرد اگر بایں زن دیگر معاملہ بحکم این مفتی دیگر کند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جایز باشد ہر چند واقعہ یکی ست آن زن مثلاً بحکم مذہب اول حلال بود و ایں بحکم مذہب ثانی حرام ولیکن در مادہ یک زن درست نبود

اسکے بعد شیخ نے ایک جماعت سے مشروط ہونا انتقال کا ساتھ ان شروط کے جن کا بیان سوالات عشرہ میں سابقاً لکھا گیا ہے نقل کیا ہے بعد اس کے پھر قول متقدمین اور مویدات اس کے ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

وایشان گویند کہ مجتہد را نیز نرسد کہ یکے را بمذھب خود دعوت کند و التزام و اتباع خود را بروی لازم گرداند و نقل کردہ اند کہ بعضے مجتہدین نیز در وقت وجود مصلحت دفع جرح بمذھب غیر خود عمل کردہ اند تا می آرند کہ وقتی امام شافعی رحمہ اللہ حلق راس کردہ بود و مویہا بر بدن و جامہ وے افتادہ بود پس ہم چناں نماز کرد ظاہر این بمذہب وی مانع جواز نماز یا کراہت آن بود و از امام ابو یوسف نیز می آرند کہ وقرے در امامت بود پس خبر دادند کہ موشے در چاہ کہ بآں وضو کردہ بود افتادہ است ۔ فرمود کہ امروز بقول برادران خود کہ اہل مدینہ اند عمل کردیم کہ چوں آب بقدر قلتین گردد پلید نگردد و حجت این طائفہ آنست کہ تمامہ متمسک بکتاب و سنت اند و مقتدایان دین اند دیگر تعیین و تخصیص را چہ وجہ باشد و نص

فا سئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمو ن نیز ہمبر نیست وایں مذہب بظاہر نزدیک تر بانصاف نماید و بفہم زود تر درآید هذا آخر ما نقلناه من كلا م الشيخ مختصراً ۔

اور ایسا ہی شیخ نے کتاب تحصيل التعرف فى معرفة الفقه و التصوف میں قول متقدمین معہ شواہد و دلائل کے نقل کر کے اخیر میں اس کے کہا ہے و هذا القو ل اقر ب الى الا نصا ف والعدل ۔یعنی قول عدم تعیین مذہب نہایت قریب ہے انصاف اور عدل کے۔

پھر اب اس اقرار خود بدولت کے برخلاف اور اجماع صحابہ اور سلف صالحین کے خلاف دوسری بات آپ کی اپنی عقل سے کہیں یا متاخرین سے نقل کریں کیوں کر تسلیم کی جاوے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا جواب دوسری عبارت جناب کا سو اس مقام پر اسی قدر بس ہے کہ مخاطب اس کو تائید میں تعیین مذہب کے لایا ہے اور اس میں تعیین کا ذکر نہیں، اس میں تو مطلق مجتہدین کی اتباع پر تصریح ہے سو مدعائے مخاطب سے اجنبی ہے۔ زیادہ تفصیل وجوہ فساد اس عبارت کی دریافت کرنی ہو تو کتاب دراسات کے اوائل میں دیکھو۔

اور نیز اس فتوی میں آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و ان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول الآیہ، نقل کر کے اس سے یہ بات نکالی ہے کہ مسئلہ تقلید مجتہد معین میں بھی طرف قرآن اور حدیث کے رجوع کرنا چاہیے اور دیکھا چاہیے کہ آیا یہ تقلید معین قرآن و حدیث سے فرض و واجب معلوم ہوتی ہے یا نہیں اور بلا رجوع قرآن و حدیث کے ناحق جھگڑنا نہ چاہیے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے وجوب تقلید اولی الامر مستفاد ہے سو آئمہ اربعہ ہیں بالاجماع، اور معنی فردوہ الی اللہ و الرسول کے یہ ہیں کہ عالم ہوں تو اپنے تنازع کو کتاب اور سنت کی طرف رد کریں اور اگر جاہل ہوں تو عالم بکتاب وسنت کی طرف رد کریں اور علماء کی پیروی کریں سو پیری منحصر ہے چاروں اماموں میں۔

جواب الجواب میں فقیر ملتمس ہے کہ واہ آپ کی تیز فہمی اور باریک بینی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان، علمائے دہلی تو یہ کہیں کہ بحکم اس آیت کے مسئلہ متنازعہ فیہا تقلید معین میں رجوع کتاب وسنت کی طرف لازم ہے اور بلا دلیل باہم تنازع مناسب نہیں اور آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے تو وجوب اتباع آئمہ اربعہ کا نکلتا ہے۔ مرد آدمی ذرا آنکھ تو کھولو اور ہوش سنبھالو۔ انہوں نے کیا اس آیت پر عدم اتباع آئمہ اربعہ کا متفرع کیا تھا جس کے جواب میں تم اس آیت سے وجوب اتباع آئمہ اربعہ کا ثابت کرنے لگے اور نیز اس فتوی میں آیت کریمہ فاسئلوا اھل الذکر نقل کر کے اس سے یہ بات نکالی ہے کہ اس آیت میں اہل ذکر عام ہے پس بمقتضائے اس کے عموم کے ہر ایک اہل ذکر کا اتباع جائز ہوا اور خاص کرنا ایک مذہب کا باطل ہوگیا۔ اس کے جواب میں بھی آپ نے وہی لفظ دریں چہ شک است، جو محمد شاہ کے رسائل سے سیکھ رکھا ہے لکھ دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واہل الذکر در احکام فروع دین منحصر ہستند با مامان چہار انتہی بلفظہ

جواب الجواب میں فقیر ملتمس ہے کہ اس میں بھی آپ نے وہی کام کیا ہے کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان۔

علمائے دہلی نے تو اس آیت سے بطلان تخصیص مذہب واحد استنباط کیا ہے اور آپ اوس کے جواب میں تخصیص آئمہ اربعہ ثابت کررہے ہیں۔ منشا اس اندھا پن کا یہ ہے کہ جناب مخاطب نے یہ باتیں رسالہ تحفۃ العرب والعجم سے نقل کی ہیں اور وہاں یہ باتیں تخصیص مذاہب آئمہ اربعہ کے ثبوت میں مرقوم ہیں اب جناب مخاطب بے سوچ سمجھے ہر موقع اور ہر ایک بات کے جواب میں اون باتوں کو نقل کرتے جاتے ہیں آفرین ہے تقلید ہو تو ایسی ہو اور درین چہ شک است کو یا در کھا ہو تو ایسا ہی ہو۔

اب ایک اخیر جواب مخاطب عالی جناب کا متعلق ایک مضمون فتوی دہلی کی نقل کر کے اس کا جواب الجواب لکھا جاتا ہے۔ آپ صفحہ ۱۳ میں اپنے رسالہ کے فرماتے ہیں کہ

> آنچہ مجیب گفتہ کہ ہیچ روایت از اصحاب و آئمہ اربعہ در وجوب تقلید مذہب معین صادر نشدہ جوابش انکہ مسلم دارم کہ روایت از ایشاں نشدہ لیکن ما دعوی نکنیم کہ در آن زمان تقلید بمذہب معین واجب بود از جہت کثرت اجتہاد بلکہ بعد از مائیتین تقلید بمذہب معین درمیان امت جاری شدہ بسبب قلت اجتہاد چنانچہ شاہ ولی اللہ در انصاف گفتہ اعلم ان الناس کانوا فی المأۃ الاولی و الثانیۃ غیر مجتمعین علی تقلید مذھبٍ واحدٍ بعینہ انتھی و بعد المأتین ظھر فیھم التمذھب باعیانھم

جواب الجواب:

یہ ہے کہ آپ کا دعوی رواج تقلید معین کا بعد دوسو برس کے باطل ہے اور حق یہ ہے کہ دوسو برس کے بعد بھی تا خروج بعضے متاخرین متعصبین مشددین یہی عدم التزام مروج چلا آیا ہے چنانچہ یہی حضرت شاہ ولی اللہ جن سے مخاطب نے بزعم خود رواج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب بعد المأتین نقل کیا ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیشہ سے لوگ بلا التزام مذہب مسائل پوچھتے رہے یہاں تک کہ متعصبین ظاہر ہوئے حیث قال فی عقد الجید:

قال یعنی عز الدین بن عبد السلام لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقئیدٍ بمذھب معین و لا انکارٍ علی احدٍ من السائلین الی ان ظھرت المذاھب و متعصبوھا من المقلدین

اور ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہؒ نے امام شعرانی سے رواج عدم التزام کا پہلوں اور پچھلوں میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

و نقل یعنی الشیخ عبد الوھاب الشعرانی عن جماعةٍ عظیمةٍ من علماء المذاھب انھم کانوا یعملون و یفتنون بالمذاھب من غیر التزام مذھبٍ معینٍ من زمن اصحاب المذاھب الی زمانه علی وجهٍ یقتضی کلامه انّ ذلك لم یزل العلماء علیه قدیماً و حدیثاً حتی صار بمنزلة المتفق علیه فصار سبیل المومنین الذی لا یصحّ خلافه۔

اور اس مضمون کی بعض روایتیں بضمن رد قول منسوب بملا علی قاری کے سابقاً نیز گذر چکے ہیں۔ الغرض یہ قول آپ کا کہ بعد دوسو برس کے تقلید معین کا تمام امت میں رواج ہو گیا تھا باطل ہے۔ اور جو آپ نے اس قول باطل کی دلیل بیان کی ہے کہ دوسو برس کے پہلے اجتہاد کی کثرت تھی اس لئے اس وقت التزام مذہب واحد پایا نہیں گیا اور بعد دوسو برس کے اجتہاد کی قلت ہوگئی تو التزام کا رواج ہو گیا، یہ سراسر پوچ اور مجنون کی بڑ ہے بھلا کثرت اجتہاد مجتہدوں سے عامی مقلدوں اور عوام الناس کو کیا علاقہ کیا مجتہدوں کے کثرت اجتہاد سے عامی اور جاہل بھی مجتہد ہو گئے تھے کہ محتاج تقلید نہ رہے ہوں۔ علاوہ یہ کہ سابق میں آپ نے قلت مسائل کو جو فرع قلت اجتہاد کی ہے دلیل اور موجب عدم رواج التزام مذہب معین قرار دیا ہے اور صحابہ کے عدم التزام اجماعی کو اسی قلت کے سبب سے مروج مانا ہے اور اپنے زمانہ میں کثرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل کے سبب سے التزام مذہب واحد کو ضروری کہا ہے، اب یہاں اس کا عکس کہہ دیا یعنی قلت کو موجب التزام اور کثرت کو مقتضی عدم التزام۔ سچ کہتے ہیں کہ:

دروغ گو را حافظہ نباشد۔

اور جو آپ نے کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو شاہد اپنے مدعا کا سمجھ کر نقل کیا ہے وہ سراسر آپ کی جہالت اور غلط فہمی ہے کیونکہ معنی کلام حضرت شاہ ولی اللہ کی یہ نہیں کہ بعد دوسو برس کے عامہ امت محمدیہ میں تقلید مذہب معین کا رواج ہو گیا تھا بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بعد دوسو برس کے مجتہدین منتسبین میں التزام مذہب معین کا اور اعتماد کرنے کا او پر قواعد ایک ایک مذہب کے رواج ہو گیا تھا چنانچہ تشریح اور بیان اس کا سابقاً اس رسالہ میں گزرا ہے۔ فقط

یہاں تک جوابات مضامین بحث اول اور بحث ثانی مخاطب کے اور جوابات اون خرافات مخاطب کے جو جواب میں بعض عبارتوں فتوی علمائے دہلی کے بولا تھا تمام ہوئی۔ اب جواب بحث سوم و چہارم و پنجم رسالہ مخاطب کا لکھا جاتا ہے۔

تجزی اجتہاد اور جواز استدلال بالحدیث بحق غیر مجتہد مطلق

پس واضح ہو کہ عنوان بحث سوم کا آپ نے یہ لکھا ہے،

بحث سوم در بیان شرط عدم تقلید وفتوی دادن از حدیث بغیر از ملاحظہ فقہ، انتہی

اور واسطے اثبات مضمون اس عنوان کے آپ نے دو عبارتیں نقل کی ہیں۔ ایک عبارت شیخ عبدالرحمٰن مفتی مکہ کی جسکا یہ مضمون ہے کہ جو کوئی رتبہ اجتہاد تک نہ پہنچا ہو اس پر تقلید ایک مذہب کی واجب ہے اور اجتہاد ایک مدت سے مفقود ہے۔ شیخ قاسم اہل قرن تاسع نے اپنے زمانہ میں کہا ہے کہ اجتہاد مدت سے موقوف ہے آج کل کا تو کیا ہی کہنا۔ دوسری عبارت حضرت شاہ ولی اللہ کی جس کو مخاطب نے عدم جواز افتاء بحدیث کی دلیل سمجھ کر نقل کیا ہے اور کہا ہے۔

وفتوی دادن از حدیث بغیر ملاحظہ فقہ وتقلید مذہب مشرطست آنکہ پنج لاکھ حدیث یادداشتہ باشد چنانچہ شاہ ولی اللہ در اقتصاد گفتہ سئل احمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایکفی الر جل مأة الف حد یث حتی یفتی من الحدیث۔ قا ل لا۔ حتی قیل خمسمأة الف حد یث۔ قال ار جوا ۔ انتھی

یعنی پانچ لاکھ حدیث یاد ہو، تو حدیث سے فتوی دیں۔

جواب: عبارت اول کا یہ ہے کہ حکم وجوب تقلید معین کا بحق اوس شخص کے جو رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو سراسر باطل ہے چنانچہ بار بار رد لائل اور نقول بطلان اس حکم کی گزر چکی ہیں ہاں البتہ مطلق تقلید بحق غیر مجتہد واجب ہے لیکن یہ بھی اس صورت میں کہ وہ غیر مجتہد کسی قسم کا اجتہاد نہ رکھتا ہو اور مقلد محض ہو اور اگر وہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض میں مقلد جس کو علماء مجتہد فی بعض المسائل کہتے ہیں اور بنا بر مذہب حق تجزی اجتہاد و تقلید کے مجتہد ہونا ایسے شخص کا مسلّم رکھتے ہیں تو ایسے شخص کے حق میں ان مسائل میں جن کو یہ اپنے اجتہاد سے قرآن و حدیث سے نکال لے سکتا ہے مطلق تقلید واجب نہیں چنانچہ مولانا عبدالعلی شرح مسلّم الثبوت میں فرماتے ہیں:

غیر المجتهد المطلق و لو کان عا لماً یلز مه تقلید المجتهد فیما لا یقدر علیه من الا جتهادیا ت ای تحصیله با جتهاده بنا ءً علی التجزی فی ا لا جتهاد و یلز مه التقلید مطلقاً فیما یقدر علیه و فیما لا یقدر علیه بنا ءً علی نفته ای التجز ی و قد عرفت انّ الحق هو ا لا ول۔ انتھی کلا مه

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ بنا بر مذہب تجزی اجتہاد کی جو حق اور معتبر ہے مجتہد فی البعض کو تقلید مجتہد فی المطلق کے اون مسائل میں جن کے استنباط پر یہ قادر ہے واجب نہیں۔ اور جو آپ نے کہا ہے کہ اجتہاد مدت سے مفقود ہے، یہ بھی وہم یا مغالطہ ہے اس لئے اگرچہ اجتہاد مطلق مستقل چند مدت سے نہیں پایا گیا لیکن اجتہاد فی البعض اور اجتہاد منتسب تو آج تک جاری ہے اور یہ رتبہ اجتہاد اس وقت بھی بہتیروں اہل حدیث کو حاصل ہے اگر ہم ان لوگوں کا نام ذکر کریں تو مبتدعین جل کر کوئلہ ہو جائیں گے لہذا ذکر اسامی سے ان کے سکوت ہی مناسب ہے۔ ہم نے تو اسی اجتہاد فی البعض کے وجود کا دعوی کیا ہے اور علماء محققین اجتہاد مطلق کے جواز وقوع کا بارھویں صدی میں دعوی کر گئے ہیں اور اصولیین کتب اصول میں قیامت تک اس کے امکان وقوع پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصریح کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی، عقدالجید میں فرماتے ہیں:

حقیقۃ ا لا جتھاد اسفرا غ الجھد فی ادراک ا لا حکام الشر عیۃ الفر عیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ الراجعۃ کلیاتھا الی اقسامٍ اربعۃٍ الکتا ب و السنۃ و الا جماعو القیاس و یفھم من ھذا انہ اعمّ من ان یکو ن استفرا غاً فی ادرا ک حکم ما سبق التکلم فیہ من العلماء السابقین او لا وا فقھم فی ذ لک او خا لف و من ان یکون ذ لک با عانۃ البعض فی التنبہ علی صور المسا ئل و التنبہ علی ما خذ ا لا حکام من ا لادلۃ التفصیلیۃ او بغیر اعانۃٍ منہ فمایظن فیمن کا ن موا فقاً لشیخہ فی اکثر المسا ئل لکنہ یعرف لکل حکمٍ دلیلاً و یطمئنّ قلبہ بذ لک الدلیل و ھو علی بصیرۃٍ من امرہ انہ لیس بمجتھدٍ ظن فا سد و کذ لک ما یظنّ من انّ المجتھد لا یو جد فی ھذہ ا لاز منۃ اعتما داً علی الظن ا لاو ل بناء فا سدٍ علی فا سدٍ۔

اس عبارت میں صاف تصریح ہے کہ اجتہاد نام استنباط احکام کا ہے خواہ وہ احکام پہلوں نے بھی نکالیے ہوں خواہ اسی مجتہد نے نئی نکالی ہوں اور خواہ وہ دوسری مجتہد کی اعانت سے نکالی ہوں خواہ بے اعانت اور جو شخص مسائل کو دلائل سے جانتا ہے وہ مجتہد ہے اگرچہ وہ اکثر مسائل میں اپنے شیخ کا موافق ہے اور ان معنی مجتہد کا وجود اس زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے اور جو کوئی اس کی نفی کرتا ہے وہ فاسدالظن اور معنی اجتہاد سے جاہل ہے اور مولانا نظام الدین شرح مسلّم میں فرماتے ہیں:

اعلم ان بعض المتعصبین قا لوا ا ختتم ا لا جتھاد المطلق علی ا لآ ئمۃ الر بعۃ و لم یو جد مجتھد مطلق بعد ھم وا لا جتھاد فی المذ ھب ا ختتم علی العلا مۃ النسفی صا حبِ الکنز و لم یو جد مجتھد فی المذ ھب بعدہ و ھذا غلط ر جم با لغیب فا ن سئل من این علمتم ھذا لایقدرو ن علی ایراد د لیلٍ ا صلاً ثم ھو اخبار با لغیب و تحکم علی قدرۃ اللہ تعا لی فمن این یحصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم ان لا یو جد الی یو م القیا مۃ ا حد یتفضل اللہ علیہ بنیلہ مقا م الا جتہاد فاجتنب عن مثل ھذہ التعصبا ت۔

اوراس کے ولد ارشد مولا نا عبدالعلی اپنی شرح میں یہ قول متعصبین کا نقل کر کے فرماتے ہیں:

و ھذا کلہ ھو س من ھوسا تھم لم یا توا بد لیل و لا یعبأ بکلا مھم و انما ھم من الذین حکم الحد یث انھم افتوا بغیر علمٍ فضلّوا و اضلّوا و لم یفھموا انّ ھذا ا خبار با لغیب فی خمسٍ لا یرلمھنّ ا لا اللہ۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کے واسطے بعضی ایسی شرطیں ہیں جو آج کل کسی میں پائی نہیں جاتیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ شرطیں اجتہاد مطلق کے واسطے ہیں نہ واسطے اجتہاد فی البعض کے چنانچہ علامہ شامی شرح درمختار میں تلویح سے نقل کر کے کہتا ہے:

و شر طہ ا لاسلا م و العقل و البلو غ و کو نہ فقیہ النفس ای شد ید الفھم با لطبع و علمہ با للغۃ العر بیۃ و کو نہ حا ویاً بکتاب اللہ فیما یتعلق با لا حکا م و عا لماً بالحد یث متناً و سنداً و نا سخاً و منسو خاً و با لقیاس و ھذہ الشرو ط فی المجتھد المطلق الذی افتی فی جمیع ا لا حکا م و اما المجتھد فی حکمٍ دو ن حکمٍ فعلیہ معرفۃ ما یتعلق بذ لك الحکم مثلاً ا لا جتہاد فی حکم یتعلق بالصلوۃ لا یتوقف علی معرفۃ جمیع ما یتعلق با حکام النکا ح۔

اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان شروط کو عقد الجید میں تفصیل سے بیان کر کے فرمایا ہے: و انما یشتر ط ا لامور المذ کورۃ فی المجتھد المطلق . الخ۔

اور جواب دوسری عبارت کا یہ ہے کہ رسالہ انصاف میں یہ عبارت بایں لفظ کہ حتی یفتی من الحد یث ہرگز نہیں اور وہاں حدیث سے فتوی دینے کا کوئی سوال نہیں۔ مخاطب نے از راہ کمال دینداری اور امانت شعاری کے لفظ، من الحد یث،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پاس سے ملا کر اس عبارت کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ فتوی دے حدیث سے ۔ نعوذبا لله من هذا الكذ ب ، اور با وجود ارتکاب اس فعل شنیع تحریف وتغیر وکذب وجعل سازی کے پھر اخیر رسالہ میں کہا ہے کہ

ایں فقیر سراپا تقصیراز برائے خیر خواہی مسلمانان ایں چند عبارات بطریق اختصار از کتب معتبرہ معہ ترجمہ نوشتہ از خداوند کریم رجائے ثواب دارد

پھر ختم کلام پر کہا کہ:

ایں کمترین ہیچ تغیر وتحریف درعبارت کتب نکردہ چنانچہ بر علمائے ماہران مخفی نیست واگر کسی را شک باشد باید کہ ہمراہ کتب مذکورہ مقابلہ کند تا یقین حاصل شود۔ هذا آ خر كلا مه الكا ذب

سبحان اللہ! کیا دلیر سارق ہے اور کیا صریح جعل سازی کر کے پھر اپنے امتحان صدق وامانت کی اجازت دیتا ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

شائد یہ سمجھا ہوگا کہ رسالہ انصاف کس کے پاس ہوگا اور کون میرے قول کی تصدیق اور تصحیح نقل کرتا پھرے گا اور یہ نہ سمجھا کہ لکل فر عو ن موسی مثل سائر ہے اور دفع انتحال مبطلین علماء حقانیوں میں رائج ودائر ہے۔

اب سنو حقیقت حال اس عبارت کی کہ وہ دراصل کس لفظ سے ہے اور معنی کیا رکھتی ہے آیا مدعائے مخاطب سے بھی کچھ تعلق رکھتی ہے یا اوس سے محض اجنبی اور مخالف ہے پس واضح ہو کہ الفاظ اوس عبارت کے جن میں لفظ ، من الحد یث ، کا بعد لفظ یفتی کے نشان نہیں یہ ہیں:

سئل ا حمد ايكفى للر جل مأة الف حد يثٍ حتى يفتى قا ل لا۔

اور مطلب اس کا بشہادت ما قبل و ما بعد کے یہ ہے کہ پوچھے گئے امام احمدؒ کہ بھلا ایک لاکھ حدیث واسطے فتوی دینے کے فقہ اور اجتہاد سے برعایت ان قواعد کے کہ اولاً حکم اس فتوی کا قرآن میں دیکھیں وہاں سے نہ ملے تو حدیث میں دیکھیں وہاں سے نہ ملے تو قول متفق علیہ جمہور خلفاء وفقہاء کو تلاش کریں وہ نہ ملے تو کسی بڑے عالم اور پورے ضابط کا قول تلاش کریں وہ نہ ملے تو قول مشہور کو ڈھونڈیں وہ بھی نہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے تو قرآن وحدیث کے عموم اور ایماء سے نکالیں، آیا کافی ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان قواعد کی رعایت سے اجتہادی فتوی دینے کے واسطے کم از ک پانچ لاکھ حدیث درکار ہے، تو حاصل اس کا یہ ہوا کہ ایسے اجتہاد کے واسطے پانچ لاکھ حدیث شرط ہے نہ یہ کہ حدیث پر فتوی دینے کے واسطے پانچ لاکھ حدیث کا یاد ہونا شرط ہے بلکہ حدیث پر فتوی دینے کی تو اس میں دوسرے ہی درجہ یعنی قرآن کے بعد وصیت ہے۔ پس یہ عبارت مدعائے مخاطب کے موافق نہ ہوئی بلکہ مخالف اور مناقض ٹھہری۔ یہ ہم نے خلاصہ ترجمہ کلام جناب شاہ ولی اللہ کا واسطے اظہار مطلب اوس عبارت کے لکھا ہے اور اصل عبارت جناب کی یہ ہے جو بضمن بیان اسباب اختلاف اہل حدیث اور اصحاب رائے کے بعد ذکر روش وکمال طبقہ عبدالرحمٰنؒ بن مہدی و یحی بن قطانؒ واحمد بن حنبلؒ وغیرھم کے دربارہ تحقیق وتفتیش احادیث وتنقید رجال کے فرماتے ہیں:

و هذه الطبقة هی الطراز الاول من طبقات المحدثین فرجع المحققون منهم بعد احكامٍ فی الروایة و معرفة مراتب الاحادیث الی الفقه فلم یكن عندهم من الرأی ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی مع ما یرون من الاحادیث و الآثار المناقضة فی كل مذهٍ من تلك المذاهب فاخذوا یتبّعون احادیث النبی ﷺ و آثار الصحابة و التابعین و المجتهدین علی قواعد احكموها فی نفوسهم و انا ابیّنها لك فی كلماتٍ یسیرةٍ كان عندهم انه اذا وجِد فی المسئلة قرآن ناطق فلا یجوز التحوّل منه الی غیره و اذا كان القرآن محتملاً لوجوهٍ فالسنة قاضیة علیه فاذا لم یجدوا فی كتاب الله اخذو سنة رسول الله ﷺ سواء كان مستفیضاً دائراً بین الفقهاء او یكون مختصاً باهل بلدٍ او اهل بیت و سواء عمِل به الصحابة و الفقهاء او لم یعملوا به و متی كان دی المسئلة حدیث فلا یتّبع فیها خلاف اثرٍ من الآثار و لا اجتهاد واحدٍ من المجتهدین و اذا افرغوا جهدهم فی تتبع الاحادیث و لم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یجدوا فی المسئلة حد یثاً ا خذوا باقوال جماعةٍ من الصحا بة و التابعین و لا یتقیدو ن بقولٍ دو ن قومٍ فان التفق جمهور العلماء و الفقهاء علی شیءٍ فهو المقنِع و ان ا ختلفوا ا خذوا بحد یث اعلمهم علماً و او ر عهم ور عاً او اکثر هم ضبطاً او ما اشهر عنهم و ان و جدوا شیئاً یستوی فیه قو لا ن فهی مسئلة ذا ت قو لین فا ن عجزوا عن ز لك تامّلوا فی عمو ما ت الکتاب و السنة و ایما ئاتهما و اقتضاء ا تهما و حملوا نظیر المسئلة علیها فی الجوا ب و کا نت هذه ا لا صو ل مستجر جة عن صنیع الاوا ئل و تصریحا تهم الی ان قا ل مو لا نا بعد ایرا د عدةِ روا یاتٍ تؤیّد هذه الا صو ل عن الصحا بة و التا بعین و من بعد هم من المجتهد ین و بالجملة فلما مهّدوا الفقه علی هذه القواعد فلم تکن مسئلة من المسا ئل التی تکلم فیها من قبلهم و التی رفعت فی زما نهم ا لّا و جدوا فیها حد یثاً مرفوعاً متصلاً او مر سلاً او مو قو فاً صحیحاً او حسناً او صا لحاً للاعتبار او و جدوا ا ثراً من آ ثار الشیخین و سا ئر الخلفاء و قضا ة ا لا مصار و فقهاء البلدا ن اواستنبا طاً من عمو م او ایماءٍ او اقتضا ءٍ فیسّر الله لهم العمل با لسنة علی هذا الو جه و کان اعظمهم شا ناً و او سعهم روا یةً و اعرفهم للحد یث مر تبةً و اعمقهم فقهاً ا حمد بن محمد بن حنبل ثم اسحاق بن را هویه وکا ن تر تین الفقه علی هذا الو جه یتوقف علی جمع شیءٍ کثیر من ا لا حا دیث وا لآ ثار حتی سئل ا حمد یکفی للر جل مأة الف حد یث حتی یفتی قا ل لا قیل خمس مأة الف حد یثٍ قال ار جوا کذا فی غا یة المنتهی و مراد ا لا فتا ء علی هذا الاصل۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام ہوا کلام مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کا جو رسالہ انصاف میں فرمایا اور ایسا ہی بعینہ آپ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۴ سے صفحہ ۱۵۵ تک مرقوم ہے تو دیکھو اس میں جملہ مرادہ الافتاء علی ھذا الاصل یعنی مراد احمد کی اس کلام سے یہ ہے کہ اگر کوئی اس طور پر یعنی برعایت ان قواعد ہفتگانہ فتویٰ فقہی دینا چاہے تو اس کو پانچ لاکھ حدیث درکار اور جملہ کان ترتیب الفقه علی هذا الوجه یتوقف علی جمع شیءٍ کثیر من الاحادیث ..الخ، یعنی ترتیب فقہ واجتہاد کی اس طور پر یعنی برعایت ان قواعد ہفتگانہ کے موقوف ہے جمع کرنے بہت سی احادیث کے، یہ جملے کیسے صریح ناطق ہیں کہ اس عبارت میں یادداشت پانچ لاکھ حدیث کی فتویٰ فقہی اجتہادی کے واسطے شرط ٹھہرائی ہے نہ واسطے فتویٰ دینے موافق حدیث صحیح صریح کے بلکہ حدیث کے موافق فتویٰ دینے کی تو اس میں عین وصیت ہے چنانچہ ابتداء میں اس عبارت کے صاف تصریح ہے کہ بعد قرآن کے حدیث میں مسئلہ تلاش کریں۔ پس اگر اس میں پاویں تو اس کا اتباع کریں اس کے خلاف کسی مجتہد کے اجتہاد کا اتباع نہ کریں۔ پس اس سے مخاطب جع سازی اور دروغ اور مخالف ہونا اس عبارت کا اس کے دعوی سے ثابت ہوگیا۔

اب ہم بمقابل اس کے اس دعوی کے کہ حدیث سے فتوی دینا بدون ملاحظہ فقہ کے سوائے یادداشت پانچ لاکھ حدیث کے جائز نہیں، یہ دعوی کرتے ہیں کہ فقہ سے فتوی دینا بدون ملاحظہ قرآن وحدیث کے اور بلا دریافت اصل اس مسئلہ فقہی کے حدیث وقرآن سے ہرگز جائز نہیں بلکہ بتصریح امام مذہب حنفی حضرت امام ابوحنیفہ کوفی کے حرام ہے آپ کہا کرتے:

حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ کہتے

لا یحل لاحد ان یفتی بکلامنا مالم یعلم من این قبلنا

یہ قول آپ کا میزان شعرانی کے صفحہ ۶۳، اور تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف میں، جو شیخ عبدالحق کی تصنیف ہے، منقول ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جس کو ہماری کلام کی دلیل یعنی قرآن وحدیث سے معلوم نہ ہو اس پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام ہے کہ ہماری کلام سے فتوی دے اور امام احمد بن حنبلؒ جن کے کلام کو تم نے دلیل عدم جواز افتاء بالحدیث سمجھ لیا تھا کہا کرتے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو مجھے بہتر معلوم ہوتی ہے لوگوں کی رائے یعنی قیاس کی باتوں سے اور ان کے بیٹے عبداللہؒ نے ان سے پوچھا کہ ایک شہر میں ایک شخص تو محدث ہے لیکن اس کو صحیح وضعیف کی پہچان نہیں اور دوسرا وہ شخص جو رائے یعنی قیاسی باتوں سے واقف ہے ان دونوں میں سے مسائل دین کس سے پوچھیں۔ آپ نے جواب دیا حدیث والے سے پوچھیں قیاس والے سے نہ پوچھیں چنانچہ میزان شعرانی کے صفحہ ۶۸ میں منقول ہے:

و کان ولده عبد الله يقول سألت الامام احمد بن حنبل عن الرجل يكون فی بلدٍ لايجد فيها الا صاحب حديثٍ لا يعرف صحيحه من سقمه و صاحب الرأی فمن يسأل منهما عن دينه فقال يسأل صاحب الحديث و لا يسأل صاحب الرائے و كان كثيراً ما يقول ضعيف الحديث احبّ الينا من رأی الرجال و كذالك نقل عن الامام داؤد.

یہاں تک جواب بحث سوم کا تمام ہوا۔ اس بحث سوم کے ذیل میں مخاطب نے بمقابل فتوی ثانی علمائے دہلی کے بعد تسلیم اصح ہونے بخاری کے یہ دعوی کیا ہے کہ احوال میں عمل ہدایہ پر بہتر ہے کیونکہ ہدایہ بھی صحیح ہے اور شاہد اس دعوی پر عبارت شرح سفرالسعادۃ اور عبارت میزان کو جو بصفحہ ۵۰ بضمن کلام عثمان منقول ہو چکی ہیں، پیش کیا ہے۔ پھر اس دعوی پر یہ تفریع کی ہے کہ جب کہ بخاری اور ہدایہ دونوں صحیح ٹھہری تو دونوں پر عمل جائز ہوا لیکن بہتر یوں ہے کہ واقف اقسام حدیث اور حال رواۃ بخاری پر عمل کرے اور جو ایسا نہ ہو وہ ہدایہ پر عمل کرے خصوصاً مقلد حنفی کہ اس کو ہدایہ پر عمل کرنا لازم ہے تاکہ بسبب ناوافی کے تلفیق میں نہ پڑے۔

جواب اس مضمون کا بتشریح حال بخاری و ہدایہ کے رسالہ منح الباری میں گزر چکا ہے اور خاص کر حال عبارت شرح سفر اور عبارت میزان کا کہ ان کو توثیق و تصحیح ہدایہ سے کچھ علاقہ نہیں صفحہ ۵۰ میں اس رسالہ کے گزر چکا ہے۔ اور بیان جواز تلفیق کا صفحہ ۸۴ میں اس رسالہ کے ہو لیا ہے اب دوبارہ رد اس کلام کا موجب تطویل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثبات اجتہاد اصحاب صحاح ستہ کا

اور عنوان بحث چہارم کا آپ نے یہ لکھا ہے بحث چہارم درمیان تقلید مفسرین ومحدثین وصحاح ستہ، اور شائد مراد آپ کی صحاح ستہ سے جامعین صحاح ستہ ہو گی، پھر اس بحث کے ابتداء میں آپ نے دعوی کیا ہے کہ بعد دوسو سال کے سب محدثین اور مفسرین وغیرھم مقلدین اور منسوب بمذہب چلے آئے ہیں اور اس پر چند عبارتیں رسالہ انصاف کی جن میں مجتہد منتسب ہونے اصحاب صحاح ستہ کا بالفاظ صریحہ ذکر ہے شاہد لاکر اس پر یہ تفریع کی ہے کہ جب ایسے اکابروں نے تقلید نہ چھوڑی تو اس وقت کے غیر مقلد کیوں چھوڑتے ہیں اور باوجودیکہ حدیثوں پر ان محدثوں کے عمل کرتے ہیں پھر ان کا مذہب قبول کرنے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ محدثین مسائل فرعیہ میں کسی کے مقلد نہ تھے اور کسی کے مذہب کے پابند نہ تھے۔ احادیث وقرآن پر عمل کرتے اور یہی اپنا مذہب رکھتے سو یہی طریق اہل حق کا ہے جن کو مخاطب نے غیر مقلد کہا ہے۔ پس طریق محدثین اور اسوقت کے اہل حق کا سر بسر موافق ٹھہرا اور ان میں اور اون میں کسی طرح کا اختلاف نہ رہا۔ اور جو آپ نے عبارات انصاف بہوس اثبات تقلید ان کے لوگوں کی نقل کی ہیں ان عبارات سے مجتہد ہونا ان لوگوں کا ثابت ہوتا ہے نہ مقلد ہونا کیونکہ ان میں بعضی عبارتوں میں تو صریح اطلاق مجتہد بحق بعض اون اکابر کے موجود ہے چنانچہ کہا ہے:

و امّا ابو داؤد و التّرمذی فهما مجتهدان منتسبان الی احمد و کذالك ابن ماجة و الدارمی فیما نری۔

اور باقی عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ مذہب شافعی وغیرہ کی طرف منتسب تھے سو ان کے منتسب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ اصول اجتہاد اور طریق ترتیب دلائل واستنباط میں شافعی وغیرہ کے موافق تھے اور ان کی رائے اون کی رائے سے متحد تھی نہ یہ کہ یہ لوگ شافعی وغیرہ کی فروعات میں جو محل بحث ہیں مقلد تھے ثبات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا بنقل عبارات اسی رسالہ انصاف اور بیان دلائل کے اس مجلد کے صفحہ ۶۹ سے ۷۳ تک متن منح الباری میں ہو چکا ہے۔ اس مقام میں خود مخاطب کے کلام واقرار سے اس مضمون کو ثابت کیا جاتا ہے۔ آپ نے صفحہ ۱۷، اور ۱۸ میں اپنے رسالہ کے صریح اقرار کرلیا ہے کہ یہ لوگ مجتہد مطلق تھے اور منسوب بمذھب شافعی ہونا ان کا محض اس جہت سے تھا کہ انہوں نے اپنے اجتہاد کو اصول امام شافعی پر بنا کیا ہے اور ان کا اجتہاد اون کے اجتہاد سے موافق ہوگیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے:

وبعض از ایشاں وغیر ایشاں کہ بدرجہ اجتہاد رسیدہ بودند مثل امام محمد وابی یوسف ومحمد بن اسماعیل بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرھم بسبب اجتہاد مخالفت از امام خود کردہ انداز مذہب امام خود خارج نمی شوند۔

اس پر عبارت انصاف سے یہ وصف امام بخاری میں ثابت کر کے کہا ہے

وازیں قسم ست امام محمد وابی یوسف در طبقات حنفی وہر یک از ایشان مجتہد مطلق بود کہ اورا مجتہد فی المذہب نیز گویند ومجتہد مطلق آنست کہ اجتہاد خود را باصول وقواعد دیگر بنا کند پس ہر کس کہ اجتہاد خود را باصول ابوحنیفہ بنا کرد چنانچہ محمد وابی یوسف منسوب باوشدند واگر اجتہاد خود را باصول شافعی بنا کرد چنانچہ مسلم وبخاری منسوب باوشد۔

اسی طرح دو چار اوروں کو مجتہد بنا کر معنی ان کے منتسب ہونے کے جیسے ہم نے بیان کئے ہیں ویسے ہی آپ نے رسالہ انصاف سے نقل کئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے:

و معنی انتسابه الی الشّافعی انّه جری علی طریقه فی الاجتهاد و استقراء الادلّة و ترتیب بعضها علی بعض و وافق اجتهاده اجتهاده۔

اس بیان سے مخاطب کے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ مجتہد تھے نہ مقلد۔ غایۃ ما فی الباب یہ کہ آپ کے نزدیک اجتہاد ان کا منتسب ہوا نہ مستقل چنانچہ کلام مابعد سے آپ کے جو اجتہاد مستقل کی سوائے آئمہ اربعہ کے اوروں سے نفی کرتا ہے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ ان محدثین کے اجتہاد مستقل کی نفی کرتے ہیں نہ اجتہاد منتسب کی سو اس سے مقلد ہونا ان محدثین کا لازم نہیں آتا۔ پس معلوم نہیں کہ آپ باوجود ایسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریح اقراروں کے پھران لوگوں کو مقلد کیوں کہتے ہیں پس کیا تو آپ مجتہد منتسب اور مجتہد مستقل اور اجتہاد اور تقلید کے معنی نہیں سمجھتے فقط میاں مٹھو کی طرح الفاظ ہی یاد کر رکھے ہیں چنانچہ مجتہد مطلق کو مجتہد فی المذہب قرار دینا آپ کا اس احتمال کا موید ہے اور بیان مفصل اس کا ابتدائے رسالہ میں ہو چکا ہے اور کیا بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نباشد بات کہہ کر بھول جاتے ہیں اور کیا دیدہ دانستہ بحکم اذا لم تستحی فا صنع ما شئت بنظر اغوائے خلق اللہ یہ چالاکیاں کر رہے ہیں۔

اور عنوان بحث پنجم کا آپ نے یہ لکھا ہے: بحث پنجم در بیان سند ہر یک از آئمہ اربعہ باصحاب ابرار

پھر اس بحث کی ابتداء میں یہ دعوی کیا ہے کہ یہ سب آئمہ کی سند استفادہ علوم اور استفہام احکام اصحاب تک پہنچتی ہے اور شاہد اس پر یہ عبارت میزان جس میں بعض اسانید آئمہ کا بیان ہے وارد کی ہے:

الا مام ابو حنیفة عن عطا عن عبد اللہ بن عباس عن رسول اللہ ﷺ، الا مام ما لك عن نا فع عن ابن عمر عن رسو ل اللہ ﷺ، الا مام الشا فعی عن ما لك عن نا فع عن ابن عمر عن رسو ل اللہ ﷺ، الا ما م ا حمد عن الشا فعی عن ما لك عن نا فع عن ابن عمر عن رسو ل اللہ ﷺ۔

پھر اس پر یہ تفریع کی ہے کہ جب کہ سند سب آئمہ کے اصحاب تک پہنچی تو مقلدان کے عین مقلد اصحاب کے ہوئے پس ان پر طعن کرنا عین اصحاب پر طعن ہوا اور یہ عین گمراہی ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ آئمہ اربعہ کی ہر بات ایسی ہی اسانید متصلہ سے اصحاب تک نہیں پہنچتی اور نہ میزان شعرانی میں اس کا دعوی ہے بلکہ بعضی باتیں آئمہ کی ایسی اسانید سے اصحاب اور آنحضرت ﷺ تک پہنچتی ہیں اور یہی بات میزان کی مقام بیان اسانید سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہاں یہ چاروں اسانید بطور تمثیل کے بیان کے ہیں نہ بطور قاعدہ کلیہ کے چنانچہ قبل بیان اون اسانید کے صفحہ ۵۶ میں صاف فرمایا ہے:

ھذا مثال صورۃ اتصال مذا ھب المجتھد ین و اقوا ل مقلّدیھم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنحو الكتاب و السنة من طريق السند فتامّله

اس کے بعد وہ چاروں اسانید ذکر کی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مخاطب سمجھ بیٹھا ہے کہ آئمہ اربعہ کی ساری باتیں ایسی ہی اسانید متصلہ سے اصحاب تک پہنچتی ہیں سو غلط ہے اور کیونکر غلط نہ ہو جس حالت میں کہ بہتیری باتیں آئمہ اربعہ وغیرھم کی اس قسم (قسم اول) سے ہیں جن کی اسناد اصحاب تک نہیں پہنچتی کوئی تابعین تک رہتے ہیں کوئی تبع تابعین تک کوئی مرسل ہے کوئی مقطوع کوئی منقطع ہے کوئی معضل چنانچہ ماہرین علم اسانید اور ناظرین کتب حدیث پر مخفی نہیں خصوصاً حال مرویات امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا تو ادنی طالب علموں پر جن کو موطا امام مالک اور مسند خوارزمی میں نظر ہے پوشیدہ نہیں اور بہتیری باتیں آئمہ اربعہ وغیرھم کی اس قسم کی (قسم دوم) ہیں جن کی سند بجز قیاس کے اور کچھ نہیں ہے۔ آئمہ نے بسبب میسر نہ آنے حدیث کے ان باتوں کو اپنے قیاس سے فرمایا ہے اور ان کے بعد احادیث صحیحہ مخالف ان قیاسی باتوں کے محدثین کے نزدیک ثابت ہوئی ہیں اور اس قسم کی باتیں سب اماموں سے بڑھ کر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں پائی جاتی ہیں یہ اس لئے کہ ان کے وقت میں علم حدیث کا متفرق شہروں اور سرحدوں اور دیہات میں زبانی زبانی چرچا تھا نہ اس وقت لوگوں نے ان متفرق مواضع کا سفر کر کے حدیثیں حاصل کیں اور نہ کوئی کتاب جامع جو سب کو گھر بیٹھے مل جاتی کسی نے تصنیف فرمائی اس لئے آپ کو بہت حدیثیں نہیں پہنچیں پس آپ نے لاچاری کو بہت مسائل میں قیاس دوڑایا بخلاف اور اماموں کے کہ ان کے وقت میں احادیث کی تدوین و تصنیف ہوگئی اور لوگوں نے سفر کر کے حدیثیں جمع کر دیں لہذا ان اماموں کو بہ نسبت ابوحنیفہؒ کے بہت حدیثیں پہنچیں اور ان کے مذہب میں نسبت مذہب ابوحنیفہؒ کے قیاس کم پایا گیا اور اس بات میں امام ابوحنیفہؒ کا کچھ کسر شان نہیں اور نہ وہ کسی کے محل وطعن وکلام میں ہیں کیونکہ وہ معذور تھے اور بوقت نہ ملنے نص صریح کے قیاس کے مامور تھے البتہ ان کے بعض مقلد متعصب جن کو صحیح حدیثیں بخاری و مسلم کی مخالف اقوال قیاسی ان کے امام کے سنائی جاتی ہیں تو یہ اقوال امام کے نہیں چھوڑتے اور حدیث صحیح کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں:

مارا بحدیث چہ کار، قول امام بیار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بے شک محل طعن ولعن ہیں ہیں اور جس قدر لے دے ان پر کوئی کرے یہ اس کے لائق ہیں اور انہیں کے حق میں زبان طعن و تشنیع اہل حق کی جاری ہے ورنہ مجتہدوں کو کون برا کہتا ہے اور ان کے مسائل حقہ پر جن کی اسناد متصل آنحضرتﷺ اور ان کے اصحاب تک پہنچتی ہے کون طعن کرتا ہے۔

شعرانی کا قول کہ امام ابوحنیفہ کو بہت حدیثیں نہیں پہنچیں

یہ ہم نے امام شعرانیؒ کے کلام کا خلاصہ ترجمہ لکھ دیا ہے اور ان کی کتاب سے بیان قسم ثانی اقوال آئمہ کا اور حال نہ پہنچنے بہتیری روایتوں کا امام ابوحنیفہؒ کو اور حال کثرت قیاس کا ان کے مذہب میں اور بیان ان کے معذور ہونے کا اور ان کے بعض اتباع متعصبین کے لائق طعن و ملامت ہونے کا نقل کر دیا ہے پس جس کو اس بیان کی صحت میں کچھ کلام ہو یا اس میں بے ادبی اور سوء ظنی یا خلاف گوئی کا گمان ہو تو وہ امام شعرانی کے حق میں جو کہنا ہے سو کہے اور ان کی کتاب کا رد لکھے مجھ ناقل اور مترجم کو معاف رکھے اور اگر میری نقل کی صحت اور مطابقت میں کچھ تردد ہو تو امام شعرانی کا کلام متضمن اس بیان کا میزان کبری میں دیکھ لے صفحہ۲۷، اور۳۷ میں اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:

و اعتقا د نا و اعتقا د کل منصفٍ فی ا لا ما م ابی حنیفه انّه لو عاش حتی دوِّنت ا حا دیث الشریعة بعد ر حیل الحفا ظ فی جمعها من البلا د والثغور و ظفر بها لا خذ بها و تر ك كل قیاسٍ کا ن قا سه و کا ن القیاس قلّ فی مذ هبه کما قلّ فی مذهب غیره بالنسبة الیه لکن لمّا کا نت ادلّة الشر یعة متفرّقة فی عصره مع التا بعین وتا بع التا بعین فی المدا ئن و القعری و الثغور کثر القیاس فی مذ هبه بالنسبة الی غیره من ا لآ ئمة لعدم و جود النص فی تلك المسا ئل التی قا س فیهابخلاف غیره من ا لآ ئمة فا ن الحفا ظ کا نوا قد ر حلوا فی طلب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاحادیث و جمعها فی عصرهم من المدا ئن و القری و دوّنوها فجا وبت ا حا دیث الشر یعة بعضها اله بعضٍ فهذا کا ن سبب کثرة القیاس فی مذ هبه و قلّته فی مذا هبِ غیره و یحتمل انّ الذی ا ضاف الی ا لا ما م ابی حنیفه انه یقدّم القیا س علی النص ظفر بز لك فی کلا م مقلدیه الذین یلز مو ن العمل بما و جدوه عن اما مهم من القیاس و یتر کو ن الحد یث الذی صح بعد مو ت ا لا ما م فا لاما م معذور و اتبا عه غیر معذو رین و قو لهم انّ اما منا لم یأخذ بهذا الحد یث لا ینتهض حجة لِاحتما ل انه لم یظفر به او ظفر به و لن لم یصح عنده و قد تقدم قو ل ا لآ ئمة کلّهم اذا صحّ الحد یث فهو مذ هبنا و لیس لاحد معه قیاس و لا حجة ا لا طا عة الله و رسوله بالتسلیم له

۔ انتهی ما قا ل اشعرا نی نا قلاً عن بعض ا لآ ئمة ۔

اور صفحہ ۴۰ میں اس کے فرماتے ہیں

و اعتقا د نا فی جمیع آ ئمة المجتهد ین انهم کا نوا لا یثبتو ن لهم قو لاً فی الشر یعة الّا عند فقدِهم النصفی ذ لك عن الشا رح فلو انّ ا لاما م ابا حنیفه ظفر بحد یث من مسّ فر جه فلیتوضأ لقا ل به ا یضاً و حمله علی اهل العا فیة من الوسواس مثلاً او الی ا لا کا بر من العلماء و الصا لحین و نزّل الحد یثین علی مر تبتی المیزا ن

اور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں:

فا ن قلت فما ا صنع با لا حا دیث التی صحّت بعد مو ت امامی و لم یأخذ به فا لجوا ب الذی ینبغی لك ان تعمل بها فانّ امامك لو ظفر بها و صحّت عنده لر بما امر ك بها فانّ ا لآئمة کلهم اسری فی ید الشریعة

اور صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ما علیه بعض المقلدین حتی انه قال لو وجدت حدیثاً فی البخاری و مسلم لم یأخذ به امامی لا اعمل به ذلك جهل منه بالشریعة و اول من یتبرّء منه امامه و کان من الواجب علیه حمل امامه علی انه لم یظفر بذلك الحدیث او لم یصحّ عنده انتهی مختصراً و قد مرّ بتمامه سابقاً۔

تمام ہوا جواب رسالہ مخاطب کا فالحمد لله علی ذلك حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه کما یحب و یرضی۔

اب ہم اپنے اس رسالہ کو ایک خاتمہ پر ختم کرتے ہیں۔

خاتمة الرساله

اولاً راقم کا یہ ارادہ تھا کہ رسالہ مخاطب کے جواب میں اختصار اور اجمال اختیار کریں اور اسکی اکثر باتوں کے جواب میں معیار الحق کے جوابوں پر اکتفا کریں اور جن کتابوں کے حوالے سے فتوی علماء دہلی میں عدم ثبوت تقلید معین کا دعوی کیا ہے ان کی عبارتوں کے پتہ ونشان معیار الحق میں بتلا دیں اور اس میں نہیں ان کو بضمن خاتمہ کے بعینہا نقل کر دیں اصل تمام عبارتیں کتب مذکورۃ الفتوی کی نقل کرنے کی تکلیف نہ اٹھاویں چنانچہ ابتدائے رسالہ میں اس ارادہ کو ظاہر بھی کر چکے ہیں لیکن بعد تحریر جوابات چند اقوال مخاطب کے قلم راقم میں ضبط نہ رہا اور یہ فرط حمیت حق سے بے بس ہو گیا اور تنگی میدان اختصار سے لاچار ہو کر عرصہ وسیع بسط و تفصیل میں تیز گام ہو چکا پس مخاطب کے ہر ہر قول کے جواب میں طومار لکھتا گیا اور اصل عبارات مذکورۃ الفتوی اوران کے سوائے اور بیسیوں روایات سلف وخلف متضمنہ نفی تقلید معین کو بوجہ بسط رقم زد کرتا گیا۔ پس اب اور روایات کے نقل کرنے کی خاتمہ میں کچھ حاجت نہیں رہی اور نفی و جوب تقلید معین بہت نقول اور دلائل سے واضح ہوگئی۔ سو جس دل میں توحید واتباع سنت کا نور ہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا اور جو کور باطن ختم الله علی قلوبھم و علی سمعھم کا مصداق ہے وہ اس کی دہ چند تفصیل و بیان سے بھی راہ حق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ پاوے گا:

و من کا ن فی ھذہ اعمی فھو فی ا لآ خرۃ اعمی و ا ضلّ سبیلاً ۔ (فیه اقتباس با لآ یة و المراد باسم ا لا شارہ ھھنا ھذہ الرسا لة و با لآ خرۃ روا یا ت ا خر مبسو طة فی مطا وی الکتب الکبار و قد اقتبس بھذہ ا لآ یة علی نحو ما فعلنا الامام سیو طی فی تتمته لتیمم تفسیر ا لجلا ل المحلی)

اللہ تعالیٰ سب مومنوں کے دلوں کو نور توحید و اثبات سنت سے روشن کرے اور ظلمت تقلید تعصّبانہ سے پناہ میں رکھے آ مین ثم آ مین ۔

ا ختتم الکتا ب بعو ن الملك الو ھاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر اول اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۴۔ اگست ۱۸۷۷ء

ایک کارسپانڈنٹ ہم کو خبر دیتے ہیں کہ بارہویں ماہ حال (جولائی ۱۸۷۷ء) کو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری روپڑ ضلع انبالہ سے واپسی کے وقت ایک شب کے لئے لودہانہ میں ٹھہرے۔ وہاں مولوی عبدالعزیز صاحب وغیرہ نے چاہا کہ ایک مجمع میں مولوی صاحب موصوف کو بلائیں اور شوروغل مچا کر کاٹھ گڈھ کے الزام کو دور کریں۔ اسی نیت سے انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب ممدوح کو ایک رقعہ لکھا جس میں مسائل عشرہ مندرجہ اشتہار کے جواب میں تقریری مباحثہ کی درخواست کی تھی۔

مولوی محمد حسین صاحب نے بھی اس کے جواب میں ایک رقعہ لکھا جس میں مولوی عبدالعزیز وغیرہ مولوی صاحبان کو پابندی قوانین وکارروائی کاٹھ گڈھ کی یاد دلائی۔

اس کے جواب میں مولوی عبدالعزیز وغیرہ مولوی صاحبان نے دوسرا رقعہ لکھا جس میں مولوی محمد حسین صاحب کی بات کا جواب نہ تھا۔

مولوی محمد حسین صاحب نے پھر اس کا جواب لکھا، لیکن ادھر سے پھر کچھ جواب نہ آیا۔

چنانچہ ان چاروں رقعوں کی نقل مطابق اصل ارسال خدمت کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کو معہ ان رقعوں کے اپنے اخبار کے ضمیمہ میں جگہ دیں گے۔

زیادہ تسلیم۔

راقم: ثالث بالخیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحمدہ و نصلی ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری سلمہ حال وارد لدھیانہ

آپ کے اشتہار مشتہرہ اخبار سفیر ہندوستان مطبوعہ ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء ہمارے ملاحظہ میں گذرے۔ چونکہ ان کے جوابات حسب درخواست آپ کے ہم پر لازم ہیں اور آپ نے اس میں تحریراً و تقریراً درخواست کی ہے سو اب آپ اتفاقیہ یہاں وارد ہیں، تو بہتر ہے ایک مجلس میں حسب شرائط مجوزہ مباحثہ مقام کاٹھ گڈھ ضلع ہوشیار پور ہم کو منظور ہیں۔ ان شرائط کی پابندی سے ہم ذرا قدم پس و پیش نہ کریں گے۔

اب آپ براہ مہربانی تحریر فرماویں کہ آپ اپنے سوالوں کا جواب تقریراً کس وقت سننا چاہتے ہیں۔ زیادہ والسلام۔ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء۔

الراقم: خادم الطلباء: محمد۔

العبد۔ خادم العلماء اسماعیل۔

الراقم عبدالعزیز، بقلم عبداللطیف

جواب اس کا مولوی محمد حسین صاحب کی طرف سے

مولوی صاحبان والا شان مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد صاحب

بجواب رقعہ سامی مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء اولاً یہ التماس ہے کہ میں نے اپنے اشتہار میں کہیں نہیں لکھا کہ تقریراً کوئی جواب پیش کرے، بلکہ تحریری جواب کا اس میں مطالبہ ہے۔ دیکھو ضمیمہ اس اشتہار کا جو ۸ جون کو چھپا ہے جس میں چند لکھنے لکھانے پر تصریح ہے۔ لہذا آپ کو لازم ہے کہ آپ جواب اس کا کسی مشہور اخبار میں چھپوا دیں یا بطور مستقل اس کو چھپوا کر شائع کریں۔

قطع نظر اس سے شروط مجوزہ کاٹھ گڈھ میں سے شرط دوم کا ذمہ دار یہاں کون ہوگا اور مکان مناظرہ کون سا تجویز کیا ہے۔ آپ اسکی تعیین فرما دیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر کوئی ثالث ذمہ دار ہو اور اقرار نامہ ذمہ داری فساد بتسلیم دوسو روپیہ جرمانہ کے لکھ دے اور مکان بھی کسی ثالث کا تجویز ہو، تو ہم کو عذر نہیں ہے۔

ثانیاً آپ مناظرہ کا ٹھ گڈھ میں جن مسائل کی جواب دہی سے بالکل انکاری تھے اور کہتے تھے کہ جب تک کسی مسئلہ میں علماء حرمین کی منصفی منظور نہ ہو ہم گفتگو نہیں کریں گے۔ اب جو آپ درخواست گفتگو کرتے ہیں، کیا اس اصرار سے انکار و رجوع کیا ہے، یا اب بھی وہی بات پیش کریں گے۔

اگر اس سے رجوع ہے تو صاف لکھیں کہ ہم علماء حرمین کی منصفی کی خصوصیت میں خطا پر تھے، اب اس کا ذکر نہ لاویں گے۔ اور اگر اب بھی وہی بات پیش کرنی ہے، تو یہ گفتگو عبث ہے، پہلے وہی گفتگو طے ہونی چاہیے۔

ثالثاً آپ کا اقرار تھا کہ اگر آئندہ گفتگو ہوگی تو کا ٹھ گڈھ میں ہوگی اب یہاں کیوں تجویز کی ہے اور اس اقرار سے کیوں انحراف فرما رہے ہیں۔

جواب ان تینوں باتوں کا جلد لکھیں۔

الراقم محمد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف مولوی محمد حسین صاحب

بجواب آپ کے عنایت نامہ کے مختصراً لکھا جاتا ہے کہ مکان شیخ احمد جان سوداگر چوڑی بازاں برائے مباحثہ تقریری کے ہم نے تجویز کیا ہے۔ جس قدر تعداد زر نقد کا اقرار نامہ چاہیے، اسی شیخ احمد جان صاحب لکھا لیں۔

غرض کہ ہم ہر طرح سے تقریری مباحثہ کو حاضر ہیں۔ آپ ضرور بالضرور وقت تحریر فرماویں تامل نہ کریں۔ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء۔

الراقم خادم الطلبا۔ محمد۔

الراقم عبدالعزیز۔

الراقم اسماعیل۔ بقلم عبداللطیف۔

مرقومہ یکم رجب ۱۲۹۴ھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد حسین بٹالوی کا جواب

مولوی صاحبان محمد اسماعیل و محمد عبدالعزیز و محمد صاحب

آپ نے میری ایک بات کا جواب لکھا، دو باتوں اخیر کا جواب نہیں لکھا۔ اور بڑی بات جواب طلب وہی ہے جو دوسری ہے۔ اب اس کا جواب لکھیں۔

اور مکان شیخ احمد جان ہم کو منظور نہیں ہے، یہ شخص ثالث نہیں ہے، آپ کا طرف دار ہے۔ پہلی دفعہ جو یہ رقعہ لے کر آیا تھا تو زبانی سخت سست الفاظ مجلس عام میں ہم کو کہہ گیا ہے۔ یہ گھر میں کیا ڈھیل کرے گا۔

محمد حسین۔ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء

مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء

(جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔

من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں) میں نے اشتہار مطبوعہ ۲۶ مئی میں دس سوال علماء حنفیہ پنجاب و ہندوستان کی خدمت میں پیش کر کے درخواست کی تھی کہ ان کے جواب میں آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ معنی مقصود پر قطعاً دلالت کرے پیش کریں۔ اس کے جواب میں مجھے ایک تحریر ملی ہے جس میں پانچ مسئلوں کے جوابات ہیں لیکن کسی جواب میں کوئی آیت قطعی الدلالۃ مذکور نہیں نہ حدیث صحیح۔ لہذا میں ان جوابات کا خلاصہ نقل کر کے ان کے جوابات تحریر کرتا ہوں۔ بدون اس کے کہ میں کسی کو مخاطب کروں یا اس تحریر کے لغو یا غیر مہذبانہ عامیانہ باتوں کا جواب دوں اس کی ایک تو یہ وجہ ہے کہ لغو وخلاف باتوں کا جواب دینا اسی کا کام ہے جو ویسا بن جاوے۔

وجہ دوم یہ کہ محرر اس تحریر نے خود اپنے تئیں چھپایا ہے اور اپنی تحریر کو ایک لڑکے کے نام سے جو ہنوز مکتب میں اردو، فارسی کے ابتدائی رسالہ پڑھتا ہے چھپوایا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔غرض اس کی اس پردہ کرنے میں ایک تو یہ ہے کہ جو باتیں عامیانہ خلاف از شان علماء یا غیر مہذبانہ بعید از عادت شرفا اس میں درج ہیں وہ اس لڑکے کے ذمہ لگیں، محرر صاحب اس سے بری سمجھے جاویں۔

غرض دوم یہ کہ وہ لڑکا ملازمان پولیس کا بیٹا بھتیجہ ہے۔ پس بلحاظ ملازمت اس کے متعلقان کے کوئی جواب میں قلم نہ اٹھائیگا اور عیب وصواب اس تحریر کا شہرہ عام نہ ہوگا۔

پس بلحاظ ان دو وجہ کے میں کسی کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان غیر مہذب باتوں کا جواب لکھتا ہوں۔ کائناً ما کان و عمن کان۔

پس واضح ہو کہ اول سوال میرا یہ تھا کہ آنخضرتﷺ کا رفع یدین نہ کرنا کسی حدیث سے ثابت کیا جائے۔اس کے جواب میں یہ قصہ پیش کیا ہے:

اجتمع ابو حنیفه والاوزاعی بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفه ما بالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الرکوع و عند الرفع منه فقال ابو حنیفه انه لم یصح من رسول اللهﷺ فی ذلك شئی فقال کیف لم یصح و حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول اللهﷺ ان کانه یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة و عند الرکوع فقال له ابو حنیفه حدثنا حماد و عن ابراهیم عن علقمه و الاسود عن عبد الله بن مسعود انرسول اللهﷺ کان لا یرفع یدیه الّا عند افتتاح الصلوة ثم لا یعود من ذلك فقال الاوزاعی احدثك عن الزهری عن سالم عن ابیه عن النبیﷺ و تقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفه کان حماد افقه من الزهری و کان ابراهیم افقه من سالم و علقمه لیس بدون ابن عمر فی الفقه وان کانت لابن عمر صحبة وللاسود فضل کثیر و عبد الله عبد الله له فضل کثیر فی الفقه و حق الصحبة من صغره عند النبیﷺ علی عبد الله بن عمر فسکت الاوزاعی۔ انتهی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا اس کو خوارزمیؒ نے اپنی مسند میں اور ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں اور مولوی احمد علی سہارن پوری نے حاشیہ بخاری میں۔

جواب، اس قصہ کے دو ہیں:

اول یہ کہ یہ قصہ ضعیف بلکہ جعلی و وضعی ہے اور جو حدیث عدم رفع کی اس میں مذکور ہے وہ بھی اس شخص کی خانہ ساز ہے جس نے یہ قصہ گھڑ لیا ہے۔

جواب دوم یہ کہ اگر بطور فرض محال اس قصہ کو تسلیم بھی کیا جاوے تو بھی وہ حدیث جو اس قصہ میں محمل تمسک و مدار استدلال ہے ضعیف ہے اور اس کے راوی محل کلام ہیں۔

تفصیل جواب اول یہ ہے کہ ضعیف اور وضعی ہونا اس قصہ کا بین دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔

دلیل اول جو اس کے ضعف کی مثبت ہے یہ ہے کہ در اصل یہ قصہ مسند خوارزمی میں ابن عیینہؒ سے مذکور ہے اسی سے فتح القدیر میں لائے ہیں اور اسی سے حواشی بخاری میں۔ اور حدیث بلا اسناد جس کی مبدء سند میں سقوط و انقطاع ہو معلق کہلاتی ہے اور وہ ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہے چنانچہ شرح نخبۃ الفکر کے صفحہ ۳۶ میں ہے:

ثم المر دود اما ان یکون لسقطٍ او طعنٍ فا لسقط اما ان یکون من مبادی السند او من آخرہ فا لاول معلق وانما ذکر المعلق فی قسم المردود للجھل بحال الراوی المحذوف۔انتھی مختصراً۔

اور کبھی معلق مقبول بھی ہو جاتی ہے جب دوسرے طریق سے اس کی سند متصل ہو جائے جیسا بخاریؒ و مسلمؒ کے تعلیقات ہیں۔ ان میں بھی ابن الصلاحؒ وغیرہ نے یہ کلام کی ہے کہ جو تعلیق ان میں بصیغہ جزم نہیں ہے وہ نہیں ہے۔ چنانچہ شرح نخبہ صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے:

ان وقع ھذا التعلیق والحذف فی کتاب الزمت صحتہ کالبخاری و مسلم فما اتی فیہ بصیغۃ الجز م کقا ل فلا ن و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روی فلا ن دلّ علی انه ثبت اسناده و ما اتی بغیر الجزم ففیه مقا ل

اور بہت ظا ہر ہے کہ مسند خوار زمی اس قسم کی کتاب نہیں جس میں صحت کا التزام ہو اور غیر صحیح اس میں پایا نہ جاوے بلکہ وہ طبقہ رابعہ سے ہے جس میں ضعاف تو کیا موضوعات بھی مندرج ہیں۔ چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۴۰ میں کتب طبقہ رابعہ کا ذکر کر کے کہا ہے:

و کاد مسند الخوا رز می ان یکون من هذه الطبقة، و اصلح هذه الطبقة ما کا ن ضعیفاً محتملاً و أسوؤ ها ما کا ن موضوعاً او مقلو باً شید ید النکارة، و هذه الطبقة مادة کتاب المو ضوعات لا بن الجوزی ۔

جس کو ہماری اس دلیل میں کلام ہو وہ یہ ثابت کرے کہ مسند خوار زمی ایسی کتاب ہے جس میں صحت کا التزام ہے اور اس کی تعلیق بھی مثل تعلیقات صحیحین کے صحیح گنے جاتے ہیں۔ یہ نہ ہو سکے تو اس قصہ کی سند نقل کرے ولیکن ساتھ اس کے تصحیح بھی آئمہ حدیث سے جن پر تصحیح کے باب میں اعتماد ہے، معرض نقل میں لاوے۔ مجرد وجود سند اور اس کے رجال کی توثیق اور اس کے تصحیح جو آج کل کے لوگوں کے خیال میں آوے کافی نہ ہوگی۔ چنانچہ امام ابن الصلاحؒ جو ۶۴۳ھ میں گزر چکے ہیں (کما نص علیه الذی فی الطبقا ت) اپنی کتاب علوم الحدیث جو مقدمہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہے صفحہ ۷۔۱۰ میں فرماتے ہیں:

اذا و جد نا فیما یر وی ن اجزا ء الحد یث و غیر ها حد یثاً صحیح ا لاسناد و لم نجده فی ا حد الصحیحین ولا منصوصاً علی صحته شئی من مصنفا ت آ ئمة الحد یث المعتمده المشهورة فا نا لا نتجا سر علی جز م الحکم بصحته فقد تعذر فی هذه ا لاعصا ر ا لاستقلا ل با درا ك الصحیح بمجرد اعتبار الا سا نید لا نه من اسناد فی ذلك ا لا و تجد فی رجاله من اعتمد علی روا یته علی ما فی کتا به عیراً عما یشتر ط فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحیح فآ ل ا لا مر اذن فی معرفة الصحیح و الحسن الی الاعتماد علی ما نصّ علیه آ ئمة الحد یث فی تصا نیفهم التی یو من فیها لشهر تها من التغیر و التحر یف وصار معظم المقصو د بما یتدا ول من ا لا سا نید خا ر جاً عن ذ لك ابقاء سلسلة الا سناد التی خصت بها هذه الامة زاده الله شر فاً ۔ (الی ان قال) ۔ ثم ان الز یادة فی الصحیح علی ما فی الکتا بین یتلفها طا لبها ما اشتمل علیه ا حد المصنفات المعتمدة المشهورة لائمة الحد یث کا بی دا أود السجستا نی و ابی عیسی التر مذی و ابی عبد الر حمن النسا ئی و ابی بکر بن خز یمه و ابی الحسن الدار قطنی و غیر هم منصو صاً علی صحته فیها لا یکفی مجر د کو نه مو جوداً فی کتا ب ابی دا ؤد و کتا ب التر مذی و کتا بالنسا ئی و سا ئر من جمع فی کتابین الصحیح و غیره ۔ الخ

اور امام نووی ؒ نے کہا کہ صحیحین کے سوائے اور کتابوں کی حدیث بدون نظر و تحقیق شروط صحت کے لائق عمل نہیں ہے چنانچہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا:

ا نما یفترق الصحیحا ن و غیر هما من الکتب فی کو ن ما فیهما صحیحاً لا یحتا ج الی النظر فیه بل بحیث العمل بهمطلقاً و ما کا ن فی غیر هما لا یعمل به حتی ینظر و یو جد فیه شرو ط الصحة ۔

ایسا ہی قاضی محمد بن علی الشوکانی الیمانی ؒ نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے۔

دلیل دوم ۔ جس سے اس قصہ کا وضعی وجعلی ہونا ثابت ہو یہ ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہ ؒ سے یہ بات منقول ہے کہ لم یصح عن رسو ل الله ﷺ فی رفع الیدین شیء ۔ یعنی آنحضرت ﷺ سے رفع یدین کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی، اور یہ بات سراسر کذب ہے یا جہالت کی بات ہے۔ اس لئے کہ حدیث رفع یدین کے صحت وثبوت میں آج تک کسی کو علماء مسلمین سے کلام نہیں ہے ۔ اور ادنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب علم جن کے کان میں حدیث کی صدا پہنچتی ہو گی اس سے بے خبر نہیں ہے۔ صد ہا احادیث اس باب میں مروی ہیں اور بقول عراقی شرح تقریب میں پچاس صحابی و باعتراف عینی حنفیؒ شرح بخاری میں کئی اوپر تیس صحابی نے اس رفع یدین کو آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے اور کثرت رواۃ سے یہ حدیث رفع یدین حد تواتر معنوی کو پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس کو منجملہ اخبار متواترہ کے شمار کیا ہے اور اپنے رسالہ الازھار المتناثرہ فی اخبار المتواترہ میں اس کو درج فرمایا ہے۔ عراقیؒ نے تقریب میں عشرہ مبشرہ کو اس کا راوی ٹھہرایا ہے اور امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ ایسی کوئی حدیث نہیں جس کو عشرہ مبشرہ نے باتفاق روایت کیا ہو بجز حدیث رفع یدین کے۔ اسی واسطے امام علی ابن مدینیؒ نے جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کا استاد ہے فرمایا ہے کہ حدیث رفع یدین تمام خلقت پر حجت ہے اور جو کوئی اس کو سنے اس کو لازم ہے کہ رفع یدین کرے۔ چنانچہ تخریج مسند رافعی میں لکھا ہے کہ:

قال ابن المدینی فی حدیث الزھری عن سالم عن ابیه ھذا الحدیث عندی حجة علی الخلق فکل من سمعه فعلیه ان یعمل به لانه لیس فی اسناده شئی

پس ایسی حدیث متواتر یا مشہور کو بجز کاذب یا جاہل کے کون غیر صحیح کہہ سکتا ہے اور چونکہ جناب امام ابوحنیفہؒ ہمارے اور تمام منصفوں کے اعتقاد میں تہمت کذب سے بری ہیں اور علم حدیث سے ایسے بے خبر نہیں ہیں جن پر ایسی خبر مشہور مخفی رہے اسلئے ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ بات جو ان کے نام لگائی ہے محض کذب ہے اور یہ قصہ جو اس میں یہ کتاب درج ہے سراسر بناوٹی ہے۔

اور ایک اور وجہ اس بات کے کذب ہونے کی یہ ہے کہ حنفیہ حدیث رفع یدین کو منسوخ کہتے ہیں اور اسی کو مذہب امام بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دعوی منسوخ ہونے ایک شئے کا فرع مان لینے اسے بلکہ ثبوت اور وجود کے ہے اس لئے کہ اگر اس کے وجود کو نہ مانیں تو مورد نسخ کس چیز کو کہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس حالت میں حنفیہ اور ان کے امام حدیث رفع یدین کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں تو انہوں نے ہرگز نہ کہا ہوگا کہ رفع یدین میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ پس خود الفاظ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معانی اس بات سے ثابت ہوا کہ یہ بات وضعی ہے اور کتب اصول حدیث میں ثابت ہے کہ کبھی موضوع ہونا حدیث کا اس کے الفاظ اور مضامین سے بھی ثابت ہو جاتا ہے گو اس کے واضع کا علم نہ ہو اور اس کے وضع کرنے کا اقرار پایا نہ جاوے۔ کتاب علوم الحدیث ابن الصلاح صفحہ ۷۸ میں ہے:

و انما یعرف کو ن الحد یث مو ضوعاً باقرار وا ضعه او ما ینز ل منز لة اقراره فقد یفهمو ن الو ضع بقرینة حا ل الراوی و المروی و قد و ضعت ا حا دیث طو یلة یشهد بو ضعها رکاکة الفا ظها و معا نیها ۔

اور حاشیہ شرح نخبہ صفحہ ۴۵ میں ہے:

ر بما یجتمع ر کة اللفظ و المعنی و ذلك ابلغ بل رکا کة المعنی کا فیة فی الد لا لة علی الو ضع ۔

اور جواہر الاصول میں ہے:

المو ضوع هو اردی اقسا م الحد یث و یعرف باقرار وا ضعه او معنی اقراره علی ما قا لوا او قرینة فی الراوی و المر وی کرکا کة اللفظ و المعنی او کلیها فی ای معنی کا ن

ملا علی قاری حنفیؒ نے جب اس بات کو کذب سمجھا اور شان امام سے بعید پایا تو اس کی یہ تاویل کہ مراد اس سے یہ ہے کہ حدیث رفع یدین معنی کی راہ سے صحیح نہیں اسلئے کہ اس کے معارضے اور مقابلے میں حدیث عدم رفع بھی پائی جاتی ہے چنانچہ شرح موطا و شرح مشکوۃ میں لکھتا ہے:

ای لم یصح معنی اذ هو معار ض و الا فاسنادی صحیح ۔

ولیکن یہ تاویل باطل ہے اور نہایت بعید۔ کسی نے حدیث صحیح کو بسبب تعارض کے معنی کی راہ سے غیر صحیح نہیں کہا ایسا تعارض تو بعض آیات قرآن میں بھی پایا جاتا ہے اور صدہا حدیث میں بھی موجود ہے۔ علماء ان آیات و احادیث کو باوجود تعارض کے صحیح و مقبول جانتے ہیں۔ چنانچہ شرح نخبہ میں لکھا ہے:

ثم المقبو ل ینقسم الی معمو ل به و الی غیر معمو ل به لا نه ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلم من المعارضة فهو المحكم و ان عو رض فان امکن الجمع فهو النوع المسمی بمختلف الحد یث ۔

اور برخلاف اس کے کسی سے پایا نہیں گیا کہ اس نے تعارض کے سبب کسی حدیث کو غیر صحیح کہد یا ہو۔ پس ایسی تا ویل بعید جس کو نہ لفظ سے مناسب ہے نہ کسی محاورہ سے موافقت کیونکہ تسلیم کی جا وے۔ پس ثا بت ہوا کہ یہ بات سرا سر کذب ہے اوراس کے سبب سے وہ قصہ وضعی بنتا ہے۔

دلیل سوم جس سے اس قصہ کا وضعی یا مہمل ہونا ثا بت ہو، یہ ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ سے یہ بات نقل کی ہے:

کان حماد افقه من الز هری و کا ن ابراهیم افقه من سا لم . الخ

یہ بات بھی کسی وجہ سے صحیح نہیں ہوسکتی۔ بعض وجوہ سے تو کذب معلوم ہوتی ہے اور بعض وجوہ سے مہمل ولغو اور چونکہ امام ابوحنیفہؒ کذب اور لغو دونوں سے مبرا ہیں، اس لئے نسبت کرنا اس کا طرف امام ابوحنیفہؒ کے کذب متصور ہوگا اور اس قصہ کو جعلی و وضعی خیال کیا جائے گا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس کلام کے تین معنی محمل ہیں۔ اول یہ کہ اس کو دعوی لم یصح فی ذلك شئی کی تا ئید ٹھہرا ویں اور مشعر عدم صحت حدیث حضرت ابن عمرؓ جو امام اوزاعیؒ نے پیش کی تھی بنا ویں اور تقریر اس کی یوں کریں کہ حدیث حضرت ابن عمرؓ رفع یدین میں صحیح نہیں اس لئے کہ اس کے راوی بہ نسبت رواۃ عدم رفع کے فقہ یعنی اجتہاد میں کم ہیں اور حدیث راوی قلیل الفقہ کے صحیح نہیں ہوتی ۔سو اس محمل کی نظر سے یہ کلام سرا سر کذب و باطل ہے اور مخالف جملہ علماء سلف وخلف کے جن میں خود جناب امام ابوحنیفہؒ بھی داخل ہیں کسی نے ان میں سے مطلق فقہ راوی کو شرط صحت نہیں ٹھہرایا ہے چہ جائے کہ زیادت فقہ۔ توضیح میں بصفحہ ۲۴۷ شروط راوی فقط چار چیزیں ٹھہرائی ہیں۔ عقل وضبط وعدالت واسلام۔ حیث قال

فصل فی شرو ط الراوی و هی ار بعة العقل و الضبط و العدالت و الاسلا م ۔

ایسا ہی رسالہ اصول طیبی میں ہے، حیث قال:

و فیه فصلا ن الاو ل فی العدا لة و الضبط فا لعد ل ان یکو ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الراوی با لغاً مسلماً و عا قلاً سلیماً ...(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر۲۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء

(یہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹، و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء ہے۔ یہاں پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے، منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

من اسبا ب الفسق و خوارم المردة و الضبط ان یکو ن متیقظاً حا فظا غیر .. مفقل؟ و لا ساه و لاشا ك فی حا لتی التحمل و الا داء فا ن حد یث عن .. حفظه ینبغی ان یکو ن حا فظاً و ان حد ث عن کتا به ینبغی .. ان یکو ن ضا بطاً له و ان حد ث بالمعنی ینبغی .. ان یکو ن عا ر فاً بما ... بالمعنی ۔

ایسا ہی مقدمہ ابن صلا ح و شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث میں مرقوم ہے۔تو دیکھو ان شروط راوی میں فقہ ..(نہیں) یعنی اسکا مجتہد ہونا کہاں شمار کیا گیا ہے۔اور جو توضیح میں ضبط کے معنی میں لکھا ہے

اما الضبط فهو سماع الکلا م کما ... ثم فهم معناه ،

اس کا محمل وہ شخص ہے جو حکایت بالمعنی کرے چنانچہ طیبیؒ کے کلام میں گذرا اور ایسا ہی ابن صلاحؒ نے کہا ہے۔اور اگر مراد اس کی یہ نہیں بلکہ عام روایت میں فہم معنی کو شرط ٹھہرایا ہے تو کلام اس کے غلط اور مخالف اجماع قرون اس پر ہونے کے ہے۔اسی واسطے تلویح میں اس معنی کر اس کلام کو رد کر دیا ہے چنانچہ کہا ہے:

اما الضبط لا یخفی ان الضبط بهذا المعنی لا نشتر ط فی .. قبو ل الروا یة لا نهم کا نوا یقبلو ن ا خبار ا لاعرا ب الذین لا یتصور منهم ا لا تصا ف بذ لك و شا ع و ضاع من غیر نکیر الا ان هذا یفید .. ما کا ن علی ما صرح به فی سا ئر کتب الاصو ل و الیه اشار فخربن .... بقو له و هو مذ هبنا فی الترجیح ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض حنفیان اصولیین نے یہ لکھا ہے کہ اگر حدیث راوی غیر فقیہ کی سب قیاسوں کے مخالف ہوتو وہ مقبول نہیں ہے ولیکن اس بات کو ... سے کچھ تعلق نہیں ....اس قسم سے نہیں ہے بااین ہمہ ان لوگوں کے قول کوانہیں کے محققین علماء نے رد کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ حدیث صحیح علی الاطلاق مقبول ہے اگر چہ راوی اس کا فقیہ نہ ہواور وہ سب قیاسوں کی مخالف ہواور اس بات کو مذہب ابوحنیفہؒ وآئمہ سلف کا بتلایا ہے اور اسکے خلاف کا بدعت ومستحدث نام رکھا ہے۔ کتاب تنقیح صفحہ ۲۲۵؟ میں دلیل اشتراط فقہ راوی حدیث مخالف قیاس میں یہ لکھی ہے:

ان النقل با لمعنى كا ن مستفيضاً فيهم فا ذا قصر فهم الراوى لم يؤمن ان يذ هب شيء من معا نيه فيد خله تشبه زائدة تخلل عنها القياس ۔

پس اس دلیل کوتلویح وفصول وغایۃ التحقیق میں مفصل رد کر دیا ہے۔ چنانچہ تلویح میں فرمایا ہے

و فى بحث اما اولاً فا ن الشبه فى القياس فى امر ستة حكم الاصل و تعليله فى الجمله و تعيين الو صف الذى به التعليل و و جود ذا لك الوصف فى الفر ع و نفى المعا ر ض فى الاصل و نفيه فى الفر ع ۔ و اما ثا نياً فلا ن الظا هر من حا ل عدو ل الصحا بة نقل الحد يث بلفظه و لهذا تجد فى كثير من الاحاديث شك الراوى و انما استفاض النقل بالمعنى عند العلماء لتقر ر لفظ الحد يث با لروا ية و التد وين ۔ واما ثا لثاً فلا نهنقل عن كبار الصحابة انهم تر كوا القياس بخبر الواحد الغير المعرو ف با لفقه وقد نقل ا حب الكشف ما يشير الى ان هذا الفر ق مستحدث انتهى

اورفصول میں فرمایا ہے:

فا ما عند ابى الحسن الكر خى و من تا بعه من اصحا بنا فليس فقه الراوى شر طاً لتقديم الخبر على القياس بل يقبل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر کل عد ل مطلقاً بشر ط ان لا یکو ن مخا لفاً للکتا ب السنة المشهورة لان تغییر الخبر من الراوی بعد ثبو ت عدالته و ضبطه امر مو هو م و الظا هر انه یر وی لما سمع و لو غیر لغیره علی و جه لا یتغیر المعنی ا هذا.. هو الظا هر من حا ل الرواة العدو ل خصوصاً من الصحا بة لمشا هد تهم احوا ل النصو ص و هم من اهل ا للسا ن۔

اور غایۃ التحقیق میں جو شیخ ابن الہمامؒ کے استاد شیخ عبدالعزیز مصنف کشف کی تصنیف ہے فرمایا ہے:

قا ل صدر السلام ابو الیسر و الیه ما ل اکثر العلماء لان التغیر من الراوی بعد ثبو ت عدا لته و ضبط امر مو هو م و الظا هر انه یر وی کما سمع و لو غیره لغیره علی و جه لا یتغیر المعنی هذا هو الظا هر من الصحا بة و رواة العدل لا ن الاخبار وردت بلسا نهم فعلمهم بلسا نهم یمنع عن غفلتهم عن المعنی و عد م تفهمهم ایاه بعدا لتهم و تقوا هم تر فع تهمة الزیادة و انقصا ن علیه قا ل فلان القیاس هو الذی یو جب وهنا فی روا یة و المو قو ف علی القیاس الصحیح بتعذر فیجب القبول کی لا یتوقف العمل با لا ختبار و استد ل غیره علی صحة هذا القول بان ؟ قبل حد یث حسن بن ما لك فی الجنین وقضی به و ان کا ن مخا لفاً لقیاس ان الجنین ان کان حیاً و جبت الد یة کا ملة و ان کا ن میتاً فلایجب شئی و لهذا قال کذ بنا با ن نقضی فیه بر أینا و فیه سنة رسول الله ﷺ و قیل ایضاً خبر الضحا ك فی تو ریث المر أة من دیة زو جها و کا ن القیاس عنده خلاف ذلك لا ن المیرا ث انما یثبت فیما کا ن فی ملك المو ر ث و الزو ج لا یملك الدیة قبل المو ت لا نها تجب بعدالموت و معلو م انهما لم یکو نا من فقهاء الصحا بة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و لم ینقل ھذا القو ل عن اصحا بنا بل المنقول عنھم ان خبر الوا حد مقدم علی القیاس و لم ینقل التفصیل ا لا ثری انھم عملوا بخر ابی ھریرہ فی الصا ئم اذا اکل او شر ب نا سیاً و ان کا ن مخا لفاً للقیاس حتی قا ل ابو حنیفہ لو لا الروا یۃ لقلت بالقیاس و قد ثبت عن ابی حنیفہ انہ قا ل ما جا ء عن اللہ تعا لی و عن رسو ل اللہ ﷺ فعلی الراس و العین و لم ینقل عن ا حد من السلف اشترا ط الفقہ فی الراوی فثبت انہ قو ل مستحد ث انتھی ۔

اور جب کہ ا جلہ حنفیہ کی نقل سے ثا بت ہو گیا کہ نز دیک سب آ ئمہ کے خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کے مطلق فقہ راوی کم ہوخواہ زیادہ شرط صحت وقبولیت مطلق حدیث نہ تھی؟ خواہ وہ حدیث قیاسوں کی مخالف ہوخواہ موافق نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ یہ کلام ان معنی کر کذب ہے اور امام ابوحنیفہؒ پر افترا ء ہے اسی وا سطے علا مہ محمد معین سندھیؒ نے جو اجلہ اہل سنت احناف سے ہیں، دراسات میں فرمایا ہے:

الرا بع کما دل العقل علی ان فقہ الراوی لا اثر لہ فی صحۃ الروا یۃ لا یسنمد قو ل ذلك الی ابی حنیفہ دل النقل من الثقات علی انہ مو ضوع مختلق علی السلف الصا لح و مستحد ث من للمتا خر ین ممن لا یعبا بہ بقو لہ علی و ضوح فسادہ شھد بذ لك .. فخر الاسلا م و الشیخ الا جل عبد العزیز صا حب ... و التحقیق ھو شیخ ا لا ما م ابن الھمام و صر ح بذ لك فی التحقیق فقا ل و لم ینقل عن ا حد من السلف اشتراط الفقہ فی الراوی فثبت انہ قو ل مستحد ث انتھی ۔

و اذا اجتمع العقل و النقل قویت الا مارا ت و صا رت د لیلاً قطعیاً علی کذ ب الحکا یۃ واختلا فھا

محمل دوسرا اس کلام کا یہ ہے کہ اس کو تا ئید دعوی لم یصح کی نہ ٹھہراویں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس دعوی کو بے دلیل سمجھیں اور اس کلام کو مشعر ترجیح حدیث عدم رفع کے اوپر حدیث رفع یدین کے قرار دیں چنانچہ ابن الہمام نے بعد ختم اس قصہ کے لکھا ہے:

فرجح الا ما بفقه الرواة کما رجح الاوزاعی بعلو الاسناد

گو حاصل اس کا بنا بر اس کے کہ ما بہ الترجیح یہاں فقہ راوی قرار دی گئی ہے اور ما بہ الترجیح میں اشتراک مفضل ومفضل علیہ کا ممکن نہیں ہے یہ ہوگا کہ راوی حدیث عدم رفع یدین فقیہہ ہیں نہ کہ راوی حدیث رفع یدین کے۔ اس لئے حدیث عدم رفع کو حدیث رفع یدین پر ترجیح ہے۔ سو ان معنی کر بھی یہ کلام سراسر کذب ہے اس لئے کہ فقیہہ ہونے میں راویوں حدیث کے رفع یدین کے کسی کو کلام نہیں ہے علماء ماہرین پر تو یہ بات مخفی نہیں تھی ولیکن بنظر اعلام متوسطین کے چند نقول معتبرین اس باب میں پیش کئے جاتے ہیں۔

پس واضح ہو کہ اول راوی اس حدیث کے ابن عمر ہیں سو ان کے حق میں اصولیین حنفی لکھتے ہیں کہ یہ فقہ واجتہاد میں معروف ومشہور ہیں توضیح میں لکھا ہے بصفحہ ۲۲۵:

واما ان کان معروفاً بالفقه والاجتهاد کالخلفاء الراشدین والعبادلة ای عبد الله بن مسعود وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر فحدیثه یقبل وافق القیاس۔

ایسا ہی اکمال فی اسماء الرجال وتقریب التہذیب میں ہے جس کو زیادہ تفصیل ان کے علم وکمالات کی دیکھنی منظور ہو وہ جامع الاصول وطبقات ذہبی کا مطالعہ کرے

دوسرے سالم بن عبداللہ بن عمرؒ، یہ اپنے وقت میں بڑے فقیہ نامی تھے فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں معدود تھے جامع الاصول میں ہے:

سالم بن عبد الله القرشی العدوی احد فقهاء المدینة من ساداتهم وعلماءهم وثقاتهم۔ انتهی مختصراً۔

ایسا ہی اکمال، تقریب، وملخص طبقات میں ہے

تیسرے زہریؒ جن کے حق میں تقریب میں ہے: الفقیه الحافظ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المتفق علی جلا لته و اتقا ئه و هو من را س الطبقة الرا بعة

اس سے بڑ ھ کر جا مع ا لا صو ل و ملخص طبقا ت ذ ہبی ہے من شا ء فلیراجعها

چو تھے اوزا عیؒ پیش کر نیوالا اس حد یث کا بمقا بلہ امام ابو حنیفہؒ کے یہ بھی فقہ و حد یث کے امام تھے ۔کہا تقر یب میں ابو عمر الفقیه ثقة جلیل اور کہا جا مع الاصول میں:

هو شیبا نی امام اهل الشام و لم یکن بالشا م اعلم با لسنه منه قیل انه اجا ب فی سبعین الف مسئله ۔ انتهی مختصراً۔

اور کہا ملخص طبقا ت میں ا لاوزا عی الحا فظ حجة لم یکن ان یضر فی هذه الکرا دیس و هو شیخ ا لا سلا م کثیر الاجتهاد فی العبادة حا فظ اهل زما نه خا شع عا لم ا لا مة امام عصره قا ل الذ هبی کا ن اهل الشا م ثم اهل ا لا ند لس علی مذ هب الا وزا عی مد ة العمر قنی الحا ر فو ن به و بقی منه ما یو جد فی کتب الخلا ف ۔ انتهی مختصراً

تو د یکھو کس مر تبہ کی فقا ہت راویوں حد یث ابن عمرؓ کی ثا بت ہے جیسا کا فقیہہ ہو نا ان راو یوں کا بشہا دت ا جلہ علماء کے ثا بت ہوا، اور ان کا غیر فقیہ کہنا صاف کذب ہو گا۔اور نسبت اس کی طرف طرف ابو حنیفہؒ کی نیز کذ ب ۔

محمل تیسرا اس کا یہ ہے کہ اس کو مشعر حد یثو ں کی بز یادة فقہ ٹھہراویں اور یوں کہیں کہ راوی تو دونو ں کے فقیہ ہیں لیکن رواة حد یث عدم رفع کے زیادہ فقیہ ہیں جیسا کہ الفا ظ اس قصہ کے اس پر شا ہد ہیں اس میں کئی جگہ فلا ں اور .. تفضیل بولا ہے جس سے نفس فقہ میں شرا کت معلوم ہو تی ہے اور زیادة فقہ میں تر جیح اس محمل کی راہ سے .....خلاف واقع معلوم ہو تی ہے ۔ ثانیاً خلاف فطرت صیحہ کے، ثالثاً لغو و عبث اور نسبت کر نا امر خلاف ....اصول ولغو وعبث کا طرف جناب ابو حنیفہؒ کے ....کچھ متصور نہیں ہو سکتا ۔اس سے بھی کذ ب یا لغو ہو نا بجز کنہ کا ثابت ہوتا ہے ۔ تفصیل امر اول یہ ہے کہ حماد کو زہری اس قصہ کہنا کو ئی وجہ نہیں رکھتا ۔ زہری کی جلا لت و اما مت و فقا ہت و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت مسلم ومشہور۔ اور حماد کے ضبط وعدالت .. میں قصور۔ زہری کا تو مجمل حال عنقریب لکھا جا چکا ہے، حماد کا حال تقریب میں لکھا ہے:

حماد بن ابی سلیما ن اب ا لا شعری مو لا هم اسما عیل الکوفی فقیه صدوق له او ها م من السا دسه ر می با لا رجا ء

یہ الفاظ جو حماد کے حق میں کہے گئے ہیں وہمی ہونا اور مرجی ہونا اس کی ضبط وعدالت دونوں کو ہیں۔ چنانچہ نخبۃ الفکر میں ہے:

ثم الطعن اما ان یکو ن بکذ ب الراوی ... بذلك او فحش او غفلةاو فسقه او وهم او مخا لفة او تهمة او سو ء حفظه او بدعته

اور اس کے رتبہ کو زہری سے تین درجہ کم کرتے ہیں زہری صحابہ سے اتر کر دوسرے رتبہ فقہ وکمال نیچے ملا اس لئے کہ ان کے حق میں مکرر الفاظ توثیق کہے گئے ہیں جو دوسرے میں ہی معزز ہیں اور حماد پانچویں مرتبہ میں ہے جس کے لئے ضعف مرتبہ الفاظ بولے گئے ہیں۔ تقریب التہذیب میں بیان وشرح مراتب میں ہے:

اما المرا تب فا ولها الصحا بة فاصرح بذ لك شر فهم .. اکد مد حه اما با فعل کا و ثق الناس او بتکر یر الصفة لفظاً او معنی کثقة حا فظ الی ان قا ل ا لخا مسة من قصر عن کثقة ثقه قلیلاً و الیه الا شا رة بصدوق سئی الحفظ او صدوق ها م او تغیر با خره و ملتحق بذ لك من ر می بنوع من البد عة کا لتسمیع و القدر و النصب و الا ر جا ء و التجهم مع بیا ن الدا عیة من غیر ہ۔

پس ایسے ضعیف قلیل الضبط قاصر العدالت کو بہ نسبت ایک امام جلیل الشان متفق الضبط والفقہ سے کیوں کر افقہ مانا جاوے۔ کیا بدون ضبط حدیث کے حدیث میں افقہ ہونا ممکن ہے یا باوجود جرح بدعت تفقہ کا اعتبار ہے حاشا وکلا۔

اگر تفقہ فقط تیزی طبع اور باتیں بنانے کا نام ہے تو اس کا اعتبار نہیں اور نہ شرع میں اس کا فضل وارد ہے اور اگر کتاب وسنت میں سمجھ دار ہونے کا نام فقہ ہے تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ اس میں زیادہ وہی ہوگا جو قرآن وحدیث زیادہ جانتا ہوگا اور ان میں خوب ضابط و ماہر و بایں ہمہ ارجا بدعت سے مبرا۔ اس کی تائید میں مجھے ایک بات یاد آئی کہ امام محمدؒ نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ہمارا استاد زیادہ فقیہ ہے یا تمہارا استاد۔ انہوں نے کہا تم بتلاؤ علم قرآن وحدیث وآثار صحابہ میں کون زیادہ ہے۔ جب امام محمدؒ نے اعتراف کیا کہ امام مالکؒ زیادہ ہیں، تو امام شافعیؒ نے اس سے امام مالکؒ کا زیادہ فقیہہ ہونا ثابت کر دیا۔ چنانچہ فاضل قندھاری مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

و کو ن ابی حنیفه افقه من ما لك لا یقتضی کو نه افقه من کل اهل المد ینة علی ان الخصم بل الشا فعیة علی ان ما لکاً هو ا لا علم فقد ذکر الیا فعی ان الشا فعی قا ل لمحمد بن الحسن نا شد تك الله من اعلم بکتا ب الله صا حبا او صا حبکم ثم بالسنة ثم باقا ویل الصحا بة فقا ل محمد بن الحسن فی کل ذلك اللهم صا حبکم فقا ل الشا فعی فلم یبق الا القیاس ، و القیاس لا یکو ن ا لا علی هذه ا لا صو ل

اور اس قصہ کو ابن خلکانؒ نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان میں ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

قا ل الشا فعی قا ل لی محمد بن الحسن ایهما اعلم صا حبنا ام صا حبکم یعنی ابا حنیفه و ما لکاً قا ل قلت علی الا نصا ف قا ل نعم قلت نا شد تك من اعلم بالقر آ ن صا حبا ام صاحبکم قا ل اللهم صا حبکم ۔ قا ل قلت نا شد تك الله من اعلم با لسنة صا حبنا ام صا حبکم قا ل اللهم صا حبکم ۔ قال قلتنا شد تك الله من اعلم باقا ویل اصحا ب رسو ل الله ﷺ قا ل اللهم صا حبکم قا ل الشا فعی فلم یبق ا لاالقیاس ، و القیاس لا یکو ن ا لا علی هذه ا لا صو ل فعلی ای شئی تقیس

اور جب کہ اکابر مجتہدین نے اقرار وتسلیم سے معلوم ہوا کہ جو کوئی قرآن و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں زیادہ ہے وہی زیادہ فقیہ ہے تو پھر کس طرح تسلیم کیا جاوے کہ حماد جو ضبط حدیث میں قاصر ہے نسبت امام زہری جلیل الشان کے زیادہ فقیہ ہو۔

ایسا ہی افقہ ہونا ابراہیم کا بہ نسبت سالم بن عبداللہ بن عمر کے خلاف واقع معلوم ہوتا ہے۔ سالم بن عبداللہ کثیر العلم صحابہ کے شاگرد تابعین طبقہ ثالثہ سے فقہ میں اس رتبہ کے امام کہ فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں شمار کئے گئے۔ چنانچہ مجمل احوال ان کا مذکور ہو چکا ہے اور ابراہیم بے چارہ پانچویں طبقہ کے لوگوں سے جس نے دو صحابہ کو دیکھا ہے اور کسی سے کچھ نہیں سنا اور بایں ہمہ زبان عربی سے بھی خوب واقف نہ تھا۔ بسا اوقات اس میں خطا کرتا تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام محمد بن احمد ذہبیؒ نے لکھا ہے:

ابراهيم النخعي احد الاعلام يرسل عن حماد لم يصح له سماع عن صحابي وكان لا يحكم العربية ربما انتهى

كما نقله عنه احمد بن يحي بن سعد الدين التفتازانی فی المجموعة له المشهورة بده عقده

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ایک زبان سے خوب واقف نہ ہو اس میں خطا کرتا ہو وہ اس میں اجتہاد و تفقہ کیا کریگا اور اس کا زیادہ فقیہ ہونا نسبت ایک مسلم الاجتہاد اہل لسان کے کیونکر مسلّم ہوگا۔ اب رہا افقہ ہونا علقمہ اور اسود اور ابن مسعودؓ کا ابن عمرؓ سے سو بھی موافق واقع نہیں ہے۔ علقمہ کو تو خیر خود اس قصہ میں افقہ نہیں کہا اتنا ہی کہا ہے کہ علقمہ، ابن عمرؓ سے کم نہیں اور ظاہر ہے کہ کم نہ ہونے سے زیادہ ہونا لازم نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں مساوی ہوں۔ ایسا ہی اسود کو افقہ نہیں کہا۔ اس کے حق میں اتنا ہی کہا کہ اسود کے لئے بزرگی ہے۔ اس میں یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہ میں بزرگی ہے۔ اگر یہ مقصود اس کلام سے ہوتا تو ابو حنیفہؒ قول صحابی کو قول تابعی پر علی الاطلاق مقدم نہ کہتے اور حنفیہ بہ تقلید امام تقلید صحابہ کو واجب نہ بتلاتے بلکہ اس میں یہ تفصیل کرتے کہ اگر صحابی بہ نسبت تابعی کے زیادہ فقیہ ہو تو اس کا قول مقدم ہے اس لئے کہ مدار تقلید کا اجتہاد ہے۔ پس جو شخص فقہ و اجتہاد میں کم ہو وہ افقہ سے تقلید میں کس طرح مقدم ہوسکتا ہے حالانکہ ابو حنیفہؒ نے علی الطلاق فرمایا ہے کہ قول صحابی ہمارے اقوال سے مقدم ہیں۔ روضۃ العلماء میں زندویسی نے لکھا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ابا حنیفه سئل اذاقلت قولاً و کتاب الله یخالفه قال اترکوا قوله بکتاب الله فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفه قال اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة انتهی۔

اور مدخل میں بیہقی نے کہا ہے: قال عبد الله سمعت (یعنی ابن المبارک) ابا حنیفه یقول اذا جاء عن النبی ﷺ فعلی الراس و العین و اذا جاء من اصحاب النبی ﷺ نختار قولهم و اذا جاء عن التابعین زاحمناهم۔

اور جو ابن مسعودؓ کے حق میں کہا ہے کہ ان کو ابن عمرؓ پر فضیلت ہے فقہ میں اور حق صحبت میں صغرسنی سے، یہ بھی موافق واقع معلوم نہیں ہوتے جیسے ابن مسعودؓ صغیر سنی سے حضرت ﷺ کے پاس رہے، ویسے ہی ابن عمرؓ صغیرسنی سے صحبت میں رہے ایسا ہی ان کی علم وفقاہت کو سمجھنا چاہیے۔ وہ بھی علم میں بڑے متبحر اور فقہ واجتہاد میں مشہور، اسی واسطے ابن مسلک کے ہم سلک ہوکر عبادلہ ثلاثہ میں گنے گئے ہیں۔ کتاب توضیح سے عنقریب نقل ہو چکا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ عبادلہ ثلاثہ سے اور فقہ و اجتہاد میں میں معروف ومشہور ہیں۔ اب اور سنو، تقریب التہذیب میں لکھا ہے:

عبد الله بن عمر بن الخطاب ابو عبد الرحمن ولد بعد المبعث بیسیر و استصغر یوم احد و هو ابن اربع عشرة سنة و هو احد المكثرین من الصحابة و العبادلة و كان اشد الناس اتباعاً للاثر۔

اور جامع الاصول میں ہے:

هو ابو عبد الرحمن عبد الله بن عمر بن الخطاب اسلم و هو صغیر كان من اهل الورع و العلم و الزهد و شدید التحری و الترقی فی فتیاه

اور ملخص طبقات ذہبی میں لکھا ہے:

....الامام ابو عبد الرحمن العدوی المدنی الفقیه .. و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العمل ۔ قال جا بر ما منا الاما لت به الد نیا عبد الله بن عمر من ابی ابی جعفر محمد بن علی قا ل ... اذا سمع من رسو ل الله ﷺ حد یثاً اجدر ان لا یز ید منه من بن عمر ۔

ان کی جو دت طبع و ذکا جو ما دہ تفقہ کا ہے اس قدر تھا کہ صغیر سنی میں بعض باتوں میں ... سے فو ق لے جا تے ۔ چنا نچہ صحیح بخاری میں با ب طر حِ ا لا ما م المسألة علی اصحا به لیختبِر ما عند هم من العلم وغیرہ ابواب میں روا یت ہے(عبد الله بن دینار عن ابن عمر قا ل : قا ل رسو ل الله ﷺ ؛ انّ من الشجر شجرة لا یسقط ورقها ۔ و انها مثل المسلم فحدثو نی ما هی ۔ فوقع الناس فی شجر البوادی ، قال عبد الله : و وقع فی نفسی انها النخلة ، فا ستحییت ثم قا لوا: حدِّ ثنا ما هی یا رسول الله ﷺ ۔ قا ل : هی النخلة ۔ صحیح بخاری حد یث نمبر ٦١

عبد الله بن دینار عن ابن عمر عن النبیّ و : انّ ،م الشجر شجرة لا یسقط ورقها، و انّها مثل المسلم، حدّثو نی ما هی؟ ۔ قا ل: فوقع الناس فی شجر البوادی۔ قا ل: فوقع فی نفسی انّها النخلة، ثم قا لوا : حد ثنا ما هی یا رسو ل الله ۔ قا ل : هی النخلة۔ صحیح بخاری حد یث نمبر ٦٢

عبد الله بن د ینار عن عبد الله بن عمر : انّ رسو ل الله ﷺ قا ل : انّ من الشّجر شجرة لا یسقط ور قها ۔ و هی مثل المسلم، حدِّثو نی ما هی ۔ فوقع الناس فی شجر البا د یة، ووقع فی نفسی انّها النّخلة ۔ قا ل عبد الله ۔ فا ستحییت، فقا لوا : یا رسو ل الله ﷺ ا١ خبر نا بها ۔ فقا ل رسو ل الله ﷺ هی النّخلة ۔ قا ل عبد الله : فحد ثت أبی بما وقع فی نفسی فقا ل : لأن تکو ن قلتها ا حبّ الیّ من ان یکو ن لی کذا و کذا ۔ صحیح بخاری حد یث نمبر ١٣١) کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے سوال کیا کہ درختوں میں ایک درخت ہے جس کا پتا نہیں جھڑ تا اور وہ مثل مسلمان کے ہے ۔وہ کونسا درخت ہے ۔عبد اللہ بن عمرؓ جو سب لوگوں سے کم سن تھے سمجھ گئے کہ وہ درخت خر ما ہے ولیکن حیا کے سبب نہ بولے ۔ جب آنحضرتﷺ نے بتلا دیا تو انہوں نے اپنے باپ کے پاس یہ بات ظا ہر کی ۔تس پر انہوں نے افسوس کیا اور کہا اگر کہد یتا تو مجھے فلا ن نعمت سے اچھا ہوتا ۔ جب کہ ان کا ایسا حا ل ..وکثرت علم کا ثا بت ہے اور صغیر سنی سے ان کو صحبت بھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے تو دعوی فضیلت ..کا ان پر حق صحبت صغیر سنی میں فقہ میں ...واقع نہ ہوگا۔اس بیان سے ثابت ہوا کہ دعوی افضلیت رواۃ حدیث عدم رفع کا بہ نسبت رواۃ رفع کے موافق واقع نہیں۔خصوصاً دعوی افقہ ہونے حماد کا زہری سے اور ابراہیم کا سالم سے،(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر۳۔اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

اس کے کذب ہونے میں کچھ بھی خفا نہیں۔اسی نظر سے اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کی نصرت کا ٹھیکہ لے کر اس کی مدد میں جہاں تک بن پڑا کوشش کر گئے ہیں اور اس کی تصحیح سے لاچار ہو کر اس کے غیر صحیح ہونے کو مان گئے ہیں چنانچہ شیخ سلام اللہ حنفی کتاب محلی میں اس عدم تسلیم کو ان عمدہ الفاظ سے ظاہر کر رہے ہیں:

قال بعض الشراح وفیه انه لو سلم کون حماد و ابراهیم افقه من الزهری و سالم و سلم کون ما رواه الفقهاء راجحاً علی من دونهم فی الفقه اذا کانوا حفاظاً وا حفظ الی آخر ما سیجیء بما ... به تامل او عدم تسلیم شیخ سلام الله الحنفی

واجب ہے تامل اور عدم تسلیم شیخ سلام اللہ حنفی بھی جو مسلم القول علماء حنفیہ کے ہیں ثابت ہوا تو اس کے متابعات میں ذکر کرنا قول علامہ محمد معین حنفیؒ صاحب دراسات کا اگرچہ خصوم اس کے نام سے جلتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب حنفی سے اجنبی سمجھتے ہیں۔ نامناسب نہیں ہے منصف اس کو مانیں گے متعصب شیخ ہی کے قول کو کافی جانیں:

قال رحمه الله و کون رواته افقه من رجال حدیث ابن عمران سلم فلا نسلم حصول الترجیح بحدیث ابن مسعود الی آخر ما سیجیء۔

تفصیل امر دوم یہ یعنی بیان مخالف ہونے اس کلام کا بنظر مجمل ثالث کے اصول صحیحہ سے یہ ہے کہ منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کی خبر نقل بھی شاہد ہے ایک یہ اصل ہے کہ جب تک دو دلیلوں ہر عمل ہو سکے ایک کو ان دونوں سے مہمل و بے کار نہیں کرنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ بناء علی ہذا الاصل ایک اور اصل مقرر ہے کہ جب تک دو حدیثوں صحیح میں جمع و توفیق ممکن ہو ان میں سے ایک کو ترجیح دینا اور دوسرے کو مرجوح ساقط العمل ٹھہرانا جائز نہیں چنانچہ امام ابن الصلاح کتاب علوم الحدیث میں فرماتے ہیں:

النوع السادس و الثلاثون معرفة مختلف الحديث انمايكمل للقيام به الآئمة الجامعون بين صناعتى الحديث و الفقه الغواصون على المعانى الدقيقه اعلم ان ما يذكر فى هذا الباب ينقسم الى قسمين احدهما ان يمكن الجمع بين الحديثين و لا يبعد ابداء وجه ينفى تنافيهما فتعين حينئذ المصير الى ذلك القول بهما معا مثاله حديث لا عدوى و لا طيرة مع حديث لا يورد مهر فى على مصحح و فرض المجذوم فرارك من الاسد الى ان قال بعد ذكر وجه الجمع بينهما و قدروينا عن محمد بن اسحاق بن خزيمه الامام انه قال لا اعرف انه روى عن النبى ﷺ حديثان متعارضان باسنادين صحيحين متضادين فمن كان عنده فليا تنى به لا الف بينهما۔

القسم الثانى ان يتضادا بحيث لا يكمن الجمع بينهما و ذلك على خبرين احدها ان يظهر كون احدهما ناسخاً و الآخر منسوخاً فيعمل الناسخ و يترك المنسوخ والثانى ان لا يقوم دلالة على ان الناسخ ايهما و المنسوخ ايهما فيفزع حينئذ الى الترجيح و يعمل بالارجح منهما و الاثبت كالترجيح بكثرة الرواة او بصفاتهم فى خمسين وجهاً من وجوه الترجيهات اكثر

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ نے نخبہ میں کہا ہے:

و ان عورض بمثله فان امكن الجمع هو النوع المسمى بمختلف الحديث اولاً و ثبت التاخير فهو الناسخ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنسوخ اولا فا لتر جيح ثم التو قف

اوراس کی شرح میں کہا ہے :

فصا ر ما ظا هره التعا ر ض واقعاً على هذا التر تيب الجمع ان امكن فا عتبار الناسخ و المنسو خ فا لتر جيح ثم التو قف ۔

اور شیخ ابوالفیض محمد بن علی الفارسیؒ نے جواہر الاصول میں کہا ہے:

و المختلف قسما ن ا حد هما ان يمكن الجمع بينهما فتعين المصير الى ذلك و يجب العمل بينهما كحد يثى لا عدوى و لا يو رد و الثا نى ان لا يمكن الجمع بو جه فا ن علمنا ا حدهما ناسخاً قدمناه و ان علمنا با لرا جح منهما كا لتر جيح بصفات الرواة او كثر تهم فى خمسين و جهاً من انواع الترجيح جمعها الا مام ابو بكر ا لحازمى فى كتا به الناسخ و المنسو خ

اور اما م نوویؒ نے شرح مسلم صفحہ ۲۵۳ میں بذیل حدیث پڑھنے دو رکعت کے بعد وتر کے کہا ہے کہ یہ رکعتیں یہاں جواز کے لئے پڑھی گئی ہیں پھر کہا:

و ما اشار اليه القا ضى عيا ض من تر جيح الا حا ديث المشهورة ورد رواية الر كعتين جالساً فليس بصوا ب لا ن الا حا ديث اذا صحت و امكن الجمع تعين و قد جمعنا بتنهما

اور شیخ سلام اللہ حنفیؒ نے محلی شرح موطا میں کہا:

فيه انه لو سلم كو ن حماد و ابرا هيم افقه من الز هرى و سالم و سلم كو ن ما رواه الفقهاء را جحا على من دو نهم فى افقه اذا كا نوا حفا ظاً او احفظ ؟ انما يصار الى التر جيح اذا لم يمكن الجمع و قد امكن بحمل الر فع على حا ل دو ن حا ل

ایسا ہی اور بہت کتب اصول میں ہے ۔ استقصاء عبارت سب کا موجب طول ہوتا ہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ رجوع کرنا طرف ترجیح کے باوجود امکان جمع کے خلاف اصول حقہ صحیحہ ہے اور سرزد ہونا ایسی بات کا امام کی شان سے بعید ہے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی کہے کہ مذہب ابوحنیفہؒ یہی ہے کہ ترجیح جمع پر مقدم ہے چنانچہ کتب اصول مذہب حنفی توضیح وغیرہ میں یہ مسئلہ مرقوم ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ مجرد مذکور ہونے سے اس مسئلہ کے کتب اصول مذہب حنفیہ میں یہ لازم نہیں آتا کہ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ ان کتابوں میں بہت باتیں ایسی مندرج ہیں جو امام ابوحنیفہؒ سے مروی نہیں علماء حنفیہ نے ان کو اپنی طرف سے گھڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے ذمہ لگا یا ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ، حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۶۵۔۱۶۶ میں فرماتے ہیں۔

و منها ای المسا ئل التی ضلت فی بوا دیها ا لا فها م، و زلت ا لاقدا م، و زلت ا لاقلا م

انی و جد ت بعضهم یز عم ان بنا ء الخلا ف بین ابی حنیفه و الشا فعی علی هذه ا لا صو ل المذ کورة فی کتا ب البز دوی و نحوه، و انما الحق ان ا کثر ها ا صو ل مخر جة علی قو لهم: و عندی ان المسئلة القا ئله با ن الخا ص مبین، و لا یلحقه البیا ن، و ان الز یا دة نسخ، و ان العا م قطعی کا لخا ص،وان لا تر جیح بکثرة الرواة ،و انه لا یجب العمل بحد یث غیر الفقیه اذ اانسد با ب الرأی ، و ان لا عبرة بمفهو م الشر ط و الو صف ا صلاً و ان مو جب ا لا مر هو الو جو ب البته :
و امثا ل ذلك ا صو ل مخر جة علی کلا م ا لآ ئمة، و انه لا تصح بها روا یة عن ابی حنیفه و صا حبیه، و انه لیست المحا فظة علیها و التکلف فی جوا ب ما یرد علیها من صناع المتقدمین فی استنبا طا تهم کما یفعله البز دوی و غیره ا حق من المحافظه علی خلا فها و الجواب عما یر د علیه۔

(الی ا ن ذکر لها امثلة ثم قا ل) و یکفیك د لیلاً علی هذا قول المحققین فی مسئلة: لا یجب العمل بحد یث من اشتهر بالضبط و العدا لة دو ن الفقه ا ذا انسد با ب الرأیی کحد یث المصرا ة ان هذا مذ هب عیسی بن ابا ن، و ا ختاره کثیر من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المتا خر ین۔

و ذهب ا لکر خی و تبعه کثیر من العلماء الی عدم اشرتا ط فقه الرا وی لتقد یم الخبر علی القیاس، قا لوا: لم ینقل هذا القو ل من اصحا بنا، بل المنقول عنهم ان خبر الوا حد مقدم علی القیاس، ا لا تری انهم عملوا بخبر ابی حنیفه فی الصا ئم اذا اکل او شر ب نا سیاً، و ان کا ن مخالفاً للقیاس حتی قال ابو حنیفه : لو لا الروا یة لقلت با لقیاس۔ و یر شدك ایضاً اختلا فهم فی کثیر من التخر یجا ت اخذاً من صنا ئعهم و رد بعضهم علی بعض۔

پس جو مدعی اس امر کا ہے کہ یہ مسئلہ اما م ابوحنیفہؒ کے عند یات و اعتقا دات سے ہے وہ بنقل صریح و بسند صحیح یہ مسئلہ ان تک پہنچاوے اوراس وقت ہم یہ نہ کہیں گے کہ اما م ابوحنیفہؒ نے یہ بات نہ کہی ہو گی ان کی شان سے یہ بعید ہے اس کی جگہ یوں کہیں گے کہ اما م ابوحنیفہؒ نے یہ بات کہی تو برا کیا اورحق وصواب کا خلاف کیا۔

الغرض یہ مسئلہ غلط ہے اب چا ہو اس کا صدور اما م سے نہ سمجھواوراس حکا یت کو کذ ب جانو چا ہوان کواس کا قائل ٹھہرا کران کا تخطیہ پسند کرو۔

تفصیل امر... بباعث عبث و بے فائدہ ہونے اس کلام کا محمل ثالث ...راہ سے یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا کہ رواۃ حد یث ابن مسعودؓ کے زیادہ فقیہ ہیں لیکن یہ زیادتی اکیلی کس کام آتی ہے اور کب اس حدیث کو حدیث ابن عمرؓ پر ترجیح دیتی ہے جس حالت میں کہ بمقابلہ اس کے حدیث ابن عمرؓ میں تین وجہ قوی ترجیح کے پائے جاتے ہیں۔

وجہ اول ترجیح حدیث ابن عمرؓ کی یہ ہے کہ اس کی اسنا د صحیح ہے اوراس کے راوی ثقہ باتفاق علماء مسلمین کے یہاں تک کہ کوئی موافق یا مخالف اس میں دم نہیں مارتا اورکسی مسلمان نے آج تک اس میں کلام نہیں کی بخلاف حدیث ابن مسعودؓ کے کہ اس کی صحت میں کلام ہے۔کوئی طریق اس کا کلام سے خالی نہیں ہے طریق حماد جو اس حکایت میں گھڑ لیا ہوا ہے اس کا ضعف کچھ بیان ہو چکا ہے کچھ آئندہ تفصیل جواب ثانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیان ہوگا اگر کوئی اور طریق اس کا .... تو اس کا حال ضعف میں سن لے گا یا ہم کسی موقع پر بیان کر دیں گے اسی واسطے آئمہ سلف اور خلف جیسے ابن مبارکؒ اور ابو داؤدؒ اور بخاریؒ اور علی بن المدینیؒ اور احمد بن حنبلؒ اور یحی بن آدمؒ اور ابو حاتمؒ اور ابن حبانؒ اور بیہقیؒ اور دار قطنیؒ ... اور صنعانی نے مطلقاً بدون تخصیص کسی ... حدیث کو ضعیف کہا ہے چنانچہ جو اقوال ان آئمہ ... تفصیل جواب دوم میں نقل کی جائے گی۔

وجہ دوم حدیث ابن عمرؓ کی علو اسنادی ہے یعنی ابن عمرؓ کی حدیث کی سند عالی ہے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ سے لے کر ... تک تین واسطے ہیں اعنی ابن عمرؓ اور سالمؒ اور زہری بخلاف حدیث ابن مسعودؓ کے کہ اس کی سند نازل ہے ... اور اس میں تین واسطے سے زیادہ واسطے ہیں یعنی حماد اور ابراہیم اور علقمہ و اسود۔ و ابن مسعود اور محدثین سلف و خلف کے نزدیک عالی سند کو نازل پر ترجیح ہے کیونکہ سند عالی میں بسبب کم ہونے واسطہ کے خلل کا احتمال کم ہے اور نازل میں بسبب کثرت واسطوں کے خلل کی زیادتی کا خوف اس لئے ہے۔ (غرض) یہ علو سند بڑی بھاری وجہ ترجیح کی ہے امام عبد اللہ بن المبارکؒ ہم صحبت ابو حنیفہؒ کے اور امام احمد بن حنبلؒ اور رئیس الآئمہ یحی بن معین اور حاکم ابو عبد اللہ اس علو سند کو بڑی بھاری بات سمجھتے ہیں اور اس کو سنت سلف بتلاتے اور اس کی رغبت دلاتے۔ امام ابن الصلاحؒ نے اٹھائیسویں نوع میں کتاب معرفۃ علوم الحدیث کے فرمایا ہے:

و رو ینا عن ا حمد بن حنبل انه قیل له ایر حل الر جل فی طلب العلو فقا ل بلی و الله لقد کا ن علقمه و ا لاسود یبلغهما حد یث عن عمر فلا یقنعا ن حتی یخر جا ا لے عمر فیسمعا ن منه

اور کہا انتیسویں نوع میں

و رو ینا عن عبد الله بن المبار ك قا ل ا لاسناد من الدین لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء و طلب العلو سنة ایضاً و استحب الر حلة فیه علی ما سبق ذکره قا ل ا حمد بن حنبل طلب ا لا سناد العا لی سنة عن السلف و قد روینا ان یحی بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معین قیل له فی مر ضه الذی ما ت فیه ماتشتهی قا ل بیت خالٍ و اسناد عا لٍ قلت العلو یبعد ا لاسناد من العلو لا ن کل ر جل من ر جا له یحتمل ان یقع الخلل من جهة سهواً او عمداً ففی قلتم قلة جها ت الخلل و فی کثر تهم کثرة جهات الخلل و هذا جلی وا ضح ۔

اور کہا علویؒ نے حاشیہ صفحہ ۲۷ شرح نخبہ میں:

وقا ل الحا کم فی طلب ا لا سناد العا لی سنة صحیحة فذ کر حد یث انس فی لجئی الا عرا بی و قو له یا محمد انا ناهیولك .. فز عم کذا الحد یث قا ل و لو کا ن طلب العلو فی الاسناد غیر مستحب لا نکر علیه سوا له عما ا خبره رسو له عنه و لا مره با لاقتصاء علی ما ا خبره الرسو ل عنه

اور حافظ امام ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے:

و لما کا ن ا لا سناد من خصائص هذه ا لا مة و ذلك انه لیست امة من ا لا مم یمکنها ان تسندعن نبیها اسنادا متصلاً غیر هذه الا مة فلهذا کا ن الطلب ا لاسناد العا لی مر غبا فیه کما قال ا لا ما م ا حمد بن حنبل ا لاسناد العا لی سنة عن سلف و قیل لیحیی بن معین فی مر ض مو ته ما تشتهی قا ل بیت خا ل و اسناد عا ل و لهذا تدا عت ر غبا ت کثیر من الائمه النقا د و الجهابذة الحفا ظ الی الر حلة الی اقطار البلا د و طلبا لعلو ا لاسناد و ان کا ن قد منع من جواز الر حلة بعض الجهلة من العباد فیما حکا ه الرا مهر مزی فی کتا به الفا ضل ثم اعلم ان علو ا لاسناد ابعد من الخطا و العلة من نز و له و قا ل بعض المتکلمین کلما طا ل ا لاسناد کا ن النظر فی التراجم و الجر ح و التعدیل اکثر فیکو ن الا جر علی قدر المشقة و هذا لا یقا بل ما ذکر ناه و الله اعلم انتهی کلا مه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على ما نقله خير معا صرينا السيد العلا مه ابو الطيب فى منهج الوصو ل الى اصطلا ح ا حا ديث الرسول ۔

وجہ سوم ترجیح حدیث ابن عمرؓ کی مروی ہونا اس حدیث ابن عمرؓ کی مروی ہونا اس حدیث ابن عمرؓ کا ہے سوائے ان کے پچاس صحابہ سے اور پہنچنا اس کا حدتواتر معنوی کو بخلاف ابن مسعودؓ کی حدیث کے جو ایک ابن مسعودؓ تک بھی سند صحیح سے نہیں پہنچ سکتی اور نہ کسی اور صحابی سے سند صحیح سے ثابت ہے ۔ اسی واسطے شیخ سلام اللہ حنفی شیخ عبدالحق حنفی دہلویؒ کے پوتے نے محلی شرح موطا میں ناچار ہوکر مان لیا ہے کہ اگر حنفیہ کے اصول پر ترجیح کو جمع وتطبیق پر مقدم ہی سمجھا جاوے تو بھی یہ قاعدہ مفید نہیں اور جواب امام کا پورا بن نہیں سکتا ۔ یہ جواب تب پورا ہوتا جب کہ راوی حدیث رفع یدین سوا ابن عمر کے اور کوئی نہ ہوتا حالانکہ وہ پچاس اصحابی سے مروی ہے چنانچہ بعد ان دو عبارتوں کے جو بضمن تفصیل امر اول وثانی متفرق گزر چکی ہیں یہ بات انہوں نے کہی ہے ہم اس مقام میں پوری عبارت واسطے اتمام فائدہ طلبا و ناظرین کے نقل کرتے ہیں ۔ شیخ موصوف بعد نقل کرنے اس حکایت موضوعہ مکذوبہ کے فرماتے ہیں:

فيه انه لو سلم كون حماد و ابراهيم افقه عن الز هرى و سا لم و كون ما رواه الفقهاء راجحاً على من دونهم فى الفقه اذا كانوا حفا ظاً او احفظ و انما يصار الى التر جيح اذا لم يمكنالجمع و قد امكن بحمل الرفع على حا ل دو ن حا ل و لو سلم تقديم التر جيح على الجمع كما هو اصل الحنفية فا نما يتم الجواب اذا اقتصر رواية على ابن عمر و قد تقدم انه رواه خمسو ن قا ل الا ما م البخارى فى جز ء رفع اليدين و من ز عم انه بد عة فقد طعن فى الصحا بة لا نه لم يثبت عن ا حد منهم تر كه ۔

جب شیخ سلام اللہ سے جو مخاطبین کے نزدیک مسلم القول ہے یہ تسلیم و اعتراف ثابت ہے اور خصوم پر قوی حجت تو اس کے متابعات میں قول علامہ محمد معین حنفی کا نقل کرنا نامناسب نہیں ہے گو خصوم اس کو نہ مانیں، طلاب حق اور اہل سنت تو اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نفع اٹھاویں گے۔ جناب ممدوح نے فرمایا ہے:

علی ان حدیث ابی عمر فی الرفعات قد عرفت فیما سبق انه قل حدیث یوازیه فی القوة و انه من المتواتر۔ .. هو طور موطر لا یزعزعه عاصفات الریاح فضلاً عن غیرها

پھر امام ابن الجوزیؒ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص حدیث رفع یدین کا ان احادیث سے مقابلہ کرنا چاہے جو عدم رفع میں مروی ہیں وہ احمق ہے ذکر کیا اس کو ابن حجر عسقلانیؒ نے تخریج بمسند رافعی میں۔ چنانچہ فرمایا ہے

و لقد صدق ابن الجوزی حیث حکم علی من حاول معارضة حدیث الرفعات بما روی من الاحادیث فی عدمها فقال ما ابله من یحتج بهذه الاحادیث یعنی التی تروی فی عدم الرفع الا مرة فی التحریم لیعارض بهاالاحادیث التامه حکاه الحافظ ابن حجر فی تخریج مسند الرافعی

خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا کہ حدیث ابن مسعودؓ کے راوی فقیہ ہیں جس سے ایک وجہ ترجیح اس کی اس حدیث میں پائی جاتی ہے ولیکن اس کے مقابل حدیث ابن عمرؓ میں تین وجہ ترجیح کی پائی جاتی ہیں صحت سند جس میں ثقاہت رواۃ بھی مندرج ہے علو سند کثرت طرق جو شہرت اور تواتر معنوی تک پہونچی ہوئی ہے پس ایک وجہ فرضی الوجود کو تین وجہ تحقیقی یقینی پر کس طرح ترجیح ہوسکتی ہے اور فقہ راوی کے باوجود اس کے غیر ثقہ وہی بدعتی ہونے کے کب کام آتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہ کلام محمل ثالث کی راہ سے بھی صحیح و لائق تسلیم نہیں ہوسکتی بلکہ کذب اور خلاف اصول صحیحہ اور عبث و بے فایدہ معلوم ہوتی ہے جیسے محمل اول کی راہ سے ضعف اور ثانی کی راہ سے کذب معلوم ہوچکی ہے۔ اس سے تیسری دلیل کذب پر اس حکایت کے قائم ہوگئی۔ پس شہادت تین دلائل کے ثابت ہوگیا کہ یہ قصہ ضعیف بلکہ وضعی وجعلی ہے اور جناب ابوحنیفہ کی شان نہیں ہے کہ ایسی باتیں اپنی زبان گوہر افشان سے فرماویں جو اس جعلی قصہ میں مندرج ہیں۔

تفصیل جواب دوم یہ ہے کہ بعد فرض و تسلیم صحت اس قصہ کے محل استشہاد و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناط استدلال اس میں حدیث ابن مسعود ہی ہے جس کو امام نے حماد سے نقل کیا ہے اوراس نے ابراہیم سے ..الخ ۔سو اسناد کی جہت سے ضعیف ہے دو راوی اس کی اسناد میں ضعیف ہیں ایک حماد دوسرا اور ۔حماد کا ضعف تو بضمن تفصیل امر اول امور متفرعہ محمل ثالث محامل مذکورہ دلیل ثالث کے ثابت ہو چکا ہے ۔رہا دوسرا راوی سو تفصیل اس کے حال کی اور ذکر کرنا اس کے نام کا میں مناسب نہیں سمجھتا۔اتنا کہتا ہوں کہ امام یحی بن سعید قطان اور ابن عدی اور دارقطنی اور نسائی اور بخاری وغیرھم نے اس کو ضعیف کہا ہے بعض نے علت ضعف سوء حفظ بیان کی بعض نے کچھ اوراور ان کے کلمات ان کی تصنیفات میں ہیں جیسی بخاری کی کتاب الضعفاء اور نسائی کی ...ضعفاء۔ اوربعض آئمہ کے اقوال حافظ ابن ... نے اپنی تاریخ میں اور حافظ ذہبی نے جس کو مسلم الثبوت میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے: هو من اهل المعرفة ... فی نقد الرجال میزان الاعتدال میں اور ابن الہمام وعینی حنفی نے شروح ہدایہ میں نقل کیا ہے ۔پس اگر ہمارے مخاطبین حساب دوستاں در دل سمجھ گئے اور اس شخص کو پہچان کر اس کے ضعف کو مان گئے یا حماد کے ضعیف ہونے سے اس حدیث کو ضعیف جان کر منفعل ہو گئے تو حاجت تفصیل باقی نہ رہے گی ۔ان کا اس راوی کے ...کلام مان لینا کافی ہوگا ۔یہ نہ ہوا تو فقط حماد کا ضعف، ضعف حدیث کے لئے وافی ہوگا اس لئے کہ تمام سند سے ایک راوی کے ضعیف ہونے سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے اور اگر انہوں نے حماد کے ضعف کو نہ مانا اور اس دوسرے راوی کے ضعف کو بھی نہ جانا یا ان مجمل حوالوں کو خلاف واقع سمجھا تو لاچار ہو کر ہم کو تفصیل کرنی پڑے گے (عبارت اگلے ضمیے میں مسلسل چل رہی ہے ۔بہاء)

ضمیمہ نمبر۴۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۲۵۔اگست ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا۔من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

بالفعل مجھ کو تفصیل حال اس راوی سے دو مانع روکتے ہیں :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہ کہ وہ راوی اگر چہ خاص کر حدیث میں ضعیف ہے ولیکن وہ کئی اور علوم دین وفضائل وکمالات میں ہم سر اور علماء کے ہے اور میرا بھی معتقد فیہ ہے۔ اور اگر میں نے ذکر اس کے ضعیف ہونے کا علم حدیث میں کیا تو عوام جہلاء خصوصاً وہ جن کو ان کی جناب میں پہلے سے سوءِ ظنی ہے ان کے باقی کمالات کو مٹانے لگیں گے اور ان کو حقارت سے یاد کریں گے۔ یہ بات مجھے منظور نہیں۔ اور انصاف سے بھی بعید ہے کہ ایک وصف کے نہ ہونے سے دوسری صفت کی نفی لازم نہیں آتی اور نہ جامع ہونا جمیع صفات وکمالات کا لوازم کمال سے ہے۔ سلف میں بہت ایسے گزرے ہیں کہ وہ ایک فن میں کامل تھے دوسرے سے واقفی نہیں رکھتے تھے باوجود اس کے وہ اپنے فن کے امام مانے گئے کسی نے ان کو اہانت سے متہم نہیں کیا۔ ملخص طبقات ذہبی میں حلیمی کے ذکر میں کہا ہے:

العلامة البارع رئیس اهل الحدیث بما وراء النهر القاضی ابو عبد الله الحسین بن الحسین بن محمد بن عبد الحلیم الفجاری الشافعی کان من اذکیا زمانه الجامع الجلالة فی العلم ترک حدیثه و کذالک شیخه مع عبادته فکم من امام فی فن مقصر عن غیره کسیبویه مثلاً امام فی النحو و لا یدری ما لحدیث و وکیع امام فی الحدیث و لا یعرف العربیة و کابی نواس راس فی الشعراء عن غیره و عبد الرحمن بن مهدی امام فی الحدیث و لا یدری ماالطب ۔ و محمد بن الحسن راس فی الفقه لا یدری ما القرأة و کحفص امام القرأة تاسف فی الحدیث : و للحروب رجال یعرفون بها

اس کا موید ہے جو کہا گیا ہے لکل فن رجال ۔ اور نیز کہا گیا ہے:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

مانع دوم۔ یہ کہ خصوم حاسدین میرے اس محدثانہ کلام کو اہانت پر حمل کریں گے اور مجھے اس شخص کی طرف سے منحرف و غیر معتقد قرار دیں گے حالانکہ میں ان کے معتقدین سے ہوں۔ اور سوائے اسکے کہ میں ان کو علم حدیث میں بہ نسبت اور آئمہ اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن کے کم سمجھتا ہوں، کوئی بدگمانی نہیں رکھتا و اللہ علی ذلك شهيد و كفى به شهيداً۔

پس بلحاظ ان دو مانع کے میں تفصیل نام و حال اس دوسرے راوی سے تعرض نہیں کرتا۔ ہاں اگر وہ لوگ خود درپئے تفتیش ہوئے اور میرے اس بیان کے مکذب ہو کر اس راوی کے حال کے کرید کرنے لگے تو ان کے مقابلہ میں میں بھی قلم اٹھاؤنگا۔ اس صورت میں بدنام کرنے والے اس شخص کے عوام میں وہ لوگ ہوں گے نہ راقم۔ غیر معتقد ان کے وہ قرار دیئے جائیں گے نہ یہ عاجز۔ و قد جاء الوزر على البادى۔ اور اگر کسی ثالث بالخیر کو بنظر انصاف و تحقیق کے ابھی سے ملاحظہ حال اس شخص کا منظور ہو تو وہ تمام رواۃ اس اسناد کے تفتیش کرے ان میں خود بخود اس شخص کو پہچان جاوے گا اور اس کے حق میں اقوال علماء مذکورین جیسے ہم نے مجملاً ذکر کئے ناطق پاوے گا۔

بالجملہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے دو راوی مجروح ہیں۔ اسی واسطے آئمہ حدیث نے حدیث حضرت ابن مسعودؓ کو بلا تفصیل و تخصیص کسی طریق کے ضعیف کہہ دیا ہے۔ اگر یہ طریق ضعف رواۃ سے محفوظ ہوتا تو علی الاعلان اس کو ضعیف نہ کہتے اس طریق کو اس سے مستثنیٰ کرتے۔

اب سنو اقوال ان آئمہ کے جو حدیث ابن مسعودؓ کو ضعیف فرما گئے ہیں۔ پس سننا چاہیے کہ عبداللہ بن مبارکؒ نے جو امام ابوحنیفہؒ کے صحبتی ہیں اس نے حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوئی۔ ایسا ہی امام بخاریؒ اور امام احمدؒ و امام علی بن المدینیؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام یحی بن آدمؒ اور امام ابوحاتمؒ اور امام دارقطنیؒ اور امام دارمیؒ اور امام حمیدی کبیرؒ اور امام بیہقیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ بڑی اچھی حدیث اہل کوفہ کے پاس یہی حدیث ابن مسعودؓ کی ہے اور حقیقت میں یہ بڑی ضعیف ہے۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے چنانچہ شیخ سلام اللہ حنفیؒ نے محلی شرح موطا میں بعد نقل کرنے حدیث ابن مسعودؓ کے کتاب ترمذی و ابوداؤد سے کہا ہے:

قال ابو داؤد و هذا حديث مختصر من طويل ليس هو الصحيح على ذلك اللفظ قال الحافظ ابن حجر فى تخريج الرافعى قال ابن المبارك لم يثبت عندى و ضعفه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد و شیخه یحی بن آدم و البخاری و ابو داؤد و ابو حاتم و الدار قطنی و الحمیدی الکبیر و البھیقی و قال ابن حبان ھذا احسن خبر روی اھل الکوفه و ھو فی الحقیقة اضعف شئی یعول علیه لان له علة توھنه و وقع فی الخلاصه للنووی حکایة الاتفاق علی تضعیف ھذا الحدیث انتھی۔

و قال ابن القطان ھو عندی صحیح ولا یقول ثم لایعود فقد قالوا ان وکیعاً کان یقول من قبل نفسه و کذا قال الدار قطنی انه صحیح الا ھذه اللفظة ذکره الحافظ فی تخریج الھدایة

اور امام محمد بن علی شوکانیؒ نے فوائد مجموعہ میں کہا ہے:

و قد ضعفه ابن المبارک و احمد و البخاری۔ و قال النووی فی الخلاصة اتفقوا علی تضعیف ھذا الحدیث، انتھی۔ و قد عارضه احادیث متواترة علی نحو عشرین صحابیاً۔ و الثبت مقدم علی النافی علی فرض صلاحیةھذا الحدیث و الفرد للاعتبار فکیف و ھو کما تری۔

ملا علی قاریؒ نے کتاب موضوعات میں بعض آئمہ سے نقل کیا ہے:

و منھا احادیث المنع عن رفع الیدین فی الصلوة عند الرکوع و الرفع منه کلھا کذب باطلة لا یصح منھا شئی کحدیث ابن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول الله ﷺ قال فصلیفلم یرفع یدیه الا لاول مرة قال ابن المبارک قد ثبت حدیث سالم عن ابیه فی الرفع و لم یثبت حدیث ابن مسعود کحدیثه الآخر صلیت مع رسول الله ﷺ و ابی بکر و عمر فلم یرفعوا الا عند افتتاح الصلوة و ھو منقطع لا یصح۔

اور شیخ ابن طاہر حنفیؒ نے اپنے رسالہ موضوعات میں کہا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و قا ل ابن حبا ن هذا ا حسن خبر رو ی اهل الکو فة و هو فی الحقیقة اضعف شئی ۔ و قا ل النووی اتفقوا علی ضعفه ۔

ان دو صا حبوں ا خیر الذ کر نے حمیت مذ ہبی کو کا م میں لا کر اس جر ح کا کچھ جواب بھی دیا ہے ۔ ملا علی قا ریؒ نے بعد نقل اس کلام کے کہا ہے:

قلت حد یث ابن مسعود رواه ابو دا ؤد و التر مذی قا ل الترمذی حد یث حسن و ا خر جه النسا ئی عن ابن المبا ر ك بسنده فما نقل عن ابن المبار ك غیر ضا ر بعد ما ثبت بالطریق التی ذکر نا ها ۔

اور شیخ ابن طا ہرؒ نے بعد نقل کر نے کلام نو ویؒ کے کہا ہے:

قا ل الز ر کشی نقل ا لا تفاق لیس بشیء فقد صححه ابن حزم و الدار قطنی و ابن القطا ن و غیر هم و بو ب علیه النسائی ر خصته فی تر که و نقل ابن حجر فی تخر یج احادیث الهدا یه تصحیحه عن الدار قطنی و ابن القطا ن ۔

اور ذ کر تصحیح امام ابن حز مؒ اور تحسین امام تر مذیؒ کا صا حب محلی نے بھی ا پنی کتاب میں کیا ہے ۔

پس جوا ب ملا علی قا ریؒ کی پہلی با ت کا یہ ہے کہ ا گر چہ امام تر مذیؒ نے اس حد یث کی تحسین کی ہے و لیکن خود ہی ابن المبارکؒ سے اس کی تضعیف نقل کر دی ہے چنا نچہ صفحہ ۳۶ میں اپنی کتاب کے کہا ہے:

و قا ل عبد الله بن المبا ر ك قد ثبت حد یث من یر فع و ذکر حد یث الز هری عن سا لم عن ابیه و لم یثبت حد یث ابنمسعود ان النبی ﷺ لا یر فع ید یه ا لا فی او ل مر ة ۔

پس با و جود نقل اور تسلیم اس کلام کے پھر حسن کہنا ان کا کیونکر لائق تسلیم وقبول ہے خصو صاً جس حالت میں کہ تر مذی کو تصحیح و تحسین میں تسا ہل بھی ہے ۔ اسی وا سطے اس کی جا مع ، سنن ابی دا ؤد و نسائی سے نیچے درجہ شمار کی جا تی ہے اور اس پر بسبب صحیح کہنے بعض ا حا دیث ضعیفہ کے سخت تشنیع محد ثین وا قع ہوئی ہے چنا نچہ دیبا چہ محلی شرح مو طا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نقل ہے:

قال الذهبی انحطت رتبة جامع الترمذی عن سنن ابی داؤد و النسائی لاخراجه حدیث ..و الکلبی و امثالها۔ فی المیزان لا تغتر بتحسین الترمذی فعند المخالفة غالباً ضعاف ۔

اور حافظ ابن قیمؒ زاد المعاد میں بعد نقل کرنے حدیث علی مرتضیٰؓ در باب مسئلہ جواز اجتماع نام اور کنیت آنحضرتﷺ کے جس کو ترمذیؒ نے حسن اور صحیح کہا، فرمایا ہے و حدیث علی فی صحته نظر و للترمذی نوع تساهل فی التصحیح ۔اور تائید کرتا ہے اس کی جو امام شوکانیؒ نے صفحہ ۲۵۴ میں فوائد مجموعہ کے ایک حدیث سخت ضعیف نقل کر کے کہا ہے:

و فی اسناده کثیر بن عبد الله بن عمرو بن عوف قال ابن حبان له عن ابیه عن جده نسخة موضوعة قد روی له الترمذی و صحح حدیثه و اعترض علیه بذلك.

اور جواب دوسری بات کا جو در حقیقت ابن ہمام کی طبع زاد ہے اور ان کی تقلید سے ملا علی قاریؒ و شیخ عبد الحق دہلویؒ و ابراہیم حلبیؒ نے وہ بات کہی ہے یہ ہے کہ وہ طریق جس سے حدیث ابن مسعودؓ، ابن مبارکؒ سے نسائیؒ نے روائت کی ہے وہی طریق عاصم بن کلیب کا ہے جس میں بڑی زور شور سے محدثین کے کلام مشہور و معروف اور ان حضرات کو معلوم ہے۔ پس ذکر کرنا اس طریق کا بمقابل جرح ان آئمہ جارحین کے کب لائق ہے اور اگر ابن مبارکؒ کے روایت کرنے سے اس حدیث کو طریق عاصم سے یہ حضرات سمجھ گئے ہیں کہ ابن مبارکؒ نے اس کو صحیح سمجھا ہے اور عاصم بنکلیب کی تعدیل کی ہے تو یہ محض ناواقفی کی بات ہے۔ اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اگر کوئی ثقہ کسی شخص سے کوئی روایت کرے تو اس سے اس شخص کی تعدیل اس ثقہ کی طرف سے متصور نہ ہوگی چنانچہ امام ابن صلاحؒ نے ۲۳ ویں نوع میں اپنی کتاب علوم الحدیث کے فرمایا ہے:

السابعة اذا روی العدل عن رجل و سماه لم تجعل روایة عنه تعدیلاً منه له لان ذلك یتضمن التعدیل و الصحیح هو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاول لانه یجوز ان یروی عن غیر عدل فلم یتضمن روایته عند تعدیله

اور جواب ابن طاہرؒ کی پہلی بات کا یہ ہے کہ امام ابن حزمؒ کی تصحیح اگر سبب جرح حدیث کو اٹھا کر ہوتی تو صلاحیت معارضہ رکھتی اور جس حالت میں کہ جارحین نے سبب جرح مبین و مفصل بیان کیا ہے اور امام ابن حزمؒ نے اس کو نہیں اٹھایا تو انکا جرح اس کی تصحیح پر مقدم ہے چنانچہ کتاب مسلّم الثبوت میں جو حنفی مذہب میں معتبر کتاب ہے کہا ہے:

اذا تعارض الجرح و التعدیل فالتقدیم للجرح مطلقاً عند الاکثر و قیل للتعدیل عند زیادة المعدلین و محل الخلاف اذا اطلقا او عیّن الجارح سببا لم ینفد العدل او نفاه لا بتعین۔

اور مقدمہ امام ابن الصلاحؒ کی تئیسویں نوع میں لکھا ہے:

اذا جتمع فی شخص جرح و تعدیل فالجرح مقدم لان المعدل یخبر عما ظهر من حاله و الجارح یخبر عن باطن خفی علی المعدل فان کان عدد المعدلین اکثر فقد قیل التعدیل اولی والصحیح الذی علیه الجمهور ان الجرح اولی لما ذکرناه و الله اعلم۔

ایسا ہی اور کتب اصول حدیث میں مرقوم ہے۔ بناءً علی ھذا تصحیح ابن حزم کالعدم ہے اور قول امام نووی کا کہ یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے بلا غبار صحیح ہے۔ اور مراد اس کی یہ ہے کہ یہ حدیث باتفاق ان لوگوں کے جن کے اقوال مستند بدلیل ہیں اور اعتبار رکھتے ہیں ضعیف ہے۔ اب رہا صحیح کہنا دارقطنی اور ابن قطان کا سو محض بحسب زعم شیخ ابن طاہرؒ کے ہے بحسب واقع ان دونوں صاحبوں نے تصحیح اس حدیث کی بدون لفظ ثم لا یعود کے کی ہے چنانچہ عنقریب محلی شرح موطا کی عبارت میں گذرا۔

و قال ابن القطان هو عندی صحیح و لا تقول ثم لا یعود فقد قالوا ان وکیعاً کان یقول من قبل نفسه۔ و کذا قال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدار قطنی انه صحیح ا لا هذه ا للفظ ذکر ہ الحا فظ فی تخریج الھدا یۃ، نہ تصحیح کل متن کی اور نہ تصحیح خاص اس اسناد کے۔

پس نسبت کرنا شیخ صاحب کا تصحیح اس حدیث کو بلا تفصیل اور حوالہ کرنا اس کا تخریج مسند رافعی پر بجز خطا یا مغالطہ کے کیا متصور ہے۔

جواب دوسری بات ابن طاہرؒ کا یہ ہے کہ استنباط کرنا نسائیؒ کا اس حدیث سے عدم رفع میں اس پر دال نہیں ہے کہ یہ حدیث نسائی کے نزدیک صحیح ہے اور راوی اس کے اس کے نزدیک ثقہ۔ محدثین بسا اوقات ایک حدیث ضعیف راوی ضعیف سے باوجود اس کے ضعیف ہونے کے نقل کر دیتے ہیں اور اس کو عمل میں لے آتے ہیں اور وہ اس حدیث کے مصحح شمار نہیں کئے جاتے چنانچہ مقدمہ ابن الصلاحؒ سے عنقریب نقل ہو چکا ہے کہ جب کوئی ثقہ کسی شخص سے روایت کرے تو اس کے روایت کرنے سے اس کی تعدیل ثابت نہیں ہوتی۔ اسی عبارت کے متصل اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی عالم کسی حدیث پر عمل کر لے اور اس کو حجت ٹھہرا لے تو اس سے اس کی تصحیح ثابت نہیں ہوتی چنانچہ کہا ہے:

و ھکذا نقول ان عمل العا لم او فتیاہ علی وفق حد یث لیس حکماً منه بصحة ذلك الحد یث و کذا لك مخا لفة للحد یث لیس قد حاً منه فی صحته ولا فی را ویه۔

اور خاص کر امام نسائیؒ کی تو یہ عادت ہے کہ ہر راوی ضعیف کی حدیث کو اخذ کر لیتا ہے جب تک کہ اس کے ضعف و متروک ہونے پر اتفاق نہ ہو اگرچہ بہت لوگ اسکو ضعیف کہیں چنانچہ طیبیؒ کے اصول میں ہے:

قیل کا ن مذ ھب النسا ئی ان یخرّ ج عن کل من لم یجمع علی تر که۔

ایسا ہی شرح نخبہ میں ہے بصفحہ ۹۴۔

اور جو شخص ضعیف راوی سے باوجود علم اس کے ضعف کے حدیث کو روایت کرے اس کی روایت سے تصحیح کب مستفاد ہو سکتی ہے۔ اس بیان سے سب اعتراضات حنفیہ کے اوپر جارحین اس حدیث کے مندفع ہوئے اور ضعف اس حدیث کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا مزاحمت ثابت ہو گیا، جس سے جواب ثانی کامل ہوا۔ اور اس سے دو جواب اس قصہ مکذوبہ موضوعہ کے پورے ہو گئے اب ہم دونوں کو ایک تتمہ اور ایک لطیفہ سے ختم کرتے ہیں۔

تتمہ:

یہ جو بضمن دلیل اول ابن الصلاحؒ کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے کہ پچھلے زمانوں میں تصحیح احادیث مجرد اعتبار اسانید سے متعذر ہے اور باب تصحیح میں تصریح و تنصیص آئمہ سلف کے بکار ہے اس میں بعض علماء نے جو ابن الصلاحؒ سے پیچھے ہوئے جیسے عراقیؒ نوویؒ سیوطیؒ ابن جماعیؒ، یہ کلام کیا ہے کہ اگر کسی کو پچھلے زمانوں میں وہ قوت تمیز حاصل ہو جو متقدمین کو تھی تو وہ بھی اپنے اجتہاد سے حدیث کو صحیح کر سکتا ہے۔ چنانچہ ابوالحسن قطانؒ نے ابن الصلاحؒ کے زمانہ میں اور حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ نے اور حافظ زکی الدین منذریؒ وغیرہ نے اس کے پیچھے بعض احادیث کو صحیح کہا ہے لیکن اس کلام کو میرے مدعا سے مخالفت نہیں ہے میرا مدعا جس پر میں نے عبارت ابن الصلاحؒ کو شاہد ٹھہرایا ہے اس مقام میں اسی قدر ہے کہ مجرد وجود سند اور ثقاہت اس کے رجال کے جو آج کل کے لوگوں کے خیال میں آوے کافی نہ ہوگی جب تک کہ اس فن کے ناقد آئمہ حدیث سے اس کی تصحیح ثابت نہ ہو، سو اس میں متعقبین ابن الصلاح کو بھی کلام نہیں انہوں نے بھی منصب تصحیح کے واسطے کمال معرفت و قوت و تمیز و اتقان کو شرط ٹھہرا رکھا ہے اور یہ نہیں کہا کہ کس و ناکس یہ منصب رکھتا ہے۔ رہا یہ امر کہ جو ابن الصلاحؒ اور اس کے متعقبین میں اختلاف ہے ابن صلاح کے نزدیک تصحیح متقدمین سے مخصوص ہے۔ متاخرین پر اس کا دروازہ بند ہے اس کے متعقبین کے نزدیک یہ منصب آئمہ متاخرین میں بھی پایا جاتا ہے، اس میں حق پر کون ہے، سو یہ دوسری بات ہے جس سے اسجگہ بحث نہیں اور اگر کسی کو اس میں بحث منظور ہے تو اس گفتگو سے جس میں یہ تحریر ہو رہی ہے علیحدہ ہو کر اس میں بحث شروع کرے۔ میں اس اختلاف میں حق بجانب ابن الصلاحؒ خیال کرتا ہوں اور اس کے مقابلین میں خطا کا گمان رکھتا ہوں اور میں اس میں کچھ تحریر بھی کر چکا ہوں۔ من شاء فلیرا جعها

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لطیفہ:

بعض مضامین میرے ان جوابوں کے ہمارے مخاطب پردہ نشین کو جو ایک بچہ کے حجاب میں بحث کر رہا ہے بواسطہ تحریر میرے احباب کے پاس پہنچے اس کے جواب میں جو کچھ گوہر افشانی ان سے ہوئی ہے وہ اس مقام میں نقل کر دینا موجب لطف سمجھتا ہوں اور اس میں دو فائدے مدنظر رکھتا ہوں۔ ایک یہ کہ اس شخص کو پھر حوصلہ قلم اٹھانے کا میری اس تحریر کے جواب میں باقی نہ رہے، دوسرے یہ کہ اس ک علمیت و فضیلت جس کا وہ مدعی ہے اور بلحاظ اس فضیلت کے طالب کہنے کو اپنی ہتک سمجھتا ہے لوگوں پر منکشف ہو جاوے۔

پس واضح ہو کہ اولاً جو میں نے لکھا ہے کہ یہ قصہ بلا اسناد ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے تو کتب معتبرہ سے نشان دے دیا اور وہ بلا مسند ہیں۔ ھذا کلا مہ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ سند و اسناد اصطلاح اہل اصول میں کتاب معتبر کو نہیں کہتے بلکہ طریق متن حدیث کو کہتے ہیں یعنی ان راویوں کو جن کے ذریعہ سے وہ حدیث مروی ہوتی ہے۔ دیکھو شرح نخبہ اور دو تین ورق کا رسالہ اصول جو جامع ترمذی کے ابتداء میں لگ رہا ہے۔ شرح نخبہ کی عبارت یہ ہے:

الاسناد حکایة طریق المتن۔

اور اس کی دوسری جگہ میں ہے:

الاسناد ھو الطریق الموصلة الی المتن و المتن ما ینتھی الیه الاسناد۔

پس آپ کا کتاب فتح القدیر و خوارزمی کو سند سمجھنا بجز ناواقفی کے اصول حدیث میں کیا متصور ہوا، اور اگر آپ کا یہ دعوی ہے کہ ان کتابوں میں جو کچھ ہے و باسناد مصطلح اہل اصول ہے تو یہ خلاف واقع ہے ان کتابوں میں باسند باتیں بھی ہیں اور بلا اسناد بھی ہیں۔ دیکھو یہی قصہ مناظرہ کا جس کی سند سفیان تک نہیں پہنچائی۔ اور ثانیاً جو میں نے لکھا ہے کہ یہ قصہ خوارزمی میں ابن عیینہ سے بلا اسناد قبول؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ نہیں صفیان سے ہے (ایسا ہی صفیان صاد سے جناب کی تحریر میں ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دراصل یہ لفظ سین سے ہے۔ محمد حسین) پھر فرمایا ہے کہ اب کہو کون سا سلسلہ اسناد کا ٹوٹا (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر ۵۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ہشتم ستمبر ۱۸۷۷ء

(مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

کہ شاگرد کا شیخ سے فاصلہ رہا ہے فرق باعتبار.. اسماء الرجال تاریخ دین سے نکالو ورنہ دروغ بے فروغ سے کیا حاصل ہے۔ ھذہ کلا مہ ۔

اس کے جواب میں، میں (یعنی محمد حسین بٹالوی) کہتا ہوں کہ آپ کا یہ کہنا کہ ابن عینیہ ابن صفیان ہے اس سے آپ کی ناواقفی مشاہیر... سے ثابت ہوتی ہے جناب من! ابن عینیہ ہی سفیان کو کہتے ہیں اگر کسی استاد سے مشکوۃ بھی پڑھ لیتے تو یہ بات نہ کہتے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ کون سا سلسلہ اسناد کا ٹوٹا ہے کہ شاگرد کا شیخ سے فاصلہ رہا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حدیث کے کوچہ میں کبھی قدم نہیں رکھا آپ نے خوارزمی کو شاگرد اور ابن عینیہ کو شیخ سمجھ کر سلسلہ سند کو متصل سمجھ لیا ہے اور یہ بات اہل حدیث کے درس میں بیٹھنے والا نہ کہے گا جناب من خوارزمی ساتویں صدی میں ہوا اور سفیان بن عینیہ تیسری صدی میں گزر چکا۔ سنہ پیدائش خوارزمی، فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۸۳ میں لکھا ہے:

محمد بن محمود بن محمد بن الحسن الخوار ز می ابو المؤید الخطیب و لد سنه ۶۰۳ ثلاث وست مأة

اور سن وفات ابن عینیہ تقریب میں صفحہ ۱۵۲ بیان کیا ہے:

سفیا ن بن عینیه بنابی عمرا ن میمون الهلا لی ابو محمد الکوفی ثم المکی ثقة حافظ فقیه اما م حجة ا لّا انه تغیر حفظه بآ خره . . الی ان قال .. ما ت فی ر جب سنه ثما ن و تسعین یر ید بعد المأة کما صر ح به فی خطبة الکتا ب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس با وجود تین سو برس کے فاصلہ کے دو شخصوں میں ایک کو شاگرد اور دوسرے کو استاد خیال کرنا بجز جناب فضیلت مآب کے کس سے ہوسکتا ہے اور ایسی دلیری اور بہادری جس میں عقل و نقل دونوں سے مقابلہ ہو بجز آپ کے کون کرسکتا ہے

ثالثاً جو میں نے بحوالہ کتب اصول لکھا ہے کہ حدیث معلق ضعیف ہوتی ہے اس کے جواب میں آپ نے یہ بات فرمائی ہے کہ بانی مبانی اصول کون ہیں حنفی شافعی یا صحابہ کرام یا آنحضرت ﷺ۔ دوسرے یہ کہ یہ بات اصول حدیث میں کہاں ثابت ہے، بیان کرو یا حوالہ کتاب کا دو۔ اس کے جواب میں یہ التماس ہے اگر چہ بنانے والے کتب اصول کے صحابہ اور رسول اللہ ﷺ نہیں ولیکن اقوال صحابہ اور احادیث آنحضرت ﷺ اور آیات کتاب اللہ سے وہ اصول مستنبط ہیں جن پر ہمارا اعتماد ہے۔ اسی مسئلہ ضروری ...اسناد کو ملاحظہ فرمائیں جس سے حدیث معلق کی بے اعتباری نکلتی ہے کہ اس میں آیات و احادیث و آثار موجود ہیں جن کی تفصیل خطبہ صحیح مسلم میں مرقوم ہے اور ثبوت ضعف حدیث معلق کا شہادت کتاب و نقل عبارت سے ہماری تحریر میں گزر چکا ہے۔

اسی طرح کی اور چند باتیں قلم گوہر افشان میں لائے ہیں ولیکن نقل کرنا ان سب کا موجب تضیع اوقات نظر آیا، لہذا مشتے نمونہ خردار پر اکتفا کیا گیا۔

و لیکن هذا آخر ما کملت به الجواب عن حکایة المناظرة التی وضعها الکاذبون و نقلها القاصرة ذلك الحجة البالغه القاهرة فله الحمد علی ما اسبغ علینا من نعمة الباطنة و الظاهرة

دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا آہستہ آمین کہنا کسی حدیث صحیح قطعی الدلالۃ سے ثابت کیا جائے یا کوئی آیت قطعی الدلالۃ اس میں پیش کی جائے۔ اس کے جواب میں ہمارے مخفی مخاطب نے یہ لکھا ہے کہ صاحب صحیح بخاری نے صفحہ ۱۰۷ میں کہا ہے کہ آمین دعا ہے اور بہت ظاہر ہے کہ آمین ایک طرح کی دعا ہے پس دلیل قوی معشر عظیمہ اعنی علماء حنفیہ کی یہ آیت ہے قال اللہ تعالی: ادعوا ربّکم تضرعاً و خفیة۔ الآیہ۔ (ترجمہ۔ دعا کرو اپنے رب سے گڑ گڑا کر چپکے)۔ اور اس تحریر سے ہماری بلاتکلف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکل اول منعقد و ہو یدا ہوتی ہے کما لا یخفی علی ادنی عاقل ۔ اوراس دلیل ہماری کو صاحب قسطلانی شارح صحیح بخاری نے صفحہ ۸۴ سطر ۱۶ میں بیان کیا ہے ۔ پس ثابت ہوا قول بخاری اور آیت قرآن مجید سے کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہیے نہ چلاّ کر اور پکار کر ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعض مفسرین نے اس آیت کے کچھ اور معنی کئے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ مقلد کسی مفسر شافعی وغیرہ کے مت بنو ترجمہ قرآن کا کتب لغت وغیرہ سے کرلو اور دلائل باعتبار احادیث کے ہیں اس قرطاس میں گنجائش نہیں ۔

جواب اس کا دو طریق سے ہے ۔ طریق عامی ، طریق خاص اصولی ۔

تقریر طریق عامی جس کو عوام بھی سمجھ سکیں ، یہ ہے کہ اس استدلال میں آپ کے تین وجہ سے کلام ہے ۔

اول یہ کہ اس آیت میں بزعم جناب کے دعا کے آہستہ کہنے کا ارشاد ہوا ہے نہ بہ آہستگی آمین کا ۔ حکم آہستگی آمین اس سے تب مستفاد ہے جب کہ آمین دعا ہو اور دعا ہونا آمین کا کسی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ مجیب نے اس پر کوئی دلیل کتاب اللہ یا حدیث سے جس کا ہمارے اشتہار میں مطالبہ ہے پیش کی ہے ۔ اور جو بزعم خود قول بخاری کو دلیل سمجھ کر لایا ہے وہ آیت یا حدیث نہیں ہے ۔ پس حکم آہستگی آمین کا اس آیت سے ثابت نہ ہوا ۔

وجہ دوم یہ کہ اس آیت میں مراد اخفاء سے بہت نہ چلاّنا ہے ، نہ ایسا آہستہ کہنا جس کو کوئی نہ سنے ۔ چنانچہ اور کئی آیتیں اس مراد کی تفسیر کرتی ہیں ۔ ازانجملہ یہ آیت ۔ و لا تجهر بصلوتك و لاتخافت بها و ابتغ بين ذالك سبيلاً (الاسری : ۱۱۰) ۔ یعنی نہ بہت اونچی دعا مانگ نہ بہت آہستہ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ راہ ۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دعا کے باب میں نازل ہوئی ہے رواہ البخاری فی صحیحہ ۔

(حدثنا طلق بن غنام : حدثنا زائده عن هشام ، عن ابيه، عن عائشةؓ ، قالت : انزِل ذلك في الدعا ۔ بخاری حدیث نمبر ۴۷۲۳

حدثنا عبيد بن اسماعيل : حدثنا ابو اسامة عن هشام، عن ابيه ، عن عائشةؓ : قالت : نزلت هذه الآية (و لا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها) في الدعا ۔ صحیح بخاری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۵۲۶۷

تفسیر معالم التنزیل میں امام بغویؒ نے لکھا ہے: و قال قوم : نزلت الآیة فی الدعا ، و ھو قول عائشةؓ و النخعی ، و مجاھد و مکحول ۔ ، اخبرنا عبد الواحد الملیحی ، انا احمد بن عبد اللہ النعیمی ، انا محمد بن یوسف ، ثنا محمد بن اسماعیل ، ثنا طلق بن غنام ، ثنا زائدة عن هشام عن ابیه ، عن عائشةؓ (فی قوله تعالی) (و لا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها) ، قالت ۔ انزل ذلك فی الدعا)

بناءً علیہ اس آیت سے چلاّ نے کی ممانعت اور میانہ آواز سے دعا مانگنے کی ہدایت نکلی ۔ پس اگر بطور تنزل مانا بھی جاوے کہ آمین دعا ہے، تو اس سے حکم آمین اسی قدر مستفاد ہوا کہ آمین کو چلاّ کر نہ کہیں بلکہ میانہ آواز سے ، جو نہ بہت بلند ہو نہ بہت پست اور یہ مفید مدعا مخالفین نہیں ہے ۔ ان کا مدعا اور مذہب تو یہ ہے کہ آمین ایسی آہستہ کہی جاوے جس کو پاس والے نہ سنیں ۔ پس اس کو دعا مان کر بھی کام نہ بنا ۔

وجہ سوم یہ کہ اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ مراد اخفا سے اس آیت میں ایسی آہستگی ہے جس میں آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین اس سے مستثنی رہے گا ۔ اس لئے کہ جس پیغمبر ﷺ پر یہ آیت اتری اسی نے آمین کو اور کئی دعاؤں میں جہر کیا ہے ۔ پس اگر حکم آمین اوران دعاؤں جہری کا اس سے مستثنی نہ ہوتا تو وہ آمین وغیرہ دعائیں جہر سے کیوں کرتے ۔ کیا یہ آیت آنخضرت ﷺ سے پیچھے حنفیوں کے امام پر اتری ہے؟ یا آنخضرت ﷺ کی سمجھ میں اس کے معنی نہیں آئے ؟ یا حضرت ﷺ نے دیدہ و دانستہ آیت کا خلاف کیا ہے؟ مسلمان کی تو یہ شان نہیں ہے کہ کوئی بات ان میں سے آنخضرت ﷺ کے لئے تجویز کرے ۔ اس آیت سے تمسک کرنے والے جو چاہیں سو فرماویں ۔ الحاصل اخفاء آمین جس طرح کہ حنفیہ کا مذہب وادعا ہے اس آیت سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ یہ تین امر ثابت نہ کریں:

اول آمین کا دعا ہونا ۔

دوم مراد ہونا اخفاء سے آمین آہستہ کہنا جس کو کوئی نہ سنے ۔

سوم آمین کا اس آیت سے مستثنی نہ ہونا ۔

اور بدون اثبات ان امور کے اس آیت سے تمسک کرنا ایسا ہے ایسا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے کوئی بکری کو حرام کہے اور اس کی دلیل میں آیت حرمت خنزیر پیش کرے یا آیت حلت شتر بھیڑ سنا دے۔ اور ہر چند جہلاء کے سامنے تو یہ تمسک و استدلال بالآیۃ شمار کیا جاویگا ولیکن علماء کے نزدیک یہ بجز جہالت مستدل کچھ متصور نہ ہوگا۔

تقریر طریق خاص اصولی

جس کو وا ثقان اصول فقہ و اصول مناظرہ و اصول منطق سمجھ سکتے ہیں اور اس میں انہیں وجوہ ثلاثہ مذکورہ سابق کی علمی طرز پر تفصیل ہے، کہ تصویر استدلال مجیب کے جس کو آپ نے بغرض اظہار منطق دانی کے شکل اول سے تعبیر فرمایا ہے اس طرح ہے:

الآمین دعا و کل دعا یجب اخفاء بحیث لا یسمعه من یلی الداعی فلآمین یجب اخفاء کذلك

اس میں تین وجہ سے کلام ہے۔ اول یہ کہ اس کا صغری ممنوع و غیر مسلّم ہے، کیوں جائز نہیں کہ آمین اسم فعل ہو جس کے معنی یہ ہیں ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے۔ یا یہ دعا کی طرح حدیث میں آیا ہے یا یہ اللہ کا نام ہو، جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

قال ابن عباس و قتادہ معناہ کذلك یکون و قال مجاھد هو اسم من اسماء الله تعالی و هو طابع الدعاء و قیل خاتم الله علی عبادہ و دفع به الآفات عنهم کخاتم الکتاب یمنع من الفساد و ظهور ما فیه۔ انتهی۔

اور سنن ابوداؤد میں ابو مصبح سے مروی ہے:

قال کنا نجلس الی ابی زهیر النّمیری، و کان من الصحابة، فیتحدث احسن الحدیث فاذا دعا الرجل منّا بدعاءٍ قال: اختِمه بآمین۔ فانّ امین مثل الطابع، علی الصحیفة۔ قال ابو زهیر اخبرکم عن ذلك، خرجنا مع رسول الله ﷺ ذات لیلةٍ، فاتینا علی رجلٍ قد الحّ فی المسألةِ۔ فوقف النبی ﷺ یستمع منه۔ فقال النبی ﷺ: اوجب ان ختم۔ فقال رجل من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القو م: با یّ شیء یختم۔ فقا ل بآمین۔ فا نّہ ان ختم بآ مین فقد اوجب۔ فا نصرف الر جل الذی سأل النبی ﷺ ، فاتی الر جل فقا ل : اختِم یا فلا ن ! بآ مین و ابشر و ھذا لفظ محمود (سنن ابو داؤد حدیث نمبر ۹۳۸) ۔

طر فہ یہ کہ کلام امام ابوحنیفہؒ جو مبسوط میں منقول ہے نیز اس کی مؤید ہے کہ آمین دعا نہیں ۔مبسوط میں لکھا ہے :

رو ی عن ابی حنیفه انه قا ل و لا یقو ل ا لا مام آ مین انما یقو ل الما مو م و ذ لك لا ن ا لا ما م دا ع و الما مو م مستمع و انما یؤمن المستمع لا لدا عی کما فی سا ئر الا دعیة خار ج الصلوۃ ۔

اور موطا امام محمد میں ہے :

فا ما ابو حنیفه فقا ل یومن خلف الا ما م و لا یؤمن ا لا ما م ۔

اور یہ قول امام کا کہ امام آمین نہ کہے ہمارے نزدیک لائق اعتماد نہیں اس لئے کہ حدیث میں صریح آ چکا ہے کہ امام آمین کہتا ہے محل تمسک ہمارا اس نقل میں یہ قول امام کا ہے کہ امام داعی ہے اور داعی کی شان سے آمین کہنا نہیں ہے ۔اس سے صاف ثابت ہوا کہ آمین دعا نہیں بلکہ منافی دعا ہے ۔اور یہ قول حنفیہ پر سخت حجت ہے ۔اور جو مجیب نے قول بخاریؒ سے جو دراصل قول عطا تابعیؒ کا ہے آمین کے دعا ہونے پر استدلال کیا وہ اولاً بجائے خود حجت نہیں خصوصاً ہمارے اشتہار کے جواب میں جس میں آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح قطعی الدلالۃ کا مطالبہ ہے، ثانیاً معارض ہے ساتھ اقوال ان آئمہ کے جن کی تقلید حنفیہ پر واجب ہے اور اس کا خلاف بزعم ان کے حرام ۔ رابعاً اس حدیث مرفوع سے مخالف ہیں جو ابوداؤد سے نقل ہوئی ۔آئندہ اگر مخاطب کو اس آیت سے استدلال کی ہوس ہے تو ان معارضات کو اٹھاوے اور بدلیل صریح قرآن وحدیث ثابت کرے کہ آمین دعا ہے ورنہ اس آیت سے تمسک کرنا بڑی شرم کی بات ہے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

ایک موسوس نے جس کے برابر زمرہ مقلدین میں کوئی کذاب نہیں دیکھا نہ سنا آمین کے دعا ہونے پر آیت قد اجیبت دعو تکما سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ موسیٰؑ دعا کرتے تھے اور ہارونؑ آمین کہتے تھے۔ باایں ہمہ اللہ تعالی نے دونوں کے فعل کو دعا کہا اس سے معلوم ہوا کہ آمین بھی دعا ہے۔ انتھی کلامہ

اس کا جواب اس نظر سے لکھا جاتا ہے کہ مبادا کوئی اس کو دیکھ کر چونک اٹھے اور ہمارے مقابلہ کو مستعد ہو جائے پھر ہم دوبارہ اس کی جواب دہی کی حاجت پڑے۔ پس سنا چاہیے۔

اولاً یہ کہنا کہ آپ کا کہ حضرت ہارونؑ محض آمین کہتے تھے دعا نہ مانگتے تھے، ثبوت طلب ہے۔ خصم اس کو نہیں مانتا اور اس میں بعض اقوال مفسرین کو بدون مستند کے کتاب اللہ وسنت سے حجت نہیں جانتا۔

ثانیاً اگر بطور تنزل حضرت ہارونؑ کا فقط آمین کہنا مان بھی لیا جائے تو بھی اس میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس آیت میں دعا کا اطلاق دعا ہارونؑ و موسیٰؑ دونوں کے فعل پر بطور مجاز و تغلیب کے ہے کہ نہ بحسب حقیقت چنانچہ معارضات اربعہ سابقہ حقیقی ہونے سے اس اطلاق کے قرائن صارفہ قویہ ہیں اور بسا اوقات ایک متجاور پر دوسرے کے وصف کا حکم کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آیت:

یخرج منهما الؤلؤ و المرجان (الرحمان:۲۲)

میں، موتی نکلنے کو دونوں دریاؤں کی طرف نسبت کیا ہے حالانکہ واقع میں وہ دریا شور سے نکلتے ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

و انما یخرج ای اللولؤ من المالح دون العذب، و هذا جائز فی کلام العرب ان یذکر شیئان ثمّ یخص احدهما بفعل کما قال عزّ و جلّ: یا معشر الجن و الانس ألم یأتکم رسل منکم (الانعام:۱۳۰) و کانت الرسل من الانس دون الجن۔

(و قال بعضهم یخرج من ماء السماء و ماء البحر۔ قال ابن جریج: اذا أمطرت السماء فتحت الاصداف افواهها فهیچما وقعت قطرة کانت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لؤلؤة)۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

(کبار الدرر و صغا رہ، و قیل المر جا ن الخرز ا لا حمر ، وان صحّ ان الدرر یخر ج من الملح فعلی الاول) انما قا ل منھما لأ نّہ مخر ج من مجتمع الملح و العذ ب، او لانّھما لما اجتمعا صارا کا لشی ء الوا حد فکأن المخر ج من احدھما کا لمخر ج منھما۔

اسی طرح پر جائز ہے کہ دعا حقیقۃً فعل حضرت موسیٰؑ کا نام ہو نہ فعل حضرت ہارونؑ کا، ولیکن حق تعالی نے بسبب مجاورت دونوں کے اس کو دونوں کے فعل پر اطلاق فرمایا ہے۔ پس جب تک جناب موسوس اولاً بنقل متصل ... ہارون کا فقط آمین کہنا ثابت نہ کریں وثانیاً حقیقت ہونا اطلاق دعا کا اوپر آمین حضرت ہارونؑ کے بنقل صریح کتاب وسنت یا محاورہ متواترہ یا مشہورہ عرب عرباء کے ثابت نہ کریں استدلال آپ کا اس آیت قد ا جیبت دعوتکما پر محض وسواس وتلبیس ہے۔ عصمنا اللہ منہ

وجہ دوئم: یہ کہ کبری شکل جناب کا صدق محل منع ہے اور وجوب اخفاء دعا جس کو کوئی نہ سنے غیر مسلّم ہے۔ اور دلالت آیت ادعوا ر بکم تضر عاً و خفیۃ کی اس پر ممنوع ہے۔ کیوں جائز نہیں کہ مراد اخفا سے اس آیت میں یہ ہو کہ شور وغل نہ مچاؤ۔ نہ یہ کہ بالکل پست آواز کرو جس کو کوئی نہ سنے چنانچہ جملہ انّ اللّٰہ لا یحبّ المعتدین، جو اس آیت کے اخیر میں ہے اسی معنی کا مؤید ہے جو ہم نے تجویز کئے ہیں۔ اور آیت

لا تجھر بصلو تك و لا تخا فت بھا و ابتغ بین ذ لك سبیلاً

اور آیت

وا ذ کر ر بك فی نفسك تضر عاً و خفیۃ دو ن ا لجھر من القول بالغدو و الآصا ل و لا تکن من الغا فلین (ا لا عرا ف:۲۰۵)

نیز اسی کے مؤید ہے اور حدیث عائشہؓ کہ یہ آیت دعا میں میں نازل ہوئی ہے اسی معنی کی مفسر ہے۔ وحدیث ابی موسیٰؓ جس میں صاف تصریح ہے کہ لوگ چلا کر اللہ کا نام لیتے تھے جس پر آنحضرتﷺ نے ان لوگوں کو روکا اسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف مشعر۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں بذیل آیت ادعوا ربکم (الاعراف:۵۵) کے لکھا ہے:

ان الله لا یحب المعتدین ای المعتدین فی الدعاء
و قیل اراد به الاعتداء بالجهر و الصیاح، قال ابن جریج: من الاعتداء رفع الصوت و النداء بالدعا و الصیاح۔

روینا عن ابی موسی قال: لمّا غزا رسول الله ﷺ خیبر اشرف الناس علی وادٍ فرفعوا اصواتهم بالتکبیر، فقال رسول الله ﷺ: اربِعوا علی انفسکم انّکم لا تدعون اصمّ و لا غائباً، انّکم تدعون سمیعاً قریباً۔

اور یہ حدیث حضرت ابوموسی اشعریؓ کی صحیح بخاری میں موجود ہے (جو یوں ہے:

عن ابی موسی الاشعریؓ قال: کنّا مع رسول الله ﷺ فکنّا اذا اشرفنا علی وادٍ هلّلنا و کبّرنا ارتفعت اصواتنا۔ فقال النبیّ ﷺ: یا ایّها النّاس! اربعوا علی انفسکم، فانّکم لا تدعون اصمّ و لا غائباً، انّه معکم، انّه سمیع قریب۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۹۹۲

عن ابی موسی الاشعری قال: لمّا غزا رسول الله ﷺ خیبر او قال: لمّا توجّه رسول الله ﷺ اشرف النّاس علی وادٍ فرفعوا اصواتهم بالتّکبیر: الله اکبر، الله اکبر، لا اله الّا الله، فقال رسول الله ﷺ: اربعوا علی انفسکم انّکم لا تدعون اصمّ و لا غائباً۔ انّکم تدعون سمیعاً قریباً و هو معکم۔، و انا خلف دابّة رسول الله ﷺ فسمعنی و انا اقول: لا حول و لا قوّة الّا بالله، فقال لی: یا عبد الله بن قیسٍ، قلت: لبیك رسول الله۔ قال: الا ادلّك علی کلمة من کنزٍ من کنوز الجنةِ۔ قلت: بلی یا رسول الله فداك ابی و امّی، قال: لا حول و لا قوّة الّا بالله۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۲۰۲،

عن ابی موسی قال: کنّا مع رسول الله ﷺ فی غزاةٍ فجعلنا لا نصعد شرفاً و لا نعلوا شرفاً و لا نهبط فی وادٍ الّا رفعنا اصواتنا بالتّکبیر، قال: فدنا منّا رسول الله ﷺ فقال: یا ایّها النّاس، اربعوا علی انفسکم، فانّکم لا تدعون اصمّ و لا غائباً، انّما تدعون سمیعاً بصیراً۔ ثمّ قال: یا عبد الله بن قیس، الا اعلّمك کلمة هی من کنوز الجنّة۔: لا حول و لا قوة الّا بالله ۔صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۶۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی موسی قال : کنّا مع النبی ﷺ فی سفرٍ فکنّا اذا علو نا کبّر نا فقا ل: ار بعوا علی انفسکم فا نّکم لا تدعو ن ا صمّ و لا غا ئباً ۔ تد عو ن سمیعاً بصیراً قر یباً ۔ ثم اتی علیّ و انا اقول فی نفسی : لا حول و لا قوۃ الّا با للہ ۔ فقا ل لی : یا عبد اللہ بن قیس قل : لا حو ل و لا قوۃ ا لّا با للہ ، فا نّھا من کنوز الجنّۃ ، او قا ل : الا ادلّك ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۳۸۶)

اور نیز معالم میں بصفحہ ۱۷۳ بذیل آیت دوم یعنی ا ذکر ر بك فی نفسك .. الخ کے لکھا ہے:

ارا د فی صلوۃ الجهر لا تجهر جهراً شدیداً بل فی خفض و سکو ن ،تسمع من خلفك۔ و قا ل مجا ھد و ابن جر یج : امر ان یذکروہ فی الصدور و بالتضرّع الیہ فی الدعا و الاستکانۃ ، دون رفع الصو ت و الصیا ح با لدعا ۔

اور نیز تفسیر معالم میں بصفحہ ۵۴۰ بذیل آیت سوم لا تجهر بصلو تك و لا تخا فت بها (الا سرا: ۱۱۰) کے لکھا ہے:

ا خبر نا عبد الوا حد بن ا حمد الملیحی، ا نا ا حمد بن عبد اللہ النعیمی انبانا محمد بن یو سف، ثنا محمد بن اسما عیل، انا یعقو ب بن ابرا ھیم حدثنا ھیشم، ثنا ابو بشر، عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قو لہ تعا لی: و لا تجهر بصلوتك و لاتخافت بها، قا ل: نز لت و رسو ل اللہ ﷺ مختف بمکۃ، کا ن اذاصلّی با صحا بہ رفع صو تہ با لقر آ ن، فا ذا سمعہ المشر کو ن سبّو القر آ ن و من انز لہ و من جا ء بہ۔ فقا ل اللہ تعا لی لنبیّہ ﷺ: و لا تجهر بصلو تك، ای بقر أتك فیسمع المشر کو ن فیسبّوا القر آ ن ، و لا تخا فت بها عن اصحا بك ، فلا تسمعهم ۔ و ابتغ بین ذلك سبیلًا ۔

و بهذا ا لا سناد عن محمدبن اسما عیل قا ل حد ثنا مسددعن ھیشم عن ابی بشر باسناد مثلہ و زا د وا بتغ بین ذالك

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبیلا ۔ اسمعهم و لا تجهر حتى يأ خذوا عنك القر آن۔

و قا ل قو م: نز لت الآ ية فی الدعا و هو قول عا ئشه ر ضی الله عنها ، و النخعی و مجا هدو مکحو ل۔

ا خبر نا عبد الواحد المليحی، انا ا حمد بن عبد الله النعيمی، انا محمد بن يو سف، حد ثنا محمد بن اسماعيل، ثنا طلق بن غنا م، ثنا زا ئدة عن هشا م عن ابيه، عن عا ئشه ر ضی الله عنها،(فی قو له تعا لی) و لا تجهر بصلو تك و لا تخا فت بها ، قالت: نز لت ذلك فی الدعا۔

و قا ل عبد الله بن شداد: کان ا لاعرا ب من بنی تميم اذا سلم النبی ﷺ: قا لوا اللهم ار زقنا ما لًا و ولداً فيجهرو ن بذ لك۔ فا نز ل الله هذه ا لآ ية: و لا تجهر بصلو تك ۔

ای: لا تر فع صو تك بقر أتك او بدعا ئك و لا تخافت بها۔ و المخا فته خفض الصو ت و السكو ت۔ و ابتغ بين ذ لك سبيلا ای بين الجهر و الخفاء ۔

ا خبر نا ابو عثما ن سعيد بن اسما عيل الضبی، انا ابو محمد عبد الجبار بن محمد الخز اعی، ا خبر نا ابو العباس محمد بن ا حمد المحبو بی، ثنا ابو عيسى التر مذ ی، ثنا محمود بن غيلا ن ثنا يحی بن اسحاق، ثنا حماد بن سلمة، عن ثا بت عن عبد الله بن ر با ح ا لانصاری، عن ابی قتا ده ان النبی قال لا بی بكر: مررت بك و انت تقرأ القر آن و انت تخفض صو تك۔ فقا ل انی أ سمعت من نا جيت۔ فقا ل ار فع قليلاً ۔و قال لعمر: مررت بك و انت تقرأ و انت تر فع صو تك۔ فقال انی او قظ الو سنا ن وا طرد الشيطا ن۔ فقال ا خفض قليلاً ۔

تمام ہوئیں عبارتیں تفسیر معالم التنزیل کی ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر ۶۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور یہ جو اس میں اول حدیث حضرت ابن عباسؓ منقول ہے یہ صحیح بخاری میں بصفحہ ۶۸۶ و جامع ترمذی میں بصفحہ ۱۵۹ موجود ہے اور جو آخر میں حدیث حضرت ابن عباسؓ لائے ہیں یہ ترمذی میں بصفحہ ۶۲ جلد اول میں موجود ہے اور جو حدیث حضرت عائشہؓ سے نقل فرمائی وہ صحیح بخاری کے صفحہ ۶۸۶ و ۹۳۶ میں آئی ہے۔ اور قسطلانیؒ نے شرح اس حدیث میں ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے حدیث حضرت عائشہؓ وحدیث اول حضرت ابن عباسؓ میں تطبیق وتوفیق ہوسکتی ہے۔ حیث قال:

عن عائشه انها قالت انزل ذلك ای قوله و لا تجهر الخ ۔ فی الدعا من باب اطلاق الکل علی الجزء اذ الدعاء من بعض اجزاء الصلوة واخرج الطبری و ابن خزیمه و الحاکم من طریق خفض بن غیاس عن هشام الحدیث و زاد فیه فی التشهد و هو مخصص لحدیث اذ ظاهره اعم من ان یکون داخل الصلوة و خارجها و عنه ابن مردویه من حدیث ابی هریره کان رسول الله ﷺ اذا صلی عند البیت رفع صوته بالدعا او مرادها معناها اللغوی علی ما لا یخفی

اور تفسیر بیضاوی میں بصفحہ ۲۸۵ بذیل آیت تنازع فیھا کے لکھا ہے:

انه لا یحب المعتدین، المجاوزین ما امروا به فی الدعا وغیره، نبّه به علی ان الداعی ینبغی ان لا یطلب ما لا یلیق به کرتبة الانبیاء علیهم الصلوة و السلام، و الصعود الی السماء، و قیل هو الصیاح فی الدعا و الاسهاب فیه، (و عن النبی ﷺ فسیکون قوم یعتدون فی الدعاء، و حسب المرء ان یقول : اللهم انی اسألك

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجنة و ما قرب الیها من قول و عمل، و اعوذ بك من النار و ما قرب الیها من قول و عمل ثم قرأ: انه لا یحب المعتدین)

اور بذیل آیت دوم بصفحہ ۳۰۸ لکھا ہے:

و اذکر ربك فی نفسك، عام فی الاذکار من القرأة و الدعاء و غیرهما، او امر للماموم بالقرائة سراً بعد فراغ الامام عن قرأته کما هو مذهب الشافعی ،تضرعاً و خفیه، متضرعاً و خائفاً ،دون الجهر من القول، و متکلماً کلاما فوق السر و دون الجهر فانه ادخل فی الخشوع و الاخلاص ، (بالغدو و الآصال ، باوقات الغدو و العشیات ، و قرِیء ، و الِایصال ، و هو مصدر اصل اذا دخل فی الاصیل و هو مطابق للغدو، و لا تکن من الغافلین ، عن ذکر الله ۔) ۔

اور تفسیر جلالین میں بذیل آیت دوم لکھا ہے:

و فوق السرّ دون الجهر من القول اے قصداً بینهما ۔

اور طرفہ یہ کہ مفسرین اسی آیت متمسکہ مخاطب سے اخفا اور جہر دونوں کو نکالتے ہیں ۔ اور اس آیت کو دعاء سری و جہری دونوں کے مشروعیت کی دلیل ٹھہراتے ہیں ۔ تفسیر عباسی میں ہے:

ادعوا ربکم تضرعاً علانیة و خفیة سراً و یقال تضرعاً مستکیناً و خفیه اے خوفاً

تفسیر معالم التنزیل میں بذیل آیت تدعونه تضرعاً و خفیه (الانعام:۶۳) جو اس آیت سے لفظ و معنی میں متفق ہے، لکھا ہے: ای علانیة و سراً ایسا ہی تفسیر جلالین میں ہے اور ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

معلنین و مسرین، او اعلاناً و اسراراً ۔

اور اگر مراد خفیہ کے اس آیت میں عدم مطلق جہر ہوتا نہ عدم جہر عنیف تو مفسرین یہاں اخفاء کے ساتھ جہر کو جمع نہ کرتے اور حق تعالیٰ بھی آیات سابق الذکر میں سر و جہر کو جمع نہ فرماتا ۔ پس ان آیات اور اقوال مفسرین و احادیث سید المرسلین ﷺ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال صحابہ وتابعین سے صاف ثابت ہوا کہ یہاں مراد اخفا سے ایسا اخفا ہے جو مطلق جہر کے منافی نہیں ہے بلکہ جہر عنیف کے منافی ہے جس کو چلّا نا کہتے ہیں۔ حنفیہ سلف و خلف سے جو اس آیت کو تمسک کرتے ہیں عموماً اور مخاطب سے خصوصاً ہم کو تعجب و افسوس ہے کہ ان آیات کو مطلق جہر کی ممانعت پر دلیل پکڑتے ہیں اور عوام کالانعام کو قرآن کی آڑ میں بہکاتے ہیں۔ مجھے اپنے مخاطب کم علم نافہم پر اتنا افسوس نہیں جس قدر اس کے پیشوایان مذہب پر افسوس ہے جیسے ملا علی قاریؒ، شیخ عبدالحق دہلویؒ کہ یہ باوجود اس کے کہ عالم و محدث کہلاتے اور فقہ اور حدیث اور تفسیر میں نظر رکھتے سب طرف سے آنکھ بند کر کے اس آیت سے ہاتھ مار گئے ہیں اور اس کو مطلق جہر کے منافی پر دلیل ٹھہرا گئے۔ الحق، تقلید نے ان کی آنکھوں پر پٹی لگا رکھی تھی اور بیساختہ ناحق میں ان کی قلم وزبان جاری کی۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

تنبیہ لطیف:

جناب مجیب نے کہیں سے سن لیا ہوگا کہ مفسرین نے معنی اس اخفا کے ایسے کئے ہیں جو مطلق جہر کے منافی نہیں رہتے بلکہ جہر عنیف کے منافی ہیں، چنانچہ ہم نے تفصیل سے لکھ دیا ہے، پس اسکے جواب میں اپنی اخیر تقریر میں فرمایا ہے کہ مقلد کسی مفسر شافعی وغیرہ کے مت بنو، ترجمہ قرآن کا کتب لغت وغیرہ سے کرلو۔

اس کے جواب میں راقم ملتمس ہے کہ بیان مفسرین اس معنی کی تفصیل میں بے دلیل نہیں ہے بلکہ آیات قرآن و احادیث نبویہ وآثار صحابہ کے اس بیان پر شاہد عدل ہے پس اتباع مفسرین اس معنی کے قبول کرنے میں عین اتباع آیات و احادیث ہے کہ تقلید مفسرین۔

ثانیاً قول جناب کا اگر اسی محل میں محدود مقصود ہے تو یہ دھینگا دھینگی ہے آپ اس کو انصاف سمجھتے ہیں تو دلیل خصوصیت کی بیان فرماویں اور اگر تمام قرآن کی نسبت یہ قول فرمایا ہے کہ جو معنی قرآن کے لغت سے ثابت ہوں وہ کرلو اس میں کسی کی تقلید نہ کرو تو، دل ماشاد و چشم ماروشن، ہم بھی اسی بات کے مشتاق ہیں اور اسی آب زلال کے پیاسے کہ لوگ تقلید مفسرین وفقہاء کی چھوڑ دیں اور بدون پابندی کسی مفسر وفقیہ کے قرآن وحدیث کے ظاہر معنی پر جو جمہور اہل لسان سمجھتے ہیں عمل کریں۔ سوالحمدللہ آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اس کی اجازت دی اور اپنی زبان گوہر افشاں سے یہ کلمہ فرمایا۔ اس تقدیر پر ہم آپ کے اس کلمہ کے شکر گذار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی آپ کا عمل بھی اس کے موافق کرے۔ لیکن اس مقام میں باوجود صدق اس قانون کے مفسرین کا اتباع چھوڑنا مناسب نہیں اس لئے کہ یہاں مفسرین کے کلمات کتاب اللہ وسنت وآثار صحابہ کے معافق ہیں جو لغت عرب عربا سے مخالف نہیں۔

وجہ سوم۔ یہ کہ بعد تسلیم صدق کبری کے کلیہ کبری ممنوع ہے اور دلیل جناب جس سے یہ کلیہ نکالی ہے منقوض ہے بہت موانع سے حکم ومفاد اس دلیل کا جو آپ سمجھے ہیں متخلف ہے بہت جگہ قرآن سے جہر دعا کی مشروعت نکلتی ہے اور سینکڑوں مواضع میں آنحضرت ﷺ سے یہ جہر ثابت ہے حق تعالی فرماتا ہے:

ثم اذا مسّکم الضرّ فالیہِ تجئرون (نحل:۵۳)۔

(یعنی جب تم کو دکھ نکلتا ہے تو تم اس کی طرف آوازیں بلند کرتے ہو)۔

یہ بات اللہ تعالی نے بطور احسان جتانے کے فرمائی ہے اور اس فعل پر انکار نہیں کیا۔ اور بہت مواقع میں جیسے بعد خروج از نماز و بوقت قیام از خواب و بوقت صباح وشام و بوقت خواب و بیداری اور گھر سے نکلتے وقت اور داخل ہوتے ہوئے اور مجالس میں بیٹھے ہوئے اور مجالس سے اٹھتے وقت اور مواقع سفر ونزول غم و بلا میں بوقت لباس پہننے اور کھانا کھانے اور بیت الخلا میں جانے اور اس سے نکلنے کے اور بوقت دیکھنے چاند اور سننے آواز رعد اور دیکھنے بادل اور آندھی کے اور دن عرفہ کے اور شب قدر میں اور بجواب چھینک کے اور کسی سائل دعا کی درخواست پر اور ان کے سوائے صدہا مواضع میں آنحضرت ﷺ سے دعائیں واستعاذہ مروی ہیں جن کا ظاہر جہر ہے اور وہ دعائیں صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ ظاہر محتمل تاویل ہوتا ہے اور خصم کو اس میں چوں چرا کی گنجائش رہتی ہے اس لئے اس مقام میں چند ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن میں جہر آنحضرت ﷺ یا آپ کی تقریر کسی کی جہر پر منصوص ہے اور تاویل انکار کو اس میں گنجائش نہیں۔ وہ یہ ہیں جو نمبر وار لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری (حدیث نمبر ۶۳۶۴) عن ام خالد قالت سمعت النبی ﷺ اللہ ﷺ یتعوذ من عذاب القبر (الحدیث)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عن موسی بن عقبی قال: حدثتنی ابنة خالد بن سعید بن العاصی: انها سمِعت النبی و و هو یتعوّذ من عذاب القبر (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۱۳۷٦)

۲۔ صحیح مسلم (حدیث نمبر ۲۲۳۲) عوف سے بن مالک روایت ہے۔

قال صلّی رسول الله ﷺ علی جنازةٍ، فحفظت من دعاءہ هو یقول: اللهم اغفر له و ارحمه و عافه و اعف عنه، و اکرم نزله، و وسّع مدخله، و اغسله بالماء و الثّلج و البرد، و نقّه من الخطایا کما نقّیت الثّوب الابیض من الدّنس، و أبدِله داراً خیراً من داره، و اهلاً خیراً من اهله، و زوجاً خیراً من زوجه، و ادخله الجنّة، و أعذه من عذاب القبر و من عذاب النار۔

اس روایت کے اخیر میں ہے کہ اس دعاء نبوی کے لئے عوف نے یہ آرزو کی کہ میت میں ہوتا تاکہ وہ دعا مجھے بھیجتے۔ قال: تمنّیت ان اکون انا ذلك المیت۔

۳۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۰۰ میں ہے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر اونٹنی کی اوجھڑی وغیرہ ڈال دی۔ جب بی بی فاطمہؓ آئیں تو انہوں نے اٹھایا؟ جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو بآواز بلند بدعا کی جس کو سن کر مشرکین ڈر گئے چنانچہ راوی کہتا ہے

(عن عبد الله بن مسعود: بینما رسول الله ﷺ یصلّی عند البیت، و ابو جهلٍ و اصحاب له جلوس۔ و قد جزور بالامس۔ فقال ابو جهلٍ: ایّکم یقوم الی سلا جزورِ بنی فلانٍ فیأخذه، فیضعه فی کتِفیی محمدٍ اذا سجد۔

فانبعث اشقی القوم فأخذه، فلمّا سجد النبی ﷺ و ضعه بین کتفیه۔

قال: فاستضحکوا۔ و جعل بعضهم یمیل علی بعض۔ و انا قائم انظر۔ لو کانت لی منعة طرحته عن ظهر رسول الله ﷺ۔ و النبی ﷺ ساجد، ما یرفع رأسه، حتی انطلق انسان فأخبر فاطمة، فجاءت، و هی جویریة، فطرحته عنه۔ ثم اقبلت علیهم تشتمهم) فلمّا قضی النبی ﷺ صلوته رفع صوته، ثم دعا علیهم، و کان اذا دعا، دعا ثلاثاً۔ واذا سأل، سأل ثلاثاً۔ ثم قال: اللهم! علیك بقریشٍ۔ ثلاث مراتٍ۔ فلمّا سمعوا صوته ذهب عنهم الضحك و خافوا دعوته

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ثم قال : اللهم بأبی جهل بن هشام ، و عتبة بن ربیعة، و شیبة بن ربیعة ، و الولید بن عقبة ، و امیة بن خلفٍ، وعقبة بن ابی معیطٍ۔،
و ذکر السّابع ولم احفظه ،
فوالّذی بعث محمداً ﷺ بالحق ! لقد رأیت الذین سمّی صرعی یوم بدرٍ۔ ثم سحِبوا الی القلیب، قلیب بدر (صحیح مسلم)

۴۔سنن ترمذی (حدیث نمبر ۳۴۱۹) میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے :

سمعت رسول الله ﷺ یقول لیلةً حین فرغ من صلوته: اللّهم انّی اسئلك رحمة من عندك تهدی بها قلبی، و تجمع بها أمری، و تلمّ بها شعثی، و تصلح بها غائِبی ، و ترفع بها شاهدی ، و تزکیّ بها عملی ، و تلهمنی بها رشدی ، و تردّ بها الفتی ، و تعصمنی بها من کل سوءٍ، اللهم اعطنی ایماناً و یقیناٍ لیس بعده کفر ، و رحمة انال بها شرف کرامتِك فی الدنیا والآخرة ، اللهم انی اسئلك الفوز (فی العطاء و یروی) فی القضاء و نزل الشهداء و عیش السعداء والنصر علی الاعداء .. الخ۔

ضمیمہ نمبر ۷۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۲۲ ستمبر ۱۸۷۷ء

(یہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء ہے جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

۵۔ ابوداؤد میں عن فضالة بن عبید یقول سمع رسول الله ﷺ رجلاً یدعو فی صلوته .. الخ

۶۔ اس میں ہے بصفحہ ۲۰۸ عن بریدة ان رسول الله ﷺ سمع رجلاً یقول اللهم انی اسئلك انت الله لا اله الا انت ۔ الخ ۔

اس میں ہے بصفحہ ۲۱۴ عن انس بن مالك قال :کنت اخدم النبی ﷺ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکنت اسمعه کثیراً یقو ل: ا للهم انی اعو ذ بك من الهمّ وا لحز نِ و ظلع الدّین و غلبة الر جا ل ۔ (سنن ابو دا ؤد حد یث نمبر ۱۵٤۱ء)

۸ ۔ اس میں ہے بصفحہ ۲۱۰ ۔ حد ثنا مسدد و سلیما ن بن دا ؤد العتکیّ، و هذا حد یث مسددٍ، قا لا : حد ثنا المعتمر قا ل : سمعت دا ؤد الطفاویّ قا ل : حد ثنی ابو مسلم البجلیّ عن زید بن ارقم قا ل: سمعت النبی ﷺ یقو ل: و قا ل سلیما ن : کا ن رسو ل الله ﷺ یقول فی دبر صلوته،

اللهم ! ر بّنا و ربّ کل شیء ، انا شهید انّك انت الرّ ب و حد ك لا شر یك لك، اللهم! ر بّنا و ربّ کلّ شیء ، انا شهید ان محمداً عبد ك و رسو لك ، اللهم ! ر بّنا و ربّ کلّ شیء، انا شهید ان العباد کلّهم اخوة، اللهم! ربّنا و ربّ کلّ شیء اجعلنی مخلصاً لك و اهلی فی کل سا عةٍ فی الد نیا و الآ خرة ، یا ذا الجلا ل و الا کرا م اسمع و استجب، الله اکبر ا لا کبر ، اللهم ! نور السما وا ت و ا لا ر ض ۔

قا ل سلیما ن : رب السما وا ت و الا ر ض ۔ الله اکبر الا کبر، حسبی الله و نعم الو کیل ، الله اکبر ا لا کبر (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۰۸)۔

۹ ۔ اس میں ہے بصفحہ ۱۰۰ جلد ۲۔ سئل مر وا ن ابا هر یرة: کیف سمعت رسو ل الله ﷺ یصلّی علی الجنا زة۔ قا ل ابو هر یره :ا للهم أنت ربّها و أنت خلقتها ۔ و انت هد یتها للاسلا م و انت قبضت رو حها و انت اعلم بسرّها و علا نیتها، جِئنا شفعا ء (له) فا غفر له (سنن ابو دا ؤد حد یث نمبر ۳۲۰۰)

۱۰۔ اس میں ہے بصفحہ ۱۰۱ جلد۲ حد ثنا عبد الر حمن بن ابرا هیم الد مشقی ، حد ثنا الولید ۔ ح ۔ و حد ثنا ابرا هیم بن موسی الرازی، ا خبر نا الولید، و حد یث عبد الر حمن، اتمّ قا ل : حد ثنا مروان بن جنا ح عن یو نس ابن میسره بن حلبسٍ، عن وا ثلة بن الاسقع قا ل: صلّی بنا رسو ل الله علی ر جل من المسلمین فسمعته یقو ل: اللهم انّ فلا ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن فلاٍ نٍ فی ذمّتك فقهِ فتنة القبر ،

قا ل عبد الر حمن: فی ذمتك و حبل جوارك، فقِهِ من فتنة القبر و عذاب النار ، و انت اهل الوفاء و الحقّ اللهم فا غفر له و ار حمه انّك انت الغفور الر حیم ۔ (سنن ابو دا ؤد حد یث نمبر ۳۲۰۲)

اسی قسم کی اور صد ہا ا حا دیث ہیں جن میں جہر آ نحضرتﷺ کا ادعیہ و اذ کا ر میں منصوص ہے ولیکن اس مقا م بخوف تطویل اسی قدر پر اکتفا کیا جا تا ہے ۔ اب مدعیان کلیہ کبری ومستدلین آ یت مذکورہ آ پ ہی غور فر ما ئیں کہ با و جود ثبوت جہر بعض دعا ؤں کے اجازت وتقریرالٰہی وفعل تقریر حضرت رسالت پناہی سے وہ کلیۃ کہاں رہتی ہے ولیکن اس غور کے واسطے علم وفہم وانصاف وحیا شرط ہے۔ کما قیل۔

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست
بر ہرزہ ست تکیہ بچون و چرا کنند

پس اگر مستدلین آ یت مذکور میں کچھ انصا ف سے بہر ہ ہو تا تو بعد علم اس بات کے کہ آ نخضرتﷺ نے بعض ادعیہ میں جہر کیا ہے کبھی اس آ یت سے تمسک نہ کر تے اور اس سے و جوب اخفا عمو ماً ادعیہ میں نہ نکا لتے انہوں نے اتنا نہ سو چا کہ یہ آ یت آ نخضرتﷺ پر اتر ی تھی اور آ نخضرتﷺ کو اس کے معنی مراد پر سب سے بڑ ھ کر اطلاع تھی با و جود اس کے جب آ نخضرتﷺ نے بعض ادعیہ میں جہر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اس آ یت کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہم نے تراش کئے ہیں ۔ یہ نہیں تو اتنا ہی سو چتے کہ ہم خود صد ہا دعا ؤں میں جہر کر تے ہیں اور ربنا ،ربنا، یا خدا، پکار تے ہیں اور طرفہ یہ کہ یہی آ مین جو نماز میں کڑ وی معلوم ہو تی ہے خارج از نماز امام کے سا تھ مقتدیوں سے مل کر او نچی آ واز سے کہتے ہیں اور ا للھم ر بنا آ مین اللھم ر بنا آمین چار الفی مدوں سے پکارتے ہیں۔ سو اگر مقتضائے و فجوائی آ یت مذکور کا یہی عموم ہے اور نفی مطلق جہر ہے تو ہم اس کا خلاف کیوں کر تے ہیں ۔ کیا وہ دعا ئیں اور وہ آ مین خارج از صلوۃ دعا ئیں نہیں ہیں، یا عموم حکم آ یت ان کو شا مل نہیں ، ولیکن آ فت تقلید نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے اور ان کو کوئی بات سوچنے سمجھنے نہیں دی، جو آتا ہے اسی آیت کو آمین کے رد میں پڑھ سناتا ہے، کوئی اس کے ترجمہ لفظی یا عموم و خصوص افرادی کو نہیں سوچتا۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون ۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ کلیہ کبری لائق تسلیم نہیں اور چونکہ کلیہ کبری شکل اول کی شرائط سے ہے اس لئے انتاج اس شکل کا باوجود فقدان اس شرط کے ممکن نہیں ۔ اور یہ مدعا باصطلاح اصول فقہ یوں ادا ہوسکتا ہے کہ قول جناب مخاطب کا ہر دعا میں اخفا واجب ہے علی العموم صحیح نہیں اور دلائل جن سے یہ عموم نکالا ہے اپنے عموم پر نہیں آیات کتاب اللہ و احادیث نبویہ سے اس میں تخصیصات لاحق ہیں جن کی تفصیل گزر چکی اور جب ان تخصیصات کو خصوم مانتے ہیں تو تخصص جہر آمین کی مانتے کیوں شرم آتی ہے ۔ کیا دعا جہری و آمین خارج از صلوۃ اس عموم کی مخصص ہو کر جائز و حلال ہیں و آمین داخل صلوۃ غیر مخصص و حرام ۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ۔ اس تقریر عموم و تخصص میں یہ شبہ خصوم کا باقی ہے کہ اس سے تخصص عموم کتاب اللہ کے ساتھ خبر واحد کے لازم آتی ہے جب کہ متاخرین حنفیہ ناجائز بتلاتے ہیں سو اس کا جواب تفصیل جواب سوال کے جواب میں آوے گا ۔ ان شاء اللہ تعالی

خلاصہ تقریر طریق خاص اصول کا یہ ہوا کہ اولاً اس کا صغری ممنوع ہے ثانیاً صدق کبری ممنوع ۔ ثالثاً کلیہ کبری ممنوع ۔ پس جب تک حضرت مجیب صاحب ہمارے ان ممنوع ثلاثہ کو بدلائل بینہ نہ اٹھاویں استدلال آپ کا آیت سے نامسموع و غیر مقبول ہے۔

و لیکن ھذا آخر ما یختتم بہ الکلام فی المسئلۃ الجھر بآمین الذی ھو خاتم الدعا کما قالہ سید المرسلین فللہ الحمد و لہ المنۃ علی ما وفقنا لا فحام المخاصمین و علی رسولہ الصلوۃ و السلام و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

تیسرا سوال: میرا یہ تھا کہ نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا آنحضرت ﷺ کا کسی حدیث قطعی الدلالۃ سے ثابت کیا جاوے ۔ اس کے جواب میں ہمارے مخاطب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستور نے فرمایا ہے صحیح بخاری کے صفحہ۱۰۲ میں حدیث مذکور ہے کہ کہا راوی نے کہ تھے لوگ حکم کئے جاتے کہ رکھیں ہاتھ اپنا دایاں اور پونچے بائیں اپنے کے اور ایسے ہی صاحب ترمذی کی روایت سے ثابت ہے۔ لیکن یہ ہر دو حدیث مجمل ہیں بیان ان کا یہ یہ حدیث کہ روایت کیا ابوبکر ابی بن شیبہؒ نے

رأیت النبی ﷺ وضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة (ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے نبی ﷺ کو رکھا، دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر نماز میں زیر ناف)۔

تحقیق کیا مولوی قطب الدین مرحوم نے تنویر الحق کے صفحہ ۱۰۳ میں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور پر شرط مسلم اور نظیر حسین صاحب نے جو استاد مشتہر صاحب کے ہیں معیار میں کچھ جواب نہیں دیا اور بلا وجہ کسی حدیث کو کہد ینا مناظرہ اور علم سے بعید ہے۔ فتامل۔

جواب اس کا یہ ہے کہ وارد کرنا حدیث بخاری کا جس کی تائید میں روایت ترمذی کا بھی نام لے دیا ہے اس مقام میں بجز اظہار ناواقفی وکم فہمی کے مشعر کسی امر کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ حدیث بیان محل ہاتھ رکھنے سے ساکت ہے۔ چنانچہ مخاطب نے اس کے مجمل ہونے کا اقرار کیا ہے۔ پس وارد کرنا اس کا میرے سوال کے جواب میں کیا معنی رکھتا ہے؟ شائد جناب مخاطب کی غرض اس سے یہ ہو کہ عوام میں یہ مشہور ہوگا کہ مولانا صاحب نے جواب سوال سوم کا حدیث بخاری سے ادا کیا ہے۔ پس اگر یہی غرض تھی تو کوئی بڑی لمبی سی حدیث بخاری کی خواہ وہ کسی مضمون بیع وشرا میں ہوتی نقل کر دیتے، پس عوام میں خوب آپ کا نام ہوتا۔ رہے علماء سو جیسے وہ اس استدلال پر ہنستے ایسے اس پر ہنستے ہیں۔ اب رہی حدیث ابن ابی شیبہ کی سو ضعیف ہے اس کی سند میں انقطاع ہے راوی اس کا علقمہ بن وائل ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا، نہ اس سے کچھ سنا۔ نفی سماع تقریب التہذیب میں موجود ہے حیث قال:

علقمه بن وائل بن حجر بضم المهمله و سکون الجیم الحضری الکوفی صدوق انه لم یسمع من ابیه۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نفی لقاء کی شیخ ابن ہمام کر چکا ہے جو حنفیوں کا جد استاد ہے، اور حنفی مذہب کی نصرت کو فرض جان کر مدت العمر ساعی رہنا اور اس نصرت کی غرض سے اس نے بعض باتوں میں خلاف حق کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اس مذہب کے پاس سے علماء سلف و خلف کی مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ ایک بات اس میں یہ کہہ رکھی ہے کہ مقدم سمجھنا صحیح بخاری اور مسلم کا اور کتابوں سے جس کو جملہ محدثین مانتے آئے ہیں، تسلیم نہیں۔ حیث قال

فی تتمة باب النوافل من فتح القدیر و قول من قال اصح الاحادیث ما فی الصحیحین ثم ما انفرد به البخاری ثم ما انفرد به مسلم ثم ما اشتمل علی شرطهما من غیره ثم ما اشتمل علی شرط احدهما تحکم یجوز التقلید فیه

اور اس بات میں بجز نصرت مذہب حنفی کے کچھ مقصود اس کا نہیں، چنانچہ شیخ عبدالحق حنفیؒ نے شرح سفر السعادۃ میں اس بات کا اقرار کیا ہے، حیث قال

و این سخن نافع و مفید است در غرض از شرح این کتاب کہ اثبات و تائید مذہب آئمہ مجتہدین خصوصاً مذہب حنفی است و غرض شیخ ابن الہمام نیز ہمیں ست۔

اور اس کی بات کے علامہ سندھیؒ نے دراسات اللبیب میں اور مولانا صدیق حسن نے منہج الوصول میں بخوبی رد کر دیا اور کچھ بھی کلام اس میں میرے رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری میں بھی موجود ہے۔ اسی حضرت ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں صاف فرما دیا ہے کہ علقمہ بن وائل، اپنے باپ کے مرنے سے چھ مہینے پیچھے پیدا ہوا ہے چنانچہ حدیث شعبہ اخفاء آمین میں جو اسی علقمہ بن وائل سے مروی ہے جس کو وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے نقل کر کے پہلے اسی کی یہ تین خطائیں ذکر کی ہیں کہ اس میں شعبہ نے رفع کی جگہ اخفی کہہ دیا ہے اور ابن العنبس کی جگہ ابوالعنبس اور علقمہ کو بیچ میں بڑھا دیا ہے

و فیه علة اخری ذکرها الترمذی فی علله الکبیر انه سئل البخاری هل سمع علقمه من ابیه فقال انه ولد بعد موت ابیه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لستّ شہر۔

اسکا قول حنفیوں پر قرآن سے بڑھ کر حجت ہے، اسی واسطے ہم نے اس کے حال کے بیان میں تفصیل کی ہے، اور ثبوت اس امر کا کہ حدیث منقطع جس کی سند میں انقطاع ہو اقسام ضعیف سے ہے اور لائق عمل و اعتبار کے نہیں ہے چھوٹی بڑی کتابوں میں اصول کی موجود ہے۔ مختصر الاصول طیبی میں ہے:

و الضر ب الثا نی ما یختص با لضعیف الی ان عد فیه المنقطع فقا لالمنقطع ما لم یتصل سنده با ی و جه کا ن سوا ء تر ك الراوی من اول ا لاسناد او وسط او آ خره ا لا ان غا لب استعما له فی من دون التا بعی کما لك عن ابن عمر

اور نخبۃ الفکر میں ہے:

ثم المر دود اما ان یکو ن لسقط او علق فا السقطاء ان یکون من مادی ؟ السند من مصنف او من آ خره بعد التا بعی او غیر ذا لك فا ول المعلق و الثا نی المر سل و الثا لث ان کا ن باثنین فصا عداً مع التوا لی فهو المعضل و الا فا لمنقطع ۔

ایسا ہی جواہر الاصول اور منہج الوصول اور مقدمہ ابن الصلاح میں ہے۔ اس بیان سے ضعف اس حدیث کا بدلیل صریح ثابت ہوا جس سے آپ کا یہ کہنا کہ کسی حدیث کو بلا وجہ ضعیف کہہ دینا مناظرہ اور علم سے بعید ہے مندفع ہو گیا۔ اب انصاف فرماویں کہ ہمارا ضعیف کہنا اس حدیث کا بادلیل ہے بے دلیل اور سند اس کی منقطع ہے یا متصل۔

اور جو آپ نے اس کی تصحیح میں یہ بات فرمائی ہے (تحقیق کیا مولوی قطب الدین خان مرحوم نے تنویر الحق کے صفحہ ۱۰۲ میں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بر شرط مسلم کے اور نذیر حسین صاحب نے جو استاد مشتہر صاحب کے ہیں معیار میں کچھ جواب نہیں دیا) یہ محض کذب ہے۔ تنویر الحق میں کچھ تحقیق اس حدیث کی موجود نہیں ہے ہاں اس میں مجرد دعوی صحت ہے چنانچہ پوری عبارت اس کی نقل کی جاتی ہے

(کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے حد ثنا و کیع عن موسی بن عمر عن علقمه بن وا ئل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن وا ئل بن حجر عن ابیه ر أیت النبی ﷺ و ضع یمینه علی شما له فی الصلوة تحت السرة ۔ یہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے)

تمام ہوئی عبارت تنویر الحق بلا کم و کا ست ۔

تو دیکھو اس میں کسی قسم کی تحقیق نہیں کی ہے، خالی دعوی ہے جس کو کوئی تحقیق نہیں کہہ سکتا ہے۔ تحقیق تب ہو جب کہ اس دعوی میں دلائل وشواہد سے بحث کی جاوے ۔ پس تحقیق کہنا آپ کا مجرد دعوی کو بجز کذب اور تغلیط کے کیا متصور ہے آپ نے جب دیکھا کہ اب حق حق کہنے سے تو کام نہیں چلتا تو کہا چلو ایک کذب بھی اس میں ملا دیں اور لوگوں کو جھوٹ کر بہکا دے ولیکن یہ نہ سوچا کہ تنویر الحق کسی اور کے پاس بھی ہو گی اس میں دیکھنے والے کو کوئی تحقیق نظر نہ آوے گی تو مجھے کیا کہا جاوے گا۔ آنحضرت ﷺ نے سچ فرمایا ہے اذا لم تستحی فا صنع ما شئت ۔

الحاصل کلام آپ کی بجواب مسئلہ سوم بالکل بے معنی و لا یعنی ہے جو حدیث صحیح اس میں آپ لائے ہیں اس کو زیر ناف سے کچھ علاقہ نہیں اور جس میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں ۔

تنبیہ لطیف

مقلدین سبھی ایک روش رکھتے ہیں۔ پڑھے ہوئے ان پڑھ سبھی ایک بولی بولتے ہیں الّا من عصمه الله تعا لی ۔ ان پڑھ پر (جس نے بجز تنویر الحق وغیرہ اردو رسائل کچھ نہیں دیکھا جو کچھ لکھا اسی سے لکھا جیسے ہمارے مخاطب مستور ہیں) کچھ افسوس نہیں، افسوس ان پر ہے جو لوگوں میں خواندہ مشہور ہیں ۔ پھر ان پڑھوں کی چال چلتے ہیں جیسے مولوی وحید الزمان لکھنوی حیدر آبادی ہیں کہ ترجمہ اردو شرح وقایہ میں یہی بولی بولے ہیں اور اس حدیث زیر ناف کی تصحیح میں اپنے علم کا حال کھولے ہیں چنانچہ صفحہ ۹۷ میں اس کتاب کے فرماتے ہیں:

اور کہا بعض جہلاء نے کہ نہیں ہے کوئی حدیث مرفوع اس باب میں واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہے کیونکہ کہا ہے ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں

حد ثنا و کیع عن موسی بن عمر عن علقمه بن وا ئل بن حجر عن ابیه ر أیت النبی ﷺ و ضع یمینه علی شما له فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوة تحت السّرة

پھر اس کا ترجمہ کر کے کہا ہے:

بعض علماء نے هذا حد يث صحيح من حيث السند لا ن فيه رجالًا كلّهم سوى الصحا بى ثقا ت

(یعنی یہ حدیث صحیح ہے اس واسطے کہ جتنے راوی ہیں اس میں صحابی چھوڑ کر سب ثقہ ہیں)۔

سو اس میں آپ نے وہی چال اختیار کی جو ہمارے مخفی مخاطب نے کی۔ وہ بے چارہ تنویر الحق کے بھروسہ پر مدعی صحت ہوا، یہ حضرت بعض علماء (جس سے شائد دوسرا بھائی جناب کا ہو یا کوئی اور عالم تقلیدی) کے توکل پر مجرد توثیق رواۃ کی نظر سے مدعی صحت اس حدیث کے ہو بیٹھے ہیں۔ پھر بایں ہمیں سرمایہ بڑے فخر سے اپنی باتوں پر نازاں ہیں اور اپنے مقابلین اہل حدیث کو جاہل بتلاتے ہیں۔ ان کی لن ترانیاں کسی نے دیکھنی ہوں تو دیباچہ اس کتاب کو دیکھئے پھر ان شیخیوں کو ان تحقیقوں کے مقابل کر کے داد حق دے۔

جناب من! مجرد ثقہ ہونے سے رواۃ کے حدیث صحیح نہیں ہو جاتی جب تک کہ ساتھ اس توثیق رواۃ کے تین وصف اور اس میں محقق ہوں اور باثبات و تحقیق ان چاروں اوصاف کے تصحیح اس کی عمل میں نہ آوے یا کوئی امام جلیل الشان جو فن تصحیح میں مسلم القول ہو اس کی تصحیح نہ کرے۔ ثبوت ضرور ہونے تصحیح آئمہ کا بضمن بحث رفع یدین گذر چکا۔ اس مقام میں ضروری ہونا محقق ان اوصاف کا جو علاوہ توثیق رجال سے صحت حدیث کے واسطے بکار ہیں بیان کرتا ہوں۔ سو تین صفتیں یہ ہیں۔

۱۔ متصل ہونا اس کے اسناد کا۔ ۲۔ منتفی ہونا شذوذ کا۔ ۳۔ منتفی ہونا چھپے عیب کا۔

چنانچہ تعریف حدیث صحیح سے جو چھوٹی بڑی کتابوں میں لکھی ہے، ان اوصاف کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نخبہ اور اس کی شرح الشرح میں ہے:

و خبر ا لا حا د بنقل عدل تا م الضبط متصل السند غير معلل و لا شا ذ هو الصحيح لذا ته فبا القيد ا لا ول خر ج من عرف ضعفه او جهل عيبه كما سيجيء بيا نها و با لثا نى المعضل و كذا قليل الضبط و با لثا لث المنقطع و المعضل و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المرسل ۔

مقدمہ ابن الصلاح میں ہے:

اما الحدیث الصحیح فھو الحدیث المسند الذی یتصل سندہ بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتھاہ و لا یکون شاذاً و لا معللاً و فی ھذہ الاوصاف احتراز عن العلق و العضل و الشاذ و ما فیہ علّۃ قادحۃ وما فی رواتہ نوع جرح

ایسا ہی خلاصہ اصول طیبی و جواہر الاصول و منہج الوصول میں ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اسی کتاب کے دیباچہ میں خود مولوی صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہے:

صحیح اس کو کہتے ہیں جس کو دیندار پرہیزگار، خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو اور نہ اس میں کوئی پوشیدہ ہو اور معتبر لوگوں کے مخالف بھی نہ ہو۔

پھر تعریف حسن ذکر کر کے فرمایا ہے ضعیف حدیث اس کو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اس کے راوی میں کوئی وجہ ضعف مثلاً نقصان حفظ یا فسق یا جہالت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو۔ تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہے تو اس کا نام معلق ہے اور اگر اثناء سے ساقط ہو مثلاً صحابی کا نام مذکور نہ ہو اور تابعی بیان کرے تو اس کو مرسل کہتے ہیں اور اگر دو راوی برابر ساقط ہوں تو معضل ہے نہیں تو منقطع ۔ بناء علیہ آپ کو لازم تھا کہ فقط توثیق رواۃ سے دعوی صحت کا نہ کرتے بلکہ اتصال سند بھی ثابت کرتے لقاء و سماع ہر ایک راوی کا اپنے شیخ سے ثبوت کو پہنچاتے ۔ پھر نفی شذوذ و نفی علت بدلیل کرتے۔ ان چاروں مراتب کو طے کر کے دعوی صحت اس حدیث کا زبان پر لاتے، پھر اس کی صحت کے منکر کو جاہل بتلاتے۔ افسوس آپ نے بدون اثبات ان امور رابعہ کے دعوی صحت بمجرد تقلید بعض مجاہیل کے کیا اور یہ نہ جانا کہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ راوی اس کا علقمہ جو اپنے باپ کے پیچھے پیدا ہوا ہے اور بایں ہمہ اپنے مقابلین منکرین صحت اس حدیث کو جاہل بتلایا تو گویا اپنے کلام میں اپنے جہل و ناواقفی کا اظہار کیا یا میری اس بات کو تصدیق کیا کہ مقلدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان بوجھ کرہٹ دھرمی کرتے ہیں اور عالم کہلا کر بحجاب تقلید ان پڑھوں کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔ پس شق اول آپ کو مطالعہ کتب تواریخ واسماء رجال کا جس نے حال انقطاع واتصال اسانید کا معلوم ہو لازم ہے پھر ترمیم اس ترجمہ شرح وقایہ کی واجب۔ اورشق ثانی ترک کرنا اس تقلید کا جو دیدہ دانستہ خلاف حق پر باعث ہوتی ہے۔ غرض اس واسطے شیخ سعدی یا بعض اکابر نے فرمایا ہے

ز تقلید اندیشہ بس واجب است
کہ تقلید پابند ہر طالب است

ضمیمہ نمبر ۸۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور حافظ ناصر الاسلام حافظ ابن حزم ظاہریؒ نے اس تقلید کے رد میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا اخیر یہ ہے:

و اهرب عن التقليد فهو ضلالة
ان المقلد فی سبيل الهالك

اور اسی نظر سے اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کے اعیان اور رؤساء شمار کئے جاتے ہیں اس تقلید کو عار سمجھ کر اس کے نام سے بھاگتے اور صاف کہتے کہ ہم ابوحنیفہؒ کی ہر بات میں تابع نہیں ہیں۔ منجملہ ان کے امام طحاوی حنفی ہےؒ جو کہا کرتا:

کیا جو کچھ امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے میں اس کا قائل ہوں۔ مقلد نہ ہو گا مگر متعصب یا بے وقوف۔

ذکر کیا اس کو حافظ ابن حجر قسطلانیؒ نے لسان المیزان میں۔ چنانچہ ملا حیات سندھی حنفی رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف میں فرماتے ہیں۔

نقل الحا فظ ابن حجر فی لسا ن الميزا ن عن الطحاوی انه قال او كلما قا ل ابو حنيفه اقول به و هل يقلد ا لا عصبى او

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غبی فطار ت هذا الکلمة بمصر حتی صار ت مثلاً

اور جب کہ یہ روش حضرت لکھنوء کی اس مسئلہ میں معلوم ہوئی تو اسی بات پر باقی کتاب کو قیاس کرنا چاہیے۔ اکثر اس میں ایسی ہی باتیں بالو کی دیوار اور سراب کے آثار ہیں۔ اگر مجھے حق تعالی نے توفیق دی اور اس پرچہ کو ترقی بخشی تو میں سب مضامین واہیہ اس کتاب کو اس پرچہ میں حسب موقع حرف بحرف رد کرونگا انشاء اللہ تعالی۔ و ما توفیقی الا باللہ و ھو حسبی و نعم الوکیل۔

و لیکن هذا اختتام الکلام علی وضع الیدین تحت السرة فی الصلوة المخالف لهدی النبی المبعوث بالحجج... فللہ الحمد علی ما وفقنا لابطال الباطل بالآیات الواضحات و علی رسوله الصلوة و السلام و علی انه الطیبین و ازواجه الطاهرات

چوتھا سوال میرا یہ تھا کہ مقتدی کو خاص کر سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا اللہ تعالی یا آنحضرت ﷺ کا آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح قطعی الدلالۃ سے ثابت کیا جائے

اس کے جواب میں مخاطب مستور نے یہ فرمایا ہے:

جواب اس کا موقوف ہے اوپر چند مقدمات کے:

اول یہ کہ عام غیر مخصوص البعض قطعی ہوتا ہے مثل خاص کے جیسا خاص معارض ہوتا ہے عام سے ایسا ہی عام معارض ہوتا ہے ساتھ خاص کے۔

ثانی یہ کہ حجت متواتر یا حدیث مشہور یا خبر واحد میں تخالف سمجھا جاوے اور تقدم و تاخر زمانہ معلوم نہ ہو تو متواتر پر عمل کیا جاتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ عبرت واسطے عموم الفاظ کے ہے نہ واسطے خاص مورود کے جب تک کہ مورد میں کچھ خصوصیت ثابت نہ ہو۔

جب تینوں امر ممہد ہو چکے تو کہتے ہیں ہم کہ الحمد للہ کا پیچھے امام کے پڑھنا منع ہے بموجب آیت کریمہ کے قال اللہ تعالی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا .. الآیه

(ترجمہ: پس جس وقت پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اس کو اور چپکے رہو)۔

غرض بموجب دو مقدموں پہلوں کے عمل کیا جاوے گا ساتھ آیت شریف کے اور چھوڑا جاوے گا عمل خلاف اس کے کا جو ہو حدیث بشرط صحت قسم احاد وغیرہ سے اور موید ہے اسی امر کو روایت سعد بن ابی وقاصؓ سے

و انه قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فمه جمرة

(ترجمہ۔ تحقیق سعد بن وقاص صحابی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا دوست رکھتا ہوں۔ میں کہ تحقیق وہ شخص پڑھے پیچھے امام کے اس کے منہ میں انگارے بھریں)۔

روایت کیا اس کو امام محمدؒ نے۔ اور ایسا ہی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جس نے پڑھا پیچھے امام کے پس تحقیق چوک گیا وہ سنت سے۔ روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اور طحاویؒ نے۔ اگر کسی کو خلجان ہو کہ آیت خاص ہے واسطے خطبہ کے بسبب ورود اور شان نزول کے تو رفع کیا گیا ہے ساتھ مقدمہ ثالث کے دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایک شرط کی دو جزائیں بیان فرمائیں تاکہ شامل ہو نماز سریہ جہریہ کو کما لا یخفی علی من له ادنی مسکة فی العلم

اس کا جواب بھی مثل جواب سوال سوئم دو طریق سے ہے۔ طریق عامی اور طریق خاص اصولی۔ تقریر طریق عامی کی یہ ہے کہ ہم نے جواب مسئلہ میں آیت یا حدیث قطعی الدلالۃ مانگی ہے اور یہ آیت ممانعت قرأۃ فاتحہ میں پیچھے امام کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے، دو وجہ سے۔

وجہ اول یہ کہ اس آیت میں بوقت پڑھے جانے قرآن کے انصات و استماع کا امر ہے یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کو سنو اور سکوت کرو۔ سو ظاہر ہے کہ سننا چپکے ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آہستہ پڑھتے بھی جائیں اور سنتے بھی جاویں۔ اور ایسا ہی سکوت بالکل ہی نہ پڑھنے کو نہیں چاہتا بلکہ آہستہ پڑھنے پر بھی سکوت بولا جاتا ہے۔ پس آیت سے قطعاً ثابت نہ ہوا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اس وقت کچھ نہ پڑھو محض چپکے ہو رہو۔ ثبوت اس امر کا کہ آہستہ پڑھنے پر سکوت بولا جاتا ہے یہ ہے کہ حدیث بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا ہے کہ آنحضرت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ مابین تکبیر تحریمہ وقرأۃ قرآن کے سکوت فرماتے، تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس حالت سکوت میں کیا پڑھا کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھتا ہوں: اللهم باعد بيني و بين خطا يا ى ۔ الفاظ اس حدیث کے یہ ہیں:

عن ابى هر يره قا ل كا ن رسو ل الله ﷺ يسكت بين التكبير و بين القرأة اسكا تةً ، قا ل: ا حسبه قا ل : هنيّةً۔ فقلت: با بى و امى يا رسو ل الله ﷺ ،اسكا تك بين التكبير و بين القر أة ما تقو ل۔ قا ل: اقول :اللهم باعِد بيني و بين خطا يا ى كما با عدت بين المشر ق و المغر ب ،اللهم نقِّنى من الخطا يا كما ينقّى الثّو ب الابيض من الدّ نس، ا للهم ا غسل خطا يا ى بالماء و الثلج و البرد ۔ رواه الشيخا ن (صحيح بخارى حد يث نمبر ٧٤٤)

ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں دو سکتہ کرتے۔ ایک بعد تکبیر کے اور ایک بعد قرأۃ فاتحہ کے۔ چنانچہ سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے:

انه حفظ عن رسو ل الله ﷺ سكتين، سكتة اذا كبّر و سكتة اذا فر غ من قر أت غير المغضو ب عليهم و لا الضّالين ۔ رواه اصحا ب السنن

شیخ عبدالحقؒ نے لمعات شرح مشکوۃ میں بذیل شرح اس حدیث کے لکھا ہے کہ سکتہ اول اتفاقی ہے جس میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے حیث قال:

انّ السّكتة ا لاو لى متّفق عليها يقر أ فيها دعاء ا لافتتا ح

اس سے صاف ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنے کو بھی سکوت کہا جاتا ہے۔ پس جائز ہے کہ آیت کریمہ میں اسی معنی کی راہ سے سکوت کا ارشاد ہو نہ اس معنی سے کہ بالکل کچھ نہ پڑھا جاوے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث سکتہ میں اطلاق سکوت کا قرأۃ آہستہ دعا پر مجازاً آیا ہے نہ حقیقۃً چنانچہ شیخ عبدالحقؒ نے اسی عبارت کے متصل یہ بھی کہا ہے کہ:

وهى ليست السكتة فى الحقيقة بل المراد به عد م الجهر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالقرأة

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی معنی سکتہ کے ایسے نہیں جو آہستہ پڑھنے پر حقیقۃً صادق آویں۔ پس تجویز کرنا ایسے معنی کا آیت میں کس طرح ہوسکتا ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ جس معنی کر اور جس طرح اس حدیث میں اطلاق سکوت کا عدم جہر قرأۃ پر پایا گیا ہے اور یہی عدم جہر مراد ٹھہرایا گیا ہے اسی معنی کر اور اسی طرح اس آیت میں اطلاق انسات وسکوت کا عدم جہر قرأۃ پر ہوسکتا ہے اور یہی عدم جہر اس سے مراد بن سکتا ہے۔ وہ حقیقۃً ہے تو یہ بھی حقیقۃً وہ مجازاً ہے تو یہ بھی مجازاً ہے۔ اس میں اگر کوئی اعتراض کرے کہ وہاں حدیث سکتہ میں تو معنی حقیقی چھوڑ کر معنی مجازی لینے پر ایک قرینہ باعث ہے وہ یہ کہ دوسری حدیث سے آنحضرت ﷺ کا آہستہ دعا پڑھنا بجائے اس سکتہ کے ثابت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں معنی حقیقی سکتہ کے مراد نہیں۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ایسا ہی اس آیت میں معنی حقیقی چھوڑ کر معنی مجازی سکتہ کے مراد لینے پر قرینہ صارفہ موجود ہے وہ یہ کہ حدیث سے آنحضرت ﷺ کا تجویز کرنا پڑھنا فاتحہ کو بوقت قرأۃ امام اور خاص کرنا ممانعت جہر سے ثابت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں معنی حقیقی انصات کے مراد نہیں۔ مراد اس سے معنی مجازی انصات کے ہیں جس سے آہستہ پڑھنا منافی نہیں ہے۔

ثبوت اس امر کا کہ آنحضرت ﷺ نے ممانعت قرأۃ ... سے خاص کیا اور مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا امر فرمایا ہے یہ کہ موطا مالک صفحہ ۲۹ میں ہے:

مالك عن الزهری عن اكمیه عن ابی هریره ان رسول الله انصرف من صلوة جهر فیها بالقرأة فقال أقرأ معی احد قال فقال رجل، نعم یا رسول الله۔ قال فقال رسول الله انی اقول مالی انازع القرآن .

اور یہ حدیث سنن ابوداؤد میں صفحہ ۱۱۹

(ابوداؤد میں یہ حدیث اور اس سے متعلق جو کچھ یوں ہے درج ذیل ہے۔

حدثنا القعنیّ عن مالك ، عن ابن شهاب، عن ابن اكمیة اللیثیّ، عن ابی هریرة : انّ رسول الله ﷺ انصرف من صلاةٍ جهر فیها بالقرأة فقال : هل قرأ معنی احد منکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنفاً۔ فقال ر جل : نعم یا رسو ل اللہ ﷺ!۔ قا ل : انّی اقول ما لی انازع القر آ ن ۔ قا ل : فا نتھی الناس عن القرأۃ مع رسو ل اللہ ﷺ فیما جھر فیہ النبیّ بالقرأۃ من الصلوات حین سمعوا ذلک من رسو ل اللہ ﷺ

قا ل ابو دا ؤد : روی حد یث ابن اکمیۃ ھذا معمر و یو نس و اسامۃ ابن زید ، عن الزھری علی معنی ما لک ۔ *سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۸۲۶*

حد ثنا سفیا ن عن الز ھری قا ل : سمعت ابن اکمیۃ یحدّث سعید بن المسیّب قا ل : سمعت ابا ھر یرۃ یقول ؛ صلّی بنا رسو ل اللہ ﷺ صلاۃ نظنّ انھا الصبح ۔ بمعناہ الی قو لہ ؛ ما لی انازع القر آ ن۔

قا ل ابو دا ؤد: قا ل مسدد فی حدیثہ قا ل معمر : فا نتھی الناس عن القر أۃ فیما جھر بہ رسو ل اللہ ﷺ و قا ل ابن السر ح فی حد یثہ : قا ل معمر عن الزھری قا ل ابو ھریرۃ : فا نتھی الناس ۔ و قا ل عبد اللہ بن محمد الز ھری من بینھم قا ل سفیا ن و تکلم الز ھری بکلمہ لم اسمعھا فقا ل معمر انہ قا ل : فا نتھی الناس۔

قا ل ابو دا ؤد : و رواہ عبد الر حمن بن اسحاق عن الز ھری، و انتھی حد یثہ الی قو لہ : ما لی انازع القر آ ن ، و رواہ ا لاوزاعی عن الز ھری قا ل فیہ : قا ل الز ھری : فاتّعظ المسلمو ن بذ لک فلم یکو نوا یقرؤون معہ فیما یجھر بہ

قا ل ابو دا ؤد : سمعت محمد بن یحی بن فارس قا ل قو لہ : فا نتھی الناس من کلام الزھری (*سنن ابوداؤدحدیث نمبر ۸۲۷*)

،وجامع الترمذی میں مروی ہے

(*ترمذی یوں روایت ہے*: حد ثنا سفیا ن (بن عینیۃ) عن الز ھری، عن محمود بن الربیع ، عن عبادۃ بن الصا مت عن النبی ﷺ قال : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفا تحۃ الکتا ب ۔

قال ، و فی البا ب عن ابی ھر یرۃ ، و عا ئشہ و انس و ابی قتا دہ و عبد اللہ بن عمرو

قا ل ابو عیسی : حد یث عبادۃ حد یث حسن صحیح ، والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من ا صحا ب النبیﷺ ، منھم : عمر بن الخطا ب ، و (علی بن ابی طا لب) ، و جا بر بن عبد اللہ ، و عمرا ن بن حصین ، و غیرھم ، قا لوا: لا تجز یء صلاۃ ا لّا بقر أۃ فا تحۃ الکتا ب۔(و قا ل علیؓ بن ابی طا لب: کل صلاۃٍ لم یقرأ فیھا بفا تحۃ الکتا ب فھی خدا ج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر تمام۔) و به یقول ابن المبارك و الشافعی و احمد و اسحاق (سنن ترمذی۔حدیث نمبر ۲۴۸))

اور اسی قدر لفظ حدیث کے محفوظ ہیں، اور جو آگے ان کتابوں میں مذکور ہے

فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ

یعنی لوگ باز آگئے حضرت کے ساتھ پڑھنے سے، یہ باتفاق آئمہ محدثین کے حدیث سے نہیں ہے، بلکہ زہری کی کلام ہے جو پایہ حجت سے ساقط ہے چنانچہ سلام اللہ حنفی نبیرہ شیخ عبدالحق دہلوی محلی شرح موطا میں کہا ہے:

قال ابو داؤد و سمعت محمد بن یحی فارس قوله فانتهی الناس من کلام الزهری۔

و کذا روی الاوزاعی عن الزهری فاتعظ المسلمون بذلك فلم یکونوا یقرؤون فیما یجهر فیه رسول الله ﷺ قال النووی و کونه من کلام الزهری متفق علیه عند الحفاظ منهم البخاری و الاوزاعی و الذهبی.. انتهی۔

ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ میں کہا ہے:

نقل میرك عن ابن الملقن ان قوله فانتهی الناس۔ الخ، هو من کلام الزهری لا مرفوعاً قاله البخاری و الذهبی و ابن فارس و ابو داؤد و ابن حبان و الخطابی و غیره۔

اور امام محمد بن علی الشوکانیؒ نے نیل الاوطار میں کہا ہے:

قوله فانتهی الناس عن القرأة مدرج فی الخبر کما بینه الخطیب و اتفق علیه البخاری فی تاریخه و ابوداؤد و یعقوب بن سفیان و الذهبی

ایسا ہی کہا ہے قرطبی مالکی نے اپنی تفسیر میں۔

دیکھو اس حدیث سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے اونچی پڑھنے پر جو باعث خلجان ومنازعہ ہوا تھا انکار کیا اور اسی سے منع فرمایا چنانچہ جامع ترمذی میں بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ليس فى الحد يث ما يد خل على من رأى القر أة خلف الامام لا ن ابا هر يره هو الذ ى روى عن النبى ﷺ هذاالحد يث و روى ابو هر يره عن النّبى ﷺ انه قال من صلى صلوة لم يقرأ فيها بام القر آ ن فهى خدا ج غير تما م فقال له حا مل الحد يث انى اكو ن ا حيا ناً وراء ا لا ما م قا ل ارأ بها فى نفسك انتهى كلام التر مذى ۔

و معنى قو ل ابى هريره اقرأ بها فى نفسك اقرأ بها سراً بحيث يسمع نفسك و لهذا اتفقوا على ان الجنب لو تد بر القرآن بقلبه من غير حر كة ا للسا ن لا تكو ن قا رياً مر تكباً لقر أة الجنب المحرمة قا ل النووى فى شر ح المسلم

(سنن ابو دا ؤد ۔ عن ابى هر يرة قا ل : قا ل لى رسو ل الله ؛ ا خر ج فناد فى المد ينة انه لا صلا ة الّا بقر آ ن و لو بفا تحة الكتا ب فما زا د ۔ و لو بفا تحة الكتا ب فما زا د ۔ *سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۸۱۹*

عن ابى هر يرة قا ل : امر نى رسو ل الله ﷺ ان انا دى انه لا صلا ة ا لّا بقرأة فا تحة الكتا ب فما زا د ۔ *سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۸۲۰*

حد ثنا القعنىّ عن ما لك عن العلاء بن عبد الر حمن انه سمع ابا السا ئب مو لى هشا م بن زهرة يقول : سمعت ابا هر يرة يقول : قا ل رسو ل الله ﷺ :من صلّى صلاة لم يقرأ فيها بأم القر آ ن فهى خدا ج، فهى خدا ج، فهى خدا ج غير تما م ۔

قا ل : فقلت : يا ابا هر يرة ! انّى اكو ن ا حيا ناً وراء ا لا ما م۔

قا ل : فغمّر ذراعى و قا ل : اقرأ بها يا فا رسىّ فى نفسك ! فا نى سمعت رسول الله ﷺ يقو ل : قا ل الله عز و جل : قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين ، فنصفها لى و نصفها لعبدى ، و العبدى ما سأل .. الحد يث۔ *سنن ابو داؤد حدیث نمبر ۸۲۱*)

اور کہا امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں بذیل حدیث مذکور کے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و المنا زعة ، قا ل صا حب النها ية نا ز ع ای جا ذب کا نهم جهروا بالقر أة خلفه فا نست عليه الحد يث استد ل به القائلو ن با نه لا يقر أ المؤتم خلف ا لا ما م فی الجهر ية و هی خا ر ج عن محل الزا ع لا ن الکلا م فی قر أة المؤتم خلف الا ما م سراً و المنا ز عة انما تکو ن مع جهر المؤتم لا مع اسراره ۔

اور کہا قرطبی مالکیؒ نے اپنی تفسیر میں:

و المعنی فی حد يثه لا تجهر وا ا ذا جهر ت فا ن ذلك تنا زع وتجا ذب و تخا لج اقرؤا فی انفسکم بنيه حد يث عبادة و افتی الفاروق بر أی ابی هر يرة الراوی لمحد ثين فلو فهم المنع جملة من قو له ما لی انازع القرآ ن لما افتی بخلا فه

قلت و سيجیء حديث عباده و افتاء عمر الفاروق عنقريب انشاء الله۔

ایسا ہی معنی حدیث منا زعت کے مرقات الصعو د اور نہا یہ جز ری میں لکھے ہیں ان سب کی کلام سے ثابت ہوا کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اونچے پڑھنے پر انکار کیا ہے نہ مطلق قر أة سے۔ اور سنن ابوداؤد میں ہے۔

عن عمرا ن بن حصين: أنّ النّبیّ ﷺ صلّی الظّهر فجا ء رجل فقر أ خلفه بِسبّحِ اسم ر بّك ا لا علی ۔ فلمّا فر غ قا ل: ايّکم قر أ ۔ قا لوا رجل ، قال: قد عرفت انّ بعضکم خا لجنيها (سنن ابو دا ؤد حد يث نمبر ۸۲۸)

یہ حدیث بھی صریح اس امر میں ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے سبح اسم ر بك اونچے سے پڑھا تو آنحضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا اور فرمایا کہ مجھے اس نے خلجان میں ڈالا۔ اور مشکوۃ صفحہ ۷۳ میں ہے:

عن ابن عمر البيا ضی قا ل قا ل رسو ل الله ان المصلی يناجی ر به فلينظر ما ينا جيه به و لا يجهر بعضکم علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض بالقر آ ن رواہ احمد۔

یہ بھی صریح ہے کہ مقتدی امام پر یا دوسرے مقتدی پر جہر نہ کرے۔ الغرض یہ سب حدیثیں خاص جہر سے ممانعت کرتی ہیں نہ مطلق قرأۃ سے۔ اب وہ حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن میں امر قرأۃ فاتحہ مقتدی کے واسطے وارد ہے:

عن محمد بن اسحاق عن مکحو ل عن محمود بن الر بیع عن عبادۃ بن الصا مت قا لکنا خلف رسو ل اللہ فی صلوۃ الفجر فقر أ رسو ل اللہ ﷺ فثقلت علیہ القر أۃ فلما فر غ قا ل لعلکم تقرؤو ن خلف اما مکم قلنا نعم یا رسو ل اللہ قا ل لا تفعلوا ا لا بفا تحۃ الکتا ب فا نہ لا صلو ۃ لمن لم یقرہ بھا رواہ انو دا ؤد و التر مذی و قا ل حسن و فی لفظٍ لا تقرأہ بشیء من القرآن اذا جھر ت بہ ا لا با م القر آ ن روا ہ ابو داؤد و انسا ئی و الدار قطنی و قا ل ر جا لہ کلھم ثقا ت و عن عبادہ ان النبی ﷺ قا ل لا یقرؤن ا حد منکم بشیء من القرآن ا ذا جھر ت بہ ا لا با م القر آ ن رواہ الدار قطنی و قال ر جا لھم کلھم ثقا ت کذا فی منتقی ا لا خبار و فی شر حہ نیل ا لاو طار ا خر جہ ا یضاً ا حمد و البخاری فی جز ء القر أۃ و صححہ ابن حبان والحا کم و البھیقی من طر یق ابن اسحاق قا ل حد ثنی مکحو ل عن محمود بن ر بیع عن عبادۃ و تابعہ زید بن واقد و غیرہ مکحو ل الی ان قا ل محمد بن اسحاق قد صر ح بالتحد یث فذ ھبت مظنۃ تد لیسہ و تا بعہ من تقد م انتھی کلام الشو کا نی

قلت قو ل الشا ر ح محمد بن اسحاق قد صر ح با لتحد یث فذھبت مظنۃ تد لیسہ جوا ب عما قیل فی ابن اسحاق انہ مدلس و قد اتی با لعنعنۃ کما فی روا یۃ التر مذی و غیرہ تفصیلہ ان محمد بن اسحاق و ان کا ن من عا د تہ التد لیس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا کنه صر ح فی هذا الحد یث با لتحد یث کما فی روا یة البهیقی و غیره حیث قا ل حد ثنی مکحو ل الخ ۔ و تقرر فی اصو ل الحد یث ان المد لس الثقة اذا صر ح با لتحدیث او السما ع فی الروا یة فر دا نیة مقبو لة و مظنة التد لیس عنه فی تلك الروا یة مر فوعة یبقی الکلا م فی ثبو ت ثقته فیکفی فی ذلك حجة علی القو م قو ل امام الحنفیة بل ایما نهم ابن الهما م فی فتح القدیر حیث قال و هو اے تو ثیق ابن اسحاق هو ا لحق ا لاز م نا نقل فیه عن ما لك لا ثبت و لو صح لم یقبله اهل العلم کیف و قد قا ل شعبه فیه ای فی ابن اسحاق هو امیر المؤمنین یعنی فی الحد یث و روی عنه مثل الثوری و ابن اد ریس و حماد بن زید و یز ید بن زریع و ابن علیّه و عبد الوار ث و ابن المبا ر ك و احتمل ا حمد و ابن معین و عامة اهل الحد یث غفر الله لهم و قد اطا ل البخاری فی توثیقه فی کتا ب القر أة خلف ا لا ما م له و ذکره ابن حبا ن فی الثقا ت و ان کا ن ما لکا ر جع عن الکلا م فی ابن اسحاق و اصطلح معه و بعث الیه هد یته ذکر ها انیتهی ما فی فتح القدیر ۔ و نقل ا لا مام ا لذ هبی فی میزا ن ا لاعتدا ل فی حقه عن ا حمد بن حنبل هو حسن الحد یث و عن ابن المد ینی حدیثه عندی صحیح و عن یحی ابن کثیر و غیره سمعنا شعبة یقو ل ابن اسحاق امیر المؤمنین فی الحد یث و عن ابی زر عه سأ لت یحی بن معین عن ابن اسحاق قا ل صدوق الحجة و عن الشا فعی قا ل قا ل الا ز هری لا یزا ل بهذه ا لا لحر ة علم ما دا م بها ذا لك یرید محمد بن اسحاق ۔ و عن سفیا ن عن الز هری نحوه و لفظه ولا یزا ل بالمد ینة علم ما دا م بها و عن شعبه لو کا ن بی سلطا ن لا مر ت ابن اسحاق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی المحد ثین و نقل ایضاً من الآ ئمة ا لآ خر ین تضعیفه و الکلا م فیه ثم قا ل بعد .. وا لیتی فا لذی یظهر لی ان محمد بن اسحاق صا لح حسن الحد یث صا لح الحا ل صدوق و ما انفر د به ففیه نکا ر ة فا ن فی حفظه شیئاً و قد ا حتج به ایمته انتهی کلا م الذهبی ۔ و قد علمت انه لیس بمنفر د فی هذه الروا یة بل قد تا بعه علیها زید بن وا قد و غیره و الیه اشار الشا ر ح بقو له و تا بعه من تقد م انتہی

یہ حدیث بھی صریح ہے اس بات میں کہ آنحضرت ﷺ نے مقتدی کو پڑھنے سورہ فاتحہ کا امر فرمایا اور ممانعت قرأت کو جہر سے مخصوص کیا۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے اجل اصحاب سے مروی ہے چنانچہ فتوی ابو ہریرہؓ کا بذیل کلام ترمذی اور قرطبی کے نقل ہو چکا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ سے طحاوی حنفی شرح معانی الآ ثار میں روایت کیا ہے کہ ابرا ہیم تیمی نے حضرت عمرؓ سے مسئلہ قرأۃ فاتحہ خلف الا مام پوچھا تو آپ نے فرمایا پڑھا کر۔ پھر ان سے کہا اگر چہ آپ کے پیچھے ہوں۔ فرمایا اگر چہ میرے پیچھے ہو۔ پھر اس نے کہا اگر چہ آپ قرآن پڑھتے ہو کہا اگر چہ میں قرآن پڑھتا ہوں۔ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں۔ (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر ۹۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۷۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری)

عن ابرا هیم التیمی قا ل سئلت عمر بن الخطا ب عن القرأةخلف ا لا ما م فقا ل لی اقرأ ۔قلت وان کنت خلفك۔ قا ل و ان کنت خلفی۔ قلت و ان قر أت قا ل و ان قر أت ۔

یہ بھی صریح ہے اس باب میں کہ اکابر صحابہ کے نزدیک بھی معنی اس آیت کے یہ نہیں ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت کچھ نہ پڑھو بلکہ معنی اس کے یہی ہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے سامنے اونچی نہ پڑھو اور اگر وہ اس آیت سے ممانعت بالکل نہ پڑھنے کی سمجھتے تو اپنے پیچھے قرآن پڑھنے کی اجازت نہ دیتے (یعنی قرآن پڑھتے ہوئے فاتحہ پڑھنے کی) ایسا ہی موردنزول اس آیت کا اس معنی ممانعت خاص جہر قرأۃ کی متعین ہونے کا مؤید ہے اور اقوال صحابہ و تابعین جو شان نزول اس آیت میں مروی ہیں اس کے شاہد ۔تخریج ہدایہ میں ہے جو زیلعی حنفی کی تصنیف ہے۔

البهيقى عن مجا هد قال قال رسو ل الله ﷺ يقرأ فى الصلوة فسمع قر أة فتى من ا لا نصار فنز ل و اذا قرىء القر آ ن فا ستمعوا له و انصتوا

و هذا مر سل و للدار قطنى من حد يث ابى هر يره نز لت هذه ا لآ ية فى رفع الصو ت و هم خلف رسو ل الله فى الصلوة انتهى ما في تخريج الز يلعى

ایسا ہی تفسیر معالم میں حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے، حیث قال:

نز لت هذه ا لآ يت فى رفع الا صوات و هم خلف رسو ل الله فى الصلوة

ایسا ہی اور اقوال معالم میں منقول ہیں جو اس کے مؤید ہیں

(معالم التنزیل میں منقول اقوال یوں ہیں: ا ختلفوا فى سبب نزول هذه ا لآ ية ۔ فذ هب جما عة الى انها فى القر أة فى الصلوة۔

روى عن ابى هر يره انّهم كا نوا يتكلمو ن فى الصلوة بحوا ئجهم فأمروا بالسكو ت و الاستما ع الى قراء ة القر آ ن

و قا ل قو م : نز لت فى تر ك الجهر بالقراء ة خلف ا لا ما م ۔

رو ى زيد بن اسلم عن ابيه عن ابى هر يرة قا ل : نز لت هذه ا لآ ية فى رفع ا لا صوا ت و هم خلف رسو ل الله ﷺ فى الصلاة ۔

و قا ل الكلبى : كا نوا ير فعو ن ا صوا تهم فى الصلوة حين يسمعو ن ذكر الجنة و النار ۔

و عن ابن مسعودؓ انه سمع نا ساً يقرؤون مع ا لا ما م، فلما انصرف قا ل : اما ان لكم ان تفقهوا و اذا قرىء القر آ ن فاستمعوا له و انصتوا كما امر كم الله ؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و هذا قو ل الحسن و الز هری و النخعی : ان ا لآ یة فی القر آ ن فی الصلا ۃ ۔

و قا ل سعید بن جبیر و عطا ء و مجا هد : ان ا لآ یة فی الخطبة، امروا با لا نصا ت لخطبة الا ما م یو م الجمعة ، و قا ل سعید بن جبیر : هذا فی ا لا نصا ت یو م ا لا ضحی و الفطر و یو م الجمعة ، و فیما یجهر به ا لا ما م ۔ و قا ل عمر بن عبد العزیز : ا لا نصا ت لقو ل کل وا عظ ۔ و ا لاول او لا ها ، و هو انّها فی القراء ۃ فی الصلاۃ لان الآ یة مکیة و الجمعة و جبت بالمد ینة ۔ و اتفقوا علی انه ما مور با لا نصا ت حا لة ما یخطب ا لا ما م ۔

ا خبر نا عبد الو ها ب بن محمد الخطیب، ثنا عبد العزیز بن ا حمد ا لخلا ل، ثنا ابو العباس ا لا صم، ثنا الر بیع، ثنا الشا فعی، ثنا ما لك عن ابی الز نا د عن ا لاعرج عن ابی هر یرۃ : انّ رسو ل الله ﷺ قا ل : اذا قلت لصا حبك انصِت و ا لا ما م یخطب یو م الجمعة فقد لغو ت ۔

و ا ختلف اهل العلم فی الورائة خلف ا لا ما م فی الصلوۃ فذ هب جما عة الی ایجا بها سوا ء جهر ا لا ما م با لقر ا ءۃ ام أسرّ ۔ رو ی ذلك عن عمر و عثما ن و علیء و ابن عباس و معا ذ ، و هو قو ل ا لا وزا عی و الشا فعی ،

و ذهب قو م الی انه یقرأ فیما اسرّ ا لا ما م فیه القرا ء ۃ و لا یقرأ ازا جهر ۔ یروی ذ لك عن ابن عمر و هو قو ل عروۃ بن الز بیر و القاسم بن محمد ، و به قا ل الز هری و ما لك و ابن المبار ك و ا حمد و اسحاق ۔ و ذهب قو م الی انه لا یقرأ سوا ء اسر ا لا ما م او جهر۔ یروی ذلك عن جا بر ، و به قا ل الثوری و ا صحا ب الر أی ۔ و تمسك من لا یر ی القر ا ءۃ خلف ا لا ما م بظا هر هذه ا لآ یة ،

و من او جبها قا ل ا لآ یة فی غیر الفا تحة و اذا قرأ الفا تحة یتبع سکتنا ت ا لا ما م و لا ینا زع ا لا ما م فی القر ا ءۃ ، و الد لیل علیه ما :

ا خبر نا ابو عثما ن سعید بن اسما عیل الضبی، ثنا ابو محمد عبد الجبار بن محمد الجرا حی، ثنا ابو العباس المحبو بی، ثنا ابو عیسی التر مذی ، ثنا هنا د ، ثنا عبدۃ بن سلیما ن، عن محمد بن اسحاق عن مکحو ل ، عن محمود بن الر بیع، عن عبادۃ بن الصامتؓ قا ل : صلّی النبیّ الصبح فثقلت علیه القر آ ۃ ، فلما انصرف قا ل : انّی ارء ا کم تقرؤون وراء اما مکم ؟ قا ل : قلنا ؛ یا رسو ل الله ای و الله ، قا ل : لا تفعلوا الّا بامّ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن فانّہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بھا۔) پس یہ سب کی سب احادیث اور آثار قرئن قویہ اس امر پر ہیں کہ معنی انصات کی اگر حقیقۃً چپ کا رہنا اور بالکل کچھ نہ پڑھنا ہی فرض کیا جائے تو وہ اس آیت میں مراد نہیں ہے بلکہ مراد اسی سے اس جگہ معنی مجازی ہیں جو آہستہ قرآن پڑھنے کے منافی نہیں ہیں جیسے حدیث سکتہ میں بقرینہ دوسری حدیث کے معنی حقیقی اس کے مراد نہیں بلکہ مجازی معنی سکتہ کے مراد ہیں جو آہستہ دعا پڑھنے کے مخالف نہیں اور اگر انصات سے اس آیت میں معنی حقیقی یعنی بالکل نہ پڑھنا مراد ہوتا تو جناب رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک میں یہ معنی گذرتے آنحضرت ﷺ کے اصحاب بھی اس کو سمجھتے بلکہ حق تعالی جو منزل اس آیت کا ہے موقع دیکھ کر اس آیت کو نازل فرماتا کہ رفع صوت کی رد میں اس کو نہ لاتا۔ شائد ہمارے مقابلین باوجود اس کے کہ وہ قول صحابی کو حجت جانتے ہیں خصوص جو بیان مورد نزول میں ہو اور وہ اس کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں چنانچہ ان کا امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتا ہے

قول الصحابی حجۃ عندنا یجب تقلیدہ ما لم ینفہ شیء من السنۃ۔

ہماری ضد میں اس قول سے منکر ہو جاویں اور کہنے لگیں کہ حق تعالی نے تو اس آیت کو خاص کر جہر کے رد میں نازل نہیں کیا اصحاب اور تابعین نے اس کو غلط فہمی سے اس سے خاص سمجھا ہے اور بنا بر اس غلط فہمی کے فتوی قرأت کا پیچھے امام کے دیا جس نے دیا ولیکن مجھے معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی شان میں وہ کیا کہیں گے آیا آنحضرت ﷺ نے بھی اس آیت کے معنی کو نہیں سمجھا اور خاص جہر کی ممانعت پر اس آیت کو غلطی سے حمل کیا اور بنا بر اس غلط فہمی کے مقتدیوں کو جہر قرأۃ سے پیچھے اپنے منع فرمایا اور آہستہ پڑھنے کا ارشاد کیا، یا یہ آیت آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں اتری ان کے بعد امام ابو حنیفہؒ یا ان کے شاگردان پر اتری۔ مسلمان کی تو یہ طاقت نہیں کہ کوئی بات ان میں سے تجویز کرے، ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں یہ لوگ آگے کیا کچھ نہیں کہہ گئے ان سے یہ کہنا بھی بعید نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے معنی کو نہیں سمجھا ہمارے امام نے جو انبیاء اور اولیاء کا استاد ہے خوب سمجھا ہے چنانچہ صاحب درمختار نے اپنے امام کی فہم اور اجتہاد کو حضرت عیسیٰؑ و موسیٰؑ کے علم و تعلیم پر ترجیح دی ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب درمختار میں (جس کو بعض حنفی کتاب آسمانی سمجھتے ہیں اور بسند متصل عن ابی حنیفه عن حماد عن ابرا هیم عن علقنه عن ابن مسعود عن النبی ﷺ عن جبر یل عن الله عز و جل خدائے تعالی تک پہنچا دیتے ہیں چنانچہ مجمع عام میں ایک حنفی نے میرے سامنے یہ دعوی کیا اور یہ سند پڑھ کر سنائی) ۔ صاف لکھ دیا ہے کہ اگر امام ابوحنیفہؒ جیسا کوئی بنی اسرائیل میں ہوتا تو وہ یہود اور نصاری نہ بنتے اور کہا ہے کہ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰؑ اتریں گے تو اسی مذہب پر حکم کیا کریں گے حیث قال:

لو کا ن فی امت مو سی و عیسی مثل ابی حنیفه لما تهو دوا و لما تنصروا .. الی ان قال .. و قد جعل الیه الحکم لا صحا به و اتبا عه من زمنه الی هذه ا لا یا م الی ان یحکم بمذ هبه عیسی ۔ انتهی ۔

اور سچے معتقدین پکے متبعین امام نے حضرت خضرؑ کو جو بقول بعض اکابر نبی تھے اور ان کے حق میں حق تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے

آ تینا ہ ر حمةً من عند نا و علمنا ہ من لد نا علماً

امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد بنایا ہے اور کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے پانچ برس تک امام ابوحنیفہ کی زندگانی ان سے علم پڑھا ہے اور ۲۵ برس ان کی قبر پر سے، چنانچہ طحطاویؒ نے شرح درمختار میں یہ قول نقل کیا ہے:

اعلم ان الله تعا لی قد خص ابا حنیفه با لشر یعة و الکرا مة و من کرا ما ته ان الخضر علیه السلا م کا ن یجی الیه کل یو م وقت الصبح و یتعلم منه ا حکام الشر یعة الی خمس سنین فلما تو فی ابو حنیفه نا جی خضر ر به الهی ان کا ن لی عند ك منز لة فا ذن لا بی حنیفه حتی یعلمنی من القبر علی حسب عا دته حتی اعلم شر ع محمد ﷺ علی الکما ل لتحصل لی الطریقة و الحقیقة فتودی ان ا ذ هب الی قبره و تعلم منه ما شئت فجا ء الخضر و تعلم منه ما شا ء کذ لك الی خمس و عشرین سنة حتی اتم الد لا ئل و ا لاقاو یل ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر چند بعض حنفی نے از راہ انصاف و دیانت کے یا بعض رفع طعن و ملامت کے ان غالیوں کے ان اقوال کو ردّ یا تاویل کر دیا ہے چنانچہ طحطاویؒ نے درمختار کے دوسرے مقولہ کے ذیل میں کہا ہے:

و الذی ینبغی الطا ئفة الحنفیة ان لا یتکلموا بهذه ا لا لفا ظ الموهم فا نها مو جبة للتکلم فیهم بل ان بعض الحمقاء یسبّون ا لا ما م و ینفو ن عنه ا لا جتهاد فا لا و لی یجنبه

مگر ان اقوال سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ایسے دلیر بھی ہیں جو ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جن کے ردّ یا تاویل کی ان کے بھائیوں یا حمایتیوں کی حاجت پڑتی ہے۔ پس ایسے شیر بہادروں سے یہ بھی بعید نہیں کہ صاف کہدیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے معنی سمجھنے میں غلطی کی کہ مقتدیوں کو قرأت فاتحہ کا پیچھے امام کے امر فرمایا فحوائے کلام ومقتضائے مقام تو یہی ہے کہ سبھی حنفی جو آنحضرت ﷺ کی حدیث کو صحیح مان کر، نقد و جرح سے سالم جان کر اس کے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھ دیتے ہیں بے شک یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے معنی نہیں سمجھے، ورنہ حدیث کے مقابلہ میں کبھی قرآن نہ پڑھیں بلکہ دونوں کو باہم موافق کریں ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں کہہ سکتے اس لئے وہ ایک ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں اور اس برے اعتقاد کو اس قاعدہ کے ضمن میں ظاہر کرتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی، اور قطعی کے مقابلہ میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے مگر چونکہ وہ اس قاعدہ کے پابند نہیں رہتے اور جہاں اس قاعدہ پر چلنے سے مذہب امام کی پیروی چھوٹتی ہے وہاں اس قاعدہ کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور بمقابلہ آیت قطعی کے حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے تمسک کرتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ ان کا محض انکار عمل بالحدیث کے لئے آڑ ہے اور درحقیقت یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور ان کی فہم کو آنحضرت ﷺ کی فہم سے اچھا جانتے ہیں۔ اب میں واسطے تصدیق اپنے دعوی کے ایک مثال جس سے یہ ثابت ہو کہ قاعدہ ان کا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت میں وہ اس کی پابندی نہیں کرتے ذکر کرتا ہوں۔

مسئلہ جمعہ قرآن میں یوں ناطق ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا ذا نودی للصلوۃ من یو م الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع۔ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمو ن(الجمعۃ : ۹)

ضمیمہ نمبر ۱۰۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

(مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچ مسئلوں کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

(تصحیح: پچھلے ہفتہ کے ضمیمہ میں کار پردازوں کی غلط کاری سے نمبر ۹ کی جگہ ۸ لکھا گیا ہے حالانکہ ضمیمہ نمبر ۸ ماہ ستمبر کی ۲۹ تاریخ کو چھپ کر شائع ہو چکا ہے مہربانی کر کے ناظرین اس کی صحت کریں)۔

جب اذان ہو دن جمعہ کے تو دوڑو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑ دو۔ تا دیکھو اس میں صریح ہے اس میں کہ جمعہ کے واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونے کی کچھ شرط نہیں۔ پھر حنفیہ اس آیت کو نہیں مانتے اور اس کو بمقابلہ ایک قول صحابی کے، بلکہ بقول ایک عالم مذہب حنفی جس کا قول بالاتفاق حجت نہیں، ترک کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں شہر نہیں، حاکم نہیں، بازار و کوچہ نہیں، وہاں جمعہ صحیح نہیں چنانچہ ہدایہ میں کہا ہے

لا تصح الجمعۃ الّا فی مصر جا مع او فی مصلّی المصر و لا یجو ز فی القری لقو لہ علیہ السلا م لا جمعۃ و لا تشریق و لا فطر و لا ا ضحی ا لا فی مصر جا مع، و المصر الجا مع کل موضع لہ امیر و قا ض ینفد ا لا حکا م و یقیم الحدود و ھذا عن ابی یو سف رو ی عنہ انھم اذا اجتمعوا فی اکبر مسا جد ھم لم یسعھم، الاول ا ختیار الکر خی و ھو ا لظا ھر ، و الثا نی ا ختیار الشلجی؟ و قا ل فی فتح القدیر فی تخر یج الحد یث رفعہ المصنف و انما رواہ ابن ابی شیبہ مو قو فاً علی علیؓ۔ و فی حا شیۃ الھدا یۃ صفحہ ١٤٨ فی تفسیر المصر: قا ل الکرخی: ھو اقیمت فیہ الحدود و نفذت فیہ ا لا حکا م و ھو اختیار الز محشری ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و عن ابی عبد اللہ البلخی انه قا ل : ا حسن ما سمعت انه اذا اجتمعوا فی اکبر مسا جد ھم لم یسعوا فیه فھو مصر جا مع۔ و عن ابی حنیفة ھو بلدة کبیرة فیھا سلك و اسواق و لھا رساتیق و یر جع الناس الیه فی ما وقعت لھم من الحوا د ث۔

ان عبارات میں غور کر کے انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں قرآن پر سے عمل کہاں چلا گیا، اور اس قاعدہ کو کون لے گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابندی قاعدہ کی نہیں ہے بلکہ پابند تقلید امام کے ہیں۔ پس اگر اس کی محافظت قرآن کے اخذ کرنے میں دیکھتے ہیں تو اس اس کو ہاتھ مارتے ہیں اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل کرنے سے قائم رہتی ہے تو اس کی طرف دوڑتے ہیں۔

یہاں سے صدق کلام امام رازی کا معلوم ہوا جو اس نے کہا ہے کہ مذہب حنفی قانون مستقیم پر مبنی نہیں ہے، کبھی قرآن کی طرف رجوع کرتے، کبھی قیاس کی طرف، کبھی حدیث کی طرف دوڑتے ہیں، کبھی آثار کی طرف۔ چنانچہ رسالہ ترجیح مذہب شافعی میں فرماتے ہیں:

و اما ا صحا ب الر أی فا ن امر ھم فی با ب الخبر و القیاس عجیب ۔ فتارة یر جحو ن القیاس علی الخبر و تا رة بالعکس۔ ا ما ا لا ول فھو مذ ھبنا ان التصریة سبب مثبت للرد و عند ھم لیس کذ لك و دلیلنا ما ا خر ج فی الصحیحین.. الی ان نقله بتما مه ثم قا ل :

و اعلم ان الخصو م لما لم یجدوا لھذا الخبر تا و یلاً۔ البتة بسبب انه مضرّ فی محل الخلا ف ا ضطروا الی ان یطعنوا فی ابی ھر یرة ۔ و قالوا انه کا ن متسا ھلاً فی الروا یة و ما کا ن فقیھاً۔ و القیاس علی خلاف ھذا الخبر لا نّه نقتضی تقدیر خیار العیب با لثلاث و یقتضی تقویم اللین بصا ع من تمر من غیر زیا دة و لا نقصا ن و یقتضی ا ثبا تاً عو ض مقا بلة لین حا دث بعد العقد و ھذہ ا لا حکا م مخا لفة ا لا صو ل فو جب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رد الخبر لا جل القياس، هذا كلا مهم فی تر جيح القياس علی الخبر، اما كلا مهم فی تر جيح الخبر علی القياس الجلی فهو من و جو ہٍ ا حد ها ان انتقا ض الطهارة بسبب القهقهة فی الصلة امر يا با ه القياس الظا هر ثم انهم ا ثبتوا ذلك بسبب خبر ضعيفٍ ما قبله ا حد من علماء الحد يث۔ و ثا نيها و هو اعجب من ا لا ول انهم يقد مو ن عمل الصحا بة علی القياس الجلی بل علی الد ليل المستفاد من نص القر آ ن۔

اما ا لا ول فلا نه اذا وقعت عصفورة فی بئر و تفسخت قا لوا ينز ح منها عشره اد ل و يصير الباقی طا هراً ۔ و صريح العقل يشهد بد فع هذا الحكم لان ما ء البئر شیء متشا به ا لا جزا ء فكيف يعقل ان يكو ن نز ح بعض ذ لك الما ء سبباً بصيرورة الباقی طا هراً ۔فعند هذا قا لوا انما حكمنا بذ لك لا نه نقل عن بعض الصحا بة۔

و اما الثا نی فا ن البا ئنة فی مر ض المو ت صر يح كتا ب الله نقتضی انها ليست زو جته له لا نها لو كا نت زو جته لكا ن اذا ما تت يجب ان ير ث عنها لقو له تعا لی:

و لكم نصف ما تر ك ازوا جكم ۔(الآ ية)

و با لا جماع الزو ج لا ير ث منها فثبت انها ليست زو جة له ، و اذا ثبت هذا و جب ا لا يور ث منه لا ن الر بع نصيب الزوج الزو جا ت فممتنع ان يكو ن شیء منه نصيباً لهذه البا ئنة بدليل ظا هر من كتا ب الله تعا لی فی هذه المسئلة۔

ثم انهم قا لوا انها تر ث بد ليل ان عثما ن بن عفا ن قضی بذلك فی حق تما ضر زو جة عبد الر حما ن بن عو ف، و العجب ان ابن عو ف و ابن الز بير كا نا مخا لفين لعثما ن فی هذه الفتوی ثم انهم قد موا فتوی عثما ن فی هذه المسئلة علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظا ھر الکتا ب اللہ تعا لی مثبت انھم تا رۃ یقد مو ن القیاس علی الخبر و تارۃ یقد مو ن عمل بعض الصحا بۃ علی الکتا ب و تا رۃ یعکسو ن ا لا مر فی ھذہ ا لا بوا ب و ذ لك یدل علی ان طر یقتھم غیر بینۃ علی قا نو ن مستقیم۔ انشد بعضھم

دین النبی محمد مختار
نعم اعطیہ للفتی ال خبار
و لربما غلط الفتی سبل الھدی
و الشمس واضحۃ لھا انوار
لا تغفلن عن الحدیث و اھلہ
فا الرأی لیل و الحدیث نھار

انتھی کلا م الرازی

اور یہ طریق ان کا خلاف طریق سلف صالحین صحا بہ وتا بعین وآ ئمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہ کے ہے۔ بلکہ ارشاد آنحضرت ﷺ کے جو سب اماموں کے امام ہیں نیز مخالف ہے۔ آنحضرت ﷺ کے قول سے ثابت ہے حدیث وجوب اتباع میں مثل قرآن ہے۔ اور آئمہ دین سلف صالحین حضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ اس وجہ سے کہ پایہ ثبوت حدیث کا قرآن سے اعلی، بلکہ اس وجہ سے کہ قرآن میں اجمال اور ابہام ہوتا ہے۔ اور حدیث اس کی مفسر مبین بنتی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ اتفاق کر رکھا ہے کہ:

السنۃ قا ضیۃ علی کتا ب اللہ و لیس کتا ب اللہ بقا ض علی السّنّۃ۔

یعنی حدیث قرآن پر حاکم ہے اور قرآن حدیث پر حاکم نہیں ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ جو کوئی حدیث صریح صحیح کے سامنے عموم واجمال قرآن کو پیش کرے اور اس کی دستاویز سے حدیث کو متروک العمل بتاوے، مبتدع ہے، اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ پس پہلے قول آنحضرت ﷺ کا نقل کیا جاتا ہے۔ پھر اقوال ان آئمہ کے معرض نقل میں آویں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن ابی داؤد میں مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے :

عن رسو ل الله ﷺ انه قا ل ا لا انی او تیت ا لکتا ب و مثله معه ا لا یو شك ر جل شعبا ن علی ار یکته یقول علیکم بهذا القر آ ن فما و جد تم فیه من حلا ل فا حلّوه و ما و جد تم فیه من حرا م فحر مو ہ ا لا لا یحل لکم الحمار ا لا هلی و لا کل ذی نا ب من السبا ع و لا لقطة معا هد ۔

اور سنن دارمی میں بصفحہ ۷۶ یہ باب مقرر کیا ہے کہ:

السّنّة قا ضیة علی کتا ب الله

اور اس میں اس حدیث کو معرض استدلال میں پیش کیا ہے الفاظ اس کے یہ ہیں:

ان رسو ل الله ﷺ حر م اشیاء یو م خیبر ا لحمار و غیره ثم قا ل یو شك الر جل متکئاً علی ار یکته یحد ث بحد یثی فیقول بیننا و بینکم کتا ب الله فما و جد نا فیه من حلا ل استحللناه و ما و جد نا فیه من حرا م حر منا ا لا و ان ما حرم رسو ل الله ﷺ فهو مثل ما حر م اللّٰه به ۔

اسی باب میں بصفحہ ۷۷ یحیی بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے:

انّه قا ل السّنّة قا ضیة علی القر آ ن و لیس القر آ ن بقا ض علی السّنّة ۔

اور حسانؓ سے روایت کیا ہے

انّه قا ل : کا ن جبر یل ینزل علی النّبی ﷺ با لسّنّة کما ینزل علیه بالقر آ ن

اور مکحول سے نقل کیا ہے:

قا ل: السّنّة سنتا ن سنة ا لا خذ بها فر یضة و تر کها کفر و سنة ا لا خذ بها فضیلة و تر کها الی غیر ها حر ج

اور سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے:

انه حد ث یو ماً بحد یث عن النبی ﷺ فقا ل ر جل فی کتا ب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله۔

ضمیمہ نمبر ۱۱۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

ما یخالف هذا فقال الا انی احدثك عن رسول الله ﷺ وتعرض فیه بکتاب الله وکان رسول الله ﷺ اعلم بکتاب الله منك۔

اس قول کو ناظرین ملاحظہ فرماویں بعینہ وہی جو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ قرآن اچھا سمجھتے تھے یا اور۔ اور اس میں بصفحہ ۲۸ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل ہے:

انه قال سیأتی ناس یجادلوننی بشبهات القرآن فخذوهم بالسّنن فان اصحاب السّنن اعلم بکتاب الله۔

اس حدیث کی شرح میں طیبی رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے:

فی هذا الحدیث توبیخ و تقریع ینشاء من غضب عظیم علی من ترك السنة و ما عمل بالحدیث استغناء عنها بالکتاب بمن رجح الرأی علی الحدیث و اذا سمع حدیثاً من الاحادیث الصحیحة قال لا علیّ ان اعمل بها فان له مذهباً اتبعه۔

امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ سے میزان کبری میں شعرانی نے نقل کیا ہے:

انه دخل علیه مرّة رجل من اهل الکوفه و الحدیث یقری عنده فقال الرجل دعونا عن هذه الاحادیث فزجره اشد الزجر و قال له لولا السنة ما فهم احدنا القرآن ثم قال للرجل ما تقول فی لحم انفرد و این دلیله من القرآن فاقحم الرجل فقال للامام فما تقول انت فیه فقال لیس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هو من بهيمة الانعام ثم قال الشعرانی فانظر یا اخی الی مفاضلة الامام عن السنة و زجره من عرض له بترك انظر فی احادیثها الی آخر ما یلیق بالمراجعة۔

ایسا ہی امام شافعیؒ سے میزان میں نقل کیا ہے حیث قال:

روی الهروی بسنده الی الامام الشافعی انه قال حدیث رسول الله ﷺ مستغن بنفسه اذا صح انتهی۔ یعنی انه لا یحتاج الی قول اذا صح دلیله لان السنة قاضیة علی القرآن و لا عکس و هی مبینة لما اجمل منه انتهی ما فی المیزان

اور جگہ امام شعرانیؒ نے اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب منہن میں کہا ہے:

قد اجتمعت الامة علی انّ السنة قاضیة علی الکتاب و لیس الکتاب بقاض علی السنة۔ انتهی

ایسا ہی امام احمدؒ سے ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین میں نقل کیا ہے حیث قال:

ذکر احمد الاحتجاج علی ابطال قول من عارض السنن بظاهر القرآن و ردها بذلك و هذا فعل الذین یستمسکون بالمتشابه فی رد المحکم فان لم یجدوا لفظاً متشابهاً غیر المحکم استخرجوا من المحکم وصفاً متشابهاً و ردوه به لهم طریقان فی رد السنن احدهما ردها بالمتشابه من القرآن او من السنن الثانی جعلهم المحکم متشابهاً و اما طریقة الصحابة و آئمة الحدیث کالشافعی و الامام احمد و مالك و ابی حنیفه و ابی یوسف و البخاری و اسحاق فعکس هذه الطریق و هی انهم یردون المتشابه الی المحکم و یوافق النص المحکم ما یفسر لهم التشابه و یبینه لهم فیتفق دلالته مع دلالة المحکم و یوافق النصوص بعضها بعضاً و یصدق بعضها بعضاً فانها کلها من عند الله و ما کان من عند الله فلا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف فیه و لا تنا قض و فصله فی مو ضع ا خر و مثله بامثله منها رد المحکم الصریح الذی لا یحتمل ا لّا و جهاً واحداً من و جو ب الطما نیة و تو قف اجزا ء الصلوة و صحتها علیه کقو له ﷺ لا تجزیء صلوة لا یقیم الر جل فیها صلبه فی رکو عه و سجو ده و نحوه با لمتشا به من قو له و ار کعوا واسجدوا ۔ و منها رد المحکم الصریح من تعیین التکبیر للد خو ل فی الصلو ة با لمتشا به من قو له و ذکر اسم ربه فصلی ۔ و منها رد المحکم فی اشترا ط النیة لعبادۃالو ضو و الغسل با لمتشا به من قو له اذا قمتم الی الصلو ة فا غسلو ا و جو هکم .. الخ و لم یا مر با لنیة ۔ و منها رد السنة الثا بته المحکمة فی النهی عن بیع الر طب با لتمر بالتشا به من قو له و احل الله البیع و با لمتشا به من القیاس فی غا یة الفساد و منها رد السنة الصحیحه الصریحه فی النهی عن الجلوس علی فر ش الحر یر کما فی صحیح البخاری با تشا به من قو له و هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ و منها رد السنة الصحیحة الصریحة المحکمة فی خر ص الثمار فی الز کوة و العرا یا و غیرها اذا بد ء صلا حها بقو له انما الخمر و المیسر و الا نصا ب و الازلا م رجس من عمل الشیطا ن ۔

و منها رد السنة الصحیحة المحکمة فی استحبا ب صلوة النساء جماعة لا مفر دا ت کما فی المسند و السنن بالتشا به من قو له لن یفلح قو م و لّوا امر هم امر ء ة الی ان ذکر منها ردهم السنة فی مسئلة الفا تحة و الجهر بآ مین فقا م و منها ردّ النصو ص المحکمة الصریحة الصحیحة فی تعیین قرأة فا تحة الکتا ب فر ضاً بالتشا به من قو له فا قرؤا ما یسر منه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و منها ترک السنة المحکمة الصحیحة فی الجهر بآ مین کما فی الصحیحین فر د بقوله تعا لی و اذا قر ء القر آ ن فاستمعوا له و انصتوا و الذی نز لت علیه هذه ا لآ یة هو الذی رفع صوته بالتا مین و الذین امروا بها رفعوا ا صوا تهم و لا معارضة بین ا لآ یة و السنة بو جه الی آ خر ما ذکر من الامثلة التی تز ید علی سنّیّن ۔ و من لم تیسر له مطا لعة ذ لك الکتا ب فعلیه بمطا لعة ا لا نتفاد الر جیح شر ح ا لاعتقاد الصحیح و الجنة فی ا لا سوة الحسنة بالسنة لخیر معا صرینا السید ابیالطیب لا زا ل معوا نا لسنة السنة ۔

ان احا دیث وآ ثار واقوال سے ثابت ہوا کہ قرار داد آنحضرتﷺ اوران کے اصحاب وتابعین وآ ئمہ مسلمین کا یہی ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اورعمل میں قرآن کی مانند بلکہ بڑھ کر ہے پس جس نے حدیث صحیح کو مجمل ومبہم آیت قرآن سے رد کیا وہ تمام سلف کا مخالف ہوا پھر اگر وہ اس مخالفت میں معتمد ہے تو مبتدع ہے ورنہ احمق اور جاہل ہے کا ئناً من کا ن و متی کا ن و اینما کا ن ۔ یہ شخص بلا ریب یہی اعتقا د رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ معنی آیت نہیں سمجھتے تھے جیسا میں سمجھتا ہوں یا وہ جس کا میں مقلد ہوں ایسے شخص سے مسئلہ فرعی میں بحث فضول ہے اولاً اس سے حقیقت نبوت وامامت بحث کرنی بکار ہے اورخواص نبوت وامامت میں گفتگو لازم ۔ ہمارے مخاطبین اگر آنحضرتﷺ کو نبی برحق جانتے ہیں اوران کی فہم کو اپنی اورامام کی فہم سے افضل مانتے ہیں تو اس بحث کے طالب نہ ہوں گے اور بدوں چوں و چرا کے مان لیں گے کہ اگر معنی آیت انصتوا کے یہی ہوتے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اصلاً و مطلقاً کسی طرح کچھ نہ پڑھو تو آنحضرتﷺ کے خیال مبارک میں آتے اور وہ مقتدیوں کو بحالت قرأت امام سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ارشاد نہ فرماتے اورممانعت قرأۃ خلف الامام کو کو جہر سے خاص نہ کرتے اور جس حالت میں آپ نے اس ممانعت کو جہر سے خاص کیا اورآہستہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے (حاشیہ۔قید آہستگی کی اگر چہ حدیث عبادہؓ بن صامت میں جو سابقاً نقل ہوچکی ہے مذکور نہیں انہیں اسی حدیث ابن حبانؒ نے بروایت السنن ..زیادہ لیقرأ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا حد کم لقاء الکتا ب فی نفسه کو روایت کیا ہے۔ دیکھو تخریج الہدایہ) تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہم یا ہمارے امام جی سمجھتے تھے۔

وجہ دوم۔ ہم نے فرض کیا اور علی التنزل مان لیا کہ آیت مذکور میں مطلقاً قرأۃ سے اگرچہ سرّاً ہو ممانعت مقصود ہے اور انصات بالکل چپکے رہنے کا ہی نام ہے پھر بھی اس ممانعت سے خاص قرأۃ فاتحہ کے پیچھے امام کے یقیناً نہیں نکلتی قرأۃ فاتحہ حکم اس آیت سے مخصوص مستثنیٰ ہو سکتی ہے اور احادیث نبوی میں جو وجہ اول میں منقول ہو چکی ہیں جن میں مقتدیوں کے واسطے قرأۃ فاتحہ کا ارشاد ہے یہی بات پائی جاتی ہے اور کیونکر نہ ہو جس نبی پر یہ آیت اتری ہے اسی جناب سے فاتحہ پڑھنے کا ارشاد صادر ہوا ہے اگر اس آیت میں ممانعت عام مراد ہوتی تو آنحضرت ﷺ اس کا خلاف نہ کرتے اور مقتدیوں کو خاص قرأۃ فاتحہ کا امر نہ فرماتے یہ جواب اس آیت سے محدثین و آئمہ مجتہدین نے جو قرأۃ فاتحہ کو بحق مقتدی واجب بتاتے ہیں دیا ہے چنانچہ کہا امام بغویؒ نے بیچ معالم کے:

و یتمسك من لا یر ی القرأة خلف الا ما م بظا هر هذا الآ ية و من او جبها قال ا لآ ية فی غیر ا لفا تحه ۔

اور کہا شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں بجواب آیت و حدیث :ا ذا قر ء فانصتوا کے:

انها عموما ت و حد يث عباده خا ص و مبنی العا م علی الخاص وا جب کما تقرر فی ا لا صو ل و هذا لا محیص عنه و تو یده ا لا حا دیث المتقدمة القا ضية لو جو ب قر أة فا تحة الکتا ب فی کل رکعة من غیر فرق بین ا لا مام و الما مو م لان البر أة عن عهد تها انما یحصل بنا قل صحیح لا بمثل هذ ه العمو ما ت التی قر نت بما یجب تقدیره علیه ۔

اور کہا امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں بمقابل تمسک اس آیت کے۔

ا صول الثا لث و هو المعتمد ان الفقهاء اجمعوا علی انه یجو ز (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر ۱۲۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۴ نومبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)۔

تخصیص عموم القرآن بخبر الوا حد ..ان عمو م قو له تعالی: و اذا قریء القر آ ن فاستمعوا له و انصتوا، یوجب سکو ت الما مو م عند قر أة ا لا ما م الّا ان قو له علیه الصلوة و السلا م : لا صلوة لمن لم یقرأ بفا تحة الکتا ب ،اخص من ذلك العمو م و ثبت ان تخصیص عمو م القرآن بخبر الوا حد لاز م فو جب المصیر الی تخصیص عمو م هذه الآ یة بهذا الخبر۔

قلت و الخبر الذی ا ختاره مخصصاً البغوی و الشو کا نی وغیر هما من ا لآ ئمة الشا فعیة افحم للخصم و اد فع لما یبدیه من ا لا حتما لا ت لکو نه نصاً فی البا ب لا مسا غ فیه لنوع من ا لار تیا ب

اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں:

و استد ل من اسقطها فی الجهر یة بقو له تعا لی و اذا قری ء القر آ ن فا ستمعوا له و انصتوا و لقو له صلی الله و سلم واذا قر ء ا لا ما م فا نصتوا و قد اجیب عند مجمل ا لانصا ت فیما عدا الفا تحة

اس بیان سے ثابت ہوا کہ باوجود تسلیم اس امر کے کہ معنی انصات کے محض چپ رہنا ہے اور آیت سے مقصود معانی مطلق قرأۃ ہے اگرچہ سرّاً ہو اس آیت سے ممانعت قرأۃ خاص فاتحہ کی ثابت نہیں ہوتی۔

تقریر طریق خاص اصولی یہ ہے کہ جن مقدمات کو آپ نے موقوف علیہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرایا ہے وہ محل کلام ہیں۔ مقدمہ اولی جناب کہ عام قطعی ہے، ممنوع ہے اور آپ سے تعجب ہے کہ باوجودیکہ آپ مقام بحث واستدلال میں قائم تھے اس مقدمہ کو بے دلیل چھوڑ گئے اور اس کو باوجود مختلف فیہ ہونے کے اصول مسلّمہ یا علوم متعارفہ سے خیال کر بیٹھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتب ورسائل اصول فقہ میں آپ کی نظر نہیں پڑی اور آواز ظنی ہونے عام کے کبھی کان میں پہنچی ہے ورنہ یہ بات زبان پر نہ لاتے۔ اور اگر لاتے تو اس کو مدلل کر دکھاتے۔ ہم اس مقدمہ میں مذاہب علماء واختلاف آراء کا ذکر کرتے ہیں شاید اس کے ملاحظہ سے آپ اس مقدمہ کی بداہت کا دعوی چھوڑ دیں اور اس کو بدفع دلیل خلاف مدلل فرماویں۔ کتاب توضیح میں ہے:

حکم العام التوقف عندالبعض حتی یقوم الدلیل لانّہ مجمل۔ و عند البعض یثبت الادنی فی الجمع و الواحد فی غیرہ و عندنا و عند الشافعی یوجب الحکم فی الکل۔ لکن عند الشافعی ھو دلیل فیہ شبھۃ فیجوز تخصیصہ بخبر الواحد و القیاس لانّ کل عام یحتمل التخصیص ھو شائع فیہ۔ و عندنا ھو قطعی مساوٍ للخاص و سیجیء معنی القطع فلا یجوز تخصیصہ بواحد منھما ما لم یخص بقطعی۔

یہ جو اس عبارت توضیح میں لکھا ہے کہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) نزدیک عام قطعی ہے مراد اس سے عیسی بن ابان وغیرہ متاخرین حنفیہ ہیں نہ آئمہ مذہب متقدمین مثل امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے ہے چنانچہ تلویح میں اس اجمال کی تفصیل ہے حیث قال:

حکم العام عند عامۃ الاشاعرۃ التوقف حتی یقوم دلیل عموم او خصوص و عند الثلجی و الجبائی الجزم بالخصوص کالواحد فی الجنس و الثلاثۃ فی الجمع و التوقف فی ما فوق ذلك و عند جمھور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً و یقیناً عند مشائخ العراق و عامۃ المتاخرین و ظناً عند جمھور الفقھاء و المتکلمین و ھو مذھب الشافعی و المختار عند مشائخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمرقند حتی یفید و جو ب العمل دون الاعتقا د و یصح تخصیص العا م من الکتا ب بخبر الوا حد و القیاس

اور امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی کتاب محصول میں لکھا ہے:

یجوز تخصیص الکتا ب عند نا و ھو قو ل الشا فعی و ابی حنیفه و ما لك و قا ل قو م لا یجوز ا صلاً و قا ل عیسی بن ابان ان کا ن قد خص قبل ذلك بد لیل متصل او لم یخص اصلاً لم یجز و اما القا ضی فا نه اختا ر التو قف

یہاں تو امام رازیؒ نے کچھ متا خرین کے اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے۔ ولیکن تفسیر کبیر میں اس مسئلہ پر دعوی اجماع کیا ہے (جس سے آپ کی مراد اجماع آئمہ متقدمین وصحابہ وتابعین ہوسکتی ہے)۔ شیخ ابن الحاجبؒ مالکی نے مختصر الاصول میں مسئلہ تخصیص ذکر کرکے فرمایا ہے: و به قا لت ا لآ ئمة ا لا ر بعة ۔

ایسا ہی مغتنم الحصو ل میں کہا ہے۔ اور امام ر بانی محمد علی الشو کا نیؒ نے ارشاد الفحو ل میں کہا ہے:

اتفق اهل العلم سلفاً وخلفاً علی ان التخصیص للعمو ما ت جائز و لم یخا لف فی ذلك ا حد ممن یعتد به و ھو معلو م من ھذه الشریعة المطهرة حتی قیل انه لا عا م ا لا و ھو مخصوص ا لا قو له تعا لی و الله بکل شئی علیم الی آ خر ما ذکر من اشباه ھذه ا لآ یة۔

ان عبارات سے صاف ثا بت ہے کہ عام کو قطعی کہنا ایک شر ذ مہ متا خر ین کا قو ل ہے۔ متقد مین آ ئمہ جن میں امام ابو حنیفہؒ بھی داخل ہیں، اس عام کو ظنی کہتے اور تخصیص اس کی خبر وا حد سے جا ئز ر کھتے ۔ پس ایسے ا ختلا فی مسئلہ کو جس میں کثر ت جانب خلاف ہے آپ نے کس طر ح صحیح سمجھ لیا اور بلا تر دد اس کو اصول مسلمہ سے قرار دے کر اپنے جواب کو اس پر متفر ع کر دیا۔ آ ئندہ کچھ انصاف کو جا ئز ر کھتے ہیں تو اس کو مدلل فر ما ویں ور نہ اپنے جواب سے دست بر دار ہو جا و یں۔

ہر چند ہم کو اس مقا م میں اس قدر منع کا فی ہے اور تز ئیف جواب مخا طب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے اتنی کلام وافی، تاہم بغرض تشویق ناظرین ہم مقام منع سے ترقی کر کے مقام ادعاء میں قائم ہوتے ہیں اور غلط ہونا اس مسئلہ کا دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔

پس واضح ہو کہ مذہب حق و منصور مذہب جمہور ہے کہ عام ظنی الدلالۃ ہے اور اس مذہب پر دو دلیلیں قائم۔ ایک یہ کہ تخصیص عام میں ایسا شائع ہے کہ بمنزلہ مثل مشہور ہو گیا ہے۔ ما من عام الّا و قد خص منه البعض یعنی کوئی ایسا عام نہیں جس میں تخصیص نہ ہو۔ پس شیوع تخصیص کا ہر عام میں مورث ظن و شبہ کا ہے چنانچہ توضیح کی عبارت میں خلاصہ اس دلیل کا گذرا اور تلویح میں اس کو مفصل بیان کیا ہے حیث قال:

قد سبق ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما یتنا وله منهم من ذهب الی ان موجبه ظنی و منهم من ذهب الی انه قطعی بمعنی انه لا یجوز الخصوص احتمالاً ناشیاً عن الدلیل تمسك الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص و التخصیص شائع فیه کثیر بمعنی ان العام لا یخلو عنه الا قلیلا بمعونة القرائن کقوله تعالی: ان الله بکل شیء علیم، و لله ما فی السماوات و ما فی الارض، حتی صار بمنزلة المثل ما من عام الا وقد خص منه البعض و کفی بهذا دلیلاً علی الاحتمال و هذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی ینشأ عنه عند احتمال المجاز فی کل خاص۔

پھر صاحب توضیح نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جو تخصیص عام کو ظنی کرتی ہے وہ شائع نہیں اور جو شائع ہے وہ ظنی نہیں کرتے۔ ظنی کرنے والی تخصیص وہ ہے جو کلام مستقل موصول سے ہو۔ سو نہایت قلیل ہے چنانچہ کہا ہے:

و لا نسلّم ان التخصیص الذی یورث شبهة فی العام شائع بلا قرینة فان المخصص اذا کان هو العقل او نحوه فهو فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم ا لا ستثنا علی ما یا تی و لا یور ث شبهة فا ن کل ما یوجب العقل . کو نه غیر دا خل لا ید خل و ما سوای ذلك یدخله فی العا م و ان کا ن المخصص هو الکلا م فا ن کا ن مترا خیاً فلا نسلم انه مخصص بل نا سخ فبقی الکلا م فی المخصص الذی یکو ن مو صو لاً و قلیل ما هو ۔

اس کے جواب میں صاحب تلویح نے یہ کہا ہے کہ یہ اعتراض سوء تو ہم صاحب توضیح سے پیدا ہوا ہے وہ مطلب کلام خصم یہ سمجھا ہے کہ جو تخصیص عام کو بقیہ افراد میں ظنی کر دیتی ہے وہ بہت شائع ہے ۔ ومطلب کلام خصم بطور مطلب سعدی دیگر است ،اور ہی ہے، وہ یہ ہے کہ قصر عام کا بعض افراد پر شائع ہے جو ہر عام کو ہر فرد میں ظنی بنا تا ہے خواہ اس قصر کو آپ تخصیص بہ کہیں چنانچہ بعد نقل خلاصہ اعتراض توضیح کے کہا ہے:

و فیه نظر لا ن مراد الخصم بالتخصیص قصر العا م علیبعض المسمیا ت سوا ء کا ن بغیر مستقل او بمستقل موصو ل اور مترا خ و لا شك فی شیو عه و کثر ته بهذا المعنی فا ذا وقع النزا ع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکو ن بغیر المستقل او با لمستقل المترا خی فله ان یقو ل قصر العام علی بعض المسمیا ت شا ئع فیه لمعنی ان اکثر العموما ت مقصور علی البعض فیو ر ث الشبهة فی تنا ول الحکم لجمیع ا لا فراد فی العام سوا ء ظهر له مخصص او لا و یصیر د لیلاً علی ا حتما ل ا لا قتصا د علی البعض فلا یکون قطعیاً و المصنف تو هّم ان مراد الخصم ان التخصیص شا یع فی العا م فیو رث الشبهة فی ترنا و له الجمیع ما بقی بعد التخصیص کما هو المذ هب فی العا م الذی خص منه البعض و لهذا قا ل لا نسلم ان التخصیص الذی یو ر ث شبهة فی العام شا ئع بلا قرینة و قد عر فت ان المرا د ان التخصیص ای

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القصر علی البعض شا ئع کثیر فی العمو ما ت با لقرا ئن المخصصة فیو ر ث الشبهة البعضیة فی کل عا م فیصیر ظنیاً فی الجمیع و حینئذ لا ینطق بجوا ب المذکور علیه اصلاً ولا یکو ن لقو له بلا قرینة معنیً ثم لا یخفی ان قو له و ان کا ن المخصص هو الکلا م فا ن کا ن مترا خیاً فلا نسلم انه مخصص لا یستقیم ا لا ان یر ید بالمخصص ا لاو ل ما اراده الخصم و لا فا ئدة فی منع کو نه مخصصا با لمعنی ا لآ خر الا خص ۔ انتہی

دوسری دلیل عام کے ظنی ہونے پر یہ ہے کہ صحابہ وتابعین وآئمہ مجتہدین عام کتاب اللہ کی خبر واحد سے تخصیص جائز رکھتے اور اگر عام ان کے نزدیک قطعی ہوتا تو تخصیص اس کی خبر واحد سے جو باتفاق ظنی ہوتی ہے کبھی تجویز نہ کرتے۔

ذکر مذاہب آئمہ مجتہدین تو بضمن عبارت محصول ومختصر الاصول گذر چکا ہے تفصیل مذاہب صحابہ بحث مقدمہ ثانیہ میں آوے گی۔ ان شاء اللہ تعالی

یہی کلام متضمن اثبات واستدلال ظنی ہونے عام میں۔

اب ابطال دلائل خلاف میں جن سے ظنیت عام کی متصور ہے کلام کی جاتی ہے۔ پس واضح ہو کہ مدعیان قطعیت عام کی ایک یہ دلیل ہے کہ لفظ جب کسی معنی کے واسطے موضوع ہوتا ہے تو وہ معنی اس کے لوازمات سے ہو جاتے ہیں اور جب تک کوئی قرینہ اس کے خلاف پر دلالت نہ کرے وہ اس سے منفک نہیں ہوتے، بناء علیہ جب کہ لفظ عام معنی عموم کے واسطے موضوع ہے تو وہ عموم اس کو لازم ہے جب تک دلیل تخصیص ثابت نہ ہو۔ دوئم یہ کہ اگر بدون قیام قرینہ عام کے بعض مسمیات غیر مراد سمجھے جاویں تو لغت وشرع سے امان اٹھا جاوے۔ شرع کے خطابات اکثر عام ہیں پس اگر کسی کا عموم مراد نہ ہو تو احکام شرع درہم برہم ہو جاویں۔ ایسا ہی لغت میں جب کوئی بات بلفظ عموم کہے تو چاہیے کہ وہ نافذ ہو۔ یہ دونوں دلیلیں صاحب توضیح نے ذکر کی ہیں حیث قال:

لان ّ اللفظ متی و ضع لمعنی کا ن ذ لك المعنی لازماً له ا لّا ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدل القرینة علی خلافه ولو جاز ارادة البعض بلا قرینة لا رفع امان عن اللغة والشرع لان خطابات الشرع عامة۔

جواب دلیل اول کا یہ ہے کہ اگرچہ بلا دلیل و بدون قرینہ تجویز کرنا غیر مراد ہونے معنی کسی لفظ کا لازم وملزوم میں انفکاک کا قائل ہوتا ولیکن تجویز کرنا غیر مراد ہونے بعض افراد عام کا بلا دلیل وقرینہ نہیں شیوع تخصیص عام میں جو بمنزلہ ضرب المثل ہورہا ہے دلیل قوی وقرینہ صریح اس تجویز پر ہے۔ چنانچہ عبارت تلویح میں نقل ہو چکا۔

و التخصیص شایع فیه بمعنی ان العام لا یخلو عنه الّا قلیلاً بمعونة القرائن حتی سار بمنزلة المثل و کفی بهذا دلیلاً علی الاحتمال۔

اس سے ثابت ہوا کہ عموم علی وجہ العموم لوازم شاملہ لفظ عام سے نہیں ہے پس انفکاک لفظ عام ومعنی عموم کو انفکاک لازم کا ملزوم سے سمجھنا قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگرچہ اکابر سے سرزد ہوا ہے۔

فانظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔

جواب دلیل ثانی یہ ہے کہ رفع امان لغت وشرع سے تب متصور ہو جب کسی عام شرعی یا لغوی کو بلا دلیل وقرین مخصوص کرلیا جائے اور وہ بحسب ظاہر مدلول عموم عمل میں نہ آوے اور جس حالت کہ عام کو ظاہر عموم پر حمل کریں اور تاوقتیکہ اس میں قرینہ تخصیص نہ ہو مخصوص نہ سمجھیں توقف محض اس کی قطعیت دلالت میں رکھیں اور تردد فقط وجوب اعتقاد استغراق میں تو رفع امان کس طرح متصور ہے۔ یہ جواب بھی تلویح میں مذکور ہے ولیکن اس میں بیان اس کا اس انداز پر ہوا ہے جو مورد ایک اعتراض کا ہوتا ہے ہم نے وہ انداز چھوڑ دیا اور اس طرز سے اس کو ادا کیا جس پر وہ اعتراض نہیں بن ہوسکتا ہے اس کے اخیر میں خلاصہ ہمارے جواب کا ان الفاظ سے موجود ہے:

و مع القول بوجوب العمل بالعموم الظاهر لا یرتفع الامان

اور یہی معنی ایجاب مع الظن کے ہیں جو امام شافعیؒ و جمہور فقہاء و متکلمین و مشائخ سمرقند سے تلویح میں منقول ہے حیث قال فیما نقل عند سابقا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و حکم العا م ا ثبا ت الحکم مما یتنا وله من ا لا فراد ظناً عند جمهور الفقهاء و المتکلمین و هو مذ هب الشا فعی و المختار عند مشا ئخ سمر قند حتی یفید وجو ب العمل دو ن ا لا عتقا د و یصح تخصیص العا م من الکتا ب بخبر الوا حد و القیاس

انتهی مختصراً و قد مرّ تما ماً ۔

اس کی نظیر خبر وا حد ہے اور قائسین کے نز دیک قیاس کہ مفاد ان دونوں کا ظن ہے جو مفید اعتقا د نہیں ہوسکتا با یں ہمہ ظا ہر مدلول ان کا واجب العمل ہے۔

اس بیان سے ثا بت ہوا کہ ادلہ مدعیا ن قطعیت عام نا تمام ہیں وادلہ ظنیت عا م صحیح و ثا بت بلا کلام ۔ جس سے مقد مہ اولی جنا ب کا مخدوش ہوا اور پا یہ صدق و اعتبار سے سا قط ٹھہرا جس سے استد لا ل جنا ب مخاطب کا آ یت مذکورہ سے باطل ہوا۔

ایسا ہی مقد مہ ثا نیہ جنا ب (کہ حجت متوا ترہ یا مشہورہ اور خبر وا حد میں تخا لف ہوتو عمل توا تر پر وا جب ہے اور اختیار تر جیح لازم) علی الطلاق مسلّم نہیں ہے ۔ کیوں جا ئز نہیں کہ حجت متوا ترہ وخبر وا حد میں با ہم تطبیق وتو فیق عمل میں لا ویں اور ایک کو دوسرے کے سا منے با لکل بالکل سا قط الا عتبار نہ ٹھہرا ویں۔ خصو صاً جس حالت میں کہ حجت متوا ترہ با و جود قطعیت ثبوت ظنی الد لالۃ ہو اور اس کے معارض خبر وا حد با وجود ظنیت ثبوت کے قطعیۃ الد لا لۃ جس سے دونو ں میں مساواۃ متصور ہے اور جمع و تطبیق بر عا یت دونوں کے دو جہتوں کے منا سب نظر آ تی ہے ۔ پس اگر اس آ یت سے تمسک کر نے کی حرص ہے تو اس مقد مہ کو مبر ھن فر ما ویں اور ہماری سند منع کو اٹھا ویں ور نہ شرم وانصاف کو کام میں لا ویں اور اس تمسک سے باز آ ویں ۔ مقا م ادعا واستد لا ل میں قا ئم ہونا اور مقد مات نظر یہ دلیل کو بلا دلیل چھوڑ دینا شان محصلین سے بعید ہے ۔

یہ ہم نے بطور منع مقد مہ ثا نیہ میں کلام کی ہے اب ہم اس مقا م سے متر قی ہو کر خلاف اس مقد مہ کے مدعی بنتے ہیں اور عدم جوا ز پر تر جیح یا؟ امکا ن جمع و تطبیق بدلیل عقلی ونقلی ثا بت کر تے ہیں ۔

دلیل عقلی اس عدم جواز تر جیح پر یہ ہے کہ عموم آ یات امثال

اتبعوا ما انزل الیکم من ر بکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما آتاکم الرسول فخذوہ

وغیرہ نے (جو احصاء سے خارج ہیں جن سے حجیت آیات و احادیث سرور کائنات ﷺ ثابت ہے) جملہ آیات و احادیث کو متواتر ہوں خواہ اخبار احاد عموماً حجت ٹھہرایا ہے اور بلا تفصیل و اشتراط شہرت و تواتر واجب العمل بنایا ہے۔ پس مجرد تعارض و زیادت قوت تواتر سے خبر واحد کو متروک العمل ٹھہرانا، اور پایہ حجیت و اعتبار سے ساقط کرنا ابطال اس عموم کا ہے اور مخصوص کرنا اس کا ہے بلا مخصص جو فریقین کے نزدیک جائز نہیں۔

دلیل عقلی جو انہیں ادلہ عامہ سے مستفاد ہے یہ ہے کہ جمع و تطبیق میں دو دلیلوں متعارض کا اعمال متحقق ہے اور ترجیح میں ایک کا انفاء تیقن اور بشہادت عقل اعمال دونوں کا ایک کے انفاء سے بہتر ہے۔ اس قاعدہ کو سب عقلاء مانتے ہیں اور ہر فن میں اس کو دستور العمل جانتے ہیں اور بنا بر اس کے جمع کو ترجیح پر مقدم کرتے ہیں۔

صدر الشریعۃ توضیح میں فرماتے ہیں:

اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی موردہ الا ان لا یمکن۔

ضمیمہ نمبر ۱۳۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

یکم دسمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور اقوال اور آئمہ دین و فقہاء و محدثین کے مثل امام نوویؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور ابوبکر حازمیؒ، ابوالفیض فارسیؒ و امام ابن کثیرؒ و امام ابن الصلاحؒ و شیخ سلام اللہ حنفیؒ کے جواب، جواب مسئلہ اول ضمیمہ نمبر ۳ صفحہ ۲۷۵ میں گذر چکے ہیں، جو صاف مصرح ہیں کہ باوجود امکان جمع تطبیق کے اختیار ترجیح جائز نہیں ہے۔ ان ادلہ سے ثابت ہوا کہ اختیار ترجیح باوجود امکان تطبیق بشہادت عقل و نقل ناجائز ہے اور تصریحات آئمہ کے خلاف۔ یہ تو ہے کلام مبطل تقدیم ترجیح کی جمع پر عموماً متعارضین میں۔ اب خصوصاً ترجیح عام میں بہ نسبت خاص کے جس سے اس مقام میں بحث ہے کلام کی جاتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پس واضح ہو کہ یہی ادلہ جو عموماً تقدیم ترجیح کے مبطل ہیں خاص کر ترجیح عام میں اوپر خاص کے جاری ہو سکتے ہیں۔

وعلاوہ براں ایک یہ دلیل بھی اس پر قائم ہے کہ اصحاب رسول اللہ نے عام کتاب اللہ کو خصوص سنت پر جو ان کو بروایت احاد صحابہ پہنچی تھی ترجیح نہیں دی بلکہ بتخصیص اس عام کے خاص سے جمع تطبیق اختیار کے چنانچہ استدلال ان ادلہ سے اجلہ علماء و اکابر فضلاء اصولین سے ثابت ہے اور مشاہیر کتب اصول میں موصول۔ امام رازیؒ جو فن اصول وکلام میں امام تھے۔ اپنی کتاب محصول میں فرماتے ہیں:

المسئلة الاولی یجوز تخصیص الکتاب بخبر الواحد عندنا وھو قول الشافعی وابی حنیفه ومالك وقال قول قوم لا یجوز اصلاً وقال عیسی بن ابان ان کان قد خص قبل ذلك بدلیل متصل او لم یخص اصلاً لم یجز واما القاضی فانه اختار التوقف ۔ لنا ان العموم وخبر الواحد دلیلان متعارضان وخبر الواحد اخص من العموم فوجب تقدیمه علی العموم وانما قلنا انهما دلیلان متعارضان لان العموم دلیل بالاتفاق واما خبر الواحد فهو ایضاً دلیل لان العمل به یتضمن دفع ضرر مظنون فکان العمل به واجباً فکان دلیلاً واذا ثبت ذلك وجب تقدیمه علی العموم لان تقدیم العموم یفضی الی انفاءه بالکلیة واما تقدیمه علی العموم فلا یفضی الی انفاءه العام بالکلیة فکان ذلك اولی کما فی سائر المخصصات واما جمهور الاصحاب فقالوا اجمعت الصحابة علی تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد وبینوه بصور خمس .. الخ ۔ وقد نقل مختصراً ۔

فاضل حبیب اللہ قندھاریؒ مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

مسئله تخصیص الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبه قالت الآئمة الاربعة ... الی ان قال بعد ذکر استدلالات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الما نعين و الجوا ب عنها كما سنفصلها عنقريب ... ۔
المجوّزو ن ۔ اوّلًا عا م لكتا ب قطعی المتن ظنی الد لالة و
خاص الخبر با لعكس فتساويا فو جب الجمع۔
فی المسلم تبعاً للتحرير ير د عليه مع ابتنا ئه على ظنية
دلالة العا م ان قطعية د لا لة الخبر ضعيف لضعف ثبو ته لا ن
الد لا لة فر ع الثبو ت بخلا ف قطعيةالكتا ب فلا مساواة ۔
اقو ل قطعيةد لا لة الخبر بمعنی ان ثبت ثبت مد لوله لا ينافی
ضعف ثبو ته فيجوز فثبت المساواة ۔
و ثا نياً الصحا بة خصوا و ا حلّ لكم ما وراء ذا لكم بلا تنكح
المر أة علی عمّتها و لا علی خا لتها و يو صيكم الله فی
اولادكم بلا ير ث القا تل و لا يتوا ر ث اهل ملتين شیء و
نحن معا شر ا لا نبياء لا نور ث ۔ فا ن قيل تخصيص
بالا جماع لا بالسنة ۔ قلنا اجماع علی التخصيص ا ذ وقع فلم
ينكر ۔ و ان قيل انما يتم لو لم يخص من قبل بقا طع قلنا لو
كا ن لتوا تر كذا فی السلم و ا جيب با ن تلك ا لا حا ديث
مشاهير فيجوز تخصيص العا م بها كتقييد مطلق و هو
المسمی با لز يا د ة علی النص مع انه نوع من النسخ عند نا و
لا يخفی ما فيه علی القول بقطعية العا م ۔ انتهی ما فی المغتنم
قلت و انا ابو سعيد ا للا هوری تعريض صاحب المسلّم و
التحرير با ن الد ليل مبنی علی ظنية العام مد فوع با ن
الظنية العا م هو القو ل المنصور و هو المذ هب للجمهور فلا
ضير فی ابتناء الدليل عليه و لا فتور ۔
و جوا ب الفا ضل القند هاری با ن قطعية الخبر بمعنی ان
ثبت ثبت مد لو له لا ينا فی ضعف ثبو ته اجا ب عنه بعض
الافا ضل من معا صرينا فی كتا ب ا لا نتصار فی جوا ب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

المعیار بما نصه القطعیة بهذا المعنی را جعة الی مد لولا ت الالفا ظ متو قفة علی ثبو ت الدا ل و لیست هی متحققة بعد فضلاً عن کو نها قطعیة مع ان القطعیة بهذا المعنی مو جودة فی المو ضوعا ت و المنا کیر و الشوا ذ و غیرها مما لا یثبت الحکم الشر عی ا صلاً ۔ و قا ل قبله بیسیر انّ دلا لة الدا ل صفة للدا ل و قطعیتها فرع قطعیة المو صو ف فما لم یکن الموصو ف قطعیاً لا یمکن قطعیة صفة مثلاً اذا قیل ان جملة زید قا ئم یدل قطعاً علی ثبو ت القیا م لز ید فلا بد لالة القطعیة ان یتحقق هذه الجملة فی الواقع و اذا وقع الشك فی تحققها الواقع فکیف تد ل قطعاً علی ثبو ت القیا م له فا لخبر انما لیثبت الحکم الشرعی من حیث کو نه خبر الرسو ل لا من حیث کو نه کلا ما و الا علی معنی کما هو الظا هر فدلالةالخبر علی الحکم الشرعی قطعاً لا یمکن بکو نه خبراً قطعاً ۔

و هذا کلا م لا محصل له انما نشأ من قلة تد بر و سو ء رؤیة و تفکر لا ن صا حب هذا الکلام لم یفر ق بین دلا لة ا للفظ و قطعیتها و بین صدق ا للفظ و قطعیة فتصدے لنفی قطعیة الصدق و به عز م مع ان مطلو به انما کان نفی قطعیة الد لا لة التی یدعیها الخصم فقال انّ هذه القطعیة با لنسبة الی دلالة ا للفظ مسلّمة و نظر الی الواقع و نفس الا مر منتفیة و هذا نفی صریح للصدق و المطا بقة و لیس نفی لما ید عیه الخصم من قطعیةا لد لا لة و قو له قطعیة الد لا لة التی هی من الاوصاف فر ع لقطعیة الدا ل التی هو المو صو ف فکلما لم یو جد لا تو جد غلط نشاء عن ذ لك الخلط فا ن و جود الموصو ف و تحققه فی نفس ا لا مر عبار ة عن صدقه و لیس

www.KitaboSunnat.com

ذلك مو قو فاً عليه لصحة الد لا لة التى هى من او صا فه بل قد يتحقق هذه من العلم ينفيه ا لا تر ى الى ان قو ل القا ئل زيد حمار قطعى د لا لة مع كذ به و عدم تحققه واقعاً ۔ و ما اشتبه عليه ان هذه القطعية غير نا فعة لا يثبت بها ا لا حكا م لو جو دها فى المو ضو عا ت و الشوا ذ و نحو ها بلا كلا م ۔ فهذا تخليط آ خر عليه لا تعلق له بهذا المقا م ۔ فا ن المد عى هنا ليس ا لا ان الخا ص قطعى د لا لةً و ان كا ن ظنياً ثبو تاً و تحققاً و ان ضعف ثبو ته لا ينا فى قطعية د لا لته فهذا لا يحوم الشك و الر يب حو له و لا يز عزعه تخليط المخا طب و قو له و مع ذا لك لا اتر ك له الجوا ب ولا آ لو عن تمحيص الخطاء فيه من الصوا ب ۔ فاقو ل الانتفاع بخبر الوا حد القطعى د لا لة الظن ثبو ته ليس بمجر د حكم ا لد لا لة ۔

(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر ۱۴۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

بل هو مبنى على تسليمه و قبو له و صحة نقله من اهل الضبط و العدا لة و اذ لم يو جد ذلك فى المو ضوعا ت و المنكرا ت لم يجز ا لا نتفاع بها مع تسا و يها فى و جو ه الدلالات فقد علم بذ لك ان منا ط ا لا نتفاع به امر ان الثبوت و الد لا لة فا عتبار ا حد هما دون ا لآ خر ناشٍ من قلة تد بر و عجا له ۔ ثم ما يتحقق فيه من هذا المنا ط من خصو ص خبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا حا د فهو مساوٍ للعا م من الكتا ب عند جمهور اهل الاجتهاد ۔ فكما ان الخا ص لا ينفع بقطعية من كل و جه نظر الى ظنية ثبو ته فلا يفيد ا لا و جوب العمل دو ن ا لا عتقا د فكذ لك العا م لا ينتفع بقطعية ثبو ته نظر الى ظنية د لا لته حيث لا يحتج به الّا فى اعما ل العباد فثبت هذا انهما سيئان و به استقا م صحة ما اور ده الفا ضل القند ها رى من البرهان ۔

و استد لا ل الفا ضل القند ها رى ثا نياً با ن الصحا بة خصوا عمو م القر آ ن بخصو ص ا خبار ا لا حا د ۔ اجا ب عنه صاحب ا لا نتصار تبعاً للفا ضل الكهنوى الملقب ببحر العلوم فى تلك الديا ر ۔ اولاً با ن ا خبار ا لا حاد عند نا متواترا ت عند الصحا بة لا نهم سمعوها من النبى ﷺ مشافهة فصارت عند هم قطعية و استشهد على هذه الدعوى بما قا له العلا مه تفتا زا نى فى شر ح العقا ئد ۔ و صدر عنه مثل ذلك فى التلو يح كما سيجىء ۔ و ثا نياً با ن هذه ا لاخبار لم تخصص عمو م الكتا ب فا ن عمو مقو له تعا لى و احل لكم ما ورا ء ذلكم انما هو فى ما وراء المحر ما ت المذ كوره سا بقاً ومنها ا لا خت على ا لا خت و يفهم من مفهو مها الموا فق حرمة الجمع بين المحا ر م فلم يد خل العمة على بنى ا خيها فيما ورا ء كم فلا يكو ن مخصصاً بل الحد يث لا حكا م ما دل عليه قو له و ان تجمعوا بين ا لا ختين ۔ و عمو م قو له تعا لى يو صيكم الله لم يخص بحد يث لا ير ث القا تل و لا يتوا ر ث اهل ملتين شتى۔ بل بقو له لا يتخذ المؤمنو ن الكافر ين لا ن الميرا ث من با ب الو لا ية و لم يخص ايضاً بقو له نحن معاشر ا لا نبياء لا ن النبى ﷺ لم يكن دا خلاً فى الخطا ب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و کل ما قا له ھؤلا ء لا یصح بو جه ۔ اما ماقا لوا (ای صا حب الا نتصار و الفا ضل الکھنوی و العلا مة التفتا زا نی) اولاً فلا ن ما سمعه الصحا بی عن النبی ﷺ و ان کا ن عنده کالمتوا تر عند نا ولکن لیس کل ما وقع به التخصیص فھو مسموع لکل من المخصصین بل الظا ھر المشا ھده بعضھم سمعه من النبی ﷺ و بعضھم عن بعض ۔ ا لا تری الی قو ل براء بن عا ز ب الذی ذکره فی التو ضیح ما کل ما نحد ثه سمعناه من رسو ل الله ﷺ و الی حد یث معشر الا نبیاء انما یر ویه عن النبی ﷺ ابو بکر و وافقه الآ خرون بتسلیم التخصیص له و التصدیق ولو کا ن ا حد غیره سمعه من النبی ﷺ لقا م بشھاد ته اذ وقع دعوی ا لا ر ث من اھل البیت النبی ا لاکرم فا ن قلت قد اعترف اھل البیت و غیرھم بعلمه کما فی صحیحی البخاری و مسلم قلت ذلك اعترا ف با لعلم بالسماع عن النبی ﷺ و العلم قد یحصل با لا خبار و ھو التین ھھنا کما تشھد به ا لآ ثار حیث تصرح با ن سیدة النساء فا طمة الزھرا و زو جه اسد الله الغا لب طلبا ار ث النبی ﷺ و کذا عمه عباس بن عبد المطلب و لو کا نواسمعوا عن النبی ﷺ ھذا الخبر لما خا لفوه و لما اقد موا علی ھذا الامر ۔ فثبت بھذا ان التخصیص تصریحاً او تقریراً وقع من الکل مع ان سما ع بعض المخصصا ت لم یکن الّا للقل فکو ن للمسمو عا ت للصحا بة کا لمتوا ترا ت التقصی عن ما الز م علیھم من المقا ل ۔ و ما ما قا لا (ای صا حب ا لا نتصار و فا ضل الکھنوی) ثانیاً فلا ن شمو ل ا لا ختین للعمة و بنت ا ختیھا و کذا للخالة و بنت ا ختھا مجر د ظن و تخمین لا یصح لغة و لا عرفاً و لا عقلاً با لیقین اما ا لا و لا ن فظا ھر ان و اما الثالث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلا نالمفهو م الموا فق من ا لاخت ليس كل ذا ت ر حم حتى يشتمل ما نحن فيه و كو نها (اى الخا لة للزو جة و بنت اختها و عمة الزو جة و بنت ا خيها) من المحار م مثل ا لا ختين لم يثبت قبل هذا الحد يث بد ليل صريح و ان كا ن مستند هذه المجازفة القياس ۔ فليجر ايضاً فى بنتيخا لتين و بنتى عمتين بلا التباس ۔ فتحر ما ن كما حر مت ا لا ختا ن ولا يقول به ا حد كما اتفق عليه الفر يقا ن ۔على انه على هذا التقدير تخصيص للقر آ ن بالقياس ۔ و هو لا يجوز عند احد من علماء الناس ۔ و كو ن آ ية لا يتخذ المؤمنو ن الكافرين او لياء مخصصاً لآ ية الميرا ث لا يستقيم الّا ا ذا ثبت كو ن هذه ا لا ية مو صو لًا بتلك ا لآ ية كما يقتضيه مذ هب الحنفيه فى عدم جواز ترا خى المخصص و ان الميرا ث من الو لا ية امقصو دة فى ا لآ ية و اثبا ت هذا ليس هينا و لا بينا ۔ و على تقدير ترا خى ا لآية يكو ن آ ية الميرا ث منسوخة فلا يكو ن تخصيصها بحد يث القاتل ا لا تخصيص القطعى با لظنى و دعوى عدم د خو ل النبى ﷺ فى خطا ب يوصيكم مع صلا حية شمو ل لفظ الضمير للموجو دين زمن النزو ل المشا فهين لهذه ا لآ ية تحكم بمحجة ظا هر الخطا ب و يكذ ب فهم فهم اصحا ب النبى و اهل بيته اهل اللسان او لى ا لالبا ب ۔

قا ل الشو كا نى فى ارشاد الفحو ل على ما لخصه عنه صاحب الحصو ل ۔ الخطا ب الخا ص با لا مة نحو يا ايها الامة ، لا يشتمل الرسو ل ﷺ قا ل الصفى الهندى بلا خلا ف و اما اذا كا ن الخطا ب بلفظ يشمل الرسو ل نحو يا ايها الناس يا ايها الذين اا منوا يا عيبادى فذ هب ا لا كثرو ن الى انه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يشمله و قا ل جما عة لا يشمله ۔ و الحق ان الخطا ب با لصيغة التى تشمله يتنا و له بمقتضى اللغة العر بية لا شك فى ذلك و لا شبهة حيث كا ن الخطا ب من جهة الله سبحا نه

و ما يكذ به من فهم ا لا صحا ب و اهل بيت النبى او لى الالباب فقد مر ذكره قر يباً فلا نعيده خو فاً من ا لا طنا ب ۔ فا ن قلت تبعاً للفا ضل الكهنوى ان اهل البيت اذ طلبوا الارث ما اد خلوا النبى ﷺ فى عمو م الخطا ب ۔ بل قا سوا حا له على حا ل امته فى البا ب ۔ قلت لو ان الا مر كذ لك لتركوا قياسهم بمجرد سماع الخبر و لما اصر منهم على دعواه من ا صر و هى سيدة النساء فا طمة الز هراء غضب على ابى بكر و هجر ته ستة اشهر و لم تكلم الى ان و صلت الى ابيه خير البشر ۔ لا يخفى ذلك على را جع كتب الصحاح و كشف القناع عن و جه الحق الصرا ح ۔ و هذا الكلام اند فع به جميع ماقا ل هؤلا ء خلا فاً للمرا م فلله الحمد و به الاعتصام

و جواب الفا ضل القند هارى عن ا لاعتراض ا لاو ل على الدليل الثانى مؤيد با نه لم يكن قبل هذه التخصيصات و جود للا جماع فكيف يد عى ا حد ان هذه التخصيصا ت وقع بالاجماع بل الحق كما قا ل الفا ضل انه وقع منهم التخصيص و اذ لم ينكر فعد ذا لك اجما عاً بلا محيص

و الجواب با ن تلك ا لا حا ديث مشا هير مجا ب با نه لا يخلوا اما ان يكو ن المراد با لشهرة منها المشتهرة المصطلحة عند الحنفية او الشهرة المبحو ثة عنها فى الا صو ل الحديثيه فعلى الشق ا لاو ل لا يتصور لها و جود فى القر ن الاول الذى ظهر فيه تلك ا لا حا ديث و وقع فيه التخصيصات و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على الشق الثا نى فهو من ا خبار ا لا حا د التى لا تليق عندكم لا ن تكو ن نا سخاً لليقينيا ت

و يؤيد تفريع الشق ا لا ول ما قا ل فى التو ضيح و غيره من كتب ا لا صو ل الخبر لا يخلو من ان يكو ن روا ته فى كل عهد قو ماً لا تحصى عدد هم و لا يمكن توا طئهم على الكذ ب لكثر تهم و عدا لتهم و تبا ئن اما كنهم اويصير كذ لك بعد القر ن ا لا ول أو لايصير بل روا ته ا حاد و الاول متوا تر و الثا نى مشهور و الثا لث لخبر الوا حد ۔ انتهى

و يؤيد تفريع الشق الثا نى ما قا له حا فظ ابن حجر فى نخبة الفكر بعد ما عد المتوا تر و المشهور و العزيز و الغر يب و كلها سوى ا لا ول احاد فيها المقبو ل و المردود لتو قف الاستدلال بها على البحث عن ا حوا ل روا تها دو ن ا لا ول، انتهى ۔

و بهذا التا ئيد و الجوا ب اند فع ما مقا ل صا حب ا لا نتصار فى تشيد ا لا جماع و الشهرة خلاف الحق و الصوا ب فا نه مبنى على الغفلة عن معنى الشهرة و ا لا جماع فمن امعن النظر فى ا لا صو ل يؤمن به بلا نزا ع

و ما اشار اليه الفا ضل من ا لاعترا ض على هذا الجوا ب بقوله لا يخفى ما فيه المراد به ان العا م عند هم قطعى يوجب اليقين و ليس كذ لك المشهور فا ن غا ية مفا ده الطما نية و التسكين فا ذا هو سخط عن ا لاو ل بلا خفاء فلا يجوز تخصيصه به اذ هو نسخ بلا امتراء

اورامام ربانی مجتہد یمانی محمد بن علی الشوکانی ارشادالفحول میں فرماتے ہیں:

و اختلفوا فى جواز تخصيص الكتا ب العزيز بخر الوا حد ۔ فذ هب الجمهور الى جوازه مطلقاً و ذهب بعض الحنا بلة الى المنع مطلقاً ۔ و حكى ذلك عن طا ئفة من المتكلمين و الفقهاء و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طا ئفة من اهل العرا ق و ذهب عیسی بن ابا ن الی الجواز اذا کا ن العا م قد خصّ بد لیل قطعی متصلاً کا ن او منفصلاً و ذهب القا ضی ابو بکر الی الوقف و الحق ما ذهب الیه الجمهور و ید ل علیه اجماع الصحا بة فا نهم خصوا قو له سبحا نه تعا لی یو صیکم الله فی او لا د کم بقو له ﷺ انا معشر ا لا نبیاء لا نور ث و خصوا التوار ث بالمسلمین عملاً بقو له لا یر ث المسلم الکا فر ۔ و ایضاً ید ل علی جوازه د لالة بینة وا ضحة ما وقع من اوا مر الله عز و جل باتباع نبیه ﷺ من غیر تقیید فا ذا جا ء عنه الد لیل کا ن اتبا عه وا جباً و اذا عا ر ضه عمو م قر آ نی کا ن سلو ك ؟ طر یقة الجمع بیننا العا م علی الخا ص متحتماً و دلا لة العا م علی افرا ده ظنیة لا قطعیة فلا و جه لمنع تخصیصه با لا خبار الصحیحة ا لا حا دیث الی ان قا ل فی آ خر البا ب فی مسئلة بنا ء العا م علی الخا ص بعد ما ذکر ا لا ختلا ف فی البنا ء فی صورة العلم بتقد یم ا حد هما و تا خر ا لآ خر و الجهل با لتا ریخ ما نصه و الحق الذی لا ینبغی العدو ل عنه فی صورة الجهل البناء و لیس عنه ما نع یصلح التثبت به و الجمع بین الادلة ما امکن هو الوا جب و لا یمکن الجمع مع الجهل ا لا با لبنا ء و قد تقرر ان الخا ص اقوی دلا لة من العا م و الا قوی ار جح و فی العمل با لعا م اهما ل للخا ص و لیس فی التخصیص اهمال للعا م و قد نقل ابو الحسین ا لا جماع علی البنا ء مع جهل التا ریخ و الحا صل ان البنا ء هو الرا جح علی جمیع التقا دیر المذ کورة فی هذه المسئله انتهی ما فی ارشاد الفحول علی ما لخصه العلا مه السید ابو الطیب فی حصو ل الما مو ل من علم ا لا صو ل ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ تفتازانی تلویح میں بجواب دلیل عدم جواز تخصیص کے (جس کا حاصل یہ ہے کہ کتاب اللہ قطعی ہے اور خبر واحد ظنی) فرماتے ہیں:

فقد یجا ب با ن عا م الکتا ب قطعی المتن لا الد لا لة و التخصیص انما یقع فی الد لا لة لا نه وقع الد لا لة فی بعض الموا رد فیکو ن تر ك ظنی بظنی و بعبا رة ا خری الکتا ب قطعی المتن ظنی الد لا لة و الخبر با لعکس فکا ن لکل قوة من و جه تو جب الجمع و هو او لی من ابطا ل الخبر با لکلیة و قد یستد ل با ن الصحا بة کا نوا یخصصون الکتا ب بخبر الواحد من غیر نکیر اجما عاً علی جوازه و جوا به ان خبر الوا حد قطعی عند الصحا بة بمنز لة المتوا تر عند نا لا نه سمعه من النبی ﷺ مع انهم انما کا نوا یخصصون الکتا ب بالخبر بعد ما ثبت تخصیصه بقطعی من اجماع و غیره و قد عر فت ان العا م الذی خص منه البعض یصیر ظنیاً و یجو ز تخصیصه بخبر الوا حد و القیاس ۔ قلت و هذا الذی قا له العلا مة فی الجوا ب عن ا لا حتجا ج با لا جماع فیعید من شانه کل البعد و قد مر ما ید فعه فی عبارة المغتنم و ما کتبه فی تا ئید ها و الذ ب عنها هذا۔

اس نقل وتفصیل سے بیان ادلہ تخصص عیاں ہوا اور عدم جواز ترجیح عموم کتاب اللہ خصوص سنت پر ثبوت کو پہنچا۔ اب ابطال ادلہ مخالفین جو اس تخصیص کو ناجائز کہتے ہیں اور عموم قرآن کو خصوص خبر واحد پر ترجیح دیتے ہیں عمل میں آتا ہے۔

پس واضح ہو کہ ادلہ مخالفین دعوی عدم جواز تخصیص پر تین ہیں۔ اول یہ کہ عام کتاب اللہ قطعی ہے اور خبر واحد ظنی ہے۔ اور چونکہ مخصص متراخی ناسخ ہوتا ہے اس لئے تخصص عموم قرآن کی خصوص خبر واحد سے جو اس سے متراخی ہے جائز نہیں۔ اور یہ دلیل ان کی دو وجہ سے ناتمام ہے اول یہ کہ عام کا قطعی کہنا بعض حنفیہ کی خانہ ساز بات ہے۔ مذہب جمہور بدلائل قویہ و براہین قطعیہ اس کا مکذب ہے۔ شیخ عبدالعزیز بخاری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جو اصول بزدوی کا شارح ہے تحقیق شرح حسامی میں لکھا ہے

موجب العام الذی لم یخص منه عند الجمهور من الفقهاء و المحدثین لیس بقطعی و هو مذهب الشافعی و الیه ذهب ابو منصور الماتردی و جماعة من مشائخنا و عند عامة مشائخنا العراقیین کالکرخی و الجصاص موجبه قطعی ۔

اور علامہ تفتازانی نے حواشی شرح عضدی میں لکھا ہے۔

العام عند بعض الحنفیه قطعی کالخاص فلا یجوز تخصیصه بخبر الواحد ۔

اور مختصر الاصول اور اس کی شرح عضدی میں ہے

اما التخصیص بخبر الواحد فقال بجوازه الائمة الاربعة و قال ابن ابان من الحنفیة اذا کان العام قد خص من قبل بدلیل متعسلاً کان او متفصلاً قال الکرخی انما یجوز اذا کان قد خص من قبل بدلیل متفصل قطعیاً کان او ظنیاً ۔ و قد نقل هذین القولین الفاضل الجلیل العالم النبیل المولوی عبد الحی اللکهنوی فی رسالة امام الکلام فیما یتعلق بالقرأة خلف الامام ۔

ایسا ہی تلویح اور محصول سے بضمن مقدمہ اولی مخاطب کے گذرا اور بضمن جواب الجواب مسئلہ اولی کے ضمیمہ نمبر۳ میں حجۃ اللہ البالغہ سے نقل ہو چکا ہے مسئلہ قطعیت عام آئمہ متقدمین سے مروی نہیں ۔ یہ محض تخریج متاخرین کی ہے ۔ ان نقول سے خلاف جمہور ہونا اس مسئلہ کا ثابت ہوا اور دلائل اس کے بطلان کے ہماری تقریر اثبات تخصیص میں ذکر ہو چکے ہیں ۔

وجہ دوم یہ کہ متراخی کو ناسخ کہنا، اور مخصص کو موصول سے خاص کرنا یہ اسی خانہ ساز بات سے خانہ زاد ہے ۔ اس کے سوا کوئی اس کا اصل و بنیاد نہیں ۔ چنانچہ حسامی میں لکھا ہے

و اختلف فی خصوص العموم فعندنا لا یقع متراخیا و عند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشا فعی یجوز فیه الترا خی و ھذا بنا ء علی ان العمو م مثل الخصو ص عند نا فی ا ثبا ت الحکم قطعاً و بعد الخصو ص لا یبقی القطع فکا ن تغیراً من القطع الی ا لا حتما ل فیفید بشر ط الو صل انتھی ۔

اور تنقیح متن توضیح میں لکھا ہے:

اختلف فی التخصیص با لکلا م المستقل فعند الشا فعی یصح مترا خیاً و عند نا لا بل یکون نسخاً الی ان استد ل لمذ ھب الشا فعی بآ یا ت ثم ا جا ب عنھا با جو بۃ لا تخلوا عن التکلف و التعسف ثم قا ل و اصحا بنا قا لوا کل ما ھو تفسیر یصح مترا خیا التفا قاً و ما ھو تغییر لا یصح ا لا مو صو لاً اتفا قاً کا الا ستثناء و انما اختلفوا فی التخصیص بنا ء علی انہ عند نا بیا ن تغییر و عندہ بیا ن تفسیر لما عر ف ان العام عندہ دلیل فیہ شبھۃ فیحتمل الکل و البعض فبیا ن ارادۃ البعض یکو ن تفسیراً فیصح مترا خیاً کبیا ن المجمل و عندنا قطعی فی الکل فیکو ن التخصیص تغییر مو جبہ اقو ل لا فرق عند الشا فعی بین التخصیص و ا لا ستثناء بنا علی انالعا م محتمل عندہ فعلی ھذا کلا ھما یکو نا ن تفسیرا عندہ لکن ا لا ستثناء لما کا ن غیر مستقل لا بد من اتصا لہ و التخصیص مستقل فیجو ز فیہ الترا خی و عند نا کلا ھما تغییر و ھو لا یجو ز ا لا مو صو لاً

اور ارشاد الفحول میں فرمایا ہے:

الفصل السا دس فی تا خیر البیا ن عن وقت ا لحا جۃ اعلم ان کلمایحتا ج الی البیا ن من مجمل و عا م و مجاز و مشتر ك و فعل متر دد و مطلق اذا تا خر بیا نہ فذ لك علی و جھین ۔

ا لا ول ان یتا خر عن وقت الحا جۃ و ذ لك فی الوا جبا ت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفو رية لم يجز و لهذا نقل البا قلا نی اجماع ار با ب الشرا ئع علی امتنا عه ۔

الثا نی تا خیر ہ عن وقت ورو د الخطا ب الی وقت الحا جة الی الفعل ۔ و ذ لك فی الوا جبا ت التی لیست بفو رية حیث یکو ن الخطا ب لا ظا ھر له کا لاسماء المتوا طیة و المشتر کة او له ظا ھر و قد استعمل فی خلا فه کتا خیر التخصیص و النسخ و نحو ذا لك و فی ذلك مذا ھب ۔

الا ول ۔ الجواز مطلقاً و علیه عا مة الفقهاء و المتکلمین اختاره الراز ی و ابن ا لحا جب ۔

الثا نی المنع مطلقاً و الیه ذھب ابو اسحاق المر وزی و الصیر فی و ابو بکر الد قا ق و ھو قو ل کثیر من الحنفیة و المعتز لة و ابن دا ؤد ا لظا ھری و وا فقهم بعض الما لکیه و الشا فعیة و استد ل ھؤلاء بما لا یسمن و لا یغنی من جوع . .

الی ان قا ل ؛ بعد ذکر مذا ھب ا خری ۔ زیفها فهذه جملة المذاھب المر ویة فی ھذه المسئلة و انت اذا تتبعت موا رد ھذه الشر یعة المطرة و جد تها قا ضیة بجواز تا خیر البیا ن عن وقت الخطا ب قضاء ظا ھرا وا ضحاً لا ینکر ہ

(یہاں نمبر اول تتمہ اخبار سفیر ہندوستان مطبوعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء دفعہ دوم۔ اعلان عام، مطبوع ہے جسے میں متفرقات میں نقل کر رہا ہوں۔ بہاء) (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر ۱۵۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہور)۔

من له اد نی خبرة بها و مما رسة بها و لیس علی ھذه المذا ھب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المخا لفة لما قا له المجو زو ن ا ثاره من علم و قد ا ختلف القا ئلو ن بجواز التا خير في جواز تا ثير البيا ن على التدريج بان يبين بيا ناً او لاً ثم يبين بيا ناً ثا نياً كالتخصيص بعد التخصيص و الحق الجواز لعدم و الما نع من ذلك امن شر ع و لا عقل فا لكل بيا ن انتهى ما في ارشاد الفحو ل على ما لخصه في حصو ل الما مو ل من علم ا لا صول

تلوتح میں اس بات کی تا ئید کی ہے کہ یہ ا ختلا ف عا م و مجمل و مشترک و ظا ہر مؤل سب میں جاری ہے اور کہا ہے کہ تخصیص میں مقا رنت کو شر ط کر نا محض اصطلاح ہے یعنی اس پر دلیل قا ئم نہیں ہے اور کہا ہے کہ اس اصطلا ح پر حنفیہ چل نہیں سکتے۔ کبھی متراخی کو بھی مخصص کہد یتے ہیں اور کہا ہے کہ ایسے مخصص مقا رن کا پایا جا نا بھی کم ہے حیث قال:

و قد نبهت على ان اشتراط ا لاستقلا ل و المقا ر نة في التخصيص مجر د ا صطلا ح من ان العمدة في التخصيص عند الجمهور انما هي ا لا ستثنا ء و الشر ط و الصفة و الغا ية و بد ل البعض على انه ليستمر لهم الجرى على هذا الا صطلا ح التصريحهم با ن العا م ا ذا خص منه البعض صا ر ظنياً يجوز تخصيصه بخر الوا حد و القياس و لا يخفى ان التخصيص بكلا م مستقل مقا ر ن في غا ية الند رة ثم الخلاف في جواز الترا خي جا رٍ في كل ظا هر يستعمل في خلا فه كا لمطلق في المقيد و النكرة في المعين۔

اور مولا نا عبد العلی لکھنوی جن کو ہندوستان میں بحر العلوم کہتے ہیں اور ہر فن میں اس کی سند لیتے ہیں، کتاب فواتح الرحموت شرح مسلّم الثبوت میں فرماتے ہیں:

مسئله لا يجوز تا خير المخصص عن العا م بحيث يعد عرفا تا خيرا عند الحنفية خلا فاً للشا فعية ۔ قا ل ا لا ما م فخر الاسلا م هذا مبنى على الخلاف في قطعية العا م فلما كا ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعیاً عند نا و بالتخصیص یصیر ظنیا فا لمخصص منزّله
من القطع الی الظن و هو بیا ن تغیرولا یجوز تا خیره
فوجب القر ان بین المخصص و العا م و لما کا ن عنده ظنیاً
محتملاً للتخصیص و التخصیص یقید ظنیا کما کا ن
فالمخصص لم یغیره من شیء بل قرر ا لا حتما ل الذی کا ن
قبله فیکو ن بیا ن تفسیره و لا فیه القر ان و فیه نظر ظا هر
فا ن المخصص و ان لم یکن مغیراً الو صفة لکنه یغیر ما یفهم
من ظا هره من غیر قر ینة و هو العمو م لنا ان العا م بلا
مخصص یفید ارادة الکل فا لتا خیر تجهیل و نقض ا لآ مدی
بتا خیر النسخ فا نه یجوز اتفا قاً و یجا ب با نك او جبت الی
سما ع النا سخ فلا تجهیل بخلا ف المخصص فا نه مفید ان
العمو م غیر مراد من ا لا صل و تجهیل و قد یجا ب با ن
الدوام قطعاً لیس با لصیغة هنا ك بخلاف الکل فی العا م
فتامل اعلم ان الد لیل یجر ی فی المخصص الثا نی ای
مخصص المخصو ص فلا یجوز تا خیره ایضاً ثم اشار الی
توجیه کلما ت المشا ئخ الدّا لة علی جواز تا خیره و قا ل لعلّ
مراد المجو زین منا لتا خیر المخصص تا خیر المخصص
التفصیلی عن ا لا جما لی فا نه حینئذ بیا ن المجمل و المختار
فیه جواز التا خیر الی وقت الحا جة ثم ان تحمل عبارا تهم
هذا التو جیهه لا یخلو عن بعدٍ کما لا یخفی علی النا ظر فیها
واعلم ان الشا فعیة انما جو زوا تا خیر المخصص الی وقت
الحا جة کما صرح به صا حب المحصو ل و حینئذ نقول العام
لکو نه ظنیاً عند هم غیر مطلو ب ا لا عتقا د لعمو مه فا ن
الظن لا یطلب ا لاعتقا د فی الشر ع و لا هو مطلو ب العمل لانّ
الکلا م فی ما قبل الحا جة وقت العمل وقت الحا جة لا یجوز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التا خير عنه اتفا قاً فحينئذٍ لا تجهيل و لا ا غواء بخلا ف ما اذا كا ن العام مقطو عاً فا نه يجب اعتقا د الحكم المقطوع فيلزم ايجا ب اعتقا د خلا ف الواقع و هو ا غواء و تجهيل فهذا الد ليل ا يضاً مبنى على قطعية العا م انتهى

یہ عبارات علماء معتبرین حنفیہ ومحدثین سب کے سب باعلی نداء منادی ہیں کہ مخصص کے واسطے مقارنت کو شرط ٹھہرانا اور متراخی کو ناسخ کہنا بجز اس کے کوئی اصل نہیں رکھتا کہ عام کل افراد میں قطعی الدلالۃ ہے اور خاص کر عبارت مولانا عبدالعلیؒ صریح ناطق ہے کہ جو دلیل اس اشتراط پر قائم کرتے ہیں (یعنی لزوم تجہیل) وہ بھی اسی قطعیت عام پر مبنی ہے ۔ اور جب کہ قطعیت عام بادلہ تو یہ باطل ہو چکی ہے تو اب ابطال اس دلیل کا جو اس قطعیت پر مبنی ہے جدا گانہ دلائل سے ضروری نہیں ۔ وہی ادلہ اس کے ابطال کے کافی ہیں باین ہمہ جو کچھ خاص کر اس کی نقض و ابطال میں علماء نے کلام کی ہے وہ عبارت مسلّم الثبوت اور اس کی شرح میں موجود ہے چنانچہ اولاً اس میں آمدی سے نقل کیا ہے کہ تراخی مخصص مثل تراخی ناسخ ہے جو باتفاق جائز ہے ویسی ہی یہ بھی جائز ہونی چاہیے اور ثانیاً از خود کہا ہے کہ یہ دلیل عدم جواز تاخیر مخصص اول مخصص ثانی میں بھی جاری ہوسکتی ہے پس چاہیے کہ وہ بھی جائز نہ ہو حالانکہ کلمات مشائخ سے اس کا جواز نکلتا ہے اور جو نقض اول کے جواب میں اولاً اس میں لکھا ہے کہ عمل منسوخ پر سماع ناسخ تک واجب ہوتا ہے تو تجہیل نہ ہوئی بخلاف مخصص کے کہ اس میں قبل ورود مخصص عموم خیال کیا جاتا ہے اور بعد ورود مخصص معلوم ہوتا ہے کہ یہ عموم مراد نہ تھا اور یہ صاف تجہیل ہے اس کا جواب اسی عبارت شرح کے اخیر میں موجود ہے کہ قبل وقت حاجت وموقع عمل عام میں اعتقاد عموم مطلوب نہیں ہوتا اور نہ عموم کا مراد ہونا قطعاً سمجھا جاتا ہے اور بوقت عمل مخصص خود موجود ہوتا ہے پس تجہیل کسی وقت نہ ہوئی اور جو ثانیاً اس کے جواب میں کہا ہے کہ منسوخ میں دوام قطعاً صیغہ سے مفہوم نہیں ہوتا بخلاف استغراق افراد عام کے جو صیغہ سے سمجھا جاتا ہے اس کا جواب بھی اسی عبارت اخیر میں موجود ہے کہ خصم کے نزدیک اعتقاد عموم شرعاً مطلوب ہے نہیں پس وہ کیونکر مانے گا کہ عموم قطعاً صیغہ عام سے سمجھا جاتا ہے ۔ یہی امر تو متنازع فیہ ہے ۔ پس اسکا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت خصم اس میں مجرد دعوی سے کیونکر متصور ہے۔اور جو نقض ثانی کے جواب میں کہا ہے کہ اس میں تاخیر مخصص تفصیلی کے اجمالی سے ہے۔ پس یہ بیان مجمل ٹھہرا جس کے تاخیر وقت حاجت تک جائز ہے اسکا جواب اولاً اسی عبارت میں موجود ہے حیث قال:

ثم ان تحمل عبارا تهم هذا التو جيه لا يخلوا عن بعدٍ ۔

ثانیاً یہ کہ جیسے آپ بعد ورود مخصص تخصیص عام کو مجمل جانتا ہے اور اس کے تخصیص کو بیان مجمل نام رکھتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ کلام محض بے معنی ہے اس لئے کہ کلام تراخی میں مخصص ثانی کے ہے عام مخصوص البعض سے نہ اس کے تراخی میں مخصص اول سے..(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر ۱۶۔اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۲ دسمبر ۱۸۷۷ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور مجمل ہونا عام مخصوص البعض کا اس کے بیان کو بیان مضمل بناتا ہے نہ مجمل ہونا مخصص اول کا علاوہ بریں مجمل ہونا مخصص اول کا بھی بہرصورت لازم نہیں ہے۔ بالجملہ جو کچھ ان حضرات نے اس باب میں کیا ہے ناتمام ہے اور مبنی اس کا وہی قطعیت عام ہے۔ پس جو اس کا حال ہے سو اس کا ہوگا اور جس دلیل سے اس کا ابطال ہو چکا ہے اسی سے اس کا بطلان سمجھا جائے گا۔

تنبیہہ لطیف:

صاحب انتصار سے تعجب ہے کہ عدم جواز تاخیر متراخی مخصص پر کئی براہین قطعیہ کے وجود کا مدعی ہوا۔ پر بجز عبارت شرح مسلّم الثبوت جس میں بجز لزوم یا تجہیل کسی دلیل کا نام ونشان نہیں۔ کچھ نہ لا سکا۔ پھر یہ تعجب ہے کہ باوجود اس کے کہ جواب تجہیل معیار میں بصفحہ ۲۴۲ سطر ۲۰ ادا ہو چکا ہے حیث قال،

تاخير المخصص كتاخير النا سخ ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے جواب سے متعرض نہیں ہوا بلکہ اس جواب کے وجود کا کتاب معیار میں انکاری ہو گیا۔ پھر تعجب پر تعجب ہے کہ عبارت شرح مسلّم میں جس سے وہ تقریر لزوم تجہل نقل کیا ہے، سرقہ تو خیانت عمل میں لایا ہے، مطلب کی بات کو اس سے لے لیا ہے اور اس کا اول و آخر جو اس تجہیل کا رافع تھا چھوڑ دیا۔ ناظرین انتصار (انتصار الحق) و معیار (معیار الحق) اس کی ایسی باتوں سے اس کے علم وفہم وانصاف یا اعتساف کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور اس کتاب کا جواب معیار (معیار الحق) نہ ہونا سمجھ سکتے ہیں۔

اس بیان سے بے اصل و بے دلیل ہونا عدم جواز تراخی مخصص کا ثابت ہوا جس کے ثبوت سے بیان وجہ دوم اتمام کو پہنچا، جس کے اتمام سے دو وجہ ناتمامی دلیل اول مخالفین پر قائم ہوئیں اور تقریریں خصوم کی سب کی سب اس میں باطل ہو گئیں

دلیل دوم مخالفین کے عدم جواز تخصیص و وجوب ترجیح پر یہ ہے کہ بعض صحابہ نے عموم قرآن کو خصوص خبر واحد پر ترجیح دی ہے اور بہ تجویز تخصیص جمع و تطبیق اختیار نہیں کی۔ دیکھو جب فاطمہؓ بنت قیس نے حضرت عمرؓ کے پاس یہ حدیث پیش کی کہ جب وہ مطلقہ ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے اس کو نفقہ اور سکنی نہ دلوایا۔ پس حضرت عمرؓ نے اس کی حدیث کو نہ مانا اور کہا:

لا ندع کتاب ربّنا سنة نبینا بقول امرء لا ندری اصدقت ان کذبت احفظت ام نسیت فانّی سمعت رسول الله ﷺ یقول لها النفقه و السکنی۔

(یعنی ہم ایک عورت کے کہنے سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑتے۔ ہم نہیں جانتے یہ سچ کہتی ہے یا جھوٹ، بھول گئی ہے یا اس نے یاد رکھا ہے۔ میں نے تو آنحضرت ﷺ سے سنا ہوا ہے کہ مطلقہ کے واسطے نفقہ اور سکنی ہے)۔

نقل کیا اس قصہ کو نور الانوار و توضیح میں اور کچھ ذکر اس کا جامع ترمذی و سنن ابوداؤد وغیرہ میں بھی ہے (حدثنا عمّار ابن رزیق عن ابی اسحاق قال: کنت فی المسجد الجامع مع الاسود فقال: أتت فاطمة بنت قیسٍ عمر بن الخطاب فقال: ما کنا لندع کتاب ربنا و سنة نبینا ﷺ لقول امرأة لا ندری أ حفِظت ذلك ام لا ؟۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۹۱) ۔ مطلب اس کا (ص ۲۶۲)۔ یہ ہے کہ نہ مانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر فاروقؓ کا حدیث فاطمہؓ کو اس نظر سے نہ تھا کہ یہ خبر واحد ہے اور عموم کتاب اللہ کی معارض۔ اور چونکہ خبر واحد ظنی ہوتی ہے اور عموم قرآن قطعی۔ اس لئے ترجیح عموم قرآن کی اس پر واجب ہے۔ اور تخصیص اس کی ناجائز۔ بلکہ رد کرنا اور انکار اس حدیث کو علی تقدیر الصحۃ والتسلیم اس لئے تھا کہ ان کو خاص کر فاطمہؓ بنت قیس راوی حدیث کے حافظہ وصداقت میں شک تھا۔ اور بسبب اس کے اس حدیث کا صحیح ہونا ان کے نزدیک ثابت نہ تھا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حدیث کو صحیح مان کر اس کے راویوں کو عادل وضابط جان کر بنظر خبر واحد ہونے کے نہ مانا اور عموم کتاب اللہ کو اس پر ترجیح دی جیسا کہ حنفی دعوے رکھتے ہیں اور اس پر اس قصہ سے استدلال کرتے ہیں۔ صاحب توضیح اس قصہ کو اسی غرض وادعاء سے لایا ہے ولیکن تلویح ومسلّم الثبوت، مغتنم الحصول میں اس ادعا کو اسی تقریر سے جو ہم نے بیان کی ہے رد کر دیا ہے

قال فی التنقیح من التوضیح و اما الا نقطاع الباطن فاما بمعارضة او بنقصان فی الناقل اما الاول فاما بمعارضة الکتاب کحدیث فاطمة بنت قیس قوله تعالی اسکنوهن اما فی السکنی فظاهر و اما فی النفقه فلان قوله تعالی من و جدکم مجمل عندنا علی قرأة ابن مسعود و اتفقوا علیهن من وجدکم ۔ انتهی ۔

و قال فی التلویح قوله کحدیث فاطمة بنت قیس فیه بحث لان الکلام فی خبر العدل و هذا مستنکر بریتهم روایة بالکذب و الغفلة و النسیان لا لکونه فی مقابلة عموم الکتاب و الا لما کان لقوله حفظت او نسیت صدقت او کذبت معنی و ایضاً لا خفاء فی ان القرأة الشاذة غیر متواترة و لا مفیدة للقطع فکیف یرد الحدیث بمعاضتها و کیف یقبل من الراوی ان هذا کلام الله تعالی و لا یقبل ان ذلك کلام الرسول و هو یمرء و مسمع ۔ انتهی ما فی التلویح

و قال فی مسلّم الثبوت و ردها لترددہ فی صدقها و لهذا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصفها بما و صف اشعا راً بعلة التردد و الرد ۔ انتهی ۔ و زا د فی المغتنم اقو ل التردد ا ما لاحتما ل خبر الوا حد الكذ ب ففيه المد عی و اما لجها لة امر ها فی العدا لة فينا فی تعديل جميع الصحا بة ا لا ان يقا ل لعله لقصور الضبط ۔

اور مؤید ہے کلام صاحب تلویح کو جو خود صاحب توضیح نے اس سے پہلے کہا ہے کہ حدیث فاطمہ بنت قیس مستنکر ہے ۔ اس لئے وہ لائق عمل نہیں ہے حیث قال:

و ان رده الكل فهو مستنكر لا يعمل به كحد يث فا طمة بنت قيس ۔

پھر اب کیونکر کہہ دیا کہ رد کرنا اس حدیث کا بہ سبب معارضہ قرآن کے ہوا ہے ۔ یہ تب منظور تھا جب کہ اس کو صحیح مان کر اور اس کی رواۃ کو عادل وضابط جان کر پھر بنظر مجرد معارضہ قرآن رد کیا جاتا و اذ ليس فليس

صاحب انتصار نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ قصور ضبط جو تم نے سبب رد قرار دیا ہے اس کے خبر واحد ہونے سے پیدا ہوا ہے اس لئے کہ اگر وہ تواتر یا شہرت کو پہنچتی تو محتمل قصور ضبط نہ ہوتی ۔ ولیکن مطلب اس کا مصداق مطلبش دربطن شاعر ہے ۔ جناب من! یہ کون کہتا ہے کہ خبر واحد محتمل نہیں ہوتی ۔ کلام ونزاع تو اس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس حدیث کو اس جہت سے رد کیا کہ خبر واحد عموماً و مطلقاً قرآن کے سامنے لائق عمل نہیں ۔ یا اس نظر سے کہ خاص کر راوی اس حدیث کے حفظ وصدق کا ہم کو اعتبار نہیں ۔ آپ مدعی امر اول کے ہیں اور رد کرنا بنظر امر ثانی بھی ہو سکتا ہے ۔ آپ اس کو اٹھا دیں تو کام بنتا ہے ورنہ ایک شخص کے روایت کے نہ ماننے سے عموماً خبر واحد کا بے اعتبار ہونا ثابت نہیں ہوتا ۔

یہ جواب دلیل دوم کا ہم نے بطور تنزل و بنا بر تسلیم اس قصہ کے دیا ہے اور اگر ہم اس قصہ کو نہ مانیں، یا فعل عمرؓ کو اس باب میں حجت نہ جانیں تو بھی گنجائش ہے ۔ اس قصہ کے نہ ماننے کی یہ وجہ ہے کہ اس کے بعض الفاظ پر آئمہ محدثین نے جرح کیا ہے اور حضرت عمرؓ سے اس کے ثابت ہونے سے انکار کیا ہے ۔ دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ یہ جو ان سے نقل کیا ہے کہ ہم سنت رسول اللہ کو کس طرح چھوڑ دیں ۔ یہ محفوظ نہیں ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،اس کو جماعت ثقاۃ نے ذکر نہیں کیا ہے۔ ذکرہ النوویؒ فی شرح مسلم صفحہ ۴۸۳ جلد اول والزرقانی فی شرح المؤطا صفحہ ٦٦ جلد ۳۔ اور احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے کہ یہ جوان سے نقل کیا ہے کہ ہم کتاب اللہ کو نہیں چھوڑتے مطلقہ کو نفقہ دلاتے ہیں، یہ ہرگز قول عمرؓ نہیں ہے۔ قرآن میں مطلقہ ثلاثہ کے واسطے نفقہ وسکنی کہاں ہے ذکرہ فی مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ٢٤٢ و فی آخره هذا لا یصح عن عمر قال ذلك الدار قطني و قال السنة بيد فاطمه

امام ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ پر افتراء ہے اور رسول اللہ ﷺ پر نیز انسان کو لائق نہیں کہ نصرت مذہب کے واسطے صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں جھوٹ بناوے۔ چنانچہ شرح بلوغ المرام میں ہے:

قال العلامه ابن القيم و نحن نشهد ما لبد شهادته فسأل عنها اذا لقيناه ان هذا كذب على عمر و كذب على رسول الله ﷺ ينبغي ان لا يحمل الانسان فرطا الانتصار للمذاهب و التعصب على معارضة السنن النبوية الصحيحه الصريحة بالكذب البحت۔ انتہی

اور وجہ اس کے کذب ہونے کی ظاہر ہے کہ کسی حدیث صحیح میں ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مطلقہ ثلاثہ کے لئے نفقہ تجویز فرمایا ہے اور نہ قرآن میں یہ حکم آیا ہے اسی واسطے جب اس قول منسوب بحضرت فاروقؓ کا کوئی محمل نہ بنتا تھا تو عیسی بن ابان نے اس کی تاویل کی کہ مراد قرآن و حدیث سے اس قول میں قیاس ہے اس لئے کہ وہ انہیں دونوں سے ثابت ہوا کرتا ہے۔ اور بعض نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مراد قرآن سے آیت اسکنو هن ہے اور سنہ سے وہ جوان سے منقول ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے نفقہ وسکنی ہے چنانچہ توضیح میں بصفحہ ۲۲٦ یہ دونوں تاویلیں منقول ہیں اور نفقہ کا قرآن میں ہونا صاحب توضیح نے اس حیلہ سے ثابت کیا ہے کہ قرأۃ ابن مسعودؓ میں انفقوا عليهن من وجدكم آچکا ہے اور چونکہ تاویلیں ضعیف ہیں اس لئے اس کلام کو بجز کذب کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاویل عیسی بن ابان اس لئے کہ اس صورت میں رد حدیث فاطمہؓ بقیاس ہوا جو باتفاق صحابہ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلفصالحین نا جائز ہے، اور تاویل بعض علماء اس لئے ضعیف ہے کہ اسکنو ھن میں مطلقہ ثلاثہ کے واسطے سکنی کا ذکر نہیں ہے اور اگر اس کو مان بھی لیا جاوے تو پھر نفقہ کا اتنا بھی قرآن میں ذکر نہیں ہے:

قال اسماعیل القاضی الذی فی کتاب ربنا انما ھو النفقة لاولات الحمل۔ انتھی علی ما نقله الزرقانی فی شرح الموطا

اور جو حدیث اس باب میں حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں اس کا راوی حضرت عمرؓ سے ابراہیم نخعی ہے جس کو حضرت عمرؓ سے ملاقات نہیں۔ اور تاویل صاحب توضیح کا ضعیف ہونا صاحب تلویح کی کلام سے ثابت ہو چکا ہیاور باوجود ثبوت اس قصہ کے حجت نہ جاننا فعل حضرت عمرؓ کا اس میں یہ وجہ رکھتا ہے کہ ابن عباس حضرت فاروق کے اس امر میں مخالف تھے چنانچہ شرح صحیح مسلم، وشرح بلوغ المرام، وتلویح وغیرہ کتابوں میں ثابت ہے اور اقوال صحابہ جب باہم متخالف ہوں تو بالاتفاق حجت نہیں ہوتے چنانچہ تلویح صفحہ ۲۳۷ وحسامی صفحہ ۹۴ ونورالانوار صفحہ ۱۸۵ وغیرہ کتب اصول میں موجود ہے وازانجا کہ یہ مطالب مانحن فیہ سے اجنبی ہیں اس لئے ہم نے اس کی تفصیل واس میں نقل اقاویل سے تعرض نہیں کیا۔

الحاصل اولاً یہ قصہ بجمیع الفاظ حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ اور اگر بالفرض اس کو مانا بھی جائے تو اس سے رد کرنا حضرت عمرؓ کا حدیث فاطمہ بنت قیس کو بنظر قطعیت عموم قرآن وظنیت خصوص خبر واحد کے نہیں نکلتا۔

دلیل سوم مخالفین کے عدم جواز تخصیص و وجوب ترجیح عموم قرآن پر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کو قرآن پر عرض کرو اگر اس کو موافق قرآن پاؤ تو مانو ورنہ اس کو رد کردو۔ بناء علیہ حدیث جب عموم قرآن کے مخالف ہو تو اس کا رد کرنا واجب ہے۔ تخصیص عموم قرآن اس حدیث سے جائز نہیں۔ اس حدیث کو بڑے بڑے مشاہیر حنفیہ اپنی تصانیف میں لائے ہیں۔ توضیح میں کہا:

انما یرد (ای الحدیث المعارض للکتاب) لتقدم الکتاب حتی یکون عام الکتاب و ظاھرہ اولی من خاص خبر الواحد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ونصه و لا ينسخ ذلك بهذا و لا يزا د به عليه

تلویح میں اس قول کی تشریح کے بعد لکھا ہے:

و استد ل على ذلك بقو له عليه السلا م يكثر لكم ا لا حا ديث من بعدى فا ذا روى لكم حد يث عنى فاعرضوه على كتا ب الله تعا لى فما وا فق فا قبلوا و ما خا لف فر دوده

ایسا ہی اور کتب اصول میں یہ استدلال موجود ہے۔ جواب اس کے کئی ہیں ۔ازانجملہ یہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ بعض محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور بعض نے موضوع۔ امام یحیٰ ابن معین جو جرح اور تعدیل میں مقبول خلائق ہیں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث زندیقوں یعنی چھپے مرتدوں نے وضع کی ہے۔ اور ازانجملہ یہ کہ اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ متواتر و مشہور کو بھی قرآن پر عرض کیا جاوے۔ پھر اگر مخالف ہو تو ترک کی جاوے حالانکہ یہ بات اجماع کے خلاف ہے۔ ازانجملہ یہ کہ یہ حدیث خود اپنے مضمون کی مبطل ہے اس کو قرآن پر عرض کیا گیا ہے تو خلاف قرآن پایا۔ تفصیل ان جوابات کی معہ زیادت بعض اجوبہ کے عبارات ذیل میں موجود ہے

مولانا عبدالعلیؒ شرح مسلّم الثبوت میں فرماتے ہیں:

قا ل صا حب سفر السعادة انه من اشد المو ضو عا ت قا ل الشيخ ابن حجر العسقلا نى قد جا ء بطر يق لا تخلو عن المقال و قا ل بعضهم قد و ضعه الز نا دقة و ايضاً هو مخالف لقو له تعا لى ما آ تا كم الرسو ل فخذوه فصحة هذا الحديث يستلز م و ضعه و رده فهو ضعيف مر دود۔ انتهى

اور شیخ ابن طاہرؒ صاحب مجمع البحار تذکرۃ الموضوعات میں فرماتے ہیں:

و ما اور ده ا لا صو ليو ن من قو له اذا روى عنى حد يث فاعر ضوه على الكتا ب فا ن وا فقه فا قبلواه و ان خا لفه ردوه قا ل الخطا بى و ضعته الز نا د قة و يد فعه حد يث انى او تيت الكتا ب و ما يعدله و ير وى و مثله ۔ و كذا قا ل الصنعانى و هو كما قا ل۔ انتهى۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امام محمد بن علی الشوکانیؒ فوائد مجموعہ میں فرماتے ہیں:

حد یث اذا روی عنی حد یث فا عر ضوہ علی کتا ب اللہ فا ذا وا فقه فا قبلوہ و ان خا لفه ردوہ قا ل الخطا بی و ضعته الزنا دقة و یدفعه او تیت القر آ ن و مثله معه و کذا قا ل الصنعا نی ۔ قلت و قد سبقها الی نسبة الز نا دقه ابن معین کما حکا ہ الذ ھبی علی ان فی ھذا الحد یث المو ضو ع نفیه ما یدل علی ردہ لا ا ذا اعر ضنا ہ علی کتا ب اللہ خا لفه ففی کتا ب اللہ عز و جل ما آ تاکم الرسو ل فخذوہ و ما نھا کم عنه فا نتھوا و نحوہ من ا لآ یا ت ۔ انتھی

اور امام شوکانی، ارشاد الفحول میں فرماتے ہیں:

البحث الثا نی انه قد اتفق من یعتد به من اھل العلم ان السنة المطھرة مستقله بتشریع ا لاحکام و انھا کا لقرآن فی تحلیل الحلا ل و تحریم الحرا م ۔ و قد ثبت عنه ﷺ انه قا ل و انی او تیت القر آ ن و مثله معه ای من السنن التی لم ینطق بھا القر آ ن و ذا لك کتحریم لحو م الحمر ا لا ھلیه و تحریم کل ذی نا ب من السبا ع و مخلب من الطیر و غیر ذلك مما لم یات علیه الحصر و ما ورد من طر یق ثو با ن فی ا لا مر یعر ض الاحا دیث علی القر آ ن فقا ل یحی بن معین انه مو ضوع و ضعته الز نا دقة و قا ل عبد الر حمن بن مھدی الخوا ر ج و ضعوا حد یث ما آ تا کم عنی فاعر ضوا ہ علی کتا ب اللہ الخ ۔ و قد عا ر ض حد یث العر ض قو م فقا لوا عر ضنا ھذا الحد یث علی کتا ب اللہ فخا لفه لا نا و جد نا فیه ما آ تا کم الر سو ل فخذو ہ و ما نھا کم عنه فا نتھوا قا ل ا لا و زاعی الکتا ب ا حو ج الی السنه من السنة الی ا لکتا ب ۔ قا ل ابن عبد البر یر ید انھا تقضی علیه و یبین المراد منه ۔ و قا ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحی بن ابیکثیر السنة قا ضیة علی الکتا ب و الحا صل ان ثبو ت حجة السنة المطهرة و استقلا ل بتشریع ا لا حکا م ضروریه و دینیه و لا یخا لف فی ذلك ا لا من لا حظ فی دین الاسلا م ۔ انتھی ما فی ارشاد الفحول علی ما لخصه فی حصول الما مول

اور علامہ طیبی شارح مشکوۃ مختصر اصول حدیث میں فرماتے ہیں:

و کذا ما ارده ا لا صو لیو ن من قو له ا ذا روی عنی حد یث فاعر ضوه علی کتا ب الله فا ن وا فقه فا قبلو ه و ان خا لفه فر دو ه قا ل الخطا بی و ضعته الز نا د قة و ید فعه قو له صلی اللہ علیہ وسلم انی قد او تیت الکتا ب و ما یعد له یر وی او تیت الکتا ب و مثله معه ۔

ایسا ہی فاضل قندھاری نے مغتنم الحصول میں فرمایا ہے اور ایسا ہی مسلم الثبوت ومنہاج الاصول وتلویح وغیرہ کتب اصول میں اس حدیث کو رد کیا ہے۔ نقل کرنا عبارات ان سب کا موجب تطویل ہے اسلئے مجمل حوالہ پر اکتفاء کیا گیا۔ ولیکن نقل کرنا عبارت تلویح کا بغرض اظہار ایک لطیفہ عجیبہ کے مناسب نظر آیا پس سنا چاہیے کہ علامہ تفتازانی نے تلویح میں فرمایا:

و اجیب با نه خبر الوا حد و قد خص منه البعض اعنی المتوا تر و المشهور فلا یکو ن قطعیاً فکیف یثبت به مسئلة الا صو ل (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر اول۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

یکم جنوری ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہور)

علی انه مما یخا لف عمو م قو له تعا لی ما آ تا کم الرسو ل فخذوه و قد طعن فیه المحد ثو ن با ن فی روا یة یش ید بنر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعه و هو مجهول و ترك فی اسناده واسطة بین الاشعث و ثوبان فیکون منقطعاً و ذکر یحی بن معین انه حدیث وضیعة الزنادقة ۔ و ایراد البخاری ایاه فی صحیحه لا ینافی الانقطاع او کون احد رواته غیر معروف بالروایة ۔انتهی ما فی التلویح ۔

یہ عبارت ہمارے مدعا کے موافق ہے اور ہمارے اجوبہ کی شاہد اور مؤید و مع ذالک اس میں ایک ایسا لطیفہ عجیبہ فرمایا ہے جس سے عمدہ نتیجے نکل سکتے ہیں ۔ وہ یہ کہ علامہ نے بعد رد و تضعیف اس حدیث کے فرمایا ہے کہ وارد کرنا بخاری کا اس حدیث کو اپنی صحیح میں منافی انقطاع و جہالت رواہ نہیں ہے ۔ اور یہ بات سراسر غلط اور محض خط ہے ۔صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود نہیں ہے اور نہ یہ کتاب مستطاب ایسی واہیات و خرافات کے نسبت کرنے کی لائق ہے ۔جس نے مجلس حدیث میں کبھی بھی گذر کیا ہوگا وہ ایسی بات نہ کہے گا ۔ پس تعجب ہے کہ علامہ زمان نے کیونکر ایسا کہدیا ۔ اگر کوئی میرے اس تعجب سے تعجب کرے اور اس حدیث کے وجود کا صحیح بخاری میں مدعی ہو کر نکال دے تو میں اپنی کل جائداد اس کو انعام میں دیتا ہوں اور حلقہ اس کی اطاعت وتلمذ کا کان میں ڈالتا ہوں ۔کوئی ہرگز نہ نکال سکے گا اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے سب لوگ جمع ہو جائیں اور سب مل کر تلاش کریں ۔ اس سے ایک یہ عمدہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اکابر علماء سے بھی غلطی فاش ہوسکتی ہے اور خلاف حق و واقع ان کی قلم سے سرزد ہو جاتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے لکل عالم هفوة و لکل جواد کبوة ۔اور ایک یہ نتیجہ نکل سکتا ہے جو اسی نتیجہ اول کے فرع ہے کہ تقلید اکابر علماء ہر بات میں جائز نہیں جس نے ایسا کیا وہ کبھی نہ کبھی چاہ ضلالت میں گرا ۔ سچ فرمایا ہے امام طحاوی نے جو حنفیوں کے پیش وا ہیں کہ میں ہر بات میں ابوحنیفہ کا مقلد نہیں جو مقلد ہوا وہ جاہل یا متعصب بنا ۔چنانچہ اصل عبارت انکی ضمیمہ نمبر ۸ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء میں گذر چکی ۔

اس تفصیل سے جوابات دلیل سوم مخالفین کے تمام ہوئے ۔جن کے اتمام سے سب دلائل مخالفین کا ابطال ہوا اور عدم جواز ترجیح عموم قرآن خصوص حدیث پر ثابت ہوا جس سے وجوب جمع و تطبیق ثبوت کو پہنچا اور اس سے مقدمہ ثانیہ جناب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخدوش ہوا اور اس سے جواب استدلال حضرت مخاطب کو آیت کریمہ سے بطریق خاص اصولی اتمام کو پہنچا جس کے تمام ہونے سے دونوں جواب اس کے استدلال کے عامی وخاص اصولی پورے ہوئے۔

اب اس کے مویدات میں کلام کی جاتی ہے۔

پس واضح ہو کہ مؤیدات استدلال مخاطب (جواسکی تحریر میں مذکور ہیں) دو ہیں۔

اول اثر سعدؓ بن وقاص کہ انہوں نے فرمایا ہے میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے الحمد پڑھے اس کے منہ میں انگار پڑیں۔

دوم۔ اثر حضرت علیؓ کہ جس نے امام کے پیچھے الحمد کو پڑھا وہ سنت سے چوک گیا۔

سوان دونوں اثروں میں کئی وجہ سے کلام ہے۔

وجہ اول: یہ کہ یہ اثر حضرت سعدؓ وامیر المؤمنین علیؓ سے بسند صحیح ثابت نہیں۔ اثر سعدؓ کو امام بخاریؒ اور ابن عبد البرؒ نے ضعیف بتلایا ہے۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ جس نے اس کو سعدؓ سے نقل کیا اس کا نام معلوم نہیں ہوا اور فرمایا کہ عالموں کی یہ کلام نہیں ہے کہ اصحاب نبوی کے منہ میں پتھر یا آگ یا بدبو بھری جائے۔ چنانچہ رسالہ قرأۃ خلف الامام میں (جو امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں تالیف کیا ہے) فرماتے ہیں:

و احتج (ای ابو حنیفه) ایضاً بخبر روی داؤد بن قیس عن رجل من ولد سعد عن سعد قال وودت ان الذی یقرء خلف الامام فی فمه جمرة۔ وهذا مرسل و لم یعرف الرجل و لا سمّی

اور نیز اسی رسالہ میں بجواب اس قول کے جو ابن مسعود کے مثل قول سعد نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں:

و اما حدیث ابن مسعود فلا یصح و لا یشبه کلام اهل العلم لانه لا یحل لاحد ان یتمنی ان یملاء افواه اصحاب رسول الله ﷺ کعمر و حذیفه و ابی و عائشه فی جماعة آخرین ممن روی عنهم القرأة خلف الامام رضفاً او ناراً او تراباً۔

انتهی کلامه علی مالخّصه الزیلعی فی تخریج الهدایة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے، کسی ثقہ نے اس کو نقل نہیں کیا چنانچہ اصل عبارت ان کی عنقریب ذکر کی جاتی ہے۔اور جو حضرت علیؓ سے اثر نقل کیا ہے اسکو دار قطنیؒ و ابن حبانؒ و امام بخاریؒ نے ضعیف کہا ہے۔

رواه (يعنى حديث على من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة) ابن شيبه و عبد الرزاق۔ و قال الدار قطنى لا يصح اسناده۔ و قال ابن حبان فى كتاب الضعفاء ان هذا يرويه ابن ابى ليلى الانصارى و هو باطل۔ و يكفى فى بطلانه اجماع المسلمين

اور حافظ ابن حجرؒ نے تخریج ہدایہ میں کہا ہے:

و عن على من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة۔ اخرجه ابن ابى شيبه و عبد الرزق و الدار قطنى موقوفاً و ضعفه البخارى فى جزء القرأة ۔ و قال ابن حبان فى ترجمة عبد الله بن ابى ليلى من الضعفاء و هذا باطل۔

اور شیخ سلام اللہؒ نے محلی شرح مؤطا میں کہا ہے:

و روى ابن ابى شيبه و عبد الرزاق عن على من قرأ خلف الامام فقد اخطاء الفطرة قال الدار قطنى لا يصح اسنادهو ضعفه البخارى۔ انتهى

مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی کو اللہ تعالی جزائے خیر دے کہ انہوں نے رسالہ امام الکلام میں جملہ آثار متمسکہ حنفیہ میں بسط سے کلام کی اور آٹھ وجہ سے ان کا لائق تمسک نہ ہونا ممانعت قرأۃ میں ثابت کیا۔منجملہ ان وجوہ ہشت گانہ کے ایک یہ وجہ فرماتے ہیں: (امام الکلام۔ص۴۰):

و الثالث ان كثيراً من تلك الآثار مما لا يحتج بسنده كاثر زيد بن ثابت من قرأ خلف الامام فلا صلوة له۔ فقد قال البخارى فى رسالة القرأة فى حق سنده لايعرف لهذا الاسناد سماع بعضهم عن بعض و لا يصح مثله انتهى ذكرة الذيلعى و قال ابن عبد البر قول زيد بن ثابت من قرأ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف ا لا ما م فصلو ته تا مه و لا اعا نة يد ل على فساد ماروى عنه انتهى ، و كا ثر على رضی اللہ عنہ من قر أ خلف ا لا ما م فقد اخطاء الفطرة كما مر نقله عن ابن حبا ن و الدا ر قطنى و كاثر سعد و دت ان الذى يقرأ خلف ا لا ما م فى فمه جمرة ۔ قا ل ابن عبد البر منقطع لا يصح و لا نقله ثقة ۔ انتهى

اور بعد اختتام سب وجوہات کے فرماتے ہیں:

فظهر من هذا كله ان استد لا لًا با لآ ثار على مذ هبهم و ان كان هو مسلك عا متهم لا يخلو عن اشياء لا ز مة عليهم و به و ضح ان قو ل من قا ل بفساد الصلوة با لقر أة خلف ا لا ما م و استند ببعض ا لآ ثار المذ كورة سا قط عن ا لا عتبار لا ينبغى ان يلتفت اليه او لو الا بصار ۔ انتهى

وجہ دوم، وجوہ قادحہ آثار مویدہ استدلال مخاطب سے یہ ہے کہ ہم نے فرض کیا اور مان لیا کہ یہ آثار واہیہ سب صحیح ہیں ولیکن قول وفعل صحابی جس میں رائے و اجتہاد کو دخل ہو جمہور علماء اسلام کے نزدیک جن میں امام شافعیؒ بھی داخل ہیں لائق سند واستدلال نہیں اور ظاہر ہے کہ مسئلہ قرأۃ فاتحہ خلف الامام جولانگاہ اجتہاد ہے ۔ اس میں دلائل عموم جن سے نفی قرأۃ کا اجتہاد ہو سکتا ہے موجود ہیں ۔ پس جس کسی نے قرأۃ فاتحہ کی نفی کی ہے اس نے عموم نصوص سے جن کو حنفیہ پیش کرتے ہیں اجتہاد و استنباط کیا ہے ۔ پس باوجود محل اجتہاد ہونے اقوال مانعین قرأۃ کے وہ کس طرح لائق تمسک واستدلال ہو سکتے ہیں ۔ اب سنو اقوال علماء اسلام کے جن سے لائق سند نہ ہونا قول صحابی کا ثابت ہوتا ہے ۔ توضیح میں لکھا ہے:

تقليد الصحا بى يجب اجما عاً فيما شاء فسكتوا مسلّمين و لا يجب ا جما عاً فيما ثبت ا لخلا ف بينهم و اختلف فى غير هما و لا لا يعليم اتفا قهم و الا ا ختلا فهم فعند الشا فعى لا يجب لا نه لما لم ير فعه لا يحمل على السما ع و فى ا لا جتهاد هم و سا ئر المجتهد ين سواء لعمو م قو له تعالى فا عتبروا يا او لى

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا لا بسار ۔ و لا ن كل مجتهد يخطى و يصيب عند اهل السنة والجما عة و عند ابى سعيد البر دعى يجب لقو له عليه الصلوة و السلا م ا صحا بى كا لنجو م با يهم اقتد يتم اهتد يتم ۔ و عند الكر خى يجب فيما لا يد ر ك با لقياس ۔ انتهى مختصراً

ایسا ہی حسامی میں بعد نقل مذہب ابوسعید بردعی وابوالحسن کرخی کے کہا ہے:

قا ل الشا فعى لا يقلّد ا حد منهم ۔

نورالانوار میں اس پر یہ زیادہ کیا ہے:

سواء كا ن مدر كا با لقياس او لا ۔ لا نّ الصحا بة كا ن يخالف بعضهم بعضاً و ليس ا حد هم او لى من ا لآ خر ۔ فتعين البطلا ن

اور شیخ ابن طاہر حنفیؒ نے مجمع البحار میں کہا ہے:

و المو قو ف ما روى عن الصحا بى من قو ل او فعل متصلاً او منقطعاً و هو ليس بحجة

اور طیبیؒ نے رسالہ مختصر اصول میں کہا ہے:

المو قو ف و هو مطلقاً ما روى عن الصحا بى من قو ل او فعل متصلاً كا ن او منقطعاً و هو ليس بحجة على ا لا صح ۔

اور شیخ ابوالفیض محمد بن علی الفارسیؒ نے جواہر الاصول میں کہا ہے:

البا ب ا لثا نى فى انوا عه و هى نوعا ن منها ما يشتر ك فيه الاقسا م الثلا ثة و منها ما يختص با لضعيف الى ان فصل انواع الضر ب الثا نى وعد منها المو قو ف ۔

امام محمد بن علی الشوکانیؒ نے حجت نہ ہونا قول صحابی کا جمہور علماء کی طرف نسبت کیا ہے۔ اور قائلین حجیت قول صحابی کے جواب میں کہا ہے کہ اگرچہ صحابہ کرام کی بزرگی وفضیلت علم ودین میں مسلّم ہے ولیکن اس سے ان کے اتباع کا وجوب لازم نہیں آتا اور نہ خدا نے کہیں اس بات کا اذن دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حدیث ا صحا بى كالنجو م جس سے قائلین حجیت تمسک کرتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد کہا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فا عرف هذا و احرص علیه فانّ الله لم یجعل الیك و الی سائر هذه الامة رسولاً الا محمداً ﷺ و لم یامرك باتباع غیره و لا شرع لك علی لسان سواه من امته حرفاً واحداً و لا جعل لك شیئا من الحجة علیك فی قول غیر کائنا من کان

انتهی کلام الشوکانی علی ما نقله عنه فی هدایة السائل الی ادلة المسائل

راقم کہتا ہے کہ جو امام شوکانی نے دلیل عدم حجیت اقوال صحابہ بیان کی ہے کہ خدا تعالی نے بجز آنحضرت ﷺ کے کسی کا اتباع کسی پر لازم نہیں کیا، کتاب وسنت و اجماع امت اس پر شاہد ہے۔ تفصیل اس اجمال کی مبحث تقلید میں کی جاوے گی۔ اس مقام میں قول امام مالک کا اس کی تائید میں ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی کلام سے ماخوذ نہ ہو، اور وہ اس کی طرف پھیری نہ جاوے بجز صاحب اس روضہ مبارک کے کہ آنحضرت ﷺ ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبری میں ان سے نقل کیا ہے:

و کان یقول ما من احد الا و ماخوذ من کلامه و مردود علیه هو الّا صاحب هذه الروضة یعنی به رسول الله ﷺ

اور جو امام شوکانیؒ نے کہا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم .... ضعیف ہے اس کی تائید میں بہت سے اقوال علماء کبار کے موجود ہیں اور امام ابن جوزیؒ نے علل متناہیہ میں فرمایا ہے:

روی نعیم بن حماد قال حدثنا عبد الرحیم بن زید العمی عن ابیه عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ سألت ربی مما یختلف فیه اصحابی من بعدی فاوحی الله الیّ یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة الجنوم فی السماء بعضها اضوء من بعض فمن اخذ بشئی مما هم علیه من اختلافهم فهو علی هدی قال المؤلف و هذا لا یصح بنعیم مجروح قال یحی بن معین، عبد الرحیم کذاب۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کمال الدین محمد نے تیسیر الاصول الی منہاج الاصول میں کہا ہے:

روی عبد الله بن روح المدائنی بلفظ اصحابی مثل النجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم و فیه مقال و رواه بمعناه الدارمی و فیه ضعف و قد روی من طرق کثیرة قال ابن حزم هو خبر موضوع ۔ و قال البزاز لا یصح ۔ و قال البیهقی هذا الحدیث مشهور المتن واسانیده ضعیفة لم یثبت فیه اسناد انتهی ملخصاً ۔

اور ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوۃ میں کہا ہے:

قال ابن الربیع اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ۔ اخرجه ابن ماجه کذا ذکره الجلال السیوطی فی تخریج احادیث الشفاء ۔ و لم اجده فی سنن ابن ماجه بعد البحث عنه ۔ و قد ذکره ابن حجر العسقلانی فی تخریج احادیث الرافعی فی باب ادب القاضی و اطال الکلام علیه و ذکر انه ضعیف واهٍ بل ذکر عن ابن حزم انه موضوع باطل لکن ذکر عن البیهقی انه قال ان حدیث مسلم یودی بعض معناه یعنی قوله ﷺ النجوم امنة السماء ۔ الحدیث۔ قال ابن حجر هو یؤدی صحة التشبیهه للصحابة بالنجوم اما فی الاقتداء فلا یظهر نعم یمکن ان یتلمح ذلك من معنی الاهتداء بالنجوم ۔ قلت الظاهر ان الاهتداء فرع الاقتداء قال ابن حجر ظاهر الحدیث انما هو اشارة الی الفتن الحادثة بعد انقراض الصحابة من طمس السنن و ظهور البدع انتهی ۔ و تکلم علی هذا الحدیث ابن السبکی فی شرح مختصر ابن الحاجب و لم یغیره ابن ماجه و ذکره صاحب جامع الاصول و ذکره صاحب المشکوة و قال اخرجه رزین ۔ انتهی کلام القاری ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مولوی عبدالعلی مرحوم شرح مسلّم الثبوت میں فرماتے ہیں:

و اما المعار ضة با صحا بی کا لنجو م فبا هم اقتدیتم اهتد یتم روا ہ ابن عدی و ابن عبد البر و خذوا شطر دینکم من الحمیراء هی ام المؤمنین عا ئشه الصدیقه رضی کما فی المختصر فند فع با نهما ضعیفا ن لا یصلحا ن للعمل فضلاً عن معار ضة الصحا ح ۔ و اما الحد یث ا لاو ل فلم یعرف قا ل ابن حز م فی رسا لته اکبری مکذو ب مو ضوع با طل و به قا ل ا حمد و البزا ز و اما الحد یث الثا نی فقا ل الذ هبی هو من الا حادیث الوا هیة التی لا یعرف لها اسناد و قا ل السبکی و الحا فظ ابو الحجا ج کل حد یث فیه لفظ الحمیراء لا ا صل له ا لا حد یث وا حد فی النسا ئی کذا فی التیسیر انتهی ۔

ایسا ہی مغتنم الحصول وتقریر الاصول وشرح مسلم مولوی علی اللہ لکھنوی وشرح منار ملا نظام الدین لکھنوی و میزان الاعتدال ذہبی مین اس حدیث کو باطل اور موضوع اور ضعیف کہا ہے۔ مغتنم الحصول کے یہ لفظ ہیں:

فی التقریر بناء علی قو ل ابن حز م مکذ و ب مو ضوع با طل و له طرق من روا یة عمر و ابنه و جا بر و انس بالفاظ مختلفة لا یصح منها شئی و من ثم قا ل ا حمد حد یث لا یصح ۔ و قا ل البزا ز مثله

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح نہیں جیسا کہ امام شوکانی نے کہا ہے اور اگر بالفرض اس کی صحت کو مانا بھی جاوے تو اس سے تقلید صحابہ یعنی بلا دلیل مان لینا ان کی ایسی باتوں کا جن میں رائے کو دخل ہو نہیں نکلتا۔ غایت مفاد اس کا یہ ہے کہ ان کا اقتداء کیا جاوے، سو عام تقلید کو مستلزم نہیں۔ جائز ہے کہ مراد اس سے ان اقوال و فعال میں اقتداء ہو جو مستند بصریح کتاب وسنت ہوں چنانچہ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں لکھا ہے:

اما حد یث: علیك بسنتی و سنة الخلفا ء الرا شدین بعدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر دوئم اخبار سفیر ہندوستان امرتسر
۵ جنوری ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)۔

تمسکوا بها و عضوا علیها با لنوا جذ اخر جه احمد و ابو داؤد و ابن ما جه و التر مذی و صححه الحا کم ۔ وگفت بر شرط شیخین ست ومثل اوست حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اخر جه التر مذی و قال حسن و اخر جه احمد و ابن ماجه و ابن حبان ۔ واو را طریقہا ست کہ در وے مقال ست مگر آنکہ بعض وے مقوی ست پس نیست مراس نسبت خلفائے راشدین مگر طریقہ ایشاں کہ موافق طریقہ آنحضرت ﷺ باشد زیرا کہ حدیث عام ست مر ہر خلیفہ راشد را خاص نیست بشیخین ۔ ومعلوم است از قواعد شریعت کہ ہیچ خلیفہ راشد را نمیرسد کہ طریقہ جز طریقہ کہ برایں حضرت ﷺ بودند مشروع کند ۔ وابن عمر بنفس خود خلیفہ راشد ست ۔ مع ہذا جمیع مذکور را بر معین در شب بدعت نام کرد ونگفت کہ ایں سنت ست فتامل آنکہ صحابہؓ خلاف کردہ شیخین را در مواضع و مسائل پس دلالت کرد براینکہ حمل نہ کردند ایشاں حدیث را بر حجت بودن قول وفعل او ۔ و برماوی در شرح الفیہ کہ در اصول فقہ است تحقیق کلام دریں مقام کردہ ۔ یعنی براینکہ قول شیخین حجت نیست با آنکہ گفتہ است کہ حدیث اول دلالت میکند براینکہ چوں اتفاق کنند خلفائے اربعہ بر قولے آں قول حجت باشد نہ وقتیکہ یکے ازاں منفرد بود ۔ وتحقیق اینست کہ اقتداء تقلید نیست بلکہ غیر اوست کما حققناه فی شرح نظم الکافل فی بحث الاجماع ۔ انتهی ما فی سبل السلام علی ما نقله فی مسك الختام ۔ و قد نقل صاحب المسك عن الشوکانی نفسه فیما نقل عنه سابقاً ما نصه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔اگر بوجہ صحیح ثابت شود (یعنی اصحا بی کا النجو م ۔محمد حسین) معنی وے چنیں باشد کہ مزید عمل صحابہ بایں شریعت حقہ وملت مطہرہ ثابتہ از کتاب وسنت و حرص ایشاں براتباع قرآن وحدیث ومشی برطریق ایں ہردو مقتضی آنست کہ اقتداء غیر شان بایشاں درعمل برآں واتباع آں ہدایت کاملہ است زیرا کہ اگر یکے راازصحابہ بگویند چرا چنیں گفتی و چرا چنیں کردی وے عاجز از ابراز حجت از کتاب وسنت نشود و درمیان ان الکن نہ گردد و برمثل ایں حمل محمول است قولہ ﷺ اقتدوا بالذین من بعدی ابی و بکر و عمر و قولہ ﷺ بسنتی و سنة الخلفاء الرا شدین ۔انتہی کلام الشوکانی

اورمویدات وجہ دوم اوراس کے شواہد منقولہ سابقہ سے یہ بھی ہے کہ اکثر علماء اتفاق شیخین حضرت ابوبکرؓ وحضرت فاروقؓ کو اجماع نہیں سمجھتے اور حجت شرعیہ شمار نہیں کرتے ۔ ایسا ہی اتفاق اہل بیت نبوی کو۔ چنانچہ مسلم الثبوت اوراس کی شرح میں ہے:

و لا ینعقد با هل البیت و حد هم خلا فاً للشیعه لا دعا ئهم العصمة و لا با لشیخین عند ا لا کثر و لا با لخلفاء ا لار بعة خلا فاً لا خبر و بعض الحنفیة قا لوا اقتدوا با لذین من بعدی ابی بکر و عمر و علیکم بسنتی ۔ الحد یث ۔ قلنا خطا ب للمقلدین و بیا ن لا هلیة الا تبا ع لان المجتهد ین کا نوا یخالفو نهم و المقلد ون قد یقلدو ن غیر هم ۔انتهی ۔

پس جب کہ خاص کر شیخین واہل بیت نبوی کے اتفاق کے حجت شرعیہ ہونے میں یہ کلام ہے، اور جوان کی اقتداء میں نصوص وارد ہیں، اس میں علماء یہ تاویلیں کرتے ہیں جوعبارت مسلم وعبارت سبل السلام میں منقول ہیں تو احاد صحابہ کے قول و فعل کوکون پوچھتا ہے۔

وجہ سوم وجوہ قادحہ آثار مویدہ استدلال مخاطب سے یہ ہے کہ ہم نے بطور تنزل مانا کہ فعل وقول صحابی حجت ولائق سند ہیں جسے بعض حنفیہ کہتے ہیں ولیکن وہ قول وفعل جب صریح سنت کے مخالف ہوں تو اس کو حنفی بھی لائق حجت نہیں جانتے اور ظاہر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آثار مانعہ قرأۃ فاتحہ صریح سنت کے مخالف ہیں۔ پس باوجود تسلیم حجیت مطلق آثار کے یہ آثار بسبب معارضہ سنت کیلائق استدلال واعتبار نہیں رہے۔ میرے خیال میں یہ مسئلہ ایسا نہیں جس میں کوئی مسلمان شک کر سکے۔ اور اس پر شواہد و دلائل کا مطالبہ کرے ولیکن چونکہ مجھے ایسے لوگوں سے کام پڑا ہے جو رسول مقبول ﷺ کی بات نہیں مانتے جب تک کہ اس کی تائید وتصدیق میں کلام علماء نہیں پاتے۔ اس لئے میں اس مقام میں چند اقوال صحابہ وتابعین وآئمہ وعلمائے دین نقل کرتا ہوں۔ زیادہ تفصیل اس کی مبحث تقلید میں ہوگی۔

پس سنا چاہیے امام الحنفیہ شیخ ابن الہمام فتح القدیر کے باب جمعہ (صفحہ ۲۶۴) میں فرماتے ہیں:

و الحاصل ان قول الصحابی حجة فیجب تقلیده عندنا اذا لم ینفیه شئي آخر من السنه

اس عبارت فتح القدیر کو مولوی عبدالحی بھی اپنے رسالہ امام الکلام میں لائے ہیں اور جو اس پر اعتراض وارد ہوتے تھے ان کو بتفصیل رد کئے ہیں حیث قال:

و السادس انه صرّح ابن الهمام و غیره ان قول الصحابی حجة ما لم تنفه شیء من السنة و من المعلوم ان الاحادیث المرفوعة دالة علی اجازة قرأة الفاتحه خلف الامام کما سیأتی عند ذکر ادلة الشافعیة فکیف یؤخذ بالآثار و یترك السنه فان قلت تلك الاحادیث متکلم فیها من حیث الاستنباط و الاسناد قلت لیس الکلام فیها ازید من الکلام فی روایات الترك و المنع و الاسقاط۔ فان قلت قد وافقت المانعین ایضاً کثیر من الروایات قلت کذلك لاهل الاثبات۔ فان قلت قد صرّح ابو داؤد و غیره بانه اذا تعارض الخبران عن رسول الله ﷺ یعمل بما عمل به اصحابه بعده فهٰهنا لما تعارضت الآثار المرفوعة یؤخذ بما عمل به اجلاء اصحابه بعده و ما هو الا المنع و الترك ۔ قلت هذا اذا توافق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے اتفق) عمل الصحا بۃ بعدہ فی التر ک و لیس کذا لك فان اقوا لهم و افعا لهم ا یضاً مختلفة فی ا لار تکا ب و التر ك ۔

شیخ ابن نجیم حنفی بحرالرائق میں فرماتے ہیں:

حد یث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیر ہ ۔ قا له فی جوا ب ما او رد فی معار ضة حدیث القلتین حد یث ار بعین دلوا من قو ل ابی هر یره مو قو فاً

حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ سب مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی کے قول سے نہ چھوڑی جاوے اور کہا ہے کہ اگر صحابی کوئی حدیث روایت کرے اور پھر اس کے ظاہر کا خود خلاف کرے تو ہم اس کے کہنے سے ظاہر حدیث کو نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ اگر ہم صحابی کے ہم عصر ہوتے تو اس سے مقابلہ کرتے اور جھگڑتے ۔ پھر اس کے کہنے سے ہم حدیث کو کس طرح چھوڑ دیں ۔ چنانچہ علامہ ہارون ابن بہاء الدین حنفی کتاب

نا ظورۃ الحق فی فر ضیة العشا ء ان لم یغب الشفق

میں (جس کا ایک نسخہ مطبوعہ بلغار میرے ہاتھ میں پہنچا ہے۔محمد حسین) فرماتے ہیں:

قا ل الشا فعی ا جمع المسلمو ن علی من استبا نت له سنة رسو ل الله لم یجعل له ان ید عها لقو ل ا حد ۔

اور شیخ ابن الہمام حنفیؒ نے کتاب تحریر میں اور اس کے شارح ابن امیر الحاج ؒ نے اس کی شرح تحبیر میں کہا ہے:

و اذا حمل الصحا بی مر ویة الظا هر فی حکم علی غیر الظا هر فذ هب ا لا کثر من العلماء منهم الشا فعی و الکر خی ان المعمول به هو الظا هر دو ن ما ما حمل علیه الراوی من تاویله ۔ و قا ل الشا فعی کیف اتر ك الحد یث بقو ل من لو عا صر ته لحا ججته یعنی الصحا بی انتهی ما فیهما بمعناه و ان لم یکن بلفظه

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں امام شافعیؒ سے بواسطہ ان کی کتاب امّ کے نقل کیا ہے کہ جب ان کے زمانہ میں آثار صحابہ جمع ہوئے اور ان کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف احادیث صحیحہ نظر آئے اور انہوں نے سلف کی یہ چال دیکھی کہ جہاں وہ کسی کا قول حدیث کے خلاف پاتے تو اس کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع کرتے، تو انہوں نے اقوال صحابہ کو ترک کر دیا اور کہا کہ وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

و منها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فکثرت و اختلفت و تشبعت و رأی کثیراً منها یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم و رأی السلف لم یزالو یرجعون فی مثل ذلك الی الحدیث فترك التمسك باقوا لهم ما لم یتفقوا و قال هم رجال و نحن رجال ۔

پھر حضرت شاہ ولی اللہ وامام عبدالرحمٰن بن مہدی و یحی بن سعید قطان و یزید بن ہارون وعبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و مسدد و احمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ و فضل بن دکین وعلی المدینی اوران کے اقران سے یہی مذہب نقل کیا ہے:

حیث قال بعد ذکر تدوینهم الحدیث و جمعهم الا ثار و اکثارهم من الروایة و تتبع الطرق و امعانهم فی الفحص کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا یجوز التحول منه الی غیره و اذا کان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضیة علیه فاذا لم یجدوا فی کتاب الله اخذوا سنة رسول الله سواء کان مستفیضاً دائراً بین الفقهاء او یکون مختصاً باهل بلد و اهل بیت او بطریق خاصة و سواء عمل به الصحابة و الفقهاء او لم یعملوا به و متی کان فی المسئلة حدیث فلا یتبع فیها خلاف اثرٍ من الآثار و لا اجتهاد احدٍ من المجتهدین ۔

ایسا ہی آپ کے تلمیذ رشید اور درفرید علامہ محمد معین حنفیؒ نے دراسات اللبیب میں امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے اور اس کی تائید اور اس کی تائید میں اقوال حنفی آئمہ کو نیز وارد کیا ہے حیث قال:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الو جه الثا من التمسك بآ ثار الصحا بة و ذ لك عند و جدا ن المر فوع الصحيح على خلا فه تمسك ضعيف قا ل الد ليل الحق على و جو ب تر كه فا ن قو ل المعصو م الوا جب علينا اتبا عه بمجر د ثبو ت صحته عند نا لا يعا ر ضه قو ل غير ه كا ئناً كا ن فيحمل قو ل الصحا بى انه لم يبلغه قو ل المعصوم و هو كثير فى الصحا بة على ما سيجىء او بلغه لكن تر كه لعار ض اجتها دى لا يكو ن فهمه فيه حجة على غير ه و لا ينحصر ذ لك فى علم نسخه كما نقو ل به الحنفيه لا حتما ل و جوه آ خر كبلو غ حد يث آ خر اليه فهمه معا ر ضاً بهذا الحديث مع ثبو ت تا خر ذلك ا لآ خر عنده فعمل بما هو الآخر عملاً و سواء فى هذا ان يكو ن الحد يث المترو ك من روا يته او روا ية غيره و ليس الحد يث ا لآ خر معار ضاً با لاول كما فهم و مثا ل هذا حد يث ابن عمر فى رفع اليد ين فى كل رفض و خفض رواه فعمل به ثم تر كه فهذا ان صح يجو ز ان يكو ن تر كه لبلو غ حد يث ابن مسعود فى عدم رفع و تعا ر ضهما فى فهمه و ثبو ت التا خر عنده بحد يث ابن مسعود مع ان الجمع بينهما ممكن بو جوه شتى تصدى لبيا نه العلماء ۔ و لهذا قا ل الا ما م الشا فعى كيف اتر ك قو ل الرسو ل ﷺ لقو ل من لو عا صرته لزا حمته اى لزا حمتهم فيما او لوا و فيما فهمو ا من التعا ر ض و فيما بدى لهم من التر جيحا ت مما يبدو لى ا لآ ن فى كل ذلك مزا حمة التلميذ لا ستا ذه و كا ن جا ئزا عليهم الر جوع الى فهمهم و تر ك فهمهم و كيف لا نقو ل بجواز هذا مع انه ثبت اعتما د هم على قو ل بعض التا بعين از يد من الاعتما د على انفسهم فمع هذه ا لا حما لا ت فيما ذهب اليه كيف يتر ك بقو له قو ل المعصو م الحق الذى انسد دو نه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب المزا حمة رأساً ﷺ و كيف يحل ذلك للمسلم او ليس ذ لك من قبيل تر ك اليقين با لشّك و ليس قو ل الصحا بة حجة عند ابی حنيفه مطلقاً علی ما نسب اليه من لم يتيقن مذهبه فقد قا ل اما م الحنفيه ابن الهما م فی شر ح الهدا ية فی با ب الجمعة ان قو ل الصحا بی حجة عند نا فيجب تقليده ما لم ينفه شئی من السنة و لا يعا ر ضه كلا م اتی به فی با ب الاستفتا ح اذا فهم علی و جهه مع انه مخدو ش من و جه آ خر عند نا و ذهب المشا هير من الحنفية علی ما صرّح به فی التحبير الی عدم و جو ب قبو ل تا ويل الصحا بة كتقليد هم ۔ و قا ل الكر خی اذا حمل الصحا بی مر وية الظا هر فی حكم علی غير ظا هر فالمعمو ل به هو الظا هر دو ن ما حمل عليه الراوی .. الی ان قا ل .. و قد تكليمنا فی اجزاء مفردة علی ان ا لآ ثار لا تقادم المر فوع عند الكل حتی الحنفيه ايضاً بالبسط من هذا و المقصود ههنا ان المر فوع لا سيما المخر ج لشيخين لا بتر ك با لآ ثا ر و قد ا ثبتنا ذلك بد ليل حق لا مرية فيه للمنصف و الله الهادی ۔ انتهی ۔

اور یہ کلام صا حب درا سا ت کی اگر چہ جہلاء خوا ر ج کے اس زما نہ کے نز دیک لائق استناد نہیں ولیکن اہل سنت و اصحا ب حد یث تو اس کو ما نیں گے اور مدلل بدلائل سمجھ کر حجت جا نیں گے اور منکر ین بھی کچھ شرم و انصاف کر یں تو اس کو ما ن لیں ۔ اس لئے کہ جو کچھ اس میں کہا ہے وہ ان کے معتقدین کی کلام میں مو جو د ہے ۔ پس وہ اسی نظر سے اس کو ما ن لیں اور حجت جا ن لیں ۔ اور علا مہ ہا رو ن بن بہا ء الدین حنفی نے نا ظورۃ الحق میں پہلے حا فظ ابن عبد البرؒ ما لکی سے نقل کیا ہے کہ جس کسی کو کو ئی حد یث پہنچی اس پر وا جب ہے کہ اس کو بنا بر عموم عمل میں لا وے جب تک کہ اس کی تخصیص اس کے نز د یک ثا بت نہ ہو ۔ پھر خود فر ما یا ہے کہ صحا بی پر حد یث صحیح سے حجت ہو سکتی ہے چہ جا ئے ان کی ورے کے لوگ ۔ پس جب کسی کا قو ل مخا لف حد یث معلوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو کہیں کہ اس شخص کو حدیث نہیں پہنچی ۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

قا ل ابن عبد البر یجب علی کل من بلغه شئی من الحد یث ان یستعمله علی عمو مه حتی یثبت عنده ما یخص او ینسخه انتهی ۔ و الصحا بی محجوج بالحد یث الصحیح فکیف بمن دونهم و لو ظهر الفتوی مخا لفاً للحد یث الصحیح یحمل علی ان صا حبه لم یبلغه هذا الحد یث و لو بلغه لر جع الیه تحسیناً للظن به فمن هو اهله ا ذ لو خا لفه لقلّة المبا لا ة و التها ون به لسقط عدا لته و لا یقبل فتواه و لا روا یته ۔ انتهی ما فی النا ظورة

تذئیل لطیف

یہ جو اس عبارت میں نا ظورہ کی لکھا ہے اور اس سے پہلی عبارات درا سات میں گذرا ہے کہ قول صحابی مخالف حدیث نبوی کو اس پر حمل کرنا چاہیے کہ وہ حدیث اس صحابی کو نہیں پہنچی ۔ اور اس سے پہلی عبارت حجۃ اللہ البالغہ میں گذرا ہے کہ سلف اپنے اقوال مخالفہ حدیث کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع کرلیا کرتے ، اور اس سے پہلے کلام امام شافعی میں گذرا ہے کہ اگر صحابی ظاہر حدیث کو چھوڑ کر خلاف ظاہر پر حمل کرے گا تو ہم اس کی تقلید سے ظاہر حدیث کو نہ چھوڑیں گے ۔ یہ سب جواب ہے اس وسوسہ کا جو ہم لوگوں کے دلوں میں شیطان ڈالتا ہے اور کان میں پھونکتا ہے کہ اگر یہ حدیث لائق عمل ہوتی تو صحابی اس کا خلاف نہ کرتا ۔ کیا صحابی تمہارے خیال میں آنحضرت ﷺ کا متبع نہ تھا ؟ اور وہ باوجود صحبت آنحضرت ﷺ اور مشاہدہ وحی ونبوت حدیث کا خلاف کیا کرتا تھا ؟ پس اگر صحابی سے حسن ظنی ہے تو اس حدیث کے عمل کا نام نہ لو ورنہ صحابی کو مخالف سنت نبوی کہو ۔

حاصل جواب جو ان عبارات میں گذرا ہے یہ ہے کہ وہ حدیث اس صحابی کو نہیں پہنچی اور اگر پہنچی ہے تو اس کے معنی اس کے خیال میں نہیں آئے ۔ وہ اپنے فہم سے خلاف ظاہر کو مراد سمجھا ہے اور اس کا فہم کسی دوسرے پر حجت نہیں ہے ۔ اسی واسطے ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاصرین صحابہ اوران سے متاخرین تابعین نے ان کے اس قول وفہم کونہیں مانا اور خودبھی انہوں نے اپنے فہم وقول سے رجوع کرلیا ہے هذا حاصل کلام هؤلاء الاعلام

میں اس مقام میں چند روایات کتب حدیث تصدیق وتائیداس جواب کے نقل کرتا ہوں ۔ اور نہ پہنچنا بعض احادیث کا اکابر صحابہ کو حجت نہ ہونا فہم صحابی..(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے ۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر سوم ۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر ہے ۔ منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور رجوع ان کا اپنے اقوال سے نقل صحیح سے ثابت کر دکھاتا ۔ پس اس تائید کو دو مقصد پر منقسم کرتا ہوں ۔ مقصد اول میں آثار مصدقہ نہ پہنچنے احادیث کے ذکر کرتا ہوں ۔ مقصد ثانی میں حجت نہ ہونا فہم صحابی کا اور انکار بعض کا بعض پر اور اصرار نہ کرنا ان کا اپنے قول وفہم پر ثبوت کو پہنچاتا ہوں ۔ اوران دونوں مقصد سے پہلے ایک مقدمہ ممہد کرتا ہوں جس میں مجمل شہادت علماء ان مضامین کی تائید میں معرض نقل میں لاتا ہوں ۔

متن ۔ مقدمہ ۔ قال الشیخ محمد حیاۃ الحنفی السندھی فی الایقاف علی سبب الاختلاف

اعلم انّ اللّٰہ تعالی اصطفی من خلقه محمّداً ﷺ و جعل بینهم و بینه رسولاً وعلّمه کلّ ما یتعلّق بالدّین الّذی بعث به ومن ا صحابه الّذین اختارهم اللّٰہ لصحبته و نصرة دینه مغترفین من بحور علومه منهم المقل و المکثر علی قدرالاستعداد و الفهم و الملازمة۔ و النّاس فی ذلك متباینون بوناً عظیماً و لم یحط احد منهم بجمیع معلوماته بل ولا بجمیع مقولاته اذ لا تحیطا الانهار بالبحور ..

ثمّ انتقل ﷺ و قام مقامه وزیره الاکبر و صدیقه الافخر فکان رضی اللّٰہ عنه یعمل بالکتاب و ما بلغه من السنّة و ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لم یجد فیها شاور ا لصّحابة فان وجد عند ھم نصاً ا خذ به و قد فاته بعض الا حادیث

ثمّ انتقل الی اللّه تعا لی و قا م مقامه الفاروق وکان یعمل بالقرآن و الحد یث و ان لم یجد فیها شیئاً شاور الصّحابة فان وجد عند ھم نصاً ا خذ به و قد فاته بعض الآثار

و کان الصحا بةؓ اعلم النّاس با لکتا ب و السنّة و افھمھم بھما و کانوا یعملون بھما و کانوا یرجعو ن عن اقوا لھم و افعالھم اذا بلغھم الحدیث الّذی فاتھم

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حز مؒ ما حاصله انّه قد یحفظ الانسان الحد یث فلا یحضره ذکره فیفتی بخلافه و قد یعرض ھذا فی القرآن الا تری ان عمرؓ نھی ان یزاد فی المھر علی عدد مھر النّبی ﷺ حتّی ذکرته امرأة بقول اللّه تعالی و آ تیتم احدیھن قنطاراً ۔ فترك قوله و قالکل وا حدٍ اعلم من عمر و کذلك امر برجم امر أة ولد ت لستة اشھر فذ کره علیؓ بقوله تعالی و حمله و فصاله ثلاثو ن شھراً مع قوله تعالی: والوا لدا ت یرضعن اولادھن حولین کاملین۔ فرجع عن الا مر برجمھا ۔ وھم ان یسطو بعیینه بن حصن اذ جفاعلیه حتی ذکر الحار ث بن قیس بقول اللّه تعا لی و اعرض عن الجاھلین ۔ فا مسك و انکر موته ﷺ حتی قریء قوله تعا لی انّك میّت و انّھم میّتو ن ۔ فرجع عن ذلك و قد کان علم الآیة و لکن نسیھا لعظم الخطب الوارد علیه و قد یذکر العالم الدّلیل ولکن یتاول فیه تاویلاً من خصوص و نسخ وغیرھما ولا شكّ انّ الصحا بةؓ ما کان کلّ وا حدٍ ّمنھم یطلع علی جمیع ما صدر عنه ﷺ لاشتغالھم بامر معاشھم و اغراضھم فیحضر عنده بعض دون بعض فلمّا مات ﷺ و ولی ابوبکر کان اذا جاء تھم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القضیّة ولیس فیها نصّ، سأل غیره ۔ فان وجد نصّاً تبعه و الّا اجتهد و قد یکون فی تلك القضیّة نصّ عند غیر من حاضراً عنده کان التّیمّم للجنب عند عمار وغیره و غا ب عن عمرو ابن مسعود جواز المسح علی الخفین عند علی رضی الله عنه و حذیفه و غابعن عائشه و ابن عمر و ابی هریره مع انّهم مدنیّون و توریث بنت الابن مع البنت عند ابن مسعود وغاب عن ابی موسی و توقیت الاستیذان کان عند ابی موسی وابی سعید و ابی(بن کعب) و غاب عن الفاروق۔ و کان علم جواز النفر للحائض اذا طافت طوا ف الفرض عند ابن عباس و ام سلیم وغا ب عن زید بن ثا بت وکان علم نسخ حل متعة النساء وعلم حرمة الحمر الاهلیة عند علی رضی الله عنه وغیره وغاب عن ابن عباس وکان علم عدم جواز الصّر ف نسیئة عند عمرو ابی سعید وغیرهما و غا ب عن طلحة و ابن عباس و مثل هذا کثیراً

و نقل ابن القیم ایضاً عن شیخه ابن تیمیة جماع الاعذار فی ترك من ترك من ا لآئمّة حدیثاً ثلاثة اصناف ۔ احدها عدم اعتقاده انّه صلی الله علیه وسلم قاله ۔ و الثّانی عدم اعتقاده انّه اراد تلك المسئلة بذلك القول ۔ الثا لث اعتقاد نسخه و هذه تتفرع الی اسباب متعددة منها ان لا یکون الحدیث قد بلغه و قاس وقد یوا فق قیاسه الحدیث المتروك و یخالفه آخر وهذا السّبب هو الغالب علی اکثر ما یوجد من اقوال السّلف مخالفاً لبعض الاحادیث فان الاحاطة بحدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن لاحد واعتبر بالخلفاء الرّاشدین الّذین هم اعلم النّاس برسول الله صلی الله علیه وسلم خصو صاً الصّدیق الاکبر الّذی قلّ ما فارقه و قد خفی علیه میراث الجدّة و علمه المغیرة بن شعبة و عمران بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصین و محمد بن مسلمه و خفی علی عمر توریث المرأة من دیّة زوجها حتّی اخبره رجل من اهل البادیة وخفی علیه حدیث اخذ الجزیة عن المجوس حتّی اخبره عبدالر حمن بن عوف و خفی علیه حدیث النهی عن القدوم علی ما فیهالطّاعون حتّی اخبره عبد الرحمن و خفی علیه حدیث الرّیح حتی اخبره ابوهریرة و کان یفتی باختلاف الدّیة فی الاصا بع و کان عند ابن عباس و ابی موسی علم انّ النّبیّ ﷺ قال هذه و هذه سواء و عمل به معا ویة حین بلغه و کان لا یری هو (یعنی عمر) و ابنه عبد اللّه التطیب عند الاحرا م ولا یعد رمی الجمرة قبل طوا ف الفرض و قد صحّ جواز ذ لك عنه ﷺ و کان یری عدم التّوقیت فی المسح علی الخفّین و قد صحّ فی التّوقیت احادیث وکان علیؓ و ابن عباس یریان ابعد الاجلین علی المتوفّی عنها زوجها و قد صحّ عنه ﷺ ان انقضاء عدّ تها بوضع حملها و کان یری زید بن ثا بت و ابن عمر وغیرهما انّ المفوضه اذا مات عنها زوجها لا مهر لها و قد صحّ انه ﷺ جعل لها المهر کاملاً و هذا با ب وا سع و امّا المنقول فیه عن غیر الصّحابة فا کثر من ان یّحصی فا ذا خفی علی اعلم الامّة و افقهها بعض السّنّة فما الظّن بمن بعد هم فمن اعتقد ان کل حدیث بلغ کل فرد من الآئمّة او اماماً معیناً فقد اخطأ خطأً فاحشاً قال ابو عمر و لیس احد بعد رسول اللّه ﷺ الّا و قد خفیت علیه بعض السّنّة

و هذا الدّواوین جمعت بعد انقراض الآئمّة ولا یمکن انحصار الاحادیث فیها ولیس کلّ من عنده هذه الدّوا وین یحیط بها علماً بل دوا وین المتقدمین صدورهم وهم اعلم ومنها ان یکون الحدیث بلغه لکن لم یصح عنده وصحّ عند غیره

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیکون حجّة علی من بلغه من وجه صحیح لا علی من لم یبلغ و لهذا علق کثیر من الآ ئمة القول بموجب الحد یث علی صحّته فیقول قولی فیها کیت کیت و قد روی فیها حد یث بخلا فه فان صحّ فهو قولی و امثلة هذا کثیرة جداً ۔ انتهی ما فی الا یقا ف مختصراً ۔

(تو جان لے بلا شبہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندوں میں اور اپنے میں پیغامبر بنایا اور ان سب کو جو کچھ دین کے متعلق تھا، تعلیم فرمایا اور آنحضرت ﷺ کے اصحاب، جن کو خدا نے آپ کی صحبت اور آپ کے دین کی مدد کے لئے چن لیا تھا، آپ کے دریائے علوم سے چلو بھرتے تھے اپنی سمجھ و قابلیت وصحبت کے اندازہ کے موافق، کوئی کم کوئی زیادہ۔ اس میں وہ آپس میں بڑا فرق رکھتے۔ ان میں سے کسی نے آپ کی سبھی معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ نہریں دریاؤں کو گھیر نہیں سکتیں۔ ولیکن ہنوز آنحضرت ﷺ فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت کو سبھی کچھ، جس کی تبلیغ کے وہ مامور تھے، پہنچ گیا۔ وہ لوگ متفرق وطنوں، مختلف مکانوں اور شہروں میں رہتے تھے۔ ان میں ایک کو وہ علم ہوتا جو دوسروں کے پاس نہ ہوتا۔ اور کبھی وہ معنی حدیث میں اختلاف کرتے جیسے ان لوگوں کو ہوا جن کو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ ہی میں پڑھیں۔ پھر کسی نے اس کے ظاہری معنی لئے، کسی نے تاویل کی (بنی قریظہ ایک یہودی قبیلے کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ کو بہت ستاتے تھے... جب آنحضرت ﷺ نواح مدینہ میں ان پر دھاوا کرنے کو نکلے تو یہ حکم دیا۔ پھر کسی نے ان میں سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ میں نماز پڑھیں گے اور کسی نے اس حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے، نماز میں تاخیر کرنا مقصود نہیں ہے۔ پس نماز راستہ میں پڑھ لی۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آنحضرت ﷺ نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی۔ دیکھو صحیح بخاری)۔ اور کبھی نص (آیت قرآن یا حدیث) سے استنباط کرنے میں اختلاف کرتے، جیسے عمرو بن عاص ؓ کو اتفاق ہوا جب کہ انہوں نے سخت سردی میں جنابت سے تیمّم کر لیا۔ اور کبھی اور میں اختلاف کرتے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی، تو آپ کے قائم مقام وزیر اکبر اور صدیق اکبر ہوئے، تو آپ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر جو آپ کو معلوم ہوتی، عمل کرتے۔ ان دونوں میں (اپنے نزدیک) کوئی حکم نہ پاتے تو اصحاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے مشورہ لیتے ۔ پس اگر ان اصحاب شوری کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اس کو عمل میں لاتے اور بعض حدیثیں آپ کو معلوم ہی نہیں ہوتیں ۔ اگر ان کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو (کسی حکم) کتاب وسنت پر قیاس فرماتے ۔ (مترجم محمد حسین کہتا ہے اس رسالہ میں جا بجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنے کا ذکر ہے اور بہت سی کتب حدیث میں انہی اکابر صحابہ سے قیاس کی نفی و مذمت بھی مروی ہے ۔ ان آثار نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جن مسائل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان کیا ہے ، ان مسائل میں ان کا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب وسنت پر تھا جس کو انہوں نے لائق سمجھ مخاطبین نہ دیکھا اس لئے ان مسائل کو سمجھ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس میں بیان کیا ۔ اس تاویل کی تائید میں وہ یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ایک عورت نے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنے کا پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہو تو اس کو تو ادا کرے گی یا نہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کا حق بھی ادا کرو ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم آنحضرت ﷺ نے مخاطب کے سمجھانے کو پیرایہ قیاس میں بیان کیا ہے ، نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت ﷺ نے حج کا قرض پر قیاس کیا ہے کیونکہ قیاس بوقت موجود نہ ہونے نص کے ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے ۔ پس اس کے ہوتے آنحضرت ﷺ کا قیاس کرنا کب متصور تھا) ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کیا اور آپ کے قائم مقام عمر فاروقؓ ہوئے ۔ وہ بھی قرآن و حدیث پر عمل کرتے اور اگر قرآن و حدیث میں کوئی امر نہ پاتے تو اور اصحاب سے پوچھتے ۔ ان کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اس کو لے لیتے ۔ اور بعض حدیثیں آپ کو بھی معلوم نہیں ہوئیں ۔ اور اگر کوئی حدیث ان کے پاس بھی نہ پاتے تو اکثر پایا گیا ہے قول صدیق اکبر کو ہی عمل میں لاتے ۔ ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگوں کی رائے بھی لیتے پھر جس رائے کو صواب سمجھتے اس پر عمل کرتے اور اپنی رائے میں خطا کم کرتے ۔ پھر آپؓ نے انتقال کیا تو آپ کے قائم مقام عثمان ذوالنورینؓ ہوئے ۔ وہ بھی کتاب وسنت پر اور غالباً یا نادراً اقوال شیخین (صدیقؓ و فاروقؓ) پر عمل کرتے ۔ پھر آپؓ نے انتقال کیا اور آپ کے قائم مقام (علی مرتضیؓ) شوہر فاطمہ زہراءؓ ہوئے تو آپ بھی قرآن و حدیث و قیاس پر عمل کرتے ۔ سبھی صحابہ کو قرآن و حدیث کا علم و فہم خوب تھا اور وہ سب قرآن و حدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول و فعل سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجوع کر لیتے، جب ان کو (اپنے قول وفعل کے مخالف) کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی ۔اور بعض فروعات میں آپس میں اختلاف بھی رکھتے مگر امر حق کے مان لینے سے قصور نہ کرتے ۔ وہ مشرق ومغرب وجنوب وشمال میں پھیل گئے تھے اور مختلف قوموں نے ان سے علوم حاصل کیئے ۔ پھر اصحاب کم ہوتے گئے اور اختلاف بڑھتا گیا۔ان لوگوں کی جہت سے جنہوں نے ان سے علوم حاصل کیئے تھے یہاں تک کہ وہ بالکل تمام ہوئے ۔ اور فتوے وغیرہ میں تابعین ان کے قائم مقام ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب اختلاف میں بڑھ گئے ۔ پھر تبع تابعین ان کے قائم مقام ہوئے تو وہ اختلاف میں اور بھی بڑھ گئے اور بعض مسائل جن میں پہلے صحابہ میں اختلاف تھا، تابعین وتبع تابعین کا اتفاق ہو گیا اور وہ امر اختلافی اتفاقی بن گیا ۔ ہر زمانہ اور ہر شہر میں بہت لوگ صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہو گئے اور ان کے مذاہب مختلف اور آراء متفرق ہو گئے ۔ خدا تعالی نے آئمہ اربعہ کے شاگردوں اور ساتھیوں کو توفیق دی تو انہوں نے ان کے مذاہب کو ضبط کیا اور ان کی کتابیں تصنیف کیں اور انکو پھیلایا یہاں تک کہ خدا کی حکمت سے ،جس کو وہی جانتا ہے، اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل باقی نہ رہے ۔ وہ مذاہب بے نشان ہو گئے ۔ان ہی چاروں اماموں کے مذاہب معمول ومروج رہے۔

ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جن کا حصر وشمار ممکن نہیں ۔ازانجملہ علموں اور سمجھوں کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن وحدیث) کے الفاظ ونظم ترکیب کے لحاظ سے کئی معنوں کا محتمل ہونا۔ وغیرہ ذلک۔ حافظ ابن القیمؒ نے امام ابن حزمؒ سے نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کے وقت اس کا دھیان نہیں ہوتا ۔ پس وہ اس لئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے بڑھ کر مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپ کو خدا کا یہ قول کہ تم نے جو عورتوں کو بہت مال مہر میں دیا ہو تو ان سے واپس نہ لو، یاد دلایا جن سے انہوں نے اپنا قول چھوڑ دیا اور (تواضعاً) یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے سبھی لوگ علم میں زیادہ ہیں ۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو، جس نے چھ مہینے کا بچہ جنا تھا، بعلت زنا سنگسار کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے خدا کا یہ قول کہ بچے کا حمل اور دودھ پلانا ڈھائی برس ہوتا ہے معہ اس قول کے: مائیں اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائیں جو پورا دودھ پلانا چاہیں، ۔ یاد دلایا اور یہ جتایا کہ پہلے قول میں چھ مہینے کم سے کم مدت حمل کا ذکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پس انہوں نے اس حکم رجم سے رجوع فرمایا اور آپؓ نے عیینہ بن حصن پر جب اس نے آپ کی جناب میں گستاخی و سختی کی، حملہ کرنا چاہا یہاں تک کہ حارث بن قیس نے خدا کا قول: جاہلوں سے درگزر کرو؛ یاد دلایا تو آپؓ نے اس سے درگذر کیا اور آپؓ نے آنحضرت ﷺ کے فوت ہو جانے کو تعجب سمجھ کر اس سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے سامنے قول خداوندی: (اے محمد) تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں. پڑھا گیا۔ اس پر انہوں نے اس انکار واصرار سے رجوع فرمایا۔ یہ آیت تو آپ کو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر (آنحضرت ﷺ کی وفات) کے سبب آپ اس کو بھول گئے تھے۔ اور کبھی کوئی عالم (مسئلہ کی) دلیل رکھتا ہے مگر اس میں تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب سے سب کوئی ان باتوں پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت ﷺ سے صادر ہوئیں کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور میں مشغول رہتے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بعض حاضر ہوتے، بعض نہ ہوتے۔ جب آنحضرت ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکرؓ ان کے خلیفہ ہوئے تو جب ان کے پاس کوئی قول خدا اور رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے پوچھتے پھر اگر ان کے پاس کوئی قول خدا اور رسول پاتے تو اس کی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے اور کبھی خدا ورسول کا قول اس شخص کے پاس ہوتا جو وہاں حاضر نہ ہوتا تھا، مثلاً جنبی کیلئے تیمّم کا حکم عمارؓ وغیرہ کو معلوم تھا اور حضرت عمرؓ وابن مسعودؓ کو نا معلوم، مسح موزہ کا جواز حضرت علیؓ وحذیفہؓ کے پاس تھا اور حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ ابی ہریرہؓ سے، باوجودیکہ یہ مدینہ کے رہنے والے تھے، مخفی تھا۔ پوتے کو بیٹے کے ساتھ چھٹے حصے کا وارث کرنا حضرت ابن مسعودؓ کو معلوم تھا اور حضرت ابوموسی اشعری کو نامعلوم۔ کسی کے گھر جانے کیلئے تین دفعہ اذن چاہنے کی حدیث حضرت ابوموسی وابوسعید خدری وابی بن کعب کو معلوم تھی اور حضرت عمر فاروقؓ سے مخفی۔ حیض والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت کے سوائے مکہ سے کوچ کرنے کا جواز حضرت ابن عباسؓ وام سلیم کو معلوم تھا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم۔ متعہ کا منسوخ ہونا اور گدھے کا حرام ہونا حضرت علی کو معلوم تھا اور حضرت ابن عباسؓ پر پوشیدہ۔ چاندی سونے کی بیع میں نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروقؓ وابوسعیدؓ وغیرہ کو معلوم تھا اور طلحہؓ وابن عباسؓ پر مخفی۔ اور اس کی مثالیں اور بہت ہیں۔

صحابہ گذر گئے تو ان کے نائب تابعی مجتہد ہوئے جو ان سے علم حاصل کئے ہوئے تھے وہ سبھی علموں اور فہموں میں مختلف تھے اور وہ سب بقدر اپنے علم کے فتوی دیتے اور کسی کو خدا نے اس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت سے بڑھ کر مکلّف نہیں کیا اور سب اس فتوی میں خدا کی طرف سے ثواب پاتے ۔ ٹھیک فتوی دیا تو دو ثواب ، ورنہ ایک ۔ اور کبھی کسی کو حدیثیں باہم متعارض پہنچتیں تو وہ ایک حدیث کی طرف کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مائل ہوتا اور دوسرا اسی حدیث کی طرف جس کو اس نے چھوڑ دیا تھا اور وجہ سے مائل ہوتا ۔ اس کی مثالیں بھی بہت ہیں ۔

ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات و حدیث کو ترک کیا ہے اور ان کے ہمسروں نے ان کا خلاف کیا ۔ انہوں نے احادیث کو لے لیا جن کو پہلوں نے ترک کیا تھا اور پہلوں نے ان حدیثوں کو لے لیا جن کو انہوں نے ترک کیا ، نہ اس لئے کہ عمداً نصوص (آیات وحدیث) کا خلاف کریں (بلکہ ان وجوہات سے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں) اور کسی کو دلیل صحیح (آیات و حدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے پہنچ جائے تو اس کو اس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید باقی نہ رہا ۔ صحابہ اس طریق پر تھے ۔ کلام ابن القیم جو اس نے امام ابن حزم سے نقل کیا تھا تمام ہوا ۔

اور ابن القیم نے اپنے استاد ابن تیمیہؒ سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات ان آئمہ کے جنہوں نے کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہیں ۔ اول : اس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا ۔ دوسرا : اس حدیث کے وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اس حدیث پر عمل کرنے والے نے سمجھے ہیں ۔ تیسرا : اس کو منسوخ سمجھ لینا ۔ ان عذرات کی شاخیں کئی قسم ہیں ۔ ازانجملہ یہ کہ اس شخص کو حدیث نہیں پہنچی اور اس نے قیاس کیا اور اس کا قیاس اس حدیث متروک کے موافق ہوا ، اور کسی اور حدیث کے مخالف ۔ یہی سبب ہے اکثر ان اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہیں ، کیونکہ سبھی احادیث رسول پر کسی کو احاطہ حاصل نہ تھا اس باب میں تو خلفاء راشدین ، جو رسول اللہ ﷺ کے حالات سے بہت واقف تھے ، خصوصاً صدیق اکبر (جو رسول اللہ ﷺ سے کم ہی جدا ہوتے تھے) کے حال سے معلوم کرے ۔ صدیق اکبرؓ پر دادے کی میراث مخفی رہی ۔ اور ان کو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد بن مسلمہ نے بتلائی ۔ حضرت عمرؓ پر عورت کو خاوند کی دیت سے وارث کرنے کی حدیث مخفی رہی یہاں تک کہ ایک جنگل کے رہنے والے نے ان کو اس کی خبر دی اور آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بتائی ۔ اور آپ پر وبا کی زمین میں جانے سے ممانعت مخفی رہی اور وہ بھی عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بتائی ۔ اور آپ پر آندھی کی حدیث مخفی رہی (یعنی وہ حدیث جس میں یہ بیان ہے کہ آندھی آنے کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کیا کہیں) جو ابو ہریرہؓ نے بتائی اور آپ انگلیوں کے خون بہا میں اختلاف رکھتے تھے۔ اس باب میں ابن عباسؓ، ابی موسیٰ اشعریؓ کے پاس یہ علم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بڑی انگلی اور چھوٹی انگلی خون بہا میں برابر ہیں۔ پس آپؓ نے اس کو قبول کیا۔ اور امیر معاویہؓ نے بھی اس پر عمل کیا جب ان کو ایسا علم ہوا اور آپ کے بیٹے عبداللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانے کو جائز نہ سمجھتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے بھی قائل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت ﷺ سے صحیح ہو چکے ہیں۔ اور آپ مسح موزہ میں تعیین مدت کے قائل نہ تھے حالانکہ صحیح حدیث میں تعیین آ چکی ہے اور حضرت علی مرتضیٰؓ و ابن عباسؓ اس عورت حاملہ کی نسبت جس کا خاوند فوت ہو جائے عدت دونوں عدتوں (وضع حمل اور چار مہینے دس دن) سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ وغیرہ کا اعتقاد تھا کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مر جاوے اور مہر مقرر ہو، اس کو مہر لینا نہیں آتا، حالانکہ آنحضرت ﷺ سے صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو پورا مہر دلایا ہے اور یہ باب (مخفیات صحابہ) فراخ ہے۔ اور جو اس قسم کی باتیں صحابہ کے سوا اور لوگوں سے منقول ہیں وہ شمار سے بڑھ کر ہیں۔ پس جب امت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے مجتہدوں پر بعض احادیث مخفی رہیں تو ان کی نسبت کیا خیال کرنا چاہیے جو ان کے بعد ہوئے۔ پس جو شخص یہ سمجھے کہ سبھی حدیثیں اماموں کو یا کسی خاص امام کو پہنچ گئی ہیں تو اس نے سخت خطا کی۔ ابو عمرو ابن عبدالبر نے کہا ہے آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جس پر آنحضرت ﷺ کی بعض حدیثیں مخفی نہ رہی ہوں اور یہ حدیثوں کے دفتر (کتابیں) گذر جانے آئمہ کے بعد تالیف ہوئی ہیں اور ان میں بھی سب حدیثوں کا منحصر ہو جانا ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہوتا کہ جس کے پاس یہ سب کتابیں موجود ہوں اس کو سبھی کچھ، جو ان میں ہے، یاد ہوتا ہے۔ اور متقدمین کے دفتر تو ان کے سینے ہی تھے اور وہ خوب جاننے والے تھے۔ ازانجملہ یہ سبب ہے کہ حدیث تو کسی شخص کو پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی۔ سند صحیح سے وہ کسی اور کو پہنچی۔ وہ حدیث اسی شخص کے حق میں لائق سند ہے جس کو سند صحیح سے پہنچے، نہ اس کے حق میں جس کو بسند صحیح نہیں پہنچی۔ اسی واسطے بہت سے اماموں نے بعض احادیث کے ماننے کو صحیح ہونے کی شرط پر معلق کیا ہے اور کہا ہے کہ فلاں مسئلہ میں ہمارا یہ قول ہے اور اس کے خلاف میں حدیث مروی ہے (جو ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے) اگر یہ حدیث ثابت ہو جاوے تو یہی ہمارا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول ہے۔اس کی مثالیں نہایت کثرت سے ہیں)۔

قا ل ا لا ما م ابن قیم الجو ز یة فی اعلا م الموقعین عن رب العا لمین ۔ قا ل ابو عمر و لیس ا حد بعد رسو ل الله ﷺ الا و قد خفی علیه بعض امره فنحن نسأل المقلدین هل یمکن ان یخفی علی اما مکم مثل ذ لك فا ن انکروه فقد انزلوه فو ق منز لة ابی بکر و عمر و عثما ن و علی و الصحابة کلهم فلیس ا حد منهم ا لا و قد خفی علیه بعض ما قضی الله و رسو له ۔

فهذا الصدیق اعلم ا لا مةبه خفی علیه میرا ث الجد حتی اعلمه به محمد بن مسلمه و المغیرة بن شعبه و خفی علیه ان الشهید لا دیة له حتی ا علمه عمر فر جع الی قو له و خفی عمر تیمم الجنب و دیة ا لا صا بع حتی ا خبر بکتا ب عمر و بن حز م فرجع علیه ۔ و خفی علیه شا ن ا لا ستیذا ن حتی ا خبره به ابو موسی و ابو سعید الخد ری

و خفی علی عثما ن اقل مدة الحمل حتی ذکره ابن عباس

و خفی علی ابی مو سی ا لا شعری میرا ث بنت ا لا بن مع البنت السدس حتی ذکر له ان رسو ل الله ﷺ ورّثها ذ لك

و خفی علی ابن مسعود حکم المفو ضة و ترددوا الیه فیها شهراً فا فتا هم بر أ یه حتی بلغ النص بمثل ما افتی به

(تر جمہ۔اور ابن قیمؒ نے کتاب اعلام الموقعین میں کہا کہ ہے امام ابوعمرؒ نے فر ما یا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعدکوئی ایسانہیں جس پرآنحضرتﷺ کی کوئی بات مخفی نہ رہی ہو۔پس ہم مقلدین سے پوچھتے ہیں کیا ایسا مخفی ر ہنا احا دیث رسولﷺ کا تمہارے امام پر بھی ممکن ہے؟ پس اگر وہ اس کو نہ مانیں تو انہوں نے اس کو چاروں خلفاء کے اوپر کے درجہ پہنچایا۔ان میں سے تو کوئی ایسانہیں جس پر کوئی بات اللہ ورسول کی مخفی نہ رہو۔یہ صدیق اکبر جوتمام امت سے زیادہ عالم تھے ان پر دادے کی وراثت مخفی رہی جوان کومحمدؓ بن مسلمہ ومغیرہؓ بن شعبہ نے بتائی۔ اورآپ پرخون بہا شہید مخفی رہایہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے بتایا تو آپ نے آپ کے قول کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رجوع فرمایا۔ اور مخفی رہا حضرت عمرؓ پر تیمّم جنبی کا اور خون بہا انگلیوں کا یہاں تک کہ خبر دی گئی کتاب عمرو بن حزم سے (جو ان کو آنحضرت ﷺ سے ملی ہوئی تھی) پس اس کی طرف رجوع کیا۔ اور پوشیدہ رہا آپ پر دستور اذن مانگنے کا یہاں تک کہ خبر دی اس کی ابوموسیٰ اور ابوسعید نے۔ اور مخفی رہی حضرت عثمانؓ پر کم سے کم مدت حمل کی یہاں تک کہ ذکر کیا اس کو ابن عباسؓ نے۔ اور پوشیدہ رہی ابوموسیٰؓ پر میراث پوتی کی بیٹی کے ساتھ چھٹا حصہ یہاں تک آپ کو کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو وارث کیا ہے۔ اور ابن مسعودؓ پر حکم اس عورت کا جس کا خاوند بلا زفاف فوت ہو گیا اور مہر مقرر نہ تھا آپ کو ایک مہینہ اس میں تردد رہا۔ پھر اپنی رائے سے فتویٰ دیا یہاں تک کہ اس کے موافق حدیث پہنچ گئی)۔

و هذا با ب لو تتبعناه لجاء سفير كبير فنسأل فرقة التقليد هل يجوز ان يخفى على من قلد تموه بعض شان رسو ل الله ﷺ كما خفى ذلك على سا دات ا لا مة او لا ۔ فا ن قا لوا لا يخفى عليه و قد خفى على الصحا بة مع قر ب عهد هم بلغوا فى الغلو مبلغ مدعى العصمة فى الا ئمة و ان قالوا بل يجوز ان يخفى عليهم و هو الواقع و هم مرا تب فى الخفاء فى القلّة و الكثرة قلنا فنحن ننا شد كم الله الذى هو عند لسا ن كل قائل و قلبه اذا ق ضى الله و رسو له امرا خفى على من قلد تموه و تو جبو ن العمل بما قضا ه الله و رسو له عينا لا يجوز سوا ه فا عدوا لهذا السوال جوا باً و للجوا ب صوا باً فا ن السوا ل واقع و الجوا ب لاز م ۔

و المقصو د ان هذا هو ا لذى منعنا من التقليد فا ين معكم حجة وا حدة لقطع الغدر و تسو غ لكم ما ارتضيتموه لانفسكم من التقليد انتهى على ما نقل عنه السيد العلا مة ابو الطيب فى الجنة فى ا لا سوة الحسنة با لسنة

(ترجمہ۔ اور یہ باب ایسا ہے اگر ہم اس کو تلاش کریں تو بڑی کتاب ہو جاوے۔ پس اب ہم فرقہ مقلدین سے پوچھتے ہیں، کیا جن کی تم تقلید کرتے ہو ان پر کچھ حال آنحضرت ﷺ کا مخفی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے۔ جیسے ان سرداروں امت پر مخفی رہا یا نہیں؟ پھر اگر کہیں کہ ہمارے اماموں پر مخفی نہیں رہا جو صحابہ پر مخفی رہا ہے باوجود ان کے قرب زمانہ کے، تو غلو میں ایسے بڑھے ہیں جیسے مدعیان عصمت آئمہ (یعنی شیعہ) بڑھے ہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہاں آئمہ پر مخفی رہا ہے اور یہی امر واقع ہے۔ اور وہ اس خفا میں کثرت وقلت میں متفاوت ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہم تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتے ہیں، جو ہر بولنے والے کی زبان و دل کے پاس ہے، کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم فرماوے جو تمہارے اماموں پر مخفی رہا تو پھر کیا تم کو اس کے ماننے نہ ماننے میں اختیار باقی رہتا ہے یا تمہارا اختیار ٹوٹ جاتا ہے۔ اور تم اس حکم پر کاربند ہونے کو واجب جانتے ہو؟ اس سوال کے لئے جواب بناؤ اور جواب کے لئے صواب تیار کرو اس لئے کہ سوال تم پر پڑا ہے۔ اور جواب لازم ہے۔ ہماری غرض اس کلام سے اظہار اس امر کا ہے کہ ہم کو اسی بات نے جو تم پر پڑی ہے تقلید سے روکا ہے۔ پس تمہارے پاس کون سی ایک دلیل ہے جو عذر کو توڑے اور تمہارے لئے تقلید کو جو تم نے اپنے لئے پسند کر رکھی ہے، جائز کر دے)۔

و قا ل ابن القیم فی مو ضع آ خر و اذا جا ء ت ھذہ ای النفس المطمئنة بتجر ید المتا بعة للرسو ل ﷺ جا ء ت تلك ای الامارة بتحکیم آ را ء الر جا ل و اقوا لھم فا تت با لشبه المضلة مما یمنع من کما ل المتا بعة و تقسم با للہ تعا لی ما مراد ھا ا لا الا حسا ن و التو فیق۔ (اور کہا امام ابن قیم نے دوسری جگہ۔ نفس مطمئنہ خالص کرنے متابعت رسول اللہ کی بات لاتا ہے تو نفس امارہ حکومت اور لوگوں کے پیش کرتا ہے۔ اور ایسا شبہ گمراہ کرنے والا پیش کرتا ہے جو کمال متابعت نبوی سے روکتا ہے اور وہ قسم کھاتا ہے کہ میرا مقصود بجز حسن ظنی وموافقت کے اور کچھ نہیں)۔

(میرا خیال ہے کہ شائد نمبر ۲ ضمیمہ بھی اوپر والے صفحات میں شامل ہے۔ بہاء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر پنجم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۶ جنوری ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)۔

و الله تعالی یعلم انها کاذبة وما مرادها الا التفلت من سجن المتابعة الی فضاء اراداتها و حظوظها و ترأه ای تری النفس الامارة صاحبها تجرید المتابعه للنبی ﷺ و تقدیم قوله علی الآراء فی صورة تنقیص العلماء و ساءة الادب علیهم المفضی الی اساءة الظن بهم و انهم قد فاتهم الصواب و کیف لنا قوة ان نرد علیهم او نخطی بالصواب دونهم و تقاسم بالله ان اردت الا احسانا و توفیقا اولئك الذین یعلم الله ما فی قلوبهم فاعرض عنهم و عظهم و قل لهم فی انهسهم قولاً بلیغاً

و الفرق بین تجرید متابعة المعصوم و اهداء اقوال العلماء و القائها ان تجرید المتابعة ان لا یقدم علی ما جاء به الرسول ﷺ قول احد و لا رأیه کائناً من کان و ما کان بل ینتظر فی صحة الحدیث

(اور خدا تعالی جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کا مقصود بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ قید متابعت نبوی سے چھوٹ جاوے۔ اور اپنی خواہشوں اور حظوں میں جا پڑے۔ اور وہ نفس امارہ کو خالص متابعت نبوی میں علماء کی بے ادبی و کسر شان سوجھاتا ہے اور یہ جتلاتا ہے کہ کیا ان لوگوں سے راستی فوت ہوگئی اور ہم کو ویسی کس طرح بہم پہونچ گئی ہے کہ ہم ان کی باتوں کو رد کریں۔ اور خود راستی کا حصہ ان کے سوا لے جائیں۔ اور خدا کی قسم کھاتا ہے کہ اس بات سے میری یہی غرض ہے ان لوگوں سے نیک گمان رکھنا اور ان سے ملاپ و موافقت کرنا۔ ان لوگوں کے جو دلوں میں خدا جانتا ہے۔ پس ان سے منہ کو پھیر لے اور ان کو نصیحت کر اور ان کو ایسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کہہ جوان کے دلوں پر پوری جا لگے۔

اور آنحضرت ﷺ کے خالص متابعت کرنا اور علماء کے اقوال ڈھا دینا یہ فرق رکھتا ہے کہ متابعت خالصہ اس کا نام ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بات پر کسی کی بات اور رائے کو مقدم نہ کیا جاوے، کوئی بات ہو اور کسی کی ہو)

اولاً فاذا صح نظر فی معناه ثانیاً فاذا تبین له لم یعدل عنه ولو خالفه من بین الشرق و الغرب و معاذ الله ان یتفق الامة علی ترک ما جاء به نبینا ﷺ بل لا بد ان یکون فی الامة من قال به و لو خفی علیک فلا یحتمل جهلك بالقائل به حجة علی الله تعالی و رسوله ﷺ فی ترکه بل اذهب الی النص و لا تضعف و اعلم انه قد قال به قائل قطعاً ولکن لم یصل الیك علم هذا مع حفظ مراتب العلماء و موالاتهم و اعتقاد حرمتهم و لعانتهم و اجتهادهم فی حفظ الدین و ضبط فهم رضی الله عنهم دائرون بین الاجر و الاجرین و المغفرة و لکن لا یوجب هذا اهدار النصوص و تقدیم قول واحد منهم علیها الشبهة انه اعلم منك فان کان کذلك فمن ذهب الی النص فهو اعلم به منك ایضاً فهلا وافقه ان کنت صادقاً

فمن عرض عرض اقوال العلماء علی النصوص و وزنها بها و خالف منها ما خالف النص لم یهدر اقوالهم و لم یهضم جانبهم بل اقتدای بهم فانهم کلهم امروا بذلك بل مخالفتهم فی ذلك اسهل عن مخالفتهم فی القاعدة الکلیة التی امروا بها و دعوا الیها من تقدیم النص علی اقوالهم ۔ انتهی

(بلکہ پہلے صحت حدیث کو دیکھا جاوے۔ پھر اگر صحیح ہو تو اس کے معنی کو خیال کیا جائے۔ جب وہ معلوم ہو چکے تو اس سے عدول نہ کیا جاوے اگر چہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اس کے مخالف ہوں۔ اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر اتفاق کر لے۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی امت میں اس کا قائل ہوگا۔ اگر چہ تجھ پر اس کا حال چھپا رہا اور تیرا نہ جاننا اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل کو اللہ کے سامنے اس حدیث کے ترک کرنے میں سند نہیں ہوسکتا ہے۔ پس حدیث کی طرف جا، اور ہمت نہ ہار اور جان لے کہ کوئی نہ کوئی اس کا قائل ہوگا اگرچہ تجھے اس کا علم نہیں۔ اور باوجود تیرے اس عمل بالحدیث اور ترک اقوال علماء کے، ان علماء کی محبت و تعظیم مراتب اور ان کی امانت واجتہاد کا اعتقاد دور نہیں ہوتا۔ وہ لوگ پھر بھی دو ثوابوں سے ایک کے مستحق ہیں (یعنی راستی پر دو ثواب کے اور خطا پر ایک کے) لیکن اس ثواب کے استحقاق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے قول سے نصوص کو چھوڑا جائے، اس شبہ سے کہ وہ تجھ سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اور اگر ان کے زیادہ جاننے کا خیال درست ہے تو اس نص پر عمل کرنے والا بھی تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے پھر تو اس کی پیروی کیوں نہیں کرتا اگر تو اس خیال میں سچا ہے۔

پس جس کسی نے اقوال علماء کو نصوص پر پیش کر کے تولا اور جس کو خلاف نصوص پایا اس کا خلاف کیا تو اس نے علماء کے اقوال کو.. اور نہ ان کی تعظیم کو توڑا، بلکہ ان کی پیروی کی اس لئے کہ انہوں نے خود یہ امر فرمایا ہے (یعنی ہمارے اقوال مخالفہ حدیث کو چھوڑ دو اور حدیث صحیح کو عمل میں لاؤ۔ ہمارا وہی قول ہے جو حدیث صحیح میں ہے) بلکہ ان کے ان اقوال جزئیہ کی مخالفت ان کی اس قاعدہ کلیہ کی مخالفت سے جو انہوں نے فرمایا ہے اور اس کی طرف بلایا (وہ یہ کہ نصوص کو ہمارے اقوال سے مقدم سمجھو) آسان تر ہے)

ضمیمہ نمبر ششم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۱۶ فروری ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے۔ منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

و قال قدوة المحدثین و الفقهاء من الحنابلة صاحب کتاب المغنی و لا باس بالاحتباء و الامام یخطب روی ذلك عن ابن عمر و جماعة من اصحاب رسول الله ﷺ و الیه ذهب سعید بن المسیب و الحسن و ابن سیرین و عطاء و شریح و عکرمه بن خالد و سالم و نافع و مالك و الثوری و الاوزاعی و الشافعی و اصحاب الرأی ۔ قال ابو داؤد و لم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یبلغنی ان احدکرھہ الا عبادۃ بن نسی لان سھل بن معاذ رض روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الحبوۃ یوم الجمعۃ و الامام یخطب رواہ ابو داؤد و قال و لنا ما روی یعلی بن شداد بن اوس قال شھدت مع معاویہ بیت المقدس فجمع بنا فاذا جلّ من فی المسجد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأیتھم محبتین و الامام یخطب و فعلہ ابن عمر و انس و لم نعرف لھم مخالفاً فصار اجماعا و الحدیث ذی اسنادہ مقال علی ما قالہ ابن المنذر ثم قال و الاولی ترکہ لاجل الجز و ان کان ضعیفاً یحتمل النہی فی الحدیث علی کراھتہ و احوال الصحابۃ الذین فعلوا ذلک علی انہ لم یبلغھم الخبر و اللہ تعالی اعلم ۔ انتھی

و نقل العلامہ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام فی کتابہ رفع الملام عن الآئمۃ الاعلام جملہ من احادیث لم تبلغ الخلفاء الاربعۃ الراشدین و بلغت غیرھم من الصحابۃ التی مر ذکرھا فی عبارۃ الایقاف و الاعلام و زاد علیھا اشیاء من مخفیات عمر و عثمان و علی ثم قال و ھذا باب واسع بلغ المنقول منہ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدداً کثیراً جداً و اما المنقول منہ ، یعنی من عدم بلوغ الحدیث مع صحتہ عن غیرھم یعنی الصحابۃ فلا یمکن الاحاطۃ بہ فانہ الوف و ھؤلاء یعنی طبقۃ الصحابۃ کانوا اعلم الامۃ و افقھھا و اتقاھا و افضلھا فمن بعدھم انقص منھم فخفاء بعض السنۃ علیہ اولی فمن اعتقد ان کل حدیث صحیح قد بلغ کل واحد من الآمہ او اماماً معینا فھو مخطی خطاء فاحشا قبیحاو لا یقولن قائل ان الاحادیث قد دونت و جمعت فخفاءھا و الحال ھذہ بعید لان ھذہ الدواوین المشھورۃ فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السنن انما بعد انقرا ض ا لآ ئمة المتبو عین ۔ انتھی نقلاً من ا صله
و قال القسطلا نی فی شر ح البخاری فی الر د علی قو ل نافع لو اعتمر رسو ل الله ﷺ من الجعرا نه لم یخفی علی عبد الله بن عمر ما نصه قا ل ا لمفا قسی الذ ین ذکره جما عة انه اعتمر من الجعرا نه حین فر غ من حنین و الطا ئف و لیس فی قو ل نا فع حجة لا ن ابن عمر لم یحد ث بکل شئی علمه و لا کل ما علمه حد ث به نا فعاً و لا کل حد ث به نا فعاً حفظ به نافع ۔ انتھی کلا مه
و المقصو د بنقل ھذا القو ل فی ھذا المقام ھو ان المر ء قد تنسی الکلا م بعد ما اتقنه و حفظ ما فیه من المرا م فھو و جه آ خر لمخا لفة النصو ص من ھؤلا ء ا لا کالاکا بر و قد عرض مثل ھذا امیر المؤمنین عمرؓ کما مر فی کلا م ابن تیمیه علا مة العصر

((یعنی پھراس مخالفت جز یہ آ سان کے بد لے مخالفت قا عدہ کلیہ جو دشوار ہے کیوں ا ختیار کرتے ہو کیا اس میں ان کے اقوال کا ڈ ھا دینا لا زم نہ آ ئے گا، متر جم) اور کہا محد ثین اور فقہاء کے پیشوا صا حب کتاب مغنی نے جو حنبلی علماء سے ہیں ۔ احتباء (کمر و گھٹنوں پر چا در کا پیچ لگا کر بیٹھنا) کا بحالت خطبہ امام کوئی ڈ ر نہیں ، ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور ایک جماعت اصحاب سے ۔ اور اسی کے قائل ہیں سعید بن مسیّبؒ وحسن بصریؒ و ابن سیر ینؒ وعطاؒ وشریحؒ (تا بعین) ، اور ما لکؒ اور ثوریؒ و اوزا عیؒ و شا فعیؒ .. (یہ امام ہیں) ۔ ابو دا ؤدؒ نے کہا ہے کہ مجھے کسی سے نہیں پہنچا کہ اس نے اس کو برا سمجھا ہو بجز عبادہؒ بن نسی (تا بعی) کے اس لئے اس نے برا جا نا کہ سہل بن معا ذ نے حد یث روا یت کی ہے کہ آ نحضرت ﷺ نے احتباء سے دن جمعہ کے بحالت خطبہ امام منع کیا ہے ۔ روا یت کیا اس کو ابو دا ؤدؒ نے ۔ صا حب مغنی نے کہا اور ہمارے جوا ز احتباء پر یہ روایت سند ہے کہ یعلی بن شداد نے کہا ہے کہ میں معا و یہؓ کے ساتھ بیت المقدس گیا تو انہوں نے ہم کو جمعہ پڑ ھایا ۔ میں کیا د یکھتا ہوں کہ سب مسجد میں اصحاب بیٹھے ہیں اور سب احتباء کئے ہو ئے ہیں اور امام خطبہ پڑ ھ رہا ہے ایسا ہی ابن عمرؓ نے کیا ہے اور ہم نہیں د یکھتے ان کا کو ئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف تو جواز فعل پر ان کا اجتماع ہوا۔

اور جو حدیث مخالفت احتباء میں ہے اس کی اسناد میں کلام ہے چنانچہ ابن منذر نے کہا ہے۔ پھر کہا صاحب مغنی نے کہ بہتر یہی ہے کہ احتباء کو ترک کیا جاوے اس حدیث کے باعث اگرچہ یہ ضعیف ہے اور اس نہی کو (جو اس حدیث سے مستفاد ہے) کراہت پر حمل کیا جائے۔ اور صحابہ کے عمل کو جنہوں نے اس کا خلاف کیا ہے اس پر حمل کیا جائے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی واللہ اعلم۔

اور نقل کیا علامہ احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام نے اپنی کتاب رفع الملام میں چند احادیث کو جو خلفاء اربعہ کو نہیں پہنچیں اور غیروں کو پہنچی ہیں جن کا ذکر عبارت ایقاف و اعلام میں گذرا اور اسپر کئی اور چیزوں کو زیادہ کیا وہ حضرت عمر و عثمان و علی پر مخفی رہیں۔ یہ باب فراخ ہے پہنچ جاتے ہیں منقولات مخفیات صحابہ بڑی شمار کو۔ رہے وہ احادیث کو اوروں کو نہیں پہنچیں پس ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ اس لئے کہ وہ ہزاروں ہیں اور یہ طبقہ صحابہ تمام امت سے زیادہ عالم اور سمجھ دار اور مضبوط اور بزرگ تھے پس جو ان کے پیچھے ہوئے وہ ان سے کم ہوں گے۔ پس ان سے چھپا رہنا بعض احادیث کا بطریق اولی ہوگا۔ پس جو کوئی اعتقاد کرے کہ تمام حدیثیں سب اماموں یا کسی ایک کو پہنچی ہیں تو وہ خطا وار ہے بہت بڑی و سخت خطا سے اور کوئی یہ نہ کہے کہ حدیثیں تو جمع ہو چکی تھیں۔ پس ایسی حالت میں پوشیدہ رہنا احادیث کا بعید ہے اس لئے کہ یہ دفتر احادیث کے پیچھے گذر جانے آئمہ کے جمع ہوئے ہیں۔ انتہی

اور کہا قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں رد میں اس قول نافع (تابعی) کہ اگر آنحضرت ﷺ عمرہ مقام جعرانہ سے کرتے تو ابن عمرؓ صحابی پر مخفی نہ رہتا۔ جس کا بیان یہ ہے کہ مفاقسی نے کہا ہے کہ جماعت علماء نے تو یہ ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ کیا جب کہ حنین و طائف سے رجوع فرمایا اور نافع کی بات کچھ پسند نہیں اس لئے کہ ابن عمرؓ نے جو کچھ جانا لوگوں کو نہیں سنایا اور نہ نافع کو کہا اور نہ نافعؒ نے سب کچھ حضرت ابن عمر کا کہا یاد رکھا۔ تمام ہوا قول قسطلانیؒ کا۔

ہمارا مقصود اس قول کے نقل کرنے سے اس جگہ یہ ہے کہ انسان کبھی بات سن کر سمجھ کر بھول جاتا ہے۔ پس یہ اور وجہ نصوص سے مخالفت کرنے اکابر کی نکل آئی۔ ایسا حضرت عمر کو پیش آیا جیسا کہ کلام امام ابن تیمیہ میں، جو ایقاف سے منقول ہے، گزر چکا ہے۔)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم اس مقدمہ کو ختم کرتے ہیں اور بیان مقاصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

مقصد اول، بیان میں ان احادیث کے جو اجلہ صحابہ کو نہیں پہنچیں اور ایک مدت تک ان پر مخفی رہیں اور اس میں اس اجمال کی تفصیل ہے جو مقدمہ میں گذرا وہاں مجرد دعاوی تھے یہاں ان کے شواہد نقول و آثار و اقوال علماء مقبولین اعصار و امصار سے ذکر کئے جائیں گے۔

مخفیات ابوبکر صدیق:

۱۔ میراث جدہ جو آپ کو معلوم نہ تھی، حضرت مغیرہؓ وغیرہ نے آپ کو بتائی۔

حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۲۶، مشکوۃ صفحہ ۲۵۶، موطا مالک صفحہ ۳۲۷، جامع ترمذی صفحہ ۳۴ جلد ۲۔ سنن ابوداؤد۔ سنن ابن ماجہ۔

جاء ت الجدة الى ابى بكر تسأله ميراثها فقال ما لك فى كتاب الله و ما لك فى سنة رسول الله شئى فارجعى حتى اسأل الناس مقال، فقال المغيره حضرت رسول الله ﷺ اعطاها السدس۔ (مشكوة باب الفرائض) ۔

کسی متوفی کی دادی حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئی اور اپنے حق وراثت کی سائل ہوئی۔ فرمایا کہ تیرے لئے قرآن وحدیث میں کچھ نہیں آیا۔ اب تو جا، میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ پس اس نے پوچھا مغیرہؓ صحابی نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو چھٹا حصہ دلایا ہے)۔

(عن قبيصة بن ذؤيب انّه قال : جاء ت الجدّة الى ابى بكر الصديق تسأله ميراثها۔ فقال : : مالكِ فى كتاب الله شىء، و ما علِمت لكِ فى سنّة نبى الله شيئاً، فارجعى حتّى اسأل الناس۔ فسأل الناس، فقال المغيرة بن شعبة: حضرت رسول الله ﷺ اعطاها السّدس، فقال ابو بكر : هل معك غيرك ؟ فقام محمد بن مسلمة فقال مثل ما قال المغيرة بن شعبة۔ فانفذه لها ابو بكر۔

ثم جاء ت الجدّة الاخرى الى عمر بن الخطاب تسأله ميراثها، فقال : مالكِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی کتا ب الله شیء و ما کا ن القضاء الذی قضِی به الّا لغیر كِ و ما انا بِزا ئدٍ فی الفرا ئض و لکن هو ذلكِ السّدس، فا ن اجتمعتما فیه فهو بینکما و ایّتکما ما خلت به فهو لها ۔سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۹۴)

۲۔حدیث

امر ت ان اقا تل الناس حتی یقو لوا لا اله ا لا الله و ان محمدا رسو ل الله و یقیموا الصلوة و تؤتو ا الزکا ة ،

آپ کو پوری معلوم نہ تھی اس لئے آپ نے جواز قتل مانعین زکوۃ پر اور وجوہ سے استدلال کیا۔شرح مسلم للنووی صفحہ ۳۹۔شرح بخاری قسطلانی صفحہ ۷ ج ۳۔

و استد ل ابو بکر و اعترا ض عمر دلیل علی انهما لم یحفظا عن رسو ل الله ﷺ ما رواه ابن عمر و انس و ابو هر یره و کا ن هؤلا ء الثلا ثة سمعوا هذه الز یا دة التی فی روا یا تهم فی مجلس آ خر فا ن عمر لو سمع ذلك لما خا لف و لما کا ن احتج بالحد یث فا نه بهذه الز یا دة حجة علیه و لو سمع هذه الز یا دة ابو بکر لاحتج بها و لما ا حتج بها با لقیاس و العمو م

(شر ح مسلم نووی با ب ا لا مر بقتا ل الناس حتی یقو لوا لا اله ا لا الله)

(حضرت ابوبکرؓ کاقتل مانعین زکوۃ میں یہ دلیل پیش کرنا کہ(زکوۃ نماز جیسی ہے اور حقوق اسلام سے) اور حضرت عمرؓ کا ان پر اعتراض کرنا (کہ آنحضرتﷺ نے کہا ہے کہ لا اله ا لا الله محمد رسو ل الله کہنے والے کو مارنے کا مجھے حکم نہیں ہے) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان دونوں کو وہ حدیث نہیں پہنچی جو ابن عمر و انس و ابو ہریرہ نے روایت کی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں کو قتل کروں جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھیں اور زکوۃ نہ دیں۔ اسلئے کہ اگر حضرت عمرؓ یہ حدیث آنحضرتﷺ سے سنتے تو حضرت ابوبکرؓ کا خلاف نہ کرتے اور نہ وہ حدیث جس میں یہ لفظ نہیں ان کے سامنے پڑھتے اور اگر حضرت ابوبکرؓ نے یہ حدیث سنی ہوتی تو وہ حضرت عمرؓ کے سامنے اسی کو پیش کرتے قیاس وعموم کو سند نہ ٹھہراتے)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفیات حضرت عمر فاروق:

۱۔ حدیث خون بہاء اسقاط حمل آپ کو معلوم نہ تھی پس لوگوں کو قسم دے کر سوال کیا اور شہادت لے کر اس کو مانا۔ صحیح بخاری (حد ثنا عبید الله بن موسی عن هشام، عن ابیه: انّ عمر نشد الناس : من سمع النبیّ قضی فی السقط؟ فقا ل المغیرة : انا سمعته قضی فیه بغرةٍ عبدٍ او امةٍ۔ قا ل: ائت من یشهد معك علی هذا۔ فقا ل محمد بن مسلمة : انا اشهد علی النبی ﷺ بمثل هذا ۔ صحیح بخاری حد یث نمبر ٦٩٠٧، ٦٩٠٨) سنن ابی دا ؤد صفحہ ۲۷۲۔ سنن دارمی صفحہ ۳۱۲۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۲٦، قسطلانی ج ۱۰ صفحہ ۸۰۔ مسلّم الثبوت صفحہ ۸٦ وغیرہ۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲۔

ان عمر بن الخطا ب تشد الناس ان استحلف الصحا به من سمع النبی ﷺ قضی فی السقط و قا ل المغیره انا سمعته قضی فیه فی السقط بغرة عبد او امة قا ل ائت من یشهد معك علی هذا فقا ل محمد بن مسلمه انا اشهد علی النبی ﷺ بمثل هذا فیه ان الو قا ئع الخا صة قد تخفی علی الاکا بر و بعلمها من دو نهم ۔ قسطلا نی با ب جنین المر أة ۔

(حضرت عمرؓ نے صحابہ کو قسم دے کر پوچھا کسی نے آنحضرت ﷺ سے اسقاط حمل میں کچھ فیصلہ سنا ہے۔ مغیرہ بولا میں نے سنا ہے کہ آپ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی بدلہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا تیرے ساتھ کوئی اس پر گواہ ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں بھی گواہ ہوں)۔ اس حدیث میں پایا جاتا ہے کہ کبھی خاص واقعات بڑوں پر مخفی رہتے ہیں اور ان سے چھوٹے ان کو جانتے ہیں)۔

۲۔ انگلیوں کے خون بہاء کی حدیث آپ پر مخفی تھی اور آپ کی اس میں یہ رائے تھی کہ چھوٹی انگلی کا خون بہاء کم ہو اور بڑی کا زیادہ۔ حدیث سنی تو آپ نے اپنی رائے چھوڑ دی۔

حدیث خون بہا انگشت صحیح بخاری (عن عکر مة، عن ابن عباس عن النبی ﷺ قا ل : هذهِ و هذهِ سواء، یعنی الخنصر و ا لا بها م ۔صحیح بخاری حدیث نمبر ٦٨٩٥) و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن اربعہ میں ہے اور حضرت عمرؓ کا فتوی اس کے خلاف میں اور رجوع اس سے کتاب بیہقی اور شرح مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ حنفیہ، دراسات اللبیب صفحہ ۲۲۲ میں منقول ہے

و ترک عمر رأيه فی دية الاصابع و كان رأيه فی الخنصر و البنصر تسعاً فی الوسطى و فی المسبحه اثنا عشر و فی الابهام خمسة عشر و كل ذلك فی التيسير قال الشارح و كذا ذكر غيره و الذی فی رواية البيهقی انه كان يرى فی المسبحه اثنا عشر و فی الوسطى ثلاث عشر بخبر عمرو بن حزم فی كل اصبع عشر من الابل (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت) ۔ و عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال هذه و هذه سواى يعنی الخنصر و البنصر ۔ صحيح بخاری ۔

(حضرت عمرؓ نے اپنی رائے کو انگلیوں کے خون بہا میں چھوڑ دیا ان کی رائے یہ تھی کہ سب سے چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی کے نو اونٹ ہوں اور بیچ والی کے اور کلمہ کی کے بارہ اور انگوٹھہ کے ۱۵۔اونٹ ۔ یہ بات کتاب تیسیر میں ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ انگشت سبابہ کے بارہ اونٹ تجویز کرتے اور بیچ والی کے تیرہ ۔ یہ سب عمرو بن حزم کی حدیث میں ہے (جس میں یہ تھا کہ ہر انگلی کے دس اونٹ ہیں) ۔ (یہ مضمون شرح مسلم کا ہے) اور ابن عباس سے صحیح بخاری میں نقل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، یہ وہ یعنی سب سے چھوٹی اور اس کے ساتھ برابر ہیں)

۳۔ حدیث ...سوا تین دفعہ اذن مانگنے کے کسی کے گھر میں داخل ہونے کو آپ پر مخفی تھی ابوموسی اشعریؓ نے وہ حدیث سنائی تو آپ نے نہ پہچانی یہاں تک کہ ابو موسیؓ نے اس پر گواہی دی۔

صحیح بخاری صفحہ ۲۷۷۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۱۱۔ سنن ترمذی صفحہ ۱۰۵ جلد ۲۔ وغیرہ۔

انّ ابا موسى استأذن على عمر ثلاثاً ۔فكأنّه وجده مشغولاً۔ فرجع، فقال عمر: الم نسمع صوت عبد الله بن قيس، ائذنوا له، فدعِی له۔ فقال: ما حملك على ما صنعت۔ قال انّا كنّا نؤمر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بهذا۔ قال لتقيمنّ على هذا بيِّنة أو لا فعلنّ، فخرج فانطلق الى مجلسٍ من الانصار، فقالوا: لايشهد لك على هذا الّا اصغرنا، فقام ابو سعيد فقال: كنّا نؤمر بهذا۔ فقال عمر: خفِي عليّ هذامن امر رسول الله ﷺ ، ألهانی الصفق بالاسواق (صحیح مسلم باب الاستیذان حدیث نمبر ۵۶۳۱)

(ابوموسیٰؓ (صحابی) نے حضرت عمرؓ سے تین دفعہ پاس آنے کا اذن چاہا وہ شائد کسی کام میں مشغول تھے (اس لئے اجازت نہ دی تو وہ پھر گئے) پھر حضرت نے کہا میں نے ابوموسیٰ کی آواز سنی تھی ان کو آنے کی اجازت دو۔ پھر بلائے گئے اور ان سے حضرت عمرؓ نے کہا تجھے پھر جانے کا کیا باعث ہوا۔ انہوں نے کہا ہم کو ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی آنحضرت ﷺ کا) حضرت عمرؓ نے کہا اس پر گواہی لاؤ ورنہ تجھے ایسا ایسا کرونگا (یعنی مار پیٹ) وہ نکلے اور مجلس انصار کی طرف گئے وہ لوگ بولے اس بات کی تو ہم سب سے چھوٹا گواہی دے سکتا ہے۔ پس ابوسعید خدریؓ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہم کو ایسا ہی حکم ہے حضرت عمرؓ بولے مجھ پر یہ امر (آنحضرت ﷺ کا) چھپا رہا مجھے بازار کے لین دین نے روکا)۔

۴۔ کفار مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث آپ پر مخفی تھی جو آپ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے بتائی۔ مؤطا صفحہ ۱۲۱۔ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۴۷۔

ان عمر بن الخطاب ذكر المجود فقال ما ادری كيف اصنع فی امرهم فقال عبد الرحمن بن عوف اشهد لسمعت رسول الله ﷺ يقول سنوا بهم سنة اهل الكتاب (مؤطا باب الجزية اهل الكتاب) ۔ قال الزرقانی فی الشرح فيه ان الصحابی الجليل قد يغيب عنه علم ما اطلع عليه غيره من اقوال النبی و احكامه و لا نقص عليه فی ذلك۔

(حضرت عمرؓ نے مجوس کا ذکر کیا پس فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرو۔ یہ مضمون مؤطا کا ہے۔ زرقانی نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ اس میں یہ پایا گیا کہ صحابی جلیل الشان پر آنحضرت ﷺ کی ایسی باتیں چھپی رہتی ہیں جن کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگ جانتے ہیں، اور اس میں ان کا کچھ نقصان نہیں ہے)۔

۵۔ آپ کو حدیث وارث ہونے زوجہ کے خون بہائے خاوند سے معلوم نہ تھی جب ضحاکؓ نے حدیث سنائی تو آپ نے اپنی رائے چھوڑ دی۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۵۔ سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مسلّم الثبوت۔ تحقیق شرح حسامی۔ اسد الغابہ ۔ ازالۃ الخفا۔

حدثنا احمد بن صالح : حدثنا سفیان عن الزھری، عن سعیدٍ قال : کان عمر بن الخطاب یقول: الدّیّة للعاقلةِ و لا ترث المرأة من دیّة زوجها شیئاً حتّی قال له الضّحاك بن سفیان: کتب الیّ رسول الله ﷺ ان ورِّثِ امرأة اشیم الضّبابیّ من دیّة زوجها۔ فرجع عمر۔

قال احمد بن صالح : حدثنا عبد الرزاق بهذا الحدیث عن معمر، عن الزهری ، عن سعید ، و قال فیه :

و کان النبیّ استعمله علی الاعراب ۔سنن ابو داؤد باب المرأةترث من دیة زوجها حدیث نمبر ۲۹۲۷۔

(حضرت عمرؓ فرماتے کہ دیت عصبات کے واسطے ہے اور مقتول کی جورو اس سے وارث نہیں ہوتی ۔ یہاں تک کہ ضحاکؓ بن سفیان نے آپ سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے لکھا تھا (جب وہ بدوی لوگوں پر کاردار تھا) کہ اشیم ضبابی کی عورت کو اس کے خون بہاء سے وراثت دے ۔پس حضرت عمرؓ نے اپنے قول سے رجوع کیا)۔

۶ ۔ وبا کی جگہ جانے نہ جانے کی حدیث آپ کو بلکہ کل ہمراہیان لشکر مہاجرین وانصار کو معلوم نہ تھی مگر ایک عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو۔ صحیح بخاری صفحہ ۸۵۳۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۹۔

عن عبد الله ابن عباس: انّ عمر بن الخطاب خرج الی الشّام حتّی اذا کان بِسرغ لقیه امراء الاجناد ۔ ابو عبیدة بن الجرّاح و اصحابه ، فاخبروه انّ الوباء وقع بارض الشّام۔ قال؛ ابن عباس : فقال عمر: ادع لی المهاجرین الاولین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فدعا هم فاستشار هم، و ا خبر هم انّ الو با ء قد وقع بالشّا م ۔ فا ختلفوا، فقا ل بعضهم :قد خر جنا ل،أمرٍ و لا نری ان ترجع عنه، و قا ل بعضهم : معك بقيّة الناس و ا صحا ب رسو ل الله ﷺ و لا نری ان نقدِمهم علی هذا الو با ء ، فقا ل : ار تفعوا عنی۔ ثم قا ل: اد ع الی ا لا انصار۔ فد عا هم فا ستشا ر هم۔ فسلکوا سبیل المها جر ین۔ و ا ختلفوا کا ختلا فهم ۔ فقا ل: ارتفعوا عنی۔ ثم قا ل : ادع لی من کا ن ها هنا من مشیخة قریشٍ من مها جرة الفتح ۔ فدعو تهم فلم یختلف منهم علیه رجلا نِ۔ فقا لوا : نری ان نر جع بالناس و لا تقدِمهم علی هذا الو با ء ۔ فنا دی عمر فی الناس : انی مصبّح علی ظهرٍ فاصبحوا علیه ۔ فقا ل ابو عبیده بن الجرا ح : أفراراً من قدر الله ۔ فقا ل عمر : لو غیر ك قا لها یا ابا عبیدة۔ نعم نفرّ من قدر الله الی قدر الله ۔ أرأیت لو کا ن لك ابل هبطت وا د یاً له عدوتان، ا حد اهما خصیبة و الا خری جد بة، الیس ان رغبت الخصبة ر عیتها بقد ر الله ۔ و ان رعیت الجذ بة رعیتها بقد الله ۔ قا ل : فجا ء عبد الر حمن بن عو ف و کا ن متغیّباً فی بعض حا جته ، فقا ل انّ عندی فی هذه علماً ۔سمعت رسو ل الله ﷺ یقو ل: اذا سمعتم به بار ضٍ فلا تقدموا علیه، و اذا وقع بار ضٍ وانتم بها فلا تخر جوا فرا راً منه ۔ قا ل : فحمِد الله عمر ثم انصرف (صحیح بخاری با ب ما یذکر فی الطاعو ن، حد یث نمبر ۵۷۲۹)

(حضرت عمرؓ ملک شام کی طرف نکلے تو (مقام سرغ میں) ان کو فوجی افسر ملے اور خبر دی کہ شام میں و با پڑ ی ہوئی ہے حضرت عمرؓ نے (ابن عباسؓ کو) کہا مہا جر ین کو بلا ؤ ۔ وہ ان کو بلا لا ئے تو آ پؓ نے ان سے مشورہ لیا ان کا اختلا ف را ئے ہو گیا (کسی نے پیچھے چلنے کی را ئے دی، کسی آ گے چلنے کی) ۔ آ پؓ نے فر ما یا تم چلے جا ؤ ۔ پھر کہا اب انصار کو بلا ؤ ۔ وہ بلا لا ئے ۔ پس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ان سے مشورہ کیا۔وہ بھی مہاجرین کی چال چلے۔آپؓ نے کہا تم بھی چلے جاؤ۔ پھر عبدالرحمٰنؓ بن عوف جو اپنے کام میں کہیں غائب تھے، آ گئے، اور کہا میرے پاس اس امر میں آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ اگر کسی زمین میں وبا ہو تو وہاں نہ جاؤ۔ اگر اس زمین میں وبا پڑے جہاں تم ہو تو وہاں سے وبا سے بھاگ کر نہ نکلو)۔

۷۔حدیث تیمّم جب بعد علم وسماع کے آپکی یاد سے غائب ہوگئی اور باوجود یاد دلانے حضرت عمارؓ کے یاد نہ آئی۔صحیح بخاری صفحہ ۴۸۔صحیح مسلم صفحہ ۱۶۱۔سنن ابو داؤد صفحہ ۴۴۔

حدّ ثنی عبد الله بن ها شم العبدیّ : حدّ ثنا یحی یعنی ابن سعید القطّا ن، عن شعبة: قا ل: حدّ ثنی الحکم عن ذر عن سعید بن عبد الر حمن بن ابزی، عن ابیه انّ ر جلاً اتی عمر فقا ل: انّی اجنبت فلم ا جد ما ءً. فقا ل: لا تصلّ .فقا ل عمار: اما تذ کر یا امیر المو منین اذ انا و انت فی سر یّةٍ فا جنبنا، فلم نجد ماءً . فا مّا انت فلم تصلّ ،و امّا انا فتمعّکت فی التّرا ب وصلّیت. فقا ل النبی ﷺ :انّما کا ن یکفیك ان تضر ب بیدیك ا لا ر ض، ثم تنفخ، ثم تمسح بهما وجهك و کفّیك. فقا ل عمر: اتّق الله، یا عما ر. فقا ل : ان شئت لم ا حدّث به

قا ل الحکم : و حدّثنیه ابن عبد الر حمن بن ابزی عن ابیه، مثل حد یث ذر قا ل : و حدّثنی سلمة عن ذر، فی هذا الاسناد الذی ذکر الحکم ، فقا ل عمر : نولّیك ما تولّیت ۔ صحیح مسلم باب التیمم، حد یث نمبر ۸۲۰۔(کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں جنبی ہو کر پانی نہیں پاتا تو آپ نے کہا (بے نہائے) نماز نہ پڑھا کر۔عمارؓ (صحابی) نے کہا اے امیر المومنین آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ ایک لشکر میں تھے اور ہم دونوں جنبی ہوئے اور پانی نہ پایا۔ پس آپ نے تو نماز نہ پڑھی اور میں مٹی میں لیٹ گیا (تیمّم کے ارادہ سے) پھر نماز پڑھی۔پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کافی تھا تجھ کو دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنا اور ان کو پھونک جھاڑ کر منہ اور ہتھیلیوں پر مل لینا۔حضرت عمرؓ نے کہا اے عمارؓ خدا سے ڈر (یعنی سوچ سمجھ کر کہہ جو کہہ سکتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے)

(جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال : انّی اجنبت فلم اصِبِ الماء، فقال عمار بن یاسر لِعمر ابن الخطاب : اما تذکر انّا کنّا فی سفرٍ انا و انت۔ فامّا انت فلم تصلّ، و اما انا فتمعّکت فصلّیت۔ فذکرت ذلك للنبیّ ۔ فقال النبیّ ﷺ : انّما کان یکفیك هکذا ، و ضرب النبیّ بکفّیه الارض ۔ و نفخ فیهما، ثمّ مسح بهما وجهه و کفّیه (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۳۸)

(عذر۔ مولانا واولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری دام مجدھم کے ضروری سفر اور ذوالاحترام محبی محی الدین صاحب کی بیماری کے باعث سے ضمیمہ کا یہ نمبر وقت پر نہیں نکلا۔ ناظرین معاف فرمائیں۔ عارض۔ محمد عبدالعزیز)

ضمیمہ نمبر ہفتم ۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد نے مشتہر کہا ہے۔ منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری)

۸۔ حدیث امرت ان اقاتل الناس میں ذکر نماز وزکوۃ کا آپ کو معلوم نہ تھا۔ شرح نووی صفحہ ۳۹۔ عبارت وترجمہ نمبر ۲ مخفیات ابوبکرؓ میں گذری۔

۹۔ حیض والی عورت کے لئے بدون طواف رخصت مکہ سے چلے آنے کی حدیث آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ اس کے خلاف فتوی دیتے۔ حدیث صحیح مسلم میں اور صحیح بخاری میں ہے اور فتوی حضرت عمرؓ کا شرح مسلم میں بصفحہ ۴۲۷ اور ابوداؤد، صفحہ ۲۷۳ وقسطلانی صفحہ ۲۸۹ جلد ۳ وغیرہ۔

عن ابن عباس قال : اُمِر النّاس ان یّکون آخر عهدِهم بالبیت الّا انه خفِّف عن الحائض(باب طواف الوداع .صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۵۵).

عن ابن عباس قال: اُمِر النّاس ان یّکون آخِر عهدِهم بالبیت، الّا انه خفِّف عن المرأة، الحائض (صحیح مسلم : حدیث نمبر ۳۲۲۱)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن عا ئشه : انّ رسو ل الله ﷺ ذکرصفیّة بنت حیّ، فقیل انّها قد حا ضت، فقا ل رسو ل الله ﷺ ۔ لعلّها حا بِستنا! ، فقا لوا : یا رسو ل الله ! انّها قد افاضت، فقا ل : فلا اِذاً۔ (سنن ابو دا ؤد حد یث نمبر ۲۰۰۳)

قا ل النووی فی شر ح مسلم هذا مذ هب الشا فعی و ما لك و ابی حنیفه و العلماء کا فة ا لا ما حکا ه ابن المنذر عن عمر و ابن عمر و زید بن ثا بت۔

(حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہے کہ ا خیر وقت ان کا (یعنی گھر کی طرف پھرتے ہوئے) کعبہ میں ہو (یعنی طواف کر کے پھریں) ولیکن یہ طواف اس عورت کے لئے معاف ہو جس کو حیض آ جاوے (یعنی قبل طواف)۔

نووی ؒ نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ یہی مذہب ہے امام شافعیؒ و ما لکؒ وابو حنیفہؒ اور سب علماء کا بجز حضرت عمرؓ ، وابن عمرؓ وزیدؓ کے۔ چنانچہ ابن المنذ ر نے حکایت کیا ہے)۔

(عن الحا رث بن عبد الله بن اوس قا ل : اتیت عمر بن الخطا ب فسألته عن المر أةِ تطو ف با لبیت یو م النحرِ ثم تحیض، قا ل : لیکن آ خر عهدِ ها بالبیت، قا ل ؛ فقا ل الحا رث : کذ لك افتا نی رسو ل الله ﷺ، قا ل : فقا ل عمر: أرِ بت عن ید یك ، سألتنی عن شیءٍ سألت عنه رسو ل الله ۔ لِکیما اخالف (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۲۰۰۴)

۱۰۔۱۱۔ آندھی کے وقت طریقہ مسنونہ آپ کو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ ابو ہریرہؓ نے بتلایا۔ رفع الملام عن الآئمة الاعلام

اس شخص کا حکم آپ کو معلوم نہ تھا جس کو نماز پڑھتے ہوئے شک ہو جاوے یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے حدیث سنائی۔ رفع الملام عن الآئمة الاسلام

و تذا کر هو (ای عمر) و ابن عباس امر الذی یشك فی صلو ته فلم یکن قد بلغته السنة فی ذلك حتی یحد ثه عبد الر حمن بن عو ف عن النبی ﷺ انه یصر ح الشك و یبنی علی ما استقین و کا ن مر ة فی السفر فها جت ر یح فجعل یقو ل من یحد ثنا عن الر یح قا ل ابو هر یره فبلغنی و انا فی ا خریات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس فحد ثت را حلتی حتی اد رکه فحد ثت بما امر به النبی ﷺ عند هبو ب الر یح فهذه موا ضع لم یکن یعلمها حتی بلغه ایا ها من لیس مثله

(آپؓ اور ابن عباسؓ میں اس شخص کا ذکر آیا جو نماز میں شک کرتا ہے تو اس میں آپ کو سنت نہ پہنچی تھی۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث سنائی کہ نماز میں شک کو چھوڑ دے اور یقین پر نماز کی بنا رکھے۔ ایک دفعہ آپ سفر میں تھے کہ آندھی آ گئی آپ کہنے لگے کون ہے جو ہم کو آندھی کے باب میں حدیث سنائے۔ ابو ہریرہؓ جو پیچھے کے لوگوں میں تھے آئے اور جو آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا سنائی (حاشیہ۔ آنحضرت ﷺ کا اس موقع پر دعائے خیر کا ارشاد ہے اور آپ کی ادعیہ سے صحیحین میں یہ کلمات مروی ہیں اللهم انی اسألك خیر ها و خیر ما فیها و خیر ما ار سکت به و اعو ذ بك من شر ها و شر ما فیها و شر ما ار سلت به۔ فتح محمد خان احقر التلا مذہ مصنف علام)

۱۲۔ مکہ سے حج کے واسطے آٹھویں تاریخ احرام باندھنے کی سنیت وفضیلت آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ لوگوں کو پہلی تاریخ احرام باندھنے کا حکم دیتے۔ سنیت اہلال صحیح مسلم میں ہے صفحہ ۳۸۹ وصفحہ ۳۹۶ وغیرہ اور فتوی حضرت عمرؓ موطا میں صفحہ ۱۳۱

عن جا بر فی حد یث حجة النبی ﷺ

فلمّا کا ن یو م التر و یة تو جهوا الی منی فا هلوا بالحج ۔

(صحیح مسلم با ب حجة النبی حد یث نمبر ۲۹۵۰)

(یہ حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے جو حد ثنا حا تم بن اسما عیل المد نیّ ۔ عن جعفر بن محمد ، عن ابیه قا ل : د خلنا علی جا بر بن عبد الله، فسأل عن القوم حتّی انتهی الیّ فقلت: انا محمد بن علیأ بن حسین، فأهوی بیده الی رأسی فنز ع زِرّی ا لا علی ، ثم نز ع زرّی ا لاسفل، ثم و ضع کفّه بین ثدیأ و انا یو مئذ، غلام شا ب ، فقا ل: مر حباً بك یا ابن ا خی! سل عمّ شئت، فسألته، و هو اعمی، و حضر وقت الصلاةِ ، فقا م فی نِسا جه ملتحِفاً بها ۔ کلّما و ضعها علی منکبیه ر جع طر فا ها الیه من صغر ها، و رداؤه علی جنبه علی المشجبِ، فصلّی بنا ، فقلت : ا خبر نی عن حجّة رسو ل الله ﷺ فقا ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیده فعقد تسعاً۔ فقا ل : ان رسو ل الله ﷺ مکث تسع سنین لم یهجّ ۔ ثم اذّن فی الناس فی العا شرة انّ رسو ل الله حا جّ۔ فقدم المد ینة بشر کثیر ، کلّهم یلتمس ان یأتم برسو ل الله ﷺ ، و یعمل مثل عمله، فخر جنا معه ۔ حتی اتینا ذا الحلیفة ، فو لد ت اسماء بنت عمیس محمد بن ابی بکر فارسلت الی رسو ل الله ﷺ کیف اصنع؟ قا ل : اغتسلی و استثفری بثو بٍ و ا حر می ۔ فصلّی رسو ل الله و فی المسجد، ثم ر کب القصوا ء ، حتی اذا استو ت به نا قته علی البیدا ء ، نظر ت الی مدِّ بصری بین ید یه، من را کبٍ و ماشٍ، عن یمینه مثل ذ لك وعن یساره نمثل ذ لك و من خلفه مثل ذ لك ... الخ ... حدیث نمبر ۲۹۵۰ صحیح مسلم)

و فی المؤطا یا اهل مکه ما شا ن الناس یا تو ن شعثا و انتم مد هنون اهلوا اذا ر أیتم الهلا ل ۔

و فی المحلی شر ح المو طا و قا ل الشا فعی و بعض الما لکیة و کثیر ان الا فضل للمکیان یحر م یو م التر و یة و احتجوا بما فی مسلم عن جا بر امر نا النبی ﷺ ا ذا اهللنا ان تحرم اذا تو جهنا الی منی و هو الما ثور

(جا برؓ سے روا یت ہے کہ جب آ ٹھویں تا ریخ ہو ئی اور لوگ متوجہ منی ہو ئے تو حج کا احرام باندھا۔ موطا میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فر ما یا اے مکہ وا لو تمہارا کیا حال ہے لوگ بکھرے با ل آ تے ہیں اور تم با لوں کو تیل لگا رہے ہو۔ پہلی تا ریخ کو احرام با ندھو۔

محلی شرح موطا میں ہے، امام شا فعیؒ و بعض ما لکی اور بہتیروں نے کہا کہ مکہ کے وا سطے افضل یہی ہے کہ آ ٹھو یں کو احرام با ندھے اور اس پر یہ سند لا ئے ہیں جو صحیح مسلم میں جا بر سے مروی ہے کہ آ نحضرت ﷺ کا ہم کو یہ حکم ہے کہ جب ہم منی کی طرف متوجہ ہوں تو احرام با ندھیں)۔

اور یہی فعل حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔

(حا شیه ۔ فا ن قلت کا ن عمر مع النبی ﷺ فی حجته فکیف یخفی علیه اهلا ل الصحا بة یو م التر ویه فلعله مع علمه به حمله علی الر خصة و جعل ا لا هلا ل عند رؤیة الهلا ل من العز یمة ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلنا سلمنا وعلمه به و عدم نسیا نه ایا ہ بعد حفظه و لکن لا یلز م منه علمه با مر النبی ﷺ و قو له الذی رواه عنه جا بر و تجو یز اعتقا ده با فضلیة خلا فه یر جح عدم علمه به اذ لو علمه ما فضّل خلا فه فهذا التجو یز و الاحتما ل مما یؤید الخفاء بلا مقا ل ۔)

۱۳۔ آنحضرت ﷺ کا مدینہ سے کعبہ کو قربانی بھیج کر محرم نہ ہونا، آپ پر مخفی تھا اس لئے حکم دیتے کہ قربانی بھیجنے والا محرم ہو جاتا ہے۔ فعل نبوی بخاری میں، اور مسلم صفحہ ۴۳۵، سنن نسائی صفحہ ۳۵۲، اور حضرت عمرؓ کا خلاف قسطلانی جلد ۳ ص ۲۵۰۔

عن عا ئشه قا لت: فتلت قلا ئد هد ی النّبی ﷺ ثمّ اشعر ها و قلّد ها او قلّد تّها ثمّ بعث بها الی البیت و اقا م بالمد ینة، فما حر م علیه شئی کا ن له حلّ (صحیح بخاری با ب اشعار البد ن حدیث نمبر ۱٦۹۹)۔

قا ل القسطلا نی قال ابن المنذر قا ل عمر و علی و قیس بن سعد و ابن عمر و ابن عباس و النخعی و عطا و ابن سیرین و آ خرو ن من او صل الهد ی و اقا م حر م علیه ما یحر م علی المحر م (بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ قربانیوں کے پٹے بنائی اور آپ نے ان کے کوہان میں زخم کر کے ان کے گلے میں لٹکا دیئے اور ان کو کعبہ کو بھیج دیا اور آپ مدینہ ٹھہرے آپ پر کچھ حرام نہ ہوا جو حلال تھا (یعنی شکار کرنا خوشبو لگانا بیوی کے پاس جانا و امثال ذلک) یہ بخاری میں ہے۔

قسطلانی نے کہا کہ ابن منذر نے کہا کہ حضرت عمرؓ و علیؓ و قیسؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و نخعیؒ و عطاؒ و ابن سیرینؒ اور کئی اور نے کہا ہے کہ جو کوئی قربانی بھیجے اور خود ٹھہرا رہے تو اس پر حرام ہو جاتا ہے جو محرم پر حرام ہے۔ یعنی شکار وغیرہ)۔

(عن قا سم عن عا ئشة قا لت : فتلت قلا ئد بدنِ رسو ل الله بیدیّ ثم اشعرها و قلّد ها ثم بعث بها الی البیت و اقا م بالمد ینة فما حر م علیه شیء کان له حِلّاً ۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۷۵۷)

۱۴۔ مسح موزہ میں تعین مدت آپ نے آنحضرت ﷺ سے نہیں سنی اس لئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ قائل تھے کہ جب تک چاہو مسح کرتے جاؤ جب حدیث پہنچی تو تعیین کے قائل ہوئے۔ کتاب ابن ابی شیبہ۔ کتاب حاکم محلی شرح موطا، ازالہ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۷۷۔

عن زید بن الصلت ان عمر بن الخطا ب قا ل اذا د خلت رجلیك فی الخفین و انت طا هر فا مسح علیهما ما بد ء لك و الیه ذهب الشا فعی فی القد یم ثم ر جع و قا ل با لتو قیت قا ل البهیقی روی ان عمر جا ء ه الثبت فی التو قیر فر جع الیه ۔ ازاله الخفاء عن خلا فة الخلفاء ۔(زید سے روایت ہے کہ عمرؓ بن خطاب نے کہا کہ جب تو پاؤں موزہ میں پاک ہو کر ڈال لے تو اس پر مسح کئے جا جب تک چاہے۔ اور اسی طرف شافعیؒ پہلے گئے تھے۔ پھر اس سے پھر آئے اور تعیین مدت کے قائل ہو گئے۔ بیہقیؒ نے کہا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت عمرؓ کے پاس دلیل مضبوط تعیین مدت کیلئے آ گئی تو اس کی طرف پھر آئے)۔

۱۵۔ احرام سے پہلے خوش بو ملنا۔ طواف فرض سے پہلے کنکر مارنا۔ رفع الملام عن الآئمۃ الاسلام۔

عبارت اس کتاب کی بضمن عبارت ایقاف مقدمہ میں گذر چکی ہے۔ اور تفصیل ان امور کی اور کتب حدیث سے بنظر اکتفا بہ تفصیل سابق فروگذاشت ہوئی اور اس کا ذکر دوبارہ بنظر پورا کرنے نمبر شمار مخفیات حضرت عمر فاروقؓ کے عمل میں آیا۔ ناظرین ان کی تفصیل کو تفصیل مخفیات سابقہ پر قیاس کریں۔ جن کو اس سے طمانیت نہ ہو وہ پچھلے نمبروں پر اکتفا کریں۔

مخفیات عثمان ذی النورینؓ

۱۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاوے اس کا خاوند کے گھر میں عدت پورا کرنا آپؓ کو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ فریعہ بنت مالک نے بتایا۔

موطا صفحہ ۲۱۷۔ سنن ابوداؤد صفحہ ۳۱۳۔ سنن ترمذی صفحہ ۱۵۴۔ دارمی صفحہ ۲۹۷۔ سنن نسائی صفحہ ۳ ج ۲۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۶۴۔ رفع الملام۔

عثما ن لم یکن عنده علم با ن المو فی عنها تعتد فی منز ل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموت حتی حدثته الفریعه بنت مالك اخت ابی سعید الخدری بقصتها لما توفی زوجها و ان النبی ﷺ قال لها امسکی فی بیتك حتی یبلغ الکتاب اجله فاخذ به عثمان۔ رفع الملام

(حضرت عثمانؓ کے پاس اس بات کا علم نہ تھا کہ مرحوم خاوند والی عورت اسکے گھر میں عدت پوری کرے جہاں وہ مرا یہاں تک کہ فریعہ مالک کی بیٹی ابوسعید خدریؓ کی بہن نے اپنا قصہ سنایا کہ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو اس کو آنحضرت ﷺ نے کہا تو اپنے گھر میں ٹھہرے رہ جب تک کہ عدت اپنی میعاد کو نہ پہونچے۔ پس حضرت عثمانؓ نے اس حدیث کو لے لیا (یعنی اس پر حکم جاری کیا)

(عن زینب بنت کعب بن عجرة:انّ الفریعة بنت مالك بن سنان و هی اخت ابی سعید الخدری اخبرتها انّها جاءت الی رسول الله ﷺ تسأله أن ترجع الی اهلِها فی بنی خدرة، فانّ زوجها خرج فی طلبِ اعبدٍ له أبقوا حتی اذا کانوا بطرفِ القدوم لحِقهم فقتلوه ۔ فسألت رسول الله ﷺ ان ارجع الی اهلی فانّی لم یترکنی فن مسکنٍ یملِکه و لا نفقةٍ۔ قالت: فقال رسول الله ﷺ : نعم ۔ قالت فخرجت حتّی اذا کنت فی الحجرة او فی المسجد دعانی أو امرنی فدعِیت له ، فقال : کیف قلتِ ۔ فرددت علیه القصّة الّتی ذکرت من شأن زوجی ۔ قالت : فقال: امکثی فی بیتك حتّی یبلغ الکتاب اجله ، قالت: فاعتددت فیه اربعة اشهرٍ و عشراً ۔ قالت: فلمّا کان عثمان بن عفّان ارسل الیّ فسألنی عن ذلك فأخبرته فاتّبعه و قضی به۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۰۰)

۲۔محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے کی ممانعت ان کو معلوم نہ تھی۔حضرت علیؓ نے حدیث سنائی تو آپ نے دستور العمل بنائی۔رفع الملام، سنن ابوداؤد صفحہ ۲۵۵۔اور موطا صفحہ ۱۳۷ میں آپ کا عمل موافق اس ممانعت کے منقول ہے۔

و اهدی له مرة صید کانه کان قد صید لاجله فهمّ باکله حتی اخبره علیؓ بانّ النبی ﷺ رد لحماً اهده له (رفع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الملا م) (اور ایک دفعہ آپ کو ہدیہ شکار پہنچا جو گویا آپؓ کے لئے پکڑا گیا تھا پس جب کھانے لگے تو حضرت علیؓ نے منع کر دیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے گوشت شکار جو آپ کو بحالت احرام ہدیہ بھیجا گیا تھا رد کر دیا تھا)۔

عن اسحاق بن عبد الله بن الحا رث عن ابیه ، و کا ن الحا رث خلیفة عثما ن ر ضی الله عنه علی الطا ئف۔ فصنع لعثما ن طعا ماً فیه من الحجل و الیعاقیب و لحم الو حو ش، فبعث الی علیّ ر ضی الله عنه ،فجا ء ہ الرسول و ہو یخبِط لِا با عر له فجاء و ہو ینفض الخبط عن یدہ۔ فقا لوا له : کل، فقال: اطعموہ قو ماً حلا لًا فاِنّا حر م۔ فقا ل علیّ ر ضی الله عنه :انشد الله ! من کا ن ههنا من اشجع، اتعلمو ن انّ رسو ل الله ﷺ اهدی الیه ر جل حِمار و حشٍ، و ہو محرِ م ، فأبی ان یأکله۔ قا لوا : نعم (ابوداؤد حدیث نمبر ۱۸۴۹ء)

عن ابن عباس انّه قا ل : یا زید بن ارقم! هل علِمت انّ رسو ل الله ﷺ اهدِی الیه عضو صیدٍ فلم یقبله و قا ل : ا نا حر م۔ قا ل : نعم (سنن ابوداود حدیث نمبر ۱۸۵۰)

۳۔ اقل مدت حمل آپ پر مخفی تھی جو ابن عباسؓ نے بتلائی۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین۔ عبارت گذر چکی۔ ترجمہ بھی ہو چکا۔ دوبارہ اس کا ذکر کرنا بنظر اتمام نمبر شمار کے ہوا۔

مخفیات باب مدینۃ العلم علی مرتضی

۱۔ حدیث عدت حاملہ آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تھے۔ حدیث صحیح بخاری میں صفحہ ۸۰۲، جامع ترمذی میں صفحہ ۱۵۳، سنن ابوداؤد میں صفحہ ۳۱۵، سنن نسائی۔ ج ۲ صفحہ ۵۰۔ اور مذہب جناب علیؓ کا لمعات شرح مشکوۃ، توضیح۔ صفحہ ۱۴۱، قسطلانی۔ صفحہ ۲۰۲ جلد ۸، اور کئی تفاسیر میں۔

عن سبیعه قا لت افتا نی (ﷺ) ا ذا و ضعت ان انکح (بخاری مختصراً) ۔

(یہ احادیث یوں ہیں :انّ زینب بنت ابی سلمة ا خبر ته عن امّها امّ سلمه زو ج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبی ﷺ ؛ انّ امر أة من اسلم یقا ل لها : سبیعة، کا نت تحت زو جها، توفّی عنها و ھی حبلی، فکطبھا ابو السنا بل بن بعککِ، فا بت ان تنکحه، فقا لت : و اللہ ما یصلح ان تنکھیه حتی تعتدی آ خر ا لا جلین ۔ فمکث قر یباً من عشر لیا لٍ ثم جا ئت، النبی ﷺ فقا ل ؛ انکحی ۔ بخاری حد یث نمبر ۵۳۱۸)

عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابیه : انه کتب الی ابن ا لا رقم ان یسأل سبیعة الاسلمیة ؛ کیف افتا ھا النبی ﷺ ۔ فقا لت : افتا نی اذا و ضعت ان انکح (صحیح بخاری حد یث نمبر ۵۳۱۹)

عن المسور بن مخر مة ؛ انّ سبیعة ا لا سلمیّة نفِست بعد وفا ة زو جها بلیالٍ، فجا ء ت، النبی ﷺ فاستأذنته ان تنکح، فا ذن لها فنکحت (صحیح بخاری حد یث نمبر ۵۳۲۰)

قا ل القسطلا نی فی الشر ح و ھذا قد ا جمع علیه الجمھور العلماء من السلف و آئمة الفتوی فی ا لا مصار ۔ ا لا ما رویعن علی انها تعتد ابعد الاجلین یعنی از وضعت قبل ا لا ربعة الاشھر تر بصت الی انقضا ئھا و لا یحل بمجرد الو ضع و ان انقضت العدة قبل الو ضع تر بصت الی الو ضع و به قا ل ابن عباس لکن مر وی عنه انه رجع عنه

(سبیعہؓ نے کہا مجھے آنحضرت ﷺ نے فتوی دیا تھا کہ جب میں جنوں تو نکاح کرلوں ۔ بخاری ۔ قسطلانی نے کہا اس پر تمام علماء سلف اور فتوی کے اماموں کا اتفاق ہے بجز حضرت علیؓ کے جن سے یہ مروی ہے کہ عورت حاملہ جس کا خاوند مر جاوے دو عدتوں میں سے بڑی عدت کو شمار کرے ۔ یعنی اگر چار مہینے گذرنے سے پہلے بچہ جنے تو چار مہینے کو پورا کرے ۔ اگر جننے سے پہلے چار مہینے گذر جائیں تو جننے تک ٹھہرے ۔ یہی قول ہے ابن عباسؓ کا ۔ ولیکن ان سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کرلیا ہے)۔

۲ ۔ حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ اس کو مہر دلانے کے قائل نہ تھے ۔ مذہب جناب کا لمعات شرح مشکوۃ و ترمذی صفحہ ۱۴۶ میں ہے ۔ اور حدیث مہر سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۷ و سنن نسائی ج ۲ صفحہ ۳۱ و دارمی صفحہ ۲۹۰ میں بھی مروی ہے ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابن مسعود، انه سئِل عن ر جلٍ تز وّ ج امرأة و لم يفرض لها صداقاً ،و لم يد خل بها حتى ما ت، فقا ل ابن مسعود: لها مثل صداق نسا ء ها، لا وكس و لا شطط، و عليها العدّة و لها الميرا ث ، فقام معقل بن سنا ن ا لاشجعی فقال : قضى رسو ل الله ﷺ فی بروع بنتِ وا شقٍ، امرأةً منّا، مثل ما قضيت ۔ ففر ح بها ابن مسعود (رواه التر مذی)

و قا ل (ابو عیسی) وقا ل بعض اهل العلم من اصحا ب النبی ﷺ ، منهم علیّ بن ابی طا لب و زيد بن ثا بت و ابن عباس و ابن عمر : اذا تزوّج الر جل المر أة و لم يد خل بها و لم يفرض لها صداقاً حتى ما ت، قا لوا : لها الميرا ث، و لا صداق لها ، و عليها العدة، و هو قول الشا فعی، و قا ل : لو ثبث حديث بِر وع بنت واشق لکا نت الحجة فيما روی عن النبی ﷺ و روی عن الشا فعی انه ر جع بمصر بعد عن هذا القول ۔ و قا ل بحد يث، بروع بنت وا شق۔(سنن تر مذی حد يث نمبر ١١٤٥)

(ابن مسعودؓ سے سوال ہوا کہ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کر کے بغیر زفاف فوت ہو گیا ہے ۔اور مہر مقرر نہ تھا (اس صورت میں مہر دینے کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا اس عورت کو مہر مثل چاہیے ۔معقلؓ بن یسار نے کہا آنحضرتﷺ نے بردع بنت واشق کے حق میں ایسا ہی حکم فرمایا تھا۔ترمذیؒ نے کہا اس پر ہے عمل بعض صحابہ کا۔اورکئی اصحاب نے (جن میں حضرت علیؓ وزیدؓ، ابن عباسؓ وابن عمرؓ ہیں) کہا ہے کہ اس کے لئے مہر نہیں)

۳ ۔ حدیث گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا آپؓ نے اور آپ کی اہل بیت سیدۃ النساء نے آنحضرتﷺ سے نہیں سنی تھی ۔ ورنہ دونوں حضرات دعوی میراث نہ کرتے اور نہ حضرت سیدۃ النساء میراث نہ ملنے پر ناراض ہوتیں۔

صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۹۱ ۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۳۵ ، ۵۷۵، ۹۹۶ ۔ سنن اربعہ۔

عن عا ئشه ان فا طمه بنت رسو ل الله ﷺ سألت ابا بکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصدیق بعد وفات رسول الله ﷺ ان تقسم لها میراثها ما ترك رسول الله ﷺ مما افاء الله علیه ۔ فقال لها ابو بکر ان رسول الله ﷺ قال ما ترکنا صدقة فغضب فاطمه بنت رسول الله فهجرت ابا بکر فلم تزل مهاجرته حتی توفیت ۔ و فی حدیث مالك بن اوس ان عمر قال لعلی و عباس جئتنی یا عباس تسئلنی نصیبك من ابن اخیك و جاء نی هذا یرید علیاً یرید نصیب امرأته من ابیها فقلت لکما ان رسول الله ﷺ قال لا نورث ما ترکنا صدقة ۔(صحیح بخاری مختصراً باب فرض الخمس) ۔

(بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے ابوبکرؓ سے بعد وفات آنحضرت ﷺ کے تقسیم وراثت چاہی جو آنحضرت ﷺ پیچھے چھوڑ گئے اس مال سے جو اللہ نے ان کا خالصہ دیا۔ ابوبکر نے کہا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جو ہم چھوڑ جائیں وہ سب فی سبیل اللہ ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ ناراض ہوگئیں اور حضرت ابوبکرؓ سے کلام ترک کر دی اور ہمیشہ ترک کلامی رہی یہاں تک کہ فوت ہوگئیں۔

اور مالک بن اوس کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ تم آئے ہو میرے پاس اپنے بھتیجے کے مال سے حصہ مانگتے اور یہ یعنی علیؓ اپنی بیوی کا حصہ اس کے باپ کے مال سے چاہتے۔ پس میں نے تم کو کہہ دیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ہمارا کوئی وارث نہیں۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب فی سبیل اللہ ہے)

ضمیمہ نمبر ہشتم ۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲ مارچ ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)۔

(حاشیہ ۔ فان قیل یحتمل انهما سمعا الحدیث النبی ﷺ لکنهما اوّلاه و خصصاه بما له بال ؟ ما ترك النبی عن طعام و اثاث و سلاح قلنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً هذا التا ویمجّه ظا هر الفا ظ الحد یث حیث تصرح الطلب ما ل و با ل من ار ض خیبر و فد ك ۔ و ثا نیاً یکذ به ما ذهب الیه ابو بکر و عمر و سا ئر الصحا بة کما قا له النووی ۔ و ثا لثاً التا ویل بلا مو جب حرا م ۔ و لا موجب ههنا من عقل و لا نقل ۔ فتجو یزه بالنسبة اهل بیت النبی ﷺ سو ء اد ب و جر ئة فمثل من تجو زه اقرار عن تجو یز عدم علمهم بما فی البا ب کمثل من فر من المطر و قا م تحت المیزا ب ۔ فا ن قیل قد اعتر ف علی و ابن عباس بحضرة عمر انهما یعلما ن ان رسو ل الله قا ل لا یور ث ما تر کنا صدقة ، قلنا الاعترا ف بالعلم لا یلز م سما عها عن النبی ﷺ فعلمها سمعاه من الصحا به بعد ما وقع عنهم دعوی ا لار ث لا جل القرابة ۔ فا ن قیل ان عبا ساً و علیاً لم ید عیا ا لار ث بل طلبا القسمة للتد بیر و التصر ف ، قلنا هذا القو ل و ان صدر عن بعض ا لا کا بر و لکنه مما یمجّه فهم الصبیا ن و الا صا غر ۔ کیف و ظا هر الحد یث یکذ به و الفا ظ الفاروق تد فعه ۔ ولهذا قا ل القسطلا نی بعد ذکر هذ التا ویل ما نصه و عور ض بقو له فی آ خر الحد یث فی روا یة النسا ئی ثم جئتما نی ا لآ ن تختصما ن یقو ل هذا ا رید نصیبی من ابن ا خی و یقو ل هذا ار ید نصیبی من امرأتی و الله لا قضی بینکما ا لا بذ لك ای الا بما تقد م من تسلیمها علی سبیل الولا یه ۔ منه سلمه ر به)

۴۔ حدیث لا تعذ بوا بعذا ب الله آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ نے ایک قوم مرتدین کو آگ میں جلا دیا۔ ابن عباسؓ نے سن کر اعتراض کیا تو آپ (علیؓ) نے اس اعتراض کو مان لیا اور کہا صدق ابن عباس ۔

صحیح بخاری صفحہ ۴۲۳، ۱۰۲۳، سنن ترمذی صفحہ ۱۸۹۔ سنن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ۔ قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۱۲۶ وغیرہ۔

انّ علیاً حر ق قو ماً ار تد و عن ا لاسلا م فبلغ ذلك ابن عباس فقا ل لو کنت انا لقتلتهم لقو ل رسو ل الله ﷺ من بد ل دینه فا قتلو ه و لم اکن ا حر قهم لا ن رسو ل الله ﷺ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال لا تعذ بوا بعذا ب الله فبلغ ذ لك علياً فقا ل صدق ابن عباس ۔ تر مذی با ب ما جاء فی المر تد ۔ قا ل القسطلا نی و انما حر قهم علی ؓ با لر أی و الا جتهاد و کا نه لم یقف علی النص فی ذلك قبل (حضرت علیؓ نے ایک قوم کو جو اسلام سے پھر گئی تھی جلا دیا۔ یہ بات ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا میں ہوتا تو ان کو (یوں ہی) مار ڈالتا، کیونکہ حضرت ﷺ نے فر مایا ہے جو کوئی دین کو بدل دے اس کو قتل کرو ولیکن آ گ میں نہ جلا نا۔ اس لئے آ نحضر ت ﷺ نے فر مایا ہے کہ اللہ کے عذاب سے عذاب نہ کرو۔ یہ بات (ابن عباسؓ کی) حضرت علیؓ کو پہنچی تو آ پؓ نے فر مایا کہ ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے (یہ مضمون تر مذی کا ہے)۔قسطلا نی نےؒ شرح بخاری میں کہا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کو اپنی رائے واجتہاد سے جلا دیا۔ گو یا آ پ کو اس فعل سے پہلے حدیث مما نعت نہ پہنچی تھی)۔

۵۔ عورت کو خون بہا خاوند سے ورا ثت دلا نے کی حدیث آ پ کو ابتدائے حال میں معلوم نہ تھی۔ بعد میں معلوم ہوئی تو آ پ دلا نے لگے۔ لمعات شرح مشکوۃ۔ دارمی صفحہ ۴۰۰۔

نقل الطیبی عن علیؓ انه کا ن لا یو رث من دیة الزو ج الزوجه و ا لا خوة من ا لا م ۔ لمعا ت ۔،

عن عا مر قا ل کا ن علی ؓ لا یور ث ا لا خوة من ا لا مّ و لا الزو ج و لا المر أة من الدیة شیئاً (دار می)۔ و ما روی عنه قبله التو ریث فهو محمو ل علی ما بعد العلم ۔

(طیبی (شافعی محدث) نے علی مرتضیٰؓ سے نقل کیا ہے کہ آ پ خاوند اور جورو اور ماں کی طرف سے بہن بھا ئیوں کو خون بہاء کی وراثت نہ دلا تے۔

ایسا ہی دارمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔

اور جو اس سے پہلے وراثت دلا نا نقل کیا ہے وہ حالت علم پر جو پیچھے ہوا محمول ہے)

۶۔ حدیث صلوۃ تو بہ آ پ پر مخفی تھی جو حضرت ابو بکرؓ نے آ پ کو بتائی۔ جا مع تر مذی صفحہ ۵۶۔۵۷۔ رفع الملام:

و کذا لك علی ؓ قا ل کنت اذاسمعت من رسول الله ﷺ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثاً نفعنی اللہ بما شاء ان ینفعنی منہ و اذا حد ثنی غیر ہ استحلفتہ فا ذا حلف لی صدقتہ و حد ثنی ابو بکر و صدق ابو بکر و ذکر حد یث صلو ۃ التو بہ المشھور ۔ رفع الملا م ۔

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں اگر میں آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے خدا تعالی جو چاہتا اس سے نفع پہنچاتا ۔ اور جب مجھے کوئی اور حدیث سناتا تو میں اس کو قسم دیتا ۔ پھر وہ قسم کھاتا تو میں وہ مانتا ۔ اور مجھے ابو بکرؓ نے حدیث سنائی اور سچ کہا ۔ پھر حدیث صلوۃ توبہ کو جو مشہور ہے ذکر کیا)۔

۷ ۔ قربانی بھیجنے سے محرم نہ ہونے کی حدیث آپ پر مخفی تھی بشرح نمبر ۱۳ مخفیات عمر فاروقؓ ۔ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے اور مذہب آپ کا قسطلانی میں ہے ۔ عبارت نمبر ۱۳ مخفیات عمر فاروقؓ میں گذر چکی ۔

عذر تغیر طرز تحریر

راقم (محمد حسین بٹالوی) کہتا ہے کہ یہ تفصیل مخفیات خلفاء اربعہ کی قلم میں آئی ہے ۔ ایسے ہی اور صحابہ کے مخفیات کی تفصیل میرے خیال میں موجود ہے ۔ ولیکن بالفعل اس کو ملتوی رکھتا ہوں ۔ اور بجائے نقل عبارات معہ تراجم کے مجرد حوالہ کتب بقید صفحات کتاب مطبوع کے اکتفا کرتا ہوں ۔ پھر اگر ناظرین کو اس تفصیل کا شائق و طالب پاؤنگا تو کسی اور موقعہ پر یا بضمن رسالہ مستقلہ میں تفصیل کو قلم میں لاؤنگا ۔ بالفعل طوالت تفصیل سابق نے مجھے ناظرین کی ملالت وتھکان سے ڈرا دیا ہے اور میری قلم کو جولانی عرصہ تفصیل سے ہٹا دیا ۔ ورنہ وہ ابھی نہ تھکا تھا اور نہ خود بخود رکا تھا ۔ و اللہ سبحا نہ المعین و المو فق ۔

مخفیات حبر ہذہ الامۃ عبداللہ بن عباسؓ

۱ ۔ حدیث عدت حاملہ جس کا خاوند مر جائے آپ کو معلوم نہ تھی اس لئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تھے بشرح نمبر اول از مخفیات علیؓ ۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول صفحہ ۳۲۳ ۔ جامع ترمذی صفحہ ۱۵۳ ۔ سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۵۰ ۔ ترمذی نے کہا یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث (یعنی جس میں آپ کا مذہب مذکور ہے) صحیح ہے۔

۲۔حدیث حرام ہونے گدھے کے آپ پر مخفی تھی جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکی ہے۔ حدیث حرمت صحیح بخاری صفحہ ۸۲۹، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۹، وغیرہ میں ہے۔ اور مذہب ابن عباسؓ کا شرح مسلم صفحہ ۱۴۹ اور بخاری میں بصفحہ ۸۳۰، و فتح الباری میں۔ فتح الباری میں ہے کوئی صحابی بجز ابن عباسؓ گدھے کو حلال نہیں کہتا۔

(عن سا لم عن نافع عن ابن عمر :نهى النبىّ عن لحو م الحمر ا لا هلية يو م خيبر ۔

صحيح بخارى حد يث نمبر ۵۵۲۱

عن علىّ قال : نهى رسو ل الله ﷺ عن المتعة عا م خيبر و لحو م حمر ا لا نسية ۔

صحيح بخارى حد يث نمبر ۵۵۲۳

عن جا بر بن عبد الله قا ل : نهى النبى ﷺ يو م خيبر لحو م الحمر و ر خّص فى لحوم الخيل ۔ صحيح بخارى حد يث نمبر ۵۵۲۴۔

حد ثنا سفيا ن : قا ل عمرو: قلت لجا بر بن زيد ؛ يز عمو ن انّ رسو ل الله ﷺ نهى عن حمر ا لا هلية، فقا ل : قد كا ن يقو ل زا ك الحكم بن عمرو الغفارى عند نا بالبصرةِ ۔ و لكن ابى ذ لك البحر ابن عباس و قرأ : قل لا ا جد فى ما او حى الىّ محرّماً ۔ انعا م : ۱۴۵

(صحيح بخارى حد يث نمبر ۵۵۲۹)

۳۔حدیث اخیر ممانعت متعہ آپ کو ایک وقت تک نہ پہنچی تھی اس لئے آپ اس کو حلال کہتے ۔حدیث ممانعت اخیر صحیح مسلم میں بصفحہ ۴۵۱ ہے۔ اور مذہب ابن عباسؓ کا شرح صحیح مسلم صفحہ ۴۵۰ وہامش بخاری صفحہ ۷۶۷ وترمذی صفحہ ۱۴۳ وغیرہ میں ہے۔ترمذی وغیرہ نے کہا کہ ابن عباسؓ کو جب حدیث پہنچی تو اس نے اپنے قول سے رجوع کرلیا۔

(حدثنا ابن ابى عمر : حد ثنا سفيان عن الز هرى عن عبد الله و الحسن ابنى محمد بن على عن ابيهما، عن على بن ابى طا لب : انّ النبى ﷺ نهى عن متعة النّساء و عن لحو م الحمر ا لا هلية زمن خيبر ۔

قا ل ابو عيسى : حد يث على حد يث حسن صحيح و العمل على هذا عند اهل العلم من ا صحا ب النبى ﷺ و غير هم ۔ و انّما رو ى عن ابن عباس شيء من الرّ خصة فى

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المتعۃ ۔ ثمّ رجع عن قو لہ حیث ا خبِر عن النّبی ﷺ و امر اکثر اھل العلم علی تحریم المتعۃ و ھو قو ل الثوری و ابن مبا ر ك و الشا فعی و ا حمد و اسحاق ۔ سنن تر مذی حدیث نمبر (۱۱۲۱)

۴ ۔ ایک روپیہ کی بیع دو روپیہ سے جائز سمجھتے اور حدیث ممانعت آپ کو معلوم نہ تھی ۔ یہاں تک کہ ابوسعید خدریؓ نے ممانعت کی حدیث سنائی ۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۹۱ ۔ قسطلانی جلد۴ صفحہ۹۱ ۔ صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۲۷ ۔ شرح صحیح مسلم اور قسطلانی میں ہے کہ جب آپ کو حدیث ابوسعید پہنچی تو آپ نے اپنے قول سے رجوع کیا ۔

۵ ۔ حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تھی بشرح نمبر۲ مخفیات علیؓ ۔ سنن ترمذی صفحہ ۱۴۶ ۔ حدیث ترمذی نمبر۲ مخفیات علیؓ میں گذر چکی ۔

۶ ۔ مسح موزہ کی حدیث آپ پر ایک مدت تک مخفی رہی اس لئے آپ مسح سے انکار کرتے ۔ جب معلوم ہوئی تو کرنے لگے ۔ کتاب ابن ابی شیبہ ۔ محلی شرح موطا ۔ میں دونوں امر آپ سے منقول ہیں جن میں تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ قبل علم انکار تھا اور بعد العلم اقرار ہوا ۔ یہ کتاب مطبوع نہیں اس لئے نمبر صفحہ نہیں لکھا گیا ۔

۷ ۔ قرأۃ رسول اللہ نماز ظہر وعصر میں آپ کو معلوم نہ تھی ۔ سنن ابی داؤد ۔ اس میں آپ کا صریح قول ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آنخضرت ﷺ ظہر وعصر میں قرآن پڑھا کرتے یا نہیں ۔

۸ ۔ قربانی پہنچنے سے محرم نہ ہونے کی حدیث بشرح نمبر۱۳ مخفیات عمر فاروقؓ ۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۳۰ ۔ صحیح مسلم مع شرح صفحہ ۴۲۵ ۔ قسطلانی صفحہ ۲۵۰ ۔ محرم ہو جانا یہ کہ خوشبو لگانا عورت کے پاس جانا شکار کرنا اور مثل اس کی افعال حرام ہو جاویں ۔

مخفیات عبداللہؓ بن مسعود

(جو بسبب کثرت ملازمت نبوی کے اہل بیت سے خیال کئے جاتے اور آنخضرت ﷺ کے تکیہ ونعلین وکوزہ بردار تھے) ۔

۱ ۔ رکوع میں گھٹنے پکڑنے کی حدیث آپ پر مخفی رہی آپ دونوں ہاتھ رانوں میں دباتے جو سابق دستور تھا ۔ جامع ترمذی صفحہ ۳۶ ۔ سنن نسائی صفحہ ۹۰ ۔ سنن ابوداؤد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۱۰۸۔ صحیح ابن حبان۔ قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۔ اور حدیث سنت نبوی صحیحین میں بھی ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ شاید ابن مسعودؓ کو حدیث نہ پہنچی ہو گی۔ پھر اس کا مستبعد ہونا بھی کسی سے نقل کیا۔ پر سوا اس کے کچھ بن نہیں پڑا۔

۲۔ حدیث تیمّم جنب آنحضرتﷺ سے نہیں سنی۔ عمارؓ بن یاسر نے اپنا قصہ سنایا، تو اس پر یقین نہ آیا۔ صحیح بخاری۔ صفحہ ۵۰۔ جامع ترمذی صفحہ ۱۸۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۶۱۔ عینی، نووی، ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مسعودؓ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا ہے۔

(عن ابی ذرّ : ان رسول الله قال : انّ الصعید الطیّب طهور المسلم، و ان لم یجد الماء عشر سنین۔ فاذا وجد الماء فلیمِسّه بشرته، فانّ ذالك خیر۔

قال ابو عیسی : هذا حدیث حسن (صحیح)

و هو قول عامّ الفقهاء : ان الجنب و الحائض اذا لم یجد الماء تیمّما و صلّیا۔ و یروی عن ابن مسعود : انه کان لا یری التیمم للجنب، و ان لم یجد الماء۔ و یروی عنه : انه رجع عن قوله فقال : یتمم اذا لم یجد الماء۔ سنن ترمذی حدیث نمبر ۱۲۴)

۳۔ حدیث مہر مفوضہ (جس کی تشریح نمبر ۲ مخفیات علیؓ میں ہو چکی) آپ نے آنحضرتﷺ سے نہ سنی۔ اس میں اپنی رائے سے فتوی دیا۔ جب حدیث پہنچی تو بڑے خوش ہوئے۔ نسائی ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس مسئلہ میں لوگوں نے ایک مہینہ تقاضا کیا آپ کچھ جواب نہ دیتے۔ آخر اجتہاد کیا تو یہ فتوی دیا۔

۴۔ سنت فجر کے بعد دائیں کروٹ لیٹ جانا جو آنحضرتﷺ کے قول فعل سے ثابت ہے آپ پر مخفی تھا۔ اس لئے آپ اس فعل پر انکار کرتے اور اس کو بدعت کہتے۔ فعل آنحضرتﷺ صحیح بخاری میں ہے (حدثنی ابو الاسود عن عروة بن الزبیر، عن عائشة قالت : کان النبی ﷺ اذا صلّی رکعتی الفجر اضطجع علی شقّه الایمن۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۶۰

عن الزهری قال : اخبرنی عروة الزبیر انّ عائشة قالت : کان رسول الله ﷺ اذا سکت المؤذّن بالاولی من صلاة الفجر قام فرکع رکعتین خفیفتین قبل صلاة الفجر بعد ان یستبین الفجر ثم اضطجع علی شقّه الایمن حتی یأتیه الموذن للاقامة۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۲۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس باب میں آپ کا ارشاد ابو داؤد صفحہ ۸ ۱۷ میں اور ابن مسعودؓ کا انکار قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ میں ہے۔ بدعت کہنا عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے۔ حافظ امام رئیس الاسلام ابن حزمؒ نے اس فعل کو بفحوائے ظاہر امر نبوی کے واجب کہا ہے اور قسطلانیؒ نے کہا ہے کہ انکار ابن مسعودؓ اس پر محمول ہے کہ آپ کو آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں پہنچا۔

۵۔ آخری حرمت متعہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ اس کو حلال طیب کہتے تھے۔ اور منع کرنے والوں کو یہ آیت پڑھ کر سناتے

یا ایھا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم۔

(اے ایمان والو! اللہ کے حلال طیب کو حرام مت کرو)۔

حدیث صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۴۵۱ میں ہے۔ اور قول حضرت ابن مسعودؓ کا صحیح بخاری میں صفحہ ۶۶۴، و ۷۵۹ میں ہے۔ قرطبی، نووی، قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن مسعودؓ کے آیت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو حلال جانتے اور نسخ سے بے خبر تھے۔ پھر جب ان کو نسخ پہنچا تو اپنے قول سے رجوع کر لیا۔

ضمیمہ نمبر نہم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۹ مارچ ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)۔

مخفیات عبد اللہؓ بن عمرؓ

(جو اتباع سنت پر ایسے شیدا ہوئے کہ لوگ ان پر تغیر عقل کا خوف کرنے لگے۔ قال الذہبی فی طبقات الحفاظ)

۱۔ حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی تھی۔ آپ نے سعد کو مسح کرتے دیکھا تو اس پر انکار کیا پس انہوں نے کہا کہ مدینہ جاؤ گے تو اپنے باپ سے پوچھنا۔ ابن ماجہ صفحہ ۷۷۔ موطا صفحہ ۱۲۔ زرقانی صفحہ ۷۳۔ محلی شرح موطا۔ زرقانی اور صاحب محلی نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بڑے پرانے اصحاب پر ایسی کھلی باتیں مخفی رہتی ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو اور لوگ جانتے ہیں۔

۲۔ حدیث مہر مفوضہ معلوم نہ تھی۔ بشرح نمبر ۲ مخفیات علیؓ۔ جامع ترمذی صفحہ ۱۴۶۔ عبارت بھی گذر چکی ترجمہ بھی ہو چکا۔

۳۔ حدیث فضیلت نماز جنازہ جس میں قیراط کی برابر فرمایا ہے آپ نے آنحضرت ﷺ سے نہ سنی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے سنائی تو آپ نے متہم بسہو کیا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا اور انہوں نے تصدیق کیا تو آپ نے مان لیا اور افسوس کیا۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۷۷۔ قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۴۸۳۔ مسلم مع الشرح صفحہ ۳۰۷۔ یہ حدیث نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ اس میں صحابہ کی رغبت طاعات میں افسوس اس پر جوان سے رہ جاوے، پایا جاتا ہے۔

۴۔ حدیث جواز غسل عورت کے بدون بال کھولے، آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس لئے آپ حکم دیتے کہ عورت بال کھول کر نہائے۔ بی بی عائشہؓ نے فرمایا کہ یوں کیوں نہیں کہہ دیتا کہ عورتیں سر کو منڈا دیں۔ میں تو آنحضرت ﷺ کے سامنے سر پر تین چلو ڈال لیتی تھی (یعنی بدون بال کھولنے کے)۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۵۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۷۔ حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ یہ حدیث عائشہؓ حضرت ابن عمرؓ کو نہ پہنچی تھی امام نوویؒ نے بھی نہ پہنچنا تجویز کیا ہے۔

۵۔ آنحضرت ﷺ کا خوش بو لگانا قبل احرام آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے آپ فرماتے کہ میں گندک مل لوں تو بہتر ہے اس سے کہ خوش بو ملوں۔ بخاری صفحہ ۲۰۸۔ مسلم صفحہ ۳۷۹۔ قسطلانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۱۔ نسائی صفحہ ۲۴۳۔ بخاری وقسطلانی میں ہے کہ سعید بن جبیر نے ابراہیم نخعیؒ کے ابن عمرؓ کا پرہیز کرنا خوش بو سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ تو کیا کرے گا قول ابن عمرؓ کو جب کہ فعل رسول اس کے خلاف ثابت ہے۔

(عن عائشه زوج النبی ﷺ قالت: كنت اطيّب رسول الله ﷺ لاحرامه حين يحرم و لِحِلّه قبل ان يطوف بالبيت۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۳۹

عن سعيد بن جبير قال كان ابن عمر يدّهن بالزيت، فذكرته لابراهيم۔ فقال: ما تصنع بقوله۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۳۷

اخبرنا حميد بن مسعدة عن بشرٍ۔ يعني ابن المفضّل۔ قال: حدثنا شعبة عن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراهیم بن محمد بن المنتشِر، عن ابیه قال:

سألت ابن عمر عن الطِّیبِ عندا لا حرا م، فقال: لان اطلّی بالقطِرا ن احبّ الیّ من ذلك۔ فذکر ت ذلك لعا ئشة فقا لت:

یر حم الله ابا عبد الر حمن، لقد کنت اطیِّب رسو ل الله ﷺ فیطو ف فی نسا ئه، ثم یصبح ینضح طَیباً۔ سنن نسائی حدیث نمبر ۲۷۰۵)

۶۔ حدیث جواز رخصت حائضہ بدون طواف وداع (جس کی شرح نمبر۴ مخفیات عمر میں گذری) آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے نہیں سنی۔ اس لئے پہلے آپ منع کرتے جب بی بی عائشہؓ سے حدیث سن لی تو جائز کہنے لگے۔ بخاری صفحہ ۲۳۷۔ شرح مسلم صفحہ ۴۲۷۔ قسطلانی جلد۳ صفحہ ۲۸۹۔ نسائی۔ طحاوی۔ قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ نے آنحضرت ﷺ سے نہیں سنا۔ پھر نسائی وطحاوی سے اس کی تائید لایا ہے جس میں ان کا حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کرنا پایا جاتا ہے۔

۷۔ ایک روپیہ سے دو روپیہ کی بیع کی ممانعت کی حدیث آپ نے حضرت سے نہ سنی تھی اس لئے آپ اس کو جائز کہتے۔ صحیح مسلم مع شرح جلد۲ صفحہ ۲۷۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ حدیث ممانعت کی آپ کو نہ پہنچی تھی جب پہنچی تو اس کی طرف رجوع کیا۔

۸۔ آنحضرت ﷺ کا نماز اشراق پڑھنا آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے آپ اس کی نفی کرتے اور اس کو بدعت بتلاتے۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۵۷۔ و ۲۳۸

عن مجا هد قا ل: د خلت انا و عروة بن الز بیر المسجد فا ذا عبد الله بن عمر جا لس الی حجرة عا ئشة، و اذا انا س یصلّو ن فی المسجدِ صلاة الضحی، قا ل فسألناه عن صلا تهم۔ فقا ل: بد عة الحد یث۔ بخاری حدیث نمبر ۱۷۷۵)۔ مسلم صفحہ ۴۰۹۔ قسطلانی جلد۲ صفحہ ۳۸۲۔ عینیؒ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے نہ دیکھنے سے واقع میں نہ پڑھنا آنحضرت ﷺ کا ثابت نہیں ہوتا۔

۹۔ آنحضرت ﷺ کا ماہ رجب میں عمرہ نہ کرنا آپ کی یاد سے جاتا رہا۔ اس لئے آپ فرماتے کہ آنحضرت ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے۔ بی بی عائشہؓ نے اس پر انکار کیا تو آپ چپ رہے۔ بخاری صفحہ ۲۳۹۔ مسلم صفحہ ۴۰۹۔ قسطلانی جلد۳ صفحہ ۳۰۰۔ روایت سکوت ابن عمرؓ مسلم میں ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ ان کے سکوت سے معلوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ آپ کو اشتباہ یا شک یا سہو ہو گیا تھا۔

(عن مجا ھد قا ل : د خلت انا و عروۃ بن الز بیر المسجد فا ذا عبد اللہ بن عمر جا لس الی حجرۃ عا ئشۃ، و اذا انا س یصلّو ن فی المسجدِ صلاۃ الضحی، قا ل فسألناہ عن صلا تھم۔ فقا ل : بد عۃ ۔ ثم قا ل لہ : کمِ اعتمر النّبی ﷺ ؟ قا ل ار بع، ا حدا ھن فی رجبٍ، فکر ھنا ان نردّ علیہ

قا ل : و سمعنا استِنا ن عا ئشۃ ام المو منین فی الحجرۃ، فقا ل عروۃ : یا امّا ہ ، ا لا تسمعین ما یقو ل ابو عبد الر حمن ؟ قا لت عا ئشۃ : ما یقول ۔ قا ل یقول : انّ رسو ل اللہ ﷺ اعتمر ار بع عمرا تٍ ا حدا ھنّ فی ر جب ۔ قا لت : یر حم اللہ ابا عبد الر حمن ، ما اعتمر عمرۃً ا لّا و ھو شا ھدہ ، و ما اعتمر فی ر جب قطّ۔

حد ثنا ابو عا صم : ا خبر نا ابن جر یج قا ل : ا خبر نی عطاء عن عروۃ بن الز بیر قا ل : سألت عا ئشۃ قا لت : ما اعتمر رسو ل اللہ فی ر جب ۔صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷)

۱۰۔ حدیث تیمّم جب آپ پر مخفی تھی ۔ رفع الملام ، جس کی عبارت بضمن مقدمہ صفحہ ۱۱ بواسطہ ایقاف گذری ۔ دو بارہ ذکر اس کا بنظر اتمام نمبر شمار کے ہوا۔

مخفیات ابو ہریرہؓ

(جو حافظہ کے خزانہ تھے اور تمام اصحاب کرام سے بڑھ کر حدیث کی روایت کرنے والے)

۱۔ آنحضرت ﷺ کا بحالت صیام فجر تک جنبی رہنا آپ پر مخفی تھا اس لئے آپ حکم دیتے کہ جس کو جنبی رہ کر فجر ہو جائے اس کا روزہ نہیں ۔صحیح بخاری صفحہ ۲۵۸۔ صحیح مسلم صفحہ ۳۵۴ ۔قسطلانی جلد ۳ صفحہ ۴۱۸ ۔ موطا صفحہ ۸۷ ۔نوویؒ وقسطلانیؒ نے کہا ہے جب حضرت ابو ہریرہؓ کو حدیث پہنچی تو اپنے قول کو چھوڑ دیا۔

۲۔ حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی تھی ۔ اس لئے آپ کا اس سے انکار تھا۔ جب حدیث پہنچی تو قائل ہو گئے ۔محلی شرح موطا۔ اس میں اقرار وانکار دونوں منقول ہیں۔

۳۔ حدیث لا عدوی یعنی مرض سے مرض لگ نہیں جاتا۔ آپ کو بعد علم بھول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۲۳۰۔ سنن ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۱۹۰۔ ابوسلمہ شاگرد ابوہریرہؓ نے کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت ابوہریرہؓ سوا اس کے اور کوئی حدیث بھولے ہوں۔

مخفیات عائشہ صدیقہؓ حرم رسول اللہ ﷺ

۱۔ آنحضرت ﷺ کا موزہ پر مسح کرنا آپ کو معلوم نہ تھا۔ شریحؒ نے پوچھا تو آپؓ نے اس کو علیؓ و ابن عباسؓ کی طرف بھیجا۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۳۵۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۸۷۔ نسائی صفحہ ۱۳۔ محلی شرح موطا۔ محلی میں ہے کہ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کا ایک موقع پر بحالت قیام پیشاب کرنا آپ کو معلوم نہ تھا۔ آپ فرماتیں کہ جو کوئی تم کو یہ بات کہے اس کی مت مانو۔ ترمذی صفحہ ۳۔ اور فعل آنحضرت ﷺ کا صحیح بخاری صفحہ ۳۶ میں ہے۔ ابن حبانؒ نے کہا کہ وہ موقع ایسا تھا کہ اس جگہ ایک تو دہ میلے کا تھا آگے سے اونچا پیچھے سے نیچا۔ بیٹھنے کی وہاں جگہ نہ تھی۔ اور کہتے ہیں اور کوئی عذر بھی نہ تھا۔

۳۔ یہ حدیث کہ میت کو گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ سے نہ سنی تھی اس لئے آپ حضرت عمرؓ راوی حدیث کو منسوب بخطا کرتیں۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۷۲ وغیرہ۔ میت کو دوسرے کے رونے سے عذاب تب ہوتا ہے جب کہ وہ یہ طریقہ جاری کر گیا ہو اور اس کو پسند رکھتا مرا۔

مخفیات زیدؓ بن ثابت

۱۔ حدیث جواز رخصت حائضہ بدون طواف رخصت آپ کو معلوم نہ تھی اس لئے آپ حکم دیتے کہ بدون طواف وہ عورت نہ جاوے۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۳۷۔ صحیح مسلم صفحہ ۴۲۷۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے آپ کے اس مسئلہ میں بحث ہوئی جب آپ کو تصدیق ہوئی تو ان کی بات کو مان گئے۔

۲۔ مہر مفوضہ کی حدیث بشرح نمبر۲ مخفیات علیؓ۔ سنن ترمذی صفحہ ۱۴۶۔ عبارت اس کی گذر چکی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفیات ابوموسی اشعریؓ

ا۔ پوتی کا حصہ بیٹی کے ساتھ آپ کو معلوم نہ تھا اس میں حدیث کے خلاف فتوی دیا ابن مسعودؓ کی حدیث پہنچی تو بولے اس کے ہوتے مجھ سے فتوی نہ پوچھا کرو۔ صحیح بخاری۔ صفحہ ۹۹۷۔ قسطلانی جلد ۹ ص ۴۷۵۔ قسطلانیؒ نے کہا ہے کہ قول ابوموسیؓ اس بات کی طرف مشعر ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ بھی لائے ہیں۔

۲۔ حدیث بول بحالت قیام آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس لئے آپ چھینٹوں کے خوف سے شیشے میں پیشاب کرتے۔ صحیح بخاری صفحہ ۳۶۔ اگر حدیث جانتے تو یہ تکلف نہ کرتے اس لئے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ ذرہ چھینٹیں اگر بدن پر پڑ جاویں تو معاف ہیں چنانچہ علامہ عینی وقسطلانی نے کہا ہے۔

مخفیات مسور بن مخرمہؓ

ا۔ آپ پر محرم کا سر کو دھونا مخفی تھا ابن عباسؓ نے اس مسئلہ جھگڑے جب حدیث ملی تو قائل ہو گئے۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۴۸۔ موطا صفحہ ۱۲۵۔ قسطلانی جلد ۳ صفحہ ۳۵۷۔ قسطلانیؒ نے کہا کہ جب حضرت مسورؓ کو حدیث ایوب پہنچی تو حضرت ابن عباسؓ سے کہنے لگے کہ پھر میں تم سے کبھی نہ جھگڑوں گا۔

ذبابۃ المقصد الاول

جس میں بعض مخفیات تابعین وآئمہ مجتہدین کا طرداً وتبعاً ذکر ہے۔

عروہؒ بن الزبیرؓ

۲۔ آپ پر صلوۃ الکسوف کی ایک رکعت میں ایک رکوع کرنے کی حدیث مخفی تھی اس لئے انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی نماز کو جس میں ایک ایک رکوع تھا خلاف سنت کہا۔ بخاری صفحہ ۱۴۲۔ صلوۃ الکسوف کی نماز میں ایک ایک رکعت میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک رکوع بھی ثابت ہے اور دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ بھی پائے گئے ہیں۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمانؒ

۳۔ آپ پر سجدہ سورۃ انشقت کا مخفی تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو کرتے دیکھا تو اس پر انکار کیا۔ بخاری صفحہ ۱۴۶۔ قسطلانیؒ نے کہا ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث سنائی تو پھر آپ نے کچھ جھگڑا نہ کیا۔

عکرمہ تلمیذ ابن عباسؓ

۴۔ آپ پر سنت عدد تکبیرات نماز جو رکوع و سجود و قیام کے وقت ہوتے ہیں مخفی تھی۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ کو مکہ میں تکبیریں کہتے دیکھا تو ان کو احمق بنایا۔ پس ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ تو سنت ہے۔ بخاری صفحہ ۱۰۸۔ ابو ہریرہؓ کا نام اس قصہ میں طحطاوی نے ذکر کیا ہے اور قسطلانی نے نیز۔

ضمیمہ نمبر دہم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۱۶ مارچ ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

مخفیات سالمؒ بن عبداللہ بن عمرؓ

آپ پر جواز خوش بو لگانے کا بعد کنکر مارنے جمرۃ العقبی کے مخفی تھا۔ ولید نے پوچھا تو اس کو منع کیا۔ فتوی سالمؒ موطا صفحہ ۱۲۷ میں ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کا خوش بو لگانا بخاری صفحہ ۲۳۶ میں ہے۔ قسطلانیؒ نے کہا کہ نسائی کی حدیث میں ہے کہ جب تم کنکر مار چکو تو تم کو سوائے مجامعت سب کچھ حلال ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفیات عبید بن جریج

آپ پر چار سنتیں آنحضرت ﷺ کی مخفی تھیں حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کو کرتے دیکھا تو ان پر انکار کیا

۱۔ رکن یمانی و حجر اسود کو خاص کر مس کرنا یا بوسہ دینا۔

۲۔ بالوں سے صاف چمڑے کا جوتا پہننا۔

۳۔ زردی کا خضاب کرنا۔

۴۔ آٹھویں تاریخ حج کا احرام باندھنا۔ بخاری صفحہ ۲۸ وغیرہ۔ موطا صفحہ ۱۲۸۔ ابن عمرؓ نے یہ چاروں فعل آنحضرت ﷺ کی طرف نسبت کئے۔ اور اس حدیث کو مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ بھی لائے ہیں۔

مخفیات ہندؒ بنت الحارثؓ

اس پر حدیث مستحاضہ کی چھپی رہی اس لئے بوقت استحاضہ نماز نہ پڑھتی اور روتی رہتی۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۷۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۵۱۔ (استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں کہ عورتوں کو بدون مقررہ ایام حیض ونفاس کے مرض کے طور پر جاری رہتا ہے)۔

مخفیات ضحاکؒ بن قیس

آپ پر آنحضرت ﷺ کا تمتع کے واسطے ارشاد مخفی تھا اسلئے کہ آپ کہتے تھے کہ یہ کام وہ شخص کرتا ہے جو حکم الٰہی سے جاہل ہوتا ہے۔ قول آپ کا موطا صفحہ ۱۴۳ میں ہے۔ اور ارشاد و پسند کرنا آنحضرت ﷺ کا تمتع کو صحیح بخاری صفحہ ۲۱۳ مسلم صفحہ ۳۹۶۔ سعد نے حضرت ضحاکؒ کو کہا کہ تم جو کہتے ہو برا کہتے ہو۔ یہ کام حضرت ﷺ نے کیا اور ہم نے بھی آپکے ساتھ۔

مخفیات ابراہیم نخعیؒ

ان پر سنت فجر کے بعد لیٹ جانے کی حدیث مخفی تھی اس لئے اس کو شیطان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لیٹنا کہتے تھے نعوذ باللہ ۔قسطلانی جلد۲ صفحہ ۳۷۶ ۔عینی بر ہامش بخاری صفحہ ۱۵۵ ۔قسطلانیؒ نے کہا کہ اس کا اس فعل کو شیطان کا لیٹنا کہنا اس پر محمول ہے کہ اس کو حدیث نہیں پہنچی (ورنہ فعل رسول کو عمداً فعل شیطان کہنے سے ایمان کہاں رہتا ہے)

مخفیات امام دارالہجرہ مالک بن انس

(جن کو آنحضرت ﷺ کے آثار واخبار بواسطہ اولادمہاجرین وانصار پہنچے اور وہ دین کے گھر میں نشو ونما پائے)

۱۔ چھ روزہ شوال کی حدیث آپ کو معلوم نہ تھی آپ ان کو اہل جہالت واہل جفا کی زیادتی کہتے ۔قول آپ کا موطا صفحہ ۹۸ میں ہے ۔اور حدیث صحیح مسلم صفحہ ۳۶۹ اور زرقانی شرح موطا جلد۲ صفحہ ۱۲۷ میں ہے ۔ زرقانیؒ نے کہا ہے کہ آپ کو حدیث نہیں پہنچی ۔

۲۔ اکیلے جمعہ دن روزہ رکھنے کی ممانعت میں جو حدیث وارد ہے آپ کو نہیں پہنچی ۔آپ صاف کہتے تھے کہ ہم نے کسی سے اس کی ممانعت نہیں سنی بلکہ بعض اہل علم کو روزہ رکھتے دیکھا ہے ۔قول آپ کا موطا صفحہ ۹۸ میں ہے اور حدیث ممانعت بخاری صفحہ ۲۶۶ ،اور مسلم صفحہ ۳۶۱ میں ہے ۔نوویؒ نے کہا ہے کہ امام مالکؒ معذور تھے اس لئے کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی ۔ داؤدی مالکی نے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث امام مالکؒ کو پہنچتی ، وہ اس کا خلاف نہ کرتے ۔ایسا ہی کہا ہے زرقانیؒ نے شرح موطا میں ۔

۳۔ محرم کے واسطے بحالت ناموجودگی تہ بند کے پاجامہ کی اجازت میں جو حدیث میں ہو چکی ہے آپ کو معلوم نہ تھی ۔آپ فرماتے ہم نے کسی سے نہیں سنا کہ اس کے لئے اجازت یا استثنا آئی ہو ۔آپ کا قول موطا صفحہ ۱۲۶ میں ہے اور حدیث اجازت بخاری میں صفحہ ۲۴۹ ، اور مسلم صفحہ ۳۷۳ پر ہے ۔محلی شرح موطا اور قسطلانی میں ہے کہ یہ حدیث امام مالکؒ کو نہیں پہنچی ۔

۴۔ گیہوں اور جو کے بیع میں کمی بیشی جائز ہونے کی حدیث آپ کو معلوم نہیں ہوئی ۔اس لئے آپ ان میں کمی بیشی جائز نہ کہتے اور ان کو ایک جنس سمجھتے ۔قول آپ کا موطا صفحہ ۲۶۶ میں ہے اور حدیث جواز صحیح مسلم مع الشرح صفحہ ۲۵ ، ۲۶ جلد۲ ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن ابی داؤد جلد۲ صفحہ ۱۲۰، نسائی جلد۲ صفحہ ۱۶۲۔ اس قول کے صریح حدیث کے مخالف ہونے سے بعض اہل ظاہر نے جوش مذہبی اور حمیت دینی سے امام مالکؒ کو برا بھی کہا ہے۔ چنانچہ زرقانیؒ نے شرح موطا میں اس سے نقل کیا ہے

القط افقه من مالك فانه اذا رميت له لقمتان احدهما شعير فانه يذهب عنها و يقبل على لقمة البر

(ترجمہ:۔ القط، امام مالک سے زیادہ سمجھ دار ہے کیونکہ جب اس کو دو لقمے پھینک دو جن میں ایک جو کی روٹی کا ہو، تو وہ اس کو چھوڑ کر گیہوں کے ٹکڑے کی طرف جائے گی)

اور عبدالحمید صائغ سے نقل کیا ہے:

انه حلف بالمشى الى مكه ليخالفن مالكاً فى المسئله

(اس نے قسم کھائی ہے کہ میں امام مالک کے اس مسئلہ میں مخالفت کرونگا ورنہ کعبہ تک چلتا جاؤنگا۔ (زرقانی جلد۲ ص۱۲۴)۔

راقم کہتا ہے میں نے وہ مخفیات امام مالکؒ کے ذکر کئے ہیں جن کا مخفی رہنا ان پر ان کے اقوال سے ثابت ہے۔ رہے وہ مخفیات جو ان کے عمل و خلاف نصوص کرنے سے ہوتے ہیں، سو بہت ہیں۔ ازانجملہ مدت مسح موزہ۔ ازانجملہ نہی صیام دہر، ازانجملہ حدیث نہی خوش بولگانے کی محرم متوفی کو۔ ازانجملہ حدیث صعب بن جثامہ جس میں یہ ذکر ہے کہ اس نے گوشت کا ٹکڑا آنحضرت ﷺ کی طرف پھینکا نہ یہ کہ وہ زندہ جانور تھا۔ ولیکن ان کی تفصیل ذکر و حوالہ سے ہم قلم کو روکتے ہیں اور تفصیل سابق پر اکتفا کرتے ہیں۔

مخفیات امام محمد بن ادریس شافعیؒ

(ان کو کوئی احادیث اصلاً نہیں پہنچی۔ اور کئی بسند صحیح نہیں پہنچیں، اگرچہ بسند ضعیف پہنچ گئیں)

۱۔ حدیث صلوۃ الخوف جس میں یہ ارشاد ہے کہ رکعت اولی صف ثانی کی محافظت کرے آپ پر مخفی تھی۔ آپ فرماتے صف اول رکعت اولی میں محافظت کرے۔ اس لئے اجلہ شافعیہ نے اس مسئلہ میں اتباع شافعی کا چھوڑ دیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ امام شافعی کو یہ حدیث نہیں پہنچی، یا وہ بھول گئے۔ (دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالحبیب ص ۲۹۴۔ اور حدیث صلوۃ الخوف صحیح مسلم صفحہ ۲۷۸)۔

شرع عمدہ میں ابن دقیق العیدؒ نے کہا ہے کہ غزالیؒ نے کتاب وسیط میں شافعی کا اس مسئلہ میں اتباع کیا ہے ولیکن ان کی طرف سے عذر بھی کیا گیا ہے کہ بوقت وسیط ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

۲۔ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے کی ممانعت کی حدیث آپ کو معلوم نہ ہوئی۔ اس لئے آپ اس کو جائز بتلاتے۔ ان کی اتباع سے بیہقیؒ وغیرہ نے ان کا خلاف کیا اور کہا اگر شافعی کو یہ حدیث پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہو جاتے (عقد الجید از شاہ ولی اللہ ص ۱۰۱۔ شرح مسلم جلد ۲ ص ۱۹۳)۔

بیہقیؒ نے شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس کی ممانعت میں آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث نہیں پائی بجز اس کے کہ حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمہیں بھی منع کیا ہے۔

۳۔ حدیث بریدہ جو مسلم میں اوقات صلوۃ میں مروی ہے آپ کو سند صحیح سے نہیں پہنچی اس لئے آپ اس میں متوقف رہے۔ جب اورونکو اس کی صحت ثابت ہوئی تو انہوں نے اس کی طرف رجوع کیا۔ (عقد الجید، از شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۱۰۱)۔ حدیث بریدہ ، مسلم میں بصفحہ ۲۲۳ ہے

۴۔ حدیث بروع بنت واشق جس کا ذکر نمبر ۲ مخفیات علیؓ میں گذرا، آپ کو بسند صحیح نہیں پہنچی۔ اس لئے آپ اس میں کہتے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو جاوے تو اس کے سامنے کسی کی بات پر کچھ سند نہیں (عقد الجید۔ صفحہ ۱۰۰۔ منہن شعرانی۔ میزان شعرانی۔ صفحہ ۶۶)۔

عقد الجید میں حاکمؒ نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ اگر میں شافعی کے پاس حاضر ہوتا تو اس کے ساتھیوں کے سر پر کھڑا ہو کر کہتا کہ حدیث صحیح ہو چکی ہے اب آپ اس کے قائل ہو۔

۵۔ حدیث صلوۃ مستحاضہ جس کا ذکر ہند بنت الحارث کے ذیل میں گذرا ہے بہ سند صحیح آپ کو نہیں پہنچی اس لئے آپ فرماتے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو جائے تو میں اس کا قائل ہوں اور یہ ہم کو قیاس سے پیاری ہے۔ (دراسات اللبیب صفحہ ۲۷۔ منہج شعرانی۔ میزان شعرانی صفحہ ۶۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفیات امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفیؒ

۱۔حدیث، من مسّ ذکرہ فلیو ضأ (یعنی جو اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگا وے وہ پھر وضو کرے) آپ پر مخفی تھی اس لئے آپ شرم گاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہ تھے۔حدیث ترمذی صفحہ ۱۳، ابوداؤد صفحہ ۲۲ وغیرہ میں ہے۔اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب کتب فقہ اور موطا محمد صفحہ ۴ میں ہے۔شعرانیؒ نے میزان میں کہا کہ اگر امام ابو حنیفہؒ یہ حدیث پاتے تو اس کے قائل ہو جاتے اور اس کو اہل عافیت پر محمول کرتے۔

۲۔حدیث:اذا جاء احد کم یو م الجمعة و الا ما م یخطب فلیرکع ر کعتین و لیتجوز فیهما۔

(یعنی جب کوئی تم میں سے جمعہ کے دن اس حالت میں آوے کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو دو رکعتیں مختصر سی پڑھ لیں)

آپ پر مخفی تھی۔آپ کہتے جب امام نکل آوے تو پھر کوئی نماز نہیں۔حدیث صحیح مسلم صفحہ ۲۸۷ میں ہے اور آپ کا قول ہدایہ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔امام نوویؒ نے شرح مسلم میں کہا ہے:

لا ا ظن عا لماً یبلغه هذا ا للفظ صحیحاً فیخا لفه

(یعنی میں گمان نہیں کرتا کہ کسی عالم کو یہ لفظ صحیح ہو کر پہنچیں تو پھر وہ اس کا خلاف کرے)

دراسات میں کہا ہے کہ نہ پہنچنے کے لفظ سے ابوحنیفہؒ وغیرہ کی طرف سے عذر بیان کیا ہے کہ ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی چنانچہ قبل اس کے ذکر ابوحنیفہؒ وغیرہ اور ان کے خلاف کا اس میں ہوا ہے۔

۳۔آنحضرت ﷺ کا استسقاء یعنی طلب بارش کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا اور چادر کو الٹانا آپ کو معلوم نہیں ہوا۔اس لئے آپ کہتے کہ اس میں کوئی نماز نہیں ہے اور نہ چادر کا الٹانا۔صرف دعا ہے۔

حدیث نماز استسقاء صحیح مسلم میں صفحہ ۲۹۳، بخاری صفحہ ۱۳۹ پر ہے اور مذہب امام کا ہدایہ صفحہ ۱۵۶، وموطا محمد صفحہ ۴۴ وغیرہ میں ہے۔

امام قسطلانیؒ نے شرح بخاری کے صفحہ ۲۷۸ میں بعد ذکر اس موقع کے جس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آنحضرت ﷺ نے فقط دعا پر اکتفا فرمایا ہے، کہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے کہ استسقاء میں نہ نماز ہے نہ چادر الٹانا:

و لعله لم يبلغه ا لا حا ديث المصر حة بذ لك

(یعنی شائد آپ کو وہ حدیثیں نہیں پہنچیں جن میں صاف نماز و چادر الٹانے کا بیان ہے)۔

ضمیمہ نمبر یاز دہم۔اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۳ مارچ ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا من جانب ابوسعید محمد حسین لاہوری)

۴۔سجدہ شکر آنحضرت ﷺ سے حدیث میں ثابت ہے آپ اس کو مکروہ بتلاتے۔حدیث آپ کو معلوم ہوتی تو یہ لفظ نہ کہتے۔مکروہ کہنے کی وجہ آپکے مختاروں (وکیلوں) نے یہ بیان کی ہے کہ نعمتیں الٰہی بے شمار ہیں پس کس کس نعمت کے شکر کی تکلیف لوگوں پر ڈالیں۔

احادیث سجدہ مشکوۃ صفحہ ۱۲۳ میں ہیں۔اور آپ کا قول اور آپ کے وکیلوں کے استدلال حاشیہ پر۔یہ وجہ استدلال ایسی ہے جس کو کوئی ادنیٰ ذی علم بھی نہ مانے۔یہ بزرگوار اتنا نہیں سمجھے کہ سنت میں تکلیف کہاں ہوتی ہے۔باوجود وعدہ ثواب اس کے فعل اور اس کے ترک کا مکلّف مختار ہوتا ہے۔علاوہ مشہور ہے ما لا يد ر ك كله لا يتر ك كله یعنی جو سبھی ہاتھ میں نہ آوے وہ سبھی چھوڑا نہ جاوے۔

۵۔حدیث رفع الیدین (جو آج کل متنازع فیہ ہے جس کی صحت آپ کے پیچھے متفق علیہ ہوگئی ہے) آپ کو بسند صحیح نہیں پہنچی۔اس لئے جب آپ کے پاس کسی نے حدیث رفع یدین (جس کی سند پر آپ کو اعتماد و وثوق نہ ہوا) پیش کی تو آپ اس پر بطور ظرافت معترض ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ فعل کرنے والا گویا اڑنا چاہتا ہے (یعنی ہاتھ مارتا ہے کہیں اڑے گا) حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں ہے اور آپ کا یہ طعن و انکار ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے اور اس کو خوارزمی اپنی مسند میں (جس کو حنفیہ اپنے دل کی تسکین کیلئے مسند ابوحنیفہ کہتے ہیں) نیز لایا ہے، پیش نہ کرتے هو الظن الحسن بجنا به

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند خوازمی کو مسند ابوحنیفہؒ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کتاب زلیخا میں شیخ سعدی کا کوئی قول منقول دیکھ کر کہدے: چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔

یا کسی حدیث کی کتاب میں کسی صحابی کی مسندات ومرویات کو دیکھ کر اس کتاب کو اس صحابی کی تصنیف کہنے لگے کما قالہ الشیخ عبد العزیز الدھلوی فی البستان۔ ص۳۰۔

۶۔ حدیث تقسیم غنیمت جس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور اس کے سوار کا ایک حصہ بسند صحیح امام کو نہیں پہنچی اس لئے آپ نے اس کو خلاف عقل سمجھ کر نہیں مانا اور کہا کہ میں گھوڑے چارپایہ کو مسلمان پر ترجیح نہیں دیتا۔ اور اگر حدیث صحیح سند سے پہنچ جاتی تو کبھی اس کے سامنے ایسا نہ کہتے۔

حدیث قسمت صحیح بخاری صفحہ ۴۰۱ میں ہے اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۲ میں، اور قول امام، قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۸۶ اور تاریخ بغداد میں جس کی نقل مسند خوارزمی میں ہے۔ وکلاء حنفیہ نے امام ابوحنیفہؒ کا اس مسئلہ میں یہ تمسک بیان کیا ہے

للفارس سھمان وللرجل سھم

قسطلانیؒ نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ گھوڑے کے سبب سے سوار کے دو حصے ہیں۔ سوائے اس حصہ کے جو اس کی ذات کے لئے ہے چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں صاف آچکا ہے کہ گھوڑے کے دو حصے اور آدمی کا ایک، تو سوار کے لئے تین ہوئے۔ اگر یہ حدیث امام کو پہنچتی تو ضرور اس حدیث کو جو ان کی طرف سے ان کے وکیل پیش کرتے ہیں اس کے تابع کرتے ہیں اور اس کے سامنے قیاس پیش نہ کرتے۔

۷۔ حدیث خرص تمر یعنی کھجوروں کے پھلوں کا زکوۃ لینے کے واسطے اندازہ کرنا کہ کس قدر ہیں۔ پھر ایک تہائی یا چوتھائی چھوڑ کر اس کا معاملہ لینا جیسے ہندوستان میں معاملہ زمین میں قدیم رواج تھا، آپ پر مخفی تھا اس لئے امام فرماتے کہ خرص کچھ چیز نہیں۔ اور آپ کے وکیلوں نے تو اس کو سود و قمار ہی میں داخل کر دیا اگر آپ کو حدیث آنحضرت ﷺ پہنچتی تو اس کی نسبت یہ لفظ نہ کہتے اور نہ وکیلوں کو اس جرأت کی ضرورت پڑتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث خرص سنن ابوداؤد صفحہ ۲۲۵ وغیرہ میں ہے۔ اور صحیح بخاری صفحہ ۲۰۰، اور مسلم صفحہ ۲۴۶ جلد ۲ وغیرہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اور قول امام الخرص لیس بشئی محلی شرح موطا میں۔

خطابیؒ نے کہا ہے کہ خرص آنحضرت ﷺ کا معمول رہا اور ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کا۔ کوئی صحابی اس کا منکر نہیں۔ اور نہ کوئی تابعی بجز شعبیؒ کے۔ پس حضرات حنفیہ کے نزدیک یہ سب اکابر قمار باز سود خور گذرے نعوذ باللہ من ذلك۔ کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

راقم (محمد حسین بٹالوی) کہتا ہے کہ یہ چند مخفیات ان کی میں نے بطور تمثیل ذکر کئے ہیں ورنہ ان کی سب مخفیات کو میں کہاں شمار کرسکتا ہوں اور اس دریا نا پیدا کنار کو میں کوزہ سے کیونکر ناپ سکتا ہوں۔ میرے خیال میں تو صحاح ستہ وغیرہ کی اکثر حدیثیں ان پر مخفی رہی ہیں۔ اسی واسطے ان سے بہت احادیث کا خلاف سرزد ہوا ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے عینی وابن الہمام ہاتھ پاؤں مار گئے ہیں اور تکلفات بعیدہ عمل میں لائے ہیں۔ اگرچہ کچھ ان سے بن نہیں پڑا اور وہ خلاف عام ان سے اٹھ نہیں سکا ولنعم ما قیل:

و لن یصلح العطار ما افسده الدھر

ہر چند ابنائے روزگار میرے اس دعوی کو نظری بلکہ غیر صحیح بتلائیں گے ولیکن اگر چند روز صبر فرمائیں گے اور اس پرچہ کو باستقلال وحوصلہ ملاحظہ میں لائیں گے تو اس دعوی کو صحیح بدیہی الثبوت پائیں گے۔ یہ پرچہ غالباً انہیں حضرت کی مخفیات کے اظہار واجتہادات کے امتحان واختبار (بمعنی آزمائش) کے لئے بنا بر وصیت جناب کے طیار ہوا ہے

(امام صاحبؒ کی وصیت کہ جب تک میری کلام کو جانچ نہ لو کہ صحیح بادلیل ہے یا نہیں ہے فتوی نہ دو۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر ہماری رائے سے بہتر تم کو ملے تو ہمارے پاس لاؤ ہم اس کو قبول کریں گے۔ میزان کبری صفحہ ۶۳ میں ہے:

قال (ابو حنیفه) حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی وکان اذا افتی یقول هذا رأی ابی حنیفه و هو احسن ما قدرنا علیه فمن جاء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باحسن منه فهو اولی با لصواب ۔

ایسا ہی شیخ عبدالحق دہلوی نے تحصیل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف میں نقل کیا ہے۔ الفاظ اس کے یہ ہیں:

انه كان يقول هذا الذى نحن عليه الرأى لا نجبر عليه احدا و لا نقول يجب على ... قبوله فمن كان عنده احسن منه فليأت لنقبل)

اگر یہ چند روز اسی استقامت سے جاری رہا اور ہمارے دوستوں کے ملاحظہ سے گذرتا گیا تو سب راز نہانی ظاہر کردے گا اور چھپی باتیں بتلا دے گا۔ میں نے چند مخفیات اور بھی مسودہ میں درج کئے اور ان کے نمبر ونشان سب لگا دیئے تھے مثلاً لوہے کی انگوٹھی مہر میں دلانے کی حدیث، محرم متوفی کو خوشبو نہ لگانے کی حدیث۔ ایک گواہ اور قسم کے ساتھ قضا کی حدیث۔ ایک حیوان سے دو حیوان کے بیع کی حدیث۔ وعلی ہذا القیاس۔ پھر بوقت تبییض ان کو محو کر دیا اور یہ سوچا کہ یہ مضامین تو بڑی بحث وتفصیل طلب ہیں اور یہی مدار ورکن رکین اس پرچہ کے ہیں۔ پس ان کو ضمنی وطبعی مباحث میں کیوں لائیں اور ان سے شیئاً فشیئاً بسط وتفصیل سے کیوں بحث نہ کریں۔ جب مسائل عشرہ اشتہار کے مباحث ختم ہوں گے تو پھر ان کو دیکھا جائے گا۔ اور سبب مخفی رہنے اکثر احادیث صحاح ستہ وغیرہ کا امام ابوحنیفہ پر یہ ہے کہ ان حضرت کو سفر کا اتفاق کم ہوا (ص۴۳) اور ان کے وقت میں جمع ہونے کتب حدیث کا اتفاق نہیں ہوا۔ پس جو کچھ کوفہ میں بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا سو ہوا، اور جو رہ گیا سو رہ گیا۔ اور یہی سبب ہے کہ امام مالکؒ کو فقط مدینہ میں رہنے کے سبب بہ نسبت امام شافعیؒ واحمد بن حنبلؒ کے حدیث کم پہنچی ہے۔ ان کو بھی اتفاق سفر کم ہوا ہے، اور ان دونوں صاحبوں کو بہت۔ اور چونکہ مسکن امام مالکؒ دار الھجرۃ وملجاو ماوی دنیائے اسلام ومشہد ومزار مسلمین آفاق تھا، اس لئے انکو بہ نسبت امام ابوحنیفہؒ کے حدیثیں زیادہ پہنچیں۔ اور کوفہ چونکہ ایسا نہ تھا اس لئے ان سے بہت حدیثیں رہ گئیں۔ علاوہ براں امام ابوحنیفہؒ کو تفقہ واستنباط کی طرف بہت توجہ تھی اور سماع ودرس حدیث کی طرف کم اور یہی وجہ ہے کہ تفقہ واجتہاد ان کا شہرہ آفاق تھا اور حدیث کے دفتر میں ان کا نام نہیں۔ صحاح ستہ کو اول سے آخر تک دیکھو گے تو ان کی روایت کا نام پتہ نہ پاؤ گے بجز ایک جگہ کے کتاب علل ترمذی میں کہ وہاں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا ذکر ہے۔ سو بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونے کی ان سے نقل ہے۔ باقی بالخیر۔ بخلاف بقیہ آئمہ ثلاثہ کے کہ ان میں سے امام مالکؒ و امام احمدؒ کی روایات تو ان سب کتابوں میں موجود ہیں اور امام شافعیؒ کی روایات سوائے صحیحین کے سنن اربعہ وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔

اور ان (امام ابوحنیفہؒ) کی یہ قلت حدیث ان کے تقوی و ورع و دیانت و امامت و فقہ و اجتہاد میں دخل انداز نہیں ہے اور نہ کسی طرح سے ان کی جناب میں طعن یا سوء ظنی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ جیسے تبحر و کثرت حدیث ایک دینی کمال ہے ایسے ہی تفقہ و اجتہاد بھی دینی کمال۔ اور سلف میں بہت سے ایسے امام ہوئے ہیں جو ایک فن میں کمال رکھتے اور دوسرے میں ویسے ماہر نہ تھے۔ چنانچہ ملخص طبقات ذہبی سے ضمیمہ نمبر ۴ مطبوعہ ۲۵۔ اگست ۱۸۷۷ء میں گذر چکا ہے۔

اب میں ان دعاوی کی تصدیق کے لئے اقوال علماء نقل کرتا ہوں اور ہر ایک بات پر حنفیہ وغیرہ کی شہادتیں پیش کرتا ہوں تا کہ ہمارے الٹی سمجھ والے حنفی بھائی میری ان باتوں کو (جو ان کی برأت و حمایت کے لئے تہمت مخالفت حدیث سے کہی ہیں) الٹا طعن و اہانت نہ سمجھنے لگیں اور میری حسن ظنی کو جس پر خدا گواہ ہے و کفی به شهداً سوء ظنی نہ خیال کر بیٹھیں بلکہ بمعائنہ اقوال علماء کے یہ جان لیں کہ یہ باتیں سراسر حسن ظنی پر مبنی ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کو طاعنین کی اس تہمت سے کہ امام ابوحنیفہ عمداً خلاف حدیث کا کرتے اور حدیث کے ہوتے قیاس کو عمل میں لاتے، بری کرتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ یہ باتیں امام کے حق میں کیوں کہتے اور ان کی طرف سے یہ عذرات کیوں کرتے۔ پس سنا چاہیے کہ امام شعرانیؒ (جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے مناقب اور ان کی اس تہمت سے حمایت و برأت میں میزان کبری کے ۱۴ صفحات پورے کئے ہیں) اسی کتاب میں بصفحہ ۲۷ فرماتے ہیں:

و اعتقا د نا و اعتقا د كل منصف فی ا لا ما م ابی حنیفه بقرینة ما رویناه آ نفاً عنه من ذم الر أی و التبر ی منه و من تقد یمه النص علی القیاس انه لو عا ش حتی دو نت ا حا دیث الشر یفه بعد ر حیل الحفا ظ فی جمعها من البلا د والثغور و ظفر بها لا خذ بها و تر ك كل قیاس كان قا سه و كا ن القیاس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قل فی مذ هبه کما قل فی مذ هب غیره با لنسبة الیه ؟ لکن لما کا نت ادلة الشریعة متفر قة فی عصره مع التا بعین و تا بع التا بعین فی المدا ئن و القری و الثغور کثر القیاس فی مذهبه با لنسبة الی غیره من ا لآ ئمةضرورة لعدم و جو د النص فی تلك المسا ئل التی قاس فیها بخلاف غیره من الآئمة فا ن الحفا ظ کا نوا قد ر حلوا فی طلب ا لا حا دیث و جمعها فی عصر هم من المدا ئن و القری و دو نو ها فجا وبت الا حا دیث الشر یعة بعضها بعضاً فهذا کا ن سبب کثرة القیاس فی مذ هبه و قلته فی مذ هب غیره و یحتمل ان الذی اضا ف الی ا لا ما م ابی حنیفه انه یقدم القیاس علی النص ظفر بذ لك فی کلا م مقلد یه الذ ین یلز مو ن العمل بما وجدوه عن اما مهم من القیاس و یتر کو ن الحد یث الذی صح بعد مو ت ا لا ما م فا لا مام معذور و اتبا عه غیر معذو رین و قو لهم ان اما منا لم یا خذ بهذا الحد یث لا ینتهض حجة لاحتما ل انه لم یظفر به او ظفر به لکن لم یصح عنده و قد نقدم قو ل ا لآ ئمة کلهم اذا صح الحد یث فهو مذ هبنا و لیس لا حد معه قیاس و لا حجه الا طا عة الله و رسو له با لتسلیم له ۔ انت هی ما قال الشعرا نی فی المیزا ن ۔ و قا ل فی امنهج متی نقل ا حد عن ا لا ما م ابی حنیفه قیا ساً یخا لف نصاً صح بعده فله العذر العظیم فی ذلك لکو نه لم یجد النص اصلاً او وجده لکن لمیصح عنده و لو عا ش حتی دونت احادیث الشر یعة التی صحت بعده و ظفر بها و صحت عنده لا خذ بهذا ۔ انتهی مختصرا و قد نقله بتما مه فی الدرا سا ت صفحه ۲۹۰ ۔

(ترجمہ: ہمارا اور تمام منصفوں کا اعتقاد امام ابوحنیفہؒ کی نسبت بقرینہ ان باتوں کے جو ہم نے ان سے نقل کی ہیں (یعنی رائے سے بے زار ہونا اور حدیث قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہ ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر وہ جیتے رہتے یہاں تک کہ احادیث جمع ہوئیں بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اس کے جمع کرنے کے لئے شہروں اور سرحدوں میں اور ان احادیث کو امام ابوحنیفہؒ پاتے تو ان کو لے لیتے اور تمام قیاسوں کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے، اور ان کے مذہب میں قیاس کم ہوتا، جیسے اوروں کے مذہب میں ان کی نسبت کم ہے۔ ولیکن جب کہ دلائل شریعت (یعنی احادیث) ان کے زمانہ میں تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہروں اور بستیوں اور سرحدوں میں متفرق تھے تو ان کے مذہب میں بہ نسبت اور اماموں کے قیاس زیادہ ہوا۔ ضرورت کے سبب اس لئے کہ جن مسائل میں انہوں نے قیاس کیا نص نہ پائی بخلاف اور اماموں کے کہ ان کے زمانہ میں حدیث کے حافظوں نے شہروں اور بستیوں سے حدیث جمع کرنے کے لئے سفر کئے۔ اور احادیث کو جمع کیا۔ یہی سبب آپ کے مذہب میں قیاس زیادہ ہونے کا اور اوروں کے مذہب میں کم۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جس نے امام ابوحنیفہؒ کی طرف نص پر قیاس مقدم کرنے کو نسبت کیا ہے اس نے یہ امر آپ کے مقلدوں کے کلام میں پایا ہے جو امام کے قول پر عمل کرنے کو لازم سمجھتے ہیں اور حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہیں ولیکن امام معذور ہے اور یہ لوگ معذور نہیں۔ اور ان کا یہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہ حدیث نہیں لی کچھ سند نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ امام کو تو حدیث نہیں پہنچی یا ان کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی (ولیکن ان کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے اور کسی کا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہیں بجز اس کے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے۔ تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان میں ہے۔ اور شعرانی کی کتاب منہن میں کہا ہے کہ جب کوئی امام ابوحنیفہؒ سے قیاس نقل کرے جو خلاف صحیح ہو تو اس میں امام کی طرف سے بڑا عذر ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے حدیث نہیں پائی اور اگر پائی تو بسند صحیح نہیں پائی۔ اور اگر وہ جیتے رہتے یہاں تک کہ حدیثیں جمع ہوئیں جو ان کے مرنے کے بعد صحیح ہوئیں تو ان کو لے لیتے۔ یہ مختصر مضمون منہج کا ہے پورا دراسات میں بصفحہ ۲۹۰ ہے۔)

یہ بات جو امام شعرانیؒ نے فرمائی یہی بعینہ ہمارے معظم دوست جامع الفضائل والکمالات مولوی محمد عبدالحی صاحب ابوالحسنات کی تحقیق ہے چنانچہ امام شعرانی کی عبارت اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر کے صفحہ ۱۸ میں لائے ہیں اور اس پر ایک عمدہ تفریع (جس میں امام کی جناب میں ایک متوسط اعتقاد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے)، فرمائی ہے حیث قال:

و فیه ا یضاً اعتقا دنا و اعتقا د کل منصف فی ابی حنیفه انه لو عا ش حتی دو نت ا حا دیث الشر یعة و بعد ر حیل الحفاظ فی جمعها من البلا د و الثغور و ظفر بها لا خذ بها و تر ك کل قیاس کا ن قا سه و کا ن القیاس قل فی مذ هبه کما قل فی مذهب غیره لکن لما کا نت ادلة الشر یعة متفر قة فی عصره مع التا بعین و تبع التا بعین فی المدا ئن و القری کثر القیاس فی مذ هبه با لنسبة الی غیره من ا لآ ئمة ضرورة لعدم الوجود النصو ص فی تلك المسا ئل التی قا س فیها بخلا ف غیره من ا لآ ئمة ۔ انتهی ۔ اقو ل تفر ق الناس من قدیم الز ما ن الی هذا الاوا ن فی هذا البا ب الی الفر قتین فطا ئفة قد تعصبوا فی الحنفیة تعصباً شدیداً او التز موا بما فی الفتا وی التزا ماً شد یداً او ان و جدوا حد یثاً صحیحاً اوا ثر ا صر یحاً علی خلا فه زعموا انه لو کا ن هذا الحد یث صحیحا لا خذ به صا حب المذ هب و لم یحکم بخلا فه و هذا جهل منهم بما روت الثقا ت عن ابی حنیفه من تقدیم ا لاحا دیث و ا لآ ثار علی اقوا له الشر یفه فیتر ك ما خا لف الحد یث الصحیح رأی سدید و هو عین تقلید ا لا ما م لا تر ك تقلید و طا ئفة زعموا ان ا لا مام قا س علی خلا ف ا لا خبار و هجر ما ورد به الشرع و ا لآثار فظنوا فی حقه ظنو ناً سیئة و اعتقدوا عقائد قبیحة و مطا لعة المیزا ن لهم نا فع و لا و ها م دا فع ۔ فلیتخذ العاقل مسلك البین و یهجر طر یق الطا ئفتین

(خلاصہ ترجمہ: لوگ پرانے زمانہ سے اب تک دو فرقے ہو رہے ہیں ایک فرقہ تو حنفیوں میں سخت تعصب کر رہے ہیں انہوں فتاووں کو پکڑ رکھا ہے اور اگر حدیث صحیح ان کے خلاف پاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اس کو لے لیتا اور اس کے خلاف حکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دیتا اوران کی یہ بات ان کی جہالت ہے اس بات سے جو ثقہ لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم سمجھتے ۔ پس خلاف حدیث کو چھور دینا بہت درست رائے ہے ۔اور یہ عین تقلید امام ہے نہ کہ ترک تقلید ۔اور ایک فرقہ یہ خیال کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے حدیثوں کو عمداً چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے ۔سوانہوں نے ان کے حق مین بدظنی کی اور ان کی نسبت برا اعتقاد جمایا ۔کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونوں فریق کو نافع ہے اوران کے وہموں کو دافع ۔ دانا کو چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کرے ۔اوران دونوں فریق کی راہ چھوڑ دے ۔کلام مولانا عبدالحی کی تمام ہوئی)۔

و اقو ل و انا ابو سعید جا مع هذه الشتا ت هذا الذی یعتقده حبی ابو الحسنا ت فی ا لا ما م ابی حنیفه هو اعتقا دی و به ثقتي و علیه اعتمادی فلله الحمد علی ما رز قنا من التو فیق و الو فاق و عصمنا من الشقا ق و النفاق (میں (محمد حسین) کہتا ہوں جوان پراگندہ مضامین کا جامع ہوں ، میرا اعتقاد بھی امام ابوحنیفہ کی جناب میں یہی ہے کہ انہوں نے عمداً حدیث کا خلاف نہیں کیا ۔ جو ہوا بسبب نہ پہنچنے احادیث کے ہوا ۔ پس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو علماء سے توافق عطا فرمایا اوران کی مخالفت سے بچایا)۔

اور شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے کتاب اکمال فی اسماء الرجال میں بعد ذکر مناقب ابوحنیفہؒ کے (کہ انہوں نے قضا قبول نہ کی اور اپنی جان دے دی اور دنیا سے نفرت کی اور وہ چوبی ستون میں تقریر کریں تو اس کو سونے کا بنادیں وغیرہ) فرمایا ہے ۔

الغر ض بایراد ذکره فی الکتا ب و ان لم یرو عنه حد یث التبر ك؟ بعلو مر تبه و وفور علمه (آپ کا ذکر اس کتاب میں تبرکاً ہے ورنہ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے ۔یعنی مشکوۃ میں جو صحاح ستہ وغیرہ کا مجموعہ ہے)۔

اور جناب شرح سفر السعات کے صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں :

ولیکن اشتغال وے و یاران وے در جانب فقہ و وضع مسائل و استیعاب اصول وفروع آں غالب افتاد وسلسلہ روایت حدیث از ایشاں کمتر برپا شد نہ آنکہ تمسک واستدلال ایشاں با حادیث نبود ۔ حاشا ۔

اور شیخ عبدالحقؒ نے اس سے پہلے فرمایا ہے : آوردہ اند کہ نزد امام اعظم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صندوقہا بود از صحائف حدیث

اور اس کے پیچھے فرمایا: گفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشاں سماع حدیث کردہ ورائے جمعی از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ سہ صد کس بودند۔ وآنہا کہ از وے روایت سند وے کردہ اند پانصد کس اند۔ ومجموع استاداں وے درعلم چہار ہزار کس اند۔

یہ باتیں اگر ثبوت کو پہنچیں تو ہم کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں بلکہ چشم ما روشن دل ما شاد۔ ولیکن آوردہ اند و گفتہ اند والی مجہول نقلیں جن کا ناقل معلوم نہ ہو ثقہ ہے یا کوئی کاذب لائق اعتماد نہیں ہوتیں خصوصاً جس حالت میں کہ ان کا خلاف ثقات مقبولین سے ہو۔ دیکھو نقل دوم کا خلاف خود شیخ صاحب نے کتاب اکمال میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی اصحاب سے روایت حدیث نہیں کی:

حيث قال بعد ذكر الصحابة الذين ادرك ابو حنيفه زمانهم مانصه و لم يلق احداً منهم و لا اخذ عنهم۔

اور ملا علی قاریؒ نے شرح نخبہ میں کہا ہے: ان المعتمد ان لا رواية للامام عن احدٍ من الصحابة

ایسا ہی بعینہ محمد اکرم حنفیؒ نے امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں سخاویؒ سے نقل کیا ہے۔ پھر اب اس نقل دوم کو جس میں امام صاحب کے ایک جماعت صحابہ سے شاگردی کا دعوی ہے کیونکر صحیح مانا جاوے۔ اسی واسطے مجدد العلم فی ہذا الاوان مولانا صدیق حسن خان نے کتاب اتحاف النبلاء صفحہ ۴۲۳۔۴۲۴ میں اس نقل وادعا کو رد کر دیا ہے اور ان عمدہ لفظوں سے اس مطلب کو ادا فرمایا:

ولہذا جمعے از اہلحدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے درحدیث مزجاۃ ست (یعنی قلیل) وآنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وے بچہار ہزار کس میرسد محتاج سندست واز اثر ہمیں مبالغہ ہاست کہ خطیب وابن جوزی وغیرہما بروے طعن کردہ اندو ابونعیم درحلیہ ذکر او نمودہ۔

اور مطلب اس کے جملہ اخیرہ کا یہ ہے کہ ان لوگوں نے جھوٹ بنا بنا کر امام کو محل اعتراض خلائق بنا دیا۔ اور ہدف سہام طعن و ملام کیا۔ ان کے حال پر یہ مصرعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب صادق آتا ہے: بدنام کنندہ ءنکونا می چند۔

ایسے ہی نقل اول لائق قبول نہیں۔ بھلا اگر صندوق کتابوں حدیث کے ان کے پاس ہوتے تو کسی کے پاس انکے اتباع سے نہ پہنچتے؟ کیا ان سب کو کیڑا کھا گیا۔ یاوہ دریا بردہ ہوگئی، یا وہ امام قشیری کے صندوق کے ساتھ دریا میں ڈال کر خواجہ خضر کے پاس رکھی گئی تاکہ جب عیسیٰؑ قیامت کے قریب نزول فرمائیں تو ان کو دستورالعمل بنائیں جس کا قصہ طحطاویؒ نے شرح درالمختار صفحہ ۵۵ میں بعض جہلا حنفیہ سے نقل کیا ہے ۔اوراس کو بوجہ عدیدہ باطل کیا۔اوراس کی ابتداء میں کہا ہے:

والذی ینبغی للطا ئفة الحنفیة ان لا یتکلموا بهذه ا لا لفا ظ فانها مو جبة للتکلم فیهم بل ان بعض الحمقی یسبو ن ا لا مام و ینفو ن عنه الا جتهاد

(ترجمہ۔طائفہ حنفیہ کو لائق ہے کہ ایسے الفاظ وہم انداز نہ بولیں کیونکہ وہ لوگوں کے برا کہنے کا سبب ہوتے ہیں بلکہ بعض احمق امام کو گالیاں دینگے اوران کے اجتہاد کو مٹائیں گے)

وہ صندوق کہیں ہونے لگا تو ان کا اثر کہیں ہدایہ شرح وقایہ میں بھی پایا جاتا ۔اورطحاویؒ یا عینیؒ یا ابن الہمامؒ ہی اس سے نقل لاتا۔اگر کوئی اعتراض کرے کہ عرب میں حنفی مذہب کی بہت کتابیں ہیں جن میں حدیثوں سے استدلال ہے۔خصوصاً برہان شرح مواہب الرحمٰن ۔ چنانچہ شیخ عبدالحق نے شرح سفرالسعادت میں فرمایا ہے:

نظر درکتب حنفیہ کہ در دیارعرب مشہورست باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواہب الرحمٰن کتابیست دریں مذہب شارح اوالتزام کردہ کہ دلیل از آیت قرآن واحادیث صحیحین بیارد۔

پس کیا عجب ہے کہ اس صندوق کی حدیثیں انہی کتابوں میں ہوں۔

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات کہ اگر پچھلے زمانہ میں (جس میں عرب وعجم میں زمین وآسمان کا فرق معلوم ہوتا تھا اورادھر سے ادھر برسوں میں کوئی جاتا اور وہاں سے یہاں سالوں تک کوئی خبر نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ کوئی کتاب یا خط۔ایک حج کرنے کے واسطے سالوں کے سال لگ جاتے اورلوگ حج سے پھر آنے کو نئی دنیا سے پھر آنا سمجھتے) کوئی کہتا تو لوگ مان بھی لیتے اوراس پر ایمان لے آتے، ولیکن اس زمانے میں جس میں مشرق سے مغرب تک کی خبریں وکتابیں ادھر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ادھر اور ادھر کی ادھر پہنچتی ہیں (مثلاً لاہور سے مکہ شریف پندرہ سولہ دن میں پہنچ جاتے ہیں، اور اندلس وقسطنطنیہ و بلغار وحرمین کی کتابیں لاہور بیٹھے بیٹھے مل جاتی ہیں) یہ باتیں کون سنتا ہے، اور ان کو بجز بھولا پن کوئی کیا خیال کرسکتا ہے۔ وہ کون سی کتاب کتب موجودہ ہندوستان سے فائق ہے جو عرب میں ہے، اور وہ اصل یا اس سے نقل ہندوستان میں پائی نہیں جاتی۔ کوئی ایک کتاب ایسی فائق بتلا دے تو اس عاجز سے سو روپیہ انعام پاوے۔ وہی برہان شرح مواہب الرحمٰن (جس پر شیخ عبدالحق دہلوی فخر کر رہے ہیں) سو میری نظر سے گذر چکی ہے اور اس وقت میرے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ اس میں بھی کوئی بات بڑھ کر عینیؒ و ابن الہمامؒ بلکہ اس کے شاگرد حلبی سے نہیں ہے۔ اور نہ ان صندوقوں کی احادیث سے اس میں اثر۔

الحاصل یہ باتیں ان حضرات کی پرانے زمانے کے ناواقفوں کو ڈرانے اور معتقد بنانے کے لئے ہیں۔ صحت و واقعیت سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔ عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدونؒ نے اپنی تاریخ (جسکا قلمی نسخہ میری نظر سے گذرا ہے) کہا ہے:

اعلم ان الآ ئمة المجتهدين نفا و توا فی ا لا كثار من هذه الصنا عة و الاقلا ل فا بوا حنيفه يقا ل بلغت روا يته الى سبعة عشر حد يثاً او نحو ها و ما لكانما صح عنده ما فی كتاب المو طا و غا يتها ثلا ثة ما ة حد يث و نحو ها۔ و احمد بن حنبل فی مسنده خمسو ن الف حد يث و لكل ما اداه اليه اجتهاده (ترجمہ: تو جان لے کہ آئمہ مجتہدین حدیث کی قلت و کثرت میں متفاوت تھی۔ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی روایتیں حدیث کی سترہ ہوئیں یا اس کی مثل۔ اور مالکؒ کے نزدیک وہی حدیثیں صحت کو پہنچیں جو موطا میں ہیں اور وہ نہایت تین سو ہیں یا مثل اس کی۔ اور احمد بن حنبلؒ کی مسند میں پچاس ہزار حدیثیں ہیں جو ان کے اجتہاد نے بہم پہنچائی ہیں)۔

پھر جملہ اخیرہ کی تفصیل کی ہے اور کہا ہے کہ جس نے شرط روایت حدیث میں تشدد کیا اس کی حدیثیں کم ہوئیں جس نے توسع و تساہل کیا اس کی زیادہ۔ امام ابو حنیفہؒ کی شرط میں تشدد تھا اس لئے ان کی حدیثیں کم ہوئیں، نہ یہ کہ انہوں نے عمداً روایت حدیث کو ترک کر دیا۔ اور محدثین کے شروط میں توسع ہوا تو ان کی احادیث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت کو پہنچ گئیں۔ ھذا کلا م ابن خلدو ن الحضر می

راقم (محمد حسین بٹالوی) کہتا ہے کہ یہ تو ہم بھی نہیں کہتے کہ امام نے عمداً روایت حدیث کو ترک کر دیا ہے اور احادیث صحیحہ کے موجود ہوتے ان سے منہ پھیر لیا ہے و لیکن یہ بات کہ قلت ان کی حدیث کی تشدد شروط کے سبب سے ہے، خلاف واقع معلوم ہوتی ہے۔ اور واقع اور مشاہدہ کا اس میں فتوی یہ ہے کہ یہ قلت حدیث بسبب پراگندہ ہونے حدیث کے ان کے زمانہ میں شہروں اور بستیوں میں سفر نہ کرنے امام کے ان کی طلب میں واقع ہوئی ہے (جیسا کہ امام شعرانی اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے کہا ہے) یا بسبب مشغول ہونے امام کے وضع اصول و ترتیب مسائل اجتہادیہ میں (جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی نے فرمایا ہے) اور اکثر شروط روایت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے متبعین مذہب کو ہم دیکھتے ہیں تو ان میں بہ نسبت شروط آئمہ محدثین کے بدرجہا تساہل و توسع و ضعف پاتے ہیں۔ اور شروط محدثین میں ان کی نسبت تشدد و قوت۔ اگر اس مطلب کی اس جگہ تفصیل کرنی چاہوں تو اس کے لئے ایک ضخیم جلد بکار ہے۔ اس لئے بطور نمونہ دو تین مثالوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں اور بقیہ تفصیل کو کسی اور موقع پر حوالہ کرتا ہوں۔

۱۔ آپ حدیث مرسل کو (جس کو تابعی آنحضرت ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کا یا جس سے اس نے سنی ہے نام نہ لے) حجت سمجھتے اور قبول کرتے۔ محدثین اور جمہور علماء اس کو لائق سند نہیں جانتے۔ وہ کہتے ہیں معلوم نہیں جس راوی کا اس تابعی نے نام نہیں لیا وہ کون ثقہ ہے۔ ثقہ ہے اگر صحابی فرض کیا جائے، یا غیر ثقہ چنانچہ پچھلوں میں ایسے بھی ہوئے ہیں۔ دیکھو شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۳۹۔ مسلّم الثبوت۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۲ مع الشرح۔ احکام الاحکام ابوالحسن آمدی۔ شرح مختصر الاصول۔ شرح مغنی۔ تلویح توضیح۔ شرح سفر السعادت میں عبارت ہر ایک کتاب کی بعینہا نقل کرتا، یہ سبھی کتابیں بحمد اللہ میرے پاس موجود ہیں ولیکن بخوف طوالت مجرد حوالہ پر اکتفا کیا گیا۔

۲۔ آپ حدیث مدلّس کو (جو اپنے ہم عصر راوی سے اس حدیث کو روایت کرے جو اس سے نہ سنی ہو) اور وہم یوں ڈالے کہ سنی ہوئی ہے) قبول کرتے اور اس کو لائق عمل سمجھتے اور محدثین اس کو مردود سمجھتے ہیں۔ اور جب تک کہ مدلس ثقہ کے سماع اس راوی سے ثابت نہ ہو اور وہ صاف نہ کہدے کہ میں نے یہ حدیث اس راوی سے سنی ہے ہرگز قبول نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ دیکھو مقدمہ شرح مسلم صفحہ ۱۰۔ شرح نخبہ صفحہ ۴۰۔ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۷۔ اصول فخر الاسلام بزدوی، جو جملہ کتب اصول فقہ کی جڑھ ہے۔

۳۔ آپ حدیث مستور (جس کے عادل ہونے پر کسی کی نص وشہادت نہ پائی جائے) قبول رکھتے اور محدثین اس کو بجز تحقیق حال عدالت راوی نہیں مانتے۔ وجیہ الدین علوی نے شرح شرح نخبہ میں اور اصولین حنفیہ نے اصول فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے عذر کیا کہ انہوں نے ابتدائے اسلام میں مستور راوی کی حدیث کو قبول کیا ہے، جن میں غالب عدالت تھی۔ میں کہتا ہوں یہ عذر بھی نکما ہے اس لئے کہ زمانہ تابعین ہی میں فسق و بدعت پھیل گیا تھا۔ اکثر فرقہ مبتدعہ خوارج معتزلہ جہمی قدری جبری وغیرہ تابعین کے قرن میں ظاہر ہو چکے تھے چنانچہ ناظرین سیر و تواریخ پر مخفی نہیں اگرچہ بعد اس کے یوماً فیوماً ترقی ہوتی گئی۔ بہر حال امام ابوحنیفہؒ نے ایسا زمانہ کوئی نہیں پایا جس میں لوگوں میں فسق و بدعت نہ پایا گیا۔ پس ماننا ان کا حدیث مستور کو بنا برحسن ظنی بے اصل کے ہوا۔ دیکھو شرح نخبہ صفحہ ۶۰۔ اور تمام کتب اصول فقہ جن کا نام نمبر اول کے ذیل میں گذرا۔

اب انصاف سے کہنا چاہیے کہ آیا شروط امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اتباع میں تساہل ہے یا شروط محدثین میں۔ بعد مراجعت کتب مذکورہ کے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ شروط ابوحنیفہؒ میں تشدد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلدونؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے شروط و اصول پر اطلاع نہیں ہوئی۔ بالجملہ ان تحقیقات وتصریحات سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کو احادیث کم پہنچی ہیں اور مخفی بہت رہی ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ تعالی اس پرچہ میں یوماً فیوماً ہوتی رہے گی۔

اب میں اس ذنابہ کو ختم کرتا ہوں جس کے اختتام سے مقصد اول کا اتمام ہو اور مقصد ثانی کا شروع عمل میں آوے۔

مقصد ثانی

بیان میں ان آثار کے جن سے فہم صحابہ کا حجت ومستند نہ ہونا اور ان کے اقوال وافعال پر جو ان کی مجرد رائے وفہم پر مبنی معلوم ہوئے اور صحابہ وتابعین کا مواخذہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔ اور خود ان کا اپنے ایسے اقوال پر مصر نہ رہنا بلکہ بعد علم دلیل ان سے رجوع ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوۃ کو قتل کرنا شروع کیا تو حضرت عمر فاروقؓ ان پر معترض ہوئے اور کہا:

کیف نقاتل الناس و قد قال رسول الله امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الّا الله و ان محمدا رسول الله

(یعنی تو لوگوں کو کیوں مارتا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہے کہ میں تب تک ماروں جب تک کہ وہ لا اله ا لا الله محمد رسول الله نہ کہیں۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۸۸۔ صحیح مسلم صفحہ ۳۷)

فعل حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کی سمجھ میں بعد میں آ گیا تو اس کو حق کہنے لگے۔ جب تک سمجھ میں نہ آیا معترض رہے۔

قال القسطلانی فی شرح قول عمر فعرفت انه الحق بما ظهر من الدلیل الذی اقامه الصدیق لا انه قلده فی ذلک

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ نے قرآن یکجا لکھوانے کی تجویز کی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان پر معترض ہوئے اور کہا:

کیف تفعل شیئاً لم یفعله رسول الله

(یعنی تم وہ کام کیوں کر کرتے ہو جو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا)۔

جب ان کی سمجھ میں اس کی بہتری آ گئی اور دونوں نے مل کر زیدؓ بن ثابت کو لکھنے پر مامور کیا، تو وہ دونوں پر معترض ہوئے، اور کہا:

کیف تفعلان شیئاً لم یفعله رسول الله ﷺ

(یعنی تم دونوں وہ کام کیوں کر کرتے ہو جو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا)۔ (صحیح بخاری)۔

جو بعد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کا کہنا مان لیا، اور حضرت زید بن ثابتؓ نے دونوں کا، تو وہ اپنی اپنی سمجھ میں آ جانے سے تھا، نہ محض ان کے کہنے سے۔ چنانچہ ان کا یہ قول حتی شرح الله صدری۔ اس پر نص ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ دوازدہم ۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۶ ۔ اپریل ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون اشتہار مجریہ ۱۹ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ۔ من جانب ابوسعید محمد حسین لاہوری)

۳ ۔ آپ نے جب ابوموسیٰؓ کو تین دفعہ اذن لے کر پھر جانے پر ڈانٹا ہے (جس کا ذکر مخفیات عمرؓ ۳ میں گذرا) تو ابوسعید خدریؓ آپ پر معترض ہوئے اور بولے:

یا ابن الخطا ب لا تکو نن عذا باً علی اصحا ب رسو ل اللہ ﷺ

(اے خطاب کے بیٹے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کو دکھ نہ دے)(مسلم جلد ۲ ص ۲۱۱)

اگر چہ حضرت عمرؓ نے اپنی خفگی کی وجہ بتلائی کہ میں نے تحقیق حدیث چاہیے تھی ولیکن چونکہ ابوسعیدؓ کے سمجھ میں وہ خفگی بے وجہ تھی اس لئے وہ اعتراض سے نہ ٹلے ۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حدیث سن کر افسوس کیا اور اس کی طرف رجوع فرمایا اور مان لیا ۔

۴ ۔ آپؓ نے ملک شام میں وبا پڑنے کی خبر سن کر سرغ مقام سے واپسی کا ارادہ کیا، تو ابوعبیدہؓ بن جراح آپ پر معترض ہوئے اور بولے:

افرارا من قدر اللہ

(یعنی تقدیر سے بھاگ کر لوٹتے ہو)۔(صحیح مسلم صفحہ ۲۹۹)۔

اگر چہ حضرت عمر فاروقؓ نے اعتراض ابوعبیدہؓ کو بوجہ معقول رد کیا اور کہا:

نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ

(یعنی ہم تقدیر سے بھاگتے ہیں تو جاتے بھی اسی کی طرف ہیں)۔

ولیکن مقصود نقل اس اعتراض سے یہ ہے کہ ابوعبیدہؓ نے فہم فاروق کو حجت نہ سمجھا تو اعتراض کر دیا ۔ ہمارا ان جملہ اعتراضات کے نقل سے یہ ادعا نہیں کہ جو اعتراضات انہوں نے آپس میں کئے ہیں وہ سب واقع میں بھی صحیح ہیں ۔

۵ ۔ آپ نے تمتع سے (حج وعمرہ کے درمیان احرام کو کھول دینا) منع کیا تو آپ کے فرزند عبداللہؓ نے نہ مانا اور ایک شام کے باشندہ کو جواز کا فتوی دیا ۔ اس نے کہا تمہارا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باپ (عمرؓ) تو منع کرتا تھا۔ اس کے جواب میں بولے:

ارأیت ان کان ابی نہی عنہا و صنعہا رسول اللہ ﷺ امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ ﷺ

(یعنی بتلا تو اگر میرے باپ نے اس سے منع کیا ہو اور آنحضرت ﷺ نے یہ کام کیا ہو تو میرے باپ کا کہا مانا جاوے گا یا آنحضرت ﷺ کا ارشاد)۔

سنن ترمذی صفحہ ۱۰۷۔ ملخص طبقات ذہبی

ایسا ہی حضرت عمرانؓ بن حصین صحابی آپ پر معترض ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمتع کیا اور قرآن میں بھی اس کا حکم آیا۔ پھر کوئی آیت اس کی ناسخ نازل نہیں ہوئی۔ اور نہ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع کیا۔ جب آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی تو ایک آدمی (حضرت عمر فاروقؓ) اپنی رائے سے اس سے منع کرنے لگا (صحیح بخاری۔ ص ۲۱۳۔ صحیح مسلم۔ ص ۴۰۳)

۶۔ آپ نے زیادتی مہر سے منع کیا تو ایک بڑھیا عورت آپ پر معترض ہوئی

۷۔ آپ نے ایک عورت کو چھ مہینے کا بچہ جننے پر حکم حد زنا کا دیا، حضرت علیؓ آپ پر معترض ہے۔ نمبر ۶، ۷ کا ذکر مقدمہ میں گذر گیا۔

۸۔ حضرت عثمانؓ نے آنحضرت ﷺ کی مسجد میں عمارت قدیم پر زیادتی و تکلف کیا تو بہت لوگ آپ پر معترض ہوئے۔ پس آپ نے ان کے جواب میں کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جو کوئی خدا کے لئے مسجد بنا دے تو بہشت میں اس کیلئے ویسا ہی گھر بنتا ہے۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۴۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۰۱)

۹۔ آپ نے بھی تمتع سے حضرت عمرؓ کی طرح منع کیا تو حضرت علیؓ آپ پر معترض ہوئے۔ اور مقام عسفان میں آپ کے ساتھ خوب جھگڑے۔ حضرت عثمانؓ نے ہر چند کہا کہ مجھے آپ چھوڑ دو (یعنی جو میں کہوں کہنے دو) آپ نے کہا میں نہیں چھوڑ سکتا (یعنی جو میں کہتا ہوں سو کہوں گا) آخر ان کی مخالفت کی اور خود تمتع کا احرام باندھا اور کہا میں کسی کے کہنے سے آنحضرت ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑتا (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ صحیح بخاری صفحہ ۱۲۱)

قال النووی فی الشرح فیہ اشاعۃ العلم و مناظرۃ و لاۃ الامور و غیرہم فی تحقیقہ و وجوب مناصحۃ المسلم فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك ۔

(ترجمہ: حضرت علیؓ کی گفتگو میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں، علم کو پھیلانا ظاہرنا اور حاکموں سے علم کی تحقیق میں جھگڑنا اور نصیحت مسلمان کا واجب ہونا)۔

۱۰۔ حضرت علیؓ نے مرتدوں کو جلایا تو حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اس پر معترض ہوئے آپ نے ان کا اعتراض سن کر کہا کہ ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔(صحیح بخاری صفحہ ۴۲۳۔سنن ترمذی صفحہ ۱۸۹)۔ عبارت اس کی نمبر ۴ مخفیات علیؓ میں گزری۔

۱۱۔عبد اللہ بن عباسؓ نے چاندی کی چاندی سے بیع کمی بیشی کے ساتھ جائز کر دی تو ابو سعید خدریؓ آپ پر معترض ہوئے اور کہنے لگے تم نے یہ بات آنحضرت ﷺ سے سنی ہے یا قرآن میں پائی ہے۔صحیح بخاری صفحہ ۲۹۱۔آپ نے ابوسعیدؓ کے اعتراض کو مان لیا اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ چنانچہ نمبر ۴ مخفیات ابن عباسؓ میں گذرا۔

۱۲۔آپ نے ایک شخص کو فتوی دیا کہ حاجی کو طواف قدوم (مکہ جاتے ہی طواف کرنا) نہیں چاہیے۔ مستفتی نے نہ مانا اور حضرت ابن عمرؓ سے فتوی لیا کہ طواف کرنا چاہیے۔صحیح مسلم مع شرح صفحہ ۵۰۵۔حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے سائل کو کہا کہ اگر تو سچا ہے یعنی اسلام و اتباع نبوی میں تو آنحضرت ﷺ کی سنت کے سامنے کسی کی سنت کی طرف نہ جا۔

۱۳۔آپ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے محرم ہو کر میمونہؓ سے نکاح کیا تو حضرت سعیدؓ بن مسیّب نے آپ کو منسوب بوہم کیا اور کہا:

و هم ابن عباس فی تز و یج میمو نه و هو حلا ل

(یعنی ابن عباس کو وہم ہو گیا اس روایت میں کہ آنحضرت ﷺ نے میمونہ سے محرم ہو کر نکاح کیا ہے۔سنن ابوداؤد۔ص ۲۵۴)

ابن عباسؓ کی روایت کی تاویل و محمل صحیح بھی ہے۔ چنانچہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ولیکن نقل قول سعید سے یہ مقصود ہے کہ وہ لوگ فہم صحابی کو نہ مانتے اور ان کا وہم کرنا اور بھول جانا تجویز کرتے۔آگے ان کی تجویز درست ہو خواہ نادرست۔

۱۴۔حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے عدم جواز تیمّم کا جنبی کے واسطے فتوی دیا تو حضرت ابو موسی اشعریؓ ان پر معترض ہوئے اور حدیث عمارؓ سے ان کا معارضہ کیا۔(صحیح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری صفحہ ۵۰۔ اس کا ذکر مخفیات ابن مسعودؓ میں گذرا)

۱۵۔ آپ نے ابتداء متعہ کو حلال طیب کہا ہے۔ پھر جب اس کا نسخ پہنچا تو اپنے قول سے رجوع کیا۔ (شرح مسلم صفحہ ۴۵۱۔ اس کا ذکر مخفیات ابن مسعود میں گذرا)۔

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عمروؓ نے عدم جواز غسل عورت بدون کھولنے بالوں کے فتوی دیا تو بی بی عائشہؓ آپ پر معترض ہوئیں (مسلم صفحہ ۱۵۰۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۷)۔، حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت ابن عمرؓ ہے اور صحیح مسلم میں ابن عمروؓ ہے۔ اس کا ذکر مخفیات ابن عمر میں گذرا۔

۱۷۔ ابو ہریرہؓ نے فتوی دیا کہ روزہ دار جنبی ہو کر صباح کرے تو اس کا روزہ نہیں، تو عبدالرحمٰنؓ بن حارث نے نہ مانا اور بی بی عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا۔ جب انہوں نے درست ہونے میں حدیث سنائی، تو حضرت ابو ہریرہؓ اس کو مان گئے اور اپنا قول چھوڑ دیا۔ (مسلم صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ اس کا ذکر مخفیات ابو ہریرہؓ میں گذرا)۔

۱۸۔ ابوموسی اشعریؓ نے فتوی دیا کہ بہن کا حصہ بیٹے اور پوتے کے ساتھ نصف ہے تو ابن مسعودؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر میں یہ فتوی دوں تو گمراہ ہوں۔ پھر صحیح فتوی بتلایا کہ بیٹی کا نصف اور پوتے کا چھٹا حصہ۔ باقی بہن کا۔ تب ابوموسی اشعری نے مان لیا۔ (بخاری۔ صفحہ ۹۹۷۔ اس کا ذکر مخفیات ابوموسیؓ میں گذرا)۔

۱۹۔ آپ شیشے میں پیشاب کرتے تو حضرت حذیفہؓ آپ پر معترض ہوئے۔ (بخاری مع الہامش، ص ۳۶۔ اس کا ذکر مخفیات ابوموسیؓ میں گذرا)

۲۰۔ مسورؓ بن مخرمہ نے محرم کے لئے سر دھونے کو ناجائز کہا، تو ابن عباسؓ ان پر معترض ہوئے اور ان کے قول پر ابو ایوب انصاریؓ نے حدیث سے شہادت دی۔ جب مسور کو وہ شہادت پہنچی تو اپنے قول سے رجوع کیا۔ اور ابن عباسؓ سے کہا

لا اما ر يك ابداً۔ ای لا اجا دلك یعنی میں تم سے پھر کبھی نہ جھگڑوں گا۔

حدیث بخاری میں ہے اور یہ قول مسورؓ زرقانی صفحہ ۱۴۵ جلد ۲ اور قسطلانی جلد ۳ صفحہ ۳۵۷ پر۔

زرقانیؒ نے امام ابن عبدالبرؒ سے نقل کیا ہے کہ اس قصہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کا جب آپس میں اختلاف ہو تو ان کا قول دوسرے پر بلا دلیل حجت نہیں۔ اور یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ثابت ہوا کہ حدیث اصحابی کالنجوم ... الخ ، کا محل وہ ہے جو صحابی آنحضرت ﷺ سے نقل کرے، نہ وہ جو اپنی اجتہاد ورائے سے کہے۔ چنانچہ مزنی وغیرہ اہل نظر نے کہا ہے۔ ورنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی کہہ دیتے کہ تو بھی ستارہ ہے میں بھی ستارہ ہوں، جس کا کسی نے اقتدا کیا اس نے راہ پایا، اور محتاج دلیل وسند کا نہ ہوا۔

راقم کہتا ہے کہ یہ قول ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا میری اس بات کی تائید کرتا ہے جو میں نے ضمیمہ نمبر اول و دوم ۱۸۷۷ء میں اس حدیث کو صحیح مان کر بطور تنزل کہی ہے اور سچ پوچھو تو یہ حدیث موضوع ہے اور اس کے ضعف میں کسی کو جائے کلام نہیں ہے۔

۲۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جب تمتع سے منع کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص معترض ہوئے اور بولے:

فعلناها وهذا يومئذ كافر بالعرش

(یعنی ہم نے تمتع اس دن کیا تھا جس دن یہ مکہ میں کافر بیٹھا تھا (یعنی حدیبیہ کے دن آنحضرت ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تھا) (صحیح مسلم۔ص ۴۰۲ سطر ۱۰)

(اس حدیث میں مذکور واقعہ بھی مخفیات امیر معاویہ میں شمار ہوسکتا ہے۔ بہاء

انّ عبادةبن الصامت الانصاری، النقیب، صاحِب رسول الله، غزا مع معاوية ارض الرّوم ، فنظر الى النّاس و هم يتبايعون كِسر الذّهبِ بالدّنانير ، و كِسر الفضّةِ بالدراهم ، فقال : يا ايّها الناس! انّكم تأكلون الرباء، سمعت رسول الله ﷺ يقول : لا تبتاعوا الذهب بالذهب الّا مثلاً بمثلٍ ، لا زيادة بينهما و لا نظِرة۔ فقال له معاوية: يا ابا الوليد ! لا ارى الرّبا فى هذا الّا ما كان من نظِرةٍ۔ فقال عبادة : احدّثك عن رسول الله ﷺ و تحدّثنى عن رأيك ! لئن اخرجنى الله لا اساكنك بأرض لك علىّ فيها اِمرة۔ فلما قفل لحِق بالمدينة، فقال له عمر بن الخطاب: ما اقدمك يا ابا الوليد؟ فقصّ عليه القِصّة ، و ما قال من مساكنتِهِ، فقال : ارجع يا ابا الوليد ! الى ارضك، فقبّح الله ارضاً لست فيها و امثالك ، و كتب الى معاوية: لا اِمرة لك عليه و احملِ الناس على ما قال ، فانّه هو الامر ۔سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸)

۲۲۔ انہوں نے صدقۃ الفطر میں اپنی رائے لگائی کہ ایک صاع کھجور کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلے نصف صاع گیہوں ہونی چاہیے۔ تو ابوسعید خدریؓ نے وہ رائے نہ مانی اور کہا
لا اخرج فیها الا الذی کنت اخرج فی عهد رسول الله صاعاً
من تمر (میں تو وہی نکالوں گا جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نکالتا رہا، ایک صاع کھجور کا۔
الخ)۔ صحیح بخاری۔ ص ۲۰۴۔ صحیح مسلم ص ۳۱۸۔ سنن ابوداؤد۔ ص ۲۲۷۔ جامع ترمذی۔
ص ۸۹۔ سنن ابن ماجہ۔ ص ۳۲۲)۔

صاع ایک پیمانے کا نام ہے جس میں تقریباً اڑھائی سیر انگریزی گیہوں آتے ہیں اور یہی صاع ہر قسم کے طعام سے صدقہ دینا لازم ہے اور جو امام ابوحنیفہؒ نے گیہوں سے نصف صاع تجویز کیا ہے اس میں ان کا بجز امیر معاویہؓ کوئی پیشوا نہیں ہے اور نہ کوئی حدیث صحیح نصف صاع میں ثابت ہے۔ تفصیل اس کی انشاء اللہ کسی موقع میں ہوگی۔

۲۳۔ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لینا اور اپنا خلیفہ کرنا تجویز کیا اور ان کے نائب مروان نے ان کے حکم سے مدینہ میں خطبہ کیا کہ امیر المومنین معاویہؓ کی رائے ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کرے ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنت پر۔ تو عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ اس پر معترض ہو کر کہنے لگے کہ یہ تو سنت ہرقل اور قیصر کی ہے۔ ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہیں کیا اور نہ کسی اور کو اپنے گھر والوں میں۔ مروان بولا پکڑو اس کو۔ وہ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں جا چھپے۔ مروان وہاں پہنچا اور حضرت عائشہ سے باتیں کرنے لگا اور بولا یہ (عبدالرحمٰن) وہ ہے جس کے حق میں یہ آیت اتری ہے و الذی قال لوالدیه افٍ لکما اتعداننی ان اخرج .. الخ (احقاف: ۱۷) (یعنی جس نے اپنے ماں باپ کو کہا ہے تم کو تف ہے)... بی بی عائشہ پردہ کی آڑ میں بولیں یہ (مروان) جھوٹ کہتا ہے یہ آیت عبدالرحمٰن کے حق میں نہیں اتری، خدا کی قسم یہ تو فلاں شخص کے حق میں اتری ہے۔ ہاں مروان کے باپ کو آنحضرت ﷺ نے لعنت کی ہے جب یہ اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ سو یہ اس لعنت سے فیض یاب ہوا۔ (بخاری۔ ص ۲۱۵۔ قسطلانی جلد ۷ ص ۳۷۹۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲۔ نسائی، ابن ابی حاتم، اسماعیلی)۔

نمبر ۲۴۔ انہوں نے اپنی رائے سے کہہ دیا کہ آیت:

و الذین یکنزون الذهب و الفضة و لا ینفقونها فی سبیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ فبشر ھم بعذا ب الیم (یعنی جو لوگ چاندی سونا جمع کرتے ہیں اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے ان کو خبر سنا دے دکھ والی مار کی)۔

اہل کتاب کے حق میں اتری ہے تو ابو ذر غفاریؓ ان پر معترض ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں کے حق میں بھی اتری ہے۔ امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس حضرت ابو ذرؓ کی شکائت لکھ بھیجی انہوں نے ابو ذرؓ کو شام سے مدینہ میں بلا لیا۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ صحابی جلیل الشان ہیں۔ بڑے زاہد وصوفی منش مال جمع رکھنے میں ان کا مذہب یہ تھا جو کسی ظریف نے کہا ہے: گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت کعب احبارؓ سے کہا کہ حضرت عبد الرحمٰن فوت ہوئے ہیں اور مال چھوڑ گئے، تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ حضرت کعبؓ بولے اگر اس میں خدا کا حق نکالتا رہا ہے تو اس میں کچھ ڈر نہیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے کعب کو لاٹھی سے مار کر کہا کہ میں نے تو آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہوا ہے کہ اگر پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو تو میں اس کو چھوڑ جانا پسند نہیں کرنا (مشکوۃ۔ص ۱۵۸)

۲۵۔ انہوں نے حضرت امام حسنؑ کی شہادت کو مصیبت نہ سمجھا اور ایک بدبخت کے اس موقع پر یہ کلمہ کہنے پر کہ جمرۃ اطفا ھا اللہ (یعنی یہ امام حسن ایک انگار تھا جس کو خدا نے بجھا دیا)، سے سکوت کیا۔ اور باتوں کا بھی ان پر الزام لگایا جن میں بدوں تجویز اس امر کے کہ آپ نے حدیث کے معنی سمجھنے میں غلطی کی اور اس میں اپنی رائے فاسد لگائی ان کی خلاصی مخالفت نبوی سے ممکن نہیں ہے چنانچہ خالد سے روایت ہے:

قا ل وفد المِقدا م بن معدیکر ب و عمرو بن ا لاسود و ر جل من بنی اسد من اھل قِنّسرین الی معاویۃ بن ابی سفیا ن، فقال معا ویہ للمقدا م: اعلِمت انّ الحسن بن علی تو فی فر جّع المقدا م، فقا ل لہ فلا ن: اتعدّ ھا مصیبۃ۔ فقا ل لہ: و لِم لا اراھا مصیبۃ و قد و ضعہ رسو ل اللہ ﷺ فی حِجرہ، فقا ل ھذا منّی و حسین من علی۔ فقا ل ا لاسدی جمرۃ اطفا ھا اللہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقا ل المقدا م: امّا انا فلا ابر ح اليو م حتی ا غيظك و اسمِعك ما تكره۔ ثمّ قا ل: يامعا و يه! ان انا صدقت فصدّقنی و ان انا كذبت فكذّ بني۔ قا ل افعل۔ قا ل: فا نشد ك با لله! هل سمعت رسو ل الله ﷺ ينهی عن لبس الذ هب۔ قا ل نعم۔ قا ل فانشدك با لله! هل تعلم انّ رسو ل الله ﷺ نهی عن لبس الحرير۔ قا ل نعم۔ قا ل فا نشد ك با لله! هل تعلم ان رسو ل الله ﷺ نهی عن لبس جلود السباع و الر كو ب عليها۔ قا ل نعم ۔ قا ل فو الله لقد ر أيت هذا كلّه فی بيتك يا معا و يه! فقا ل معاويه: قد علمت لن انجو منك يا مقدا م! فامر له معا و ية بما لم يأمر لصا حبيه و فر ض لا بنه فی المأتين ففر قها المقدا م علی ا صحا به ، قا ل : ولم يعط ا لا سدیّ احداً شيئاً ممّا ا خذ۔ فبلغ ذلك معا و ية ۔ فقا ل : امّا المقدا م فر جل كر يم بسط يده ، و اما الا سدیّ فر جل حسن الامساك لشيئه ۔(ابو دا ؤد۔ با ب جلود النمور۔ حد يث نمبر ۱۴۳۱) ۔

(تر جمہ: خا لد نے کہا مقدام بن معدی کر ب اور عمرو بن اسود اور ایک آ دمی بنی اسد قبیلے کا معاویہ کے پاس آ ئے۔ معاو یہ نے مقدام سے کہا تو نے جا نا حسن بن علی فوت ہو گئے۔ مقدام نے انا لله و انا اليه را جعو ن پڑ ھا۔ ایک آ دمی (خدا اس سے وہ معاملہ کرے جس کے وہ لائق ہے) بو لا کیا تو اسکو مصیبت سمجھتا ہے مقدام نے کہا کیوں نہ سمجھوں یہ وہ شخص ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے گود میں لیا اور کہا یہ میرا ہے اور حسین حضرت علی کا ۔ اسدی بو لا وہ انگار تھا جس کو خدا نے بجھا دیا ہے۔ مقدام نے (غصہ ہو کر) کہا کہ میں تو یہاں سے نہ ٹلوں گا جب تک تجھے غصہ میں نہ ڈالوں گا اور وہ با تیں نہ سناؤں جو تجھے بر ی لگیں پھر بو لا اے معا و یہ اگر میں سچ کہوں تو میری تصد یق کر و۔ جھوٹ بولوں تو جھٹلا دو۔ اس نے کہا ہاں، ایسا ہی کرونگا ،مقدام نے کہا تجھے خدا کی قسم سے پو چھتا ہوں تو نے آ نحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ وہ سونا پہننے سے منع کرتے معا و یہ بولا ہاں ۔ مقدام نے کہا تجھے خدا کی قسم سے پو چھتا ہوں تو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے ۔ معا و یہ بولا ہاں ۔ مقدام نے کہا تجھ سے خدا کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم سے پوچھتا ہوں آنحضرت ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ معاویہ بولا ہاں۔ مقدام نے کہا یہ سب کچھ اے معاویہ تیرے گھر میں میں نے دیکھا ہے۔ معاویہ بولا میں جان چکا ہوں کہ میں تجھ سے ہرگز چھٹنے نہ پاؤنگا)۔

ذنابۃ المقصد الثانی

یہ چند تمثیلیں مواخذات صحابہ میں نے ذکر کی ہیں جن کو مشتے نمونہ خروار و یکے از ہزار کہا جائے تو بجا ہے۔ رہے مواخذات علماء تابعین و آئمہ مجتہدین سو مستغنی از تفصیل و تمثیل ہیں جس نے کبھی اقوال و مذاہب ان علماء کے کسی کی زبان سے بھی سنا ہوگا گو ان کی کتب کو نہیں دیکھا وہ ان کے مواخذات سے بے خبر نہ ہوگا۔ اور جس نے کسی عالم کی مجلس میں بھی گذر کیا ہوگا اسکے کانوں میں یہ قصہ پہنچ چکا ہوگا کہ ان لوگوں میں سے ایک نے دوسرے کی بہت باتوں کو نہیں مانا اور ان پر مواخذہ کر کے اپنا نیا مذہب نکالا ہے یہاں تک کہ شاگرد استادوں سے جھگڑتے رہے اور ان سے مسائل و مذاہب میں مخالف ہو گئے۔ ایک شخص نے ایک امر کو حلال کہا ہے اور دوسرے نے اس کو حرام۔ ایک نے سنت کہا ہے دوسرے نے مکروہ بلا کلام۔ مثلاً امام اعظم مذہب حنفی کچھ کہتے ہیں اور ان کے شاگرد کچھ، اور ان کے شاگردان شاگرد اور کا اور اور ان سے پچھلے دوسرے طور۔ اسی واسطے مذاہب تابعین و مجتہدین صدہا تک پہنچ گئے اور سب کے سب مذہب واحد پر متفق نہ رہے اگر ایک دوسرے کی بات پر مواخذہ نہ کرتا تو ان سب کا مذہب واحد پر اتفاق ہو جاتا نہ کوئی حنفی کہلاتا، نہ شافعی، نہ یوسفی، نہ حنبلی، سب کے سب محمدی کہلاتے اور اتباع محمدی کو بلا اختلاف اپنا شعار بناتے۔

یہ حال سن کر بھی کسی کو شک رہے اور بدون ذکر مثال اس کی تسکین خاطر نہ ہو تو وہ ذنابہ مقصد اول کو جس کے مخفیات کے ضمن میں بعض مواخذات کا بھی بیان ہو چکا ہے مطالعہ میں لاوے۔ اور اگر کسی کو اس گلزار کی سیر سیر ہو کر مطلوب ہے تو وہ بشرط استعداد علمی کتب خلافیات کا ملاحظہ کرے جیسے فتح القدیر، شرح معانی الآثار، کتب مذہب حنفی، منہاج مذہب شافعی سے مغنی، مذہب حنبلی سے۔ وعلی ہذا القیاس۔ شرح معانی الآثار میں امام ابو جعفر طحاوی نے باوجود اس کے کہ مذہب حنفی کی نصرت میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزعم خود بڑی سعی و جانفشانی کی ہے کما ل قا ل المو لی ا لا جل الشیخ عبد العزیز الد هلوی فی بستا ن المحد ثین۔ پھر جہاں قول..(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر سیزدہم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۱۲ مئی ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

امام ابوحنیفہؒ کو مخالف حدیث پایا ہے اور اس کی نصرت و تائید میں ان سے کچھ بن نہیں آیا تو مواخذہ سے درگذر نہیں کیا اور اس قول کو صاف باطل کہہ دیا ہے (هذا ابو جعفر الطحاوی مع مبا لغةالمفر طة فی نصرة المذ هب اذا تمت الحجة علی ابی حنیفه تراه فی معا نی ا لآ ثار کیف یا تی بکلا م حد ید حتی قا ل فی بعض المو ا ضع قا ل ابو حنیفه باطل ۔ درا سا ت ا للبیب فی اسوة الحسنة با لحبیب) اور کئی مسائل میں امام ابوحنیفہؒ سے مخالفت کی ہے اور اس مخالفت کے باوجود کچھ پرواہ نہیں رکھی۔ دیکھو مسئلہ طلاق نشہ کی حالت میں اور مسئلہ شروع نماز فجر غلس میں۔ یہاں سے طحاویؒ کے اس قول کی تائید نکلتی ہے جو ضمیمہ نمبر ۶، ۱۸۷۷ء میں طحاوی سے نقل ہوا:

او کلما قا ل ابو حنیفه اقلده و لا یقلد ا لا عصبی او غبی (کیا جو کچھ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے میں اس کا مقلد ہوں؟ مقلد تو نہ ہوگا مگر متعصب یا بے عقل)

اور ان سب سے بڑھ کر کتاب محلی ابن حزم ہے جس کے حق میں امام عزالدین بن عبدالسلام (عزالدین وہ شخص ہے جس کے علم و صلاحیت پر اتفاق ہے دیکھو عقد الفرید ملا حسن شرنبالی حنفی کی اس میں کہا ہے: قا ل الشیخ المتفق علی علم و صدقه الشیخ عز الدین بن عبد السلا م .. الخ) کتاب مفتاح کنز الدرایہ میں فرماتے ہیں لا نظیر له فی الاسلا م یعنی کتاب محلی لانظیر اسلام کی کتابوں میں کوئی کتاب فقہ نہیں ہے۔ اس کتاب مستطاب میں امام ابن حزمؒ نے ایک ایک نام لے کر مواخذہ کیا ہے اور جس کا قول خلاف حدیث پایا ہے اس کو ان الفاظ سے رد کر دیا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدق اللہ و رسولہ و کذب فلا ن یسمیہ

(اللہ تعالی اور اس کے رسول نے اس مسئلہ میں سچ فرمایا ہے اور فلاں شخص نے (جن جن کا نام لیتا ہے) جھوٹ بولا ہے)

میں نے ان لوگوں کے ناموں کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ مجمل طعن بلا تفصیل سن کر ہمارے دوست ہم سے نہ الجھیں اصل کتاب کی طرف توجہ فرمائیں گے تو ان کے جرح و طعن کو حق و با دلیل پائیں گے اور حافظ ابن حزمؒ کی اس حق گوئی پر احسان منائیں گے۔

سوال۔ ابن حزمؒ کی سخت زبانی و تیز کلامی مشہور دیار و امصار ہے پس ایسے شخص کے مواخذات کا کیا اعتبار ہے۔ ابن خلکانؒ نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان میں باوجود صفت و ثنا ابن حزمؒ کی بایں الفاظ:

کا ن ابن حزم حا فظاً عا لماً بعلوم الحد یث و فقیھاً مستنبطاً للا حکا م من الکتا ب و السنۃ و کا ن متقناً فی علو م جمۃٍ عاملاً بعلمہ۔

اس کے حق میں کہا ہے کہ اس کی زبان سے کوئی نہیں چھوٹا، اس لئے دلوں کو اس سے نفرت ہوگئی، اور فقہاء کا وہ ہدف (نشانہ بدگوئی) ہوگیا، اور فقہاء اس کے بغض پر مائل ہوئے اور اسکی باتوں کو رد کرنے لگے، اور عام لوگوں کو اسکے پاس جانے سے روک دیا، اور بادشاہوں کو اس کے فتنہ سے ڈرایا، پس سلاطین نے اس کو اپنے پاس سے دور پھینک دیا۔ ابن عریف نے کہا ہے کہ ابن حزمؒ کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار سے کوئی نہیں بچا۔

جواب۔ یہ تیز کلامی و سخت زبانی اس امام عالی مقام کی محض احیاء سنت و اماتت بدعت کی نیت سے ہوئی ہے نہ تعصب و نفسانیت سے جب اس نے فقہاء کو اپنے آئمہ اور اساتذہ کی تقلید پر مقلدین احبار اور رہبان کی طرف معتکف پایا اور ان کی کلام کو مخالف نصوص صریحہ دیکھا تو فرط حمیت سنت سے اس کو برا کہا۔ یہ برا کہنا ایسا ہے جیسے صحابہ رسول اللہ ﷺ امور خلاف حق و سنت دیکھ سن کر ان امور کے مرتکبین کو برملا برا کہتے اور برطبق لا یخا فون لو مۃ لا ئم کسی کی پرواہ نہ رکھتے دیکھو ابن عباسؓ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ذکر ہوا کہ نوف بکالی (ایک عالم تابعی امام اہل دمشق کا نام ہے) کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ وحضرت خضرؑ کے ساتھ ہو چلا تھا، وہ نہیں تھا جو بنی اسرائیل کا نبی تھا۔ تو حضرت ابن عباسؓ سن کر جوش میں آ گئے اور صاف کہہ دیا کذب عدو اللہ یعنی خدا کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔

فعن سعید بن جبیر قال قلت لابن عباس ان نوف البکالی یزعم ان موسی لیس موسی بنی اسرائیل انما ھو موسی آخر فقال کذب عدو اللہ الحدیث رواہ البخاری فی صحیحہ

۲۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کے پاس ایک شخص نے ذکر کیا کہ ابو محمد (شام کا ایک باشندہ) کہتا ہے کہ وتر واجب ہے۔ حضرت عبادہؓ غصے میں آ گئے اور تیز کلام ہو کر بولے: کذب ابو محمد یعنی ابو محمد نے جھوٹ کہا ہے:

فعن ابن محیریز ان رجلاً من بنی کنانة یدعی المخدجی سمع رجلاً بالشام یکنی وابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدجی فرحت الی عبادة بن الصامت فاعترضت له و ھو رائح الی المسجد فاخبرته بالذی قال ابو محمد، قال عبادة کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول خمس صلوٰة کتبھن اللہ تعالی علی العباد۔ الحدیث رواہ مالك فی موطاہ۔

۳۔ حضرت عبداللہؓ بن سلام کے پاس کسی نے ذکر کیا کہ حضرت کعبؓ احبار نے کہا ہے کہ جو ساعت جمعہ کے دن دعا مقبول ہونے کی آئی ہے وہ تمام سال میں ایک دن میں آتی ہے، تو حضرت عبداللہؓ بن سلام غصہ میں آ کر بولے کذب کعب۔ پھر جب ٹھیک بات ان کی طرف سے پہنچی تو بولے صدق کعب:

فعن ابی ھریرہ قال لقیت عبد اللہ بن سلام فحدثته به مجلسی مع کعب الاحبار و ما حدثته فی یوم الجمعة فقلت له قال کعب ذلك فی کل یوم سنة قال عبد اللہ کذب کعب فقلت له ثم قرأ کعب التوراة فقال بل ھی فی کل جمعة فقال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن سلا م صدق کعب ۔ (الحدیث رواہ مالک ص ۲۸ ۔ واصحاب السنن)

خلاصہ ترجمہ ان تینوں حدیثوں کا وہی ہے جو پہلے نقل حدیث کی ہندی (مراد اردو زبان) مضمون میں کیا گیا ہے اس لئے دوبارہ اس کا اعادہ نہیں کیا۔

اور اگر حضرت عمر فاروقؓ کی تیز کلامیاں وسخت گوئیوں کو شمار کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے پس یہ تیز کلامی وسخت زبانی موجب عار وشنار نہ ہو بلکہ عین دین و سنت اخیار جس کو منصفین اس مصرع کا مصداق کہہ سکتے ہیں:

و تلك شكاة ظاهر عنك عارها

یا محمل اس بیت کا:

لا عيب فيهم غير ان سيوفهم
لهن فلول من قراع الكتائب

اتحاف النبلاء میں بعد نقل مضمون تاریخ ابن خلکانؒ کے اس کے جواب میں کہا ہے:

گوئم ایں وقوع او از جہت تصلب ... در اتباع واجتناب از ابتداع بود واکثر آئمہ را مقلد محض یافتہ حامی احبار ورہبان خود دیدہ ورفض سنن ونبذ کتاب اللہ وتمسک بفروع مجتہد فیھا مشاہدہ نمودہ زبان را در ذم ایشاں مطلق ساختہ اگر نیت صالحہ ہمراہ دارد انشاء اللہ تعالی ضررے ازاں بسوئے وے عائد نخواہد شد ولہذا شیخ اکبر در باب ثالث وعشرین و مائتین از فتوحات مکیہ گفتہ:

غا یت الو صلة ان یکو ن الشیء عین ما ظهر و لا یعرف انه هو کما ر أیت النبی ﷺ فی المنا م و قد عا نق ابا محمد بن حز م المحد ث فغا ب الوا حد فی ا لآ خر فلم نر الا وا حداً و هو رسو ل الله ﷺ فهذه غا یة الو صلة و هی المعبر عنها بالا تحا د ۔ و لنعم ما قیل ۔ تو هم و شینا بلیل مزاره ۔ فهّم لیسعی بیناً با لتبا عد ۔ فعا نقه حتی اتحد نا تعا نقاه ۔ فلما اتا نا ما ر أی غیر وا حد ۔ و یقر ب منه ما قیل با لفا رسیة۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبہ وصل بحدیست میاں من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

رز قنا الله من هذه ا لا تحاد نصيباً فى الد نيا و ا لآ خرة

(ترجمہ۔غایت وصال واتحاد دو چیزوں کا یہ ہے کہ ایک شئے دوسری کی عین ہو جائے اور خود نظر نہ آوے جیسے میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ابن حزم محدث کو گلے لگایا۔پس ایک دوسرے میں غائب ہوگیا۔پس بجز (ص ۵۷) ایک آنحضرت ﷺ دوسرے کو نہ دیکھا اور یہ پرلے درجہ کا وصال ہے جس کو اتحاد کہتے ہیں اور کیا اچھا کسی نے نظم میں کہا ہے۔ ہماری چغلی کھانے والے نے ایک رات ہمارے محبوب کا ہمارے پاس آنا خیال کیا۔ یوں اس کوشش میں لگا کہ ہم میں دوری ڈال دے۔سو میں نے اسے گلے لگا لیا یہاں تک کہ ہم دونوں ایک ہو گئے۔پس جب وہ ہمارے پاس آیا تو بجز ایک کے کسی کو نہ دیکھا۔

اور اسی کے قریب ہے جو کسی نے فارسی میں کہا ہے کہ مجھ میں اور تیرے میں ایسا جذبہ وصال ہے کہ رقیب آیا اور اس نے میرا اور تیرا نشان نہ پایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا اتحاد و وصال سے دنیا و آخرت میں حصہ دے (جیسا حافظ ابن حزم کو آنحضرت ﷺ سے ملا)

رہا یہ امر کہ فقہاء نے اس کو ہدف سہام ملام کیا اور عام لوگوں اور سلاطین کو اس کے اتباع سے روک دیا اور سلاطین زمانہ نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا، سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ فقہاء خود ابن حزمؒ کے مدعی علیہ ہیں اور جن پر ابن حزمؒ نے مواخذات کئے ہیں ان کے وہ بھائی بند اور مقلد ہیں۔ جب وہ امام ابن حزمؒ کے مواخذات وعلمی اعتراضات کی جواب دہی سے عاجز آئے تو برا بھلا کہنے سے دلوں کے ارمان نکال گئے اور بزعم خود اپنے پیشواؤں کا بدلہ لینے کی یہ تجویز نکالی کہ چلو علمی جواب تو آتا نہیں گالیوں ہی سے اس کو چور کریں۔ جیسے ہمارے وقت کے مخاطبین جب جواب دہی مسائل سے عاجز آتے ہیں تو سبّ وشتم کے فیر چلاتے ہیں۔ پس ایسے برا کہنے والوں کی بدگوئی کا کیا اعتبار ہے۔ ہاں اگر کوئی ثالث بالخیر برا کہتا وہ جس پر ابن حزمؒ نے اعتراض نہیں کیا اور نہ اس کے امام یا استاد کو کچھ کہا ہے تو بشرط مدلل ہونے اس کی کلام کے اس کا برا کہنا اور لوگوں کو ابن حزمؒ کی طرف سے نفرت دلانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کب لائق لحاظ ہے اور ان سلاطین کا ابن حزمؒ کو اپنے قرب سے ہٹانا کس طرح لائق التفات بادشاہوں کو جس نے ان کی ہوائے نفسانی کے مطابق فتویٰ دیا اس نے جو چاہا کروا لیا جس کو چاہا رسوا کرایا جس کو چاہا انعام دلایا پس یہ بھی انہیں فقہاء اعداء سنت کا کام تھا اور بظاہر بادشاہوں کا نام ایسے لوگوں کے تقرب کے لئے حلال کو حرام بنا دیا اور نماز روزہ انکے لئے معاف کر دیا چنانچہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (جن کو مولوی عبد العلی صاحب لکھنوی شرح مسلّم الثبوت خاتم ولایۃ محمدیہ لکھتے ہیں) فتوحات مکیہ کے تین سو اٹھارویں باب میں ایسے فقہاء کا حال نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

و اعلم انه لما غلبت الا هواء على النفوس و طلبت العلماء المراتب عند الملوك تركوا المتحجه البيضاء و جنحوا الى التاويلات البعيدة ليمشوا اغراض الملوك فيما لهم فيه هوى نفس ليستندوا فى ذلك الى امر شرعى مع كون الفقيه ربما لا يعتقد ذلك و يفتى به و قد رأينا منهم جماعة على هذا من قضاتهم و فقهائهم ولقد اجزنى الملك الظاهر غازى بن الملك الناصر صلاح الدين يوسف بن ايوب و قدوقع بينى و بينه فى مثل هذا كلام فنادى بمملوكٍ فقال جئنى بالجرمدان فقلت ما شان الجرمدان قال انت تنكر ما يجرى فى بلدى و مملكتى من المكرات و الظلم و انا و الله اعتقد ماتعتقد فيه من ان ذلك كله منكر و لكن و الله يا سيدى ما منه منكر الا بفتيا فقيه و خط يده عندى بجواز ذلك فعليهم لعنة الله تعالى و لقد افتانى فقيه و هو فلان و عيّن لى افضل فقيه عنده فى بلده فى الدين و التقشف بانه لا يجب علىّ صوم شهر رمضان هذا بعينه بل يجب علّ شهر فى السنة و الاختيار لى فى اى شهر شئت عن شهور سنة قال السلطان فقلت ؟ فى باطنى و لم اظهر له ذلك و هو فلان فسمّاه لى رحم الله تعالى جميعهم فليعلم ان الشيطان قد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکنه الله تعا لی علی حضرة الخیا ل و جعل له سلطا ن فیها فا ذا رأی الفقیه یمیل الی هوی یعرف انه یر دی عند الله تعا لی ز یّن له سو ء عمله بتا ویل غر یب و یمهد له فیه و جهاً یحسنه له فی نظره و یقو ل له ان الصدر ا لاو ل قد دانوا لله با لرأی و قا س العلماء فی ا لا حکا م و استنبطوا العلل لله شیئاً و طر دوها و حکموا فی المسکوت عنه بما حکموا به فی المنصوص علیه للعلة الجا معة بینهما و العلة من استنبا طه فا ذا مهد له هذا السبیل جنح الی نیل هوا ه و شهو ته بو جه شر عی فی ز عمه فلا یزال هکذا نعمله فی کل ما له او سلطا نه فیه هوی نفسه و یر د الاحادیث النبو یه و یقو ل لو ان هذا الحد یث یکو ن صحیحاً و ان کا ن صحیحاً لو لم یکن خبرا آ خر یعا ر ضه و هو نا سخ له لقا ل به الشا فعی ا ن کا ن هذا الفقیه شا فعیاً او لقا ل به ابو حنیفه ان کان الر جل حنفیاً و هکذا اقوا ل اتباع ا لآ ئمة کلهم و یروو ن الحد یث والا خذ به مضلا و ان الواجب علیهم تقلید هؤلا ء ا لآ ئمة و امثا لهم فیما حکموا به اان عا رضت اقوا لهم الاخبار النبو یة فا لا لی الر جوع الی اقا و یلهم و تر ک ا لاخذ بالا خبار و الکتا ب فا ذا قلت لهم قد رو ینا عن الشا فعی انه قا ل اذا اتا کم الحد یث یعا ر ض قولی فا ضر بوا بقو لی الحائط و خذوا بالحد یث فا ن مذهبی الحد یث و قد رو یناه عن ابی حنیفه انه قا ل لاصحابه حرا م علی کل من افتی بکلا می ما لم یعرف د لیل و ما روینا شیئاً من هذا عن ابی حنیفه ا لا من طر یق الحنفیین و کذا لك الما لك الما لکیه و الحنا بله فا ذا ضایقتهم فی مجا ل هذا الکلا م هر بوا و سکتوا و قد جر ی لما هذا معهم مرا راً با لمغر ب و المشرق فما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منهم ا حد على مذ هب من يز عم انه على مذ هب نقل نسخ الشر يعة با لا هواء و ان كانت ا لا خبار الصحا ح مو جو دة مسطرة فى الكتب الصحاح و اسماء الرواة فى كتب التوا ر يخ معلو مة با لجر ح و التعديل مضبو طة و الا سا نيد محفوظة مصئو نة من التغير و التبديل و لكن اذا تر ك العمل بها واشتغل الناس با لرأى و دا نعوا انفسهم نقبادى المتقد مين مع معا ر ضة ا لا خبار الصحا ح لها فلا فر ق بين عد مها و و جو د ها اذ لم يبق لها حكم عند هم و اى نسخ اعظم من هذا و اذا قلت لا حد هم فى ذلك يقو ل لك هو المذ هب و هو الله كاذب فا ن صا حب المذ هب قا ل لما عا ر ض الخبر كلا مى فخذ بالحد يث فلو انصف لكا ن على مذ هب الشا فعى من ترك الكلا م الشا فعى للحد يث المعا ر ض له فا لله تعا لى ياخذ بيد الجميع ۔

(تر جمہ: تو جان لے کہ نفسوں پر ہوا غالب ہوتی ہے اور علماء بادشاہوں کے پاس مراتب طلب کرتے ہیں تو شریعت کا روشن راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعید تاویلوں کی طرف مائل ہوتے ہیں کہ بادشاہوں کی غرضیں چلائیں جن میں ان کے نفسوں کی خواہشیں ہوں اس میں شرعی سند لے کر باوجود اس کے کہ فقیہہ کو خود اس کا اعتقاد نہیں ہوتا پر وہ بادشاہوں کی خاطر فتوی دیتا ہے اور میں نے ان میں جماعت فقہاء اور قاضیوں کو دیکھا ہے اور مجھے بادشاہ غازی ظاہر بن صلاح الدین یوسف بن ایوب نے خبر دی اور میری اس سے اس باب میں کلام ہوئی۔ پس اس نے اپنے غلام کو بلایا اور حکم دیا اور حکم دیا جرمدان (جرمدان چرمدان کا معرب ہے اور چرمدان کو لغات عزیزیہ میں بمعنی کیسر لکھا ہے۔ شائد یہاں مراد کوئی تھیلہ یا بستہ ہو۔ محمد حسین) لے آؤ۔ میں نے کہا کیا حال ہے جرمدان کا یعنی کیوں طلب کیا ہے۔ وہ بولا تو ان باتوں پر جو میرے شہر اور حکومت میں ہورہی ہیں انکار کرتا ہے یعنی ظلم وغیرہ منکرات پر اور قسم ہے کہ میرا بھی ان میں وہی اعتقاد ہے جو تو اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ سب کی سب بری باتیں ہیں ولیکن ان میں سے کوئی بات نہیں ہوتی مگر فقیہہ کے فتوی سے اور اس کا لکھا ہوا جواز میں ان چیزوں کے میرے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس موجود ہے۔ پس ان پر خدا کی لعنت ہو اور قسم ہے مجھے فلانے فقیہ نے (جس کا نام اس نے لیا تمام فقیہوں سے جو اس شہر میں تھے ظاہر دین داری میں افضل) مجھے فتوی دیا ہے کہ مجھ پر خاص کر مہینے رمضان کے روزے واجب نہیں مجھے اختیار ہے جس مہینہ میں چاہوں سال بھر میں روزے رکھ لوں۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے دل میں لعنت کی اور بظاہر کچھ نہ کہا اور وہ فلانا شخص جس کا اس نے میرے پاس نام لیا، خدا تعالی ان پر رحم کرے کہ خدا تعالی نے شیطان کو اس کے خیال میں جگہ دی ہے اور اس میں اس حکومت کر رکھی ہے، پس جس وقت کسی فقیہ کو دیکھتا ہے کہ یہ ہوا نفس کی طرف مائل ہے تو اس کو اس کا برا عمل اچھا کر دکھاتا ہے کسی عجیب تاویل سے اور اس کو ایک وجہ بتا دیتا ہے جس کو وہ اپنی نظر میں بہتر سمجھتا ہے۔

(امام مسجد فتح پوری دہلی سے متعلق دو صفحات یہاں مطبوع ہیں جنہیں متفرقات میں نقل کیا گیا ہے۔ بہا)

(عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

ضمیمہ نمبر چہاردہم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۸ جون ۱۸۷۸ء

(بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جس میں ان پانچوں جواب کا جواب ہے جن کو ظفر احمد حمد نے مشتہر کیا من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری)

اور کہتا ہے کہ صدر اول (یعنی صحابہ) نے خدا کی اطاعت عقل سے کی اور علماء نے احکام میں قیاس کیا اور بہت چیزوں میں ملتوں کو نکالا جن کو مطرد سمجھ کر قیاس کیا۔ جب یہ راستہ اس کے لئے بنا دیا تو وہ اپنی ہوا و شہوت کی شرعی وجہ سے حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا پس وہ اپنے اور اپنے بادشاہ کی سب نفسانی باتوں میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے اور احادیث صحیح نبویہ کو رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حدیث اگر صحیح ہوتی یا کوئی اور حدیث اس کی معارض نہ ہوتی جو اس کی ناسخ ہوتو امام شافعیؒ ضرور اس کا قائل ہوتا (یہ تب کہتا ہے جب کہ وہ فقیہ شافعی ہو) یا امام ابوحنیفہؒ اس کا قائل ہوتا (یہ تب کہتا ہے جب کہ وہ فقیہ حنفی ہو) اسی طرح تمام اماموں کے اتباع کہتے ہیں اور حدیث اور اس کے عمل و اخذ کو گمراہی خیال کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر تقلید ان اماموں کی واجب ہے اس میں جو وہ کہیں۔ اگرچہ ان کے اقوال احادیث نبویہ کے مخالف ہوں پھر بھی رجوع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا طرف اقوال آئمہ کے عمل حدیث وقرآن سے بہتر ہے۔ اوران کو کہیں کہ ہم کو امام شافعیؒ سے روایت پہنچی ہے کہ جب تم کو میرے قول کے خلاف حدیث پہنچے تو میرے قول کو دیوار سے مارو اور عمل حدیث پر کرو۔ ایسا ہی ہم کو ابوحنیفہؒ سے پہنچا ہے کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو کہا کہ حرام ہے اس پر جو میری دلیل نہ جانے یہ کہ میرے کلام سے فتوی دے۔ اور ہم کو یہ بات ابوحنیفہؒ سے نہیں پہنچی مگر حنفیہ کی سند وطریق سے اور نہ شافعیؒ سے مگر شافعیوں کی سند وطریق سے۔ ایسا ہی مالکیہ وحنابلہ کے طریق سے مالکؒ واحمد بن حنبلؒ کے اقوال۔ پس جب ان کو مجال جواب نہیں رہتی تو بھاگ جاتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں اور ہم کو یہ ماجرہ کئی دفعہ مشرق ومغرب میں پیش آئے ہیں۔ پس ان میں سے ایک بھی نہیں ہے جو اپنے امام کے مذہب ہو سکے جسکے مذہب پر ہونے کا وہ دعوی کرتا ہے۔ پس شریعت نفسانی ہے، ہواؤں سے منسوخ ہوگئی ہے اور حدیثیں صحیح اگرچہ کتابوں میں موجود ہیں اور ان کے راویوں کے نام معہ جرح وتعدیل مرقوم اور سندیں حدیثوں کی تبدل سے محفوظ ولیکن جب ان پر عمل چھوٹ گیا اور لوگ قیاس سے مشتغل ہوئے اور پرانے علماء کے فتاوی باوجود ان کی مخالفت نصوص سے ماننے لگے تو حدیثوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہو گیا جب کہ ان کے نزدیک ان کا کچھ حکم نہ رہا۔ اس سے بڑھ کر کیا نسخ ہوگا جب تو کسی کو ان میں سے کچھ کہے گا تو وہ کہے گا ہمارا بھی مذہب ہے اور خدا کی قسم ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ اس مذہب کے امام نے کہا ہے کہ جب صحیح حدیث میری کلام کے مخالف ہو تو حدیث کو لے لو اور میرے کلام کو پائخانہ میں چھوڑ دو اس لئے کہ میرا مذہب وہی حدیث ہے۔ پس اگر وہ انصاف کرے تو شافعی مذہب پر وہی ہے جو شافعی کے قول کو جو حدیث کے مخالف ہو چھوڑ دے (یعنی ایسا ہی حنفی وہ ہے جو ابوحنیفہ کے کلام مخالف حدیث کو چھوڑ دے۔ پس اللہ تعالی سب کو سنبھال لے)۔

پس ایسے لوگوں کے فتوی لگانے اور کسی کو بادشاہوں کے پاس سے ہٹانے کا کیا اعتبار ہے۔ ناظرین ان حضرات کے تعصّبات کو خیال میں نہ لاویں اور بمقابل ان کے یہ غور فرماویں کہ بعض متعصبین نے اس امام عالی مقام پر اعتراض کیا ہے تو کیا ہوا جمہور علماء اور فقہاء تو اس کو پیشوا جانتے ہیں اور جابجا اپنی کتب مذہبیہ میں اس کی نقل و قول پر اعتماد کرتے ہیں۔ اگر وہ اس تیز کلامی کے سبب سے ساقط الاعتبار ہو جاتا تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب مذاہب اربعہ میں اس کی نقل وقول پر اعتماد کیوں کیا جاتا رہا۔

یہ امر کہ کتب مذاہب اربعہ میں اس کے قول ونقل پر اعتماد واقع ہے یا نہیں، سو علماء ناظرین اسفار مذاہب اربعہ کے نزدیک محتاج بیان نہیں۔ ہاں عامی اس سے بے خبر ہیں سو ان کی اطلاع کے لئے دو ایک عبارتیں معتبرات حنفیہ کی جن میں نقل وقول ابن حزمؒ سے اشتہاد اور ان پر اعتماد واقع ہوا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

۱۔ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی جن کی حنفیت شہرہ آفاق ہے شرح سفر السعادۃ کے صفحہ ۳۰ میں بضمن وصل اخیر قسم ثانی مقدمہ کے امام ابن حزمؒ کے قول سے استشہاد کرتے ہیں اور ان کو بخطاب امام وحافظ (یعنی حافظ الحدیث) یاد فرماتے ہیں حیث قال:

امام حافظ ابومحمد بن حزم گفتہ کہ اصحاب ابوحنیفہ ہمہ متفق اند کہ حدیث ہر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر اولی تر از قیاس است۔

۲۔ حلبی نے شرح کبیر منیۃ المصلی میں اس حدیث موقوف کی تصحیح میں ہے کہ جمعہ وعیدین مصر کے سوا نہیں ہوتی ہیں، ابن حزمؒ کے قول پر اعتماد کیا ہے چنانچہ کہا ہے:

روی ابن ابی شیبه عن علیؓ انه قال لا جمعة و لا تشریق و لا صلوة فطر و لا اضحی الّا فی مصر جامع او مدینة عظیمة صححه ابن حزم فی المحلی و روی مرفوعاً و هو ضعیف و علی هذا القیاس

سوال۔ ابن حزمؒ کے قول پر علماء کا اعتماد اور ان کی نقل وروایت سے استشہاد تو مسلّم ہے۔ ولیکن یہ کیا بات ہے کہ بعض علماء ظاہریہ (جن میں سے ابن حزم ہیں) کی بات کو مواضع اجماع میں نہیں مانتے اور ان کے خلاف کی پرواہ نہیں رکھتے۔ دیکھو نوویؒ نے شرح مسلم کے صفحہ ۱۲۷ میں بذیل حدیث مسواک کے کہا ہے کہ شیخ ابوحامد اسفرائنیؒ نے امام داؤد ظاہریؒ سے (جو ابن حزم کا پیشوا ہے) وجوب مسواک نقل کیا ہے پھر کیا یہ نقل صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح بھی مانی جاوے تو داؤدؒ کا خلافِ اجماع میں مضر نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں کچھ تو ہے جس کے سبب سے یہ اجماع کے رکن نہیں بنائے گئے اور اس کمیٹی کے ممبروں سے نکالے گئے۔

جواب۔ یہ بات ہی ان نفسانی فتووں کی طرح تعصب وہوا ہی سے پیدا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوئی ہے اور حمیت مذہب و آفت تقلید نے ان سے کہلوائی ہے اس کے سوا اور کوئی دلیل اس پر نہیں پائی گئی:

قا ل ا لا مام الر با نی المجتهد اليما نی محمد بن علی الشوکانی فی نیل ا لاو طار شر ح منتقی ا لا خبار تحت حديث السوا ك و هو من السنن المؤكدة و ليس بوا جب فی حا ل منا لا حوا ل قا ل النووی با جماع من يعتد به فی الاجماع و حکی ابو حا مد ا لاسفرا ئينی عن دا ؤد الظا هری انه او جبه فی الصلوة و حکی لما ور د عنه انه وا جب لا يبطل الصلوة بتر كه و حکی عن اسحاق بن را هو يه انه واجب تبطل الصلوة بتر كه عمداً قا ل النووی و قد انكر اصحا بنا المتا خرو ن علی الشيخ ابی حا مد و غيره نقل الوجو ب عن دا ؤد و قا لوا مذ هبه انه سنة كا لجما عة و لو صح ايجا به عن دا ؤد و لم تضر مخا لفته فی انعقا د ا لاجماع علی المختار الذی عليه المحققن و الا كثرو ن قا ل و اما اسحاق فلم يصح هذا المحكی عنه ۔ انتهی ۔

و عدم الاعتادِ بخلا ف دا ؤد مع علمه و ور عه و ا خذ جما عة من ا لآ ئمة ا لا كا بر لمذ هبه من التعصبا ت التی لا مستند لها ا لا مجر د الهوی و العصبية و قد كثر هذا الجنس فی اهل المذهب و ما ادری ما هو البر ها ن الذی قا م لهؤلا ء المحققين حتی ا خر جواه من دا ئرة علما ء المسلمين فا ن كان لما وقع منه من المقا لا ت المستبعدة فهی بالنسبة الی مقا لا ت غيره المو سسة علی محض الر أ ی المضا دة لصريح السنة فی حيز القلة المبا لغه فا ن التعويل علی الر أی و عدم ا لا عتناء با لا دلة قد ا فضی بقو م الی التمذ هب بمذا هب لا توا فق الشر يعة منها الا القليل النادر ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ: امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں بذیل مسئلہ مسواک کہا ہے کہ یہ مسواک سنت موکدہ ہے اور کسی حالت میں واجب نہیں ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ بات ان لوگوں کے اتفاق سے ثابت ہے جن کا اجماع میں اعتبار ہوتا ہے۔ اور ابو حامد اسفرائینیؒ نے داؤد ظاہریؒ سے اس کا وجوب نقل کیا ہے اور نوویؒ نے اس کے ساتھ یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ ایسا واجب نہیں ہے جس کے ترک سے نماز بالکل نہیں ہوتی۔ اور اسحاق بن راہویہؒ سے منقول ہے کہ یہ ایسا واجب ہےجس کے ترک سے نماز نہیں ہوتی ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ ہمارے متاخرین علماء نے ابو حامد وغیرہ کا داؤد سے وجوب نقل کرنا نہیں مانا اور کہا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے اور جماعت کا مذہب ہے (یا جیسے جماعت سنت ہے)

اور اگر امام داؤدؒ کا واجب کہنا ثابت ہو تو داؤدؒ کی مخالفت اجماع کو ضرر نہیں دیتی جیسے محققین واکثرین نے اختیار کیا ہے۔ اور اسحاقؒ سے تو یہ قول وجوب صحیح ہے نہیں ہوا۔ تمام ہوا کلام امام نوویؒ کا۔

(امام شوکانی نے کہا) باوجود علم و پرہیز گاری داؤد کے، اختیار کرنی بڑے اماموں کی ایک جماعت کے اس کے مذہب کو اس کے خلاف میں شمار میں نہ لانا ان تعصّبات سے ہے جن کے لئے سوائے ہوائے نفسانی و رعصب مذہبی کے کچھ سند نہیں اور اس قسم کا تعصب اہل مذہب میں بہت ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ ان محققین (بزعم خصم) کے پاس کون سی دلیل قائم ہوئی ہے جس کے حکم سے انہوں نے داؤد کو زمرہ علماء سے خارج کر دیا اور اگر یہ اخراج داؤد کی بعض بعید باتوں کے سبب سے ہے تو وہ بہ نسبت اوروں کی ایسی باتوں کے جو محض رائے پر مبنی ہیں اور صریح حدیث کے خلاف، نہایت قلت میں ہیں اسلئے کہ رائے پر اعتماد کرنے اور نصوص کے قصد نہ کرنے نے تو قوم کو ان مذاہب کی طرف پہنچا دیا ہے جن کو سنت سے بجز شاذ و نادر کہیں مناسبت نہیں (پھر باوجود اس کے ان لوگوں کا...ساقط الاعتبار نہ ٹھہرا)

بعض علماء نے اعتبار نہ کرنے خلاف ظاہریہ پر یہ استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ مجتہد نہیں اس لئے کہ شروط اجتہاد سے رائے و قیاس بھی، جس کے یہ قائل نہیں۔ اور صاحب تنویر نے جو نصرت مذہب کے واسطے خطابیہ کی طرح کذب کو حلال جانتا ہے اور اس فن میں درجہ امامت واجتہاد کا پاس کیا ہوا ہے چنانچہ مفصل بیان اس کا معیار الحق میں ہو چکا ہے، اس پر اس افتراء سے استدلال کیا ہے کہ داؤد وابن حزم ظاہری اہل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت سے نہیں ہے اس لئے کہ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں میں کہا ہے:

و الظا ھری من لا یقو ل با لقیاس و لا بآ ثار الصحا بة و التابعین کداؤد و ابن حز م و بینهما المحققون من اهل السنة کا حمد و اسحاق ۔

راقم (محمد حسین بٹالوی) بجواب استدلا ل ان علماء کے کہتا ہے کہ ثبت العرش ثمانقش یعنی پہلے چھت بنالیں پھر نقش نگار کی فکر میں پڑیں ۔ پہلے قیاس کو نصوص شرعیہ سے ثا بت کر یں پیچھے اس کے منکر پر انکار متوجہ فر ما ویں اور اس کو دا ئرہ مجتہد ین سے خارج بتا ویں ۔

اس عا جز نے حسا می سے بز دوی تک ا کثر کتب ا صو ل مصنفہ سلف و خلف دیکھیں پر کسی میں کوئی دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی اگر کوئی شخص ایک آیت صریح یا حدیث صحیح مشروعیت قیاس پر مجھے بتلا دے تو انعا م موعودہ اشتہار سے دو چند انعام پاوے ولیکن قیود اشتہار کا یہاں بھی لحاظ رکھیں اور بے سو چے بن سمجھے مثال آیت فا عتبروا یااولی ا لا بصار، یا حدیث ا ر أیت لو کا ن ابیك دین ۔ یا حدیث ا ر أیت لو تمضمضت ، یا حدیث معا ذ بن جبل سے جو اس با ب میں مشہور ہے، نہ لپٹ جا ویں ورنہ پیچھے پچھتا ئیں گے، اور بجائے انعا م بجز خسا رت و ندا مت کچھ نہ پا ئیں گے ۔ اور جب کوئی دلیل اس کی مشروعیت پر نہ ملے تب تک ظا ہر یہ کی طعن و تشنیع سے متوقف رہیں اور بنظر روا یات استدلا لات ذیل انکار قیاس کو خلاف حق نہ سمجھے اور نہ ظا ہر یہ کو اس میں متفرد خیال کریں ۔ اجلہ صحا بہ و آ ئمہ تا بعین بلکہ خود رسول امین بلکہ خود رب العا لمین اس قیاس کے منکر ہیں اور اس کو ضلا لت و ہوائے نفس و پیشہ ابلیس فرما چکے ہیں ۔ صحیح بخاری میں (حدیث نمبر ۷۳۰۷ وغیرہ)

با ب ما یذ کر من ذمّ الر أی و تکلّفِ القیاس و قو ل اللہ:

و لا تقف، ما لیس لك به علم (ا لاسراء:٣٦) ...

الی ان ذکر بسنده الی ابن عمر :

یقو ل سمعت النبی ﷺ یقو ل :

انّ الله لا ینزع العلم بعد ان اعطا کموه انتزا عاً ، و لکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ينتزعه عنهم مع قبض العلماء بعِلمِهم فيبقى نا س جهّا ل يستفتو ن فيفتو ن برأ يهم، فيضِلّو ن و يضِلّو ن، فحدّثت به عا ئشة زو ج النبى ﷺ ۔ ثم انّ عبد الله ابن عمرو حجّ بعد ۔ فقا لت: يا ابن اختى، انطلق الى عبد الله داستثبت؟ لى منه الذى حدّثنى عنه ۔ فجئته فسألته فحدّثنى به كنحو ما حدّثنى ، فا تيت عائشة فأخبر تها فعجِبت، فقا لت: و الله لقد حفظ عبد الله عمرو ... الى ان قا ل... بعد روا ية قو ل سهل بن حنيف : ياايها الناس اتّهِموا رأ يكم على دينكم ، لقد رأيتنى يو م ابى جند ل و لو استطيع ان اردّ امر رسو ل الله ﷺ لرددأته، و ما و ضعنا سيو فنا على عوا تقنا الى امر يفظعنا الّا اسهلنّ بنا الى امرٍ تعرفه غير هذا الا مر ، قا ل ؛ و قا ل ابو وا ئل ؛ شهِد ت صفين ، و بِئست صفين

قا ل ابو عبد الله ا تهموا را يكم يقو ل ما لم يكن فيه كتا ب و لا سنة و لا ينبغى له ان يفتى ۔

و قا ل متصلاً به ، با ب ما كان النبى ﷺ يسئل عما ينز ل فيه الو حى فيقو ل لا ادرى و لم يجب حتى ينز ل عليه الوحى و لم يقل برأى ولا بقياس لقو له تعا لى بما ارا ك الله و قال ابن مسعود سئل النبى ﷺ عن الرو ح فسكت ثم ذكر حد يث سوا ل جا بر ايا ه عما يصنع فى ما له و عدم اجابته اياه بشئى حتى نز لت آ يت الميرا ث ..

(ترجمہ: یہ باب ہے جس میں برائی رائے وتکلیف قیاس کا ذکر ہے اور قول اللہ تعالی کا (جو اس کا موید ہے) کہ اس چیز کے پیچھے مت لگ جس کا تجھے علم نہیں (یعنی اٹکل و قیاس سے اس میں کچھ نہ کہہ) یہاں تک کہ امام بخاریؒ نے اپنی سند سے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ وہ کہتے میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالی تم کو علم دے کر چھین نہ لے گا (یعنی تمہارے سینوں سے نہ نکال دے گا) ولیکن اس طرح چھینے گا کہ علماء کو مع علم فوت کر دے گا پس جاہل لوگ باقی رہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔ان سے مسائل پوچھے جاویں گے تو وہ اپنی رائے سے فتوی دیں گے پس آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

یہاں تک کہ امام بخاریؒ نے سہلؓ بن حنیف (صحابی) کا یہ قول (لوگو تم اپنی رائے کو برا کہو) نقل کر کے (اس کی تفسیر میں) کہا اپنی رائے کو اس امر میں برا سمجھو۔جس میں کتاب اللہ وسنت نہ ہو اس میں مفتی کو لائق نہیں کہ فتوی دے۔پھر اس کے متصل فرمایا ہے: باب ہے اس بات کے بیان میں کہ آنحضرتﷺ جب ایسے امر سے سوال کئے جاتے جس میں وحی نہ آتی تو آپ جواب نہ دیتے اور صاف فرماتے اس کو میں نہیں جانتا عقل وقیاس سے کچھ نہ کہتے اس لئے کہ اللہ تعالی نے ان کو کہہ رکھا ہے کہ (میں نے تیری طرف کتاب اس لئے اتاری ہے کہ تو لوگوں میں ان باتوں کا حکم کرے) جو تجھے اللہ سجھائی ہیں (یعنی نہ اپنی عقل وقیاس سے)

ابن مسعود نے کہا کہ آنحضرتﷺ روح کے حال سے سوال کئے گئے تو آپ چپ رہے یہاں تک کہ اس باب میں آیت نازل ہوئی۔پھر امام بخاری نے وہ حدیث ذکر کی جس میں جابر کا آنحضرت ﷺ سے اپنے مال کے باب میں سوال کرنا اور آنحضرتﷺ کا تا نزول آیت میراث کچھ جواب نہ دینا مذکور ہے)۔

قال ابو سعید و یقر ب من هذه ا لاستد لا لات ما استد ل به الشیخ ا لا کبر محی الدین بن العر بی فی البا ب الثا من عشر و ثلا ث ماة من الفتو حا ت قبیل ما نقلنا عنه فی نبمر الثا لث عشر حیث قا ل و من هذا البا ب ای نسخ ا؛لشریعة بالا غراض حلف ا لا نسا ن علی ما ابیح له ان لا یفعله او یفعله ففر ض الله تحلة ا لا یما ن و هو من با ب ا لاستد را ج و المکره الالهی ا لا من عصمة ا لله با لتنبیه علیه فما ثم شا ر ع الا الله قا ل تعا لی لنبیه لتحکم بین الناس بما ارا ك الله و لم یقل بما رأیت بل عتبه سبحا نه و تعا لی لما حر م علی نفسه با لیمین فی قصة عا ئشة و حفصه فقا ل تعا لی تبتغی مر ضا ت ازواجك فکا ن هذا مما ر أته نفسه فهذا ید لك ان قو له تعا لی بما ارا ك الله انه ما یو حی به الیه لا ما یراه فی ر أیه فلوکا ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین با لرای لکا ن ر أی النبی او لی من ر أی کل ذی رأی فاذا کا ن هذا حا ل النبی ﷺ فیما ر أته نفسه فکیف ر أی من لیس بمعصو م و من الخطا اقر ب الیه من ا لا صابة فد ل علی ان ا لا جتهاد الذی ذکر ه رسو ل الله ﷺ انما هو فی طلب الدلیل علی تعیین الحکم فی المسئلة الواقعة لا فی تشریع حکم النا زلة فا ن ذلك شر ع لم یا ذن الله به الی آ خر ما یلیق للمرا جعة

(ترجمہ: ابوسعید محمد حسین بٹالوی کہتا ہے کہ انہیں استدلالات حضرت امام بخاریؒ کے قریب ہیں جو استدلالات شیخ محی الدین بن عربیؒ نے فتوحات کے باب ۳۱۸ میں اس عبارت کے (جو ضمیمہ نمبر۱۳ میں گذری) کچھ پہلے ذکر کئے ہیں جہاں پر کہا ہے کہ اسی قسم (یعنی نسخ شریعت بغرض نفسانی) سے ہے کہ انسان قسم کھالے اس چیز پر جو خدا نے اس کے لئے مباح کی ہے اس طرح پر کہ وہ کام نہ کرے گا یا کرے گا پس اللہ نے ایسے قسم کے کھولنے کے لئے کفارہ مقرر کیا ہے اور یہ از قسم استدراج تدبیر الٰہی اس سے وہی بچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس پر نگاہ کر کے بچا لے۔ پس یہاں کوئی شارع نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے وہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ (میں نے تجھ پر اس لئے کتاب اتاری ہے) کہ تو لوگوں میں حکم کرے اس چیز سے جو تجھے اللہ بتلا دے اور یہ نہیں فرمایا کہ جو تیری رائے میں آوے بلکہ اس پر عتاب کیا جب کہ آنحضرت ﷺ نے قصہ عائشہؓ وحفصہؓ میں اپنے اوپر حلال کو حرام کر لیا۔ سو فرمایا اے نبی تو نے اللہ کے حلال کو حرام کیوں کر لیا اپنی بیویوں کی رضامندی چاہنے کو۔ پس یہ ایسی بات تھی کہ آنحضرت ﷺ کی رائے میں آ گئی تھی اس سے تجھے معلوم ہو گیا کہ خدا کا یہ کہنا کہ حکم کر اس چیز سے جو تجھے اللہ بتلا دے یہ ہے کہ ان کی طرف وحی ہو، نہ وہ جو آپ کی رائے میں آ جاوے۔ سو اگر دین رائے سے ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی رائے تمام رائے والوں کی رائے سے بہتر ہوتی جب آنحضرت ﷺ ان باتوں میں جو آپ کی رائے میں آویں یہ حال ہے تو کیا حال ان لوگوں کی رائے کا جو معصوم نہیں ہیں اور خطا کی طرف بہ نسبت صواب زیادہ تر نزدیک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جو اجتہاد کا ارشاد کیا ہے وہ یہی ہے کہ دلیل تعین حکم کسی مسئلہ میں.. (عبارت اگلے ضمیمے میں مسلسل چل رہی ہے۔ بہاء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر پانز دہم ۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۳ محرم ۱۲۹۶ھ ۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء

(جس میں بقیہ وخاتمہ جواب اس جواب کا ہے جس کو ظفر احمد صاحب نے بمقابلہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء مشتہر کیا ہے ۔ من جانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری سلمہ ربہ)

طلب کی جاوے نہ یہ کہ حکم شرعی کسی مسئلہ میں از خود نکالے جاویں ۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس کی اجازت نہیں دی ۔ اخیر اس بیان تک جو دیکھنے کے لائق ہے)۔

اور اس سے پہلے جلد اول باب ۶۷ فتوحات میں آیت و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات سے نفی قیاس پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے ۔ ھذا اول دلیل علی ابطال القیاس ۔ اور وہ بھی لائق مراجعت ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔

باب اجتناب الرأی و القیاس ۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص، قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلاً حتّی نشأ فیھم المولّدون ، ابناء سبایا الامم. فقالوا بالرأی، فضلّوا و اضلّوا (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۵۶)

(ترجمہ: یہ باب ہے امر اجتناب رائے وقیاس کا ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کا کام (دین) معتدل رہا یہاں تک ان میں مولدین (غیر ملک کی پیدائش) اور لونڈیوں کی اولاد پیدا ہوئی ۔ انہوں نے قیاس سے باتیں نکالی ۔ پس آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا)

ایسا ہی سنن دارمی میں بصفحہ ۲۸ حضرت عروۃ بن زبیر سے مروی ہے اور حلیۃ الاولیاء ابی نعیم میں ہے:

عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال اول من قاس امر الدین برأیہ ابلیس فقال اللہ تعالی اسجد لآدم قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طيب ۔ قا ل جعفر فمن قا س امر الدين بر أيه قو له تعا لى يوم القيا مة با بليس لا نه اتبعه با لقياس كذا فى الدر المنثور للسيوطى

(ترجمہ: حضرت جعفر صادقؒ سے روایت ہے وہ اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد امام حسینؓ سے اور وہ اپنے والد حضرت علیؓ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دین کے کام میں سب سے پہلے شیطان نے قیاس دوڑایا ہے۔ اللہ نے اس کو فرمایا تو آدم کی طرف سجدہ کر اس نے کہا (یہ حکم خلاف قیاس ہے) میں اس سے بہتر ہوں میں ناری ہوں اور وہ خاکی۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا جس نے دین میں قیاس کیا اس کو اللہ قیامت کے دن شیطان کے ساتھ ملا دے گا کیونکہ وہ قیاس میں اس کا پیرو ہے۔ ایسا ہی درمنثو سیوطی میں ہے)

حیوۃ الحیوان دمیری کی جلد۲ صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ یہ بات حضرت امام جعفر صادقؒ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو بالمشافہ کہی اور ان کو قیاس کرنے سے منع کیا:

فقال فى ذكر الظبى ذكر ابن خلكا ن فى تر جمة جعفر الصادق انه سأل ابا حنيفه ما تقو ل فى محر م كسر ربا عية ظبى فقا ل يا ابن بنت رسو ل الله ﷺ لا اعلم فيه فقا ل ان الضبى لا يكو ن ر با عياً و هو ثنى ابداً .. الى ان استشهد عليه بقو ل الجو هرى و شعر الشا عر ثم قا ل قا ل ابن شبرمة د خلت انا و ابو حنيفه على جعفر بن محمد ا لصادق فقلت هذا الر جل فقيه من اهل العراق فقا ل لعله الذ ى يقيس الدين بر أ يه ا هع نعما ن بن ثا بت و لم اعرف اسمه ا لا ذلك اليومفقا ل ابو حنيفه نعم انا ذا لك اصلحك الله فقا ل له جعفر الصادق اتق الله ولا تقس الدين بر أيك فا ن او ل من قا س بر أ يه ابليس اذ قا ل انا خير منه خلقتنى من نار و خلقته من طين فا خطاء بقيا سه و ضل ۔ .. الى ان قا ل .. ايّما اعظم عند الله الصوم والصلوة ۔ قال الصلوة قال ما با ل الحا ئض ص ٦٤ ۔تقضى الصو م و لا تقض الصلوة اتق الله يا عبد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله و لا تقس الدين بر أ يك فا نا نقف غداً و من خا لفنا فنقول قا ل الله و قا ل الرسو ل ﷺ و تقو ل انت و اصحابك سمعنا و ر أينا فيفعل الله بنا و بكم ما شا ء ۔ انتهى مختصراً من اصله ۔(تر جمہ: دمیری نے ہرن کے ذیل میں کہا ہے کہ ابن خلکانؒ نے بذیل تر جمہ حضرت جعفر صادقؒ کہا ہے کہ حضرت امام نے ابو حنیفہؒ سے پو چھا تم اس محرم کے بارے میں کیا کہتے ہو جو ہرن کا چوتھا دانت توڑ دے یعنی اس کے لئے کیا سزا ہے ۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا ۔ جعفر صادقؒ نے فر مایا کہ ہرن تو چار دانت ہوتا ہی نہیں ۔ وہ تو ہمیشہ دو دانت ہوتا ہے ۔ پھر اس پر مصنف نے جو ہری کے قول اور ایک شاعر کی شہادت پیش کی پھر کہا ابن شبر مہ نے بیان کیا ہے کہ میں اور ابو حنیفہؒ ، امام جعفر صادقؒ کے پاس حاضر ہوئے میں نے عرض کیا کہ یہ شخص عراق کا فقیہہ ہے ۔ امام جعفرؒ نے فر مایا شاید وہی ہے جو دین میں قیاس کرتا ہے ۔ کیا یہ نعمان بن ثابت ہے (ابن شبر مہ نے کہا) میں نے اس دن سے پہلے ان کا نام نہیں سنا تھا کہ نعمان ہے ۔ ابو حنیفہؒ نے جواب دیا کہ ہاں میں وہی نعمان ہوں اللہ آپ کا بھلا کرے ۔ امام جعفر صادقؒ نے فر مایا کہ تو اللہ سے ڈر اور دین میں قیاس مت کیا کر کیونکہ پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے جب اس کو اللہ تعالی نے فر مایا آدم کی طرف سجدہ کرو تو اس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے اور اس کو مٹی سے ۔ سو اس قیاس میں چوک گیا اور گمراہ ہوا ۔ یہاں تک کہ کہا بتلاؤ تو روزہ اللہ کے نزدیک بڑی چیز ہے یا نماز ۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ نماز ۔ پس امام جعفرؒ نے فر مایا پھر حائضہ عورت کا کیا حال ہے کہ روزہ کی قضا دیتی ہے اور نماز کی نہیں (یعنی یہاں قیاس کہاں گیا) اللہ کے بندے خدا سے ڈر اور دین میں قیاس نہ کر ۔

ہم اور ہمارے مخالفین اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے پس ہم تو یہی کہیں گے کہ اللہ تعالی نے یہ فر مایا اور رسول مقبول ﷺ یہ ارشاد فر ماتے ہیں ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کہو گے کہ ہم ایسا سنا اور ایسا قیاس کیا ۔ پس ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالی جو چاہے گا سو کرے گا ۔ حیاۃ الحیوان کا مضمون با ختصار ختم ہوا جو اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے)۔

ایسا ہی منع کرنا حضرت امام جعفر صادقؒ کا حضرت امام ابو حنیفہؒ کو کتاب لوا ئح ا لا نوار القد سية فی منا قب اللعلماء الصو فيه میں شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ذکر کیا ہے جس کو شیخ معین نے درا سات اللبیب کے صفحہ ۲۳ میں بھی نقل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اور اس کے ذیل میں کہا ہے:

و قو له هذا لا بی حنیفه لا احتما ل له ان یحمل علی انه محمول علی القیاس فی مقا بلة النصو ص و لا علی فوات شرا ئطه لا باء ظا هر کلا مه عن ذ لك و لتبر یة ای حنیفه عن ا لا مر ین فی جلا لة مر تبته و کما ل اد به با لشریعة ۔

(اس قول امام جعفرؒ میں یہ احتمال نہیں کہ یہ اس قیاس پر محمول ہے جو مقابل نصوص ہو یا جس میں شرطیں قیاس کی پائی نہ جاویں ۔ ایک تو اس سے ظا ہر کلام جعفر صادق کی اباء کرتی ہے دوسری امام ابوحنیفہؒ کا ایسے قیاس سے بری ہونا اور شریعت کی نسبت بڑا با ادب ہونا (یعنی وہ قیاس مقابل نصوص و فاقد الشروط کب کرتے تھے کہ جعفرؒ کی ممانعت کو اس پر حمل کیا جائے)

اور اس سے یہ عذر اہل قیاس کا کہ مورد ذم اس حدیث میں قیاس بمقابل نصوص یا فاقد الشروط ہے رفع ہوا ۔ اس سے زیادہ تفصیل جواب سے ایسے عذرات کی بعد اختتام نقول آوے گی ۔ اور کنز العمال میں ہے جو شیخ علی متقی استاد شیخ عبدالحق دہلوی کی تالیف ہے:

من قا ل فی الدین بر أ یه فقد اتهمنی (ابو نعیم عن جا بر)

(جس نے دین میں کچھ قیاس سے کہا اس نے مجھے متہم کیا (یعنی نبی نہ سمجھا) ۔ اس حدیث کو ابونعیم نے جابر سے روایت کیا ہے)

لا تقیسوا الدین فا ن الدین لا یقا س و او ل من قا س ابلیس (الد یلمی عن علی)

(دین میں قیاس نہ کرو ۔ دین قیاس نہیں کیا جاتا ۔ جس نے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس ہے ۔ اس حدیث کو دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے)۔

و فیه ا یضاً عن ابی هر یره تعمل هذه ا لا مة بر هة بکتا ب الله ثم تعمل بر هة بسنة رسو ل الله ﷺ ثم تعمل بر هة با لر أی فا ذا عملوا با لرأی فقد ضلوا و اضلوا

(اسی کتاب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہ امت (محمدیہ) ایک زمانہ کتاب اللہ پر عمل کرے گی پھر کچھ زمانہ سنت پر پھر قیاس پر ۔ پس جب رائے پر عمل کیا تو گمراہ ہوئے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو گمراہ کیا)۔

اور اس حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کو ہروی نے روایت کیا ہے چنانچہ دراسات اللبیب میں بصفحہ ۶۷ ذکر کیا ہے۔

اور سنن ابی داؤد میں حضرت علیؓ سے منقول ہے:

لو کان الدّین بالرّأی لکان اسفل الخفّ اولی بالمسح من اعلاہِ و قد رأیت رسول اللہ یمسح علی ظاھر خفّیہ (سنن ابو داؤد حدیث نمبر۱۶۲) (ترجمہ: اگر دین رائے سے ہوتا تو موزہ کا تلا اوپر کی نسبت زیادہ لائق مسح تھا و لیکن میں نے نبی ﷺ کو موزہ کے اوپر مسح کرتے دیکھا ہے)۔

دراسات میں بصفحہ ۳۷ یہ بات حضرت عثمانؓ سے بھی نقل کی ہے۔

اور سنن دارمی میں بصفحہ ۳۶ حضرت عبداللہؓ ابن مسعود سے مروی ہے:

قال لایاتی علیکم عام الا ھو شر من الذی قبلہ اما انی لست اعنی عاماً اخصب من عام و لا امیراً من امیرٍ و لکن علماء کم و خیارکم و فقھاءکم یذھبون ثم لا تجدون منھم خلفاء و یجئی قوم یقیسون الامر برأیھم

(ترجمہ: تم پر جو سال آوے گا اس سے پچھلا اس سے برا ہو گا میری اس سے یہ مراد نہیں کہ پہلا سال دوسرے سے ارزانی و آبادی میں اچھا ہو گا اور نہ یہ کہ ایک کا حاکم دوسرے سے اچھا ہو گا و لیکن مراد یہ ہے کہ علماء اور اچھے لوگ سمجھ دار جاتے رہیں گے پھر تم ان کے خلیفہ نہ پاؤ گے اور ایسی قوم آوے گی جو اپنے قیاس کا کام کرے گی)

اور اس اثر کو ہرویؒ نے بھی نقل کیا ہے چنانچہ دراسات میں ہے۔ اور اسے سنن میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے: ایاك و المکائد (یعنی قیاس سے بچو) چنانچہ تفسیر اسکی محصول کے نقول میں آوے گی۔ اور اس میں حسن بصریؒ سے مروی ہے:

انہ تلا ھذہ الآیۃ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین قال قس ابلیس و ھو اول من قاس۔ (ترجمہ: حسن بصری نے یہ آیت پڑھی خلقتنی من نار ..الخ اور کہا شیطان نے قیاس کیا اور وہی ہے پہلے قیاس کرنے والا)

اور اس میں شعبیؒ سے نقل ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انه قال و الله لئن اخذ تم بالمقائيس لتحر من الحلال و لتحلن الحرام و عنه انه قال ما حد ثوك هؤلاء عن رسول الله ﷺ فخذ به و ما قالوا بر أيهم فالقه فی الحش، انتهی ما فی سنن الدارمی و فی روایة عنه ذکره الرازی و الفاطمی فبل علیه ۔(ترجمہ: شعبیؒ نے کہا ہے خدا کی قسم ہے اگر قیاسوں کو لو گے تو حلال کو حرام کرو گے اور حرام کو حلال ۔اور یہ بھی اس سے منقول ہے کہ جو کچھ لوگ تجھے آنحضرت ﷺ سے سناویں وہ لے لے، اور جو رائے سے کہیں اس کو پائخانہ میں پھینک دے ۔دارمی کا مضمون ہو چکا۔ اور ایک روایت میں جس کو رازیؒ اور فاطمیؒ نے ذکر کیا ان سے یہ لفظ مروی ہے کہ اس پر پیشاب کردے)

اورحلیۃ الاولیاء ابی نعیم میں شعبی سے یہ الفاظ منقول ہیں:

۱۔ایاك و المقائسه فی الدین ۔(دین میں قیاس کرنے سے بچو)۔

۲ ۔ اذا سئلت عن شئی فلاتقس بشئے فتحرم حلاً و تحل حراماً ۔(جب تجھ سے کوئی پوچھے تو اسکے جواب میں قیاس نہ کر جس میں تو حلال کو حرام کریگا اور حرام کو حلال)

۳۔ انما هلكتم بانكم تركتم الآثار واخذتم بالمقائيس و لقد ابغض الی هؤلا المسجد حتی انه لا بعض الیّ من كناسة داری

(تم اس لئے ہلاک ہوئے ہو کہ تم نے آثار کو چھوڑ دیا ہے اور قیاسوں کو لے لیا ہے۔ مجھے ان لوگوں نے مسجد (جہاں یہ رہتے ہیں) سے نفرت دلائی ہے یہاں تک کہ مجھے وہ مسجد (ان کے سبب) کوڑہ کی ڈھیر سے بری لگتی ہے)

اورمحصول رازیؒ میں حضرت ابوبکرؓ سے منقول ہے:

ای سماء تظلنی و ای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب الله بر أی ۔(مجھے کون سا آسمان اپنے سایہ میں رہنے دے اور کون سی زمین مجھے اٹھا رکھے جب میں کتاب اللہ میں کچھ اپنی رائے سے کہوں)۔

یہ بات آپ نے تب کہی جب آپ سے کلالہ کا سوال ہوا۔

اوراسی میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے:

ایّاکم و اصحاب الرأی فانهم اعداء السنن اعنیتهم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاحا دیث ان یحفظو ھا فقا لوا با لر أی فضلوا و اضلوا ۔ و عنہ انہ قا ل ایا کم و المکا ئلۃ ۔ قیل و ما المکا ئلۃ قا ل المقائسۃ (اہل قیاس سے بچنا، یہ لوگ حدیثوں کے دشمن ہیں احادیث یاد کرنے سے یہ تھک گئے تو قیاس سے باتیں بنانے لگے پھر آپ گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا)

حاشیہ۔ یہاں برادرعزیزم محمد اسماعیل گنگوہی اس قول حضرت عمر فاروقؓ کو ملاحظہ فرماویں کہ انہوں نے اہل قیاس کو اعداء سنت کہا ہے۔ پس اگر میں نے اعداء ابن حزمؒ کو جو بجز اہل قیاس نہ تھے ضمیمہ نمبر۱۳ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۸۷۸ء میں اعداء سنت کہا تو کون سا بھس ملا دیا جس پر آپ آشفتہ ہوئے اور ضمیمہ اخبار نور الانوار مطبوعہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء میں اس کے مقابلہ میں مجھے برا بھلا کہنے پر کھڑے ہوئے۔ برخوردارمن! علمی گفتگو اور شئے ہے اور بچوں کیسی لڑائی اور۔ میں نے اسی نظر سے آپ کو دعا لینے کی وصیت کی اور خطاب سے معافی چاہی ہے۔ علمی جواب اس کا یہ تھا کہ پہلے ان فقہاء اعداء ابن حزمؒ کا صلحاء ہونا ثابت کرتے اور جو انصار ابن حزمؒ ان پر عیب لگاتے ہیں اس سے ان کو بری کرتے پھر ان کو اعداء سنت کہنے پر خفا ہوتے کما قیل:

ثبت العرش ثم انقش۔

اور حضرت عمرؓ فاروق سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مکائلہ سے بچو کسی نے کہا مکائلہ کیا شئے ہے، فرمایا: قیاس کرنا۔

اور حضرت علیؓ سے وہ قول نقل کیا ہے جو مسح موزہ کے حکم میں ہے سنن ابوداؤد سے نقل ہو چکا ہے۔ اور آپ سے یہ بھی نقل کیا ہے:

من اراد ان یقتحم حر جھنم فلیقل فی الجد بر أ یہ و ھذا ایضاً یروی عن عمر (ترجمہ: جو کوئی دوزخ کی گرمی میں بیٹھنا چاہے وہ دادے کے مسئلہ میں کچھ عقل سے کہے۔ اور یہ قول بھی حضرت عمرؓ سے مروی ہے)۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے:

... یذ ھب قراء کم و صلحاء کم و یتخذ الناس رؤسا جھا لاً یقیسو ن ا لا مور بر أیھم و قا ل اذا قلتم فی دینکم با لقیاس احللتم کثیراً مما حر مہ اللہ تعا لی و حر متم کثیراً مما ا حل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله و قال ان الله تعالی قال لنبییه علیه السلا م و ان ا حکم بینهم بما انز ل الله و لم یقل بما ر أیت و لو جعل لا حد کم ان یحکم بر أ یه لجعل ذ لك لر سو ل الله و لکن قیل له و ان احکم بینهم بما انز ل الله و قا ل و ایا کم و المقا ئیس فا نما عبد الشمس و القمر با لمقا ئیس (تمہارے قاری وصالحین جاتے رہیں گے تو لوگ جاہلوں (جو حدیث سے واقف نہ ہوں گے) کو رئیس بنالیں گے پس وہ قیاس سے کام نکالیں گے اور فرمایا جب تم نے دین میں قیاس کیا تو بہتیرے حراموں کو حلال کر دیا اور حلالوں کو حرام۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا ہے کہ لوگوں میں وہ حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور یہ نہ فرمایا کہ وہ حکم کر جو تیری تائے میں آوے۔ سو اگر تم کو رائے سے حکم دینے کا اختیار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو (پہلے) اختیار ہوتا، ولیکن رسول کو تو یہی حکم ہوا کہ جو اللہ نے اتارا ہے وہی حکم دے اور فرمایا قیاسوں سے بچو، سورج اور چاند کی عبادت قیاسوں ہی سے ہوئی ہے)۔

اور حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے:

السنّة ما سنه رسول الله ﷺ لا تجعلوا الرأ ی سنة للمسلمین

(طریق دین وہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے نکالا۔ تم لوگوں کی رائے کو دین نہ بناؤ)۔

اور ابن سیرینؒ سے نقل کیا ہے:

انه کا ن یذ م القیاس و یقو ل او ل من قا س ابلیس

(آپ قیاس کو برا کہتے اور فرماتے کہ جس نے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا)۔

اور فتح الباری میں ابن بطال سے نقل کیا ہے:

اول من انکر القیاس ابراهیم النظا م و تبعه بعض المعتز لة و ممن ینسب الی الفقه داؤد بن علی

(کہ پہلے قیاس سے نظام نے انکار کیا اور اس کے تابع بعض معتزلہ ہوئے اور مجتہدین سے داؤد ظاہری)۔

پھر کہا:

و تعقب بعضهم ا لا ولیة التی ادعا ها ابن بطا ل با ن انکار القیاس ثبت عن ابن مسعود من الصحابة و من التا بعین عن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عا مر الشعبی من فقهاء الکو فه و عن محمد بن سیرین من فقهاء البصرة و ذلك مشهور عنهم نقله ابن عبد البر و من قبله الدا ر می و غیره عنهم و عن غیر هم

(اوراس دعوی اولیت کا (جو ابن بطال نے کیا ہے) بعضوں نے یوں تعاقب کیا ہے کہ یہ انکار صحابہ میں سے ابن مسعودؓ سے ثابت ہے اور تابعین میں سے شعبی سے جو کوفہ کے مجتہدین سے ہیں۔ اور حسن بصریؒ سے جو بصرہ کے مجتہدین سے ہیں۔ یہ انکار ان لوگوں سے مشہور ہے۔ چنانچہ ابن عبد البرؒ نے نقل کیا ہے اور اس سے پہلے دارمی وغیرہ نے ان سے بھی اور دوسروں سے بھی)۔

اور شرح منہاج بیضاوی میں ہے:

و الحق انه اشتهر من اهل البیت کا لباقر و الصادق و غیر هما من ا لآ ئمة رضوان الله علیهم اجمعین انکار القیاس ۔ کما اشتهر عن ابی حنیفه وما لك و الشا فعی القول بوجوب العمل

(ترجمہ: حق یہی ہے کہ اہل بیت نبوی سے (جیسے امام باقرؒ اور امام جعفرؒ) انکار قیاس مشہور ہے۔ جیسے ابو حنیفہؒ و شافعیؒ سے اس پر عمل کا وجوب مشہور ہے)۔

یہ ہے مشت نمونہ خروار و یکے از ہزار نقول و آثار متضمنہ انکار قیاس سے۔ اس کے مقابلہ میں قائلین قیاس یہ عذر کرتے ہیں کہ یہ احادیث و آثار ان قیاسوں کے باب میں وارد ہیں جو نصوص کے مقابلہ میں یا اور شروط ان میں مفقود ہیں اور اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے یہ مذمت روایت ہوئی ہے انہیں سے قیاس کرنا اور اس کا مشروع ہونا بھی مروی ہے۔ پس وجہ تطبیق یہی ہے کہ قیاس باشروط کو انھوں نے جائز رکھا اور استعمال کیا اور قیاس فاقد الشروط سے منع فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو قیاسات آنحضرت ﷺ یا بعض صحابہ سے مروی ہیں ان میں مشروعیت قیاس صراحۃً ثابت نہیں ہوتی بلکہ تمہاری کتر بیونت سے مشروعیت نکلتی ہے۔ یہ مشروعیت اس صریح ممانعت کی مساوی نہ ہوئی تاکہ اس کے سبب اس میں وہ تاویل و تطبیق مسلّم ہو۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جنہوں نے کسی موقعہ پر کوئی قیاس پیش کیا ہے ان کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر میں اصل دلیل مسئلہ کوئی اور ہو پر انہوں نے اپنے مخاطبین کے سمجھانے کو بصورت قیاس مسئلہ بنایا ہو اس سے مجرد قیاس کی مشروعیت یا اس کے جمیع انواع کی صحت نہیں نکلتی۔ حضرت صدر الشریعۃ مولف شرح وقایہ نے کتاب توضیح میں دعوی کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بعد انتظار وحی قیاس کیا کرتے اور اس پر احادیث ذیل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہا کہ میرے بوڑھے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے باپ پر قرض ہو تو تو ادا کرو یا نہیں؟ وہ بولی ہاں ادا کروں گی۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالی کا قرض زیادہ لائق ادا ہے (اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فریضہ حج کو قرض پر قیاس فرمایا اور اس کے وجوب سے اس کا وجوب نکالا)

۲۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ روزہ دار بوسہ لے تو کیا حکم ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کلی کر کے پانی پھینک دو، تو کیا روزہ جاتا ہے؟ (یعنی اس پر بوسہ کو قیاس کرنا چاہیے)

پھر صاحب شرح وقایہ نے اس استدلال کا آپ ہی جواب دیا ہے کہ ان احادیث میں احتمال ہے کہ آپ نے حکم ان مسائل کا وحی سے جانا ہو۔ پر بیان اس کا بطریق قیاس کیا (یعنی ان احادیث سے آنحضرت ﷺ کا قیاس کرنا ثابت نہ ہوا)۔ چنانچہ توضیح میں بصفحہ ۲۳۵ فرمایا ہے:

لکن یحتمل فی الحدیثین انه علیه السلام علمه بالوحی لکن بینه بطریق القیاس لما کان موافقاً له لیکون اقرب الی فهم السامع۔

ترجمہ اس کا وہی ہے جو قبل نقل عبارت کہا گیا۔ یہی جواب ان احادیث کا صاحب توضیح سے پہلے امام آئمۃ الحدیث محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے ادا کیا ہے چنانچہ اپنی صحیح کے صفحہ ۱۰۸۸ء میں کہا ہے:

باب من شبه اصلاً معلوماً باصل مبیّن، و قد بین النبی ﷺ حکمها لیفهم السائل ... الی ان ذکر الحدیث:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابن عباس : انأ امرأةً جاء ت الی النّبیّ فقا لت : انّ امّی نذ ر ت ان تحجّ، فما تت قبل ان تحجّ۔ افأحجّ عنها ۔ قا ل : نعم ۔ حجّی عنها ۔ أرأیت لو کا ن علی امّك دین، اکنت قا ضیته ، قا لت : نعم۔ قا ل فا قضوا الله الذی له فان الله احق با لوفا ء۔

(حد یث نمبر ۷۳۱۵ صحیح بخاری) ..

(یہ باب ہے بیان فعل اس شخص کا جس نے ایک حکم معلوم کو ایک حکم مبین سے جس کو اللہ تعا لی نے بیان کر رکھا ہے تشبیہ دی تا کہ سائل کو اس کا حکم معلوم جو شرع سے ثا بت ہے سمجھا وے ۔ پھر اس حد یث ادائے حج کو ذکر کیا اور ایک اور حد یث بھی لا ئے)

اور صا حب درا سات نے اس جوا ب کو جملہ آ ثار متمسکہ اہل قیاس کا جواب ٹھہرا یا ہے چنا نچہ بعد نقل کر نے آ ثار حضرت ابو بکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ وحضرت ابن عباسؓ کے جو اوپر نقل ہو ئے ، کہا ہے:

و حمل هذا علی قیاس خا ص کا لوا قع فی مقا بلة النص وکالفا ئت بعض شروطه خلا ف الظا هر لا یصار الیه الا ابداع و الجمع بین هذا و بین ما اشتهر عنه من القیا سا ت لا یتعین دا عیاً، لم لا یجوز ان یجمع بین هذا و ذا ك با ن ما ینقل من وقیا سا تهم و ان سلم تواتر النقل و اجماع جمیع الصحا بة علی ذ لك من غیر نکیر لا یدل علی ان ذلك هو الحجة لهم فی اثبا ت تلك ا لا حکا م بل یجوز ان یکون تلك ا لا حکا م عند هم ثا بتة با لا ستنبا ط الد قیق من الکتا ب و السنة و الاسباب الخفیة من غیر طر یق القیاس المتنا ز ع فیه و بینوا علی السا معین بطر یق القیاس الغیر المثبت عند هم لتقریب فهمهم و تنقلیش ا ذ ها نهم بذ لك کما قا ل صدر الشر یعة فی الحد یثیں المتقد مین

(تر جمہ: اور مذمت کا (جو ان اکا بر سے مروی ہے) کسی قیاس خاص پر محمول کر نا جیسے قیاس مقابل نص ہو تا ہے یا قیاس فا قد الشرو ط ۔ خلاف ظا ہر ہے جس کی طرف ر جوع کر نا بدو ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث جائز نہیں۔ اور اگر تطبیق اس مذمت اور ان قیاسات میں جو ان سے منقول ہیں باعث سمجھے گئے ہیں تو یہ باعث ہونے کے لئے متعین نہیں۔ یہ کیوں جائز نہیں کہ اس میں اور ان میں یوں تطبیق کریں کہ اگر ان سے قیاسات کا وقوع بنقل تواتر مانا بھی جاوے اور اس پر صحابہ کا بلا اختلاف وانکار اجماع بھی فرض کیا جاوے تو اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کے پاس دلیل احکام (جن میں انہوں نے قیاس کیا) یہی قیاس تھا۔ بلکہ جائز ہے کہ وہ احکام ان کے نزدیک باستنباط دقیق کتاب وسنت سے ثابت ہوں انہوں نے سامعین کو بطور قیاس سمجھائے ہوں تو کہ ان کے قریب الفہم ہوں اور ان کے ذہن میں بچ جائیں۔ چنانچہ صدر الشریعہ نے پہلی دو حدیثوں میں کہا ہے۔ صاحب دراسات کا قول ہو چکا)۔

اس کے سوا دو جواب اور بھی ہیں۔ میں نے اسی جواب کا نقل کرنا مناسب سمجھا جس کو اکابر حنفیہ نے مان رکھا ہے۔

اور امام رازیؒ نے محصول میں بعد نقل ان آثار سابقہ کے کہا ہے:

فا ن قلت هؤلا ء الذين نقلتم عنهم المنع من القياس هم الذين د للنا على ذ ها نهم الى القو ل به فلا بد من التو فيق و ذلك بان نصر ف الروا يا ت الما نعة من القياس الى بعض انوا عه و ذلك حق لا ن العمل بالقياس لا يجوز عند نا الا عند شرائط مخصو صة ۔ قلت هب ان الذين نقلنا عنهم المنع من االقياس هم الذ ين د للتم على انهم كا نوا عا ملين با لقياس ا لا انا نقلنا عنهم التصريح با لرد و المنع على الاطلاق من غير تقييد بصورة خا صه و انتم ما نقلتم عنهم التصريح بالقبو ل بل رو يتم عنهم اموراً ثم د للتم بو جو ه د قيقة غامضة على ان تلك ا لا مور دا لة على قو لهم با لقياس و معلوم ان التصريح با لرد اقوى مما ذكر تموه فكا ن قو لنا راجحاً ۔ الى ان اورد اسئلة و ا جو بة حا صلها منع ا نعقا د الاجماع على القياس ۔ ثم قا ل سلمنا انعقا د ا لا جماع على قياسما لكن لم ينقل الينا ا نهم اجمعوا على النوع الفلا نى من القياس او

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی کل انوا عه و لم یلز م منانعقا د ا لا جماع علی صحة نوعٍ انعقا ده علی صحة کل نوع فا ذن لا نواع ا لا و یحتمل ان یکو ن النوع الذی اجمعوا علیه هو هذا النوع او یکو ن غیره و اذا کا ن کذا لك صا ر کل انوا عه مشکو کاً فیه فلا یجوز العمل بشیء منه

(ترجمہ: اگر تو کہے کہ جن لوگوں سے تم نے قیاس کی ممانعت نقل کی ہے انہیں کا قیاس پر چلنا ہم نے بتلا دیا ہے۔ پس ان دونوں امروں (مختلف) میں تطبیق کی ضرورت ہوئی۔ سو یہ ہے کہ ممانعت کی روایات کو ہم بعض انواع قیاس کی طرف پھیریں (جن میں شروط متحقق نہیں) اور حق یہی ہے اس لئے کہ قیاس پہ عمل کرنا بدون شروط مخصوصہ جائز نہیں ہے (تو اس کے جواب میں) میں کہونگا، ہم نے مانا کہ جن لوگوں سے قیاس کی ممانعت ہم نے نقل کی ہے انہیں کا قیاس پر عامل ہونا بھی بتلایا ہے ولیکن (ان کا انکار و عمل دونوں مساوی نہیں) رد و انکار تو صریح ہے اور وہ بھی بطور عموم جو کسی صورت سے خاص نہیں اور ان کا عمل تم نے صریح نقل نہیں کیا بلکہ کئی ایسے امور نقل کئے ہیں جن سے بوجوہ باریک و پوشیدہ ان کا قائل بقیاس ہونا نکالا ہے۔ اور یہ خود معلوم ہے کہ صریح رد و انکار تمہارے خیالی و استنباطی امور سے قوی ہے۔

(یہاں تک کہ امام رازیؒ نے کئی سوال و جوابات، جن کا حاصل انعقاد اجماع کا قیاس پر تسلیم نہ کرنا ہے، وارد کئے۔ پھر کہا): ہم نے کسی نہ کسی قیاس پر ان کا اجماع بھی مانا لیکن ہم تک یہ نقل نہیں پہنچی کہ انہوں نے خاص فلانے قیاس پر یا اس کے سب اقسام پر اجماع کیا ہے اور کسی خاص نوع کی صحت پر اجماع ہونے سے جملہ انواع کی صحت پر اجماع ہونا لازم نہیں آتا۔ پس کوئی نوع قیاس نہیں مگر اس میں احتمال ہے کہ شائد یہ وہ نہ ہو جس پر انہوں نے اتفاق کیا ہے۔ اس سے سبھی انواع قیاس مشکوک ہوئے اور کسی پر عمل جائز نہ ہوا)۔

ان عبارات سے ہماری وجوہات جواب کی پوری تائید ہوئی اور عذر اہل قیاس کی بیخ کنی ہوئی۔ سوائے اس کے وہ لوگ اور عذر بھی پیش کرتے ہیں اور خیالی دلائل بھی، اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ولیکن ہم کو اس مقام میں ان کے جملہ عذرات و استدلالات سے پوری بحث منظور نہیں کہ ان کی تفصیل کریں اور ان کے جوابات بتفصیل لکھیں۔ ہمارا مقصود اس مقام میں فقط اتنا ہی ہے کہ ظاہر یہ انکار قیاس میں متفرد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سو اس بیان سے حاصل ہے۔ پوری بحث ابطال قیاس ہم انشاء اللہ تعالی رسالہ مستقلہ میں کریں گے جو بعد اختتام بحث مسائل اشتہار قلم میں آوے گا۔

اس مقام میں ہم مجمل جواب جملہ عذرات و استدلالات ادا کرتے ہیں:

قا ل ا لاما م محمد بن علی الشو کا نی فی ادب الطلب و اما القیاس فا علم ان اهل الا صو ل قد رسموه با نه مسا واة اصل لفر ع فی علة حکمه ثم شر طوا له شرو طاً و قیدو ه بقیود هی معلومة عند عا ذنی الفن لکنهم تو سعوا فی هذه المسا واة ثبتو ها با مور هی مجر د خیا ل لیس علی ثبو ته اثار ة من علم و بیا نه انهم جعلوا مسلك العلة انوا عاً فا کثر ما قیل انها عشرة ثم الجمیع من المسا لك ا لا القلیل فی بحت الرأی و محض الد عا وی و المجر دة فعلیك ان تضع قد مك مو ضع المنع و تقو م مقا م ا لا نكار حتی یو جب علیك المصیر الی شیء منها ما لا نقدر علی دفعه و لا نشك فی صحته کمسلك النص علی العلة و مسلك لقطع با نتفاء الفارق و مثل هذا فجر ی الخطا ب و ما شا به هذه الامور و ایا ك ان نثبت ا لا حکا م الله تعا لی بخیا لات تقع لك او لعا لم مثلك من سا بق ا لا مة او لا حقها۔ و با لجملة فا لقیاس الذی یذ کره ا لا صو لیو ن لیس بد لیل شر عی و لا جا ء د لیل شرعی علی حجیته و ان ز عم ذلك من لا خبرة له با لا دلة الشر عیة و لا بکیفیة ا لاستد لا ل بها۔و اما ما کا نت العلة فیه منصو صة فا لد لیل هنا هو ذلك النص لا ن الشا رع کانه صرّح باعتبا ر ها اذا و جد ت فی شیء من المسا ئل من غیر فر ق بین کو نه ا صلاً او فر عاً۔ و هکذا ما وقع القطع فیه نبقی الفا رق فا نه بهذا القدر قد صار ا لا مر ان ا للذا ن لا فارق بینهما شیئاً وا حدا ما دل علی ا حد هما دل علی الآخر بدو ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا ختیا ر تعدیة و لا اعتبار ا صلیة و فر عیة ۔ و اما فحوی الخطا ب و لحنه فهما را جعا ن الی المفهو م و المنطوق و ان سما ها البعض بقیاس الفحوی و بحث العمل با لمفهو م خارج عما نحن بصدره ۔ و قد جا ء ت لغته العر ب الحا کیة لما کا نوا یفهمو نه و یتحا ورو ن به و یعملون علیه ان مثل هذا المفهو م کا ن معتبراً لد یهم و لهذا قا ل من قال من العلماء انه منطوق لا مفهو م و لقد تلا عب کثیر من اهل الر أی با لکتا ب و السنة تلا عباًلا یخفی بهذه الذ ریعة القیا سیة و عو لوا علی ما هو او هن من بیت العنکبو ت و قد مو ه علی آیا ت و ا حا دیث و ما هذه با ول فا قوة جا ء بها الشیطا ن و حسنها لنوع ا لا نسا ن و کل من کا ن له فهم لا یغر ب عنه ان الله عزو جل لم یتعبد عباده بمجر د قو ل عا لم انه قد افا ده مسلك تخر یج المنا ط او تنقیح المنا ط او الدو را ن او نحو هذا الهذ یا ن ۔

(تر جمہ: امام ر بانی شو کا نی نے کتا ب ادب الطلب میں فر ما یا ہے، رہا قیاس سو جان لے کہ اصو لیوں نے اس کی یہ تعریف کی ہے (اصل کا فر ع سے علۃ حکم میں مساوی ہونا) پھر اس کی کئی شرطیں کی ہیں اور کئی قید یں لگا ئی ہیں جو اس فن کے جا ننے وا لوں کو معلوم ہے لیکن انہوں نے اس مساوات کو وسعت دی ہے اور اس کو ایسے خیا لی امور سے ثا بت کیا ہے جن کے ثبوت پر اثر علم پا یا نہیں جا تا ۔ اس کا بیان یہ ہے کہ انہوں نے مسلک علۃ (وہ طر یق جس سے علۃ کا علم حا صل کر تے ہیں) کو کئی قسم ٹھہرا یا ہے جو بمو جب قو ل ا کثر ین دس قسم ہیں ۔ پھر وہ سب کے سب اقسام بجز قدر قلیل محض را ئے اور مجر د دعا وی ہیں ۔ تجھے ان کے مقا بلہ میں یہی چا ہیے کہ مقا م لا نسلم میں کھڑا ہو جا ئے اور ا نکار کی جگہ قا ئم ر ہے جب تک کہ تجھے ایسی دلیل کی طرف ر جو ع حا صل نہ ہو سکے جس کے دفع کر نے پر تو قدرت نہ ر کھے اور اس کی صحت میں شک نہ لا ئے جیسے یہ مسلک ہے کہ شا ر ع علۃ کو خود بیان فر ما وے ۔ یا دو چیز وں میں شر عاً فر ق نہ ہو نے کا یقین حا صل ہو جا وے یا فحوا ئے کلا م شا ر ع سے کچھ حکم معلوم ہو ۔ ایسے ہی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امور۔ اور سے بچو کہ مجرد اپنے یا پہلے پچھلوں کے خیالات سے احکام ثابت کرنے لگے۔
خلاصہ یہ کہ جس قیاس کو اصولی ذکر کرتے ہیں وہ شرعی دلیل نہیں اور نہ اس کی دلیل ہونے پر کوئی شرعی دلیل قائم ہے۔ اگرچہ وہ لوگ جن کو ادلہ شرعیہ کی خبر نہیں اور نہ کیفیت استدلال کا علم ،اس کے مدعی ہیں۔
رہا وہ قیاس جس کی علۃ پر شارع کی نص ہے (سو مستقل دلیل نہیں) اس لئے کہ وہاں دلیل نص ہے شارع نے اس کے اعتبار کرنے کا جہاں وہ پائی جائے حکم دے دیا ہے۔ سوائے اس فرق کے کہ ایک کو اصل کہیں اور دوسرے کو فرع ایسا ہی وہ قیاس ہے جس میں باہم دو چیزوں کے فرق نہ ہونے کا یقین ہے وہاں اسی قدر سے تصریح شارع دو چیزیں ایک معلوم ہوتی ہیں بدون اختیار اس امر کے کہ ہم ایک کا حکم دوسرے میں لے جائیں یا ایک کو اصل اور دوسرے کو فرع کہیں۔
اب رہا فحوائے کلام ولحن خطاب سو منطوق و مفہوم کلام کی طرف راجع ہیں (یعنی درحقیقت وہ قیاس نہیں) اگرچہ بعض اس کا قیاس الفحوائے نام رکھتے ہیں اور جب کہ وہ از قسم مفہوم ٹھہرا تو اس کی بحث قیاس سے خارج ہے اس لئے کہ لغت عرب جس میں ان کے فہم و محاورہ کا بیان ہے یہ حکم دیتی ہے کہ یہ مفہوم ان کے نزدیک معتبر ہے اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ مفہوم نہیں منطوق ہے اور بہتیرے اہل رائے کتاب وسنت کے ساتھ بذریعہ قیاس کھیل رہے ہیں اور ایسے وہموں پر جو مکڑی کے جالے سے بھی ضعیف تر ہے اعتماد کئے بیٹھے ہیں اور اس کو آیات و احادیث سے مقدم سمجھے ہوئے ہیں اور یہ پہلی مصیبت نہیں جس کو شیطان نے بہم پہنچایا اور نوع انسان کے لئے اچھا کر دکھایا۔
اور جس کسی کو کچھ سمجھ ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو مجردان اقوال علماء سے مکلّف نہیں فرمایا جو کہتے ہیں کہ یہ قیاس یا قیاسی حکم مسلک تخریج مناط سے حاصل ہوا ہے یا تنقیح مناط سے یا دوران سے یا مثل اس کے اور بکواس سے (جو اہل قیاس ورد زبان رکھتے ہیں اور کمالات علمی سے خیال کرتے ہیں)۔

ترجمہ عبارت امام شوکانی کا ہو چکا جس میں مجمل جواب جملہ عذرات و استدلالات اہل قیاس کا ادا ہوا۔ تفصیل پھر سہی۔ یار باقی صحبت باقی
بالجملہ اس بیان با برہان سے ثابت ہوا کہ انکار قیاس اجلہ صحابہ وتابعین و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکابر مجتہدین بلکہ خود رسول امین بلکہ الہ العالمین سے ثابت ہے اور ظاہر یہ اس انکار میں متفرد نہیں ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا جواب ہے جو ظاہر یہ کو انکار قیاس کے سبب دائرہ مجتہدین سے خارج کرتے ہیں۔ اب رہا جواب صاحب تنویر کا جو خاص کر ابن حزمؒ کو بدستاویز عبارت حجۃ اللہ البالغہ کے دائرہ اہل سنت سے خارج کرتا ہے۔ سو یہ ہے کہ عبارت حجۃ اللہ البالغہ سے تو اس بات کی بو بھی نہیں آتی۔ ہاں اس میں بطور عادت قدیمہ کذب وتحریف کے کچھ جھوٹ ملا دیں اور یہ جملہ وضعی ان ابن حزم لیس من اہل السنۃ اس میں داخل کر دیں تو کار براری سہل ہے اس عبارت کا مطلب تو فقط اسی قدر ہے کہ بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہاں دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ اہل رائے۔ اور اہل ظاہر اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے قیاس یا استنباط کیا وہ اہل رائے ہوا اور یہ بات ہرگز نہیں اور رائے سے یہاں فہم وعقل مراد نہیں۔ اس سے تو کوئی بھی فریقین سے خالی نہیں۔ اور نہ وہ رائے مراد ہے جس میں سنت پر اعتماد نہ ہو۔ اس کو تو کوئی بھی مسلمان نہیں لے سکتا۔ اور نہ وہ استنباط کا نام ہے اس سے تو احمدؒ واسحاقؒ بھی خالی نہیں۔ جو بالاتفاق اہل رائے نہیں بلکہ مراد اہل رائے سے وہ لوگ ہیں جو بعد تسلیم مسائل اتفاقی یا جمہوری کے کسی مجتہد کے اصول پر تخریج مسائل کرتے ہیں۔ اور بلحاظ ان اصول کے ایک نظیر کو دوسرے پر قیاس کرتے ہے اور احادیث وآثار کی خود تلاش نہیں کرتے اور اہل ظاہر وہ ہیں جو قیاس کے قائل نہیں اور نہ اقوال صحابہ وتابعین کو مانتے ہیں۔

اور ان دونوں فرقوں کے بیچ میں تیسرا فرقہ محققین اہل سنت کا ہے جیسے امام احمدؒ و امام اسحاقؒ (یعنی جو نہ مطلقاً منکر قیاس ہیں نہ تارک احادیث وآثار) چنانچہ اصل عبارت جناب کی یہ ہے:

> و منها انی و جدت بعضهم یز عم ان هنا لك فر قتین لا ثا لث لهما ۔ اهل الظا هر و اهل الرا ی ۔ و ان کل من قا س و استنبط فهو من اهل الرأی ۔ کلا و الله بل لیس المراد با لرأی نفس الفهم و العقل فا ن ذ لك لا ینفك من ا حد من العلماء و لا لرأی الذی لا یعتمد علی سنة اصلاً فا نه لا ینتحله مسلم البتته و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا القدرة علی ا لاستنبا ط و القیاس فا ن ا حمد و اسحاق بل الشا فعی ایضاً لیسوا من اھل الرأی با لاتفاق و ھم یستنبطون و یقیسون بل امراد من اھل الرأی قو م تو جھوا بعد المسا ئل المجمع علیھا بین المسلمین او بین جمھو ر ھم الی التخر یج علی اصل ر جل من المتقد مین فکا ن اکثر امرھم حمل النظیر علی النظیر و الرد الی ا صل من ا صو ل دو ن تتبع الا حا دیث و ا لآ ثار ۔ و الظا ھری من لا یقو ل بالقیاس و لا با لآ ثار الصحا بۃ و التا بعین کدا ؤد و ابن حزم و بینھما المحققو ن من اھل السنۃ کا حمد و اسحاق

ترجمہ اس عبارت کا وہی ہے جو قبل نقل عبارت بیان کیا گیا۔

تو دیکھو اس عبارت میں ابن حزم یا ظاہر یہ کو خارج از اہل سنت کہاں فرمایا ہے۔ اور صاحب تنویر کا باستشہاد اس عبارت کے ابن حزم کو اہل سنت سے خارج کرنا بجز دروغ گویم برروئے تو کے کیا بن سکتا ہے۔ اور اگر یہ زعم ہے کہ اس عبارت میں فرقہ ثالث کو محقق اہل سنت کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے مقابل اہل ظاہر اہل سنت نہیں ہیں تو اس کا ابطال یہ ہے کہ اس عبارت میں تین فرقوں کا ذکر ہے۔ اہل رائے، اہل ظاہر، فرقہ ثالث محققین اہل سنت۔ پس اگر فرقہ ثالث کے محقق اہل سنت ہونے سے فرقہ اہل ظاہر کا اہل سنت نہ ہونا بحکم تقابل ثابت ہوتا ہے تو ویسے ہی اہل رائے کا بھی اہل سنت نہ ہونا ثابت ہونا چاہیے اس لئے کہ جیسے اہل ظاہر کو فرقہ ثالث سے تقابل ہے ویسے ہی اہل رائے کو بھی تقابل ہے۔ اور یہ بات آپ کے منہ کبھی نہ نکلی کیونکہ یہ بات گھر لگتی ہے اور فرقہ جناب کو (جن کی پونجی بجز رائے وقیاس کچھ نہیں) سنی ہونے سے خارج کرتی ہے۔

اب اگر کوئی چوتھا شخص کہے کہ اس عبارت سے غیر محقق ہونا اہل ظاہر و اہل رائے دونوں فرقوں کا نکلتا ہے تو یہ اور بات ہے۔ اس عبارت کے مقلد کے لئے حجت ہوسکتی ہے اور محقق صاحب بصیرت کے لئے نہیں وہ اس بات کو شاہ ولی اللہ صاحب کا خیال سمجھے گا اور بنظر ادلہ ابطال قیاس اہل قیاس کو کبھی محقق نہ کہے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بیان سے ثابت ہوا کہ ظاہریہ یا ابن حزمؒ میں ایسا کوئی عیب نہیں جس سے وہ اہل سنت یا مجتہدین اہل سنت سے خارج ہوں اور ان کے خلاف کا انعقاد اجماع میں لحاظ نہ کیا جائے۔

اس سے قول امام شوکانی کا (کہ مقلدین کا خلاف ظاہریہ کے پرواہ نہ کرنا محض تعصب و ہوائے نفسانی سے ناشی ہے) صدق ثابت ہوا اور جواب سوال دوم متعلق حال ابن حزمؒ اتمام کو پہنچا جس کے اتمام سے متیقن ہوا کہ محلی ابن حزمؒ واسطے ملاحظہ مواخذات آئمہ مذاہب کے لائق مراجعت واعتبار ہے۔

اس سے ذنابہ مقصد ثانی کا اختتام ہوا اور اس کے اختتام سے دونوں مقصد ختم ہوئے۔ اور ان کے اختتام سے تزئیل کا سرانجام ہوا جس سے وجہ سوم (جس کا ابتداء بیان ضمیمہ نمبر۲ مطبوعہ ۵ جنوری ۱۸۷۸ء صفحہ ۶ سے ہے) وجوہ قادحہ آثار مؤیدہ استدلال مخاطب سے پوری ہوئی۔

اب وجہ چہارم وجوہ قادحہ آثار مؤیدہ استدلال مخاطب سے بیان میں آتی ہے۔ وجہ چہارم یہ ہے کہ آثار واقوال صحابہ قائلین حجیت آثار کے نزدیک بھی تب ہی حجت و لائق استناد ہوتے ہیں جب کہ وہ باہم متخالف ومتعارض نہ ہوں۔ اور جب وہ آپس میں متعارض ہوں تو ان کو وہ لوگ بھی حجت نہیں جانتے اور وہ آثار بالاتفاق حجت و لائق دستاویز نہیں رہتے۔ اور آثار مؤیدہ استدلال مخاطب باوجود مخدوش و مجروح ہونے کے بوجوہ سابقہ اسی قسم سے ہیں بعضے صحابہ سے کسی گیلی سوکھی سند سے ممانعت یا ترک مروی ہے تو دوسرے صحابہ سے امر یا فعل قرأۃ بھی ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ وحضرت عمر فاروقؓ سے امر قرأۃ فاتحہ ضمیمہ نمبر۸ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء میں بصفحہ ۳۹۹۔۴۰۰ منقول ہو چکا ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے طحاویؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ امام کے پیچھے نماز ظہر میں فاتحہ پڑھتے اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے ابن ماجہ نے نقل کیا ہے کہ وہ ظہر وعصر میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے۔ ایسا ہی حضرت عائشہؓ، وحضرت ابیؓ بن کعب، وحضرت حذیفہؓ بن الیمان، وعبادہؓ وابوسعیدؓ سے قرأۃ فاتحہ مروی ہے:

ففی تخریج الهدایة للزیلعی الحنفی و قد اثبت البخاری عن عمر و ابی بن کعب و حذیفه و ابی هریره و عائشه و عبادة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابی سعید فی آخرین انهم کا نوا یقرؤن القر أة خلف الاما م

(ترجمہ: زیلعی کی تخریج میں ہے امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ، وحضرت ابیؓ وحذیفہؓ وحضرت ابو ہرہؓ، وحضرت عائشہؓ وحضرت عبادہؓ وحضرت ابی سعیدؓ سے مع اور لوگوں کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ قرأة فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے)

اور ایسا ہی ذکر قائل قرأة صحابہ کا ضمیمہ اخبار سفیر ہندوستان نمبر اول مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۸ء میں ان سے نقل ہوا۔

اور ہمارے خیر المعاصرین مولوی محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالہ امام الکلام میں بعد نقل آثار متعارضہ قرأة وترک قرأة کے کہا ہے:

و ھذہ آ ثار شھد ت با ن المسئلة خلا فیة بین الصحا بة و آئمة ا لا مة ... الی ان فصل اقوا لھم ۔

(یہ آثار اس بات پر شہادت دے رہے ہیں کہ مسئلہ قرأة فاتحہ خلف الامام صحابہ وآئمہ میں مختلف فیہ ہے۔ یہاں تک کہ ان کے اقوال کو تفصیل سے بیان کیا)۔

بناء علی ہذا الاختلاف وہ آثار واقوال مؤیدہ استدلال مخاطب لائق استدلال نہ رہے اور باتفاق فریقین ساقط الاعتبار ٹھہرے۔

فقال فی شر ح المغنی بعد نقل الا ختلا ف فی حجیة قو ل الصحابة۔ محل النزاع یعنی ھذا ا لا ختلاف فیما اذا قال صحا بی قو لاً ولم یشتھر ذلك فی اقرا نه لیظھر المخا لفة أ و الموا فقة و اما اذا اشتھر ذلك القو ل و خا لفو ہ لا یجب تقلیدہ با لا جماع (ترجمہ: شرح مغنی میں (جو اصول حنفیہ کی معتمد علیہ کتاب ہے) بعد نقل اختلاف کے حجت ہونے قول صحابہ میں کہا ہے کہ اختلاف ونزاع اس محل میں ہے کہ صحابی ایک بات کہے اور وہ مشتہر نہ ہوتا کہ اس قول میں اور صحابہ کی مخالفت یا موافقت معلوم ہو اور اگر وہ قول مشتہر ہوا ہے اور دوسرے صحابہ نے اس کی مخالفت کی ہو تو وہ باتفاق لائق تقلید و حجت نہیں ہے)

اور ایسا ہی ضمیمہ نمبر ایک مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۸ء میں توضیح سے نقل ہو چکا ہے

و قا ل خیر المعا صرین فی امام الکلا م :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثا من (یعنی من ا لاعترا ضا ت الواردة علی استد لا لا لھم با لآ ثار) ان جما عة من الصحا بة قد ثبت عنھم تجو یز القر أة خلف الامام کما مر سا بقاً فما التر جیح لا ختیار آ ثار المنع و ترک ھذہ مطلقاً .. الی ان اورد اسئلة و ا جو بة حا صلھا تز ئیف الا ستد لا ل با لآ ثار علی عدم جواز القر أة ۔

(تر جمہ۔مولوی عبدالحی نے رسالہ امام الکلام میں کہا ہے:
آ ٹھواں اعتراض حنفیہ کے استدلا ل بآ ثار پر یہ ہے کہ ایک جماعت صحا بہ سے تجو یز قر أة بھی ثابت ہے۔پس آ ثار ممانعت کے لئے کیا تر جیح ہے۔پھر چند سوالات و جوابات ایسے وارد کئے ہیں جن سے اس استدلا ل کی سستی ثابت ہو)۔

تنبیہ لطیف :

صا حب ہدا یہ نے جب آ ثار متخا لفہ و متعارضہ کو لائق حجت و استدلا ل نہ سمجھا تو ترک قر أة پر اجماع صحا بہ کا دعوی کر لیا لیکن بحمد اللہ انہیں کے اتباع و اشیاع نے اس دعوی کو سچا نہیں سمجھا۔اور اس خیال سے کہ بسبب کذب صریح ہو نے اس قول کے لوگ صا حب ہدا یہ کی تکذ یب کر یں گے اس میں یہ تا ویل کی کہ مراد اجماع سے اس قول میں اتفاق اکثر ین کا ہے۔یا اجماع منقول بنقل احا د جس کو نقل خلاف ما نع نہیں ، یا اجماع سکو تی ۔ ولیکن بحمد اللہ اس تا ویل کو انہیں کے منصفین نے رد کر دیا ہے اور پا یہ صدق و اعتبار میں رہنے نہیں دیا۔

قا ل فی امام الکلا م ۔ قد استد ل شر ذمة قلیلة من اصحا بنا فی ھذہ المسئلة باجماع الصحا بة کما قا ل صا حب الھدا یة بعد ذکر حد یث قر أة ا لا ما م قر أة لہ و علیہ اجماع الصحابہ وردہ الجو نفوری فی حوا شیہ بقو لہ لو کا ن فیہ اجماع لکا ن الشا فعی اعرف بہ ۔ انتھی ۔ و مما یر دہ ایضاً مطا لعة کتب الحد یث فا نھا متوا طبة علی ذکر الخلا ف الواقع بین الصحابة فی ھذہ المسئلة و لو کا ن ا لا جماع لما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ن الخلاف و النزاع و قد تو جه العینی فی انها یه الی توجیه قول صا حب الهدا یه بو جوه ا حد ها انه سماه اجماعاً باعتبار الا کثر و قد روی منع القر أة عن ثمانین نفراً من الصحا بة ۔ و ثا نیها انه اجماع ثبت بنقل الاحاد فلا یمنعه نقل البعض بخلا فه کنقل حد یث با لا حاد ثم لما ثبت نقل الا مر ین ترجح ما قلنا لا نه موا فق لقو ل العامة و ظا هر الکتاب و السنة ۔ و ثا لثها انه یجوز ان یکو ن ر جوع المخالف ثا بتاً ختم ا لا جماع ۔ و را بعها انه لما ثبت نهی العشرة الذ ین ذکر هم السند مو نی و لم یثبت رد ا حد هم علیهم عند تو فر الصحا بة کا ن اجما عاً سکو تیاً انتهی ملخصاً ۔

و لا یخفی علی من نظر بعین البصیرة مافیه من الر کا کة ۔ اما فی ا لا ول فهو انه و ان صح اطلاق الا جماع علی اتفاق الا کثر لکن نسبة المنع الی ا لا کثر لیست بظا هر لا نه لا یخلوا اما ان یر ید با لا کثریة الا کثریة بالنسبة الی جمیع الصحا بة اویر ید با لنسبة الی الذین تکلموا فی هذه المسئلة ۔ فان ار ید ا لاول فبطلا نه وا ضح ۔ و ان ارید الثا نی فضعفه ایضاً لائح لا ن کو ن الما نعین اکثر من المبیحین محتا ج الی ثبو ته بسند معتمد و عدم نقل خلا فه بسند معتد و اذ لیس فلیس ۔

و ما فی الثا نی فلا ن مجر د نقل اجماع علی مسئلة ثبت فیها نزاع لا یفید شیئاً فی محل النزاع ۔و ترجح هذا المقو ل بکونه موا فقاً للکتا ب و السنة مو رد المما نعة کیف لاو ظا هر الکتاب و السنة لایشهد ان بالکرا هة الا طلا قیة

و اما فی الثا لث فلا ن مجر د جواز ر جوع المخا لف لا یفید فی صحة دعوی الا جماع مع انه مشتر ك ا لا لزا م من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجانبين من غير دفاع ۔
و اما فی الرا بع فلا ن ثبو ت النهی عن العشرة الذ ين ذكر هم السند مو تی ليس ببين و لا مبر هن و مع ثبو ة خلا فه ا يضاً مروی و ان لم يو جد الر د الصريح و بالجملة فا لمسئلة ليست بمحل للا جماع لا الاجماع السكو تی و الا الاجماع الصريحی و لا ا لا جماع ا لا كثری ۔

(ترجمہ: چند اشخاص نے ہمارے (حنفی) لوگوں سے مسئلہ قرأۃ فاتحہ میں اجماع صحابہ سے تمسک کیا ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے بعد ذکر اس حدیث کے کہ امام کی قرأۃ مقتدی کی ہوتی ہے، کہا ہے کہ اسی پر صحابہ کا اجماع ہے۔ اور اس کو فاضل جون پوری نے اپنے حواشی میں اس قول سے رد کر دیا کہ اگر اس پر اجماع ہوتا تو امام شافعی اس کو خوب جانتے۔ اور اس بات کو کتب حدیث کا مطالعہ بھی رد کرتا ہے وہ سب ذکر اختلاف پر متفق ہیں۔ اگر وہ اجماع ہوتا تو اختلاف صحابہ کیوں ہوتا۔

عینیؒ نے نہایہ شرح ہدایہ میں قول صاحب ہدایہ کی کئی وجہ سے توجیہہ کی ہے۔

اول یہ کہ اس نے اکثر لوگوں کے لحاظ سے اجماع کا نام لیا ہے کیونکہ منع قرأۃ اسّی (۸۰) نفر صحابہ سے مروی ہے۔

دوم۔ یہ کہ یہ اجماع بنقل احاد ثابت ہوا ہے جس کو نقل خلاف بعض مانع نہیں ہے۔ چنانچہ نقل اخبار احاد کا حال ہے۔ پھر جب دونوں نقلیں ثابت ہوئیں، تو ہمارا قول غالب ٹھہرا کیونکہ وہ اقوال اکثرین و ظاہر کتاب وسنت کے موافق ہے۔

سوم یہ کہ مخالف اجماع کا رجوع ممکن ہے۔ پس اجماع پورا ہوا۔

چہارم یہ کہ دس اصحاب سے جن کا ذکر سند موتی نے کیا ہے ممانعت ثابت ہے اور انکار بوقت وفور صحابہ ثابت نہیں تو سکوتی اجماع ہو گیا۔ عینی کا قول مختصر ہو کر تمام ہوا۔

اور جو ان وجوہات میں ضعف ہے سو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں۔ وجہ اول میں یہ ہے کہ اگر چہ اتفاق اکثر کو اجماع بولنا صحیح ہے ولیکن اکثر کا مانع قرأۃ ہونا ظاہر نہیں ہے اس لئے کہ اگر یہاں جمیع کی نسبت کثرت کا ادعا ہے تو اس کا بطلان ظاہر ہے اور اگر مجوزین قرأۃ کی نسبت کثرت مراد ہے تو بھی بدون سند لائق تسلیم نہیں ہے۔ دوسرے میں یہ کہ خالی نقل (بلا سند) محل نزاع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی امر کے مفید نہیں ہے اور اس کا مرجح ہونا محل منع ہے۔ اور کیونکر نہ ہو جس حالت میں ظاہر کتاب وسنت مطلق ممانعت پر شاہد نہیں ہیں

تیسرے میں یہ کہ مجرد امکان رجوع مخالف دعوی اجماع کے لئے مفید نہیں اور یہ بات خصم بھی کہہ سکتا ہے۔

چوتھی میں یہ کہ ثبوت ممانعت ان دس اصحاب سے (جن کا سند مولوی) نے ذکر کیا ہے واضح نہیں ہے اور نہ مدلل ہے۔ اور ثابت بھی ہو تو اس کا خلاف بھی مروی ہے اگر چہ یہ اس کے رد صریح کا وجود نہیں۔ الحاصل یہ مسئلہ محل اجماع نہیں ہے نہ محل اجماع سکوتی کا، نہ اجماع صریحی کا، نہ اجماع اکثری کا)۔

ترجمہ عبارت امام الکلام کا تمام ہوا۔ اس سے ناظرین عبرت پکڑیں اور یہ سمجھ لیں کہ تقلید ایسی آفت ہے جو عقلاء وفضلاء کو بھی راہ راست سے بچلا دیتی ہے۔ دیکھو عینیؒ نے باوجود اس علم وکمال کے توجیہ کلام ہدایہ میں کیسی ضعیف باتیں کہی ہیں جو ادنی محقق سے صادر ہونی محال ہیں۔

و لیکن هذا آخر الکلام فی مسئلة قرأة الفاتحه خلف الامام التی شهدت بها سنة سید الانام و عمل بها الاصحاب العظام و الآئمة الکرام ۔ فلله الحمد اولاً و آخر علی ما وفقنا لاشاعة سنة النبی ﷺ و سلام علی رسولنا و امامنا محمد و آله و اصحابه و هو احسن ما یقع به الختام۔

پانچواں سوال میرا یہ تھا کہ وجوب تقلید کسی شخص کا آئمہ اربعہ سے آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح صریح قطعی الدلالۃ سے ثابت کیا جاوے۔

اس کے جواب میں آپ نے آیت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون جس کے معنی یہ ہیں: پوچھو اہل ذکر سے اگر نہیں ہو تم جانتے، پیش کی ہے۔ پھر جب اس استدلال کا برطبق مثل مشہور چور کی داڑھی میں تنکا فساد سوجھا اور یہ کھٹکا ہوا کہ اس آیت سے تو مطلق تقلید ثابت ہوتی ہے نہ تقلید مجتہد معین آئمہ اربعہ سے تو اس کا لمی جواب یہ دیا کہ تحقق مطلق بدون فرد خاص ممکن نہیں پس تعین ثابت ہوئی۔ اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ یہ جواب بھی غلط تھا اس لئے اس پر مطمئن نہ ہو آپ ہی اعتراض کرتے ہیں کہ تحقق مطلق تو فرد مبہم و منتشر میں بھی ہوسکتا ہے۔اس طرح کبھی ابو حنیفہؒ کی تقلید اختیار کی کبھی شافعیؒ کی، پھر تعیین کدھر گئی؟ پھر اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس طرح تعیین مقلد سے متصور نہیں کیونکہ اگر بدون ترجیح مذہب کے اس فرد مبہم کی تعیین کرے گا کہ کبھی حنفی ہو اور کبھی شافعی تو اس کا عمل باطل ہوگا اور لائق مضحکہ اور اگر ترجیح دینا چاہے گا، تو یہ امر فی الجملہ مجتہد کے سوائے کسی سے نہیں ہوسکتا۔

یہ آپ کی بے ضبط تحریر و بے ربط تقریر کا عمدگی و شائستگی سے مطلب ادا ہوا ہے۔اصل عبارت جناب نقل کرتے تو ناظرین مطلب اس کا اچھی طرح نہ سمجھتے۔اس کا جواب بنظر سابق تو ایسا مناسب تھا جیسے جوابات سابقہ بتفصیل ادا ہوئے اور اصول ونقول مؤیدات ان کی تائید میں لکھے گئے۔ ولیکن چونکہ جناب کا خطاب ڈیڑھ سال سے شروع ہے اور ناظرین کو اس کے اختتام کا ازبس خیال ہے اور بحکم کل جدید لذیذ اس کے جواب کو پرانا سمجھ کر اوروں کے جوابات کی طرف رغبت ہے خصوصاً جواب ادلہ کاملہ تصنیف مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جس کے بہت لوگ متقاضی ہیں، اور بعض حریف یہ باتیں بھی بناتے ہیں کہ ایک لڑکے کے خطاب میں مصروف ہوکر فضلاء کے جواب سے جان چھوڑاتے ہیں۔نظر بر اں اس انداز کو یہاں چھوڑا گیا اور اس تفصیل سے قلم کو روک دیا اور جواب مختصر پر جس سے فساد جواب مخاطب ظاہر ہوا اکتفا کیا گیا۔

تفصیل مبحث تقلید بضمن جواب رسالہ مولوی محمد قاسم صاحب یا بضمن رسالہ مستقلہ۔ ان شاء اللہ تعالی (ادلہ کاملہ نامی رسالہ متفرقات میں نقل کیا جارہا ہے۔بہاء)

پس واضح ہو کہ ہمارا مطلوب جواب مسئلہ میں آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صریح ہے اور آیت فا سئلوا اھل الذکر .. الخ سے تقلید امام معین بطور قطعیت و صراحت تو کیا ثابت ہوگی بطور ظنیت و اشارت بھی ثابت نہیں۔اولاً اس لئے کہ اس آیت میں تقلید کی بو بھی نہیں۔اس میں تو سوال کا ارشاد ہے۔سو بھی متعلق دلیل وثبوت چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:

فا سئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات و الزبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب اس کا یہ ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے بھی انسان ہی رسول بھیجے ہیں جن کی طرف وحی کی (لوگو!) اگر تمہیں علم کتاب نہیں تو اہل علم سے اس کا ثبوت و بیان پوچھو۔ وہ تم کو کتب سابقہ سے یہ بات نکال کر بتا دیں گے۔

تو دیکھو اس مطلب کو تقلید سے کچھ تعلق نہیں بلکہ صریح مخالفت ہے اس لئے کہ تقلید بالاتفاق بلا دلیل بات مان لینے کا نام ہے۔ چنانچہ کتب اصول و شروح کتب فقہ میں یہ تعریف تقلید موجود ہے اور اسی نظر سے حافظ ابن قیمؒ نے قصیدہ نونیہ میں یہ شعر کہا ہے:

اذا جمع العلماء ان مقلداً

للناس کا لاعمی هما الاخوان

یعنی علماء کا اس پر اجماع ہے کہ لوگوں کا مقلد اندھے کی مثل ہے اور وہ دونوں آپس میں بھائی ہیں۔ جو بن دیکھے اور بدون سمجھے دلیل کے دوسرے کی بات مان لیتے ہیں۔ اور اس آیت میں دلیل و بیان کے سوال کا ارشاد ہوا ہے۔ پس یہ آیت گویا مانع تقلید ٹھہری نہ مجوز تقلید۔

اس آیت سے جواز تقلید نکالنا چہ جائے وجوب غلطی فاحش ہے گو صدور اسکا بعض اکابر سے ہوا ہے اور ہمارے بعض رسائل تالیف اوائل عمر میں بھی پایا جاتا ہے۔ اب ہمارا اس سے رجوع ہے اور یہ کچھ نئی بات نہیں۔ اکابر صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین نے اپنے اقوال سے ایک وقت رجوع کیا ہے اور کسی نے ان پر انکار نہیں کیا۔ ہمارے اس قول پر جب کوئی انکار کرے گا تو ہم اس کے جواب میں تفصیل ان اقوال کی جن سے سلف نے رجوع کیا ہے قلم میں لاویں گے۔

ثانیاً فرض کیا اور مان لیا کہ یہ آیت دلیل جواز یا وجوب مطلق تقلید کے لئے ہے ولیکن اس سے تقلید امام معین ہرگز ثابت نہیں ہوتی چنانچہ مخاطب کو بھی یہ بات سوجھ گئی ہے۔ اور جو آپ نے اس میں حیلہ حوالہ کیا ہے وہ لا ینفع ہے۔ آپ کا جواب اخیر کہ تعیین فرد مبہم و منتشر مقلد سے تصور نہیں۔۔ الخ۔ اس ایک تقریر سے مدفوع ہو سکتا ہے کہ جیسے تعیین فرد مبہم و منتشر مقلد محض سے غیر متصور ہے ویسے ہی ابتداء تعیین مذہب خاص اس سے غیر ممکن ہے اور اس میں وہی دلیل آپ کی جاری ہو سکتی ہے جو اس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری کی ہے اس طرح کہ اگر مقلد محض چاروں مذاہب سے بدون ترجیح ایک مذہب کو اختیار کرے گا تو عمل اس کا بقول آپ کے باطل و لائق مضحکہ ہوگا اور اگر ترجیح دینا چاہے گا تو اس پر قادر نہ ہوگا کیونکہ یہ امر فی الجملہ مجتہد کے سوائے کسی سے بقول آپ کے ہو نہیں سکتا۔

الغرض تعیین بدلی (یعنی آج حنفی ہونا، کل شافعی، پرسوں مالکی، ترسوں حنبلی) اور تعیین خاص ابتدائے (یعنی ہوش سنبھالتے ہی چاروں مذاہب سے ایک مذہبی حنفی یا شافعی خاص کر لینا) دونوں بلا تفاوت سر مو یکساں ہیں۔ اگر تعیین بدلی مقلد محض سے ناممکن ہے تو تعیین خاص ابتدائی بھی ناممکن ہے۔ اور اگر تعیین خاص ابتدائی مقلد محض کے لئے جائز ہے تو ویسے ہی تعیین بدلی بھی جائز ہے۔

اس میں، اس میں فرق ہے تو بتلائے اور انعام موعود سابق سے دو چند انعام پائے ورنہ اس آیت کے استدلال سے باز آئے۔ اور یہ غور فرمائے کہ میں دلیل صریح قطعی الدلالۃ کا طالب ہوں اور یہ آیت مانحن فیہ میں قطعی الدلالۃ تو کیا ہوگی ظناً و اشارۃً بھی دلالت نہیں کرتی۔

یہ تو آپ کے جواب کا جواب ہے۔ اب آپ کے اعلان کا جواب دیا جاتا ہے جو پرچہ مطبوعہ کوہ نور میں مندرج ہے اور ضمیمہ سفیر ہند سے کسی کے کہنے یا خود منفعل ہونے نکال دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مبلغات انعام مندرجہ اشتہار دے دو، ورنہ مجبوراً چارہ جوئی کیجائے گی۔

الجواب۔ جناب من! حلوہ خوردن را روئے باید۔ حلوہ کھانے والے اور منہ ہیں۔ آپ کا منہ اس لائق نہیں۔ آپ جواب اشتہار کا میری شرط کے مطابق دیتے تو بدون مطالبہ انعام پاتے۔ آئندہ انعام کی حرص ہو تو جواب صحیح آپ سے نہ ہو سکے تو طلباء مدرسہ سہارن پور سے جن سے آپ کو شد و بود حاصل ہو لکھوا کر شائع کریں اور انعام موعود سے سہ چند انعام پاویں۔ زیادہ کیا عرض کروں گنجائش وقت نہیں۔

خاتمہ: ولیکن ھذا آخر ما تکلمنا بتائید اللہ الاحد فی فعص جواب الطالب المستور بذیل ظفرا حمد بحیث ظھر کسادہ و فسد۔ و عجز صاحبہ عن المعارضہ و امر خد۔ فلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقدر عليه الى هذا الا مد ولا يقدر فيما بعد انشا ء الله ذو المجد فلله الحمد و به ثقتی و فيه ر حبتی و هو الصمد و سلا م علی نبيه محمد و آ له و اصحا به الی آ خر ا لا بد ۔ نمقه ابو سعيد محمد حسين ا للا هوری

(اطلاع ۔ مدت سے صحبت حضرت عبداللہ غزنوی نزیل امرتسر کا (جس کی ترغیب اشتہار میں دے چکا ہوں) شائق ہوں مگر اشغال روزمرہ مانع رہے ۔ اس مہینہ جنوری میں اللہ تعالی نے توفیق دی تو ان کی خدمت میں حاضر ہونگا وہاں اگر تحریر پرچہ جنوری ۱۸۷۹ء کی فرصت نہ ملی تو اس کی کسر پرچہ فروری میں انشاء اللہ نکال دونگا اور کسی قدر عوض اس کا پرچہ ہذا میں بھی آ گیا ہے ۔ ابوسعید عفا اللہ عنہ)

....

متفرقات

ضمیمہ نا معلوم

(درج ذیل عبارت پر مشتمل چند صفحات اس نسخے میں لگے ہوئے ہیں جس کی فوٹو کاپی سے ۸ اور ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء کے ضمیمے نقل کیے گئے ہیں ۔ لیکن یہ عبارت وہاں اجنبی معلوم ہونے کے باعث یہاں الگ سے نقل کی جارہی ہے ۔ بہاء)

(و لكنّه ﷺ ما مات حتى بلغ الى مجموع امّته جميع ما امر بتبليغه اليهم و كانوا متفرقين الاوطان و مختلفة الامكنة و البلدان وكان عند بعضهم من العلم ماليس عند غيره وكانوا يختلفون تارةً فى المعنى من النّص كما وقع لمن امرهم النّبىّ ﷺ ان لا يصلّوا العصر الّا فى بنى قريظه فمنهم من اخذ بظاهره و منهم من ا خذ بتاويله و يختلفون تارةً فى الاستنباط من النّصّ بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حین تیمم من الجنابة من شدّة البرد متلولا قوله تعا لی لا تقتلوا انفسکم ، و تارةً فی غیر ذلك۔)
(و الاقاس علی ما فی ا لکتا ب و السنّة او علی ا حد هما و اخذ به)
(و الا کان غالباً او تارةً بقول الصدیق و الا جتهاد و استخرج آ را ء النّا س فما رآ ه صوا باً ا خذ به و قلما یخطیء فی رأیه ثم انتقل الی اللّه وقام مقا مه ذو النورین^{رض} فکان یأخذ بالکتا ب و السنّة و قول الشّیخین غا لباً او تارةً ثمّ انتقل الی اللّه تعا لی و قام مقامه زو ج الزهراء^{رض} فکان یا خذ بالکتاب والا ثر والقیاس ا لانور)
(وکانوا یختلفون فی بعض الفروع و لم یقصروا فی اتّباع الحقّ و تفرّقوا فی مشارق الارض و مغاربها و جنوبها و شمالها و ا خذ منهم العلوم اقوام متفرقون ثمّ لا یزا لو ن یقلون و کثر الاختلاف بسبب اتباعهم الّذین اخذ عنهم العلوم حتی انقرضوا بالکلیة۔
وقام مقامهم فی الفتوی وغیره علماء التابعین و زادوا فی الاختلاف لاختلافهم فی العلوم و الفهوم ثمّ قام مقامهم علماء التّا بعین و زادوا فی الاختلاف و ربّما اتفقوهم و من قبلهم فی ما کان مختلفاً فیه قبل فصار الامر الّذی یجتمعو ن علیه مجمعاً علیه بعد ان کان مختلفاً فیه و کان فی کلّ زمن و بلد خلق کثیر من اهل الاجتهاد و الفتوی و الحدیث و نحوها و کانت لهم مذاهب مختلفة و آراء مبتدرة و وفق اللّه تعا لی تلامذة الائمة الاربعة واصحابهم فحفظوا مذا هبهم و دوّنوها و نشروها حتّی لم یبق من اتّباع غیرهم الّا اقل قلیل بحکمة یعلمها اللّه تعالی و تدا رست مذا هب غیرهم و بقیت مذ هبهم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معمولة

و سبب الاختلاف اشياء كثيرة لا يمكن حصرها منها الاختلاف فى العلوم و الفهوم و كون النّصوص قابلة للاحتمالات با عتبارا ت الالفاظ و النظم التركيب و ايساق و غير ذا لك ۔)

(و مضى الصّحابة وخلفهم التّابعون الآخذون عنهم وكانوا مختلفين فى العلوم والافهام و كلّ كان يفتى على مبلغ علمه ولايكلّف اللّٰه نفساً الّا وسعها وكلّ ماجور على ما ا صاب فيه اجرين و ماجور فيما خفى عنه اجراً وا حداً و قد يبلغ الرّجل نصّان ظاهر التّعارض فيميل الى ا حدهما بنوع من التّرجيحات و يميل غيره الى ما تر كه بنو ع آ خر من التّرجيحا ت و مثل هذا كثير۔

و لهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا من الاحاديث و الآيات و خالفهم نظرائهم فاخذ هئولاء ما ترك اولئك واخذ اولئك ما ترك هئولا ۔ لا للقصد الى خلاف النّصوص و اذا قامت الحجّة على من بلغه شيء صحيح من الدّليل اى من غير تعارض او نحو ه فلم يبق تركه الّا للعناد و التّقليد وعلى هذه الطريقة كانت الصحابة‬ؓ ۔ انتهى كلامه ملخصاً ۔)

(وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف اشياء منها ان احد المجتهدين يعتقد ضعف احد والآخر ثقته ومنها ان بعضهم يشترط فى خبر الواحد العدل شرطاً يخالفه غيره ومنها عدم معرفته بدلالة الحديث امّا لكون لفظ الحد يث الحد يث غريباً عنده او يكو ن لفظه مشتركاًاومجملاً اومحتملاً فيه الحمل على ظاهرمعناه الحقيقى والمجازى ومنها عدم تفطنه لدخول فرد معين تحت عام بعد علمه به امّا لعدم احاطة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحقیقة ذلك الفرد ومماثلته لغیره من الافراد الدّا خلة تحت العام و امّا الخطرة علی باله و امّا لاعتقاده و اختصاصه بخصیصة تخرجه من العام و منها اعتقاده العموم فیما لیس بعام او الاطلاق فی المقیّد فیذهل عن التقیید ۔ و منها اعتقاده عدم دلالة اللفظ علی الحکم المتنازع فیه اما لعدم معرفته مدلول اللفظ فی عرف الشّرع فیحمله علی خلاف مدلوله اویکون له فی عرف الشرع معنیان فیحمله
علی احد هما و یحمل غیره علی غیر ذلك او لفهمه من الخاص العموم او من العام المخصو ص و من المطلق المقید و من المقید المطلق و منها انّ النّصّ عارضه ما یساویه او اقوی منه و للتّعارض انواع قال ابن القیمؒ فمن هداه اللّه تعالی الی الاخذ با لحق حیث کان و مع من کان ورد الباطل مع من کان فهذا اعلم النّاس و اهدا هم سبیلاً و اقومهم قیلاً و اهل هذا المسلك اذا اختلفوا فاختلافهم رحمة وهدی وهو من باب التّعاون علی الدّین کل یخبربمارأه صواباً عنده فان قوبل بین الآراء المختلفة وعرضت علی کتاب اللّه و سنّة رسول اللّه ﷺ و تجرد النّظر من التّعصب و الحمیّة و استفرغ و سعه وقصد طاعة اللّه و رسوله ﷺ قل ان یخفی علیه الصّواب من تلك الاقوال وما هو اقرب الیه و هذا النّوع من الاختلاف لا یوجب معاداة و لا افترا قا فی الکلمة و لا تبدید الشمل ۔ انتهی

قلت اذا کان المعبود ا لآمر بالعبادة وا حد و الرّسول ﷺ واحداً و الدّین واحداً و هئولاء العلماء کلّهم یریدون اتّباع الدّین و لا یقصرون و کل له فضائل و کمالات و قد قال اللّه فا سئلوا اهل الذّ کر ان کنتم لا تعلمون۔فالتعصب لمعین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والجمود علی قوله لماذا ؟نقل الحافظ ابن حجر فی لسا ن المیزا ن عن الطحاوی انّه قال او کلّ ما قال به ابوحنیفه اقول به ؟ وهل یقلّد ا لّا عصبی او غبی فطارت هذه الکلمة بمصر حتی صارت مثلاً ۔ انتهی ۔ و مذهب کلّ امام ما قاله و لم یرجع عنه ولا یمکن عن مجتهد قولان متباینان من غیر رجوع من ا حد هما۔ اللّهم الا ان یکو ن متردداً فی ذلك و یحتمل ان یقول المجتهد قولاً ثمّ یرجع الی غیره ثم یرجع عن الآخر الی الاوّل و لم ار لهذا مثالاً فی الاقوال المجتهدین ولم یکن لاحد من تلامذه الامام واصحابه ان یعرف جمیع مذهبه و هذا ظاهر وغالب اختلاف اصحاب اربا ب المذا هب سببه ان بعضهم یعرف من المذ هب ما لا یعرف غیره و منهم من یعرف القول المرجوع عنه ولا یعرف المرجوع الیه و یفتی بالاوّل و منهم من لا یعرف عن الامام نصاً فیقیس علی مسائل الامام و یخا لفه غیره فی ذلك القیاس فتارة یصیب هذا و تارةً هذا و کثیراً ما یختلفون فی فهم معانی قول الامام و دلالتها و هذا با ب واسع جداً و لیس کل ما یستنبط ر جل من اقوال الامام یکون مذ هبه بل تارة یوا فق مذ هبه و تارةً یخالفه ولا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الآئمة للآئمة بانّها اقوالهم او مذاهب لهم قطعاً لانّه یحتمل انها عرضت علیهم قبلوا شیئاً منها و ردوا اشیاء آخر و هذا کما لا ینسب ما استنبط المجتهدون من اقوال النّبی ﷺ الیه علی انّها اقوا له و یحتمل کونها شریعة قال ابن تیمیه فی ردّ الروافض تجد احد الطائفتین او الرجلین من النّاس لا یکذّ ب بما یخبر به من العلم لکن لا یقبل ما تاتی به طائفة اخری من الحقّ سواء کان من باب الصّدق المعروف با لخبر او من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّدق المعروف با لنّظر فيقبل ما ذكرته طائفةمن معقول و منقول و يرد ما ذكر ته الطّائفة ا لاخرى ۔ انتهى

قلت هذا كثير فى اصحا ب ار باب المذا هب خصوصاً فى اهل زماننا هذا تراهم لا يعتمدون الا ما وجدوه منقولاً من اهل مذهبهم سواء كا ن ذلك قول امامهم ام لا ۔

(فا ئدة) الّذى ظهر لهذا القاصر ان معظّم المسائل المذكورة فى اصول الفقه مأخوذ من اقوال الآئمة ذلك ان ينظر مثلاً بعض اتباع الآئمة فى مسائلهم فيجد كثيراً منها راجعة الى اصل واحد فيجعل ذ

لك الاصل قاعدة لها و لا مثا لها و قس على هذا و ربّما يوافق التّاخر المتقدم و ربّما يخالفه وربّمايقلّده

فربّمايصيب المتقدم وربمايصيب المتأخّروالانصاف خير الاوصاف فى باب الاختلاف و الرجوع على الاتفاق اولى من الافتراق و اللّه اعلم بالصّوا ب و اليه المرجع و المآ ب ۔ و صلّى اللّه تعالى على سيّد نا محمّد خير خلقه و آ له و صحبه و بارك و سلّم۔)

اور ابن قیم نے کہا ہے کہ ا ختلاف کے بہت سے اسبا ب ہیں ۔ ازانجملہ یہ کہ ایک مجتہد ایک راوی کوضعیف سمجھتا ہے دوسرااس کوثقہ خیال کرتا ہے ازانجملہ یہ کہ ایک مجتہد ایک راوی کو عا دل کی حد یث میں شرط لگا تا ہے جو دوسرانہیں لگا تا ۔ ازانجملہ یہ کہ وہ معنی حد یث کونہیں جا نتا ، یا تو اس لئے کہ اس حد یث کے الفا ظ اس کے نز دیک کم استعمال ہیں یا اس لئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہے ۔ یا یہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونوں پر محمول ہونے کے متحمل ہے۔ اور ازانجملہ یہ کہ وہ کسی حد یث کو عام جان کر اس میں کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہیں رکھتا ۔ یا تو اس لئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد سے اس کی مما ثلت ومشا بہت کا علم نہیں رکھتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس لئے کہ وہ اس میں اپنے دل میں شبہ رکھتا ہے یا اس کو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے اور ازانجملہ یہ کہ وہ اس حدیث کو جو عام نہیں ہے، عام سمجھتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے، مطلق خیال کرتا ہے اور اس کی قید سے غافل ہے۔ اور ازانجملہ یہ کہ وہ لفظ حدیث کا حکم متنازعہ فیہ پر دلالت کرنا نہیں مانتا، یا تو اس لئے کہ اس کے عرف شرع میں معنی نہیں جانتا اس لئے خلاف معنی پر محمول کرتا ہے یا یہ کہ عرف شرح میں اس حدیث کے دو معنی ہیں وہ اس حدیث سے ایک معنی لیتا ہے، دوسرا دوسرے معنی۔ یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق۔ اور ازانجملہ یہ کہ اس حدیث کے معارضہ (مقابلہ) میں اور حدیث اس کے مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی جاتی ہے۔ اور تعارض کے کئی اقسام ہیں۔

ابن القیم نے کہا ہے کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لے لیتا ہے جہاں کہیں ہو اور جس کے پاس ہو، اور ناحق کو رد کرتا ہے خواہ وہ کیسے شخص کے ساتھ ہو۔ ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو۔ ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہیں تو ان کا اختلاف رحمت ہے اور ہدایت اور یہ اختلاف کرنا ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جس کو اپنے نزدیک صواب سمجھتا ہے اطلاع دیتا ہے۔ پس اگر ان سبھی مختلف آراء کا آپس میں مقابلہ کیا جاوے اور ان سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش کیا جاوے اور اپنی نظر کو جو ان آراء لگاتے ہیں تعصب اور حمیت و پاسداری سے مجرد کریں اور اپنی وسعت اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کریں تو ان اقوال و آراء سے جو صواب اور جو قریب صواب ہے کم مخفی رہے۔ اس قسم کا اختلاف آپس میں عداوت پیدا نہیں کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام میں تفرقہ و پراگندگی بہم پہنچاتا ہے

میں (محمد حیات) کہتا ہوں کہ جب کہ (سب کا) معبود، عبادت کا حکم دینے والا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہے اور رسول (دین اسلام لانے والا) ایک ہے اور دین (اسلام) ایک، اور یہ سبھی علماء اتباع دین کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس میں اپنی طرف سے قصور نہیں کرتے اور ہر ایک کے لئے فضائل وکمالات حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم کو علم نہیں ہے، پھر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور اسی قول پر جمے رہنا کس لئے ہے۔ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں امام طحاوی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے: کیا جو کچھ ابوحنیفہ نے کہا ہے، میں اسی کا قائل ہوں؟ (ایسی) تقلید (ایک شخص کی ہر بات میں) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا بے سمجھ ہوتا ہے۔ یہ کلمہ طحاوی کا مصر میں اڑ گیا اور ضرب المثل ہوا۔ اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اس نے کہا پھر اس سے رجوع نہیں کیا۔ اور ایک مجتہد سے دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اس کے کہ وہ ایک قول سے رجوع کرے، ممکن نہیں مگر اس صورت میں کہ ان دونوں میں اس کو تردد ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا ہو، پھر اس سے دوسرے قول کی طرف رجوع کیا ہو پھر اس قول سے پہلے قول کی طرف رجوع کیا ہو، اس کی مثال مجھے اقوال مجتہدین سے کوئی معلوم نہیں اور کسی امام کے شاگرد اور رفیق اس کے سبھی مذہب کو نہیں جانتے اور یہ امر ظاہر ہے۔

آئمہ مذاہب کے شاگردوں کے باہمی اختلاف کا غالباً یہ سبب ہوا ہے کہ بعض شاگردوں نے امام کا مذہب اس قول کو جانا جس کو دوسرے نے نہ مانا اور بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام نے رجوع کیا تھا۔ امام کا مذہب سمجھ لیا اور اسی پر فتوی دیا۔ اور دوسرے قول کو (جس کی طرف رجوع کیا تھا) معلوم نہ کیا۔ اور بعضوں نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال و مسائل پر قیاس کر کے اسی قیاس کو مذہب امام قرار دیا اور دوسرے شاگردوں نے اس قیاس میں خلاف کیا۔

پس کبھی یہ صواب کو پہنچا، کبھی وہ مصیب ہوا۔ اور بسا اوقات قول امام کے معنی سمجھنے میں انہوں نے اختلاف کیا اور یہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہ نہیں ہے کہ جو بات کوئی امام کے قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بن جائے۔ بلکہ کبھی وہ استنباطی بات مذہب امام کے موافق ہوتی ہے اور کبھی مخالف پڑتی ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ جو اقوال ومسائل امام کے اقوال سے نکالے گئے ہیں۔ ان اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے اور ان کو یقیناً اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے، کیونکہ احتمال ہے کہ اگر ان اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا جاتا تو بعض اقوال کو امام قبول کرتا اور بعض اقوال کو رد کر دیتا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ جو مسائل مجتہدوں نے آنحضرت ﷺ کے اقوال سے استنباط کئے ہیں اور ان کو قطعاً آنحضرت ﷺ کے اقوال نہیں مانا جاتا۔ تاہم ان کا شریعت ہونا بھی محتمل ہے۔ امام ابن تیمیہ ؒ نے کتاب منہاج السنہ میں کہا ہے کہ تو دو جماعتوں مختلف مذاہب یا دو شخصوں میں سے ایک کو ایسا پاوے گا کہ وہ اس علمی بات کو جس کی خود خبر دیتا ہے جھوٹ نہیں سمجھتا۔ لیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا شخص حق سنا دے خواہ وہ خبر (حدیث واثر) سے معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر وقیاس) سے اس کو قبول نہیں کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہے اس کو مانتا ہے اور جو دوسرا فرقہ کہے اس کو رد کرتا ہے۔ کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔

مصنف ایقاف کہتا ہے کہ یہ بات اہل مذاہب کے پیروان خصوصاً ہمارے زمانہ (۱۱۶۳ھ) میں بہت ہے۔ ان کو تم دیکھو گے کہ وہ بجز اس بات کے جو اپنے مذاہب والوں سے منقول پاویں گے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہ ہو اور کسی بات پر اعتماد نہ کریں گے

فائدہ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مسائل جو اصول فقہ میں مذکور ہیں آئمہ کے اقوال سے ماخوذ ومستنبط ہیں۔ اسی طور پر کہ بعض پیرو آئمہ کے اکثر مسائل امام کو ایک قانون کی طرف رجوع ہوتے دیکھتے ہیں، تو وہ اس قانون کو ان مسائل اور ان کے نظائر وامثال کیلئے اصول قرار دیتے ہیں وعلی ہذا القیاس۔ پھر کبھی پچھلا پیرو، پہلے کے موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اس کی تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے اور کبھی پچھلا صواب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پہنچتا ہے اور اختلاف میں انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کی طرف رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالیٰ حق وصواب کو خوب جانتا ہے اور اسی کی طرف سب کا بازگشت۔

و صلّی اللّٰہ علی محمّد و آلہ و اصحابہ اجمعین

تتمہ دوم۔ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۲۷۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء

(جواب اشتہار مولوی حبیب اللہ صاحب، رقم زدہ: حافظ محمد شفیع صاحب امرتسری ۱۳ شوال ۱۲۹۴ھ)

میں نے اشتہار مشتہرہ آپ کا در جواب اشتہار مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ اشتہار آپ کا مولوی صاحب کے اشتہار کے جواب سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ سوال از آسمان جواب از ریسماں ہے۔

مولوی صاحب کے اشتہار کا منشاء یہ تھا کہ آپ لوگ مقلدین اس بات کے مدعی ہیں کہ کنز قدوری ہدایہ کفایہ وغیرہ میں کل مسائل موافق قرآن حدیث کے ہیں اور رفع الیدین اور اونچی آواز میں آمین حرام مکروہ ہے۔ اور اسی زعم عاملان حدیث کو انواع تکالیف پہونچاتے ہیں بناءً علیہ مولوی صاحب ممدوح نے بمقابلہ مجادلین کے دس مسئلہ کا اشتہار دیا اگر آپ لوگ اس دعوی میں صادق ہیں تو ان مسئلوں کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے دیویں۔ پس مقتضی انصاف وحقانیت کا یہ تھا کہ آپ یا اور علماء مقلدین اگر ثبوت اس کا رکھتے لکھ کر مشتہر کرتے ورنہ اپنے دعوی سے دست بردار ہو کر آئندہ عاملان حدیث سے نہ جھگڑتے۔

آپ نے برخلاف داب مناظرہ کے جس سے اظہار حق مقصود ہے بدون دینے جواب کے سائل پر سوال کر دیئے جس سے عاملان حدیث پر کچھ ذرہ بھی الزام عائد نہیں ہو سکتا اور نہ آپ قرضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں بلکہ دانایان انصاف پسند بخوبی جانتے ہیں کہ چند عامیان نافہم کی تسلی کے لئے یہ اشتہار آپ نے چھپوایا ہے۔

اگرچہ آپ کا اشتہار خلاف داب مناظرہ اور خلاف طریق تحقیق حق کے ہے لیکن ہم بامید جواب سوالات عشرہ اس روش نازیبا سے بھی قطع نظر کر کے جواب دیتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

سوال اول آپ کا کہ رفع یدین کے لئے کوئی حدیث قولی..الخ

جواب، اس کا یہ ہے کہ اولاً یہ سوال لائق الزام نہیں اور نہ اس بہانہ سے سنت سے انکار ہوسکتا ہے کیونکہ آپ نے کوئی سند نہیں دی اس پر کہ صرف فعل آنحضرت ﷺ کا قابل حجت اور لائق اتباع نہیں۔ نعوذ باللہ منه۔ اور آپ نے ثابت نہیں کیا کہ حدیث قولی ہر سنت کے واسطے ضرور ہے۔ بدون ثابت کرنے اس کے یہ سوال آپ کا آپ کو کچھ فائدہ نہیں دیتا لیکن جو شخص کچھ قدرے بھی قرآن وحدیث سے شعور رکھتا ہے یقیناً جانتا ہے کہ قول فعل تقریر آنحضرت ﷺ کی جو منسوخ اور خاصہ اور زلہ نہ ہو ہر ایک قابل حجت اور مثبت سنہ ہے۔ دیکھو اللہ فرماتا ہے:

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم فانتھوا۔

(یعنی جو کچھ تم کو رسول نے دیا ہے لے لو اور جس سے منع کیا ہے چھوڑ دو)

اور فرماتا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة

(یعنی تحقیق ہے واسطے تمہارے ساتھ رسول خدا کے پیروی نیک)۔

اور صدہا آیتیں اور حدیثیں ہیں جو اس پرچہ میں سما نہیں سکتیں جب کہ فعل آنحضرت ﷺ کا ساتھ رفع یدین کے بحد تواتر کو پہونچ گیا اور منسوخ بھی نہیں کیونکہ حدیث اس رتبہ کی صحیح نہیں ہوئی۔ اور حدیث خوارزمی میں دو راوی ضعیف ہیں۔

اور حدیث جابر بن سمرہ کی بیان ہے حالت سلام کا۔ بموجب اس قاعدہ اصول تمہارے کے:

و اذا کانت فی احد الخبرین زیادۃ فان کان الراوی واحدا یوخذ بالمثبت للزیادۃ کما فی الخبر المروی فی التخالف

(منار و شرحہ)،

اور خاصہ کا بھی احتمال نہیں کیونکہ جمہور صحابہ وتابعین وتبع تابعین وآئمہ مجتہدین وعماید صالحین مثل شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وسید علی ہمدانیؒ وغیرہما سب عمل کرتے چلے آئے ہیں اور نہ کسی منکر نے آج تک یہ دعوی کیا ہے۔ پس اسی لئے یہ فعل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کا جو زینت فرما مسند تشریع و تبلیغ ہیں ﷺ ہمارے لئے کافی وشافی ہے۔ مگر آپ چونکہ کمال جوش سے فعل آنحضرت ﷺ کو کافی نہ جان کر طالب حدیث قولی ہوئے ہیں لیجئے اور بغور سنیئے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ نے ساتھ سند صحیح کے مالکؓ بن حویرث سے نقل کیا ہے اور مشکوۃ صفحہ ۴۸ میں درج ہے:

و عنه قال قال لنا رسول الله ﷺ صلوا كما رأيتمونى اصلى۔ متفق عليه (یعنی کہا مالکؓ بن حویرث نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھو تم جیسا دیکھا تم نے مجھے نماز پڑھتا)۔

اور کہا خیر جاری میں نیچے اس حدیث کے:

هذا تخصيص للاهتمام بشانها و رعاية آدابها و سننها و شان الجماعة و بيان كيفيتها (یعنی یہ حکم خاص کرواسطے اہتمام نماز و رعایت آداب وسنن نماز وشان جماعت و کیفیات اس کی کے ہے)

اور تسلیم کیا اہل اصول حنفیہ نے مثلاً صاحب منار و نور الانوار وغیرھما نے اس کی صحت کو اور ثابت کیا ہے اس سے امام نوویؒ نے کرنا تکبیر تحریمہ کا۔

اور استدلال ہمارا ساتھ اس حدیث کے اس طرح پر ہے کہ وہ شخص جس کو مخاطب کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ اس حدیث کے یعنی جس کو فرمایا تھا کہ نماز پڑھو تم جیسا دیکھا تم نے مجھے نماز پڑھتا۔ وہ مالکؓ بن حویرث ہے اور اسی مالکؓ نے دیکھا نے حضرت ﷺ کو کہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے اور یہی مالکؓ خود بھی رفع الیدین کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا ہی کیا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نماز میں۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث صلوا كما رأيتمونى اصلى شامل اور متناول ہے رفع یدین کو اور یہ حدیث قولی ہے۔ اس میں امر ہے ساتھ رعایت آداب اور سنون نماز کے جس میں رفع الیدین بھی داخل ہے۔ ثبوت اس کا کہ مخاطب ساتھ اس حدیث قولی کے مالکؓ بن حویرث ہے یہ روایت بخاری کی ہے:

حدثنا محمد بن مثنى قال اخبرنا عبد الرحمن ؟ قال اخبرنا ايوب عن ابى قلابه قال حدثنا مالك (اى بن الحويرث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

) قال اتینا النبی ﷺ ...الحدیث

اور دلیل اس کی کہ دیکھا حضرت مالک ؓ نے آنحضرت ﷺ کو رفع یدین کرتے نماز میں یہ روایت صحیح مسلم کی ہے:

عن مالك بن الحويرثِ انّ رسول الله ﷺ كان اذا كبّر رفع يديه حتّى يحاذی بهما اذنيه، و اذا ركع رفع يديه حتّى يحاذی بهما اذنيه، و اذا رفع رأسه من الركوع، فقال: سمع الله لمن حمده ، فعل مثل ذلك (صحیح مسلم حدیث نمبر۸٦۵)

(کہ روایت ہے حضرت مالک ؓ بن حویرث سے کہ تھے رسول اللہ ﷺ جس وقت تکبیر کہتے اٹھاتے ہاتھوں اپنے کو اور برابر کرنے ان کو کانوں اپنے تک اور جب رکوع کرتے، اٹھاتے ہر دو ہاتھ اپنے، اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے، پس فرماتے سمع الله لمن حمده اور کرتے مثل اس کے)۔

اور ثبوت اس کا کہ خود حضرت مالک ؓ بن حویرث رفع یدین کرتا اور کہتا کہ آنحضرت ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے:

عن ابی قلابه انّه رأى مالك بن الحويرث اذا صلّى كبّر ثمّ رفع يديه، و اذا اراد ان يركع رفع يديه ، و اذا رفع رأسه من الرّكوع رفع يديه، و حدث انّ رسول الله ﷺ صنع هكذا (صحیح بخاری حدیث نمبر۷۳۷)

عن ابی قلابه انّه رأى مالك بن الحويرث ، اذا صلّى كبّر ثمّ رفع يديه، و اذا اراد ان يركع رفع يديه ، و اذا رفع رأسه من الرّكوع رفع يديه، و حدّث انّ رسول الله ﷺ كان يفعل هكذا (صحيح مسلم حديث نمبر٨٦٤)

(کہ روایت ہے حضرت ابی قلابہ ؒ سے البتہ دیکھا اس نے حضرت مالک ؓ بن الحویرث کو کہ جب نماز پڑھتا تھا تکبیر کہتا پھر اٹھاتا اپنے دونوں ہاتھ اور جب ارادہ کرتا کہ رکوع کرے اٹھاتا ہر دو ہاتھ اور جب اٹھاتا سر اپنا رکوع سے اٹھاتا ہاتھ اور بیان کرتا تھا کہ تھے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے اس طرح)۔

پس مجموعہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مالک بن حویرث نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع یدین کو آنحضرت ﷺ کی نماز میں دیکھا اور جو فعل مالک رضی اللہ عنہ بن حویرث نے حضرت ﷺ کی نماز میں دیکھا وہ ماموراور مدلول ہے حدیث صلّوا کما ر أیتمو نی ا صلّی کا۔ پس رفع یدین بھی ماموراور مدلول ہے صلوا کما ر أیتمو نی اصلّی کا،اور یہ بدیہی الا نتاج ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث قولی صلوا کما رأیتمو نی ا صلی دال اور متناول ہے رفع یدین کو۔

اب ہم ثابت کرتے ہیں اصول حنفیہ ہی سے کہ یہ دلالت اس حدیث قولی کے رفع یدین پر قطعی ہے۔اس طرح پر کہ لفظ ما ، کا حدیث میں عام غیر مخصوص البعض ہے اور عام غیر مخصوص البعض واجب کرتا ہے حکم کو اپنے افراد میں قطعاً۔ پس دلالت کما ر أیتمو نی کے جملہ افعال داخلہ صلوۃ آنحضرت ﷺ پر جس کو مالک رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا قطعی ہے اور رفع یدین بھی اسی جملہ سے ہے بحکم حدیث مسلم کے اور بحکم قیاس مذکور کے پس دلالۃ ، کما رأیتمونی ، کی رفع یدین پر بھی قطعی ہوئی۔ عام ہونا، ما ، اور من کا تمہارے مسلمات سے ہے اور غیر مخصوص ہونا ما ، کا اس حدیث میں باعتبار اصل کے ہے کہ بدون کسی قرینہ صارفہ کے اس سے تجاوز جائز نہیں اور قطعی الدلالۃ ہونا ایسے عام کا ہی تمہارے مسلّمات سے ہے انه یو جب الحکم فیما یتنا وله قطعاً دیکھو منار ونور الانوار وتوضیح وغیرہ ہا اپنی اصول کی کتابوں کو پس ثابت ہوا کہ قول آنحضرت ﷺ کا صلوا کما رأیتمو نی ا صلی حدیث قولی ہے واسطے رفع الیدین عندالرکوع کے اور صحیح ہے اور قطعی الدلالۃ بھی ہے۔

الحمد للہ کہ ہم نے رفع یدین عندالرکوع ولرفع عنہ جیسا کہ حدیث فعلی سے ثابت ہے باوجود کافی جاننے حدیث فعلی کے حدیث قولی صحیح قطعی الدلالۃ سے بھی ثابت کردیا۔

پس اب آپ پر واجب ہے کہ سوا صلوا کما ر أیتمو نی اصلی کے مسائل ذیل پر جن میں بعض مسلم الطرفین ہیں اور آپ کے نزدیک سب کوئی حدیث قولی مرفوع قطعی الدلالۃ پیش کریں کیونکہ آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صرف فعل آنحضرت ﷺ کو کافی نہیں جانتے۔

ا۔ رفع یدین جو شروع نماز میں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔رفع یدین جو وتروں میں کرتے ہو۔

۳۔رفع یدین جو عید کی نماز میں کرتے ہو۔

۴۔ناف کے نیچے جو ہاتھ باندھتے ہو۔

۵۔بیس رکعت تراویح جو پڑھتے ہو۔

۶۔دعا قنوت جو وتروں میں پڑھتے ہو۔

۷۔ سبحانك اللهم جو ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

۸۔کانوں تک ہاتھ اٹھانے۔

۹۔چوتھا حصہ مقرر کرنا مسح سر میں۔

۱۰۔مسح گردن کا جو وضو میں کرتے ہو۔

اگر آپ ان مسائل میں حدیث قولی مرفوع نہ دے سکیں تو رفع یدین متنازع فیہ کو بھی مثل ان کے سنت جانیں۔فقط۔

تنبیہ

اگر مولوی حبیب اللہ صاحب پرچہ ہذا کے پہنچنے پر ہی سوالات عشرہ مولوی محمد حسین صاحب کا جواب نہ چھپواویں گے تو لاجواب سمجھے جاویں گے۔اور ان کے اور سوالوں کا جواب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری دام فیضہ نے چھپوا دیا ہے۔

الراقم۔حافظ محمد شفیع عفی عنہ ۱۳شوال ۱۲۹۴ھ

اعلان

اور تقلید کی رو سے بھی رفع یدین کا ثبوت ہو چکا ہے کیونکہ مولوی حبیب اللہ اور مولوی محمد عمر نے مباحثہ تقلید میں جو مابین ان کے اور مولوی ابوعبید احمد اللہ کے ۱۲۹۳ھ میں ہوا تھا اقرار کیا ہے کہ وجوب تقلید امام معین قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ دلیل وجوب تقلید ادلہ شرعیہ سے نہیں۔ چنانچہ سوال و جواب ذیل سے بخوبی واضح ہے۔ جب تقلید بالتعین واجب نہ ٹھہری پس جن اماموں کے نزدیک رفع یدین سنت ہے ان کی تقلید سے بھی رفع یدین ثابت ہوا۔

سوال نمبر۷۔مولوی ابوعبید احمد اللہ۔جب قرآن و حدیث سے تقلید کو ثابت کرنا محال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ودشوار جانتے ہوتو اپنا ہی طور بیان کرو۔

جواب مولوی محمد عمر۔ تمہارے مسلک پر دشوار ہے کیونکہ تم سوائے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کوئی چیز حجت نہیں جانتے ۔ الخ

سوال نمبر ۱۱۔ مولوی ابوعبید احمد اللہ ۔تقلید اور اجتہاد میں جونسبت پوچھتے ہو اپنے مسلک پر یا ہمارے۔

جواب مولوی محمد عمر۔ تمہارے مسلک پر کہ تم سوائے کتاب اللہ اور حدیث رسول کے کسی کو حجت نہیں مانتے اور ہم مسائل عقلیہ میں تقلید امام کی واجب نہیں جانتے لان التقلید فی باب التقلید یستلزم الدوران و التسلسل۔

جواب از مولوی حبیب اللہ بہ تصحیح مولوی محمد عمر۔ دلیل وجوبہ لیس من ادلۃالشرعیۃ یعنی دلیل وجوب تقلید کی ادلہ شرعیہ سے نہیں ہے۔

ان جوابات سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدوں کے نزدیک بھی وجوب تقلید شرعاً ثابت نہیں ۔ ناظرین غور فرمائیں ۔ فقط۔

الراقم: حافظ محمد شفیع۔

ضروری اعلان

مولوی ابومحمد حبیب اللہ پشاوری مقیم امرتسر کے مضمون مشتہرہ تتمہ دوم سفیر ہندوستان مطبوعہ بست وہفتم ماہ گذشتہ کے جواب میں ہمارے پاس مضمون بعنوان ، سپاس نامہ بجواب سباب نامہ، مرقومہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری آ گیا ہے مگر قلت جگہ کے سبب اس پرچہ میں درج نہیں ہوا۔ انشاء اللہ آئندہ شائع ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے واجب التعظیم مولانا حبیب اللہ صاحب انصاف کریں گے کہ مہذبانہ جواب ایسے ہوتے ہیں ۔ اڈیٹر)

مولوی حبیب اللہ کو نصیحت

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد۳ نمبر۱۲۔ صفحہ ۳۳۴ میں لکھتے ہیں:

میں نے سنا ہے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مقیم امرتسر (جنہوں نے ہمارے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہار مسائل عشرہ کے جواب میں ۱۸۷۷ء میں قلم اٹھا کر دو دفعہ کی رد و بدل کے بعد ہاتھ سے رکھ دیا تھا) ان دنوں پھر اس اشتہار کے جواب میں خامہ فرسائی کر رہے ہیں اور اس کی طبع و اشاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پس ہم بنظر اصلاح فیما بین المسلمین بڑے ادب و اخلاص سے مولوی صاحب کو برادرانہ نصیحت کرتے ہیں کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ کا قصد نہ فرماویں اور اس بات کو خیال میں لاویں کہ ہم ایک مدت سے باہمی جنگ سے ہتھیار ڈال چکے ہیں اور دوسری طرف متوجہ ہیں۔ ایسے وقت میں برادران اسلام کو (جو فروعی مسائل میں ہم سے اختلاف رکھتے ہیں) ہم سے نہ الجھیں اور جس کام میں ہم لگ رہے ہیں اسی کام کے لئے ہمارے اوقات کو فارغ رہنے دیں۔

کیا مولوی صاحب یا ان کے معاون واحباب اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ہم اتفاقی اصول اسلام کی حمایت و اشاعت کو چھوڑ دیں اور پھر ان ہی قدیمی فروعی جھگڑوں (مباحث جہر آمین و رفع یدین) کے پیچھے پڑیں۔ کیا مولوی صاحب نے ہمارے مضمون اشاعت مذہب اسلام کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور اگر وہ ملاحظہ میں آیا تو کیا اس سے آپ کو توافق نہیں ہے۔

اگر مولوی صاحب کو اپنے علم و کمال کا اظہار یا حنفی مذہب کے مسائل کا اثبات و اشتہار مدنظر ہے تو اس امر کے لئے مجھے مخاطب کرنا کیا ضرور ہے۔ آپ مجھے اور میرے اشتہار کو مخاطب نہ فرماویں بلکہ مستقل طور پر مسائل حنفی مذہب کی اشاعت میں جس قدر وسعت ہے، زور دیں۔ اس کے رد و ابطال سے ہم کو تعرض نہ ہوگا اور ان کا مقصود بلا مزاحمت ثابت ہوگا اور اگر انہوں نے مجھے خطاب کیا تو اس کے جواب میں (خواہ میں نہ بولا) میرا کوئی اور ہم مشرب تو ضرور بولیگا۔ جس اصلاح کے خیال میں اب میں ہوں میرے بعض احباب اس کے فکر میں نہیں ہیں اور بلا استفسار و استرضا میری کے میری نصرت کے لئے اور میرے مقابلین کے مقابلہ کے لئے حاضر ہیں۔ وہ ضرور مولوی صاحب کا جواب لکھیں گے اور میری ایک نہ سنیں گے۔ آخر مولوی صاحب کو پہلی کی طرح سکوت اختیار کرنا پڑے گا۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ اب ہی خطاب سے سکوت فرمائیں اور بدون میرے تخاطب کے جو جی میں آئے شوق سے ظاہر کریں۔ اس بات کو مولوی صاحب نہ سمجھیں تو اور برادران اسلام ان کو یہ بات سمجھا دیں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی تفرقہ ونزاع کا باب مسدود فرماویں اور امتثال اس ارشاد واجب الانقیاد حق عز و جل کے:

انّما المؤمنو ن اخوة .فا صلحوا بين اخو يكم واعتصموا بحبل الله جميعاً و لا تفر قوا ۔ و لا تنا زعوا فتفشلوا و تذ هب ر يحكم

کا اجر حاصل کریں۔

ان اريد ا لا الاصلا ح ما استطعت و ما تو فيقى ا لا با لله ۔

ابوسعید عفی عنہ۔ (اشاعۃ السنہ۔ ص ۳۳۴۔ اشاعۃ السنہ جلد ۳ نمبر ۱۲)

تتمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

۱۸ مئی ۱۸۷۸ء

(جس میں ان استفسارات کا جواب ہے جو مولوی رحیم بخش صاحب عرف محمد مسعود امام مسجد فتح پوری دہلی نے بمقابل اشتہار مسائل عشرہ مشتہرہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء پیش کئے ہیں، من جانب مولانا ابی سعید محمد حسین لاہوری)

میرے اشتہار مسائل عشرہ کے متعلق مولوی رحیم بخش صاحب امام مسجد فتح پوری دہلی کے چند استفسارات میرے پاس پہنچے اور ہر چند جوابات ان استفسارات کے میری تحریرات میں جو ایک سال سے مشتہر و شائع ہو رہی ہیں خصوصاً اس تحریر میں جو مولوی حبیب اللہ صاحب سابق مقیم امرتسر کی درخواست کے جواب میں بضمن تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء شائع ہوئی ہے اور ضمیمہ اشتہار میں جو بضمن ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۷ جولائی ۱۸۷۷ء کو مطبوع ہوا خوب مفصل و مدلل موجود ہیں ولیکن چونکہ مولوی رحیم بخش صاحب نے ان تحریرات سے چشم پوشی کی ہے یا ان استفسارات کو اشتہار کی جواب دہی سے بچنے کے لئے آڑ بنایا ہے جیسا کہ انہوں نے اس سے پہلے اسی قسم کا یہ عذر پیش فرمایا تھا کہ میں یقین نہیں کرتا کہ یہ اشتہار محمد حسین لاہوری کا ہے جب تک مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اس کی تصدیق نہ کریں اور اپنی مہر سے اس کو مزین نہ فرماویں۔ جس عذر کو مولانا ممدوح الآفاق نے رفع فرمایا اور اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اشتہار پر اپنی مہر لگا کر ان کے پاس بھیج دیا حالانکہ بعد چھپ جانے اشتہار کے کئی بار اور اس کے شائع و مشتہر ہونے کے جملہ بلاد ہندوستان کے ہر کوچہ و بازار میں اس عذر کی جگہ باقی نہ تھی، لہذا میں اتمام حجت و دفع حیلہ اہل خصومت کے لئے ان استفسارات کے جوابات قلم بند کرتا ہوں اور آئندہ کے لئے ملتمس ہوں کہ اگر کچھ اور عذر مولوی رحیم بخش صاحب یا کسی اور کو اس میں باقی ہو یا جواب اشتہار تحریر کرنا منظور ہو تو مجھ سے براہ راست خطاب با صواب فرماویں یا کسی مشہور و نامی اخبار میں اپنا مضمون درج کرا دیں اور جناب مجدد السنہ فی ہذہ الازمنہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کو توسط کی تکلیف سے معاف رکھیں ۔ جناب ممدوح کو درس قرآن و حدیث روزمرہ سے کب فرصت ہے اور ان مباحثات میں پڑنے کی کہاں فراغت ۔

نقل استفسارات مولوی رحیم بخش صاحب جو انہیں کے الفاظ سے قلم میں آتے ہیں ۔

اول ۔ یہ کہ حدیث صحیح سے مراد فقط لذاتہ ہے یا صحیح لذاتہ و لغیرہ ہر دو ہیں ۔

دوسری یہ کہ صریح کی قید سے کیا مراد ہے اور قطعی الدلالۃ کی قید کا کیا فائدہ

تیسرے یہ کہ قید حدیث صحیح میں جو کہ ہے یعنی جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو وہ قطعی الدلالۃ میں بھی ملحوظ ہے یا نہیں ۔

چوتھے یہ کہ قطعی الدلالۃ کو کس مسلک سے ثابت کیا جاوے ۔

پانچویں یہ کہ فرض اور واجب اور سنت اور مستحب کن دلائل سے ثابت ہونے چاہییں ۔ الخ ۔

جوابات:

۱ ۔ اصل مقصود تو ہمارا حدیث لذاتہ ہے ولیکن اگر مخاطبین حدیث صحیح لذاتہ کسی مسئلہ میں پیش نہ کر سکیں اور اپنے اس عجز کے اقراری ہو جاویں تو ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں وہ بجائے صحیح لذاتہ کے صحیح لغیرہ کو (جو حسن لذاتہ متعدد الطرق سے عبارت ہے) جواب مسائل میں نیز منظور رکھتے ہیں ۔ اور جہاں کہیں جانب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف میں صحیح لذا تہ کا وجود نہ ہو وہاں بلا شرط اعتراف عجز پیش کرنی صحیح لغیرہ کی اجازت دیتے ہیں۔ان کو بھی گنجائش ہے کہ اگر وہ کسی مسئلہ میں مسائل اشتہار سے ایسی حدیث اس شرط سے پیش نہ کرسکیں تو ہم سے اسی شرط سے مطالبہ ایسی حدیث کا کریں۔

۲۔صریح سے مراد ہم تتمہ سفیر ہند مطبوعہ ۱۳۔اکتوبر ۱۸۷۷ء میں جو بجواب درخواست مولوی حبیب اللہ کے شائع ہوا ہے ظاہر کر چکے ہیں یہاں اسی کا نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں:

مراد صریح سے یہ کہ اس کے معنی میں کسی نوع کا خفا و استتار نہ ہو۔نہ متکلم کو حاجت پڑے کہ اپنی مراد اور نیت بتلا وے نہ کسی دوسرے کو اس سے پوچھے،

اور جو اس استفسار کے ضمن میں ایک استفسار کیا ہے جس کا نمبر شمار دینا آپ بھول گئے ہیں (وہ یہ کہ قطعی الدلالۃ کی قید کا کیا فائدہ ہے)۔یہ استحقاق جواب نہیں رکھتا اس کا جواب ہم ہرگز نہ دیں گے جب تک کہ آپ بحکم مناظرہ وجہ صحت و استحقاق اس سوال کی بیان نہ فرمائیں گے۔احد الفریقین اپنی کلام میں کئی قیود لگاتا ہے اور کئی مقدمات جماتا ہے۔فریق ثانی کو کہاں پہنچتا ہے کہ ان قیود و مقدمات کے اغراض و مفادات اس سے پوچھے،اور اس پر کب واجب ہے کہ اپنی اغراض کو قبل حصول ظاہر کر دے۔ آپ تو بھولے ہیں کہ اپنے مبارز سے اسکے داؤ پوچھتے ہیں مگر وہ ایسا نہیں کہ اپنے مقاصد پر آپ کو مطلع کرے اور قبل کارزار اپنے ہتھیار کو آپ کے ہاتھ میں دے دے۔

۳۔جو قید صحیح میں لگائی گئی ہے کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اس کا مدار قوت دلیل پر ہے چنانچہ ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۷ جولائی ۱۸۷۷ء میں یہ امر ظاہر ہو چکا ہے اور بایں الفاظ یہ مطلب ادا کیا گیا ہے:

واضح ہو کہ مراد میری اس لفظ سے (اس حدیث کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو) یہ ہے کہ اس میں کسی کو کلام با دلیل اور جرح مبین بالتفصیل جو کسی سے اٹھا ہو نہ اٹھ سکے موجود نہ ہو نہ یہ کہ اس میں کسی کو مجرد چون و چرا بھی نہ ہو،

پس یہی امر قید قطعیت دلالۃ میں ملحوظ ہے مجرد کثرۃ آراء یا اتفاق علماء کا جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دلیل سے ناشی نہ ہو نہ وہاں اعتبار رہے نہ یہاں شمار۔

۴۔ ہم کو کسی مسئلہ کے اثبات یا مطالبہ ثبوت میں نہ کسی مسلک سے خصوصیت ہے نہ کسی مسلک کے لوگوں کی متابعت یا مخالفت۔ دلیل سے اپنا کام ہے اور یہی شیوہ علماء کرام بلکہ سنت انبیاء ہے اور یہی تعلیم ملک علام۔ قال اللہ تعالیٰ:

قل ھا توا بر ھا نکم ان کنتم صادقین

(ترجمہ: تو کہدے لاؤ اپنی دلیل اگر ہو تم سچے)۔

و قا ل اللہ تعا لی : لیھلک من ھلک عن بینہ و یحی من حی عن بینہ (تا کہ ہلاک ہو وہ جو دلیل سے ہلاک ہوا اور زندہ رہے وہ جو دلیل سے زندہ ہوا)

و قا ل امیر المؤمنین علی انظروا الی ما قا ل لا الی من قا ل۔ حکا ہ عنہ شیخ الھند و لی اللہ الد ھلوی فی البلا غ المبین و نقلہ عنہ ا لا ما م الغزا لی فی کتا بہ المنقذ من الضلا ل فی ما قا ل ضعفاء العقو ل یعرفو ن الحق با لر جا ل لا الر جال بالحق و العا قل یقتدی بسید العقلاء علی المرتضی حیث قال لا یعرف الحق با لر جا ل و اعرف الحق تعرف اھلہ۔

(ترجمہ: امیر المومنین علیؓ نے فرمایا کہ کہنے والے کی بات کو دیکھو خود کہنے والے کو نہ دیکھو۔ اس قول کو آپ سے شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی کتاب بلاغ المبین میں نقل کیا ہے اور یہی بات آپ سے امام غزالیؒ نے کتاب المنقذ من الضلال میں اپنے اس قول کے ضمن میں نقل کی ہے کہ کم عقل لوگ حق کو لوگوں سے پہچانتے ہیں۔ یہ نہیں کرتے کہ لوگوں کو حق سے پہچانیں اور دانا لوگ سید العقلاء علی مرتضیٰؓ کے اس فعل کی پیروی کرتے ہیں جو انہوں نے فرمایا ہے کہ حق لوگوں سے پہچانا نہیں جاتا تو حق کو پہچان اس سے لوگوں کو پہچان لے گا)۔

شائد آپ یا کوئی اور آپ کا بھائی اس میں یہ حجتیں نکالے کہ دلیل کسے کہتے ہیں اور وہ کتنی قسم کی ہوتی ہے اور تم کو کس قسم کی دلیل بکار ہے، جیسے کہ پہلے اس سے بعض لوگوں سے عمل میں آیا اور اس کا جواب تتمہ اخبار سفیر ہند میں ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو شائع ہوا تو جواب ان حجتوں کے دو ہیں۔ ایک مختصر مبنی بر انصاف اور دوسرا مطول منجر بخصومت و اعتساف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر انصافی یہ کہ آپ ہم سے اقسام وتعریفات دلائل نہ پوچھیں کہ اس میں خروج بحث لازم آتا ہے اور مطلب سے نکل کر اور طرف جانا پڑتا ہے اس کی تفصیل تتمہ اخبار سفیر ہند ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء میں دیکھنی چاہیے۔ بلکہ مناسب یوں ہے کہ جس کو آپ دلیل سمجھتے ہیں وہ پیش کریں اگر وہ ہماری سمجھ میں آ گئی اور قرین صواب معلوم ہوئی تو ہم بسروچشم مان جائیں گے، ورنہ اسی قسم سے یا اس سے بڑھ کر دلیل اس کے معارضہ میں لائیں گے اور آپ کی دلیل کا ناقابل اعتبار ہونا ثابت کر دکھائیں گے۔

تشریح:

مثلاً اگر آپ نے قطعیت دلالت عام کسی نقلی دلیل سے ثابت کی تو درصورت صحیح وقطعی ہونے اس دلیل کے اس کو ہم مان جائیں گے ورنہ اس سے بڑھ کر نقلی دلیل سے اس کی ظنیت کا ثبوت بہم پہنچائیں گے اور اگر آپ اس کی قطعیت پر عقلی دلیل قائم فرمائیں گے تو ہم بھی بصورت اس کے عدم تسلیم کے اس کا خلاف ویسی یا اس سے بڑھ کر عقلی دلیل سے ثابت کر دکھائیں گے۔ و علی هذا القیاس

اور جواب مطول خصومتی (خدانخواستہ باشد) ہم تب بتائیں گے، جب آپ ان حجتوں کو قلم میں لائیں گے۔ جیسا سوال آپ تحریر فرمائیں گے ویسا ہی اس کا جواب ترکی بترکی پائیں گے۔ پس جو لکھنا ہو سو لکھیں اور لطف جواب دیکھیں۔ مگر میں بطور مصلحت و بارادہ نصیحت یہ بات گوش گذار کیئے دیتا ہوں کہ قبل تحریر ان سوالات کے میری تحریر تتمہ سفیر ہند مطبوعہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو ملاحظہ فرمائیں۔ بدون ملاحظہ اس جواب کے ہرگز ہرگز قلم کو ہاتھ میں نہ لیں، ورنہ پچھتائیں گے اور اس شخص کی طرح جسکے جواب میں وہ تحریر ہے، بجز سکوت چارہ نہ پائیں گے۔

۵۔ میرے سوالات عشرہ میں ایک سوال خامس میں ذکر وجوب ہوا ہے جس سے مراد حکم الٰہی ہے متعلق کسی کام کے جس کے ترک کی اجازت نہ ہو اور اس وجوب پر جیسی دلیل میں نے چاہی ہے وہ صدر اشتہار میں ظاہر کر دی ہے کہ آیت قطعی الدلالۃ ہو یا حدیث صحیح قطعی الدلالۃ۔ اس جگہ کے سوا اور کہیں نہ وجوب کا ذکر ہے نہ فرضیت یا سنیت یا استحباب سے تعرض۔ پھر یہ سوال کہ فرض و واجب وسنت ومستحب کن دلائل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہونے چاہییں، کیا معنی رکھتا ہے۔ معلوم نہیں آپ مقصود سائل نہیں سمجھے یا دیدہ دانستہ تجاہل عارفانہ عمل میں لائے ہیں۔ یا بحث مسائل چھوڑ کر دوسرے مباحث کی طرف راستہ نکالتے ہیں، اور بحیلہ و بہانہ جواب دہی سے جان چھڑاتے ہیں۔ یہ سوال آپ کا خواہ کسی غرض سے ہو اس کے داؤ میں ہم نہیں آتے اور اپنی شرط و انداز کو ہرگز نہیں چھوڑتے۔ آپ کو اس دو حرفی سوال کے جواب سے باہر جانے نہیں دیتے کہ مثلاً وجوب تقلید پر کسی امام کے آئمہ اربعہ سے کوئی آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح قطعی الدلالۃ شاہد ہے یا نہیں؟ ہے تو لائیں اور انعام موعود پائیں، نہیں تو عدم موجودگی یا اپنی لاعلمی کا اقرار فرمائیں، یا یہ بات ثابت کر دکھائیں کہ وجوب بمعنی مذکور کے واسطے آیت یا حدیث قطعی الدلالۃ کا ہونا ضروری نہیں۔ بدون آیت یا حدیث کے بھی وجوب شرعی ثابت ہو جاتا ہے یا بدون قطعیت دلالت بھی کوئی واجب بمعنی مذکور ثبوت کو پہنچ جایا کرتا ہے۔ اس کے سوا ہم آپ کی ایک نہ سنیں گے۔ جس داؤ پیچ سے آپ چاہیں اور جو بات چاہیں بنائیں، ہم آپ کی باتوں کو خوب جانتے اور آپ کے مقاصد و اغراض کو خوب پہچانتے ہیں۔ بھر نگے کہ می آئی شناسم۔

راقم ابوسعید محمد حسین رزقہ اتباع سید الثقلین۔

۱۰ جمادی الاولی ۱۲۹۵ھ۔ (۱۸ مئی ۱۸۷۸ء)

نمبر اول تتمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

(مطبوعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء دفعہ دوم۔ اعلان عام)

ہمارے اشتہار کے آج تک برائے نام تو کئی جواب آئے لیکن شرط اشتہار پر ایک بھی نہیں۔ ایک جواب ظفر احمد صاحب کے نام سے مشتہر ہوا تھا جس کا جواب ضمیمہ میں چھپ رہا ہے۔ چار جوابوں کا خلاصہ ہم ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۷ء مطبع محمدی لاہور میں چھپوا چکے ہیں۔ دو جواب اور آئے ہیں جن کا حال اس اعلان میں سنایا جاتا ہے۔ ایک ان میں حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی تالیف ہے جو میاں محمود حسن صاحب کے نام سے چھپا ہے جس کو لاہور میں بنام نہاد اظہار الحق چھپوایا ہے اور کانپور میں بنام ادلہ کاملہ طبع کرایا۔ اس جواب میں بھی میرے ایک سوال کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب میں کوئی حدیث صحیح یا نص قرآنی صریح جو معنی مقصود پر قطعی الدلالۃ ہو پیش نہیں کی بلکہ سوال کے مقابلہ میں سوال کیا ہے۔ جیسے مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری سے میرے سوالات کے جواب میں وقوع میں آیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ

آپ ہم سے عدم رفع واخفا آمیں وغیرہ مسائل میں حدیث صحیح صریح مانگتے ہو ہم تم سے ان مسائل میں اخیر فعل آنحضرت ﷺ کا (یعنی اخیر وقت رفع یدین کرنا اور آمین جہر سے کہنا) مطالبہ کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے دلیل وجوب تقلید کسی امام کی آئمہ اربعہ سے مانگتے ہیں ہم آپ سے دلیل وجوب اتباع آنحضرت ﷺ اور وجوب اتباع قرآن کی سند کے طالب ہیں۔ و علی ھذا القیاس۔

ہرچند اس کے جواب میں ہماری وہی تحریر کافی ہے جو بجواب سوالات مولوی حبیب اللہ صاحب کے ضمیمہ سفیر ہندوستان ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء میں مشتہر ہو چکی ہے و لیکن بغرض اظہار علم وفہم ان لوگوں کے اس رسالہ کا مفصل جواب بھی لکھا جائیگا۔

دوسرا جواب ایک شخص میاں اسماعیل نامی طالب العلم مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ہے جس کا عنوان آپ نے، جواب اشتہار غیر مقلدین، رکھا ہے اس میں کچھ تو مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریروں کا التقاط ہے اور کچھ (جس کو اپنی طرف سے وہ لائے ہیں) احادیث ضعیفہ سے استنباط، مثلاً عدم رفع یدین میں حدیث ابن مسعود جو بالاتفاق صحیح نہیں ہے، اور مسئلہ آمین میں حدیث اخفاء جس کو بخاری وغیرہ نے خطا کہا ہے، اور نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے میں حدیث عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی جو بالاتفاق ضعیف ہے، ان لوگوں کو لحاظ نہیں آتا کہ سوال مشتہر حدیث صحیح سے ہے جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو۔ ہم اس کے جواب میں سوالات کیوں پیش کرتے ہیں اور ایسی حدیثیں جن میں جملہ علماء محققین کو کلام ہے کیوں لاتے ہیں۔ بایں ہمہ جواب اشتہار اس کا نام رکھتے ہیں۔ ہم کو اس کے جواب میں حدیث صحیح کا پیش کرنا لازم ہے، نہ سوال پر سوال اور نہ ضعیف یا غیر صریح حدیثوں سے استدلال جن کے ضعف پر جملہ محققین کا اتفاق اور ان کے نص نہ ہونے پر سب کا وفاق۔ یہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اور اپنی ہنسی کیوں کراتے ہیں۔ کوئی سوال کا جواب ہمارے رسائل سے تلاش کرے گا تو ان میں کہاں پاوے گا پھر ان رسائل مجموعہ سوالات مستانفہ واحادیث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیفہ غیر صریحہ کو جواب اشتہار کب کہے گا۔

قال رسول الله ﷺ ان مما ادرك الناس من كلام النبوة الاولى اذا لم تستحيي فاصنع ما شئت ۔

ان دونوں رسالوں میں ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ صاحب اشتہار یعنی راقم (محمد حسین) نے آٹھویں سوال میں حنفیوں پر افتراء کیا ہے کہ قضاء قاضی سے پرائی جورو کا حلال کر دینا حنفیوں کی طرف نسبت کیا حالانکہ یہ بات حنفیوں کی کسی کتاب میں نہیں لکھی ہے۔ پہلے یہ دعوی استاد صاحب نے کیا پھر بتقلید استاد کے شاگرد صاحب نے بلکہ شاگرد صاحب نے اخیر رسالہ میں مجھے یہ تنبیہہ فرمائی ہے کہ اس کتاب کو حنفیوں کی کتابوں سے ثابت کرو یا اپنی غلطی کا اشتہار دو۔ ان دونوں رسالوں کا جواب بعد اختتام جواب مضمون اسمی ظفر احمد کے لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ ناظرین خوب جانتے ہیں کہ میں ایک اور میرے معترض ومخاطب کئی۔ کل ہندوستان و پنجاب و خراسان وغیرہ بلاد کے لوگوں سے میرا خطاب ہے اور میرے حال پر یہ مثل صادق ہے یک انار وصد بیمار۔ یا یوں کہیے کہ یک جان وصد آزار۔ پس سب کی جواب دہی نوبت بہ نوبت ہوگی نہ سب کی یک بارگی۔ بالفعل ہم دعوی افتراء کا یہ جواب دیتے ہیں کہ قضا قاضی سے بیگانی جورو کا حلال ہو جانا اگر ہم کتب حنفی میں سے نکال دیں تو صلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم صاحب اور ان کے حوارئین ہم کو کیا انعام بخشیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ درصورت نکل آنے اس مسئلہ کے کتب حنفیہ سے یہ لوگ اس مذہب سے دست بردار ہوں اور تقلید محض چھوڑ کر عمل بالحدیث شروع کریں۔ اور اگر میرا اس میں افتراء ثابت ہوتا میں باعتراف اپنی غلط فہمی و نارسائی کے عمل بالحدیث چھور کر ربقہ تقلید فقہاء گردن میں ڈال لونگا۔ پس میرے مخاطین کو اگر اپنے مذہب کو ایسے واہیات سے بری کرنے اور لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرنے کی حرص ہے تو مجھ سے یہ عہد معاہدہ کریں۔ پھر میں جواب اس افتراء کا لکھونگا۔

۱۹ ذی قعد ۱۲۹۴ھ ۲۵ نومبر ۱۸۷۷ء۔

الراقم: ابوسعید محمد حسین لاہوری (بٹالوی)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ دوم ۔ اطلاع

بخدمت ممبران وخریداران رسالہ اشاعۃ السنہ النبویہ علی صاحبھا السلوۃ والتحیۃ

دفعہ ا ۔ جب تک سرمایہ معقول جمع نہ ہوگا یہ رسالہ مستقل طور پر نہ چھپے گا بلکہ مضامین اس کے بطور قدیم ضمیمہ سفیر ہندوستان میں چھپا کریں گے ۔ پس اگر طالبین اتباع سنت شائق ہیں اوراس کا اجراء جلد چاہتے ہیں تو جن صاحبوں نے زر چندہ معین فرمایا ہے وہ سالیانہ یا ششماہی یا سہ ماہی مرحمت فرماویں ۔ اور جن کا ابھی ارادہ ہے وہ ظہور میں لاویں ورنہ اسی ضمیمہ قدیمہ پر اکتفا فرماویں ۔

دفعہ ۲ ۔ اس ضمیمہ میں فقط مسائل فرعیہ مختلف فیھا اہل اسلام میں ہی بحث نہ ہوگی بلکہ اس کے تین حصے ہوں گے جن میں بتفصیل ذیل بحث ہوگی

حصہ اول ۔ میں بحث اصول اسلام مثل توحید و نبوت و معاد و مجازات و اسرار وشرائع جس میں مذاہب غیر اسلام سے بھی قیل وقال ہوگی ۔

حصہ دوم ۔ مسائل فرعیہ عملیہ اسلام میں تحقیقات ہوا کرے گی جس میں مسائل مرجحہ صحیحہ کے اثبات اوراس کے خلاف کا ابطال عمل میں آوے گا

حصہ سوم ۔ میں اخلاق اور امور تہذیب کا بیان ہوگا ۔ ولیکن یہ ترتیب بعد استحکام چندہ واختتام جواب دوتین رسائل کے عمل میں آوے گی ۔

دفعہ ۳ ۔ جو صاحب بنظر اعانت دین و اشاعت سنۃ سید المرسلین زر چندہ عنایت فرمانا چاہیں وہ بشمول اوراحباب خریداران کے یک جا روانہ کریں ۔ اور جہاں کہیں سوائے ایک سو شخص کے کوئی معاون وخریدار نہ ہو وہ اپنا ہی چندہ ایک سال یا چھ مہینے کا بذریعہ ہنڈی یا بذریعہ نوٹ یا رجسٹری روانہ فرماویں ۔ اور جو صاحب پانچ روپئہ سے کم بھیجنا چاہیں وہ بذریعہ ٹکٹ نیم آنہ معہ زیادہ فیس ٹکٹ روانہ کریں ولیکن بصورت تلف خط بے رجسٹری انجمن اشاعۃ السنہ ذمہ دار نہیں ۔

دفعہ ۴ ۔ جو کچھ خط وکتابت متعلق لین دین زر کے اور مطالبہ پر چھاپے ضمیمہ کے منظور ہو وہ منشی محی الدین صاحب کلارک محکمہ ریوے نہر سرہند مقام روپڑ ضلع انبالہ سے کریں وہاں ہی روپئے روانہ کریں وہیں سے رسید لیں وہیں سے پرچے مانگیں ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو علمی بات ہو، کسی اعتراض کا جواب پوچھنا چاہیں یا کسی مضمون میں مدد دینا چاہیں تو وہ مجھ سے کریں۔ اس کے سوا اور مضامین کے خطوط کے جواب دینے کی مجھے فرصت نہیں ہے۔

دفعہ ۵۔ عموماً ممبروں کے حقوق اس انجمن میں یہ ہوں گے۔ ۱۔ حساب جمع خرچ سالیانہ مالکوں کے طور پر ان کے سامنے پیش کرنا۔ ۲۔ مصارف غیر معمولی میں ان کی اجازت و رائے لینا۔ ۳۔ امور مہمہ لائق مشورت میں ان کی رائے لینا۔

اور خصوصاً حقوق علماء جو اس انجمن کے ممبر ہیں علاوہ ان حقوق کے یہ بھی حق رکھیں گے کہ مضامین رسالہ میں اپنی رائے دیں مناسب و غیر مناسب بتا دیں۔

المکلف۔ ابو سعید محمد حسین لاہوری۔ ۱۹ ذی قعد ۱۲۹۴ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۸۷۷ء

حل عبارت فتوحات

جو ضمیمہ نمبر ۱۳ میں چھپ کر شائع ہوئی جس میں غایت وصال و اتحاد کا ذکر ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

ہمارے بعض احباب اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں اتحاد اشیاء کا وجود خارج میں ثابت ہوتا ہے اور ایک شئے کا دوسرے میں حلول نکلتا ہے۔

جواب۔ اس میں دو چیزوں کو ایک کہنا بطور ادعاء نہ بحسب واقعہ۔ وہ بھی مجاز و تشبیہاً ہے نہ حقیقۃ۔ پھر وہ تشبیہ بھی عالم خواب میں (جو عالم مثال ہوتا ہے) بتائی و دکھائی گئی نہ عالم خارجی میں جیسے کوئی زید کو بسبب شجاعت کے شیر کہہ کر اس بیان میں شیر کی تصویر بنا کر اس کو زید کہہ دے ایسا ہی اس جگہ ابن حزم محدث متبع سنت کے وجود کو بسبب کمال اتباع سنت نبوی کے گویا آنحضرت ﷺ کا وجود کہا گیا اور آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی دکھا کر اس کو صورت ابن حزمؒ بتایا گیا۔ جیسے حدیث قدسی منقولہ ذیل میں ہاتھ پاؤں آنکھ کان بندہ متقرب و محبوب الٰہی کو وجود الٰہی بتایا گیا:

عن النبی ﷺ قال اللہ تبارک و تعالی ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ لکنت سمعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا ۔ رواہ البخاری ۔

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ساتھ میرا قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے، میں ہو جاتا ہوں ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے ۔ ابوسعید

ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر ۔ نمبر پانزدہم

۳ محرم ۱۲۹۶ھ ۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء

حل الحل :

ضمیمہ نمبر ۱۴ مطبوعہ ۸ جون ۱۸۷۸ء میں یہ فقرہ (ہاتھ پاؤں آنکھ کان بندہ متقرب محبوب الٰہی کو وجود الٰہی بتایا گیا ہے) تحریر ہو چکا ہے ۔ اس میں وجود سے مراد معنی مصدری وجود کے ہیں یعنی ہونا یا ہو جانا نہ وجود خارجی منشاء آثار خارجیہ یا بمعنی ما بہ الموجودیۃ ؟ ہمارے بعض احباب کو اس سے شبہ ہو گیا تھا جس کے ازالہ کے لئے یہ تقریر تحریر میں آئی ۔ محمد حسین

یہاں چند فقرات ضمیمہ نمبر ۱۰ و ۱۱ ۔ اخبار سفیر ہندوستان ۔ ۳ نومبر و ۱۱ نومبر ۱۸۷۷ء کے نقل کرتا ہوں اور اپنی بے زاری و برائت اس مذہب باطل سے مدلل و مصدق کر دکھاتا ہوں ۔ ضمیمہ نمبر ۱۰ میں مرقوم ہے :

> جو کوئی حدیث صریح صحیح کے سامنے عموم و اجمال قرآن پیش کرے اور اس کی دستاویز سے حدیث کو متروک العمل بناوے وہ مبتدع ہے اور اہل سنت سے خارج ۔

اس کے بعد احادیث و آثار و اقوال علماء کا بیان ہے ۔ اس کے اختتام کے بعد ضمیمہ نمبر ۱۱ (۱۰ نومبر ۱۸۷۷ء) میں یہ فقرات مسطور ہیں :

> ان احادیث و آثار و اقوال سے ثابت ہوا کہ قرارداد آنحضرت ﷺ اور ان کے اصحاب و تابعین و آئمہ مسلمین کا یہی ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اور عمل میں قرآن کی مانند بلکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ کر ہے ۔پس جس نے حدیث صحیح کو مجمل ومبہم آیت قرآن سے رد کر دیا، وہ تمام سلف کا مخالف ہوا۔پھر اگر وہ اس مخالفت میں معتمد ہے تو مبتدع ہے ورنہ احمق اور جاہل ہے کائناً من کان و متی کان و اینما کان ۔یہ شخص بلا ریب یہی اعتقاد رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ معنی آیت نہیں سمجھتے تھے جیسا میں سمجھتا ہوں یا وہ جس کا میں مقلد ہوں ایسے شخص سے مسئلہ فرعی میں بحث فضول ہے اولاً اس سے حقیقت نبوت وامامت بحث کرنی بکار ہے اور خواص نبوت و امامت میں گفتگو لازم ۔ہمارے مخاطبین اگر آنحضرت ﷺ کو نبی برحق جانتے ہیں اوران کی فہم کو اپنی اور امام کی فہم سے افضل مانتے ہیں تو اس بحث کے طالب نہ ہوں گے اور بدوں چوں و چرا کے مان لیں گے کہ اگر معنی آیت انصتوا کے یہی ہوتے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اصلاً و مطلقاً کسی طرح کچھ نہ پڑھو تو آنحضرت ﷺ کے خیال مبارک میں آتے اور وہ مقتدیوں کو بحالت قرأت امام سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ارشاد نہ فرماتے اور ممانعت قرأۃ خلف الامام کو کو جہر سے خاص نہ کرتے اور جس حالت میں آپ نے اس ممانعت کو جہر سے خاص کیا اور آہستہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے (حاشیہ۔قید آہستگی کی اگر چہ حدیث عبادہؓ بن صامت میں جو سابقاً نقل ہو چکی ہے مذکور نہیں انہیں اسی حدیث ابن حبانؒ نے بروایت السنن ..زیادہ لیقرأ احدکم لقاء الکتاب فی نفسہ کو روایت کیا ہے ۔دیکھو تخریج الہدایہ) تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہم یا ہمارے امام جی سمجھتے تھے ۔

بضمن ضمیمہ سفیر ہند نمبر ۹ مطبوعہ ۲۷۔اکتوبر ۱۸۷۷ء وضمیمہ نمبر ۱۰ مطبوعہ نومبر ۱۸۷۷ء یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ یہ لوگ محض تائید قول امام کیلئے ان قواعد مخترعہ سے لپٹتے ہیں اور جہاں پابندی قواعد سے پیروی قول امام کی ہاتھ سے چھوٹے وہاں قواعد کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں ۔اگر ایک جگہ کسی حدیث کو کسی قاعدہ کی آڑ میں نشانہ طعن بناتے ہیں تو دس جگہ ایسی حدیث کو بمخالفت قاعدہ مذکورہ عمل میں لاتے ہیں ۔ حدیث سے کوئی پکڑے تو قرآن کی طرف بھاگتے ہیں ۔قرآن پیش کرو تو حدیث کی طرف دوڑتے ہیں ۔حدیث نہ ہو تو آثار ہی کی آڑ لیتے ہیں ۔آثار بھی نہ ہوں تو قیاس ہی کو سپر بنا لیتے ہیں ۔اس پر امام رازیؒ کی شہادت بھی ان پرچوں میں منقول ہے جس کے خاتمہ میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فثبت ھذا انھم تارۃً یقدمو ن القیاس علی الخبر وتارۃً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقدمون عمل بعض الصحابة على الكتاب وتارة يعكسون الامر فی هذه الابواب و ذلك يدلّ على ان طريقتهم غير مبنية على قانون مستقيم ۔

(ترجمہ: اس بیان سے ثابت ہوا کہ حنفیہ کبھی قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں، کبھی عمل بعض صحابہ کو قرآن پر مقدم کرتے ہیں، کبھی اس کا عکس ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے مذہب کی کسی سیدھے قانون پر بنیاد نہیں ہے)

ادلہ کاملہ معروف بہ اظہار الحق

از افادات قدوۃ المحققین زبدۃ المحد ثین شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب
صدر مدرس دار العلوم دیو بند نور اللہ ضریحہ

(جس کو مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ نے باہتمام خاص اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا۔ یکم فروری۔ ۱۹۳۹ء)

(یاد رہے کہ یہ نسخہ جسے ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں، ۱۹۳۹ء کا مطبوعہ ہے جب مولانا محمود حسن شاندار تدریسی خدمات انجام دے کر فوت ہو چکے تھے اور اور ان کے معتقدین ان کی خدمات کے باعث انہیں شیخ الہند قرار دے چکے تھے ۔ تاہم یہ رسالہ ، ادلہ کاملہ ، اس وقت لکھا اور باراول شائع کیا گیا تھا جب مولانا محمود حسن ابھی تازہ تازہ درس نظامی کی تحصیل سے فارغ ہوکر دار العلوم دیوبند میں ابتدائی درجے کے مدرسین میں شامل ہوئے تھے ۔ اور شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی یہ سمجھتے تھے کہ ادلہ کاملہ دراصل مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی تحریر ہے لیکن چونکہ اس میں شیخ الاسلام کے مسائل عشرہ والے اشتہار کے جواب میں ادلہ چھوڑ، ایک بھی دلیل نہیں ہے، اس لئے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اس رسالے کو اپنے شاگرد رشید مولوی محمود حسن کے نام سے شائع کروایا ہے۔ اس لئے شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس رسالے کا جواب لکھتے ہوئے مولوی محمد قاسم صاحب ہی کو عموماً مخاطب بنایا ہے۔ بہاء)

بسم الله الر حمن الر حيم ۔ الحمد لله ر ب العا لمين و الصلوة و السلام على خير خلقه سيد نا محمدخا تم النبيين و آ له و ازوا جه و صحبه اجمعين ۔ اما بعد ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضعف العباد محمود حسن دیو بندی اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں ملتمس ہے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب انبالوی (بٹالوی) نے ایک اشتہار جس کی نقل ذیل میں کی جاتی ہے مشتمل بر چند مسائل مختلف فیہ مطبع سفیر ہند امرتسر میں اس مضمون کا چھپوا کر مشتہر کر دیا کہ جو ان کا جواب دے گا اس کو ہر ایک مسئلہ کے عوض میں دس دس روپیہ انعام دیے جاویں گے جو ہمارے مطالعہ سے بھی گذرا اور اس کو دیکھ کر نہایت تعجب ہوا کہ اگر مولوی صاحب ممدوح کا اس چھوٹے منہ پر بڑی بات کا ارادہ تھا تو امام ابو حنیفہ ہی پر کیوں قناعت فرمائی آپ کی بلند پروازی کے لئے ہنوز گنجائش بہت تھی صحابہ و رسول اللہ ﷺ سے گذر کر جناب باری تک پہونچنا تھا۔ کام بھی بڑا ہوتا نام بھی بڑا ہوتا۔ آپ دس روپیہ کی طمع دیتے ہیں، ہم آپ سے فقط فہم و فراست و انصاف کے طالب ہیں ورنہ پھر ہم ہوں گے اور آپ ہوں۔ ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپ کا دامن ہوگا روز جزا خدا و رسول اللہ ﷺ ہوں گے اور یہ مقدمہ ہوگا۔ جناب من اب تک ہم بوجہ بے تعصبی کے خاموش رہے، آپ نے میدان سنسان پا کر ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کئے۔ اب آپ کی چھیڑ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اشہار جاری ہو کر آنے جانے والوں کی معرفت دیو بند میں بھی آنے لگے اس فتنہ انگیزی پر کوئی کہاں تک خاموش رہے اس لئے سر دست کچھ کچھ ہم بھی عرض کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ہاتھ پاؤں ماریں گے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالی ہاتھ دکھلائیں گے۔ ورنہ خیر ہم خود اہل اسلام کے نزاع فیما بین کو پسند نہیں کرتے آپ اوروں سے ہر دعوی پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہیں تو اپنے دعوں کے لئے اگر ایسے دلائل سے بڑھ کر نہیں تو ایسے تو بالضرور ہی آپ نے لگا رکھے ہوں گے۔ اس لئے بروئے انصاف و قواعد مناظرہ اول آپ کو یہ لازم تھا کہ اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے پھر کہیں کسی اور سے او لجھنے کو تیار ہوتے اور ہم کو بھی اسی وقت جواب دینا مناسب تھا۔ مگر بوجوہ چند در چند اس کش مکش میں پھنس کر اپنے اوقات کا خون کرتا ہوں۔ پر یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ سر دست تو میں روایات کا پتہ بتلائے دیتا ہوں اگر آپ اپنے مطالب کے لئے نصوص صریحہ لائیں گے اور ان کی صحۃ و اتفاق ثابت کر دکھلائیں گے تو پھر ہم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی انشاء اللہ اس باب میں قلم اٹھاویں گے اور یہ بھی بتلائیں گے کہ کون سے مطالب کے لئے کس درجہ کا ثبوت درکار ہے یعنی تواتر وصحت وحسن وضعف وغیرہ مراتب روایات میں سے کون سی بات کس مطلب کے لئے درکار ہے اس لئے اس بات کو تو ابھی یوں ہی رہنے دیجئے اور اپنے اعتراضوں کا جواب سن لیجئے۔

نقل اشتہار مولوی محمد حسین صاحب

میں مولوی عبدالعزیز صاحب ومولوی محمد صاحب ومولوی اسماعیل صاحب ساکنان بلیہ وال، اور جو ان کے ساتھ طالب علم ہیں جیسے میاں غلام محمد ساحب ہوشیار پوری ومیاں نظام الدین صاحب ومیاں عبدالرحمٰن صاحب وغیرہ، حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لئے پیش کی جاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت اور فی حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دوں گا۔

اولاً۔ رفع یدین نہ کرنا آنحضرت ﷺ بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ثانیاً۔آنحضرت ﷺ کا نماز میں خفیہ آمین کہنا۔

ثالثاً۔آنحضرت ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔

رابعاً۔آنحضرت ﷺ کا مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔

خامساً۔آنحضرت ﷺ یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔

سادساً۔ ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا۔

سابعاً۔عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبریل کا مساوی ہونا۔

ثامناً۔

تشریح۔مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا ہے کہ یہ میری جورو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اس کو مل جاوے تو وہ عورت حسب ظاہر بھی اس کی بی بی ہے اور اس سے صحبت کرنا اس کو حلال ہے۔

تاسعاً۔ جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں بہن سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے تو اس پر حد شرعی جو قرآن یا حدیث میں وارد ہے نہ لگانا۔

عاشراً۔ تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہ ہو دہ در دہ سے کرنا۔

تنبیہ۔ ان مسائل کی احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے میں ان صاحبوں کو اس قدر مہلت دیتا ہوں جس قدر یہ چاہیں۔ زیادہ مہلت میں ان کو بھی گنجائش ہے کہ یہ کہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔

المشتہر ابوسعید محمد حسین لاہوری

جواب سوال اول

آپ ہم سے رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہیں جو در بارہ عدم رفع نص صریح بھی ہو۔ جناب من! ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہیں۔ اگر ہو تو لائیے اور دس کی جگہ بیس لے جائیے ورنہ کچھ تو شرمائیے۔ اور یہ بھی نہ ہو تو آخری وقت نبوی ﷺ ہی میں کسی نص سے آپ کا رفع یدین کرنا ثابت کیجئے۔ اور نہ ہو سکے تو پھر کسی کے سامنے منہ نہ کیجئے۔ زیادہ وسعت چاہیے تو ہم صحیح کی قید بھی نہیں لگاتے چہ جائے کہ متفق علیہ ہو۔ اگر اس پر بھی آپ سے کچھ نہ بن آئے تو پھر آپ ہی فرمائیں کہ اب متبع حدیث کون ہے، آپ یا ہم۔

درصورتیکہ دوام رفع اور آخر وقت میں رفع کسی حدیث سے ثابت نہ ہوا تو بقاء و نسخ رفع سے احادیث رفع ساکت ہوں گی اور اس سبب سے احادیث نسخ و ترک کی معارض نہ ہونگی جو آپ کو یہ گنجائش ملے کہ احادیث رفع کو احادیث ترک پر ترجیح دینے کے لئے آمادہ ہوں، مگر اس صوت میں حنفی متبع حدیث ہوں گے اور آپ اپنی رائے کے تابع۔ اور اتنی بات آپ بھی جانتے ہی ہوں گے کہ احادیث ترک رفع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال آپ کی رائے نارسا واجتہاد ناروا سے کہیں بہتر ہیں۔

جواب سوال دوم

آپ ہم سے اخفاء آمین احادیث صحیحہ متفق علیھا کے طالب ہیں جو نص صریح بھی ہوں، ہم آپ سے نص صریح حدیث دوام جہر کے طالب ہیں۔ اگر ہوں تو لایئے اور دس کی جگہ بیس لے جایئے ورنہ پھر منہ نہ دکھلایئے۔ اور اگر زیادہ وسعت کی طلب ہو تو آخری وقت نبوی ﷺ ہی میں آپ جہر کا ثبوت دیجئے اور دس کے بدلے بیس لیجئے، ورنہ پھر تمہیں فرماؤ متبع حدیث کون رہا، ہم یا تم۔

درصورتیکہ احادیث جہر دوام جہر پر دال نہیں اور آخری وقت میں جہر پر کوئی حدیث دلالت نہیں کرتے تو پھر اصل میں بقاء جہر و نسخ جہر دونوں احتمال میں برابر ہوئے اس لئے احادیث جہر امر واخفاء وترک جہر کے معارض نہ ہوئیں بلکہ بقا و نسخ دونوں سے ساکت نکلیں اور احادیث امر اخفا و ترک کا کوئی معارض نہیں، اس لئے ان پر عمل واجب نہیں، تو اولی تو ضرور ہوگا۔ اس لئے حنفی متبع حدیث ہوں گے اور آپ تابع رائے نارسا۔

به بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

جواب سوال سوم

آپ ہم سے ان احادیث کے طالب ہیں جو زیر ناف ہاتھ باندھنے پر بطور نص دلالت کریں اور پھر صحیح بھی ہوں کیسی متفق علیہ۔ ہم آپ سے ان احادیث کے طالب ہیں جن سے توسعہ اور تعمیم نکلتی ہو، یا سوائے زیر ناف کے کسی خاص مقام پر دوام ہو۔ اگر ہوں تو لایئے اور دس نہیں بیس لے جایئے، ورنہ پھر زبان نہ ہلایئے بلکہ باز آیئے اور سمجھ جایئے کہ حنفیوں کی بات بے ٹھکانے نہیں۔ اور اگر آپ کو ابوداؤد وغیرہ کے کسی خاص نسخہ پر نظر ہے تو بعد تسلیم صحت واتفاق صحت جو آپ کے یہاں عمل کے لئے شرط نکالی گئی ہے، اس بات کو اول ثابت فرمایئے کہ وہ نسخہ احادیث زیر ناف باندھنے کی نسبت کیونکر معارض ہے جو متروک ہو جائیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب سوال چہارم

آپ ہم سے ان احادیث کے طالب ہیں جن سے مقتدیوں کو ممانعت قرأت ثابت ہو، ہم آپ سے اس حدیث کے طالب ہیں جس سے خاص مقتدیوں کو امر وجوب قرئت بطور نص نکلتا ہو اور پھر وہ حدیث صحیح بھی ہو اور صحیح بھی کیسی، متفق علیہ بھی ہو۔ اگر ہو تو لائیے اور دس نہیں بیس لے جائیے۔ پر حدیث عبادہ جو ترمذی شریف میں موجود ہے اس کی طرف توجہ نہ فرمائیے گا۔ اول تو وہ صحیح نہیں اگر کسی نے صحیح کہہ بھی دیا تو اس سے اتفاق ثابت نہیں ہو سکتا جو آپ کی شرائط مقبولہ میں سے ہے ۔علاوہ بریں آپ حدیث مانگتے ہیں ہم اول قرآن کی آیت عرض کرتے ہیں۔ و اذا قریء القرآن فاستمعوا له و انصتوا۔ اور پھر یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ وہ دلیل ہے کہ جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ اور حضرت امام شافعی بھی مان گئے جو تمام جہان میں ایجاب قرأۃ علی المقتدی میں ممتاز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صاحب تو تتبع سکتات امام کی تکلیف دیتے ہیں اور ایک صاحب فاتحہ اور سورۃ میں ایک سکتہ طویل نکالتے ہیں۔ اگر مخالفت آیت کا کھٹکا نہ تھا تو پھر ماخذ وجوب قرأۃ فاتحہ علی المقتدی تو خود ہیمطلق اور عام تھا، اس تجویز غیر مروی کی کیا ضرورت تھی۔ اب آپ کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ یا تو آپ کسی حدیث صحیح متفق علی صحتھا سے چھوڑ ضعیف ہی سے سکتہ طویلہ ثابت فرماویں اور دس نہیں بیس لے جاویں یا تتبع سکتات امام ہی کسی روایت مرفوع سے ثابت فرمائیں۔ صحیح نہ ہو ضعیف ہی روایت سہی، پر اتنا تو ہو کہ اجتہاد صحابی کا احتمال نہ رہے۔ پھر ہم سے دس نہیں بیس لیجئے ورنہ پھر عدم تعمیل آیت کا فکر کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ اول تو حدیث صحیح غیر متواتر وجوب عمل میں ہمسنگ قرآن نہیں ہو سکتی اور بالفرض محال ہوئیں بھی تو آپ متبع حدیث ہونگے اور ہم متبع قرآن۔

بہ بیں تفاوت راہ رہ از کجاست تا بہ کجا

اس کے بعد اگر آپ آیت میں کچھ تخصیص کریں گے تو ہم حدیث میں تاویل کریں گے اور بروقت موازنہ آپ کو انشاء اللہ معلوم ہو جاوے گا کہ کس کی بات غالب ہے۔ باقی رہیں اور احادیث اور سوا ان کے اور دلائل اور اتفاق جم غفیر ان کو ابھی ہم بھی پیش نہیں کرتے۔ یار باقی صحبت باقی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب سوال پنجم

اگر ہم سے وجوب تقلید کے طالب ہیں ہم آپ سے وجوب اتباع محمدی ﷺ و وجوب اتباع قرآن کی سند کے طالب ہیں۔ اگر ایک ان میں سے دوسرے کے لئے وجوب اتباع کی سند ہے تو پھر اس کے وجوب اتباع کی کیا سند۔ رسول اللہ ﷺ کا واجب الاتباع ہونا کہاں سے ثابت ہوا۔ اور قرآن شریف کا واجب الاتباع ہونا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہوا، تو رسول اللہ ﷺ کا واجب الاتباع کہاں سے ہونا ثابت ہوا، بجز اس کے کہ آپ اپنے آپ کو یا اقران و امثال کو مہبط وحی آسمانی قرار دیں اور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو رلا ملا دیں اور کوئی تدبیر نہیں۔ مگر ہر چہ بادا باد، آپ ایسی ہی غیر معتبر لائیں اور دس نہیں بیس لے جائیں ورنہ پھر ہماری طرف سے یہ گذارش ہے کہ آپ جس موطن سے سند وجوب اتباع نبوی و قرآنی نکال کر لاویں گے اسی موطن سے ہم سند وجوب امام نکال کر دکھلائیں گے۔

جواب سوال ششم

ظہر کے وقت میں اور عصر کے وقت میں صاحبین کا تو وہی مذہب ہے جو اور اماموں کا مذہب ہے اور امام اعظم سے بھی ایک روایت یہی ہے اور اس پر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وغیرہ میں عمل ہے مگر ظاہر الروایت میں امام محمد سے یہ روایت ہے کہ ظہر مثلین پر ختم ہوتا ہے اور عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے۔ خیر ہم کو تو بوجہ بے تعصبی کسی بات پر اڑ نہیں مگر جب آپ بے وجہ لڑنے کو تیار ہیں تو بے جواب دیئے رہا بھی نہیں جاتا۔ سنئے موطا امام مالک میں بروایت امام محمد اور بروایت یحی بن یحی، حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے جس میں لفظ:

صل الظهر اذا كان ظلك مثلك و العصر اذا كان ظلك مثليك موجود ہے۔

یہ روایت ہر چند موقوف ہے لیکن بات ایسی ہے جس میں رائے صحابی کو دخل نہیں اس لئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع کہنا پڑے گا اور چونکہ اس باب میں جہاں مثل اور مثلین آتا ہے وہاں علاوہ فی الزوال مثل و مثلین لیا جاتا ہے تو یہاں بھی یہی کرنا پڑے گا ورنہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت نا انصافی ہے۔ اس صورت میں آپ ہی فرمائیں کہ ظہر کی نماز حسب ارشاد حدیث بعد مثل واقع ہو گی یا قبل مثل مگر جب وقت ظہر بعد المثل باقی ہے لا جرم شروع عصر بعد المثلین ہو گا کیا عجب ہے کہ اوقات میں آخر کار تغیر و تبدل واقع ہوا ہو ظہر کا وقت مثل سے منسوخ ہو کر مثلین تک پہنچ گیا ہو اور یہ زیادتی عصر میں باعث نقصان ہوئی ہو اس لئے مقتضائے احتیاط و تقوی تو یہ ہے کہ تا مقدور ظہر مثل سے پہلے پہلے پڑھ جاوے اور اگر اتفاقاً بشریت سے قبل مثل اتفاق نہ ہو تو پھر مثلین ہی سے پہلے پڑھ لے اور عصر ہمیشہ بعد مثلین کے پڑھا کرے اور بظاہر مساء ظاہر الروایت یہی ہے اور غور کیجئے تو یہ بات دوراز عقل نہیں کیونکہ احادیث اوقات محکم نہیں جس میں احتمال نسخ نہ ہو۔ پھر اسپر روایت مشار الیہا موجود جو نسخ کی جانب مشیر ہے۔ تعارض ہوتا تو ہم انہیں احادیث کو ترجیح دیتے جن سے مثل کو حد فاصل بین الوقتین بنایا ہے۔ مگر جب ترجیح احادیث مشار الیہ کی کوئی صورت نہیں تو پھر ان احادیث پر عمل کرنے سے کیا انکار ہے۔ کیا آپ کی رائے سے بھی یہ حدیثیں گئی گذری، اتباع سنت و احتیاط دونوں حاصل ان کو یک لخت چھوڑ دیجئے تو پھر عدم اور فرائض کا کھٹکا سر پر۔ ہاں اگر آپ کے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح ہو جو در بارہ دوام اداء صلوۃ عصر قبل المثلین نص صریح یا فقط آخری وقت ہی میں اداء صلوۃ عصر قبل المثلین پر نص صریح ہو اور پھر صحت میں متفق علیہ بھی ہو تو لائیے اور دس نہیں بیس لے جائیے۔ پر اتنا یاد رکھئے کہ نص و غیر نص کا سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں سوچ سمجھ کر کام کیجئے ورنہ ایسا نہ ہو:

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جواب سوال ہفتم

تساوی ایمان کے اگر یہ معنی ہیں کہ شدت وضعف وقوت میں برابر ہو تو آپ ہی فرمائیں کہ کون کہتا ہے اور اس کی کیا سند ہے۔ اگر ہو تو لائیے اور دس نہیں بیس لے جائیے ورنہ اس تہمت بے اصل سے باز آئیے۔ کچھ تو خدا سے شرمائیے۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ جن باتوں پر انبیاء اور ملائک کو ایمان ہے انہیں باتوں پر عوام کو بھی ایمان ہے اس باب میں عوام انہیں کے قسم بقدم ہیں تو پھر سوا آپ کے اس کا منکر ہی کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ن ہو گا اگر حنفیوں میں اس کا کوئی منکر ہو تو بتلایئے اور سند دکھلایئے اور دس نہیں بیس لے جایئے ورنہ تہمت بے جا سے باز آیئے کچھ تو خدا سے شرمایئے۔ زیادہ کیا عرض کروں اگر یوں کہوں کہ ایمان مقولہ کیف سے ہے اور کیف قابل قسمت ونسبت بذات خود نہیں ہوتا جو کمی بیشی اور مساوات کا امکان ہو تو آپ بے وجہ آیات واحادیث مشعرہ زیادت پیش کر کے اوقات خراب کریں گے حالانکہ ان آیات واحادیث میں جہاں زیادتی پر دلالت ہے وہاں یہ بھی دلالت ہے کہ وہ زیادتی باعتبار تزائد احکام واخبار تھی جو اس وقت بوجہ تجدد ونزول وحی ہوتی رہتی تی اور اب کسی طرح متصور نہیں باعتبار اصل ایمان نہ تھی۔ یہ میری گذارش ان صاحبوں کی خدمت میں ہے جو اس مسلک سے بھی واقف ہیں اور فہم وانصاف بھی رکھتے ہیں۔ ورنہ ان صاحبوں کی خدمت کیلئے جیسے اکثر غیر مقلدین ہوتے ہیں وہ اول ہی مضمون کافی ہے وہ صاحب اس مضمون کے جواب کی تکلیف نہ اٹھاویں مفت حیران ہوں اور کچھ کام نہ چلے گا۔

جواب سوال ہشتم

قبل از جواب دو ایک بات سن لیجئے اور خدا کے لئے ذرا انصاف کیجئے ایسی علت ملک جس سے اس کا معلوم مختلف ہے نہ ہو سکے بدلائل عقل ونقل وہ قبضہ ہے حدوث ملک اول اسی سے ہوتا ہے اسکے بعد کہیں بیع وشراء کی نوبت آتی ہے بیع قبل القبض کا ممنوع ہونا بھی اسی بات پر دلیل کامل ہے کہ قبضہ علت ملک ہے اور ادھر مہاجرین کو خدا کا فقرہ کہنا حالانکہ اکثر صاحب بہت کچھ چھوڑ کر گئے تھے وہ بھی بدون اس کے متصور نہیں کہ علت ملک قبضہ ہے اس کے اٹھ جانے سے ملک گئی تو وہ فقراء کہلائے اور وارث گو ظاہر پرستوں کی نظر میں قبل القبض مالک ہو جاتا ہے مگر جب یہ لحاظ کیا جائے کہ وارث قائم مقام مورث ہو جاتا ہے اور بحکم یو صیکم اللہ خدا کی طرف سے یہ بدیلی ہوتی ہے تو یہ بات خود واجب التسلیم ہو جاتی ہے کہ جیسی درصورت تبدیلی اجسام کے بجائے دیگرے فوقیت وتحتیت جو جسم اول کو بہ نسبت فرش وسقف حاصل تھی بعینہ جسم ثانی کی طرف عائد ہو جاتی ہے ایسی ہی اس صورت میں قبضہ مورث بعینہ اس کی طرف خود عائد ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ مثل بیع وشرا کے دوسروں کے مال کو اپنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف کھینچتا ہے اور اپنے مال کے قائم مقام کر لیتا ہے یہ فرق بشرط فہم اس بات کو مقتضی ہے کہ یہاں تازہ قبضہ چاہیے اور وہاں وہی قبضہ مورث اس کی طرف آجاتا ہے اس وقت اتنی ہی بات پر اکتفا کرتا ہوں اگر آپ صاحب فہم و فراست ہیں تو اتنی سی بات سے اصلی بات کو سمجھ جاویں گے ورنہ آپ جو اعتراض فرماویں گے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ تعالی جواب دینے کو حاضر ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زن منکوحہ کی نسبت تو حنفیوں کا یہ قول ہی نہیں کہ قضاء قاضی ظاہر و باطن میں نافذ ہو جاتی ہے اگر سچ ہے تو سند لایئے اور دس نہیں بیس لے جایئے ورنہ اس افتراء اور بہتان کے انجام کا فکر فرمایئے مگر ہاں شائد آپ عذر قلۃ تدبر یا سوء حفظ پیش کر کے یہ فرمائیں کہ منکوحہ نہ سہی غیر منکوحہ کا بھی اس طرح ملک میں آجانا قرین قیاس نہیں اس لئے یہ عرض ہے کہ جیسے بشہادت خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ۔ ما فی الارض قابل ملک بنی آدم ہیں ایسے ہی بدلالت خلق لکم من نفسکم زوا جاً وغیرہ عورتیں قابل ملک شوہر ہیں یہاں بھی وہی قبضہ ہوگا تو ملک ہوگی نہیں تو نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ عقد نکاح کو بیع نہ کہیے تو اجارہ کہیے تو اس کے بطلان کے لئے یہی کافی ہے کہ نہ اجل معلوم، نہ کار محدود، پھر جائز ہو تو کیونکر۔ اگر اجارہ ہوتا تو نکاح بطور معروف جائز نہ ہوتا تو متعہ جائز ہوتا ادھر طلاق یک طرفی اس اعتاق کے مشابہ ہے جو مالک ہی کی طرف سے ہوتا ہے ادھر خلع کا مشاء کتابت ہونا اس باتپر شاہد کہ یہاں بھی ملک ہی ہوگی جو یہ لین دین ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جس قدر روح اپنے بدن پر قابض ہے اس قدر اور کوئی کسی چیز پر قابض نہیں اسی کے قبضہ کے بھروسے اور بھی جانداروں سے منتفع ہوتے ہیں روح کا قبضہ نہ ہو تو پھر حیوان سے انتفاع محال ہے ،ادھر ابدان حیوانات میں سے خاص کر انسان کا نافع ہونا اور بمعنی لائق میلان خاطر مال ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اور کسی کا نافع ہونا اور مال ہونا ایسا ظاہر نہیں کیونکہ اور چیزیں اسی کی حفاظت وترمیم کے باعث نافع اور مال کہلاتی ہیں اس صورت میں ابدان کا مملوک ارواح ہونا بھی مثل ارواح کے مالک ابدان ہونے کے بدرجہ اتم ہوگا کیونکہ مالک ہونے کے لئے قبضہ اور مملوک ہونے کے لئے مالیت چاہیے جتنے وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں زیادہ اتنے ہی یہ دونوں زیادہ مگر چونکہ بجز توالد کے اور منافع کے حساب سے خود روح اپنے بدن سے منتفع ہوتی ہے تو اس کو اپنے بدن کی بیع کچھ تو اس وجہ سے ممنوع ہوگی کہ اس میں غیر کو استحقاق تملیک ہی نہیں کیونکہ وہ خاص اسی کے لئے بنا ہے ہاں ما فی الارض بدلالت عقل و اشارہ خلق لکم ما فی الارض سب کے لئے ہے اس کی بیع ہو تو کچھ ہرج نہیں نیز اس وجہ سے بھی ممنوع ہوگی کہ تسلیم بیع اور پھر بیع سے انتفاع بے اعانت بائع یعنی روح متصور نہیں اور آپ خود جانتے ہیں کہ بیع اور شرط زائد حدیثوں میں ممنوع ہے ہاں اپنے بدن کے خرید لینے میں البتہ کچھ خرابی نہیں اس لئے بدل کتابت دیکر خرید لینا ممنوع نہ ہوا اگر عورت بحساب نفع توالد جو اس کی خاص غرض ہے اور موافق ارشاد نساء کم حرث لکم مردوں کے حق میں اس لئے مطلوب ہیں کہ اپنے بدن سے منتفع نہیں ہوسکتی یعنی مثلاً آنکھ ناک سے اپنا کام نکال سکتی ہے پر اپنے رحم سے خود کامیاب نہیں ہوسکتی یہ ممکن نہیں کہ مثل مرد خود اپنے آپ سے جماع کرے اور بچے جنوائے اس حساب سے عورت مثل جمادات ہے جیسے ان کے منافع سے خود ان کو کچھ نفع نہیں ایسا ہی یہاں سمجھ لیجئے اور ظاہر ہے کہ جمادات میں مملوکیۃ بدرجہ اتم ہے کیونکہ مالکیت کا شائبہ بھی نہیں اس لئے عورت اپنے رحم کو فروخت کرلے تو نہ اس وجہ سے کوئی دقت پیش آتی ہے کہ بنایا تھا خاص اس کے لئے مثل ما فی الارض، جس کی عمومیت پر بے تخصیص لکم فرمادینا دلالت کرتا تھا عام نہ تھا پھر بیع کیوں کردیا کیونکہ رحم کے لئے ہوتا تو منتفع ہوسکتی بلکہ بدلالت خلق لکم من انفسکم ازواجاً الٹے مردوں کے لئے اس کا ہونا نکلتا ہے اور نہ اس وجہ سے کچھ دشواری پیش آتی ہے کہ بیع میں اپنی توہین لازم آتی ہے کیونکہ مرتبہ اصل میں کمی آتی تو توہین لازم آتی جب عورتیں خود مردوں کے لئے مخلوق ہوئیں تو پھر کیا توہین ہے اور نہ اس وجہ سے کوئی دشواری ہے کہ بیع میں اپنی اعانت شرط ہوگی جس سے بیع اور شرط کا اجتماع لازم آئے گا جو بالیقین ممنوع ہے کیونکہ عورتیں جب مرد ہی کے لئے مخلوق ہوئیں تو پھر اس حساب سے جیسے جانوروں کی ارواح سے کام لینا ممنوع نہیں عورتوں کی ارواح سے بھی ان کاموں کا لینا ممنوع نہ ہوگا جس کے لئے وہ بنائی گئیں۔ الغرض شرط اس امر کی ممنوع ہوتی ہے جس کا پہلے سے استحقاق نہیں ہوتا کیونکہ اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں ربوا لازم آتا ہے اور جس کا استحقاق ہوتا ہے اس کا شرط کرنا ہی فضول ہوتا ہے جیسے بیع میں قبضہ کی شرط کر لی جاوے تو ایضاح مبہم ہوتا ہے کوئی نئی بات نہیں ہوتی ۔ پانچویں بات یہ ہے کہ اگر عورت و مرد میں تساوی نوعی نہ ہوئی تو تسفل صنفی جس پر آیت خلق لکم من نفسلم ازوا جاً دلالت کرتی ہے خود اس بات کو مقتضی تھا کہ مثل حیوانات قبضہ کافی ہو جائے اور بیع کی حاجت نہ پڑے مگر یہ تساوی نوعی جس کا بقا تابقاء ایمان ہے مانع عروض ملک تھا شرح اس معمہ کی یہ ہے منفعت توالد تو مرتبہ صنفی سے متعلق ہے اور منافعہ باقیہ مثل منفعت چشم و گوش و دست و پا وغیرہ اعضاء مرتبہ نوعی سے متعلق ہیں اور یہ دونوں مرتبہ باہم ایسے مخلوط ہیں کہ تقسیم کی کوئی صورت نہیں پھر اس پر طرہ یہ کہ جسم نسوانی جس سے یہ منافع متعلق ہیں اصل میں ان کا مقبوض ہے جس سے ان کا مالک ہونا ظاہر و باہر ہے۔ رہی یہ بات کہ خود عورتیں اپنے رحم سے اور فرج سے منتفع نہیں ہوسکتیں۔ اس سے در بارہ ملک اعضاء تناسل کچھ ہرج نہیں ہوسکتا اور نہ یہ معنی ہوں کہ خدا غنی عن العالمین کسی چیز کا بھی مالک نہیں اس لئے بعد تحقیق قبضہ تام مالکیت نساء اور مملوکیۃ اعضاء تناسل کا اقرار لازم ہے اور پھر بوجہ ارشاد خلق لکم من نفسکم ازوا جاً اور نیز بدلالت انتفاع مرد بطور فاعلیت مردوں کا بہ نسبت زنان بحیثیت منفعت مذکورہ مالک ہوسکتا ممکن ہوا اور عورتوں کا بہ نسبت مردوں کے بحیثیت مذکور مالک ہونا ممکن نہ ہوا کیونکہ عروض ملک علو مرتبہ اور تسفل مرتبہ مملوک کا خواستگار ہے تعاکس مراتب میں یہ بات متصور نہیں اس لئے بیع کی ضرورت پڑی اور مہر ثمن میں مقرر ہوا ہاں تقسیم ممکن ہوئی تو یہ بھی متصور تھا پر کیا کیجئے یہ مشاع بے تقسیم صحیح نہ تھا۔ باقی رہے رسول اللہ ﷺ ان کے لئے ہبہ کا جواز بایں معنی ہے کہ آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل و مہر آپ کے ذمہ واجب نہ تھا یہ مراعات نکاح و شرائط نکاح اور بات پر مبنی تھے۔ بالجملہ تابقاء ایمان انتفاع منافع نکاح کے لئے بیع کی ضرورت ہے درصورت زوال ایمان بحکم اولئك کا لا نعا م بل هم ا ضل انسان مرتبہ نوعی سے گذر کر زمرہ انعام میں داخل ہو جائے گا اور مثل انعام بمجرد قبضہ تام ملک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آ جائے گا اور کیوں نہ ہو بدلالت و ما خلقت الجن و الانس الّا لیعبدون عبادت بنی آدم کے حق میں اصل فطرت اور مقتضاء طبعی ہوگی کیونکہ جیسے آنکھ دیکھنے کے لئے بنی اور کان سننے کیلئے اور یہ اغراض ان اشیاء کے حق میں مقتضاء طبعی ہیں ایسے ہی یہاں بھی چاہیے آدمی عبادت کے لئے بنا ہے تو پھر عبادت اس کے حق میں ایک مقتضائے طبعی ہوگی مگر یہ ہے تو پھر عبادت اس کے حق میں خاصہ سمجھی جائے گی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیاء ہوا کرتے ہیں اس صورت میں اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت وانقیاد مفقود ہو جائے تو یا تو بوجہ انقلاب ماہیت وہ اس نوع ہی سے نہ رہا یوں کہو کہ یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اس نوع سے ہی نہ تھا اتحاد شکل و صورت اس صورت میں اتحاد عام واشتراک عرض عام ہوگا۔ اور جب نوع انسانی نہیں تو پھر کافر کو اعلیٰ درجہ میں سمجھنا تو حیوانوں ہی کا کاہے نیچے ہی اتارنا پڑے گا جس سے اولئك كالانعام کا مطابق عقل ہونا بھی ثابت ہو جائے گا بالجملہ بوجہ اجتماع تساوی نوعی وتسفل صنفی دونوں جہتیں اکٹھی ہوگئیں خود مختاری بھی جس کا نتیجہ مالکیت ہے اور بے اختیاری بھی جس کا نتیجہ مملوکیت ہے اس لئے بیچ بیچ کی بات نکل آئی سو من وجهٍ مالک اور من وجهٍ قابل ملک کہنا پڑے گا اور بیع کے بعد زوج کی مالکیت اور اس کی مملوکیت کا اقرار لازم ہوگا۔ غرض نکاح میں مالکیت اور مملوکیت ہوتی ہے اجارہ نہیں ہوتا مگر ہاں کوئی کہے تو یہ کہے کہ بیع ہوتی تو آتو هنّ اجور هنّ نہ فرماتے اور شوہر کو اختیار بیع ہوا کرتا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ اجور سے اگر اجارہ ہونا ثابت ہوتا تو لفظ اجر عظیم اور اجر کریم سے جو اہل ایمان کی شان میں وارد ہے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ خدا اور بندے کے درمیان میں عقد اجارہ ہے اور معتزلہ وغیرہ قائلین وجوب عدل وضرورت عطاء اجر سچے ہیں اہل سنت جھوٹے، مگر مجھے آپ سے ہنوز اتنی بے اعتقادی نہیں کہ آئمہ فقہ کا اتباع اور ان کی تقلید بھی چھوڑ دیں گے ورنہ اول سے اس قصہ کو فیصل کرتا چلتا، اور ممانعت بیع سے یہ لازم نہیں کہ ملک نہ ہوا کرے حدیث تفریق والدہ اور ولد سے صاف ظاہر ہے کہ کبھی ملک ہوتی ہے اور بیع ممنوع ہوتی ہے، رہی کہ ممانعت کس درجہ کی ہے آیا بیع مفید ملک ہی نہ ہوگی یا ہوگی اس کی تحقیق ہر چند اس وقت دشوار ہے لیکن آپ کی خاطر بھی عزیز ہے۔ سنئے وجہ حرمت تعدد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواج زوجہ کے حق میں ایک وقت میں فقط یہ ہے کہ جب زوجہ حرث یعنی پیداوار اولاد ٹھہری تو پھر اگر مزارع متعدد ہوں گے تو زرع یعنی ولد بھی مشترک ہوں گے مگر گیہوں وغیرہ پیداوار خاک تو بوجہ تشابہ اجزء بے کھٹکے تقسیم کر سکتے ہیں اولاد کو جو پیداوار زن ہے تقسیم کریں گے تو کیونکر تقسیم کریں گے ایک بچہ ہوگا تو پارہ پارہ نہیں کر سکتے متعدد ہوں تو بوجہ اختلاف صورت وسیرت موازہ متصور نہیں پھر ارتفاع نزاع ہو تو کیونکر اس صورت میں اگر بیع کی اجازت ہو تو بحکم ملک جیسے آن سابق تک بائع کو اختیار تصرف جماع تھا ایسے ہی آن لاحق میں مشتری کو اختیار تصرف جماع ہوگا اور اس وجہ سے احتمال اختلاط نطفہ اور اشتراک فی الولد پیش ہوگا جس سے ممانعت بیع آپ ثابت ہو جائے گی القصۃ بیع کو لازم ہے کہ امکان قبضہ موجود ہو اور یہاں قبضہ مشتری کی کوئی صورت نہیں بائع کا قبضہ اٹھے تو مشتری کا قبضہ موجود ہو مگر جب تک احتمال استقراء نطفہ بائع ہے تب تک خلو بیع وتسلیم کہاں ہے جو قبضہ مشتری سمجھا جاوے اور جب قبضہ نہ ہوگا تو افادہ ملک بھی متصور نہیں رہی حالت حیض ونفاس اس وقت ممانعت جماع بائع کی طرف سے نہیں اور حالت استبراء کی ممانعت بوجہ بقاء ملک شوہر نہیں کیونکہ بمقابلہ اہل اسلام کفار کا قبضہ بحکم آیت اولئك كالانعام بمنزلہ قبضہ انعام ہے فقط اپنے نسب کی حفاظت اور نسب غیر کی ضیانت ہے جس کے اتلاف اور اپنی طرف پھیر لینے کا اس کو اختیار نہیں اگر اختیار ہے تو والدہ اور ولد کے مالک بن جانے کا اختیار ہے اور یہی وجہ ہے کہ اور قسم کے تصرفات اور استخدام سے ممانعت نہیں اگر وجوب استبراء بوجہ بقاء ملک شوہر سابق ہوتا تو ملک یمین پیدا نہ ہوتی اور استخدام جائز نہ ہوتا علاوہ بریں ہو سکتی ہے جو فقط فرج ورحم سے متعلق ہے بحیثیت سمع وبصر وغیرہ کمالات بشری مملوکیت نہیں ہوتی اور اس لئے بدن زوجہ فیما بین زوج وزوجہ مشترک ہوگا اور تسلیم بیع بے تسلیم جملہ بدن متصور نہیں اس صورت میں تصرف فی حق الغیر بے رضا غیر لازم آئے گا اور اس وجہ سے اس بیع کو بوجہ لزوم نزاع بیع غرز بھی کہنا پڑے گا اور یہی وجوہ مانع جواز متعہ وہبہ واجارہ ہیں چنانچہ اہل فہم پر ظاہر ہے گو ابتداء اسلام میں بوجہ ضرورت باوجود حرمۃ اصلی چند روز اسی طرح جائز رہا جیسے سفر ومرض میں افطار صیام رمضان جائز ہوتا ہے اتنا فرق ہے کہ ضرورت جواز افطار عالم میں ہوتی رہتی ہے اور ضرورت جواز متعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوکت اسلام سے بالکل گئی گذری مگر یہ ہے تو زن منکوحہ میں قضا قاضی سے کیا ہوسکتا ہے اگر ملک زن منکوحہ قابل انتقال الی الغیر ہوتی ہے تو بیع و ہبہ و اجارہ ہی میں کیا خرابی تھی البتہ زن غیر منکوحہ قابل ملک سے ملک زن شوہر کی طرف منتقل ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں قضا قاضی موجب انتقال ملک ہوسکتی ہے کیونکہ علت ملک قبضہ تامہ ہے۔ سو بعد قضا ایسا قبضہ مستحکم حاصل ہوتا ہے کہ اور طرح ایسا قبضہ میسر نہیں ہوسکتا پھر ملک ہو اس کے کیا معنی بالجملہ وجہ ممانعت بیع عدم الملک نہیں موانع خارجیہ ہیں۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اب سنئے کہ اصل مقصود نکاح سے ملک ہوتی ہے خود نکاح مقصود نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ملک بے نکاح حاصل ہو جائے جیسے ملک یمین میں ہوتا ہے تو پھر نکاح کی حاجت نہیں رہتی اور احکام نکاح مثل حلت وطی وغیرہ سب جائز ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں اگر کسی اور صورت سے ملک حاصل ہ جائے تو وہ احکام کیونکر حاصل نہ ہوں گے قاضی اگر کسی غیر کو دلا دے تو پھر امید عود کسی طرح نہیں کیونکہ اوروں کے ظلم سے نجات اس کی حمایت سے تھی وہ خود دوسروں کا حامی ہو جاوے تو پھر کون دلوائے اس صورت میں علت یعنی قبضہ مذکورہ بجمیع الو جوہ جاتا رہتا ہے یعنی نہ اپنا قبضہ رہتا ہے یعنی نہ اپنے وکیل کا قبضہ رہتا ہے اپنا تو ظاہر ہے کہ نہیں، رہا وکیل کا قبضہ تو اس کی یہ صورت ہے کہ حاکم من و جہ قبضہ نائب خدا ہے۔ چنانچہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الا مر منکم اس پر شاہد ہے اور من وجہٍ نائب رعیت ہوتا ہے حفظ اموال رعایا وغیرہ اس کی دلیل ہے اس لئے سرقہ وغصب وغیرہ میں باوجود ارتفاع قبضہ ملک باقی رہتی ہے کیونکہ ہنوز وکیل عام حاکم کا قبضہ باقی ہے اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ بے قبضہ ملک نہیں کیونکہ اول ملک اسی سے پیدا ہوتی ہے بیع شراء وغیرہ اسباب وعلل تبدیل ملک ہیں علت حدوث ملک نہیں اور جو چیز علت حدوث بمعنی موقوف علیہ ہوتی ہے وہی علت بقا ہوتی ہے چنانچہ دھوپ کے مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ آفتاب ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ باقی رہتی ہے غرض جو چیز کسی چیز کے حق میں واسطہ فی العرض ہوگی اس کے حدوث کے لئے اس کا ہونا ضرور ہے اور جو شئے کسی شئے کی حدوث کے ضرور ہوئی تو اس کی بقا کے لئے بھی اس کا ہونا ضرور ہے کیونکہ واسطہ فی العروض سے کسی حالت میں استغنا ممکن نہیں۔ اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ حدوث ملک بے قبضہ متصور نہیں تو بقا بھی بے قبض ممکن نہیں غرض جیسی حرکت جالسان کشتی کے لئے حدوث و بقا میں حرکت کشتی ضرور ہے ایسے ہی حدوث و بقاء ملک کے لئے قبضہ ضرور ہے خدا کا مالک الملک ہونا بھی اسی قبضہ کا ثمرہ ہے چنانچہ بیدہ الملك اور بیدہ ملکو ت کل شیء وغیرہ اشارات اس پر شاہد ہیں کہ تمام ملک اس کے قبضہ میں ہے پھر اس کے بعد و ھو علی کل شیء قد یر وغیرہ کا فرمانا اس پر شاہد ہے کہ تصرف مالکانہ جو حاصل قدرت ہے، اس کے اس قبضہ مشار الیہ کا ثمرہ ہے کہ اس صورت میں اگر قبضہ اٹھ گیا تو پھر ملک بھی ملک عدم کو پرواز کر جائے گی مگر جس صورت میں نہ اپنا قبضہ ہے نہ اپنے کسی وکیل کا قبضہ ہے تو پھر ملک کیونکر باقی رہ سکتی ہے جس کا قبضہ ہوگا اسی کی ملک بھی ہوگی خاص کر جب یہ لحاظ کیا جائے کہ وکیل و نائب خداوندی نے اس گیر کو دلوا دیا کیونکر اس صورت میں اس کی ملک کے لئے اہل فہم کے نزدیک اور بھی استحکام ہو جائے گا اس لئے درصورت مرقومہ زوجہ کو خواہ مخواہ اس کی ملک سے خارج کہنا پڑے گا اور غیر کی ملک میں داخل کہنا پڑے گا اور بہت سے بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ ملک جو اثر و نتیجہ نکاح کا تا نکاح سے عام رہا یہ بات اول تو یوں مسلم کہ رقیت میں بھی موجود دوسرے آثار کا موثر ہونا معقول ومنقول میں مسلم، ہاں موثر اصلی سے عام نہ کہیے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ موثر اصلی وہ قبضہ تامہ ہے۔ ہاں یہ مسلّم کہ طریقہ حصول ملک معصیت ہے اس لئے گناہ سر پر رہے گا اور کیوں نہ ہو ایسے افعال کے مرتکب کی شناعت میں کچھ شک نہیں مگر یہ اور بات ہے اور حصول ملک اور عدم جواز؟ اطلاق زنا وغیرہ اور بات ہے ان احادیث میں جن میں قطعہ من النار فرما کر ایسے ارتکاب سے زجر فرمایا ہے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام برا ہے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ملک نہیں ہو جاتی ۔ بالجملہ جیسے زنا کی برائی ولد زنا کی برائی کا باعث ہے پر آدمیت اور ایمان وغیرہ امور حسنہ کی صحت کو منافی نہیں گو طریق حصول ولد الزنا ہی ہے ایسے ہی مکر وفریب وجعل دروغ کی برائی کا باعث ہے پر اس وقاع کے خارج از قسم زنا اور موجب اتصال نسب ہونے کو منافی نہیں گو طریق حصول وقاع مکر وفریب و جعل و دروغ ہو۔ اب گذارش یہ ہے کہ ہم نے مقدمات مذکورہ کے لئے قرآن و حدیث کو سند پیش کیا ہے اب ان مقدمات میں سے کسی مقدمہ کی ضد ونقیض ہی کو قرآن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث سے ثابت کر دیں ہم دس نہیں بیس دیں گے پر ایسی ہی سند لیں گے اور ایسا ہی استدلال اور نہ پیش کرنے والوں کے منہ پر مارنے کے قابل ہوگا پھر گستاخی معاف۔

جواب سوال نہم:

بدلالت و لاتنکحوا، جو قبل آیت تحریم واقع اور نیز بدلالت و احل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم یہ بات ظاہر ہے کہ مورد تحریم آیت حرمت میں نکاح ہے جماع نہیں اور چونکہ نہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتی ہے تو نکاح کا محرمات سے منعقد ہو سکنا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پھر نہی کس مصرف کے لئے اور کس مرض کی دوا ہوگی علاوہ بریں نکاح کی علت فاعلہ موجود، علت قابلہ موجود، تراضی ممکن، پھر نکاح نہ ہو سکنے کے کیا معنی۔ علت فاعلہ کا ثبوت تو اس سے زیادہ کیا کہ مرد قادر علی الجماع ہے اور علت قابلہ کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ عورت محل پیدا وار۔ غرض جو باتیں اور عورتوں سے متصور ہیں یا اور مردوں سے متصور ہیں وہی باتیں مردوں کو اپنے محارم سے متصور ہیں اور ظاہر ہے کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالت نساءکم حرث لکم اولاد ہے بایں وجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہے محارم سے بھی متوقع پھر ممانعت ہوگی تو اصل نکاح ہی کی ہوگی اس لئے لا تنکحوا فرمایا لاتجامعوا لا تقروا ؟ اور فرمایا باوجود امکان ارادہ معنی حقیقی معنی مجازی کا مراد لینا صریح ناانصافی ہے ہاں اگر ضروریات تحقق نکاح جن کی تعین وتعداد پر ماہیت مقصود اصلی خود گواہ ہے ممکن الاجتماع نہ ہوتی یا موجود ہی نہ ہوتی تو یہ بھی ممکن تھا کہ بطور مشاکلت اس نکاح کو نکاحکہد یا ہو جیسے بیع مالیس عند البائع بیع میتہ ودم کو جو مال شرعی نہیں بوجہ منقود ہونے بیع کے جو ضروریات بیع میں سے ہے حقیقی بیع نہیں کہہ سکتے فقط بطور مشاکلت بیع کہہ دیتے ہیں اور حاصل ممانعت غرض بیع یعنی تصرف ہوتا ہے خود بیع نہیں ہوتی بالجملہ بوجہ فراہمی تمام سامان بیع وشراء جیسے اکثر بیوع کو بیع حقیقی سمجھتے ہیں ایسے ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجھئے یہ نہیں کہ مجازاً نکاح کہہ دیا واقع میں نکاح نہیں۔ ہاں جیسے بوجہ مفاسد معلومہ قتل اہل ایمان کی ممانعت ہے اور قتل کفار کی ممانعت نہیں کیونکہ وہاں وہ مفاسد نہیں حالانکہ اطلاق قتل دونوں جا بطور حقیقت موجود ہے ایسے ہی بوجہ بعض مفاسد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح محارم ممنوع رہا اور نکاح اجنبیات جائز رہا گو باعتبار اصل اطلاق نکاح دونوں جگہ حقیقی ہے مجازی نہیں لیکن حقیقی ہوگا تو آثار نکاح بھی ایسی طرح متفرع ہو جائیں گے جیسے قتل حقیقی پر آثار قتل متفرع ہوتے ہیں یعنی جیسے دردالم وانزہاق روح دونوں جا برابر قتل جائز ہو یا ناجائز ایسے ہی انتفاء زنا درصورت نکاح دونوں جا برابر ہوگا نکاح جائز ہو یا ناجائز اور انتفاع زنا ہوا تو پھر احکام زنا مثل اجراء حدود خواہ مخواہ منتفی ہوں گے خاص کر جب یہ دیکھا جائے کہ منجملہ احکام زنا حدود ادنی بھی شبہ سے مندفع ہو جاتی ہیں، ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ جیسے قتل ممنوع ہوتا ہے تو آثار قتل پر یعنی دردوالم اور انزہاق روح پر اتنا عذاب ہوتا ہے کہ کیا کہیے ایسے ہی نکاح ممنوع ہوگا تو آثار نکاح یعنی جماع وغیرہ پر اتنا کچھ عذاب متفرع ہوگا کہ کیا کہیے۔ غرض وہ جماع گو از قسم زنا نہ ہو مگر حرمت میں زنا سے بڑھ کر رہے گا کیونکہ غیر محارم سے زنا ہو تو بوجہ امکان نکاح جائز اس کی حلت کی امید بھی ہے اور خود نکاح ہی حرام ہو تو پھر اس فعل کی حلت کی کوئی صورت نہیں۔ علی ہذا القیاس صورت مرقومہ جواب سوال ہشتم میں جماع بوجہ حرمت طریق حصول ملک زنا سے بڑھ کر رہے گا اور حلت کی کوئی صورت نہ ہوگی غایت مافی الباب یہ ہو کہ حرمت وقاع زنا سے عام رہے سو یہ بات بطور منقول تو یوں مسلّم کہ جماع حالت حیض ونفاس میں حرام ہے اور زنا نہیں اور بطور معقول یوں واجب التسلیم کہ آثار کا موثر سے عام ہونا معقولات میں مسلّم ہے چنانچہ پہلے بھی گذر چکا ہے۔

اب عرض خدمت مبارک میں یہ ہے کہ ہم نے تو بدلالت عقل ونقل نکاح محرمات کا نکاح ہونا اور اس وجہ سے اس کا از قسم زنا نہ ہونا ثابت کر دیا اب آپ کسی ضعیف قوی دلیل عقلی نقلی سے اس کا نکاح نہ ہونا اور اس سبب سے اس جماع کا زنا ہونا جو بعد اس نکاح کے واقع ہو ثابت کیجئے اور دس نہیں بیس لیجئے۔ پر اثبات وثبوت ہونری بے تکی زٹل نہ ہو مگر اپنے خیال ناقص میں یہ آتا ہے کہ آپ کو جواب تو کچھ نہ آئے گا پر اپنی خجالت اوتارنے کو میرے ذمہ یہ بہانہ تحقیق انعقاد نکاح تہمت جواز نکاح محرمات لگایا جائے گا اور میں جانتا ہوں یہی انداز آپ جواب سوال ہشتم میں اختیار فرمائیں گے اور بہ بہانہ حلت آثار نکاح آپ میرے ذمہ تہمت اجازت دست قسم بروز نان شوہر دار وغیرہا لگائیں گے مگر یاد رہے کہ تہمت کا انجام برا ہوتا ہے۔ آخرۃ کا مواخذہ، دنیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مناقشہ۔ آخر ہم بھی آدمی ہیں اگر خیال آ گیا تو مبادا بدست آویز جزاء سیئۃٍ سیئۃ مثلھا ہم بھی آپ کی تشہیر کے درپئے ہوں اور سوال پنجم کے بہانہ سے آپ کے ذمہ پر اس بات کی تہمت لگائیں کہ آپ کے مشرب کے موافق رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا وجوب بے سند ہے۔

جواب سوال دہم

آپ بجائے تحدید دہ در دہ اگر درپئے عدم تحدید ہیں اور حجت حدیث الماء طھور ہے اور وجہ احتجاج یہ ہے کہ الف لام طبیعت یا الف لام استغراق مراد ہے اس کا کیا جواب ہوگا کہ اس صورت میں حسب رائے ظاہر پرستان یہ لازم تھا کہ پیشاب بھی پاک ہوتا کیونکہ وہ بھی اصل میں پانی ہی ہے اور لا یبو لن احدکم فی الماء الدائم وغیرہ احادیث اس صورت میں معارض ہوں گی اور ظاہر حال بوجہ توافق عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ واتفاق آراء وافہام انہیں کے ساتھ ہوگا جس سے ان کی قوت مزید ھل من مزید ہو جاوے گی اگر بمقابلہ تحدید دہ در دہ آپ درپئے تحدید قلتین ہیں اور حدیث قلتین آپ کی سند ہے تو اس کا کیا جواب کہ وہ حدیث مضطرب ہے چنانچہ شاہد روایات ابوداؤد سے ظاہر ہے کہ اضطراب آیا تو پھر صحت ففرّوا ہوئی آپ کی شرط صحت کہاں سے آئے گی جو آپ کا مطلب ثابت ہو۔ علاوہ بریں حدیث لا یبو لن احدکم کا تعارض درپیش کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیشاب وغیرہ کے پڑنے سے کوئی خرابی آتی ہے جس کا یہ بندوبست ہے وہ خرابی بجز نجاست اور کیا ہوگی۔ غایت مافی الباب کسی درجہ میں بوجہ عموم بلوی بطور عفو عن النجاست بوجہ وجود طہارت اجازت استعمال ہو جائے گی مگر مضمون لا یحل الخبث اور لا ینجسّہ بظاہر اس کے مخالف اور وہ ان کے مخالف کیونکہ یہاں نفی نجاست مقصود ہے اور وہاں وجود نجاست ثابت ادھر اس بات پر توافق آراء خاص وعام کہ پانی وقوع نجاست سے نجاست قبول کرتا ہے اور زمانہ نبوت وصحابہ کی کیفیت اس کو مؤید کیونکہ وہ بھی اسی طرف ناظر ہے کہ وقوع نجاست اپنا کام کرتی ہے اثر ظاہر ہو کہ نہ ہو اس لئے وہ دونوں تو قابل استدلال نہ رہیں اور حدیث لا یبو لن بوجہ احتیاط واجب العمل ہوئی کیونکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے مقامات میں بدلالت وجوب طہارت بعد نوم یا حرمت اکل صید واقع فی الماء احتیاط واجب ہوتی ہے۔ اب گذارش یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی سند اس کی ہو کہ حدیث الماء طھور میں طبیعت مراد ہے یا استغراق مراد ہے تو لایئے اور دس کے بدلے بیس لے جایئے۔ علی ہذا القیاس اگر آپ کے پاس کوئی روایت غیر مضطرب ہو یا مضطرب پر ایسے موقع میں عمل کرنے پر دلالت کرتی ہو تو لایئے اور دس کے بدلے بیس لے جایئے۔ رہے حنفیہ ان کا عذر مطلوب ہے تو سنئے اول تو بحکم انصاف ہنوز حنفیہ کے ذمہ جواب لازم ہی نہیں، جب آپ جواب مطلوب سے فارغ ہولیں گے اس وقت دیکھی جائے گی، مگر بایں ہمہ جواب پیشگی مطلوب ہو تو لیجئے حدیث الماء پر تو بوجہ مذکور درصورت طبیعت و استغراق عمل سے معذور کیونکہ بے عہد اس حدیث میں کام نہیں چلتا (یعنی خواہ مخواہ الف لام عہد کا ماننا پڑتا ہے) چنانچہ سیاق وغیرہ بھی شاہد ہیں اور عہد سے اس مقام میں کام نہیں نکلتا (یعنی جب عہد کا مان لیا تو مفید مدعائے مدعی نہ رہا) کیونکہ حدیث ثبوت عدم تحدید استغراق وطبیعت پر موقوف ہے اور حدیث قلتین کو بوجہ اضطراب اس مقام میں حجت نہیں بنا سکتے کیونکہ شرائط ادائے فرض کے لئے ایسی ہی حجت چاہیے جیسے فرائض کے لئے، ہاں فرق آب قلیل وآب کثیر متفق علیہ اور اس پر یہ مضمون منجملہ محسوسات ہے اس لئے رائے مبتلی پر رکھنا زیادہ عمدہ نظر آیا کیونکہ ادائے فرض میں ہر جگہ رائے مبتلی بہ کام آتی ہے ادائے جہاد میں کافر ومومن کی تمیز ضرور ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ یہ بات مبتلی بہ کی رائے پر چھوڑی گئی ہے۔ علی ہذا القیاس اداء نماز جماعت میں امام کا مومن ہونا لازم ہے اور اس کی تمیز سب جانتے ہیں کہ اسی کی رائے پر منحصر ہے۔ ایسے ہی نکاح وغیرہ میں شوہر وغیرہ کا مومن ہونا مومنات وغیرھا کے حق میں فرض ہے اور ایمان کا پہچاننا سب جانتے ہیں کہ ایک رائے کی بات ہے کیونکہ اصل ایمان امر قلبی ہے۔ القصہ مواضع کثیرہ میں ادائے فرض بے استعمال رائے متصور نہیں۔ سو امام ابوحنیفہؒ نے جب یہ دیکھا کہ رائے مبتلی بہ اس باب میں حجت کاملہ ہے تو بناچاری اس کی رائے پر کہنا ضروری۔ اب گذارش خدمت یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سے اس مقام میں مشاہدہ اور رائے کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو تو لایئے اور دس کی جگہ بیس لے جایئے۔ رہا دہ در دہ کوئی اصل مذہب نہیں ہاں کسی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی رائے ہوتو مضائقہ نہیں سو اتفاق سے اکثر کی رائے اسی طرف گئی اس لئے یہی مشہور ہو گیا اور وہ عوام جو صاحب رائے نہیں ہوتے ان کے لئے یہ رائے ایک تکیہ گاہ بے حجت نظر آئی ورنہ اصل وہی ہے جو رائے میں آئی۔

تمت بالخير و الحمد لله على ذلك

التماس

جواب تو ہو چکے، التماس اور یادداشت بھی سن لیجئے۔ ہم نے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص ٹھانے کی بات کہتا ہے تو آپ مضامین شعر یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور اس بہانہ سے جواب سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اگر یہی انداز مناظرہ ہے تو اس سے بہتر ہم تدبیر عرض کرتے ہیں آپ بے تکی ہانکا کریں واہیات جاہلانہ سمجھ کر آپ کے حریف آپ چپ ہو رہیں گے کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی۔ اور یہی وجہ ہے جو یہ ارشاد ہوا و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً۔ اور غور سے دیکھئے تو آپ نے پہلے ہی یہ انداز اختیار فرمایا ہے۔ بھلا جس بات کے اوروں سے طالب ہیں اور آپ سے طالب کیوں نہ ہوں گے۔ پھر آپ نے پہلے اپنے گھر کی خبر کیوں نہ لی۔ یہ نہ سمجھا کہ ہم اوروں سے حدیث صحیح اور نص صریح متفق علیہ کے طالب ہیں، اور ہم سے طالب ہوں گے تو ہم کہاں سے دیں گے۔ یہ بے تکی بات نہیں تو کیا ہے بحکم مناظرہ اول آپ کو لازم تھا کہ مطالب مشار الیہا کے لئے احادیث موصوفہ بوصف مذکورہ لاتے اس وقت ہم سے اس قسم کی احادیث کی درخواست فرماتے۔ اس لئے ہم نے اپنی احادیث کے مراتب کی تشریح کرنی بے جا سمجھی۔ آپ کچھ کریں گے تو ہم بھی انشاء اللہ، مگر عند اللہ جو کچھ کریں فہم و انصاف سے کریں تعصب کو چھوڑ دیں اور اس نارسائی پر خود رائی سے منہ موڑیں ورنہ مجھ کو آپ کی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ متشابہات تک پہونچیں اور ید الله فوق ایدیهم اور الرحمن على العرش استوى کے بھروسہ خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانے لگیں اور بقیاس احادیث رفع و عدم رفع احادیث مختلفہ فی باب متعۃ النکاح کو اس پر محمول کریں کبھی یوں ہوا تھا کبھی یوں اس لئے کبھی یوں کر لینا چاہیے کبھی یوں۔ ادھر عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا حدیثوں میں مرقوم ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ اپنا کام کر چکے ہیں کیونکہ ہر چند یہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہیں سنی گئی پر یہ شور تو ایک مدت سے ہے کہ حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپئے ہیں چونکہ آپ ان سب کے امام ہیں (۱۸۷۸ء کے گردوپیش محمد حسین غیر مقلدوں کے امام نہیں ہو سکتے۔ اس وقت محمد حسین کے استاد میاں صاحب، عبداللہ غزنوی زندہ تھے۔ عبدالجبار غزنوی بھی زندہ تھے۔ نواب صدیق حسن بھی زندہ تھے۔ حافظ محمد لکھوی اور محی الدین لکھوی بھی زندہ تھے محمد بشیر سہسوانی، سید امیر حسن سہسوانی وغیرہ اور ابو عبداللہ غلام علی قصوری امرتسری بھی زندہ تھے۔ بہا) تو یہ کب ہوسکتا ہے کہ یہ شور اوپر ہی اوپر اڑا ہو اور نیز یہ شور ایک مدت سے ہے کہ بعض غیر مقلدین خدا کے ہاتھ پاؤں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے ہمارے تمہارے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں، تامل ہے تو اتنا ہے کہ کاہے کے ہیں، چاندی کے ہیں یا سونے کے یا کہیں اور کے۔ علی ہذا القیاس آپ کی اس ظاہر پرست اور خود رائی سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ بہت سی احادیث کو معارض قرآن سمجھ کر پایہ اعتبار سے سقط فرمائیں گے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیوں نہ ہو پ کیں قرآن کو ملتی ہے۔ اگر حدیثوں اور روایات تواریخ سے بہ نسبت قرآن شریف کفار کا ریب وتردد میں ہونا سمجھ آتا ہے تو قرآن میں لا ریب فیه فرماتے ہیں جس سے بوجہ نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب وتردد کا نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کسی کے دل میں کیوں نہ ہو مگر ہاں آپ کو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ قرآن شریف میں ریب کی نفی ہے احادیث وتواریخ میں یقین بطلان قرآن کا مذکور ہے مگر اس کو کیا کیجئے کہ بہت سے ضعفاء کو تردد بھی ہوا اور دوسرے نفی لا ریب ایسی ہے جیسے نہی لا تقل لهما اف ۔ جیسے اس سے بدلالۃ النص ضرب وغیرہ کی نہی نکلتی ہے لا ریب سے یقین بطلان کی نفی نکلتی ہے بہر حال لا ریب فیه، لا ریب آپ کی نگاہوں میں اکثر احادیث و تو ریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت موجب ریب ہوگا۔ فرماتے ہیں هدی للمیقین لام اختصاص اس جانب مشیر ہے کہ نہ فاسقوں کو ہدایت ہو نہ کافروں کو پھر تسپر ان الله لا یهدی القوم الکافرین اس کے موافق اس مضمون میں اس سے بڑھ کر۔ اور اکثر احادیث صحیحہ اور تواریخ معتبرہ ہدایت کفار وفساق پر شاہد سو بوجہ مخالفت مشار الیہ بمقابلہ قرآن واحادیث واخبار کاہے کو مقبول ہوں گی بلکہ مثل مذہب ہنود کہ غیروں کو ہنود ہونے کی امید ہی نہیں امید ہدایت منقطع ہوگی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فا غسلوا و جو ھکم وہ احادیث جن سے ایک وضو سے کئی نمازوں کا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے کیونکر مقبول ہوں گی۔

۴۔اور حدیث ان المؤمن لا ینجس، انّما یر ید الله لیذ ھب عنکم الرجس کے بعد بے اس کے کیوں کر لائق قبول ہو گی کہ اہل بیت جن میں بدلالت لفظ اہل بیت خود حضرت رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہیں چہ جائے کہ اور کاملان وقت زمرہ اہل ایمان سے نعوذ باللہ خارج ہیں۔

۵۔اور بمقابلہ ان الله لا یغفر ان یشرك بہ احادیث دالّہ مغفرۃ کبار صحابہ جو بالیقین پہلے مشرک تھے کیونکر پا یہ اعتبار کو پہنچیں گی بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی قطع ہو جاوے گی گو تائب ہو کر ولی ہی کیوں نہ ہو جائے۔اور پھر اس وجہ سے بعد ضم ضمیمہ جعلا له شر کاء عجب نہیں حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت میں بھی تامل ہو۔

۷۔اور بمقابلہ آیت لا بیع فیه و لا خلة و لا شفاعة احادیث شفاعت کس شمار میں ہوں گی۔

۸۔اور بمقابلہ مثنی و ثلث و رباع حدیث اخبار تسعة ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہوں گی یا نعوذ باللہ دشمنان نبوی ﷺ کو مرتکب کبیرہ شنیعہ ومصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیر تصور فرمائیں گے۔

۹۔اور بمقابلہ الزانیة و الزانی حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی۔

۱۰۔اور بمقابلہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان یفتنکم الذین کفروا،اس حدیث کو آپ کیا سمجھیں گے جس سے بحالت امن منی میں باوجود مجمع کثیر رفقاء ﷺ کا قصر کرنا ثابت ہوتا ہے۔

سردست انہی دس گیارہ پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ العشر بالعشر ہو جائے اور لدینا مزید کی دھمکی اور بڑھ جائے آپ اور کچھ رقم فرمائیں گے تو ہم بھی اور کچھ نذر عرض خدمت کے لئے لائیں گے۔

و السلام علی من اتبع الهدی

و آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ادلہ کاملہ (جس کا دوسرا نام اظہار الحق تھا) پر جوابی گذارشات تاریخ اہل حدیث کی چھٹی جلد میں پیش کی جائیں گی۔ انشاءاللہ۔ اور ذیل میں سی دور کا ایک شائع شدہ رسالہ اظہار الالہ نقل کیا جارہا ہے جو مولانا بٹالوی کے اشتہار کے جواب میں ایک حیدرآبادی بزرگ نے کان پور سے شائع کروایا تھا۔لیکن خیال ہوتا ہے کہ شائد یہ رسالہ شیخ الاسلام بٹالوی کی نظر سے نہیں گذرا، کیونکہ ان کی کسی تحریر میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ تاہم اس میں بیشتر باتیں وہی ہیں جن کا جواب عاملین بالحدیث کی جانب سے تاریخ اہل حدیث جلد ششم نقل کیا جارہا ہے۔،تاہم جلد ہذا میں اس رسالے کی نقل کے بعد چند گذارشات مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی حسن البیان سے نقل کردی گئی ہیں جو انہوں نے اصلاً علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النعمان کے جواب میں کی تھیں،۔ اور ایک دونوٹ اس بندہ عاجز نے بھی یہاں وہاں لکھے ہیں۔ بہاء)

اظہار الادلہ

(مصنفہ: عالم باعمل فاضل اکمل جناب مولوی سید کریم اللہ

بجواب عشرہ اسولہ مشتہرہ محمد حسین صاحب لاھوری

در مطبع نظامی واقع کان پور مطبوع گردید۔ ۱۲۹۶ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

بعد حمد ونعت کے عاجز سراپا گناہ سید کریم اللہ ساکن نیلور علاقہ مدراس وارد حال قصبہ گلبرگہ خدمت میں ارباب دین و دانش کے عرض کرتا ہے کہ اس عرصہ میں ایک اشتہار مطبوعہ مطبع لاہور از جانب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری بعض احباب کے ذریعے سے میرے پاس پہنچا اور اوس میں نسبت مذہب حنفیہ کے دس سوال مندرج پائے اور حضرت سائل نے اوس اشتہار میں یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جو ان سوالات کے جواب میں کوئی آیت یا حدیث صحیح پیش کرے گا اوس کو فی آیت وحدیث دس دس روپئے دیئے جائیں گے۔

چونکہ اکثر سوالات مندرجہ اشتہار وہی ہیں جن کے باب میں علمائے سابقین بطور کامل دفع شبہات کر چکے ہیں اور اس عہد میں غالبًا بہت لوگوں نے جواب لکھے ہوں گے، اس صورت میں اگر جناب سائل کے پاس کوئی خزانہ وافر بھی موجود ہوگا،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تب بھی ایفائے وعدہ کرنا مشکل بلکہ غیر ممکن ہوگا۔لیکن اگر یہ فرماویں کہ کوئی جواب قابل اطمینان ولائق قبول نہیں تو البتہ آسانی سے چھٹکارا ہوسکتا ہے۔

لیکن الحمدللہ کہ اس طرف سے بھی درخواست صلہ کی نہیں ہے اور

لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً

کا مضمون یاد ہے۔صرف اگر جناب سائل کی طرف سے انصاف پسندی ظہور میں آئے ہم اسی کو ہزار صلہ کے برابر سمجھتے ہیں۔

لیکن اس اشتہار کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جناب سائل کو طلب جواب مقصود نہیں ہے، بلکہ جنگ زرگری ہے منشاء باطنی یہ ہے کہ عوام لوگ اس اشتہار کو دیکھ کر جانیں کہ مذہب حنفی اس قدر بے اصل وسند ہے کہ باوجود دس دس روپئہ صلہ قرار دینے کے بھی کوئی متکفل جواب کا نہ ہوسکا۔اور جناب سائل کا یہ خیال محض فکر محال ہے، اس واسطے کہ کوئی عاقل جو ذرا سا شعور اور وقوف رکھتا ہوگا ہرگز باور نہ کرے گا کہ اس ہزار برس کی مدت میں ہزار ہا علماء اور فضلاء موافق ومخالف گذرے اب تک کسی کو بے اصلی اور سقم اس مذہب کا معلوم نہ ہوا۔اب ہزار گیارہ سو برس کے بعد حضرت سائل پر یہ راز منکشف ہوا۔بطور کشف والہام تو کہہ نہیں سکتے اس واسطے کہ وہ اہل حق کے نزدیک حجت نہیں اور ظنی محض ہے البتہ وحی کا احتمال ہوسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ رفتہ رفتہ اس قصبہ میں بھی چرچا اس اشتہار کا پھیلا اور عوام کو تردد پیدا ہوا۔یہ حال دیکھ کر راقم سطور نے باوجود بے استعدادی اور بے سامانی کچھ نہ کچھ جواب ادا کرنا اور خاطر عامہ ناس کو تسکین دے کر اس مغالطہ سے بچانا ضرور سمجھا۔اس واسطے یہ چند کلمے لکھنے میں آئے۔خدمت سے علماء وفضلاء کی توقع اصلاح کی ہے۔ اور چونکہ صرف بنظر دفع شبہات عوام کے ایسی جرأت عمل میں آئی ہے، لہذا اس جسارت کی نسبت بھی امید عفو کی ہے۔

و العفو عند کرام الناس مقبول

احتیاطاً نقل اشتہار بھی ساتھ اس کے مرقوم ہوتی ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہار مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

میں جملہ حضرات حنفی پنجاب اور ہندوستان وممالک مدراس کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب حنفی مسائل ذیل میں کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لئے پیش کی جائے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت اور حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس دس روپۓ بطور انعام کے دوں گا

اولاً۔ رفع یدین نہ کرنا آنحضرت ﷺ بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ثانیاً۔آنحضرت ﷺ کا نماز میں خفیہ آمین کہنا۔

ثالثاً۔آنحضرت ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔

رابعاً۔آنحضرت ﷺ کا مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔

خامساً۔آنحضرت ﷺ یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔

سادساً۔ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا۔

سابعاً۔عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبریل کا مساوی ہونا۔

ثامناً۔ثامناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا (تشریح: مثلاً کوئی شخص کسی کی جورو کا دعوی کرے کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے روبرو جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اس کو مل جاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اس کی بی بی ہے اور اس سے صحبت کرنا بھی اس کو حلال ہے)

تاسعاً: جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کر لے تو اوس پر حد شرعی جو قرآن وحدیث میں وارد ہے نہ لگانا

عاشراً۔تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہ ہو دہ دردہ سے کرنا۔

تنبیہ: ان مسائل کے احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے جمیع حضرات کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر مہلت دیتا ہوں جس قدر یہ چاہیں۔ زیادہ مہلت میں ان کو بھی گنجائش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔

المشتہر ابوسعید محمد حسین لاہوری

(مولوی کریم اللہ صاحب لکھتے ہیں)

قبل تحریر جواب سوالات چند امور جو قابل الذکر ہیں، التماس کئے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ جو سوالات جناب سائل (محمد حسین) نے اس اشتہار میں درج کئے ہیں وہ سب سوالات اسی قسم کے ہیں کہ اکابر سابقین نے اون کو بہت تشریح اور تفصیل سے حل کیا ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں تازہ بحث کی حاجت ہو، یا کوئی جواب میں نیا مضمون تحریر کرے۔ با ایں ہمہ جو جناب سائل ان مسائل کو مجدداً مشتہر کر کے طالب جواب ہوئے، معلوم نہیں کہ یہ کتب و رسائل ان کے ملاحظہ سے نہیں گذرے، یا عمداً کسی غرض خاص سے مجدداً اس بحث کو تازہ کیا۔

دوسرا یہ کہ چونکہ علماء راسخین کا حل اس باب میں بہت شرح و بسط کے ساتھ کتب میں موجود ہے، اس وجہ سے ہم لوگوں کو جو مرتبہ طالب علمی سے بھی باہر نہیں نکلے، اس باب میں زبان کھولنا خالی از جرأت اور ترک ادب سے نہیں، اور کوئی امر زیادہ لکھ بھی نہیں سکتے، لیکن چونکہ حسب ظاہر عوام میں اس سائل کے اشتہار سے بے اصلی مذہب حنفی کی ظاہر ہوتی ہے اور بظاہر منشا سائل صاحب کا اسی امر کا ظاہر کرنا ہے اس وجہ سے ضرورت ہوئی کہ اوسی خزانہ سابق میں دو چار باتیں تسکین عوام کے واسطے لکھی جائیں، تاکہ اس مغالطے سے محفوظ رہیں۔

والّا نہ بحث مقصود ہے اور نہ گمان ہے کہ کبھی یہ بحث طے ہو۔ اس واسطے کہ بحث کے طے ہونے کی صورت تو یہی ہے کہ طرفین کو اثبات حق مقصود ہو، نہ کہ صرف تائید اپنے قول و مذہب کی۔ اور یہ امر اس زمانے میں مفقود ہے اور ہر شخص کو شوق و رغبت اس امر کی قلب میں مرتکز ہے کہ کوئی نئی بات پیدا کیجئے کہ اوس کی تحقیق اپنی طرف منسوب ہو، اور خود بھی عالم اور محقق قرار پائیں۔

تیسرا امر یہ کہ محرر سطور اس مقام (گلبرگہ) میں مسافرانہ بر سبیل نوکری وارد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور کوئی کتاب حدیث وتفسیر وغیرہ سوائے قرآن اور کتاب مشکوۃ اور موطا اور دو ایک کتاب فقہ ضروری کے موجود نہیں۔ اس وجہ سے کل جوابات حسب خواہش اور مستند بالحدیث لکھنے سے قاصر ہے، اور نہ اس قدر جرأت ہے کہ جو مضمون کسی کتاب حدیث کا یاد ہے صرف اس اعتماد پر اوس کو نقل کرے اور کم وبیش کا احتمال نہ رہے اور فلیتبوأ مقعده من النار کا مصداق ٹھہرے۔ اس نظر سے جو جواب کہ ان کتب موجود سے میسر آئے یا جس کی یاد پر نہایت اطمینان تھا، صرف انہیں درج کیا اور اپنی خواہش نفسانی کو بموجب عادت اہل زمانہ کے جو اپنی تحقیق کا اظہار چاہتے ہیں زیادہ بڑھنے سے روکا۔

چوتھا امر یہ کہ چونکہ سائل (محمد حسین) نے اس اشتہار میں صرف کتاب وسنت کو دلیل قرار دیا ہے اور اجماع شرعی کو، کہ منجملہ دلائل اہل سنت کے ہیں، قابل احتجاج نہیں سمجھا، اس وجہ سے محرر سطور نے بھی ہر ایک آیت اور حدیث میں تاویلات اور توجیہات علماء سے قطع نظر کی ہے، اور صرف معنی صریح پر مدار رکھا ہے۔ اس واسطے کہ ہر ایک تاویل وتوجیہ از روئے اجتہاد کے ہوتی ہے۔ اس صورت میں جناب سائل سے بھی یقین ہے کہ ان آیات اور احادیث میں تاویلات وتوجیہات علماء کو دخل نہ دیں گے، اور صرف معنی صریح پر حمل کریں گے۔ والّا اگر تاویلات اور توجیہات کو دخل دیا جائے تو ہر ایک آیت وحدیث میں گنجائش ہے، پھر صرف کتاب وسنت پر مدار رکھنا فضول ہے۔

پانچواں امر یہ کہ جو حدیث ان جوابات کے ضمن میں مذکور ہیں ان کی نقل سے یہ غرض نہیں کہ کوئی حدیث ان کے معارض موجود نہیں بلکہ بے شک رفع یدین وغیرہ کے باب میں احادیث صحیحہ موجود ہیں اور مجتہدین نے اپنے طور پر ایک قسم کی حدیث کو اور احادیث پر ترجیح دے کر معمولہ بہ ٹھہرایا ہے لیکن راقم سطور آپ کو اس تحقیق کے منصب کے قابل نہیں جانتا۔ چھٹا امر یہ کہ اکثر اس زمانے میں بعض مترجم بغرض نفسانی ترجمہ میں تصرف کر کے کچھ کا کچھ بھی لکھ دیتے ہیں اور لوگوں کو مترجموں سے بدظن کر دیا ہے اس وجہ سے راقم سطور نے کسی آیت وحدیث کا ترجمہ اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ اکثریوں ہی چھوڑ دیا ہے اور بعض جگہ جو لکھا ہے وہ سابق ترجموں سے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام بھی مترجموں کا لکھ دیا ہے۔

سوال اول: رفع نہ کرنا آنحضرتﷺ کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

جواب: یہ مسئلہ اون مسائل سے ہے کہ جس کی تحقیق میں علمائے راسخین نے کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، گو کل تحقیقات ہماری نظر سے گذرے یا نہ گذرے۔ اور اس قدر جم غفیر قرن ثانی سے آج تک جاہل اور صرف قول پرست بھی نہ تھے کہ باوجود عدم موجودگی حدیث عدم رفع کے اس امر کا التزام کرتے اور صریح مخالفت اس قدر احادیث رفع کی کرتے۔ اور اگر جناب سائل کے زعم کے مطابق یہ لوگ ایسے ہی تھے تو ایسے لوگوں کے گمراہ ہونے میں کیا شک کہ دیدہ دانستہ احادیث صریحہ کے خلاف کو جائز رکھیں اور اوس پر اصرار کریں نعوذ باللہ عن سوء الظن و ان بعض الظن اثم (قال اللہ تعالی: یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم)۔

رہا یہ امر کہ کوئی ایسی آیت اور حدیث لانا چاہیے جس میں کسی کو کلام نہ ہو، یہ تو ایک محال بات ہے۔ جو آیت و حدیث مطابق استنباط اور اجتہاد کسی مجتہد کے نہیں ہوتی، لامحالہ اوس میں ہر ایک اپنے طور پر جرح و تعدیل کرتا ہے، یا ایک کو کسی وجہ سے ترجیح دیتا ہے، یا توجیہہ کر کے دفع تعارض میں کوشش کرتا ہے، خواہ وہ حدیث رفع کے باب میں ہو یا عدم رفع میں، یا کوئی مسئلہ ہو۔

اور ترمذی میں ایک باب خاص احادیث عدم رفع میں موجود ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ خاص میں کوئی امر لکھنا صرف علمائے راسخین کا منہ چڑھانا ہے لیکن بنظر اوسی ضرورت خاص کے جو عنوان میں مذکور ہوئی چند حدیث نقل کرتا ہوں:

فی المرقاۃ لملا علی القاری لخبر مسلم عن جابر ابن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال ما اراکم رافعی ایدیکم کانّھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ۔

و فی المشکوۃ عن علقمہ قال قال لنا ابن مسعود الا اصلّی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکم صلوۃ رسو ل اللہ ﷺ فصلّی و لم یرفع یدہ ا لّا مرۃ واحدۃ مع تکبیر ا لا فتتا ح رواہ التر مذی و ابو دا ؤد و النسا ئی قا ل ابو دا ؤد لیس ھو بصحیح علی ھذا المعنی

ترمذی اور نسائی، کہ عمدہ محدثین سے ہیں ان دونوں نے، کسی قسم کی جرح اس حدیث کی صحت میں نہیں کی بلکہ حسن لکھا ہے۔ اس صورت میں اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اور ابو داؤد نے بھی کوئی لفظاً یا اسناداً جرح وارد نہیں اور معنیً جو لکھا اس کی دلیل بیان نہیں کی صرف اپنا عندیہ ظاہر کیا۔ پس ان کے عندیہ پر حدیث مجروح نہیں ہوسکتی اور چونکہ امام ابو حنیفہؒ خود قرون ثلاثہ میں ہیں اور جو اسباب تنقید و تحقیق کے ان کے لئے آمادہ تھے وہ ہرگز ان کے مابعد کے واسطے موجود نہ تھے، اس نظر سے ان کے مابعد کی جرح بھی ابو حنیفہ کی تصحیح کے حق میں قادح نہیں ہوسکتی

عن محلی شر ح المو طا قا ل محمد ا خبر نا الثوری حد ثنا حصین عن ابرا ھیم عن ابن مسعود انہ کا ن یر فع ید یہ اذا افتتح الصلوۃ . انتھی ۔ اے وقت ابتداء صلوۃ ۔ فقط ۔

و قد اجتمع ا لا ما م ابو حنیفہ مع الاوزاعی بمکۃ فی دار الخیا طین فقا ل ما لکم لا تر فعو ن اید یکم عند الر کو ع و الرفع منہ فقا ل ابو حنیفہ لاجل انہ لم یصح عن رسو ل اللہ ﷺ فیہ شیء مما لا یعا ر ض منہ فقا ل ا لاوزاعی کیف لم یصح عن رسو ل اللہ ﷺ و قد حد ثنی الز ھری عن سا لم عن ابیہ ان رسو ل اللہ ﷺ کا ن یر فع ید یہ اذا افتتح الصلوۃ و عند الر کو ع و عند الرفع منہ فقا ل ابو حنیفہ حدثنا حماد عن ابرا ھیم عن علقمۃ و ا لا سود عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی ﷺ کا ن لا یرفع ید یہ ا لا عند افتتا ح الصلوۃ ثم لا یعود فقا ل ا لا وزا عی ا حد ثک عن الز ھری عن سا لم عن ابیہ و تقو ل حد ثنی حماد عن ابرا ھیم ۔ فقا ل ابو حنیفہ کا ن حما دا افقہ من الز ھری و کا ن ابرا ھیم افقہ من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سا لم و علقمة ليس بدو ن ابن عمر فی الفقه و ان کا ن لا بن عمر صحبة فله فضل صحبة و ا لا سود له فضل کثير و عبد الله، عبد الله فسکت ا لاوزاعی قا ل ابن الهما م فر جح ا لا ما م بفقه الرواة کما ر جح الا وزا عی بعلو الاسنا د و هو المذ هب المنصور عند نا.

و الله سبحا نه اعلم ۔

اور تفصیل اس مسئلہ کی شرح سفر السعا دۃ میں شیخ عبدالحق محقق دہلوی نے جو لکھی ہے دیکھنے کے قابل ہے ۔اس قرطاس میں اس کی گنجائش نہیں ۔ (مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے اس مناظرے کی حقیقت ،حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان ،میں واضح کی ہے جسے اختصار کے ساتھ اس رسالے کے آخر میں نوٹ نمبر ایک میں درج کیا جارہا ہے ۔ بہاء)

سوال دوم: آنحضرتﷺ کا خفیہ نماز میں آمین کہنا۔

جواب: اس مسئلہ کی بحث بھی شرح سفر السعا دۃ میں موجود ہے اور جامع ترمذی میں بھی حدیث اسراء آمین مذکور اور دو ایک حدیث جو محرر سطور کو یاد ہیں وہ بھی نقل کرتا ہوں

فی المشکوۃ عن سمرۃ بن جند ب انّه حفظ عن رسو ل الله ﷺ سکتتین۔ سکتة اذا کبّر و سکتة اذا فر غ من قرأۃ غير المغضو ب عليهم و لا الضا لين۔ فصدقه ابی بن کعب۔ رواہ ابو دا ؤد و روی التر مذی و ابن ما جه و الدا ر می ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اختتام فاتحہ کا آپ نے و لا الضا لین پر فرمایا اور آمین جہر سے نہیں کہا اور اس سکتہ کی حالت میں اس کو ادا فرمایا ہوگا۔

فی اللمعا ت شر ح المشکوۃ عن عمر بن الخطا ب انه قا ل يخفی ا لا ما م ار بعة اشيا ء التعوّذ و البسملة و آ مين و سبحانك اللهم و بحمد ك و عن ابن مسعود مثله

و روی السيو طی فی جمع الجوا مع عن ابی وا ئل قا ل کا ن عمر و علی لا يجهرا ن بالبسملة و لا با لتعوذ و لا با لتا مين

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روا ہ ابن جر یر و الطحاوی و ابن شا ھین فی السنن

و اورد الشیخ ابن الھما م عن ا حمد و ابی یعلی و الطبرا نی و الدا ر قطنی و الحا کم فی المستد ر ك من حد یث شعبة عن علقمة عن ابی وا ئل فی ا لا خفاء

و عن ابی دا ؤد و التر مذی و غیر ھما من حد یث سفیا ن عن ابی وا ئل فی الجھر و قا ل کلا الحد یثین معلو ل و الاعتما د علی حد یث ابن مسعود

و ایضاً فی المحلی و استد ل بالحد یث عللی الجھر بآ مین و وجه انه ان لم یکن مسمو عاً للما مو م لم یعلم به و قد علق تامینه بتا مینه و مما بعا ر ضه علیه ما روا ہ ا حمد و ابو یعلی و الطبرا نی و الدار قطنی عن علقمه بن وا ئل عن ابیه انه ﷺ لما بلغ و لا الضا لین قا ل آ مین ا خفی بھا صو ته و لعل الجھر کما روی فی ا لا حا دیث کا ن فی بعض ا لا حیا ن للتعلیم

سوال سوم: آنحضرت ﷺ کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔

جواب: اس مسئلہ کی تحقیق بھی شرح سفر السعادۃ میں موجود ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا ہے کہ امر اس باب میں واسع ہے علماء کے نزدیک جو کچھ کرے یعنی خواہ ہاتھ سینہ پر رکھے یا زیر ناف سب جائز ہے۔ اور متمسک حنفیہ کا اس باب میں وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی اور بیہقی سے منقول ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا السنة و ضع الکف علی الکف تحت السرّة ۔ اگر کہیے اس حدیث میں بعض محدثین کو کلام ہے تو ہم جناب سائل سے امید رکھتے ہیں کہ کوئی حدیث اس کے معارض جس میں کسی کو کلام نہ ہو وہ پیش کریں۔

سوال چہارم: آنحضرت ﷺ کا مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔

جواب: قال اللہ تبارك و تعالی:

واذا قریء القرآن فاستمعوا له و انصتوا

اس آیت سے صریح مستفاد ہے کہ قرأت قرآن کے وقت خاموش رہنا واجب ہے اور حالت نماز اور غیر نماز کی اس آیت میں قید نہیں ۔ پس اس عموم کو احادیث سے منسوخ ٹھہرانا ایک جرأت کی بات ہے۔ علاوہ اس کے جو احادیث کہ قرأت فاتحہ کے باب میں مروی ہیں اون سب کی مطابقت اس آیت کے عموم کے ساتھ بخوبی ہوسکتی ہے اور اوس مطابقت کی تائید کے لئے احادیث متعدد موجود ہیں اور چند اون میں سے اس موقع پر مذکور بھی ہوتی ہیں:

فی المشکوۃ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم آنفاً فقال رجل نعم۔ قال انی اقول مالی انازع القرآن۔ قال فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ ﷺ فیما جھر فیه بالقرأۃ من الصوت حین سمعوا ذلك من رسول اللہ ﷺ ۔ رواہ مالك و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و روی ابن ماجه نحوہ

اگرچہ اس حدیث سے منع قرأت فاتحہ سرّی نمازوں میں نہیں نکلتا بلکہ خلاف اوس کا مفہوم ہوتا ہے مگر اس کی توجیہ کئی طور سے کتب میں بجائے خود مذکور ہے۔ اس مقام پر صرف اسی قدر مقصود ہے کہ منع فرمانا آنحضرت ﷺ قرأت فاتحہ سے مطلق صلوۃ میں ثابت ہے

فی المشکوۃ و عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ انما جعل الامام لیؤتم فاذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا۔ رواہ ابو داؤد و النسائی و ابن ماجه فی المرقاۃ و فی المؤطا مالك عن نافع عن ابن عمر انه کان لا یقرأ خلف الامام و رواہ ابن عدی عن ابی سعید الخدری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و روی الطبرا نی فی ا لا وسط عن حد یث ابن عباس یر فعه
و روی الطحاوی فی شر ح ا لآ ثار انه سئل عن عبد الله بن
عمر و زید بن ثا بت و جا بر بن عبد الله قا لوا لا یقرأ خلف
الا ما م فی شیء من الصلوة

و عن ابن عمر و البیا ضی قا لا قا ل رسو ل رسو ل الله ﷺ
انّ المصلّی ینا جی ر بّه فلینظر ما ینا جیه و لا یجهر بعضکم
علی بعض فی القر آ ن

و ایضاً فی المو طا ما لك عن نا فع ان عبد الله بن عمر کان
اذا سئل هل یقرأ ا حد خلف ا لا ما م قا ل اذا صلی ا حد کم
خلف ا لا ما م فحسبه قراء ة ا لا ما م و اذا صلی و حده فلیقرأ
قا ل و کا ن عبد الله بن عمر لا یقرأ خلف ا لا ما م ۔

ان اکثر روایات سے منع قرأت سورہ فاتحہ کا صلوۃ جہریہ وسریہ میں عموماً ہوتا ہے۔ رہا یہ امر کہ حالت سکتہ میں مقتدی سورہ فاتحہ کو ادا کرے، جیسا کہ شافعیہ کا معمول ہے، تو اس صورت میں تنازع قرآن کا لازم نہ آوے گا۔ پس اس موقع کے مقرر کرنے کے واسطے حدیث قولی یا فعلی کی سند درکار ہے، صرف رائے کافی نہیں (اس رسالہ کے آخر میں دیا گیا نوٹ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی حسن البیان میں بجواب علامہ شبلی نعمانی آیت و اذا قری ء القر آ ن سے استدلال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ بہاء)

سوال پنجم: آنحضرت ﷺ یا باری تعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔

جواب: خداوند تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فا سئلوا اهل الذ کر ان کنتم لا تعلمو ن

اس آیت کا صریح مستفاد ہے کہ کل مکلفین کا دو فریق میں حصر ہے یا تو اہل ذکر ہیں، یا وہ لوگ جن کو علم اور تحقیق حاصل نہیں۔ سوا ان کے تیسرا فریق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں جن لوگوں کو بذات خود ادلہ تفصیلیہ سے مسائل فرعیہ کے تحقیق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی قدرت نہیں، اون لوگوں کو اہل ذکر یعنی ارباب تحقیق سے سوال و تحقیق کرنا واجب ہے، اور صرف اخبار اور آثار پر ان کو عمل کرنا جائز نہیں ۔جس کو اہل ذکر تصور کریں اور اوس کے اہل ذکر ہونے پر اعتماد ہو، اوس سے تحقیق کر کے عمل کریں۔

اور یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ ہر ادنی و اعلی تھوڑا سا علم حاصل کر کے مدعی ہو کہ میں اہل ذکر ہوں۔ اس لئے کہ اہل ذکر کی لفظ لغتاً صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اوس کو اپنی اوس تحقیق پر اطمینان ہونا چاہیے، ورنہ ایسا شخص جس کو اطمینان کامل حاصل نہیں ہوسکتا اوس کو لغتاً متردد کہیں گے نہ اہل ذکر۔ اور ایسا اطمینان بدون احاطہ کتاب وسنت اور ادراک تفصیلات ناسخ ومنسوخ اور نص و ماوّل وغیرہ کے ناممکن ہے۔

دوسری آیت کریمہ جس سے صاف اور صریح مضمون وجوب تقلید کا مستفاد ہے اور راقم سطور نہایت شکر اپنے پروردگار کا ادا کرتا ہے کہ ایسی شورش کے وقت میں اپنے ہی کلام پاک سے ایک ایسا مضمون میرے دل پر القاء فرمایا ہے جس نے کسی دوسری سند و حجت کی طرف محتاج نہ رکھا اور جملہ بحث اور اختلافات سے مستغنی کر دیا اور امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ حق پرست اور انصاف دوست ہیں اون کو یہ آیت کریمہ کافی ہوگی اور دوسری تحقیقات سے اون کو مستغنی کر دے گی وہ آیت کریمہ یہ ہے:

و اذا جاء هم امن من الا من او الخوف اذا عوا به ۔ و لو ردوه الى الرسول و الى اولى الا مر منهم لعلم الذين يستنبطونه منهم و لو لا فضل الله عليكم و رحمته لا تبعتم الشيطان الّا قليلاً ۔

مولوی عبدالقادر صاحب قدس سرہ موضح القرآن میں اس آیت کے فائدہ اور شان نزول میں یہ لکھتے ہیں:

یعنی کہیں سے کچھ خبر آوے تو اول پہنچاوے سردار تک اور اون کے نائبوں تک جب وہ صحیح کر لیں اور اوسپر بنا رکھیں تب آپ اوس پر عمل کرے حضرت ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا ایک قوم سے زکوۃ لینے کو وہ نکلے استقبال کو اس نے سمجھا کہ نکلے میرے مارنے کو اولٹا پھر آیا اور شہر میں مشہور کیا کہ فلانی قوم مرتد ہوگئی ہنوز حضرت ﷺ تک خبر نہ پہنچی کہ شہر میں شہرہ ہوا۔ اس قسم کی ہر خبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے تحقیق اور بغیر خبر سردار کے مشہور کرنے لگے اور وہ خبر آخر غلط نکلی۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ کسی خبر پر عمل ہرگز جائز نہیں، بلکہ اوس کے استنباط اور تحقیق کرنے والے کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور احادیث بھی کل اخبار ہیں۔ پس ضرور ہوا کہ اوس کے مستنبطین سے جس کو جمہور نے استنباط میں مسلّم کیا ہو تحقیق کرنا ضرور ہے۔ صرف خبر و حدیث سن کر عمل کرنا شیطان کا اتباع کرنا ہے۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ استنباط اور تحقیق کے واسطے بہت سے اسباب درکار ہیں اون میں سے یہ بھی ہے کہ جس وقت کی وہ خبر ہو مستنبط بھی اوس موقع اور اوس زمانے میں موجود ہو۔ اور اگر یہ بات حاصل نہ ہو، تو ایسے لوگوں سے جن کو حضوری اوس موقع کی حاصل ہو اتصال وقرب رکھتا ہو۔ تو اول یہ مرتبہ استنباط اور تحقیق کا صحابہ کو حاصل تھا کہ جس امر میں اون کو شک گذرتا خود آنحضرت ﷺ سے اوس کو تحقیق کرتے۔ بعد اوس کے تابعین اور تبع تابعین کو بوجہ قرب واتصال اون کے استنباط اور تحقیق کا موقع بہ نسبت اپنے مابعد کے بخوبی حاصل تھا، اور لغت اور محاورات زمان نبوت سے بھی آگاہ تھے۔ ان کے بعد والوں کو بسبب بعد زمانہ کے اور تغیر محاورات کے کہ اکثر بدلا کرتے ہیں، یہ امر حاصل نہیں۔ اور خود آنحضرت ﷺ نے ان طبقات کی کیفیت کی گواہی بھی دی ہے کہ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

اس صورت میں ان طبقات کے لوگوں سے بہتر کون مستنبط اور محقق ہوگا۔ اور مجتہدین اربعہ بھی یا تابعین ہیں یا تبع تابعین ہیں، اور ان کے استنباط اور تحقیق کی اوس عصر خاص میں اور بعد اوس کے بھی کسی نے انکار نہیں کی، بلکہ اون کو اس باب میں مسلّم رکھا ہے۔ پس یہ لوگ بہر حال اقتداء اور تقلید کے واسطے اوروں سے لامحالہ مقدم اور افضل ہوں گے، اور عوام کو ہر خبر و حدیث کا ان سے تحقیق کرنا واجب ہوگا۔

یہ ہم نہیں کہتے کہ طبقات ثلاثہ میں صرف یہی چار مجتہد اس منصب کے موجود تھے اور سوا اون کے کسی کی تقلید جائز نہیں۔ بلکہ اوس عہد میں بہت سے مجتہد اور محقق موجود تھے، لیکن چونکہ کسی نے اپنے استنباط کو مجتمع اور مولف نہیں کیا، اس وجہ سے ہم کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تقلید ممکن نہیں۔ بخلاف مجتہدین اربعہ کے کہ ان کی تحقیقات مدون اور مرتب ہے۔ان وجوہ سے ہم کو ان کی تحقیقات کی پیروی کے بدون چارہ نہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیت کریمہ سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز کو کسی مستنبط اور محقق سے تحقیق کرنا چاہیے، تو ہم مسلم اور بخاری وغیرہ محدثین کو مستنبط قرار دے کر اون کی پیروی کر سکتے ہیں۔

تو اوس کا جواب یہ ہے کہ مسلم اور بخاری وغیرھم محدثین اگر چہ فی نفسہ مستنبط ہوں، لیکن انہوں نے بھی اپنی تحقیقات اور استنباط کو جمع نہیں کیا، اور یہ صحاح اور کتب حدیث بطور اخبار کے جمع کی ہیں۔اور اون میں ناسخ ومنسوخ منصوص ومأول محکمات و متشابہات سب کچھ موجود ہیں۔ بدون محقق سے دریافت کرنے کے اوس سے عوام کو ادراک مقصود مشکل ہے۔اس وجہ سے ان حضرات کے استنباط اور تحقیقات پر بھی عمل کرنا غیر ممکن ہے۔

اور کل محدثین کا منصب صرف اسی قدر ہے کہ احادیث کو اون کی اسناد صحیحہ کے ساتھ فراہم کر دیں، اور اوس سے استنباط کرنا اور احادیث متعارضہ کو باہم مطابقت دینا یہ خاص مجتہدوں کا کام ہے۔اور اگر کسی میں یہ دونوں امر جمع ہو جائیں تو نور علی نور۔

اور محدثین اور مجتہدین کی مثال بعینہ عطار اور طبیب کی ہے کہ عطار صرف اشیاء کے جید اور عمدہ ہونے کا مدعی اور ذمہ وار ہے، اور اون اشیاء کے طرق استعمال اور منافع اور مضار کا ادراک اوس کو ضرور نہیں۔ یہ طبیب کا کام ہے۔اور یہ ان امور کا ذمہ وار ہے۔

اس موقع پر ایک حکایت یاد آئی جو شیخ محمد شامی نے کہ شاگرد امام سیوطی کا ہے عقود الجمان فی مناقب النعمان میں نقل کی ہے کہ

کسی سائل کو اسحاق بن راہویہ محدث نے کسی مسئلہ میں اپنے اجتہاد سے جواب دیا، جو اور فقہاء کے مخالف تھا۔اور پھر اوس سائل نے امام ابو یوسف سے بھی اوسی مسئلہ کا سوال کیا، تو انہوں نے اسحاق بن راہویہ کے خلاف جواب دیا۔چنانچہ اسحاق بن راہویہ نے، جو استاد حدیث ہے، امام ابو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف کو بلا کر اس جواب کی دلیل پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ

حد ثنا اسحاق بن را ھو یہ کذا و کذا۔

پھر اسحاق بن راہو یہ نے پوچھا کہ آیا اس حدیث کو تو باب میں حجت لاتا ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا، ہاں۔ تو اسحاق بن راہو یہ نے جواب میں کہا کہ یہ حدیث مجھ کو اوس وقت سے یاد ہے کہ تیرا باپ تیری ماں سے مقارن نہ ہوا تھا، مگر مجھ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ حدیث اس باب میں ہے۔ (رسالہ ہذا کی نقل کے بعد دیا گیا نوٹ نمبر۳ ملاحظہ فرمائیں۔ بہاء)

غرض یہ کہ جب خود محدث استنباط مطلب میں اپنی حدیث مرویہ سے بعض جگہ قاصر ہو تو عامی کا کیا ذکر۔ اگر یہ کہا جاوے کہ قرون ثلاثہ میں بعد استماع حدیث کے پھر کوئی تقلید کو روا نہیں رکھتا تھا پس اگر تقلید واجب ہوتی تو یہ لوگ کیوں کر ترک کرتے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اوس زمانے میں بسبب قرب زمان نبوت کے اکثر لوگ خود قدرت تحقیق اور استنباط کی رکھتے تھے اس واسطے ان کو تقلید نا روا تھی۔ بخلاف قرون بعیدہ کے کہ اون کو اسباب استنباط اور تحقیق کے مفقود ہو گئے اور جو لوگ اوس زمانے میں تھے محض عوام تھے وہ مسائل محققوں سے پوچھ ہی کر عمل کرتے تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رسالہ انصاف فی اسباب الاختلاف میں فرماتے ہیں

قد توا تر عن الصحا به و التا بعين انهم كا نوا اذا بلغهم الحد يث يعملو ن به غير ان يلا حظوا شر طاً و بعد المأتين ظهر فيهم التمذ هب بمجتهدين با عيا نهم و قلّ من كا ن لا يعتمد على مذ هب مجتهد بعينه و كا ن هذا هو الوا جب فى هذا الزما ن .. الى آ خر الفصل مع دلا ئله

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

فا ن قلت كيف يكو ن شيء وا حد غير وا جب فى زما ن و واجباً فى زما ن آ خر مع ان الشرع وا حد فليس قو لك لم يكن ا لا قتدا ء بالمجتهد المستقل وا جباً ثم سا ر وا جباً الا قولاً متنا قضاً متنا فياً قلت الوا جب ا لا صلى هو ان يكو ن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی ا لا مة من یعرف ا لاحکا م الفر عیة من ادلتها التفصیلیة اذ علی ذلك اهل الحق و مقد مة الوا جب وا جبة فا ذا کا ن للوا جب طرق متعددة و جب تحصیل طر یق من تلك الطرق من غیر تعین و اذا تعین له طر یق وا حد و جب ذلك الطر یق بخصو صه اذا کما کا ن ر جل فی مخمصةٍ شد یدة یخا ف منها الهلا ك و کا ن لد فع مخمصة طرق من شرا ء الطعا م و التقا ط الفوا که من الصحرا ء و ا صطیا د ما یتفو ت به وجب تحصیل شیء من هذه الطرق لا علی التعین فا ذا وقع فی مکان لیس هنا ك صید و لا فوا که و جب علیه بذ ل الما ل فی شرا ء الطعا م و کذ لك کا ن للسلف طر یق فی تحصیل هذا الوا جب و کا ن الوا جب تحصیل طر یق من تلك الطرق لا علی التعیین ثم انسدت تلك الطرق ا لا طر یق وا حد فو جب ذلك الطر یق مخصو صة و کا ن السلف لا یکتبو ن الحد یث ثم صا ر یو منا هذا کتا بة الحد یث وا جبة لا ن روا یة الحدیث لا سبیل لنا الیو م ا لا بمعرفة هذا الکتب و کا ن السلف لا یشتغلو ن بالنحو و ا للغة و کا ن لسا نهم عر بیاً لا یحتا جو ن الی هذا الفنو ن ثم صا ر یو منا هذا معرفة اللغة واجبة لبعد العهد عن العر ب ا لا ول و شوا هد ما نحن فیه کثیرة جداً و علی هذا ینبغی ان یقا س و جو ب التقلید للامام بعینه فا نه قد یکو ن وا جباً و قد لا یکو ن وا جباً فا ذا کا ن انسا ن جا هلاً و جب علیه ان یقلد بمذ هب ابی حنیفه یحر م علیه ان یخر ج من مذ هبه لا نه حینئذ یخلع من عنقه ربقة الشر یعة و یبقی سدیً مهملاً بخلاف ما اذا کا ن فی الحرمین فا نه تیسّر له هنا لك معرفة جمیع المذا هب و لا یکفیه ان یا خذ با لظن من غیر ثقة و لا ان یا خذ من السنة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العوا م و لا ان یأخذ من کتا ب غیر مشهور کما ذکر فی النهر الفا ئق شر ح کنز الدقا ئق

اور ہماری اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ ہم اس امر کے مدعی نہیں کہ خواہ مخواہ ابوحنیفہ یا شافعی و غیرھما کی تقلید پر حصر کریں بلکہ یہ حصر ہو جانا اتفاقی ہے کہ جو اسباب تحقیق اور استنباط کے اون لوگوں کے واسطے فراہم ہوئے کسی کے واسطے نہیں ہوئے۔ اور اگر بالفرض یہ اسباب دوسرے کے لئے فراہم ہو جائیں تو وہ بھی مثل ان کے قرار پا سکتا ہے لیکن ظاہرا یہ بات بسبب بعد زمان رسالت اور عرب اول کے محال اور دشوار معلوم ہوتی ہے اور اس بحث کو رسالہ انصاف میں بہت عمدہ طور پر لکھا ہے۔

ان آیات مذکورہ بالا سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ جن کو خود استعداد تحقیق کی نہیں اون کو محققوں کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور اوس کے رو سے دو ہی فریق قرار پائے یا محقق یا مقلد اور آغاز زمان نبوت سے بارہ سو برس تک اس امر پر اجماع اور اتفاق رہا یا تو بعضے لوگ جو آپ کو محقق سمجھتے تھے تقلید سے کنارہ کش رہے یا جو لوگ اس مرتبہ کے نہ تھے وہ ان کی تقلید کرتے رہے۔ کسی کتاب و تاریخ سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ کسی ادنی و اعلی نے صرف حدیث کو سن کر آپ کو عامل بالحدیث قرار دیا ہو اور ربقہ تقلید سے باہر نکلا ہو۔ یہ نزاع صرف تیرہ صدی میں پیدا ہوئے (یعنی غیر محقق اور مجتہد) اور وہ بھی ہندوستان میں کہ ایک گروہ خاص نے طریق جمہور مومنین کو چھوڑ کر باوصف عدم علم و تحقیق کے آپ کو عامل بالحدیث قرار دیا ہے اور فقہ کو مطروح فی الطریق سمجھتے ہیں باوجودیکہ صحاح اور دیگر کتب حدیث میں التزام طریقہ جمہور مومنین کے باب میں سینکڑوں حدیث بہت تاکید اور تشدد کے ساتھ موجود ہیں اور دو چار اون میں سے نقل کرتا ہوں

فی المشکوۃ عن ابن عمر قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ ان اللہ لا یجمع امتی او قا ل امۃ محمدٍ علی الضلا لۃ و ید اللہ علی الجما عۃ و من شذ شذ فی النار روا ہ التر مذی

و عنہ اتبعوا السوا د ا لا عظم فا نہ من شذ شذ فی النار رواہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجه من حديث انس

و عن معاذ بن جبل الشیطان ذئب الانسان کذئب لغنم یاخذ الشاۃ و القاصیۃ و التاحیۃ و ایاکم و الشعاب و علیکم بالجماعۃ و العامۃ رواہ احمد

و عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ من فارق الجماعۃ شبراً فقد کلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و بو داؤد

(تاریخ اہل حدیث جلد اول میں مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک تحریر بعنوان، سواد اعظم، نقل کی گئی ہے، من شذ شذ فی النار اور سواد اعظم وغیرہ کا معاملہ سمجھے کیلئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ بہاء)

سوال ششم: ظہر کا وقت دوسرے مثل کے آخر تک باقی رہنا۔

جواب: صورت اس مسئلہ کی یوں ہے کہ کتب فقہ سے ثابت ہے کہ ابوحنیفہ سے اس مسئلہ میں دو روایت ہیں۔ ایک مطابق آئمہ ثلاثہ کے، یعنی ایک مثل سایہ تک اور دوسری روایت سے دو مثل سایہ تک ظہر کا وقت مستفاد رہتا ہے۔ مگر بعض علمائے حنفیہ اور صاحبین نے روایت اول کو ترجیح دی ہے اور اسی کو مفتی بہ رکھا ہے۔ اس صورت میں کوئی الزام حنفیہ کی جانب عائد نہیں ہوتا، اور نہ ہم کو اس بات میں کچھ اصرار ہے۔ اور جو لوگ روایت ثانیہ کو معتبر جانتے ہیں، بعضے ان میں سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے

ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جھنم۔

اور یہ حدیث بطریق متعدد صحیحین و دیگر صحاح وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے

وفی الھدایہ و اشد الحر فی دیارھم فی ھذا الوقت

اور تحقیق اس امر کی کہ آیا شدت اس ملک میں کس وقت ہوتی ہے اب بھی ممکن ہے اس میں استدلال حدیث وقرآن کا ضرور نہیں

فی الموطا مالك عن ربیعہ بن ابی عبد الرحمن عن القاسم بن محمد انہ قال ما ادرکت الناس الا و ھم یصلون بعشی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی آخر النہار محلی اور یہ وقت بھی بدون گذرنے ایک مثل سایہ کے بلکہ بدون اتصال مثلین کے پایا نہیں جاتا چونکہ ان احادیث میں صریحاً وقت کا مذکور نہیں ہے، اس وجہ سے راقم سطور اس کو قابل اطمینان نہیں سمجھتا اور نہ کوئی دوسری حدیث اس بارے میں نظر سے گذری۔ لیکن اس سے یہ ضرور نہیں کہ فی الحقیقت کوئی حدیث اس باب میں وارد ہی نہیں، بلکہ شاید علماء جواب قابل اطمینان تحریر فرما سکیں۔ محرر سطور اس باب میں اپنا عجز ظاہر کرتا ہے اور روایت اول کو راجح جانتا ہے لیکن عصر کی نماز اگر مطابق روایت ثانیہ کے ادا ہو تو احتیاط سے اقرب معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ موطا میں موجود ہے

فی الموطا مالك عن یزید بن زیاد عن عبد الله بن رافع مولی ام سلمه زوج النبی ﷺ انه سأل ابا هریرة عن وقت الصلوة فقال ابو هریره انا اخبرك صل الظهر اذا کان ظلك مثلك و العصر اذا کان ظلك مثلیك و المغرب اذا غرب الشمس و العشاء و صل الصبح بغیش یعنی الغلس

سوال ہفتم: عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبریل کا مساوی ہونا۔

جواب: حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ جو قائل ہیں الایمان لا یزید و لا ینقص اوس سے غرض یہ ہے کہ ایمان سے مراد تصدیق اور اذعان ہے جس کو ہم اپنے محاورے میں یقین سے تعبیر کرتے ہیں اور اعمال وغیرہ اس نفس ایمان سے علیحدہ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث سے بھی یہی مستفاد ہے

فی المشکوة عن انس ان النبی ﷺ و معاذ ردیفه علی الرحل قال یا معاذ، قال لبیك یا رسول الله و سعدیك ثلاثاً، قال ما من احد یشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله صدقاً من قلبه الا حرمه الله علی النار۔ قال یا رسول الله ﷺ افلا اخبر به الناس فتبشروا ۔قال اذا یتکلوا۔ فاخبر بها معاذ عند موته تاثماً ۔متفق علیه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان تصدیق ہی سے مراد ہے اور اقرار لسانی خلف ہے تصدیق قلبی کا احکام ظاہر میں اور باقی ارکان اربعہ جس کو اعمال سے تعبیر کرتے ہیں اس حدیث کے موافق نفس ایمان میں داخل نہیں اور اس نفس ایمان میں کم وبیشی کو گنجائش نہیں اس واسطے یقین کا مقابل شک ہے اور ان دونوں کے درمیان میں واسطہ نہیں یا تو یقین حاصل ہوگا تو کہیں گے کہ فلاں مومن ہے اور اگر یقین حاصل نہیں تو شک کی حالت میں ہوگا اور ایسے شخص کو ایمان سے خارج سمجھیں گے یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص کو تھوڑا یقین ہے اور فلاں کو اوس سے زیادہ اور یہ بات ویسی ہی ہے کہ کسی چیز کو کہیں تھوڑی گول اور بہت گول اس لئے کہ نفس الامر کی راہ سے یا تو وہ چیز گول ہوگی یا گول نہ ہوگی۔ تھوڑا اور بہت گول ہونا کیا معنی۔ اور جب ایمان کے معنی یہ قرار پائے تو کہہ سکتے ہیں کہ عام وخاص اس مرتبہ میں مساوی ہیں اور اس آیت کریمہ سے بھی یہی مضمون مستفاد ہے۔

آ من الرسو ل بما انز ل الیہ من ر بہ و المو منو ن کل آ من بالله و ملا ئکتہ و کتبہ و رسولہ لا نفرق بین ا حد من رسلہ۔

کل کا لفظ جو واسطے احاطہ افراد کے ہے اس بات پر شاہد ہے کہ خود آنحضرت ﷺ وجمیع مومنین خاص وعام خواہ طبقہ اعلی صحابہ سے ہوں یا تابعین سے ارباب کشف ہوں یا ارباب ظاہر سب نفس ایمان میں درجہ مساوات کا رکھتے ہیں اور کل آمن کے درجات استغراق میں داخل ہیں باوجودیکہ یہ طبقات ایک دوسرے سے افضل اور درجات میں متفاوت ہیں اور یہ تفاوت اور فضل باعتبار خلوص اعمال اور کیفیات ایمانیہ کے ہے یا بلحاظ مراتب تفصیلیہ ایمان کے کہ اوس سے عوام کو بہرہ نہیں نہ باعتبار نفس ایمان کے کہ جس کو ہم اذعان اور یقین سے تعبیر کرتے ہیں اور ایمان اور اس کی کیفیات اور نتائج کا جدا ہونا اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوتا ہے

اذ قا ل ابرا ھیم رب ار نی کیف تحی المو تی قا ل او لم تؤمن قا ل بلی و لکن لیطمئن قلبی

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور چیز ہے اور اطمینان اور چیز ہے اور باہم ایمان انبیاء ودیگر خواص امت میں جو فرق اور تفاوت ہے باعتبار مراتب اطمینان اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلت و کثرت خلوص اعمال اور حصول ثمرات اور نتائج ایمانیہ کے ہے نہ نفس ایمان کے اعتبار سے، اور اس کی مثال بعینہ یہ ہے کہ جیسا نفس رسالت اور مدارج رسالت میں فرق ہے ایک جا فرمایا

لا نفرق بین احد من رسله

اور دوسرے مقام میں ارشاد ہوا

تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔

اور اس آیت سے بھی مساوات ایمان خاص و عام کی مستفاد ہوسکتی ہے کہ خداوند تعالی جل شانہ منافقین سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ

آمنوا کما آمن الناس

اس واسطے کہ مامور بہ اور مشبہ بہ کا اس جگہ متعین ہونا چاہیے تاکہ بموجب اس کے تعمیل واقع ہو پس اگر ایمان ناس جو مامور بہ اور مشبہ بہ ہے مختلف ہو تو تکلیف ما لا یطاق لازم آئے گی حالانکہ وہ از روئے آیت لا یكلف الله نفساً الا وسعها کے جائز نہیں، اس واسطے کہ کسی فرد انسان کو تمام ناس کے ایمان کے مثل ایمان حاصل کرنا غیر ممکن ہے اور اگر ایمان فرد غیر معین کا مراد ہو تو اوس کے بے متعین ہوئے کیونکر مخاطب مجہول کی تعمیل پر قادر ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ناس سے غرض وہی نفس ایمان ہے جو کل ناس میں مشترک ہے اور وہی مخاطبین سے مطلوب ہے اس واسطے کہ منافقین جو یہاں مخاطب ہیں اگرچہ ظاہر اعمال میں مثل مومنین کے پابند تھے لیکن اون سے وہ امور صادر ہوتے تھے جو یقین کے منافی تھے اور ہر امر میں آنحضرت ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے تھے اسی پر اون کی طرف یوں خطاب فرمایا۔ اور یہ قول امام ابوحنیفہ کا فی الحقیقت اور مجتہدوں کے اقوال سے منافات نہیں رکھتا صرف نزاع لفظی معلوم ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ ایمان کو اگر اذعان و تصدیق قرار دیں تو بدیہی بات ہے کہ یہ قابل تقسیم نہیں ہے اور کم و زیادہ کے قابل نہیں اور اگر اعمال اور کیفیات کو شریک کریں تو بے شک کمی و زیادتی کو گنجائش ہے اور امام ابوحنیفہ اول ہی مراد رکھتے ہیں۔ اور ایسے بدیہی امر کے واسطے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور آنحضرت ﷺ انہیں چیزوں کی تعلیم کے واسطے مبعوث ہوئے جس میں نظر اور فکر کی حاجت ہے یا کسی قدر متنبہ کرنے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے تو نہ بدیہی باتوں کی تعلیم کے واسطے کہ اس کو ادنی و اعلی سمجھ سکتا ہے اس صرت میں اس مقدمے میں آپ کا کوئی حدیث فرمانا عبث اور تحصیل حاصل تھا بلکہ آپ کی کسر شان تھی۔ (نوٹ نمبر۴ ملاحظہ فرمایئے جو اس مسئلہ پر حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی تحریر کا اختصار ہے جو انہوں نے علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النعمان میں واقع ایسے مضمون کے جواب میں لکھی تھی۔ بہاء)

سوال ہشتم: قضا کا نافذ ہونا ظاہر و باطن پر۔

جواب: یہ مسئلہ فی الحقیقت مختلف فیہ بین العلماء ہے بعضے ظاہر و باطن میں نفاذ کے قائل ہیں، بعضے نہیں۔ اس صورت میں حنفیہ پر اس سوال کا وارد کرنا بھی بجائے خود نہیں خیر چونکہ سوال لکھا گیا تو جواب ضرور ہوا۔ جو لوگ ظاہر و باطن میں قضا کے نفاذ کے قائل ہیں ان کے واسطے اس سے زیادہ کیا دلیل ہوگی کہ

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

اس آیت کریمہ کی رو سے تعمیل حکم حاکم اور قاضی کی فریقین پر واجب ہے مثلاً ایک فریق کو شئے مدعا بہا سے محروم کر کے اوس کے تصرف سے ممنوع کیا تو اب اوس کو اوس چیز کا تصرف میں لانا کسی حیلہ سے سوا اس کے کہ خود فریق ثانی متصرف کرادے جائز نہ ہوگا اور فریق ثانی کو شئے مذکور پر روئداد کے صحیح ہونے کی شرط پر تصرف کا مجاز کیا ہے اور یہ مشروط کرنا روئداد پر بنا رکھنے سے خود ظاہر ہے۔ پس یہ شخص اوس چیز کو تصرف کرنے کا اوس شرط کے ساتھ مجاز ہوگا نہ بدون اس کے بہر حال تعمیل دونوں پر بموجب حکم کے واجب ٹھہری۔ اور جس امر کا وجوب بموجب نص قرآن کے ثابت ہو اوس میں حرمت کا کیا ذکر، اور ظاہراً اور باطناً اوس کے نفاذ میں کیا تامل۔ اور یہی حکم اس آیت کریمہ سے بھی مستفاد ہے

و ما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی اللہ امراً و رسولہ ان یکون لھم الخیرة من امرھم (الاحزاب:۳۶)

جب فریقین کو سوائے تعمیل حکم قضا کے کچھ اختیار ہی باقی نہ رہا تو اب اس کا بجالانا اوس کے حق میں حرام کیوں کر ہوگا اور یہ بھی واضح ہو کہ مقصود اس فریق کا ظاہر و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطن کے نفاذ سے اسی قدر ہے کہ جو امور قضائے واجبی پر مرتب ہوتے وہی امور بعینہ قضائے غیر واجبی پر بھی مرتب ہوں گے۔

مثلاً اگر ایک کی جورو موافق روئداد ظاہر کے دوسرے کو دلوا دی، تو اب اوس کی اولاد کو ولد الزنا نہ کہیں گے۔ یا کسی کا مال کسی کا دلوا دیا، اور اوس شخص نے وہ مال دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا، تو مشتری مالک قرار پائے گا، اور خود اوس کے نفس کے واسطے جو وہ مال طاہر نہیں ہے۔ اور احادیث متعددہ سے یہ امر مستفاد ہے۔ اوس کی وجہ یہ ہے کہ قضا قاضی کی صرف معاملہ ظاہری کی نسبت صادر ہوئی ہے اور اسی قدر ظاہراً و باطناً نافذ ہوگا نہ معاملہ اخروی کی نسبت پس جو گناہ و معصیت کہ ظلم یا شہادت زور کے سبب سے کسی فریق کی نسبت ثابت ہوا ہے مواخذہ اوس کا بدستور قائم رہے گا اور چونکہ وہ مال بسبب ظلم وغیرہ کے حاصل کیا گیا ہے اس واسطے اوس کے حق میں اوس کی طہارت متصور نہ ہوگی اور فقہائے حنفیہ اس امر کے قائل نہیں ہیں کہ یہ مال اوس کے حق میں حلال ہوگیا بلکہ جو چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں ولی کو سوائے حفظ کے اور کسی قسم کی ولایت حاصل نہیں اوس کو قضا بالخطا کی صورت میں فریق مقضی لہ کے حق میں حلال نہیں سمجھتے۔ رہا اون امور میں جن میں ولی کو عقد و فسخ کا اختیار دیا گیا ہے جیسے نکاح و طلاق و بیع و اقالہ ایسی صورت میں ایسا سمجھنا چاہیے کہ قاضی فریقین کے جانب سے ولی یا وکیل ہے اور دونوں نے اس امر کا اوس کو اختیار دیا ہے کہ جو از روئے روئداد مقدمہ کے قاضی کی رائے میں آوے اوس پر ہم دونوں فریق راضی ہیں اس صورت میں ولایتاً یا وکالتاً ایک جانب سے طلاق اور دوسری جانب سے عقد نکاح کا قاضی کو اختیار حاصل ہوگا وظاہر و باطن میں نفاذ اوس کا بدون کسی محظور شرعی کے ہو جاوے گا جب یہ صورت ہوئی تو اب وکیل جدید کی کیا حاجت باقی رہی۔ اور علاوہ اس کے خود سلطان و قاضی کو ولایت حاصل ہے

فی الموطاء مالك انه بلغه عن سعيد بن المسيب انه قال عمر بن الخطاب لا تنكح المرأة الا باذن وليها او ذی الرأی من اهلها او السلطان۔

اور مسئلہ قذف و لعان میں قضا کا ظاہراً و باطناً موثر ہونا تو صریحاً قرآن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مستفاد ہو اور منجملہ اون آیات و احادیث کے جو التزاماً ظاہر و باطن میں نفاذ قضا پر دلالت کرتے ہیں اون میں سے دو ایک آیت کریمہ یہ ہیں

يا ايها الذين آ منوا لا تقو لوا لمن القى اليكم السلا م لست مو مناً۔

حدیث شریف میں ہے

من صلى صلا تنا و استقبل قبلتنا و اكل ذبيحتنا فذ لك المسلم الذى له ذمة الله و ذمة رسو له فلا تحقروالله فى ذمته روا ه البخارى

عن انس قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ ثلا ث من اصل الا يما ن الكف ممن قا ل لا اله ا لا الله لا تكفره بذ نب و لا تخر جه عن ا لاسلا م الحد يث روا ه ابو دا ؤد ۔

اور سوا اوس کے احادیث کثیر اس مضمون کی وارد ہیں کہ عند الفقہاء ظاہر شعار اسلام معتبر ہے اور بموجب اوس کے قضا کا حکم جاری ہوگا اس صورت میں مثلاً فرض کریں کہ کوئی اون میں سے حقیقت میں ایمان نہ رکھتا ہو تو اوس کی نسبت صرف حکم اسلام کا باعتبار ظاہر کے ہوگا اور یہ حکم بالخطا ہے باوجود اوس کے نفاذ اس کا ظاہراً و باطناً کامل طور پر ہوگا نکاح وطلاق وعتاق وغیرہ جمیع معاملات ایسے شخص کے صحیح ہوں گے اولاد اس کی مسلم گنی جائے گی، نماز میں امامت اس کی جائز ہوگی، اور بعد مرنے کے نماز جنازہ سب پر فرض ہوگی۔ پس ہرگاہ ایسے عمدہ معاملہ میں یعنی دینیات میں قضا کا یہ اثر پیدا ہوا تو معاملات دنیویہ میں اگر مؤثر ہو تو کیا مستبعد ہے۔

سوال نہم: جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرے تو اوس پر حد شرعی جو قرآن و حدیث میں وارد ہے نہ لگانا۔

جواب: حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ قرآن میں نکاح کا حرام ہونا ماں بہن وغیرہ سے بیشک مذکور ہے حر مت عليكم امها تكم و بنا تكم لیکن اون سے نکاح کرنے کی صورت میں حد کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور حد ایسی چیز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جو اجتہاد سے قرار دی جائے پس اس صورت میں حد نہ جاری کرنے کے باب میں سند کی کیا حاجت ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ صورت بھی الزانیة و الزانی کے تحت میں داخل ہے تو نزاع لغت و محاورہ کی طرف رجوع کریں گے اس لئے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف میں یوں ہے

الزنا وطی فی قبل خال عم ملك و شبهة

اس صورت میں جو نکاح محرمات سے واقع ہوگا وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ شخص باوجود علم اس تحریم کے اس فعل کو حلال جانتا ہے، تو ایسا شخص مرتد قرار پائے گا اور قتل اوس کا واجب ہوگا۔ یا بسبب بے علمی کے مثل مجوس وغیرہ کے اوس کے جواز کا معتقد ہوگا، تو یہ صورت شبہ میں داخل ہے۔ اور تعریف زنا سے خارج، اور بطور نکاح کے اس فعل کے مرتکب ہونے میں قرینہ شبہ کا موجود ہے۔

ہاں امام شافعی کے نزدیک تعریف زنا کی یہ ہے

هو سفح ماء محرم فی محل مشتهی محرم

اس تعریف کی رو سے البتہ یہ صورت بھی زنا میں داخل ہے۔ اس صورت میں یہ مسئلہ لغت و محاورہ سے متعلق ہوگا، نہ فقہ و حدیث سے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ حدود میں جہاں تک ہو، اغماض کرنا احادیث سے مستحسن ثابت ہوتا ہے، تو اگر ابوحنیفہ نے اس مقام پر شبہ کو ترجیح دے کر حد سے معاف رکھا تو کیا مضائقہ ہے

فی المشکوة قال رسول الله ﷺ ادرؤا الحدود عن المسلمين ما استطعتم فان كان له مخرج فخلوا سبيله فان كان الامام ان يخطى فی العفو خير من ان يخطى فی العقوبة رواه الترمذی۔

و فی الموطا مالك عن يحی بن سعيد بن المسيب ان رجلاً من اسلم جاء الى ابی بكر الصديق فقال له ان الاخر زنی فقال له ابو بكر اذكرت هذا لاحد غيری۔ فقال لا۔ فقال ابو بكر فتب الى الله و تستر و يستر الله فان الله يقبل التوبة عن عباده۔ فلم تقرره نفسه حتى اتى عمر بن الخطاب، فقال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

له مثل ما قا ل لا بی بکر۔ فقا ل له عمر مثل ما قا ل ابو بکر۔ فقا ل فلم تقروه نفسه حتی اتی الی رسو ل الله ﷺ ۔فقا ل له ان ا لآ خر ز نی۔ قا ل سعید فا عرض عنه رسو ل الله ﷺ ثلاث مرا ت، کل ذ لك یعرض عنه رسو ل الله ﷺ حتی اذا کثر علیه .. الی آ خر الحد یث

اور از روئے اشارۃ النص کے جو قسم دلالات اربعہ معتبرہ شرعیہ کے ہے یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم حرمت حرمت زنا سے جداگانہ ہے اس واسطے کہ عنوان آیت میں ارشاد ہے

حر مت علیکم امها تکم و بنا تکم

اور آخر آیت میں فرمایا

و ا حلّ لکم ما وراء ذلکم

اس واسطے کہ ما وراء کے تحت میں نساء غیر محصنہ بھی داخل ہیں جو بلا نکاح بذریعہ زنا کے تصرف میں آئیں جو کہ علیحدہ فا بتغوا باموا لکم محصنین غیر مسا فحین کے قید سے خارج فرمایا۔

پس معلوم ہوا کہ حرمت نکاح اور چیز ہے اور حرمت زنا اور چیز۔ پھر وہ تحت میں حد زنا کے کیونکر داخل ہوسکتی ہے۔ اور یہ حدیث مشکوۃ کی بھی دال ہے کہ نسائے محرمات اس حد میں داخل نہیں۔

فی المشکوۃ من وقع علی ذا ت محرّم فا قتلو ہ رواہ التر مذی و قا ل هذا حد یث غر یب

اس واسطے کہ اگر ایسی نساء آیت حد زنا میں داخل ہوتیں تو پھر خلاف آیت قرآنی دوسری قسم کی تعزیر کیوں تجویز ہوتی اور ابوحنیفہ ایسی صورت میں اگر چہ حد تجویز نہیں کرتے لیکن تعزیر سخت وموجع ضرور جانتے ہیں۔ اور بعضے علماء قتل کی تجویز کرتے ہیں۔ اور اس حد کی تجویز نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معصیت اس کی زنا سے کم ہو، بلکہ گناہ اس کا لامحالہ اس سے زائد ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ محرمہ کے ساتھ زنا کرنا ستر مرتبہ ہمسایہ کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ ہے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورعورت ہمسایہ کے ساتھ ستر مرتبہ زیادہ ہے بہ نسبت اورعورتوں کے، جیسا یمین غموس میں اگر چہ کفارہ ابوحنیفہ کے نزدیک نہیں ہے لیکن مواخذہ اس کا بہ نسبت منعقدہ کے سخت ہے۔

سوال دہم: تحدید آب کثیر کی جو وقوع نجاست سے پلید نہ ہو دہ دردہ سے کرنا۔

جواب: یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ سے منقول نہیں بلکہ متاخرین کی تجویز ہے۔ اس صورت میں اگر ثبوت اس کا ہم کو نہ پہنچے تو ابوحنیفہ یا حنفیہ کی نسبت کوئی مقام الزام نہیں۔ اور قدماء کے قول سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے آب کثیر کے تعین کو بروفق اپنی عادت کے مبتلی بہ کی رائے پر چھوڑا ہے اور ظاہرا کوئی سند کافی اس مسئلہ کی محرر سطور کی نظر سے نہیں گذری، اور شائد کسی کے پاس موجود ہو یا کسی کتاب میں مرقوم ہو۔ بہرحال محرر سطور اس باب میں اپنے عجز کا معترف ہے۔ لیکن اس امر کا بے شک قائل ہے کہ اگر علمائے متاخرین پر حسن ظن کر کے اوس پر عمل کیا جاوے تو کوئی محظور شرعی لازم نہیں آتا بلکہ احوط ہے۔ رہا حدیث قلتین کا تعارض تو اوس کی صورت یہ ہے کہ ایک تو اکثر علماء کو اس حدیث میں کلام ہے۔ چنانچہ صاحب سفر السعادۃ شافعی المذہب بھی اس کے معترف ہیں۔ دوسری تشریح مقدار قلتین کی صریحاً قطعی طور پر نہ حدیث میں ہے، نہ لغت سے۔ بلکہ لغت میں معنی قلہ کے متعدد ہیں۔ اس صورت میں مجہول پر کیونکر عمل ممکن ہوگا۔ اور اس مسئلہ خاص میں جو توجیہ بعض فقہاء سے منقول ہے وہ بھی درج کرتا ہوں

فی شرح الوقایہ قال محی السنۃ التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع الی اصل شرعی یعتمد علیہ اقول اصل المسئلۃ ان الغدیر العظیم الذی لا یتحرک واحد طرفیہ بتحریک الطرف الآخر اذا وقعت النجاسۃ فی احد جوانبہ جاز الوضوء من الجانب الآخر حتی قدّر ھذا بعشر فی عشر و انما قدّر بہ بناءً علی قولہ علیہ السلام من حفر بئراً فلہ حولھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اربعو ن ذرا عاً فيكو ن حر يمها فى كل جا نب عشرة ففهم من هذا انه اذا اراد آ خر ان يحفر فى حر يمها بئراً يمنع فيه لانه ينجذب الما ء اليها و ينقص الما ء فى ا لا و لى و ان ارا د ان يحفر بئراً بالوعة يمنع ايضاً السرا ية النجا سة الى البئر الا و لى و ينجس ماء ها و لا يمنع فى ما ء ورا الحر يم و هو عشرة فى عشرة فعلم ان الشرع اعتبر العشر فى العشر فى عدم سرا ية النجا سة حتى لو كا نت النجا سة تسرى بحكم بالمنع ۔

اگر چہ یہ قیاس خلاف قاعدہ اصول اور چنداں بعید بھی نہیں ہے لیکن چونکہ نص میں علت استحقاق صاحب بئر کے واسطے اربعین ذراع کی مذکور نہیں ہے اس وجہ سے گفتگو کو گنجائش ہے اور ابو حنیفہ کو اس مسئلہ میں اصرار بھی نہیں ہے اور نہ اوس کو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں و الله اعلم و علمه ا لا كمل و ا لا تم

خاتمہ: واضح ہو چونکہ بالفعل تقلید کے مسئلہ کی بحث ازبس شائع ہے اور اس مقدمہ میں نہایت سوزش کی نوبت ہے اس لئے بعد تحریر جوابات کے چند فوائد کا اس باب میں شامل کرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ لوگوں کو اس فریق کے توہمات اور ترک تقلید کے نتائج اور ثمرات سے بھی اطلاع حاصل ہو۔

فائدہ: اس تقلید کے چھوڑنے والے فی الحال تین فریق ہیں ایک وہ فریق جو فنون عربیہ سے کما حقہ واقف و ماہر ہیں اور بعد اس کے فن تفسیر و حدیث بھی بر سبیل مروج بطور تحقیق کے حاصل کیا ہے گو اون کی تحقیق کو دوسرے لوگ لائق اجتہاد کے تصور کریں یا نہ کریں پس ایسے لوگوں کے حق میں وجوب یا عدم وجوب تقلید کے بحث کو راقم سطور اپنے منصب سے بالاتر جانتا ہے اور اوس میں ہرگز گفتگو نہیں کرتا سابقین نے اس میں گفتگو کی ہے وہی کافی ہے میری گفتگو اس بارہء خاص میں چھوٹا منہ بڑی بات ہے

دوسرا فریق وہ ہے جنہوں نے علوم عربیہ کی بقدر کافی تکمیل نہیں کی اور فن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا بھی تتبع علی سبیل الکمال نہیں کیا۔ تیسرا فریق وہ ہے کہ عربی سے بالکل ناآشنا ہے۔ محض ترجمہ قرآن وحدیث دیکھ کر یا کسی سے مضمون اوس کا سن کر آپ کو عامل بالحدیث قرار دیتے ہیں۔ پس ان دو فریق کی نسبت ترک تقلید کو سمّ قاتل جانتا ہوں ،اوروہ آیات واحادیث جواصل جواب میں مذکور ہوئیں طالب حق کے واسطے سند کافی ہیں۔ اور مجادل کے لئے اگر بالفرض تمام کتب سماوی ہوں تب بھی کافی نہیں (اظہار الادلہ ۔ص ۱۸)۔

صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دین ثریا پر لٹکا ہوگا ،تو بھی کچھ لوگ ابنائے فارس کے اسے پالیویں گے۔ انتہی ۔اس حدیث کو جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں خاص امام ابو حنیفہ کے حق میں ہونے کو ثابت رکھا ہے۔ (رسالہ اظہار الادلہ۔ص۲۴) (نوٹ نمبر ۵۔ملاحظہ فرمائیں ۔بہاء)

(ص ۳۴ ۔اظہار الادلہ)۔ رسالہ موسومہ باظہار الادلہ بجواب اشتہار اذلہ اغنی محمد حسین لامذہب لاہوری اور اتباع اون کے کے تالیف شریف جناب مولوی شاہ سید کریم اللہ صاحب حیدرآبادی کا مطبع نظامی میں اہتمام عاجز محمد عبدالرحمٰن عفی عنہ سے عشرہ اولی شعبان المعظم ۱۲۹۶ھ کو چھپا مطبوع طبائع خاص وعام ہوا۔

☆☆☆

نوٹ نمبر ایک:

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، حسن البیان میں لکھتے ہیں کہ:

سب فقرے اس قصہ کے ایسے مہمل ہیں کہ تھوڑے شعور کا آدمی بھی اگر تامل کرے گا تو کہہ دے گا کہ یہ قصہ غلط اور مہمل ہے۔ (صاحب سیرۃ النعمان نے اس حکائت کو بحوالہ فتح القدیر نقل کیا ہے۔ لہذا میں فتح القدیر ہی سے اس حکائت کا ہر ہر فقرہ نقل کر کے بحث کرتا ہوں)۔

پہلا فقرہ اس حکائت کا یہ ہے کہ امام اوزاعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا کہ عراق والوں سے نہائت تعجب ہے کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے.. ۔امام اوزاعیؒ کے اس قول کا مطلب ہر عاقل یہی سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت کے علمائے حجاز (مکہ و مدینہ) رفع یدین کرنے میں متفق تھے ورنہ امام اوزاعی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراق والوں کے رفع یدین نہ کرنے پر تعجب نہ کرتے اور انہیں کو اس کے نہ کرنے میں مخصوص نہ کہتے، اور امام ابوحنیفہ بھی اس تخصیص کو مان نہ لیتے بلکہ یوں کہتے کہ اہل عراق کی کیا تخصیص ہے، حرمین میں بھی فلاں فلاں رفع یدین نہیں کرتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت کے علمائے حرمین سب رفع یدین کے قائل تھے اور ان میں یہ مسئلہ بلا اختلاف جاری تھا۔..امام ابوحنیفہؒ نے اس کے جواب میں امام اوزاعیؒ سے یہ کہا لا جل انہ لم یصح عن رسول اللہ ﷺ فیہ شیء ۔یعنی باوجود اتفاق اہل حرمین کے ہم لوگ رفع یدین اس وجہ سے نہیں کرتے کہ رسول اللہ سے اس بارہ میں کچھ ثابت نہیں ہے۔غرض امام ابوحنیفہؒ نے اہل حرمین سے اپنی مخالفت کی وجہ کے بیان میں یہ دعوی کیا کہ رفع یدین کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں۔ حالانکہ یہ موقع تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ والی روائت امام ابوحنیفہؒ پیش کرتے، کیونکہ عراق والوں کے رفع یدین نہ کرنے کی وجہ عبداللہ بن مسعود کی روائت کا ہونا ہے جیسا کہ کتب حنفیہ اور اسی مناظرہ کے پورے مضامین سے ثابت ہے، نہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہ ہونا عراق والوں کے رفع یدین نہ کرنے کی وجہ تھی۔ پس اگر یہ قصہ صحیح مانا جائے تو لازم یہ آئے گا کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام اوزاعیؒ سے ایک غلط بات کہی جس کا بطلان پھر خود ہی کہہ دیا عبداللہ بن مسعود والی روائت پیش کی۔

دوسرا فقرہ اس مناظرہ کا یہ نقل کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے جب یہ دعوی کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کے بارہ میں کچھ ثابت نہیں، تب امام اوزاعی نے کہا کیف لم یصح و قد حد ثنی الزھری عن سالم عن ابیہ عن رسول اللہ ﷺ کان یر فع یدیہ ...کیوں کر تم کہتے ہو کہ رسول اللہ سے رفع یدین کے بارے میں کچھ ثابت نہیں حالانکہ زہری نے سالم سے روائت کی اور انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے تھے

امام اوزاعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے دعوے کو یوں توڑا کہ حدیث صحیح مع سند پڑھ دی کہ تم کہتے ہو کہ اس بارہ میں کچھ ثابت نہیں حالانکہ یہ صحیح حدیث موجود ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس کے جواب میں اپنے دعوی (کہ کچھ ثابت نہیں ہے) کو یوں ثابت کیا کہ عبداللہ بن مسعود والی روائت پڑھی، حالانکہ اس سے اثبات دعوی تو درکنار ابطال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوی ہوتا ہے، کیونکہ دعوی امام ابوحنیفہؒ کا یہ تھا کہ کچھ ثابت نہیں، حالانکہ رفع یدین کے ثبوت میں امام ابوحنیفہؒ نے کچھ کلام نہیں کیا۔ بلکہ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے اس کا معارضہ کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر چند رفع یدین کی حدیث ثابت ہے مگر اس کے معارض موجود ہے اور اس معارض کو بسبب فقہ راوی کے ترجیح ہے، اور یہ دعوی (کہ کچھ ثابت نہیں) کی دلیل نہیں، بلکہ اس کی مبطل ہے۔ امام ابوحنیفہ کی شان سے نہائت بعید ہے کہ دعوی کچھ اور دلیل کچھ اور ہو۔

تیسرا فقرہ اس مناظرہ کا یہ نقل کیا گیا ہے کہ امام اوزاعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے اس جواب پر کہا احدثك عن الزهری عن سالم عن ابیه و تقول حدثنی حماد عن ابرا هیم۔۔۔

اس قول کا صریح مطلب یہ ہے کہ زہری اور سالم کے مقابلہ میں حماد اور ابراہیم نام لینے کے قابل نہیں ہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کے کہنے پر استبعاد اور تعجب سے کہا کہ زہری اور سالم کے مقابلہ میں ان لوگوں کا نام کیوں کرلیا۔۔امام اوزاعی کے کلام کا صریح مطلب یہی ہے کہ حماد وابراہیم کی روائت قابل استدلال نہیں ہے خصوصاً زہری اور سالم کے مقابلہ میں۔ اور یہ بات کتب اسماء الرجال میں طبقات رواۃ کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ حماد کی نسبت تقریب التہذیب میں یوں لکھا ہے:

حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری مولاهم ابو اسماعیل الکوفی الفقیه صدوق له اوهام من الخامسة (یعنی حماد کوفہ کا فقیہ سچا تو ہے مگر وہمی ہے پانچویں طبقہ کا ہے)۔

اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس وقت کے محدثین اور فقہاء کے اقوال حماد کے بارہ میں بہت نقل کیے ہیں مثلاً

سمعت حماد بن سلمة قال کنت اسأل حماد بن ابی سلیمان عن المسندات و کانوا لیسئلونه عن رأیه و کنت اذا جئت قال لا جاء الله بك۔

(حماد بن سلمہ نے کہا کہ میں حماد بن ابی سلیمان سے حدیث پوچھتا تھا اور لوگ ان کی رائے پوچھتے تھے تو مجھ کو دیکھ کر گھبراتے اور کہتے کہ خدا نہ لاوے تجھ کو)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و عن ا لا عمش حد ثنی حماد بحدث عن ابرا ھیم و کان غیر ثقه (اعمش نے کہا کہ مجھ سے حماد نے ایک حدیث ابراہیم کی روایتسے بیان کی اور وہ ثقہ نہ تھا)۔

و قال ا لا عمش مرۃ ثنا حماد و ما کنا نصدقه (ایک دفعہ امام اعمش نے یوں کہا کہ حماد نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ہم لوگ اس کو سچا نہ جانتے تھے)

اور زہری کا حال تقریب التہذیب میں لکھا ہے:

محمد بن مسلم بن عبد الله بن شهاب بن عبد الله ابن الحارث بن زهره بن کلاب القر شی الزهری و کنیته ابو بکر الحافظ متفق علی جلا لته و اتقا نه و هو من رؤس الطبقة الرا بعه۔

(محمد بن مسلم زہری قرشی ہیں یہ فقیہ اور حافظ الحدیث ہیں، انکی عظمت شان اور اتقان پر اتفاق ہے یہ چوتھے طبقے والوں کے رؤسا میں سے ہیں)

لوگ دونوں (حماد اور زہری) کے مراتب ملاحظہ کریں۔ حماد پانچویں طبقہ کے اور زہری چوتھے طبقہ والوں کے سردار، اور حماد کی صفت صرف فقیہ لکھی ہے اور زہری کی صفت فقیہ اور حافظ (حافظ حدیث) لکھی ہے۔ حماد کی حالت یہ کہ وہم بہت ہوتا تھا اور اکابر آئمہ نے ان پر جرح کی اور غیر ثقہ کہا۔ اور زہری کی یہ حالت ہے کہ ان کی عظمت شان اور ان کی روائت کی قوت متفق علیہ ہے۔ اور اسی واسطے امام اوزاعی نے کہا کہ زہری کے مقابلہ میں حماد کا نام کیا لیتے ہو۔ یعنی حماد راوی مجروح، وہمی ہے اس کی روائت مقبول نہیں، خصوصاً زہری جیسے شخص کے مقابلہ میں۔ اس موقع پر امام ابو حنیفہ کا یہ جواب دینا حماد، زہری سے زیادہ افقہ ہیں گویا سوال از آسمان و جواب از ریسمان، ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فقاہت سبب ترجیح تو جب ہے کہ عدالت وضبط میں مساوات ہو اور جب عدالت وضبط ہی میں نقصان ہو، تو فقاہت سبب ترجیح کیوں کر ہو سکتی ہے؟ امام اوزاعی تو نقصان راوی کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ بجائے دفع نقصان کے سبب ترجیح بیان کرتے ہیں۔..اب ابراہیم نخعی وسالم کا مقابلہ سنیئے۔

حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں ابراہیم نخعی کا حال لکھا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابرا هیم بن یز ید النخعی احد ا لاعلام یر سل عن جماعته و قد رأی زید بن ارقم و غیره و لم یصح له سماع من صحابی و قد قال فیه الشعبی ذاك الذی یروی عن مسروق و لم یسمع منه شیئاً قلت و کان لا یحکم العر بیة ربما لحن و نقموا علیه قو له لم یکن ابو هریرة فقیها و قال یو نس بن بکیر عن ا لا عمش قال ما رأیت احداً روی بحدیث لم یسمعه من ابرا هیم قلت استقر ا لا مر علی ان ابرا هیم حجة و انه اذا ارسل عن ابن مسعود وغیره فلیس ذالك بحسن ۔

(ابراہیم نخعی ایک بڑے شخص ہیں، ایک جماعت سے مرسل طور پر روائت کرتے ہیں، انہوں نے زید بن ارقم وغیرہ کو دیکھا تھا اور کسی صحابی سے سماع ان کا ثابت نہیں۔ اور ان کے بارہ میں امام شعبی نے کہا ہے کہ یہ مسروق سے روائت کرتا ہے حالانکہ مسروق سے اس نے کچھ سنا نہیں ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کی عربیت اچھی نہ تھی۔ بیشتر عبارت میں غلطی کرتے تھے۔ اور لوگوں نے ان کے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ فقیہ نہ تھے۔ اور یونس بن بکیر نے امام اعمش سے روائت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایسا کسی کو نہیں دیکھا جو بغیر سنے ہوئے روائت کرنے والہ ابراہیم سے زیادہ ہو۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں، بات یہ ٹھہری ہے کہ ابراہیم حجت تو ہیں، مگر جب ابن مسعودؓ وغیرہ سے روائت کریں تو وہ ٹھیک نہیں)۔

اور سالم کا حال تقریب التہذیب میں یوں مذکور ہے:

سا لم بن عبد الله بن عمر بن الخطا ب القر شی العدوی ابو عمر او ابو عبد الله المد نی احد الفقهاء السبعة و کا ن ثبتاً عا بداً فا ضلاً کا ن یشبه با بیه فی الهدی و السمت من کبار الثالثه ۔ (سالم، عبداللہ کے بیٹے، عمر فاروق کے پوتے، فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں۔ ثقہ عابد فاضل تھے اور سیرت میں اپنے باپ کے مشابہ تھے۔ تیسرے طبقہ والوں میں بڑے درجہ کے ہیں)۔

اور خلاصہ تذہیب التہذیب میں ہے:

سا لم بن عبد الله بن عمر العدوی المد نی الفقیه احد السبعة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابیه و ابی هریره و رافع بن خدیج و عائشه قال ابن اسحاق اصح الاسانید کلها الزهری عن سالم عن ابیه و قال مالک کان یلبس الثوب بدرهمین و عن نافع کان ابن عمر یقبل سالماً و یقول شیخ یقبل شیخاً۔

(سالم ،عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے ، عدوی ، مدینہ کے فقیہہ، فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں ۔ اپنے والد اور ابو ہریرہ اور رافع بن خدیج اور حضرت عائشہ کے شاگرد ہیں ۔ ابن اسحاق نے کہا کہ ساری سندوں سے بڑھ کر صحیح ، زہری کی سند ہے سالم سے اور ان کی اپنے باپ سے ۔ امام مالک کہتے ہیں کہ سالم دو درہم کا کپڑا پہنتے تھے اور نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، سالم کا بوسہ لیتے اور کہتے کہ بوڑھا، بوڑھے (باعتبار فضل کے) کا بوسہ لیتا ہے) ۔..

بھلا جو شخص آغوش عاطفت میں چند صحابہ کے تربیت یافتہ ہو اور حضرت عبد اللہ بن عمر کا سرفراز بیٹا ہو، عمر فاروقؓ کا پوتا ہو، جس کے گھر سے شریعت محمدی کی ترویج ہوئی ہو ۔جس کا علم و فضل اس وقت کے علمائے مدینہ میں مسلّم ہو، جس کا فضل اقران تابعین میں مانا ہوا ہو، اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کوفہ کا رہنے والا (جس کی حدیث کی روائت مرفوعاً کم ، حجاز عرب کا رہنے والا نہیں ، عربیت اس کی اچھی نہیں) مطالب حدیث کے زیادہ سمجھتا ہے ، خاص کر ایسے امر (نماز میں رفع یدین) کی نسبت جس میں تفقہ کو کچھ دخل نہیں ۔ یہ کیسی ناحق پسندی اور واشگاف غلط بیانی ہے ۔ایسی باتوں کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کرنی مدح نہیں ، بلکہ سراسر قدح اور وہی نادان کی دوستی کا نتیجہ ہے ۔...

علاوہ ازیں یہ بھی اصول کا مسئلہ ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے، کیوں کہ نفی سہو اور عدم العلم پر محمول ہوسکتی ہے اور اثبات کا کوئی محمل صحیح نہیں ہے ۔ پس زہری کی روائت میں فقہ راوی و علوسند و اثبات میں وجہ ترجیح موجود ہے اور حماد کی روائت میں کوئی سبب ترجیح نہیں ۔ راوی کا افقہ ہونا یہ اگر مان لیا جائے تو سبب ترجیح نہیں ہے اور اگر ہو تو یہ ایک وجہ تین سبب کا مقابلہ نہیں کرسکتی ۔ ان اصول درائت کے موافق یہ حکائت محض لغو ٹھہرتی ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ نے زہریؒ و سالمؒ کی فقاہت کا انکار نہیں کیا ۔ اور کیوں کر کرتے، ان لوگوں کی جلالت شان پر تو اتفاق تھا، پس امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی کے مناظرہ کا قصہ قطع نظر روائت کے اصول درائت کی رو سے بھی محض غلط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مہمل ٹھہرا۔ ...

اور اس مناظرہ کی روائت جس کی سند کا کہیں پتہ نہیں، شاگردان امام ابو حنیفہ یا متقدمین حنفیہ نے کہیں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس مضمون کی حدیث موقع استدلال میں لائے، مضامین اس کے محض خلاف عقل اور مہمل،...

اور عدم رفع کے بارے میں تو یہ بات صحیح ہے کہ دار مدار اس کا عبداللہ بن مسعود پر ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی بھی التعلیق الممجد (ص۹۱، طبع یوسفی لکھنو) میں لکھتے ہیں:

رواة الترك جماعة قليلة مع عدم صحة الطرق عنهم الا عن ابن مسعود (ترک رفع یدین کے راوی تھوڑے لوگ ہیں جن میں سوائے عبداللہ بن مسعود کے کسی کی روائت بسند صحیح نہیں ہے)

باقی رہی رفع یدین کرنے کی روائت، اس کا مدار صرف عبداللہ بن عمر پر کہنا محض غلط اور ناواقفیت کی دلیل ہے۔ صرف صحاح ستہ میں رفع یدین کرنے کی روائت اتنے صحابہ سے موجود ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ، مالکؓ بن حویرث، ابوحمیدؓ ساعدی، جنہوں نے باتفاق دس صحابی کے رفع یدین کی روائت کی جن میں سے ابوقتادہؓ صحابی بھی تھے، وائل بن حجرؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، جابرؓ بن عبداللہ۔ انسؓ شامل ہیں اور علاوہ صحاح ستہ کے دیگر کتب حدیث میں تو جم غفیر صحابہ سے رفع یدین کی روائت منقول ہے۔ مولوی عبدالحی لکھنوی بھی التعلیق الممجد میں اس کا اقرار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

رواة الرفع من الصحابة جم غفير

(رفع یدین کے راوی صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت ہے)

اور حافظ ابن حجر فتح الباری (صفحہ ۴۰۴ طبع دہلی) میں لکھتے ہیں:

ذكر البخاری ايضاً انه رواه سبعة عشر رجلاً من الصحابة و ذكر الحاكم و ابو القاسم بن منده ممن رواه العشرة المبشرة و ذكر شيخنا ابو الفضل انه تتبع من رواه من الصحابة فبلغوا خمسين رجلاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رفع یدین کی حدیث سترہ صحابہ نے روائت کی ہے اور حاکم اور ابوالقاسم نے کہا کہ رفع یدین کے راویوں میں سے عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ اور استاد ابوالفضل محدث نے ذکر کیا کہ میں نے رفع یدین کے راویوں کو ڈھونڈھا تو پچاس صحابی اسکے راوی تھے)

اور حافظ زیلعی نے نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایۃ (ص ۳۹۷۔۴۰۲ ج اول طبع مصر) میں حضرت عبداللہ بن مسعود والی روائت کا جواب یوں لکھا ہے:

قال صاحب التنقیح قال الفقیه ابو بکر بن اسحاق هذه علة لا یساوی سماعها لان رفع الیدین قد صح عن النبی ﷺ ثم عن الخلفاء الراشدین ثم عن الصحابة و التابعین و لیس فی نسیان ابن مسعود لذالك ما یستغرب قد نسی ابن مسعود من القرآن ما لم یختلف المسلمون فیه بعد و هی المعوذتان و نسی ما اتفق العلماء علی نسخه كالتطبیق و نسی كیف قیام الاثنین خلف الامام و نسی ما لم یختلف العلماء فیه ان النبی ﷺ صلی الصبح یوم النحر فی وقتها و نسی كیفیة جمع النبی ﷺ بعرفة و نسی ما لم یختلف العلماء فیه من وضع المرفق و الساعد علی الارض فی السجود و نسی كیف كان یقرء النبی ﷺ و ما خلق الذكر والانثی و اذا جاز علی ابن مسعود ان ینسی مثل هذا فی الصلوة كیف لا یجوز مثله فی رفع الیدین

(کہا صاحب تنقیح نے کہ ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے کہا کہ یہ سبب عبداللہ بن مسعود کا رفع یدین نہ کرنا، حدیث رفع یدین کے مساوی نہیں ہوسکتا کیوں کہ رفع یدین کرنا رسول اللہ اور خلفائے راشدین سے، پھر صحابہ و تابعین سے صحیح طور پر ثابت ہوا اور عبداللہ بن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیوں کہ عبداللہ بن مسعود قرآن میں معوذتین کا ہونا بھول گئے، جس پر سارے علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح نماز میں تطبیق منسوخ ہونا عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے، جس پر سارے علماء کا اتفاق ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود اس مسئلہ کو بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں، اور عبداللہ بن مسعود اس کو بھول گئے جو بلا اختلاف علماء ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آنحضرت ﷺ نے یوم النحر کی صبح کی نماز وقت پر پڑھی اور عبداللہ بن مسعود اس کو بھول گئے کہ آنحضرت ﷺ نے عرفات میں کس طرح جمع کیا تھا، اور عبداللہ بن مسعود سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنا بھول گئے جو بلا اختلاف علماء کے ہے، اور عبداللہ بن مسعود اسکو بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آئت ما خلق الذکر و الا نثی کس طرح پڑھی تھی، جب عبداللہ بن مسعود نماز میں ان باتوں کو بھول گئے تو رفع یدین کا بھول جانا کیوں کر ممکن نہیں ہوسکتا؟)

اور آثار امام محمد (کتاب الآثار طبع لاہور۔ص۲۲) میں ہے:

اخبر نا ابو حنیفه عن حماد عن ابرا هیم عن علقمه بن قیس و الاسود بن یز ید قال کنا عند ابن مسعود اذا حضرت الصلوة فقام یصلی فقمنا خلفه فاقام احد نا عن یمینه و الآخر عن یساره ثم قام بیننا فلما فر غ قا ل هکذا اصنعوا اذا کنتم ثلثة و کا ن اذا رکع طبق و صلی بغیر اذا ن و ا لاقا مة قال یجزی اقا مة الناس حو لنا قا ل محمد و لنا فا خذ بقول ابن مسعود فی الثلاثة

(امام محمدؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوحنیفہؒ نے روائت کی حماد سے اور انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہ اور اسود بن یزید سے کہ کہا ان دونوں نے کہ تھے ہم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس جب نماز کا وقت ہوا اور وہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم لوگ پیچھے کھڑے ہوئے اس پر انہوں نے ہم لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنے دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کیا۔ خود درمیان اور پھر نماز پڑھائی۔ اور بعد میں کہا کہ جب تم لوگ تین ہو تو نماز اس طرح پڑھا کرو۔ اور عبداللہ ابن مسعودؓ نے رکوع میں تطبیق کیا اور بغیر اذان اور تکبیر کے نماز پڑھی اور کہا کہ محلّہ والوں کی تکبیر کافی ہے۔ امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کے یہ تینوں مسئلے نہیں مانتے)

کتاب الآثار، امام محمد کی یہ روائت بھی مناظرہ امام اوزاعی کے قصہ کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ یہاں بھی حماد، ابراہیم، علقمہ، عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے باعث مخالفت دیگر روائتوں کے اس کو نہیں مانا۔ ان تینوں مسئلوں سے زیادہ رفع یدین کے رواۃ ہیں۔ کما مر۔ اور علامہ زرقانی شرح مئوطا (ص ۱۵۹ جلد ا طبع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر مصطفیٰ محمد ۱۳۵۵ھ) میں لکھتے ہیں:

هو متوا تر ذكر البخارى فى جزء رفع اليدين انه رواه سبعة عشر ر جلاً من الصحا بة و ذكر الحا كم و ابن منده ممن رواه العشرة المبشرة و ذكر نا شيخنا ابو الفضل الحافظ انه تتبع من رواه من الصحا بة فبلغوا خمسين ر جلاً

(رفع یدین کی حدیث متوا تر ہے ، بخاری نے جزء رفع یدین میں ذکر کیا کہ رفع یدین کی حدیث سترہ صحابہ نے روائت کی ہے اور حاکم اور ابن مندہ نے ذکر کیا کہ رفع یدین کے روائت کرنے والوں میں عشرہ مبشرہ ہیں۔ اور ہمارے شیخ، ابوالفضل محدث نے ذکر کیا کہ انہوں نے رفع یدین کے راویوں کو ڈھونڈ ھا تو پچاس صحابی اس کے راوی ٹھہرے)

اور حافظ ابن حجر، تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر (ص۸۲ طبع دہلی) میں لکھتے ہیں:

قا ل الشا فعی روى الرفع جمع من الصحا بة لعله لم يرو قط حديث بعدد اكثر منهم و قا ل ابن المنذر لم يختلف اهل العلم ان رسول الله ﷺ كا ن ير فع يديه و قا ل البخارى فى جزء رفع اليدين روى الر فع سبعة عشر نفساً من الصحا بة و سرد البهيقى فى السنن و فى الخلا فيا ت اسماء من روى الرفع عن نحو من ثلثين صحا بياً و قا ل سمعت الحا كم يقو ل اتفق على روا ية هذا السنة العشرة المشهود لهم با لجنة و من بعد هم من اكا بر الصحا بة قا ل البهيقى و هو كما قا ل و روى ابن عسا كر فى تا ريخه من طريق ابى سلمة ا لاعر ج قا ل ادركت الناس كلهم ير فع يد يه عند كل خفض و رفع و قا ل البخارى فى الجزء المشهور قا ل الحسن و حميد بن هلا ل كان اصحا ب رسول الله ﷺ ير فعو ن ايد يهم و لم يستثن احدا منهم قا ل البخارى و لم يثبت عن احد من اصحا ب رسول الله انه لم ير فع يديه ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ: امام شافعیؒ نے کہا کہ رفع یدین کی حدیث جماعت صحابہ نے روائت کی، شائد کسی حدیث کے راویوں کی تعداد اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور ابن منذرؒ نے کہا کہ اہل علم کو اس میں اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے تھے اور امام بخاری نے جزء رفع یدین میں کہا کہ رفع یدین کی حدیث ۱۷ اصحابیوں نے روائت کی اور بیہقی نے سنن اور خلافیات میں رفع یدین کے راویوں کے نام گنے ہیں کوئی تیس صحابی ہیں۔ اور کہا کہ میں نے حاکم کو کہتے سنا کہ رفع یدین کی روائت میں عشرہ مبشرہ اور بڑے بڑے صحابہ متفق ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے اور ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں ابوسلمہ اعرج کی سند سے روائت کی کہ میں نے سب لوگوں کو رفع یدین کرتے پایا۔ امام بخاریؒ نے جزء مشہور میں کہا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے تھے اور کسی کو مستثنی نہیں کیا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ کوئی صحابی رفع یدین نہیں کرتا تھا)

اور علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں اکابر علماء کے اقوال اس بارہ میں نقل کئے ہیں۔ ازانجملہ ایک یہ ہے

لا نعلم سنة اتفق علی روا یتها عن النبی ﷺ الخلفاء الاربعة ثم العشرة المبشرة فمن بعد هم من اکا بر ا لآ ئمه علی تفر قهم فی البلاد و الشا سعة غیر هذه السنة (سوائے رفع یدین کے کوئی سنت ایسی نہیں معلوم ہوتی جس کی روائت پر خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ، پھر ان کے بعد بڑے بڑے آئمہ متفق ہوئے ہوں)

...اس تحقیق و بیان سے روائت بالمعنی اور فقہ راوی کی قید کے متعلق باتیں خوب واضح ہوگئیں اور اس بنا پر مناظرہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کا قصہ.. باطل و غلط ثابت ہوگیا۔

نوٹ نمبر۲: مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی حسن البیان میں فرماتے ہیں:
شبلی نعمانی نے قرأت فاتحہ کے مسئلہ میں بھی کلام کیا ہے اور امام بخاری پر آپ اعتراض کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

قرأت فاتحہ کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کا استدلال اس آیت پر ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا

امام بخاری جزء القرأت میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت خطبہ کے بارہ میں ہے نماز سے اس کو تعلق نہیں، امام بخاری کا یہ جواب کس قدر حیرت انگیز ہے ... یہ کون نہیں جانتا کہ موقع ورود کے خاص ہونے سے آیت کا حکم جو صریح عام ہے، خاص نہیں ہوسکتا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ صاحب سیرۃ النعمان کی کوتاہ اندیشی اور خیرہ چشمی ہے، امام بخاریؒ نے جزء القرأت میں امام ابوحنیفہؒ کے اس استدلال کا جواب عموم لفظ اور خصوص مورد، دونوں اعتبار سے دیا ہے۔ مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ کلام خصم کی تشقیق کر کے ہر شق کا جواب دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اسی قاعدہ سے اس آیت کا جواب اولاً باعتبار عموم لفظ کے دیا کہ تم خود اس عموم کو سنت فجر میں نہیں قائم رکھتے، کیونکہ تمہارا مسئلہ ہے کہ اگر امام صبح کی نماز میں قرأت کر رہا ہو، اس وقت اگر کوئی نمازی آوے اور اس نے سنت نہ پڑھی ہو، تو اولاً سنت پڑھ لے۔ اس صورت میں آیت اپنے عموم پر نہیں رہتی۔ تم نے جب سنن میں آیت کی تخصیص کی تو فروض یعنی قرأت میں عموم آیت کی تخصیص کیوں نہیں ہوسکتی۔ سنت فجر کی صورت میں تو کوئی مخصص صحیح بھی موجود نہیں، اور یہاں عبادہ بن صامتؓ و دیگر صحابہ کی روائت مخصص صحیح موجود ہے۔ اور اگر خصوص مورد کے اعتبار سے تمہارا استدلال ہے، تو یہ خصوص مورد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مورد خطبہ ہے نہ صلوۃ۔ یہ تقریر امام بخاریؒ کی ان کی کمال مناظرہ دانی کی دلیل ہے، خلاف اس کے امام ابوحنیفہ کے مناظرے جن کی اجمالی کیفیت ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اسی مسئلہ قرأت فاتحہ خلف الامام میں شبلی نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۸۸ میں امام ابوحنیفہؒ کا ایک مناظرہ لکھا ہے جس کو بلفظہ میں نقل کرتا ہوں:

ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں۔ امام صاحب نے کہا کہ اتنے آدمیوں سے میں تنہا کیوں کر بحث کرسکتا ہوں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اس مجمع میں سے کسی کو انتخاب کرلیں، جو سب کی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو، اور اس کی تقریر سب کی تقریر سمجھی جائے۔ لوگوں نے منظور کیا۔ امام صاحب نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا آپ نے یہ تسلیم کیا تو بحث کا خاتمہ بھی ہو گیا۔آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار کر دیا اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرئت کا کفیل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس مناظرہ میں کوئی دلیل شرعی مذکور نہیں۔ عقلی طور پر بھی جو تقریر ہے کیسی پوچ ہے۔ دار مدار اس مناظرہ کا اس پر ہوا کہ جس طرح سب کی طرف سے ایک شخص کو بحث کا مختار کر دیا اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرأت کا کفیل ہے۔ حالانکہ وجہ شبہ (مختار کرنا) نماز میں نہیں پائی جاتی۔ مقتدی یہ نہیں کہتا کہ میری طرف سے امام نماز کا مختار ہے۔ اگر شبلی کہیں کہ اقتداء کرنا ہی مختار کرنا ہے، تو میں کہوں گا کہ اولاً یہ غلط ہے، کیوں کہ اقتداء سے معیت فی العبادة مقصود ہے جس پر آیت کریمہ و ارکعوا مع الراکعین شاہد ہے۔ دوسرے اگر یہ بات صحیح ہو تو قرأت کی کیا تخصیص ہے؟ لازم ہے کہ کوئی رکن نماز کا مقتدی بجا نہ لاوے، تکبیر تحریمہ، ثنا، تسبیح، التحیات، مقتدی کچھ نہ پڑھے، حالانکہ یہ امام ابوحنیفہ بھی نہیں کہتے۔ پھر یہ تقریر امام ابوحنیفہؒ کی کس قسم کی ہوئی۔ ذرا شبلی صاحب امام صاحب کی تقریر قواعد مناظرہ سے ٹھیک تو کر دیں۔ خصوصاً مسائل شرعیہ میں جن میں دلائل شرعیہ ہونے چاہییں۔

باقی رہا شبلی کا یہ کہنا (بیسیوں روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ آیت نماز میں اتری)، اگر شبلی ان میں سے کسی روایت کا ذکر کرتے تو انشاء اللہ ایسا جواب پاتے جس سے وہ خوش ہو جاتے۔ آپ کا یہ طرز مجتہدانہ ومحدثانہ ہے کہ امام بخاری کے ایک وجہ جواب کو ذکر کر کے اعتراض کر دیا، اور لکھ دیا کہ کس قدر حیرت انگیز ہے۔ علاوہ ازیں آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ خصوص مورد کے اعتبار و عدم اعتبار میں حنفیہ خود مختلف ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کتب اصول پر آپ کی نگاہ نہیں پڑی۔

نوٹ نمبر ۳۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا سن ولادت ۱۱۳ھ مطابق ۷۲۹ء ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا سال وفات ۱۵۰ھ ہے۔ بڑے امام صاحب کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات کے بعد امام ابو یوسفؒ دنیائے حنفیت کے بے تاج بادشاہ تھے۔

ہارون الرشید ۱۷۰ھ (۷۸۶ء) میں منصب خلافت پر فائز ہوا۔ اس کی سلطنت اپنی وسعت کے اعتبار سے، نیل کے ساحل سے لے کرتا بخاک کا شغر، کا مصداق تھی۔ اور امام ابو یوسف اس وسیع وعرض سلطنت کے چیف قاضی (قاضی القضاۃ یا چیف جسٹس) کے منصب پر فائز تھے۔

عقود الجمان سے منقول اس حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے امام اسحاق بن راہویہؒ کے فتوی کے خلاف فتوی دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ فتوی دینے کا واقعہ اس وقت کا ہے جب امام اسحاق بن راہویہ لڑکپن ،طلب علم ، اور نو آموز عالم ہونے کی منازل طے کر کے مسند افتاء پر فائز ہو چکے تھے۔

عقود الجمان سے منقول اس حکایت کے انداز بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ ، امام اسحاقؒ بن راہویہ سے جونیئر تھے۔ اور اس واقعہ کے وقت امام اسحاق بن راہویہ اس مقام ومرتبہ پر فائز تھے کہ امام ابو یوسفؒ کے پاس حاضر ہو کر اپنی معروضات پیش کرنے کی بجائے انہیں بلا کر ان سے وضاحت طلب کر سکتے تھے۔

اس حکایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ ، امام اسحاق بن راہویہ کے (کم از کم) فن حدیث میں شاگرد تھے، اور انہیں امام اسحاقؒ سے سماع حدیث کی سعادت حاصل تھی۔

اس حکایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے امام اسحاقؒ بن راہویہ کے روبرو عرض کیا کہ میں نے آپ ہی سے یہ حدیث سنی ہے۔

اس حکایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امام اسحاق بن راہویہ، امام ابو یوسف کی ولادت سے بھی قبل حدیث کی تحصیل وتدریس میں مصروف تھے۔

درج بالا معروضات کے بعد قارئین ملاحظہ فرمائیں:

امام اسحاق بن راہویہ (جن کا پورا نام وکنیت: ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی ، ہے) کا سن ولادت ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۸ء۔۷۷۷ء ہے۔

یعنی جب امام اسحاق بن راہویہ پیدا ہوئے، اس وقت حضرت امام ابو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسفؒ کی عمر ۴۸ سال تھی۔

جب ۷۹۸ء میں امام ابو یوسفؒ کی وفات ہوئی، اس وقت اسحاقؒ بن راہویہ کی عمر ۲۰ برس تھی اور وہ ابھی تک اغلباً تحصیل علم میں مصروف تھے۔

بنا بریں قارئین غور فرمائیں کہ عقود الجمان نامی کتاب کی کیا حیثیت ہوسکتی جس نے امام ابو یوسفؒ کو امام اسحاقؒ کا شاگرد بنا دیا۔

جس نے امام ابو یوسفؒ سے امام اسحاق کے روبرو حد ثنا اسحاق بن راھو یہ کذا و کذا۔ کہلوا کران سے کذب کو منسوب کیا۔

اور سید کریم اللہ صاحب مصنف اظہار الادلہ کے علم وفضل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جنہوں نے بلا سوچے سمجھے ایک ایسی حکایت کو اپنے موقف کی حمایت میں نقل کر دیا جس نے حضرت امام ابو یوسفؒ جیسی محترم اور مؤقر شخصیت (جن کے متعلق مشہور ہے کہ لو لا ابو یو سف ما ذکر ابی حنیفه،) کو ان سے ۴۸ سال بعد پیدا ہونے والے بچے اسحاق بن راہویہ کا شاگرد، اور اس بچہ استاد کے سامنے بیٹھ کر جھوٹ بولنے کا اتہام لگا دیا۔

نوٹ نمبر ۴:

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، حسن البیان میں لکھتے ہیں:

مئولف سیرۃ النعمان کہتے ہیں کہ امام (ابوحنیفہؒ) صاحب، فرائض و اعمال کو جزو ایمان نہیں سمجھتے۔

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ محدثین، اللہ و رسول کی پیروی میں مزید اہتمام رکھتے ہیں، جن امور کی نسبت اللہ و رسول سے جو کچھ وارد ہے، اور جس امر پر شارع ﷺ نے جو حکم لگایا ہے، اس کے قبول و بیان کرنے میں سر مو فرق نہیں کرتے، اور اپنی عقل سے اطلاقات شرعیہ میں خرابی نہیں نکالتے، اور اس خرابی کی بنا پر ظاہر قرآن و حدیث کا انکار نہیں کرتے، بلکہ بالرأس والعین اس کو قبول کرتے اور اس کے خلاف کرنے والے کو نہائت برا سمجھتے ہیں، اور یہی شان تھی صحابہ رسول ﷺ کی جس کا خود مئولف سیرۃ النعمان نے صفحہ ۱۲۱ میں اقرار کیا ہے اور لکھا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کے زمانہ تک اسلامی عقائد کی سطح نہائت ہموار اور غیر متحرک رہی۔ اہل عرب کو ان موشگافیوں اور باریک بینیوں سے سروکار نہ تھا۔

محدثین (جو صحابہ رسول ﷺ کی روش اختیار کرنے والے اور اس سے عدول کرنے والے کو نہائت برا سمجھنے والے تھے) نے اس مسئلہ میں بھی وہی روش صحابہ کیا ختیار کی اور اللہ و رسول نے جن اعمال پر ایمان کا اطلاق کیا ہے، اس کو وہ بھی ایمان کہتے رہے۔ نصوص کا محدثین کے موافق ہونا ظاہر ہے۔ چنانچہ اس کا خود شبلی نعمانی نے صفحہ ۱۲۲ میں اقرار کیا ہے اور کہا ہے:

چونکہ قرآن کی بعض آیتیں بھی بظاہر اس کی مئو ید تھیں، ان کی رائے کو اور بھی قوت و شدت ہوگئی

لہذا ہم یہاں نصوص کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ ہاں شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ.. سے بعض مضامین یہاں پر نقل کرنا ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ایمان کی بحث میں لکھا ہے:

اعلم ان النبی ﷺ جعل ا لا یما ن على ضر بین احد هما الایما ن الذی یدور علیه ا حکام الد نیا من عصمة الد ماء و الامو ال و ضبطه با مور ظا هرة فی الا نقیاد و هو قو له ﷺ امر ت ان اقا تل النا س حتی یشهدوا ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله و یقیموا الصلوة و یؤ توا الز کوة ۔ فا ذا فعلوا ذا لك عصموا منی دماء هم و اموا لهم ا لا بحق ا لاسلا م و حسا بهم على الله ۔ و ثا نیهما ا لا یما ن الذی یدور علیه احکا م ا لآ خرة من النجا ة و الفوز با لدر جا ت و هو متنا ول لکل اعتقاد حق و عمل مر ضی و ملکة فا ضلة و هو یز ید و ینقص و سنة الشا رع ان یسمی کل شیء منها ا لایما ن لیکو ن تنبیها بلیغاً على جز ئیته و له شعب کثیرة و مثله کمثل الشجرة یقا ل للدو حة و الا عصا ن و الاورا ق و الثمار و الازهار جمیعاً انها شجرة فا ذا قطع اغصا نها و خبط اوراقها

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و خر ف ثمار ها قیل شجرة ناقصة فا ذا قلعت الدو حة ، بطل ا لا صل ۔

(ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی دو قسمیں فرمائی ہیں، ایک وہ جس پر احکام دنیا کی بناء ہے ۔یعنی جان و مال کا بچنا اور وہ انقیاد ظاہری ہے۔ رسول اللہ کا قول ہے کہ مجھ کو حکم ہے جہاد کا تا آنکہ لوگ توحید و رسالت کی شہادت دیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ اور اگر لوگوں نے ایسا کیا تو مجھ سے اپنی جان و مال کو سوائے حقوق اسلامی (قصاص وغیرہ) کے بچا لیا، اور حساب ان کا اللہ کے ذمہ ہے۔ دوسری قسم ایمان کی وہ ہے جس پر احکام آخرت یعنی نجات و درجات پانے کی بناء ہے اور وہ شامل ہے ہر اعتقاد حق اور عمل پسندیدہ کو اور ملکہ فاضلہ کو، اور وہ کم و بیش ہوتا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے ان سب امور کا نام ایمان رکھا تا کہ تنبیہ ہو اس پر کہ یہ سب باتیں جز و ایمان ہیں۔ اور ایمان کی بہت شاخیں ہیں اور ایمان کی مثال درخت کی ہے کہ تنا، شاخ، پتے، پھل پھول کے مجموعہ کو درخت کہا جاتا ہے۔ اگر شاخیں کاٹ لی جائیں اور پتیاں جھاڑ دی جائیں اور پھل توڑ دیئے جائیں تو ناقص درخت کہلائے گا اور اگر تنا اکھیڑ دیا جائے، تو اصل ہی نہ رہے گا)۔

اس عبارت منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ اعمال کو ایمان کہنا، سنت ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ اس بنا پر جن اعمال کو رسول خدا ﷺ نے ایمان قرار دیا ان ہی اعمال کو محدثین نے بھی (جو سنت رسول کی پوری پوری پیروی کرنے والے ہیں اور امور دینیہ میں قدم بقدم رسول ﷺ کے چلنے والے ہیں اور جملہ امور میں ارشادات نبوی ﷺ کے ساتھ تمسک کرنے والے ہیں) ایمان کہا۔ ان کے مخالف وہ لوگ ہیں جو اسلام میں منطقی اور فلسفی خیال کے پیدا ہوئے اور بیشتر امور دینیہ میں ان کا دار و مدار عقلی باتوں پر رہا، اور اس وجہ سے سلف صالحین نے ان کو اہل الرائے کا لقب دیا۔ ایسے جو لوگ تھے انہوں نے ایمان کے معنی صرف تصدیق بالجنان خیال کر کے ان اعمال کو خارج از ایمان قرار دیا اور احادیث کا خود اولاً تتبع ہی نہ کیا، اور اگر کسی نے خلاف میں حدیث پیش کی، تو انہیں اعتراضات عقلیہ کی بنا پر جنہیں صاحب سیرۃ النعمان نے نقل کیا ہے، ان احادیث کی تاویل کردی یا کسی اور طریق سے ٹال دیا۔

جیسا کہ سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۲۸ میں بعض استدلال محدثین کی نسبت لکھا ہے:

بڑا استدلال اس حدیث پر ہے کہ مومن، مومن ہو کر زنا و چوری نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا، حالانکہ یہ کلام کے زور دینے کا ایک پیرایہ ہے، ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ بھلا آدمی ہو کر تو ایسا کام نہیں کر سکتا، جس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ کام شان شرافت کے خلاف ہے۔

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ یہ صریح حدیث کا مطلب بگاڑنا ہے، حدیث کا ہرگز یہ مضمون نہیں۔ میں حدیث کے الفاظ نقل کر کے ترجمہ کرتا ہوں، جس سے لوگ صاحب سیرۃ النعمان کے کلام کی خوبی اور اعتبار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ حدیث کی عبارت یہ ہے

اذا زنی العبد خرج منه الایمان فکان فوق رأسه کالظلة فاذا خرج من ذالك رجع الیه الایمان۔ (مشکوۃ۔ص ۱۸)،

(جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اسکے سر پر سایہ کی طرح رہتا ہے، پھر جب اس فعل سے نکلا تو ایمان اسکی طرف پلٹ آیا)

بھلا اس مضمون حدیث کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کلام کے زور دینے کا ایک پیرایہ ہے۔ اگر نعمانی صاحب کہیں کہ وہ میں نے دوسری روائت کا مطلب لکھا ہے تو بھی غلط ہے، کیونکہ جب حدیث ہی اس معنی کی توضیح کرتی ہے تو خلاف اس کے بات بنانے کا کیا موقع ہے۔

امام ابو حنیفہ بھی زمانہ تبع تابعین کے اہل الرائے تھے اور اسی لقب سے مشہور تھے جیسا کہ خود صاحب سیرۃ النعمان نے صفحہ ۱۳۷ میں امام صاحب کی نسبت لکھا ہے:

ان کی شہرت اہل الرائے کے لقب سے ہے۔

وہ بھی ایمان کے مسئلہ میں محدثین کے مخالف ہوئے۔ باقی رہا اہل الرائے کے معنی میں جو کچھ صاحب سیرۃ النعمان نے ہوابندی کی ہے، میں یہاں پر ان کی ممدوح ومقبول کتاب کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:

المراد من اهل الرأی قوم توجهوا بعد المسائل المجمع علیها بین المسلمین او بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل من المتقدمین فکان اکثر امرهم حمل النظیر علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النظير و رد الی اصل من ا لا صو ل دو ن تتبع ا لا حا دیث و الآ ثار ۔(حجۃ اللہ البالغہ۔ ج اول۔ص ١٦١)

(ترجمہ: اہل الرائے سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیھا کے بعد کسی شخص متقدم کے قاعدہ پر تخریج مسائل کی طرف توجہ کی۔ان کا اکثر دستور یہی تھا کہ مسئلہ میں اس کے مشابہ مسئلہ کا جو حکم ہوتا، وہی حکم اس مسئلہ پر بھی لگا دیتے، اور مسئلہ کو انہی قواعد کی طرف پھیر پھار کر لے جاتے اور احادیث نبوی ﷺ اور اعمال واقوال صحابہ کے کھوج تلاش نہ کرتے)۔

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ اہل الرائے وہ لوگ کہلاتے تھے کہ مسائل میں قاعدہ لگا کر اور قیاس سے فتوی دیتے تھے، حدیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ سے ان کو سروکار نہ تھا۔

صاحب سیرۃ النعمان نے اس موقع میں امام ابوحنیفہ کا ایک خط نقل کیا ہے۔ اور بعد نقل مضمون خط کے، لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے جس خوبی سے اس دعوی کو ثابت کیا ہے، انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ دعوی تو یہ ہے کہ ایمان نفس تصدیق کا نام ہے، اور اعمال ایمان سے خارج ہیں، اس دعوی کی پہلی دلیل امام صاحبؒ کے خط کا مضمون آپ یہ نقل کرتے ہیں:

جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا، اسکا جان و مال حرام ہو جاتا تھا، پھر خاص ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے، فرائض کے احکام آئے۔

میں کہتا ہوں کہ اولاً تو یہ گفتگو ایمان میں ہے، اور امام صاحبؒ اسلام کی نسبت فرماتے ہیں کہ (جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا)۔کیا ایمان اور اسلام ایک چیز ہے؟ آپ تو اس کے قائل ہیں کہ ایمان واسلام دو چیز ہے۔اسلام انقیاد کا نام ہے اور ایمان تصدیق کا نام ہے۔باقی رہا شرعاً معتبر ہونے کی حیثیت سے دونوں میں تلازم ہونا اگر آپ کہیں تو یہ امر آخر ہے، ورنہ فقہ اکبر (جو امام ابوحنیفہ کی کتاب کہی جاتی ہے) میں اسلام کی تعریف لکھی ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسلام هو التسليم و الانقیاد لا مر الله تعالی

پھر اس مضمون کو ایمان سے کیا تعلق ہے جو امام صاحبؒ نے ایمان کی بحث میں اس کو پیش کیا۔ اگر آپ کہیں کہ اسلام سے یہاں مراد ایمان ہے، تو کیا صرف تصدیق بالقلب سے بغیر اقرار کے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ دوسرے، امام صاحب کے اس قول (جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا) سے کیا غرض ہے؟

اگر یہ مراد ہے کہ ارکان اسلام بجالاتا تھا، تو وہی مذہب محدثین کا ہے کہ جو شخص بغیر ارکان اسلام بجالائے کفر سے بالکل نہیں نکلتا اور سارے احکام اسلام دنیوی واخروی اس شخص پر جاری نہیں ہوتے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ جو شخص ان ارکان اسلام کو صرف مانتا تھا اور بجانہیں لاتا تھا، اس کی جان و مال حرام ہو جاتا تھا، تو یہ بات قرآن وحدیث وعمل درآمد خلفائے راشدین کے بالکل خلاف ہے۔ ایک حدیث اس معنی کی بضمن عبارت حجۃ اللہ البالغہ اوپر نقل ہو چکی ہے

امرت ان اقاتل الناس ۔ الحدیث۔

اوراب سورۃ توبہ کی یہ آیت نقل کی جاتی ہے:

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم و خذوھم و احصروھم واقعدوا لھم کل مرصد۔ فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم

(قتل کرو مشرکوں کو جہاں پاؤ، اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم کریں نماز اور دیا کریں زکوۃ، تو چھوڑ دو ان کی راہ)

شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کے فوائد میں لکھتے ہیں:

حضرت ﷺ نے فرمایا دل کی خبر اللہ کو ہے اور ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر ہے۔ اور ظاہر اسلام کی حد ٹھہرائی ایمان لانا اور کفر سے توبہ کرنا اور نماز اور زکوۃ۔ اسی واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوۃ موقوف کرے، تو اس سے امان اٹھ گئی۔ حضرت صدیق نے زکوۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا۔ عمل درآمد صحابہ کا بھی اسی سے ظاہر ہے اور یہ بات تو احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسلم الطرفین ہے کہ ابوبکر صدیق نے ان لوگوں پر جہاد کیا جنہوں نے بعد آنحضرت ﷺ کے زکوۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی موقوف کردی تھی اور ابوبکر صدیق نے علی رؤس الاشہاد فرمایا تھا:

و اللہ لو منعو نی عناقاً کا نوا یئو دو نھا الی رسول اللہ ﷺ لقا تلھم علی منعھا (مشکوۃ کتاب الزکوۃ فصل ثالث)

(قسم ہے خدا کی اگر لوگ ایک بکری کا بچہ بھی روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں دیتے تھے تو میں ان اس کے روکنے پر ضرور قتال کرونگا)

آیت قرآنی اور حدیث سے بھی وہ غلط ٹھہرا جو امام صاحبؒ کے خط کا یہ مضمون آپ نے نقل کیا ہے (پھر خاص ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرائض کے احکام آئے) کیونکہ آیت وحدیث میں صاف مذکور ہے کہ کفر سے توبہ اور نماز اور زکوۃ تینوں کا ساتھ ہی حکم ہوا، اور بغیر تینوں کے بجالائے احکام اسلام کے کسی پر جاری نہ ہوئے، اول ہی سیپارہ میں اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو ایمان بما انزل اللہ واقامت نماز و ایتاء زکوۃ تینوں کے ساتھ مخاطب فرمایا دیکھو پانچواں رکوع سورت بقرہ کا یبنی اسرائیل الذکروا ۔ الآیہ ۔پس کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ فرائض کا خطاب انہیں لوگوں کو ہوا۔علاوہ جولوگ ایمان لا چکے تھے ان کو ایمان کا حکم ہوا۔قرآن میں اس معنی کی بکثرت آیتیں موجود ہیں یا ایھا الذین آمنوا امنوا ۔ الآیہ ۔ یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم الآیۃ ۔اگر ایمان کے معنی مجرد تصدیق کے ہیں تو تصدیق والوں کو پھر ایمان کا کیوں حکم ہوا۔کیا تحصیل حاصل آپ جائز سمجھتے ہیں؟

دوسرا مضمون امام صاحبؒ کے خط کا شبلی نعمانی نے یہ نقل کیا ہے:

تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہوتے ہیں لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب میں فرق ہوتا ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہوتا ہے۔خدا تعالی نے خود کہا:

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً و الذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراھیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیہ ۔(یعنی تمہارے لئے اسی دین کو مشروع کیا جس کی وصیت نوح کو کی تھی اور جو تجھ کو وحی بھیجی اور جس کی وصیت ابراہیم وموسی اور عیسی کو کی وہ یہ ہے کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں متفرق نہ ہو)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ مضمون آیت کا تو حاصل اسی قدر ہے کہ دین قائم رکھنے اور متفرق نہ ہونے کا سب نبیوں کو حکم ہوا، اس کو اس دعوی سے کیا تعلق ہے کہ اعمال داخل ایمان نہیں ہیں؟ اور ان پر اطلاق ایمان کا نہیں ہوسکتا، یا یہ کہ دین و مذہب میں سب برابر ہیں، ایمان کا تو آیت میں ذکر بھی نہیں ہے۔ البتہ دین کا لفظ ہے۔ کیا آپ نے دین کے معنی ایمان سمجھا ہے۔ تو پھر اس کے کیا معنی ہوں کہ قائم رکھو دین کو۔

دوسرے قرآن مجید میں صریح ارشاد فرماتا ہے:

ان الدين عند الله الاسلام

(اللہ تعالی کے نزدیک دین اسلام حکم برداری کا نام ہے)

اور فقہ اکبر کی عبارت ہم اوپر نقل کر چکے کہ اسلام انقیاد اوامر الہی کو کہتے ہیں اور اسی کو اللہ پاک نے دین فرمایا۔ اس آیت سے امام صاحب کے دعوی کو کیا تعلق ہے؟

اس موقعہ میں اگر صاحب سیرۃ النعمان کہیں کہ ایمان و اسلام میں باین طور اتحاد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتا، تو میں کہوں گا کہ اس سے کیا غرض ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے کا قوام حقیقت میں داخل ہے، تو یہ بات اس کے خلاف ہے جو آپ نے لکھا ہے کہ دونوں سے کوئی حقیقت مرکب نہیں ہوسکتی، اور اگر یہ مراد ہے کہ احدهما شرط للآخر یعنی موقوف علیہ ہے، تو گویا صورت یہ ہوئی کہ شئے بعد وجود ذاتیات کے اپنے تقویم میں شیء خارج کی محتاج ہے۔

و ذا يستلزم المجعولية الذاتية و للكلام فيه سعة،

لیکن اگر ہم اس وضع نگارش کو اختیار کرتے ہیں تو اپنے انداز محدثانہ سے دور جا پڑتے ہیں۔

تیسرا مضمون امام صاحب کے خط کا شبلی نعمانی یہ نقل کرتے ہیں:

خدا نے جہاں فرائض بتائے ہیں اس موقع پر ارشاد فرماتا ہے يبين الله لكم ان تضلوا۔ اس لئے خدا نے بیان کیا کہ تم گمراہ نہ ہو۔ دوسری آیت میں ہے ان تضل احدهما فتذكر احدهما الاخرى۔ ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلا دے)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ اولاً یہ بات محض غلط ہے کہ خدا نے جہاں فرائض بمعنی اعمال بتائے ہیں اس موقعہ پر یہ آیتیں فرمائی ہیں۔ پہلی آیت تو سورت النساء کا آخر ہے وہاں یہ مضمون ہے کہ اللہ پاک نے وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے تاکہ تم کو حصہ بانٹنے میں گڑبڑ نہ ہو، اور کسی کو حق سے کم زیادہ نہ دے دو۔ اس آئت کو اس مسئلہ سے کیا تعلق ہے کہ اعمال جزو ایمان ہیں یا نہیں؟

دوسری آیت تو گواہوں کے بارہ میں ہے کہ دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورت کو گواہ بنانا چاہیے، تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے۔ دیکھو سورۃ بقرہ رکوع ۳۹۔ مستدل نے اولاً احدا هما کو احد هما بنایا، اور اخری کا ترجمہ دوسرا کیا۔ مگر یہ خیال نہیں رہا کہ تضل بہ تائے فوقانی کو یضل بہ بائے تحتانی بنا دیتے۔ فرمایئے کہ یہ تحریف نہیں تو کیا ہے؟ ان آیات سے دعوی مذکور پر استدلال کرنا قرآن سے ناواقفی اور نافہمی کی دلیل ہے۔ وہ حسن ظن جو لوگوں کو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہے اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ ایسے مضامین کی نسبت ان کی طرف کی جائے۔

امام ابوحنیفہؒ کے خط کا آخری مضمون، شبلی نعمانی نے یہ نقل کیا ہے:

> میرا یہ قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں، اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے، اور جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے، جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اس سے ترک ہو جاتے ہیں، وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گنہ گار مسلمان ہے، خدا کو اختیار ہے کہ اس پر عذاب کرے یا معاف کر دے۔

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ اس آخر قول امام ابوحنیفہ میں جملہ: اہل قبلہ سب مومن ہیں۔، کے کیا معنی ہیں؟ اہل قبلہ کے تو یہ معنی ہیں کہ جو بیت اللہ کی طرف نماز پڑھتا ہے۔ یہی ظاہر ہے اور اسی معنی کی شاہد ہے حدیث

من صلی صلو تنا و استقبل قبلتنا

تو معنی یہ ہوئے کہ ہر نماز پڑھنے والہ مومن ہے، تو صاحب عمل نمازی پر حکم ایمان کا ہے، نہ مجرد تصدیق بالجنان والے پر۔ اگر اہل قبلہ کے معنی آپ کوئی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتائیں تو اس کے لئے دلیل اور قرینہ درکار ہے۔

دوسرا جملہ بھی اس آخر مضمون کا اسی معنی کا شاہد ہے، یہ قول کہ جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مومن و جنتی ہے، اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ فرائض بجالانے والا مومن ہے۔

تیسرا جملہ امام صاحبؒ کے آخر مضمون کا یہ ہے:

جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اس سے ترک ہو جاتے ہیں۔

نہ یہ کہ مطلقاً بجا ہی نہیں لاتا، پھر ترک ہو جانے اور تارک ہو جانے کے معنی میں جو امتیاز ہے وہ ظاہر ہے اس کی نسبت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان ضرور ہے۔ حالانکہ بحث ایمان میں ہے، نہ اسلام میں۔

غرض امام ابوحنیفہ حاصل کلام میں اپنے خط کی ایک بات بھی خلاف محدثین کے نہ کہہ سکے، اور صاف اقرار کیا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے، اور نہ یہ کہہ سکے کہ تارک اعمال مجرد تصدیق رکھنے والا مومن ہے، اور کیوں کر کہتے، اگر ایسا ہوتو بہت سے کافر نصی مومن ٹھہریں گے۔ علمائے یہود آنحضرت ﷺ کو پیغمبر برحق یقیناً جانتے تھے، مگر ظاہری مصلحتوں سے انقیاد نہیں کرتے تھے۔ قرآن کی متعدد آئتیں اس پر شاہد ہیں:

یعر فو نہ کما یعر فو ن ابناء ھم۔ پارہ۔۲۔

فلما جاء ھم ما عر فوا کفروا بہ۔ پارہ۔۱۔

اگر اس موقع میں معرفت و تصدیق میں فرق نکالا جائے اور تصدیق کے معنی نسبت الصدق وغیرہ کے کہے جائیں، تو اس بناء پر تصدیق مقولہ فعل سے ٹھہرے گی، حالانکہ صاحب سیرۃ النعمان اس کو مقولہء کیف سے لکھتے ہیں۔ اور صحیح بخاری میں ابو سفیانؓ کی روائت ابتداء ہی میں ہے جس میں صریح مذکور ہے کہ ہرقل بادشاہ آنحضرت ﷺ کے پیغمبر برحق ہونے کا دل میں یقین رکھتا تھا، گویا دل سے منقاد تھا، مگر دنیاوی جھگڑے اس کو انقیاد ظاہری سے مانع تھے۔ ایسے لوگوں کو امام ابوحنیفہ بھی کافر کہتے ہیں، حالانکہ اگر ایمان مجرد تصدیق بالقلب کا نام ہے تو لازم یہ ہے کہ ایسے لوگ مومن ہوں۔ صاحب سیرۃ النعمان کو اس موقعہ پر یہ کہنا پڑے گا کہ وہ لزوم سے واقف نہ تھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ انہوں نے محدثین کی نسبت بے دھڑک لکھ دیا کہ اگر چہ اکثر محدثین ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتے تھے لیکن یہ نہ سمجھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ لزوم سے ناواقف تھے، حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ محدثین کا اعمال کو جزو ایمان کہنا اس طور پر ہے کہ ایمان ان کے نزدیک ایک شاخ دار چیز ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے:

الا یمان بضع و سبعو ن شعبة فا فضلها قول لا اله الا الله و اد ناها اما طة الا ذى عن الطريق و الحياء شعبة من ا لا يما ن

متفق علیہ۔ (ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ سب سے بڑی شاخ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستہ سے تکلیف کی چیز دور کرنا ہے، اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی)

اور اس کا مضمون حجۃ اللہ البالغہ سے بھی ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ پس جیسے شاخوں کے کٹنے سے درخت میں نقصان آتا ہے، مگر جڑ قائم رہتی ہے، ویسا ہی اعمال کے نقصان سے ایمان میں نقصان آتا ہے مگر جڑ قائم رہتی ہے، یعنی بالکل ایمان زائل نہیں ہوتا۔

باقی رہا امام ابوحنیفہ کی طرف سے منطقی اعتراض کہ انتفائے جزء سے انتفائے کل لازم آتا ہے، جیسا کہ نعمانی صاحب لکھتے ہیں (حالانکہ لزوم قطعی اور یقینی ہے)

میں کہتا ہوں کہ لزوم سے آپ کی غرض اگر یہ ہے کہ جزئیت اعمال کو لازم ہے کہ انتفائے اعمال سے ایمان کل من حیث الکل نہ پایا جاوے تو مسلم ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی جزء خاص کے پائے جانے پر ترتب ثواب نہ ہو، کیونکہ یہ تقدیرات ربانی سے ہے اللہ پاک پر یہ لازم نہیں کہ صرف کسی ایک جزء کے پائے جانے پر بغیر پائے جانے والے جمیع اجزاء ایمان کے ترتب ثواب کو بقدر اس جزء کے مقدر نہ فرمائے۔ يفعل ما يشاء و يحكم ما يريد۔ ایسی ذری سی بات وہ مشکل معلوم ہوئی کہ ظاہر نصوص سے اعراض کیا گیا، اور تاویلوں کی کوئی حد نہ رکھی۔ باوجود اعتراف نکتہ شناسی امام ابوحنیفہؒ کی ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کرنا، محض خلاف عقل ہے۔ تعجب ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ایسی تقریریں امام ابوحنیفہ کی مزید مبالغہ مدح وثنا کے ساتھ کیوں کر نقل کرتے ہیں۔

شبلی نعمانی نے اعمال کے خارج از ایمان ہونے پر امام ابوحنیفہ کی بہت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی دلیل یہ نقل کی ہے کہ قرآن میں ایمان اور عمل بسبیل عطف آئے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ کیوں جناب درود ماثورہ میں بروائت ابو داؤد جواز واجہ و ذریتہ واہل بیت بسبیل عطف وارد ہے، تو کیا امام صاحب کے نزدیک اہل بیت نبی ﷺ ذریت نبی ﷺ میں داخل نہیں۔ بھلا یہ کون کہہ سکتا ہے کہ اہل بیت ذریت نہ تھے، یا ازواج اہل بیت نہ تھیں۔ اور سورۃ والعصر میں جو عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر اللہ پاک نے بسبیل عطف فرمایا ہے تو کیا امام صاحبؒ کے نزدیک تواصی بالحق و تواصی بالصبر اعمال صالحہ میں معدود نہیں ہے، یا تواصی بالصبر پر تواصی بالحق کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

دوسری دلیل شبلی نعمانی اپنے زعم میں نہائت پختہ اور قوی یہ فرماتے ہیں:

من یؤمن باللہ فیعمل صالحاً میں حرف تعقیب آیا ہے جس سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے۔

میں (عبدالعزیز رحیم آبادی) کہتا ہوں کہ یہ عبارت قرآن میں کہاں ملتی ہے؟ مضمون تراشی کرتے کرتے صاحب سیرۃ النعمان کا ذہن قرآن کی آیت بھی بنانے لگا۔ اس جرأت کا کچھ ٹھکانا ہے، قرآن جو ہر فرد بشر کو میسر ہے لاکھوں حفاظ موجود ہیں، اس کا حوالہ غلط دینے میں جب صاحب سیرۃ النعمان کو کچھ باک نہ ہوا تو ایسے بے باک شخص کی کسی سند وحوالہ کا کیوں کر اعتبار ہوسکتا ہے۔ یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے کہ نعمانی لوگ نصرت مذہب کے لئے قرآن کی آیت بھی اپنی طرف سے بنا لینی کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے۔ علاوہ، اگر یہ سچ بھی ہوتا تو صاحب سیرۃ النعمان (جن کو اپنی عربیت کا دعوی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: بادیہ پیمائے عرب بودہ ام) سے پوچھنا چاہیے کہ فا کا تعقیب ہی میں انحصار کہاں ثابت ہے۔ فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ اور توضأ فغسل وجھہ وغیرہ میں آپ تعقیب ثابت کریں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ الایمان لا یزید و لا ینقص یعنی ایمان کم وبیش نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ میں صاحب سیرۃ النعمان نے موافق مذہب محدثین اقرار کیا ہے کہ ایمان کم وبیش ہوتا ہے۔ متعدد آیتوں سے اس کا صراحۃً ثابت ہونا مانا ہے۔ چنانچہ بعد نقل بعض آیتوں کے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں نص صریح ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قول: ایمان کم وبیش نہیں ہوسکتا۔، کے دوسرے معنی آپ بتاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ کے قول کا مطلب نہ صرف محدثین اور شافعیہ نے بلکہ خود احناف نے بھی نہیں سمجھا۔

میں کہتا ہوں کہ نہائت غنیمت بات ہے کہ بارہ سو برس کے بعد آپ نے غلطی کا تدارک کیا۔ علمائے محدثین وشافعیہ تو درکنار خود حنفی مذہب کے علماء بھی امام صاحبؒ کے قول کا مطلب غلط سمجھے ہوئے تھے، آپ نے ٹھیک مطلب نکالا ہے، مگر جب بن جائے۔ شبلی نے یہاں پر اولاً مذہب محدثین کا اس مسئلہ میں یہ نقل کیا ہے کہ ایمان بلحاظ مقدار کے زیادہ کم ہوتا ہے، اور اس پر قسطلانی کی عبارت شہادت میں لکھی ہے۔ محدثین کا مذہب اس بارہ میں تو مسئلہ اول کے بیان میں مذکور ہو چکا مگر اس قدر لکھنا اس جگہ بے موقعہ نہیں معلوم ہوتا کہ عبارت قسطلانی کا مطلب شبلی نعمانی نے غلط سمجھا۔ اس عبارت کا ترجمہ خود آپ یہ کرتے ہیں:

> ایمان ثواب کے کام کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور گناہ کرنے سے گھٹ جاتا ہے۔

اس عبارت کا یہ مطلب کیوں کر ہوا کہ اعمال چونکہ جزو ایمان ہیں اس واسطے ان کی زیادتی سے اجزاء ایمان کی زیادتی ہے اور ان کے کم ہونے سے اجزاء ایمان کے کم ہو جاتے ہیں کیونکہ اس عبارت میں بائے سببیہ ہے اور سبب شئے کے لئے ضرور نہیں کہ داخل شئے ہو۔

دوسرے اس عبارت میں یہ مضمون بھی ہے کہ گناہ کے سبب سے ایمان گھٹ جاتا ہے اور گناہ ترک اعمال میں منحصر نہیں ہے۔ کیا ارتکاب منکرات گناہ نہیں ہے۔

اس کے بعد آپ نے امام ابوحنیفہؒ کے قول کا مطلب خلاف سابقین کے یہ فرمایا ہے:

> امام صاحبؒ کا یہ دعوی نہیں ہے کہ ایمان بلحاظ کیفیت شدت وضعف کے زیادہ وکم نہیں ہوسکتا، بلکہ ان کا یہ دعوی ہے کہ ایمان مقدار کے اعتبار سے کم وبیش نہیں ہوتا ہے۔ یہ دعوی اس بات کی فرع ہے کہ اعمال جزء ایمان نہیں ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ بات تو آپ نے بہت عمدہ بنائی ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ خود امام صاحبؒ کے خط کا مضمون جو آپ ہی نے لکھا ہے آپ کے مطلب کے خلاف ہے۔ صفحہ ۱۲۶ میں آپ امام صاحب کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہیں۔

عمل اور تصدیق کو دو جدا گانہ چیز فرما کر امام صاحبؒ یہ لکھتے ہیں تصدیق میں سب مسلمان برابر ہیں۔ پس امام صاحبؒ کے نزدیک قطع نظر عمل کے نفس تصدیق میں مساوات ہے اور تصدیق اسی اذعان اور یقین کا نام ہے جس کو آپ مقولہء کیف سے مان چکے ہیں۔ آپ ہی کی عبارت مثبتہ منقولہ سے آپ کا مطلب (جو آپ نے امام ابوحنیفہ کا قول بنایا تھا) غلط ٹھہرا۔ تعجب ہے کہ آپ خود اپنی کتاب کے مفاد پر مطلع نہ ہوئے، اور حافظ خطیبؒ بغدادی جیسے شخص کی نسبت بے باکانہ ایسے کلمات لکھ دیئے:

خطیب بغدادیؒ نے صفحے کے صفحے سیاہ کر دیئے اور یہ نہ سمجھے کہ امام صاحبؒ کا دعوی کیا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے امام صاحب کا مطلب کیوں کر اور کہاں سے سمجھا؟ ذرا اس کو تو بتایئے۔ علاوہ کسی کلام کا مطلب تمام دنیا کے علماء کے سمجھ میں نہ آنا، یہ کلام اور متکلم کا نقصان نہیں، تو کیا ہے؟ پھر آپ کا یہ بھی اقرار ہے کہ:

اس قسم کے تمام مسائل میں امام صاحب اپنی خاص رائیں رکھتے تھے۔ (سیرۃ النعمان۔ص ۱۳۰)

یہ صریح اقرار ہے اس بات کا کہ امام صاحب کے مسائل مذہب ماثور صحابہ و تابعین کے خلاف تھے ورنہ مسائل میں خاص رائے رکھنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

نوٹ نمبر ۵

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی عبارت تفسیر مظہری سے نقل کرنا مناسب معلوم ہے۔ تفسیر مظہری میں تحت آیت کریمہ

ان یشاء یذھبکم ایّھا النّاس و یأت بآخرین (النساء: ۱۳۳)

لکھا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک حضرت سلمان کی پشت پر مار کر فرمایا یقیناً وہ لوگ اس کی قوم والے ہوں۔ اس حدیث کی روشنی میں اس کا مفہوم ویسا ہی ہوگا جیسے آیت ان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم کا۔الخ

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کا بیان منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی جب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم اتری تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں حضور ﷺ نے دست مبارک حضرت سلمان پر رکھ کر فرمایا کہ ایمان ثریا پر بھی ہوگا (یعنی زمین پر ایمان کا کہیں وجود نہیں رہے گا) تب بھی کچھ لوگ ان (کی قوم) میں کے ایمان کو حاصل کرلیں گے۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آیت و ان تتولوا یستبدل قوماً خیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (اگر تم منہ پھیر لوگے تو اللہ تمہارے علاوہ کچھ اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ لوگ تم جیسے (کافر بداعمال) نہ ہوں گے تلاوت فرمائی)۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے۔ حضور ﷺ نے دست مبارک سلمان (فارسی) کی ران پر مار کر فرمایا اور اس کی قوم والے اگر دین ثریا پر بھی ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو پالیں گے۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ ہی کی روایت سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عجمیوں کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا میں ان پر یا (فرمایا) ان میں سے بعض پر تم سے یا (فرمایا) تمہارے بعض لوگوں سے زیادہ اعتماد رکھتا ہوں۔

ان روایات کے بعد قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

لعلّ فی ھذہ الاحادیث اشارۃ الی مشائخ ماوراء النّھر بھاء الدین نقش بند و امثالہ فان ھئولاء الکرام من الاعاجم و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طناً و ان کا ن اکثرھم من آل النّبیّ و اصحا بہ نسباً قد احیوا سنّۃ النّبیّ بعد ما امیتت و ما رضوا بالبدعۃ وان کانت حسنۃ و نعمہ ما قا ل الجا می

سکہ کہ در یثرب وبطحا زدند نوبت آ خر بہ بخارا زدند

و ایضاً علی علماء ماوراء النھر مثل ابی عبد اللّٰہ البخاری امثا لہ من المحد ثین و الفقھاء و اللّٰہ اعلم ۔

(تر جمہ: میں کہتا ہوں شائد ان احا دیث میں حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندی اورآپ جیسے دوسرے مشائخ ماوراء النہر کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بزرگ اگر چہ عجمی النسل نہ تھے مگر وطنیت کے اعتبار سے عجمی تھے اکثر حضرات رسول اللہ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام کی نسل سے تھے انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کی مردہ سنت کو زندہ کیا اور کبھی بدعت سیئہ ہو یا حسنہ پسند نہیں کیا۔ مولا نا جامی نے کیا خوب کہا ہے

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

جو سکہ مکہ مدینہ میں چلا وہ دوسری بار بخارا میں چلا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ماوراء النہر کے محد ثین کرام اور فقہاء عظام کی طرف اشارہ ہو جیسے امام ابو عبداللہ بخاری وغیرہ۔

(تفسیر مظہری جلد۳۔ص ۱۹۹۔ تر جمہ وتشریح: سید عبد الدائم جلالی۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱۹۹۹ء۔، ہدایۃ المعتدی مصنفہ عبدالعزیز رحیم آبادی)

(بخاری شریف کی جس روایت کی طرف اوپر اشارہ ہوا ہے، یوں ہے: بہا:

حد ثنا عبد العزیز بن عبد اللہ: حد ثنی سلیما ن بن بلا ل عن ثور عن ابی الغیث عن ابی ھر یرۃ قا ل :

کنا جلو ساً عند النبی ﷺ فأنز لت علیہ سورۃ الجمعۃ :

و آ خر ین منھم لمّا یلحقوا بھم ۔،

قال: قلت : من ھم یا رسو ل اللہ ۔

فلم یرا جعہ حتی سأل ثلا ثاً و فینا سلما ن الفارسی ، و ضع رسو ل اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ یده علی سلمان ، ثم قال : لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من ھؤلاء (صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۸۹۷)

حد ثنا عبد اللہ بن عبد الوھاب حد ثنا عبد العزیز :

اخبرنی ثور عن ابی المغیث عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ : لناله رجال من ھؤلاء ۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۸۹۸)

منح الباری سے نوٹ

کتاب مستطاب دراسات اللبیب ، مضمون اتباع سنت میں تصنیف ہے مصنف اس کا علامہ محمد معین ابن محمد امین سنی المعتقد حنفی المذہب ہے شاہد اس پر خود یہی کتاب ہے جو اس کو اول سے آخر تک دیکھے اس کی صداقت معلوم کرے جب یہ کتاب چھپ کر شائع ہوئی اور اہل بدعت کی اس سے قلعی کھلی اور ان پر یہ سخت بلا نازل ہوئی نہ اس کو قبول کر سکیں کیونکہ حق بات کو قبول کرنا اور اپنی رہبانیت کا چھوڑنا ان پر موت سے زیادہ ہے، اور نہ اس کا جواب لکھ سکیں کیونکہ حق کے مقابلہ میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے فما ذا بعد الحق الا الضلال تو انہوں نے یہ تدبیر نکالی کہ اس کتاب کو بدنام کیجئے اور عوام الناس میں غلط مشہور کر دیجئے پس یہ بات مشہور کر دی کہ یہ کتاب کسی رافضی کی تصنیف ہے اس میں دوازدہ امام کا لفظ مصنف نے لکھا ہے اور اہل بیت نبوی کو طاہر پاک معصوم کہا ہے اور ایسے ہی کئی ایک اعتراض مشہور کئے۔

پس مولانا واولینا عبد اللہ عرف مولوی غلام رسول قلعہ والے نے ایک مختصر تحریر میں ان سب اعتراضوں کے جوابات مدلل لکھے اور تمام بول چال اس کتاب کے اہل سنت کی کتابوں کے موافق کر دکھائے اس دن سے ان کا منہ بند ہوا اور چرچا موقوف ہوا۔ وہ تحریر جناب ممدوح کی اس عاجز کے پاس موجود ہے جس صاحب کو اس کے مطالعہ کا شوق ہو وہ بلا تکلف طلب فرماویں اور یہ عاجز اس مقام میں ان تہمتوں اور بدگمانیوں کے جواب میں سنی المعتقد حنفی المذہب ہونا صاحب دراسات کا خود اس کی کتاب سے ثابت کر دیتا ہے ۔ اس کے ضمن میں یہ بھی واضح ہوگا کہ معصوم ہونا اہل بیت کا صاحب دراسات کے اعتقاد میں بمعنی محفوظ ہونے کے ہے نہ ان معنوں سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان سے خطا کا صادر ہونا محال ہے جیسا کہ شیعہ کا اعتقاد ہے۔

قا ل ر حمه الله فی اوا خر الدراسة الخا مسة من ذلك الكتا ب و مما يجب ان انبّه عليه ان هذا الكلا م فی عصمة ا لا نبياء جر ينا فيها جر ی الشيخ ا لا كبر قدس سره فيها فی المهدی من حيث ان مقصو د نا منه ان قو له ﷺ فيه يقفوا ا ثری لا يخطاء لما دل عند الشيخ علی عصمته فحد يث الثقلين يد ل علی عصمة ا لا ئمة الطاهر ين بما مر تبيا نه و لست اعقد ا لا تا مل علی ان العصمة الثا بتةفی ا لا نبياء عليهم الصلوة و السلا م يو جد فی غير هم و انما اعتقد فی اهل الو لا ية قاطبة العصمة بمعنی الحفظ وعدم صدور الذ نب لا استحا لة صدوره والا ئمة الطا هر ين اقد م من الكل فی ذ لك و بذ لك يطلق عليهم ا لا ئمة المعصو مو ن فمن ر ما نی من هذا البحث با تبا ع مذ هب غير السنة مما يعلم الله سبحا نه برا ء تے منه فعليه اثم فر ية و الله خصيمه و كيف لاا خاف من هذا الكلا م و قد خاف شيخ ار با ب السير فی السيرة الشا ميّه من الكلا م علی طرق حد يث رد الشمس بد عا ئه ﷺ لصلوة علیؓ و تو ثيق ر جالها ان ير می با لتشيع حيث رأی الحا فظ الحسكا نی فی ذ لك سلفاً الی آخر ما نقله من كلا م صا حب السيرة الشاميه۔

تر جمہ: اور ایک بات وا جب التنبیہ یہ ہے کہ جو میں نے عصمت آ ئمہ میں کلام کیا اس میں میں نے شیخ اکبر کی چال چلی ہے کیونکہ مقصود میرا اس کلام سے یہ ہے کہ جب کہ شیخ اکبر کے نز دیک یہ حد یث امام مہدی کے با ب میں یقفوا ا ثری لا یخطأ دلالت کرتی ہے مہدی کی عصمت پر تو حدیث ثقلین کی یعنی جس میں یہ ارشاد ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے میں تم میں دو چیز یں چھوڑ جا تا ہوں کہ وہ آ پس میں جدا نہ ہوں گے ایک کتا ب اللہ دوسرے میرے اہل بیت الحد یث۔ یہ دلالت کرتی ہے عصمت پر اہل بیت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جیسا کہ بیان اس کا گزر چکا ہے اور میں یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ جو عصمت انبیاء میں پائی جاتی ہے وہ اوروں میں بھی ہے بلکہ مجھ کو تمام اولیاء کی جناب میں اس معنی کر عصمت کا اعتقاد ہے کہ ان کو اللہ خطا سے بچا لیتا ہے نہ اس معنی کر کہ ان سے خطا کا صادر ہونا محال ہے اس معنی اول میں اہل بیت تمام اولیاء سے مقدم ہیں اسی واسطے ان کو آئمہ معصومین بولا جاتا ہے۔ پس جو کوئی اس گفتگو کے سبب سے مجھے اتباع مذہب غیر سنت و جماعت کی تہمت کرے جس سے بری ہونا میرا اللہ کو معلوم ہے تو گناہ اس کی تہمت کا اسی پر پڑے اور اللہ جل شانہ اس سے سمجھے اور میں کیونکر اس اتہام سے خوف نہ کروں جس حالت میں ارباب سیرت کے بزرگ نے کتاب سیرۃ شامی میں بسبب اپنے کلام کرنے کے بیچ سندوں اوس حدیث کے جس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی نماز کے واسطے آفتاب کو دعا سے پھروا دیا، یہ خوف کیا ہے کہ مجھے کوئی شیعہ ہونے کی تہمت نہ لگا دے کیونکہ پہلے امام حسکانیؒ پر بسبب اس کے کلام کرنے کے بیچ طرق اس حدیث کے ذہبی نے تہمت تشیع کی لگا دی تھی آخر تک اس کلام سے جو صاحب دراسات نے سیرت شامی سے بعینہ نقل کیا ہے۔

و قال فی الدراسة الثانی عشر من ذلك الكتاب الدراسة الثانیه عشر فی ایداء حسن الطویة الی الامام الاجل ابی حنیفه رحمه الله تعالی و لزوم التادب به و بمذهبه و الذب عنه و رد ما قیل فیه اعلم عصمك الله تعالی عن ریب نبوتك و احسن فی المومنین ظنونك انی بتصنیفی هذا الكتاب كدت ان یرمینی من لاعلم عنده و لا معرفة بسوء العقیدة الی الامام ابی حنیفه لظنه انی تركت مذهبه ولرجل لا یترك مذهباً الا سخطة لرأی صاحبه و رویة الفضل لما یصیر الیه و تعضیة فی ذلك ما ذكرت فیه من جسارات الحنفیة علی خلاف الاحادیث الصحیحه و هو ظن فاسد و اعتقاد كاسد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فا نی تر کت مذهبه ا لا فیماخالف ا لحد یث الصحیح و لم یظهر علیّ جوا ب المذهب عن ذ لك و هذا عمل بمذ هبه حیث او صی علی ما و صل الینا با لسند الصحیح منه ان الحد یث اذا خا لف به رأی ا حد فلیا خذ بالحد یث و العمل بو صیة لا یسمی تر کا لمذهبه مع ان من تر ك مذهباً بقوة دلیل غیره لاسخطة و لا ازدراء با لمترو ك بل مع تجو یز ان لصاحب المذ هب عن هذا الد لیل جوا باً لا یکو ن تر که هذا مذ مو ماً کما عرفت اول الکتا ب و جسا تاة الحنفیة لا ینسب الی امامهم و من الجهل الشنیع انتساب اقوا ل التا بعین الی المتبو عین کماتقدم بیا نه و خو ف الطعن هذا دعا نی الی انعقا د هذه الدرا سة فی هذه الترجمة لتکون شهادة صا دقة علی کذ ب الطا عن فی عین الکتاب و ان اد ری انّ من الناس من لاینفعه ا لا شق القلب قد قال ﷺ هلا شققت قلبه و الله یعلم منی انی فی کل ماا ظهر به فی هذه الدرا سة من حا لی صا دق انشا ء الله رز قنی الله سبحا نه الکینونه التی امر بها فی الکتاب المجید و قا ل یا ایها الذین آ منوا اتقوا الله و کو نوا مع الصادقین و هم العا ر فو ن بالله سبحا نه و اهل ا لحد یث الملتز مو ن بصدق اللهجة و هو اصل صنعتهم و مدار حرفتهم لا زا لت معمرة لما خر بت من انبیة السنة ثم انی لا اشتغل بذکر مناقبه الجمة التی ملات ا لآ فاق واقر بها اهل الخلا ف و الو فاق و دو نت فیها ا لا سفار و تغمیت بذ کر ها ا لا مصار و الا قطار فا ن ما اهمنی ههنا هو ما انا علیه من التا د ب بحضرة هذا الا ما م البا ذع ..

تر جمہ: دراسہ با رھویں میں بیا ن ا ظہارخوش اعتقا دی کے بیچ جنا ب اما م بز رگ ابوحنیفہؒ اور لا زم پکڑ نے ادب کے آپ کے مذ ہب سے اور رفع اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رد میں ان باتوں کے جوان کی شان میں لوگوں نے کہی ہیں۔ جان تجھے اللہ بچاوے حوادث زمانہ سے اور بہتر کرے تیرے ظن کو مومنوں کے حق میں کہ میں بسبب تصنیف اس کتاب کے بعید نہیں کہ متہم ہو جاؤں بے علموں کے نزدیک باتہام بد اعتقادی کے جناب میں امام ابو حنیفہؒ کے کیونکہ یہ لوگ خیال کریں گے کہ میں نے آپ کا مذہب چھوڑ دیا ہے اور کوئی شخص کسی کا مذہب بدون اس کے کہ اس کو برا جانے اور دوسرے مذہب کو بہتر سمجھ لے کبھی نہیں چھوڑتا اور ان کے اس خیال کو مضبوط کردے گا ذکر کرنا میرا اس کتاب میں حنفیوں کی دلیریوں کو برخلاف احادیث صحیحہ کے سو یہ ظن ان کا فاسد اور خیال ان کا جھوٹا ہے اس لئے کہ میں نے ان کا مذہب نہیں چھوڑا بجز اس مسئلہ کے جس میں حدیث کا خلاف ہے اور مجھے اپنے مذہب کی طرف سے جواب شافی معلوم نہیں ہوا سو یہ عین تابعداری ان کے مذہب کی ہے کیونکہ سند صحیح سے ان کی وصیت مجھ کو پہنچ چکی ہے کہ جب حدیث صحیح کسی کی رائے کے برخلاف معلوم ہو تو عمل حدیث پر چاہیے سو اس وصیت پر عمل کرنے کو ترک مذہب نہیں کہا جاتا اور ترک مذہب بھی اگر قوت دلیل کی نظر سے ہو نہ رنج اور استخفاف سے، برا نہیں گنا جاتا۔ رہا ذکر کرنا ہمارا حنفیوں کی دلیریوں کو سو وہ امام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اور بڑی جہالت کی بات ہے کہ تابعداروں کے قول کو کوئی امام کی طرف نسبت کرے۔ سو اسی خوف نے مجھے اس دراسہ کے لکھنے پر آمادہ کیا تاکہ خود اسی کتاب میں یہ دراسہ میری شہادت ادا کردے اور کذب اس بہتانی کا ثابت کردے اگرچہ مجھے یہ بھی خبر ہے کہ بعضے لوگوں کو بجز اس کے کہ دل کو چیر کر دیکھ لیں اس شہادت سے کچھ نفع نہ ہوگا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے کہ جو کچھ میں اس دراسہ میں بیان کرتا ہوں سب سچ اور میرے حال کے مطابق ہے اللہ تعالی مجھے ان راست گوؤں میں کرے جن کے ساتھ ہونے کا کونوا مع الصادقین میں ارشاد ہے۔ وہ کون ہیں عرفانی حقانی اور اہل حدیث لازم پکڑنے والے سچے سخنوں کو پس میں یہاں پر وہ مناقب امام ابو حنیفہؒ کے جو تمام عالم میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رہے ہیں اور مخالف وموافق ان کے اقراری ہیں اور کتابوں میں جمع ہیں اور سب شہروں اور گاؤں میں ان کا نغمہ ہو رہا ہے ذکر نہیں کرتا بلکہ میں اپنا ادب ان کی جناب میں ظاہر کرتا ہوں۔ الخ۔

اس تمہید کے بعد صاحب دراسات نے وہ مسائل بیان کئے ہیں جن میں بلا دلیل محض بنا بر حسن ظن صاحب دراسات نے امام ابوحنیفہؒ کی پیروی اختیار کر رکھی ہے پھر وہ مسائل بیان کئے جن میں ابوحنیفہؒ اور اماموں سے دلیل کی راہ سے غالب ہیں، پھر ان اعتراضات کو جو لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ پر کئے ہیں نقل کر کے حتی الوسع کمال ارادت اور حمایت سے ان کے جوابات دیئے ہیں اگرچہ وہ جوابات موجب اسکات خصم نہیں لیکن ان سے ارادت اور اعتقاد صاحب دراسات کا جناب میں امام ابو حنیفہ کی صاف ثابت ہوتا ہے طالب شائق اصل کتاب کا مطالعہ کرے تو اس پر سنی حنفی ہونا صاحب کتاب کا واضح ہو جاوے اور کذب و بہتان ان بدعتیوں کا جو اس کتاب کو بدنام کرتے ہیں کھل جائے۔

تمت بالخیر۔

ابوسعید محمد حسین بٹالوی

اعلان دافع ہذیان

بعد حمد وصلوۃ کے مسلمانوں پر مخفی نہ رہے کہ اس اخیر زمانہ میں بسبب افشائے جہل اور ارتفاع علم کے عجب تخریب دین پر بعضے لوگوں نے کمر باندھی ہے کہ جو ان کے جی میں آتا ہے اس کا نام دین رکھ کر بے خبر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور انجام آخرت اور وبال اضلال خلق خدا سے ہرگز نہیں ڈرتے اور ان میں سے بعضے مخرّب دین تو ایسے ہیں کہ ان کی تخریب اکثر لوگوں پر کھل گئی ہے اس لئے ان کو غیر پابند شریعت جان کر ان کی تخریبات سے کم وہ لوگ ہیں جو بھکتے ہیں اور ان کی تخریب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین سے اقل قلیل مسلمان ناواقف ہیں ورنہ ان کا حال وقال بیشتر مسلمان بھائیوں پر اظہر من الشمّس ہے اور بعضے ایسے ہیں کہ بظاہر ملانہ روش اور حنفیانہ مشرب لوگوں میں مشہور ہیں اور اپنے دل کی سمائی ہوئی بات کے شیوع میں آیت اور حدیث اور اقوال سلف علی العموم اور اقوال مشائخ اور اکابر حنفیہ علی الخصوص سب کو پس پشت ڈالتے ہیں اور حنفی لوگ پھر اون کو موید مذہب جانتے ہیں مثلاً محمد شاہ پنجابی کہ اپنی ہر تحریر میں اپنے آپ کو حنفی مشرب ظاہر کرتا ہے اور مخالفت حنفیت سے قطع نظر سرقہ فی الروایت اس کا عام ادنی سا ایک ایسا وطیرہ ہے کہ کوئی تالیف اس کی اوس سے خالی نہیں۔ جس صاحب کا جی چاہے اوس کی تالیفات میں سے کوئی کتاب اس فعل شنیع سے خالی بتا دے اسی وجہ سے جو کوئی تالیف وہ نئی کرتا ہے بحکم کل جدید لذیذ، چندے وہ لوگوں میں متداول رہتی ہے، پھر سوائے چند ناشناس حق کے موافق اور مخالف سب کے نزدیک کس مپرس ہو جاتی ہے اور اگر اس سرقہ روایت سے باز آ کر جہاں کہیں تفریعاً یا استینافاً خود کچھ کہتا ہے وہ ایسا ہذیان ہوتا ہے کہ باجتماع کلام سابق ولاحق خود اس میں اس کا ردّ ہوتا ہے اور کسی کو رد وابطال کی کچھ ضرورت نہیں رہتی۔ اب کے پھر اوس نے ان دنوں میں ایک رسالہ آمین بالجہر کی ممانعت کا لکھ کر چھپوایا ہے اور عنقریب اوس کو شائع کرنے والا ہے۔ کل تھوڑی دیر کے واسطے ایک صاحب نے اوس رسالہ کے چند اوراق راقم الحروف کو دکھائے۔ چونکہ اوس کی عادت قدیمہ یعنی نقل روایت کی جگہ سرقہ اور توجیہ درایت کی جگہ ہذیان مجنونانہ اوس میں بھی موجود تھے نظر براں راقم الحروف کو خیال آیا کہ بعد شیوع تو یہ رسالہ بھی ازخود اس کی اور تالیفات کی طرح ارباب فہم کے نزدیک ساقط الاعتبار ہونے والا ہے مگر بحکم الدین النصیحۃ پیش از شیوع اگر اوس کی اس عادت قدیمہ کے دونوں جزو (یعنی نقل روایت میں سرقہ اور توجیہ درایت کی جگہ ہذیان) اس چھوٹے سے رسالہ میں بھی بطور نمونہ ازخروار، انجان مسلمانوں کو جتا دیئے جاویں تو یہ خامہ فرسائی خالی از اجر نہ ہوگی اور اوس کی اس عادت قدیمہ کے دونوں جز جتانے میں بالفعل اختصار اس وجہ سے ہوا کہ طول دینے میں درنگ ہوگی اور درنگ میں وہ رسالہ شائع ہو کر خود زبان حال سے ارباب فہم پر امر ما نحن فیہ کو واضح کر دیگا اور راقم الحروف کا یہ موقع اجر ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اب غالب تو یہی ہے کہ بحکم العاقل تکفیہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشارۃ، اس مختصر سی مقدار ما ذکر اوس کے اور تمام تالیفات میں امر ما نحن فیہ کو عقلاء پر ہادی بن کر واضح کر دے اور اگر کسی کو اشارۃً یا حکایۃً اوس کی کسی تالیف میں امر ما نحن فیہ کی نسبت کلام رہے تو برائے خدا وہ شخص اوس اشارت اور حکایت کو راقم الحروف تک پہنچا دے کیونکہ اور اہل علم گو اس کی تالیفات سراپا مملوۂ ابطال فی نفسہا کی تنبیہ ابطال کو تضیع اوقات جانتے ہیں مگر چونکہ راقم اون اہل علم میں سے نہیں کہ اس قیل و قال میں پڑنے سے خارق اجماع کہلاوے اس لئے بشرط اس کے کہ بعد دادیدان سطور کے کسی صاحب کو اوس کی کسی تالیف میں بہ نسبت ثبوت امر ما نحن فیہ کے کلام رہے میں اوس کو منتہی تک پہنچانا اس باعث اجر کا تتمہ جانتا ہوں لہذا پیام ماسبق ناظرین کی خدمت میں عرض کر کے اصل مقصد اب شروع کرتا ہوں۔

واضح رہے کہ اوس مخرب دین نے شروع اس رسالہ کا اوس درایت سراپا غباوت سے کیا ہے کہ مقلد اوس کا ہرگز مجاز نہیں ہے چنانچہ کہا ہے:

لا بد ہے ملاحظہ کرنا قاعدہ کلیہ کا ہر مسئلہ دین میں۔

حالانکہ یہ شان مجتہد کی ہے۔ نہ مقلد کی۔ خیر اس سے قطع نظر وہ جو اس نے قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ:

قرآن شریف خواہ خاص ہو یا عام اصل مقدم ہے اخذ احکام دین میں حدیث شریف پر۔

اور اوس کی دو وجہ بیان کی ہیں اور پھر اس قاعدہ کلیہ کی دونوں وجہوں پر تفریع کر کے یہ کہا ہے کہ:

پس ثابت ہوا ان دونوں وجہوں سے قاعدہ کلیہ کہ قرآن شریف اصل مقدم ہے اخذ احکام دین میں حدیث شریف سے بایں طور کہ حدیث شریف کی طرف اوس وقت رجوع کیا جاوے اخذ احکام دین میں کہ قرآن شریف میں وہ حکم نہ پایا جاوے اور جو حدیث کہ موافق قرآن شریف کیہو گی وہ حدیث مرجح ہوگی اور جو حدیث صحیح ہو یا حسن مخالف قرآن کے ہو تو اوس حدیث کی تاویل کر کے موافق قرآن شریف کے عمل کیا ئے، والّا وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث متروک العمل کی جائے جیسا کہ کتب اصول میں مذکور ہے انتہی کلامہ
پھر بطور تفریع ثانی کے کہا ہے:

پس جب کہ معلوم ہوا قاعدہ کلیہ مذکورہ، تو اب جاننا چاہیے کہ آمین مذہب حنفی میں مسنون ہے اخفاء اوس کا اور مکروہ ہے جہر اور رفع صوت اوس کا جیسا کہ عنقریب آتا ہے بیان اوس کا۔ الخ

اگر چہ اوس کی دونوں وجہ میں کلام ہے اور یہاں بہت، سوا اس کے کلام طویل ہے لیکن اور کلام سے قطع نظر کر کے عرض ہے کہ اس کے اس کلام میں راقم کا امر مانحن فیہ اول تو یوں موجود ہے کہ اسی رسالہ کے اخیر میں ایک جمعہ کی نماز کے متعلق جو اس نے تحریر ملحق کی ہے اوس میں اس قاعدہ کلیہ کو خود نیست و نابود کر دیا ہے کیونکہ وہاں آیت یاایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ .. الآیہ، پر آثار شرائط جمعہ کو مقدم رکھ کر ہزیان سرائی کی ہے ورنہ قاعدہ کلیہ اوس کا یہ چاہتا تھا کہ اخذ حکم جمعہ میں قرآن مقدم رہتا اور قرآن میں یہ حکم ہوتے ہوئے اون آثار کی طرف رجوع نہ ہوتا اور وہ یا ماؤل یا متروک ٹھہرتے۔

دوسرے یہ کہ اوس کا یہ قاعدہ کلیہ باتفاق جمہور اہل اسلام خود اسی کے بیان سے ہذیان محض ہے کیونکہ اوس نے شرائط جمعہ کی اسی رسالہ میں یوں کہا ہے:

شرائط جمعہ جو ثابت ہیں احادیث رسول اللہ ﷺ سے اور مجمع علیہ ہیں اجماع یا قول ہیں جمہور اہل اسلام کا وہی شرائط ہیں مذہب حنفی میں بلکہ اصل ہر واحد ان شرائط کا متفق علیہ ہے آئمہ اربعہ کا وہ شرائط دس ہیں۔ الخ

حالانکہ یہ اوس کا قاعدہ کلیہ چاہتا تھا کہ جو بلا شرط جمعہ قرآن شریف میں وارد ہے وہی معمول بہا ہوا اور سب کچھ ماؤل یا متروک ٹھہرے۔
تیسرے یہ کہ بالخصوص موافق قول امام ابی حنیفہ کے اوس کا یہ قاعدہ کلیہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہذیان ہے، کس لئے کہ یہاں تو اس نے یہ قاعدہ باندھا ہے اور اپنے رسالہ قول سدید میں یہ کہا ہے:

حا صله ان الما ل فی الحکم الثا بت بالنص و القیاس وا حد و هو ثبو ت الحکم بالنص لا ن المجتهد مظهر الحکم بوا سطة العلة لا مثبة لان الحا کم هو الله تعا لی و حده با لا جماع ۔

اب اوس کا یہ قول مع اوس کے قاعدہ کلیہ مذکور کے یہ چاہتا ہے کہ جس مسئلہ قیاسی کا استنباط قرآن سے ہو وہ مثل نص قرآنی کے حدیث پر مقدم ہے اور حدیث اس کے مقابلہ میں ماؤل یا متروک ہے حالانکہ امام صاحب علی العموم اپنے سب اقوال کی نسبت خواہ اون کا استنباط قرآن سے ہو خواہ حدیث سے یہ فرماتے ہیں کہ

اترکوا قو لی بخبر الرسو ل

چوتھے یہ کہ مذہب حنفی کے اصول کی کتابیں اوس کے اس ہذیان کو رد کرتی ہیں کیونکہ عامہ کتب اصول حنفیہ میں قیاس مجتہد کو دلیل رابع گنا ہے، اور اوس کا یہ ہذیان اوس قیاس مجتہد کا منجملہ دلیل اول ہونا چاہتا ہے جس کا محل استنباط قرآن ہو کما مرّ تقریره

پانچویں یہ کہ بیشتر فروع مسائل حنفیہ اوس کے اس ہذیان کے مبطل ہیں۔
اول مسئلہ یہ کہ کتب فقہ حنفی میں لونڈی کی عدت دو حیض ہیں اور قرآن مین لونڈی اور حرۂ مطلق عورت کے لئے مدت علت کہ ثلا ثة قرو ء وارد ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ مزنیہ کی ماں کو زانی پر حرام لکھا ہے اور قرآن میں ا حل لکم ما وراء ذا لکم وارد ہے

تیسرا مسئلہ یہ کہ تقدیر مہر میں دس درہم لکھے ہیں اور قرآن مجید میں مطلق مال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارد ہے۔

اورسوا اس کے اور مسائل اس قسم کے یہ چاہتے ہیں کہ اوس کا یہ قاعدہ ہذیان ہے ورنہ ان مسائل کے ماخذ ماؤل اور متروک ٹھہرتے اور قدر مذکورہء قرآن معمول بہا ہوتی اگرچہ بحکم اذا تعارضا تساقطا اور بحکم بناء فاسد برفاسد ہے، قدر مذکور سے ہی جو کچھ اوس نے اول سے آخر تک لکھا ہے مع تقریر جمعہ کے باطل ہے لیکن چونکہ راقم کو جزء ثانی (یعنی نقل روایت میں سرقہ کرنا) بھی اوس کی عادت قدیمہ کا جتانا ضرور ہے اس لئے اوس کے چند نظائر بھی اوس کے اسی رسالہ سے لکھتا ہوں۔ و بعد فبعد اول نظیر تو یہ ہے کہ بشر بن رافع کی مدح میں فقیہ کا لفظ جو تقریب میں تھا اوس کو اڑا کر فقط اتنا نقل کر دیا کہ

قال فی التقریب بشر بن رافع ضعیف الحدیث۔

اور یہ فقیہ کا لفظ اس لئے اڑایا کہ راوی حدیث کا زیادہ مجروح رہے۔

اور دوسری نظیر یہ ہے کہ ابو ہلال کو تقریب میں طبقہ سادسہ سے لکھا تھا، اس کو اڑا کر فقط اتنا نقل کر دیا

قال فی التقریب محمد بن سلیم ابو ھلال البصری صدوق فیه لین۔

طبقہ کا ذکر اس لئے اڑا دیا کہ اوس طبقے میں جرح کے سبب سے کوئی متروک الحدیث نہیں ہے چنانچہ تقریب میں ہے:

و لم یثبت فیه ما یترك حدیثه من اجله۔

اور بقیہ نظائر میں سرقہ و تحریف اسی غرض سے اس ظالم نے کی ہے کہ راوی زیادہ مجروح معلوم ہو نعوذ باللہ من ھذہ الخیانة فی الدین

اور تیسری نظیر یہ کہ ابو اسحاق سبیعی عمرو بن عبداللہ کی نسبت تقریب میں ثقہ عابد لکھا تھا، اس کو اڑا کر یونس بن ابی اسحاق کا ترجمہ نقل کر دیا اور یہ کہہ دیا:

قال فی التقریب یونس بن ابی اسحاق السبیعی الکوفی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدوق یهم قلیلاً ابو اسحاق السبیعی ا ختلط بآ خره

اور چوتھی نظیر یہ کہ العلاء بن اسدی کے ترجمہ میں سے صدوق کا لفظ اڑا دیا

اور پانچویں نظیر یہ کہ ابن کثیر کے ترجمہ میں سے صدوق کا لفظ اڑا دیا۔

چھٹی نظیر یہ کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے ترجمہ میں یہ لکھا تھا

عبد الر حمن بن ابی لیلی ا لا نصاری المد نی ثم الکو فی ثقه من الثا نیة ا ختلف فی سما عه من عمر۔

اس ظالم نے اوس کو تحریف کر کے محمد بن عبدالرحمٰن کا ترجمہ نقل کر دیا اور تقریب کا حوالہ دے دیا اور محمد بن عبدالرحمٰن کے ترجمہ میں سے بھی لفظ صدوق اڑا دیا۔اگر چہ اسی طرح اور بھی ایمان فروشیاں اس ستم گر نے نقل تراجم رواۃ اور طرح کی اور باتوں میں بھی کی ہیں مگر اس مختصر میں اسی قدر پر بس کی جو لوگ علماء کے اقوال کو اپنے دین کی اصلاح کے لئے سنتے اور مانتے ہیں وہ تو اسی قدر مذکور پر یقیناً آئندہ کو متنبہ ہو کر ایسے ہذیان مقال سارق الروایۃ محرف کلام کا قول کاہے کو مانیں گے، اور جو اتخذوا ا حبار هم و رهبا نهم ار با باً من دو ن الله .. ا لآ یه، میں سے ہیں اگر چہ ان کا بھی ایسے مفتری صریح سے برانگیختہ ہونا محتمل ہے

والا فعلی الشر ط المذ کور سا بقاً فبعد هذا ا خر نا ما ار د نا ایتا نه فی هذا المختصر و من یشا ء المز ید علی هذا فلینتظر و آ خر دعوا نا ان الحمد لله رب العا لمین

فقط۔ راقم السطور۔ محمد وحید عفی عنہ

تنبیہ :

ناظرین اعلان ہذا کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ پکار کے آمین کہنا اکثر صحابہ وتابعین اور جمہور فقہاء ومحدثین کا مذہب ہے جیسا کہ یہ امر کتاب جامع ترمذی و نووی شرح صحیح مسلم ومحلی شرح موطا سے ثابت ہے امام ابوعیسی ترمذی کتاب جامع ترمذی میں آمین پکار کے کہنے کی حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

اکثر صحابہ وتابعین کا یہی مذہب ہے اور یہی مذہب کا امام شافعی وامام احمد و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام اسحاق کا۔انتہی

اورامام نووی شرح صحیح مسلم مین بعد لکھنے بحث آمین کے لکھتے ہیں کہ کوفیوں اورامام ابوحنیفہ اورایک روایت میں امام مالک سے یہ ہے کہ امام آمین پکار کے نہ کہے، اور کہا کہ اکثروں نے کہ پکار کے کہے۔

اور مولانا سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں حدیث آمین بالجہر کی شرح میں لکھا ہے کہ استدلال پکڑا جمہور نے حدیث باب سے یعنی اوس حدیث سے کہ موطا میں آمین بالجہر کے باب میں نقل ہوئی ہے اور صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جملہ محدثین مثل امام بخاری و امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ اور امام داؤد علی الاصفہانی و ابن حبان و ابوبکر بن خزیمہ و دارمی اور امام محمد بن جریر طبری و ابن ابی شیبہ و خطابی و بیہقی و امام ابومحمد ابن حزم و دارقطنی و غیرھم کا بھی آمین بالجہر مذہب ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ روایت کی بیہقی نے عطا سے کہا عطاء نے کہ میں نے دوسو صحابہ کو اس مسجد میں یعنی مسجد نبوی ﷺ میں آمین پکار کر کہتے ہوئے پایا اور نام اون اکثر صحابہ میں سے جو آمین پکار کر کہتے تھے یہ ہیں: علی، بلال، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مغفل، انس بن مالک، وائل بن حجر، ابوزہیر نمیری، ابوموسی اشعری، ابو ہریرہ، معاذ بن جبل، سلمان فارسی، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عمر، عائشہ، وام الحصین، اور نام ان اکثر تابعین سے جو آمین پکار کے کہتے تھے بعض کے یہ ہیں، بنظر اختصار انہیں تھوڑے اسماء پر کفایت کی گئی: ابومیسرہ، زہری، عکرمہ، عطاء۔ اسی طرح ہے رسالہ عِلق ثمین میں۔ خلاصہ میں عطا تابعی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ یعنی عطاء نامی فقہاء سے ہیں۔ کہا سعد نے کہ تھے عطا ثقہ عالم، زیادہ روایت کرنے والے حدیث کے، منتہی ہوا فتوی دینا ان پر مکہ میں۔ کہا امام ابو حنیفہؒ نے کہ نہیں ملاقات کی میں نے کسی سے کہ وہ افضل ہو عطا سے۔ تو جب کہ ایسے ایسے صحابہ کبار و تابعین ابرار و مجتہدین نامدار و محدثین ذوالاقتدار کا پکار کے آمین کہنا مذہب ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ بنا اس مذہب کی خلاف ادلہ قرآنی احادیث ضعیفہ پر ہو۔ ہاں یہ تو البتہ قرین قیاس ہے کہ مذہب بعض جو مخالف جمہور کے ہو وہ ضعیف و مرجوح ٹھہرے جیسا کہ مذہب آمین بالاخفاء کا ہے اور ہم انشاءاللہ تعالی مذہب آمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالجہر کی ترجیح کے دلائل اور مخالف کے شبہات کے جوابات جب کہ رسالہ محمد شاہ صاحب کا مروج ہو کر مقبول بعض ناواقفوں کا ہو جائے گا لکھیں گے اور خوب ثابت کر دیں گے کہ مسلک آمین بالاخفاء بالکل ضعیف ہے اور بنا اس مذہب کی کسی ایک دو احادیث ضعیفہ اور کئی آثار منقطعہ مجروحہ پر ہے، نہ دلیل صحیح پر۔

اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ جمہور علماء صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس طرف ہیں کہ آمین باآواز کہنی سنت ہے اور آج تک اہل اسلام میں یہ عمل اسی طرح جاری ہے اور ملک عرب کے تمام بلاد میں کہ جہاں سے بنیاد دین اسلام کی ہے یہ فعل باعتقاد سنت پایا جاتا ہے اور ہندوستان میں بھی کبھی کسی مسلمان کو اس فعل کے ناجائز اور خلاف قرآن ہونے کا خیال نہ تھا اور نہ ہے مگر انہی حضرت کی بعض تحریرات کے ذریعہ سے بعض لوگوں میں یہ چرچا ہوا یہاں تک کہ بعض عوام کے دلوں میں نہایت ہی شورش پیدا ہوئی جس کے اثر کا ظہور میرٹھ کے بعض لوگوں کا حال ہے جس کی اصلاح بعد عرصہ کے ہوئی اور دہلی میں بھی لوگوں کو یاد ہو گا جو سال گذشتہ میں حضرت کے سبب سے شور وغل ہو چکا ہے لیکن حاکم کے انصاف اور تدبر اور نیک اور خیر اندیشوں کی اصلاح سے وہ شورش بالکل دب گئی تھی اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ کیا ہوا تھا اور موافق دستور قدیم جو لوگ باآواز آمین کہتے تھے وہ اپنے طریقے پر عمل کرتے ہیں اور جو لوگ آہستہ کہتے تھے وہ اپنے طور پر، کسی طرح کا باہم تعرض نہیں ہے۔ یہ صورت اصلاح دیکھ کر ان حضرت کو یوں خیال آیا کہ افسوس یہ میری پچھلی محنت مفت رائیگاں گئی اور وہ تدبیر جو پہلے کی تھی اور بعض عمائد بھی اس دھوکہ میں بسبب کم مائگی علم کے میرے ساتھ ہو گئے تھے اس کا راز فاش ہو گیا اور اس مسئلہ کی تحقیق کے سبب اکثر لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ حق کس کی جانب ہے اور پہلے سے بھی زیادہ اصلاح کی صورت ہو گئی، اس واسطے ان حضرت نے اب یہ تدبیر کی کہ پہلے اس مضمون کا ایک رسالہ چھپوا کر عوام میں اوسی خیال کو پھیلاؤں پھر بعض خاص لوگوں کی امداد سے وہی شورش پیدا کرا دوں، اور یہ خوب جان لیا کہ عوام لوگ میرے سرقہء روایات اور کنہہ کی بات کو کب پہنچیں گے لیکن افسوس ان حضرت کو یہ خیال نہ آیا کہ جو کوئی لوگوں کے امن میں خلل ڈالنے کا خیال رکھتا ہے اس کی تدبیروں کے پلٹ دینے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خدا خود ذمہ دار ہے۔ اب ہم ان حضرت کی دین داری ظاہر کرنے کے واسطے ایک اور بات لکھتے ہیں اگر لوگ اس پر غور کریں گے تو پھر کبھی اس شورش میں نہ پڑیں گے، وہ بات یہ ہے رسالہ بلاغ المبین فی اخفاء التا مین کے اوس قاعدہ کلیہ کو جو حدیث شریف کی بے اعتباری کے باب میں لکھا ہے پادری فانڈر کی ان پانچ دلیلوں سے جو کتاب میزان الحق میں درباب بے اعتباری احادیث کے ہیں ملالیں اور نیز پادری عماد الدین کی ان چھ دلیلوں سے جو اس نے کتاب ہدایت المسلمین میں لکھی ہیں اگر باہم یہ قاعدہ کلیہ اور وہ دلائل ستہ وخمسہ سے ملتے جلتے پاویں تو ان حضرت کی دین داری کو غور فرمائیں۔ سوائے اس کے کچھ فرق نہیں ہے کہ ان حضرت نے قرآن مجید کی آڑ میں احادیث کو بے اصل ٹھہرایا ہے اور اون پادریوں نے بغیر اس آڑ کی حدیث شریف کو نعوذ باللہ بے اعتباری ظاہر کی ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ ان حضرت نے یہ رسالہ بعض علماء کے پاس بھی واسطے ثبت مواہیر بھیجا ہے لہذا اون علماء کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ تاوقتیکہ خوب تحقیق نہ کرلیں ان کے رسالہ کا اعتبار نہ کریں۔

و ما علینا الا البلاغ المبین

حررہ احقر العبید عبد المجید عفی عنہ بتاریخ ۱۵ صفر ۱۲۹۴ھ

مطبع فاروقی دہلی میں چھپا

☆☆☆☆☆

و الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً و الصلوۃ و السلام علی سیّدنا و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

القرآن الکریم ۔تنزیل من رب الرحیم
ترتیب القاموس المحیط ۔ دارا العالم الکتب ۔ ریاض
انوار التنزیل واسرار التاویل،عبداللہ بن عمر بن محمد البیضاوی، دارا حیاء التراث العربی بیروت
تفسیر کبیر۔امام فخر الدین رازیؒ
تفسیر معالم التنزیل۔امام ابی محمد الحسین بن مسعود البغویؒ ۔دار ابن حزم ۱۴۲۳ھ
تراجم علماء حدیث ہند ۔ ابو یحیی امام خانؒ ۔ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی ۱۴۱۳ھ
موطا۔امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحیؒ
مسند،امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال الشیبانیؒ
صحیح بخاری۔امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ
صحیح مسلم ۔امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری النیسا بوریؒ
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ
جامع ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ ترمذیؒ
سنن ابن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ
مشکوۃ المصابیح۔ امام ابومحمد حسین بن مسعود البغوی۔امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیبؒ
دلائل الخیرات۔ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی۔ مکتبہ نوریہ بصیر پور،۲۰۰۳ء
حجۃ اللہ البالغہ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔حواشی محمد سالم ہاشم ۔۲۰۰۱ء
عقد الجید مترجم اردو از ساجد الرحمٰن کاندھلوی۔قرآن محل کراچی (اغلباً ۱۳۷۹ھ)
معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ۔دار المطرقہ ۔ بیروت لبنان
المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی۔مکتبہ بریل لیڈن
تنویر العینین شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزھۃ الخواطر ۔عربی ،سید عبدالحی لکھنوی

اعتصا م السنه فی قا مع البدعة ۔ محمد عبد الله مئوی ۔مطبع لوز کا ن پور ۱۲۹۲ھ ۔۱۸۷۵ء

اللبا ب فی صلوۃ ا لا حبا ب۔ محمد عبد الله مئوی مطبع لوز کا ن پور۱۲۹۲ھ ۔۱۸۷۵ء

ایصا ل طرق المصلین الی طریق رسو ل رب العا لمین محمد عبد الله مئوی مطبع لوز کا ن پور۱۲۹۲ھ ۔۱۸۷۵ء

کسوٹی: **ما انا علیه و اصحا بی ۔ حا فظ ایضا ح الحق** مطبع لوز کا ن پور۔ ۱۲۹۲ھ ۔۱۸۷۵ء

منح الباری فی تر جیح صحیح البخاری ۔محمد حسین بٹا لوی مطبع منشی گو بند سہا ئے لا ہور ۱۸۶۹ء

تبیان لرد البر ها ن ۔ محمد حسین بٹا لوی مطبع منشی گو بند سہا ئے لا ہور ۱۸۶۹ء

ضمیمہ نمبر اول اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۴۔ اگست ۱۸۷۷ء

مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۲ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۳ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۴ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۵۔ اگست ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۵ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۸۔ ستمبر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۶ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۵۔ ستمبر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۷ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۲۔ ستمبر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۸ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۹۔ ستمبر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۹ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۱۰ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۷ء

ضمیمہ نمبر ۱۱ ،اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۰۔ نومبر ۱۸۷۷ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ نمبر۱۲، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۴ نومبر ۱۸۷۷ء
ضمیمہ نمبر۱۳، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر یکم دسمبر ۱۸۷۷ء
ضمیمہ نمبر۱۴، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۸۔ دسمبر ۱۸۷۷ء
ضمیمہ نمبر۱۵، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۵۔ دسمبر ۱۸۷۷ء
ضمیمہ نمبر۱۶، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۲۔ دسمبر ۱۸۷۷ء
ضمیمہ نمبر اول سفیر ہندوستان امرتسر یکم جنوری ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر دوئم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۵۔جنوری ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر سوئم و چہارم، اخبار سفیر ہند امرتسر ۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر پنجم ، اخبار سفیر ہندوستان مرتسر ۲۶ جنوری ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر ششم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۶ فروری ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر ہفتم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر ہشتم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۔ مارچ ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر نہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۹۔ مارچ ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۶۔ مارچ ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر یاز دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۲۳۔ مارچ ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر دواز دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۶۔اپریل ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر سیز دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۱۲۔مئی ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر چہار دہم ، اخبار سفیر ہند امرتسر ۸۔جون ۱۸۷۸ء
ضمیمہ نمبر پانز دہم ، اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء
تتمہ دوم: اخبار سفیر ہندوستان امرتسر ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۷ء
تتمہ اخبار سفیر ہند امرتسر مطبوعہ ۱۸ مئی ۱۸۷۸ء
تتمہ نمبر اول اخبار سفیر ہند ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء دفعہ دوم اعلان عام
ضمیمہ نمبر پانز دہم اخبار سفیر ہندوستان مرتسر ۲۸ دسمبر ۱۸۷۸ء
اعلان دافع ہذیان
ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادلہ کاملہ، محمود حسن دیوبندی، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند، ۱۹۳۹ء
اظہار الادلہ۔ شاہ محمد کریم مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۶ھ
درج ذیل کتب سے حوالہ جات بواسطہ ویب سائیٹ الدرر السنية دیئے گئے ہیں۔
محمد بن اسماعیل البخاری ، الضعفاء الکبیر ، محمد بن عمر العقیلی ،دار الکتب العلمیه بیروت ١٤٠٤ھ ،
محمد بن اسماعیل بخاری ۔ التاریخ الکبیر ، دار الباز مکه مکرمه ،
سنن ترمذی دار الکتب العلمية ،
سنن الکبری، احمد بن الحسین البیهقی، دار المعرفة ١٤١٣ھ
سنن الدار قطنی ، علی بن عمر الدار قطنی دار المعرفة ، ١٤٢٢ھ
احمد بن علی بن حجر العسقلانی ، فتح الباری بشرح صحیح البخاری ، مکتبه السلفیه ١٤٠٧ھ ،
احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۔ التلخیص الحبیر
احمد بن علی بن حجر العسقلانی ، الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة ، مکتبة الفیصلیه ١٤١٣ھ ،
احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۔بلوغ المرام من ادلة الاحکام ، دار الفیحا، ١٤١٧ء
علامه عینی ۔ عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری ۔ طبع ١٤٢١ھ بیروت ۔
النووی شرح صحیح مسلم
محمد بن علی ابن المقلن، البدر المنیرفی تخریج الاحادیث و الآثار الواقعة فی الشرح الکبیر ، دار الهجرة السعودیة ١٤٢٥ھ ،
محمد بن علی ابن المقلن ،ابن ملقن ۔ تحفة المحتاج الی ادلة المنهاج ۔ طبع مکه ١٤٠٦ھ۔
احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیه ، حقیقة الاسلام و الایمان۔ طبع ١٤٠٩ھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیه ، مجموع فتاوی شیخ ا لاسلا م ابن تیمیه، طبع او لی ۱۳۹۸ھ

۞احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیه ، اقتضا ء الصرا ط المستقیم لمخا لفة اصحا ب الجحیم ، مکتبه الرشد الر یا ض ، ۱٤۲۱ھ ،

۞علی بن ابی بکر الهیثمی، مجمع الزوا ئد و منبع الفوا ئد ، مو سسة المعارف ۱٤۰٦ھ ،

۞ا بن ابی حا تم .الجر ح و التعدیل. بیرو ت ۱۲۷۱ھ

۞محمد ابن حبا ن البستی،، تعلیقا ت الدار قطنی علی المجرو حین. الفاروق الحد یثیة القا هره ۱٤۱٤ھ ،

۞محمد ابن حبا ن البستی ، المجروحین من المحد ثین ، دار الصمیعی ۱٤۲۰ھ .

۞عبد الله بن ا حمد بن عدی ،الکا مل فی ضعفا ء الر جا ل . دار الکتب العلمیه ۱٤۱۸ھ

۞علی بن ا حمدبن حز م، المحلی با لآ ثار ، دار الجیل.

۞الوهم و الا یها م لا بن قطا ن

۞تهذ یب الکما ل للمزی .

۞محمد بن طا هر المقدسی ابن القیسرا نی ، معرفة التذ کرة فی الا حادیث الموضو عة ، بیرو ت ۱٤۰٦ھ .

۞محمد بن طا هر المقدسی القیسرانی ، تذ کرة الحفا ظ ۳٤٥، دار الصمیعی الریا ض ۱٤۱٥ھ ،

۞محمد بن ا حمد بن عثما ن الذهبی ،میزا ن الا عتدا ل فی نقد الرجال ، دار المعرفة بیرو ت

۞محمد بن ا حمد بن عثما ن الذهبی، تلخیص العلل المتنا هیة، مکتبة الرشد الر یا ض ۱٤۱۹ھ

۞خیر الکلا م فی القرأة خلف ا لا ما م ، مکتبة ا لا یما ن المدینة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنورة ١٤٠٥ھ
●محمد بن عمر العقیلی۔ الضعفا ء الکبیر، دار الکتب العلمیه بیرو ت ١٤٠٤ھ
●مقبل بن ها دی الوا دعی ،ا حا دیث معلة ظا هر ها الصحة ۔دار الآثار یمن ، طبع ١٤٢١ھ ،
●عبد الر حیم بن الحسین العراقی طر ح التثریب فی شر ح التقریب مو سسة التا ریخ العربی ، ١٤١٣ھ
●تهذ یب ا لآ ثار و تفصیل الثا بت عن رسو ل الله ، محمد بن جریرطبری ،مسند ابن عباس ۔ مطبعة المد نی
●الذهبی، میزا ن الا عتدا ل فی نقد الرجال ، دار المعرفة بیرو ت،
●علی بن ابی بکر الهیثمی مجمع الزوا ئد و منبع الفوا ئد ، موسسة المعارف ١٤٠٦ھ ،
●یوسف بن عبد الله بن عبد البر ، جا مع بیا ن العلم و فضله ، دار ابن الجوزی، الدمام ١٤١٩ھ ،
●شر ح السنة ، حسین بن مسعود البغوی، دار الکتب العلمیه ١٤١٢ھ
●زکی الدین عبد العظیم المنذری ، التر غیب و التر هیب ، دار الفجر للترا ث قا هره ، ١٤٢١ھ
●عبد الر حمن بن ابی بکر السیو طی ، الجا مع الصغیر فی ا حا دیث البشیر النذ یر ۔ دار الکتب العلمیه بیرو ت
●محمد بن علی الشو کا نی، نیل ا لا و طار شر ح منتقی الا خبار ، دار الفکر ١٤٠٣ھ
●عو ن المعبو د شر ح سنن ابی دا ؤد، محمدشمس الحق العظیم آبادی طبع بیرو ت ١٤٢١ھ
●تحفة ا لا حو ذی،عبد الر حمن المبار ك فوری
●اروا ء الغلیل فی تخر یج احادیث منار السبیل ، محمد نا صر الدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الالبا نی، المکتب ا لاسلا می بیروت ١٣٩٩ھ
⚘محمد نا صر الدین ا لا لبا نی ۔ صفة صلوة النبی ﷺ ، من التکبیر الی التسلیم کانك تراہ ، مکتبة المعارف ١٤١٧ھ
⚘محمد نا صر الدین الالبا نی ، السلسلة الضعیفیة والمو ضو عة و اثر ھا السیء فی ا لا مة ، دار المعارف الر یا ض طبع او لی
⚘محمد نا صر الدین الالبا نی، ا صل صفة الصلاة، طبعه اولی ١٤٢٧ھ
⚘محمد نا صر الدین الالبا نی ، ضعیف سنن التر مذی، المکتب الاسلا می بیرو ت ١٤١١ھ
⚘محمد نا صر الدین الالبا نی ، صحیح الجا مع الصغیر و زیا دته ، المکتب ا لاسلا می بیروت ١٤٠٨ھ
⚘محمد نا صر الدین الا لبا نی ، صحیح سنن ابی دا ؤد ، مکتب التربیة لدول الخلیج ، ١٤٠٩ھ
⚘محمد نا صر الدین ا لالبا نی ۔ حکم تحریم آ لا ت الطر ب، دار الصدیق، ١٤٢٠ھ،
⚘محمد نا صر الدین ا لا لبا نی ، ا حکا م الجنا ئز و بد عها، مکتبه المعارف ١٤١٢ھ ،
⚘مجموع فتاوی و مقا لا ت متنوعه، عبد العزیز بن عبد الله بن باز ۔طبع التاسعه عشرة ، دار القاسم الر یا ض ۔
⚘مجموع فتاوی و رسا ئل ، محمد بن صا لح بن عثیمین، دار الثر یا ۔ ١٤١٩ھ ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ